مقامِ رسول
مؤلف
حضرت علامہ مفتی ابو الحسن محمد منظور احمد فیضی
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی پاکستان

مقام رسول ﷺ

مؤلف
حضرت علامہ مفتی ابو الحسن محمد منظور احمد فیضی
مہتمم جامعہ فیضیہ رضویہ و فیض الاسلام احمد پور شرقیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی پاکستان

نام کتاب	مقام رسول ﷺ
مصنف	حضرت علامہ مفتی ابوالحسن محمد منظور احمد فیضی
تاریخ اشاعت	اپریل 2007ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 444
قیمت	[illegible] روپے -/

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔7221953 فیکس:۔042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-221201-2630411۔ فیکس:۔021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

نذرانۂ عقیدت

ببارگاہِ سلطان الانبیاء زیبِ مقامِ دنیٰ فتدلّٰی

حضرت احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ علیہِ التحیۃِ والثنا

والصلوٰۃ والسلام فی کل حین بعدد معلومات

اللہ الاعلیٰ باُمیدِ شفاعتِ روزِ جزا

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

فقیر فیضی غفرلہ

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي ۔ وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ ۔ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

حضرتِ حسّان

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِي ۔ لٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِي بِمُحَمَّدٍ

حضرتِ حسّان

بَلَغَ الْعُلٰى بِكَمَالِهِ، كَشَفَ الدُّجٰى بِجَمَالِهِ ۔ حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهِ، صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ ۔ (سعدی علیہ الرحمۃ)

عرش است کمیں پایہ زایوانِ محمد ۔ جبریلِ امین خادمِ دربانِ محمد

شیخ سعدی

خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات ۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کس نیست در جہاں کہ زحسنت عجب نماند ۔ اے در کمالِ حسن عجب تر زہر عجیب

کسے بہ حسن و ملاحت بہ یارِ ما نرسد ۔ ترا دریں سخن انکار کارِ ما نرسد

ہزار نقش برآید ز کلکِ صنع و لے ۔ یکے بخوبیٔ نقشِ نگارِ ما نرسد

اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳۸۴

سنیدہ ام کہ دیدار تو دید نہ بے ولیکن چناں کہ توئی آنچناں ندید کسے

مقام تو محمود نامت محمد ﷺ بدلسیاں مقامے دنا مے کہ دارد

شب معراج عروج تو از افلاک گذشت بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

ہر کس بقدرِ خویش بجائے رسیدہ است آنجا کہ جائے نیست تو آنجار سیدۂ

ہمہ خلق گوید ثنائے خدارا خدا خود بگوید ثنائے محمد ﷺ
جامی

مصطفیٰ نورِ جناب امرکن آفتاب برج علم من لدن
اعلیٰ حضرت

معدنِ اسرارِ علّامُ الغیوب برزخ بحرین امکان و وجوب

وصفِ او از قدرتِ انسان وراست حَاشَاللہ ایں ہمہ تفہیم راست

نورِ حق از شرق بے مثلی بتافت عالمے از تابشِ او کام یافت

دفعتًا برخاست اندر مدح او از زباں ہاشو رِلا مثل لہٗ"

زہے عزت واعتلائے محمد ﷺ کہ ہے عرشِ حق زیر پائے محمد ﷺ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی   سب سے بالا و والا ہمارا نبی

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی   دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری   حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

اعلیٰ حضرت

سُبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک   کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

قطب گولڑہ

ہم چُناں آنراز دانِ جزو و کل   گرد پالیش سُرمۂ چشمِ رسل

گُفت با اُمت ز دُنیاءِ شُما   دوستدارم طاعت و طیب و نسا

گر تُرا ذوقِ معانی راہنما است   نکتہ پوشیدہ دَر حرفِ شُما است

اقبال

یعنی آں شمعِ شبستانِ وجود   بُود دَر دُنیا و اَز دُنیا نبود

جلوۂ اُو قدسیاں را سینہ سوز   بُود اندر آب و گِل آدم ہنوز

من ندانم مرز و بوم اُو کجا ست

ایں قدر دانم کہ با ما آشنا ست

اقبال

فہرست کتاب

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی الہ وصحبہ اجمعین

مقام رسول ﷺ کو کما حقہ بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں یہ ہمارا ہی دعویٰ نہیں بلکہ محدثین، مفسرین کا بھی یہی قول ہے نیز مصلح الملۃ والدین شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا

ندانم کدا تھیں سخن گویمت ۔ تو بالا تریں زانچہ من گویمت

نیز اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت ماحی شرک بدعت حامی دین وسنت مجدد دین ملت الشاہ الامام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو ۔ عقل عالم سے ماوراء ہو

کنز مکتوم ازل میں ۔ در مکنون خدا ہو

سب جہت کے دائرے میں ۔ شش جہت سے تم وراء ہو

میرے ابا جی قبلہ بیہقی وقت شیخ الحدیث والتفسیر مناظر اعظم استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد منظور احمد فیضی صاحب دامت برکاتہم نے زیر نظر کتاب لکھ کر ایوان نجد میں تہلکہ مچا دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے مقام کو واضح کرنے کیلئے یہ کتاب چودہ سو سالہ احادیث وتفاسیر واقوال ائمہ کا مجموعہ ہے۔ منکرین مقام رسول ﷺ نے اس کتاب کو بند کرانے کی بڑی کوشش کی کہ حضور نبی کریم ﷺ کی شان واضح کیوں ہے؟ اور سیشن کورٹ پھر ہائی کورٹ میں مناظرے ہوئے الحمد للہ "مقام رسول" ﷺ نے ہر جگہ مناظرہ جیتا۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام بیان کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

ذکر ہے اونچا تیرا بول بالا تیرا

کتاب "مقام رسول" ﷺ کے متعدد ایڈیشن کافی عرصے سے منظر عام پر آرہے ہیں لیکن اس مرتبہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز نئی کمپوزنگ، نئی جدت سے لا رہا ہے ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب لبیب صدقے اس ادارہ کو مزید ترقی سے نوازے۔ امین بجاہ النبی الامین ﷺ

اکرام المحسن الفیضی المدنی

۱۶ر ستمبر ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِمَنْ لَّایُمْکِنُ اِحْصَآءُ نِعْمَاتِہٖ وَعَدُّ مَوَاھِبِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا یُمْکِنُ حَصْرُ فَضَآئِلِہٖ وَعَدُّ مُحَاسِنِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَئِمَّۃِ مِلَّتِہِ الَّذِیْنَ خَاضُوْا فِیْ بِحَارِ فَضَآئِلِہٖ فَلَمْ یُدْرِکُوْا قَعْرَ مَحَامِدِہٖ فَلَا یَعْلَمُ اَحَدٌ وَّلَا یُمْکِنُ لِاَحَدٍ اَنْ یَّعْلَمَ حَقِیْقَۃِ حَمْدِہٖ تَعَالٰی وَنَعْتَ حَبِیْبِہٖ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی لِاَنَّہٗ لَمْ یَعْرِفْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ کَمَا عَرَفَہٗ رَبُّہٗ کَمَا لَمْ یَعْرِفْہُ تَعَالٰی اَحَدٌ مِثْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اللہ تعالیٰ کی تعریف اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درود اور سلام کے بعد قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ مقام رسول ﷺ کی عظمت بتانے کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے تاکہ بے خبر لوگوں کو پتہ چلے کہ مقام رسول ﷺ کتنا بلند و بالا ہے۔ پھر اس کے بعد ان ناشائستہ کلمات سے پرہیز کریں جو گمراہ و بے ادب علماء کی صحبت و تلقین سے حضور ﷺ کے حق میں کہہ دیتے ہیں۔ اس کتاب کو چار بابوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلا باب۔ حضور ﷺ کے فضائل بے شمار ہیں۔ جتنا مبالغہ سے تعظیم و تعریف کرو کم ہے۔

دوسرا باب۔ بعض خصائص و فضائل سید عالم ﷺ

تیسرا باب۔ حضور ﷺ کی توہین کرنے والے پہ شرعی حکم

چوتھا باب۔ حب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت اور اس کے فوائد

پہلے باب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ تعظیم و تعریف رسول اللہ ﷺ بڑھ چڑھ کر کرنی چاہیے۔ یہی اہم فریضہ ہے مومن اپنے نبی کی جتنی تعریف کرے تھوڑی ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے فضائل اور کمالات کی کوئی حد نہیں اور دوسرے باب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ توہین رسول اللہ ﷺ کتنی بری چیز ہے اور اس توہین سے دارین کی خواری قبر و حشر کی ندامت ہوگی۔ عذاب الیم و عذاب مہین کے جوتے پڑیں گے کفر و ارتداد کے شرعی فتوے نافذ ہوں گے اور قتل جیسی ضرب کاری کا شرعی حکم جاری ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں جلنا نصیب ہوگا۔ فالعیاذ باللہ تعالیٰ۔

یہ کتاب آیات قرآنی اوراحادیث واقوال آئمہ وعلماء امصار سے مزین ہے۔مولیٰ کریم اس کتاب کوغافلوں کے لئے سبب تذکیر وعاشقان رسول ﷺ کے لئے سبب تسکین قلوب کرے اوراسی کے محبوب مولیٰ کریم اس فقیر کو ہمیشہ ہمیشہ حضور کی حاضری میں رکھے اور خاتمہ ایمان پر ہو۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (آمین)

ازقلم
فقیرابوالحسن منظوراحمد فیضی غفرلہ

تعارف مصنف

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد منظور احمد فیضی مدظلہ العالی

ازقلم: صاحبزادہ علامہ مفتی محمد محسن فیضی صاحب مدظلہ العالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی الہ و صحبہ اجمعین

تخلیق کائنات کے ساتھ ہی جب سے خلاق کائنات نے ابن آدم کو وَلَقَدۡ کَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ سے عزت و مقام عطا فرمایا تو اسے پردہ عدم سے عرصہ شہود میں لاکر زمین پر آباد فرمایا۔ بقول شاعر ؎

عدم سے وجود میں لائی ہے جستجوئے رسول ﷺ
کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول ﷺ

ہر دور اور ہر عہد میں دینی امور رشد و ہدایت اور دنیوی ضروریات، فلاح و بہبود کے فیضان کے لئے حضرات انبیاء کرام علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بعد اولیائے کاملین اور علمائے ربانیین کو ان کا وارث بنا کر مبعوث کیا اور اپنے اسی مشن کو جاری و ساری رکھا۔ جن کی ذات والا صفات ہر فرد و بشر کے لئے سنگ میل ثابت ہو اور ان کی حیات طیبہ تمام بنی نوع انسان کے لئے مشعل راہ ہو۔

دور حاضر اور ماضی میں ترقی کے نام پر اخلاقی اقدار اور اسلام کے نام پر بانی اسلام کے مخالفوں سے جو خطرات لاحق ہوئے ان کے سدباب کے لئے علمائے حق اور صوفیائے کرام نے قرون اولیٰ کے اکابرین کی طرح میدان عمل میں اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف رہ کر علماء سوء کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دندان شکن جواب دے کر انہیں لاجواب کیا۔

سرزمین احمد پور شرقیہ (جو کبھی علمائے سوء کا مرکز رہی) کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہستی کا انتخاب کیا جو علمی و عملی کردار و اخلاق میں اپنی مثال آپ ہے۔ جن کو اپنے بیگانے تسلیم کرتے ہیں۔ امام المفسرین، استاذ المحدثین، مناظر اہلسنّت، نابغہ عصر، شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ الاساتذہ، جامع المعقول والمنقول، حاوی الفروع والاصول، صاحب تصانیف کثیرہ، زائر رسول اللہ ﷺ (مرازا)، عاشق مصطفیٰ، پیر طریقت، رہبر شریعت، فخر العلماء والصلحاء، آقائے نعمت، مربی جسم و روح، سیدی و سندی و وسیلتی و ذخیرتی وملجائی و ماوی، حضرت الحاج محبوب حبیب علامہ محمد منظور احمد فیضی مشرفاً، حنفی مذہباً، مدنی محبتاً، بلوچ نسبتاً، اوچی مولداً، احمد پوری وطناً ادام اللہ ظل عاطفتہ علینا بالصحۃ والسلامۃ والرضاء

والدعاء ابدا، والحضور دائما، یہ شخصیت یہ ذات والاصفات محتاج تعارف نہیں۔

مشک انست کہ خود بوید نہ انست کہ عطار بگوید

آفتاب آمد دلیل آفتاب

آپ قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کو اپنی عالمانہ صلاحیت اور ضیاء باریوں سے منور کرتے ہیں اور عشاق مصطفیٰ ﷺ کو چھلکتے جام پلا کر سکون وقرار دیتے ہیں اور گم گشتگان بادیہ ضلالت اور موذیان رسول کو اپنی علمی وروحانی اور نورانی شعاعوں سے راہ ہدایت کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں۔ جن کی ہر تقریر وتحریر کے علمی وروحانی فیضان سے نجدیت ووہابیت کے قصر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں اور طاغوتی قوتیں پاش پاش ہو جاتی ہیں۔

آپ کی پیدائش

آپ کی پیدائش، بستی فیض آباد علاقہ مدینۃ الاولیاء اوچ شریف ضلع بہاولپور، پاکستان کے ایک عظیم علمی وروحانی گھرانے میں ہوئی۔ آپ، پیر طریقت، عارف باللہ، عاشق رسول اللہ، پروانہ مدینہ منورہ، فنافی الشیخ، استاذ العلماء والعرفاء حضرت علامہ الحاج پیر محمد ظریف صاحب فیضی قدس سرہ کے دولت کدہ میں 2 رمضان المبارک 1358 ہجری بمطابق 16/ اکتوبر 1939ء شب پیر بوقت صبح صادق جلوہ افروز ہوئے۔

آپ کا سلسلہ نسب

علامہ محمد شریف الشہیر علامہ محمد منظور احمد صاحب فیضی ابن علامہ محمد ظریف فیضی ابن علامہ الٰہی بخش قادری ابن حاجی پیر بخش رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ۔

قیل...... آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ایک کنیز کے واسطہ سے جا ملتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

آپ کے والد گرامی قدس سرہ السامی وقت کے ثانی شیخ سعدی وجامی تھے آپ نے اپنی زندگی درس وتدریس اور عشق خیر الوریٰ علیہ التحیۃ والثناء میں بسر کی۔ آپ کی خواہش یہی تھی کہ............

مدینہ جاؤں پھر آؤں پھر جاؤں
میری زندگی یونہی تمام ہو جائے

آپ 20 سے 25 مرتبہ حاضری حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے آپ کے وصال

(شوال 1315 ہجری بمطابق 1995ء) کے بعد چودھری محمد اشرف صاحب حال مقیم بہاولپور نے آپ کو جیتے جاگتے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ ہر جگہ، ہر مقام پر دیکھا۔ اور یہ بات حلفاً بیان کی۔

آپ کے دادا حضرت مولانا الٰہی بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ فارسی اور فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ نہایت متقی، پابند شریعت اور شب زندہ دار بزرگ تھے اور سلسلہ قادریہ میں حضرت قبلہ صالح محمد صاحب قادری، سوئی شریف، سندھ سے نسبت رکھتے تھے۔

آپ کی ولادت کی بشارت

آپ کے والد محترم علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ، حضور قبلہ غوث زماں، صاحب ذوق بلالی، استاذ العلماء والعرفاء حضرت قبلہ خواجہ فیض محمد شاہ جمالی علیہ الرحمہ الباری کے شاگرد و مرید خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ حضرت شاہ جمالی کریم کو مولانا عبدالکریم صاحب فیضی اعوان علیہ الرحمۃ الرضوان نے مدینہ منورہ سے واپسی کے موقع پر عجوہ کھجوریں پیش کیں۔ قبلہ شاہ جمالی کریم نے پہلے ایک دانہ علامہ پیر محمد ظریف کو عطا فرمایا اور فرمایا یہ تمہارے بیٹے کا حصہ ہے جو کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام الغفار نے مدینہ منورہ سے ارسال فرمایا ہے جب کہ ابھی علامہ فیضی صاحب مدظلہ پیدا نہیں ہوئے تھے اور نہ والدہ کے بطن میں تھے۔ آپ کے والد محترم نے دریافت کیا حضور میرا بچہ؟ آپ نے فرمایا ہاں! ہاں! تیرا بچہ...... آپ نے دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا اس کا نام محمد شریف رکھنا (بعد میں آپ نے اس نام کو تبدیل فرما کر منظور احمد منتخب فرمایا اور سلسلہ چشتیہ جمالیہ میں بھی محمد منظور احمد درج ہے) اور یہ کھجور پہلے دن اس کو گھٹی میں کھلانا آپ نے وہ کھجور ایک سال تک محفوظ رکھی۔ سال بعد اللہ تعالیٰ نے حسب فرمان مرشد شاہ جمالی کریم آپ کو ایسا عظیم علمی و روحانی صفات کا پیکر بیٹا عطا فرمایا جو نہ صرف منظورِ احمد ﷺ ہوا۔ بلکہ منظورِ عالم بن گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالك حمدا کثیرا۔

رفتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ ام

نازم بآں زماں کہ بلطفم خریدہ

پھر اسی کھجور عجوہ مبارک سے آپ کو پہلے دن گھٹی دی گئی (درج الآلی صفحہ 84-83) آپ کی والدہ محترمہ ایک صالحہ، حاجہ و متقیہ خاتون تھیں۔ بغیر وضو کے آپ کو دودھ نہ پلاتی تھیں۔ سبحان اللہ العظیم۔

بچپن میں ذکر اللہ کرنا

آپ کی عمر مبارک تقریباً ایک سال کی تھی حضرت مرشد شاہ جمالی کریم خواجہ غلام فرید ادام المجید

تقریباً ایک سال کی تھی حضرت مرشد شاہ جمالی کریم خواجہ غلام فرید ادام المجید فی لقاء الحمید کے سالانہ عرس 7 ربیع الثانی 1359 ہجری سے واپسی کے موقع پر آپ کے گھر بستی فیض آباد تشریف لائے۔ آپ کی دادی صاحبہ آپ کو حضرت شاہ جمالی کریم کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کی حضور! اس کے لئے دعا فرمائیں۔ پھر آپ کے والد محترم علامہ پیر محمد ظریف صاحب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور! منظور احمد کو بیعت کر لیں۔ آپ نے فرمایا ابھی بچہ ہے۔ آپ کے والد نے عرض کیا حضور کیا خواجہ اللہ بخش تونسوی نے آخری وقت بچوں کو بیعت نہیں کیا تھا؟ پھر آپ نے بیعت فرمایا اور کہا ''بچو آکھ اللہ'' یعنی بچے کہو اللہ، دو تین بار یہی فرمایا، جب تیسری بار فرمایا تو آپ نے اسی وقت صغرسنی میں اپنی دادی کے ہاتھوں میں کودتے ہوئے...... اللہ، اللہ...... کہنا شروع کر دیا۔

ایں طاقت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

علم عظیم کی بشارت

ذکر اللہ کے بعد آپ نے علامہ فیضی مدظلہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا: ''باپ سے بڑا عالم ہوگا''۔

ولایت کی بشارت

آپ کے والد محترم اپنی کتاب ''درج الآلی، صفحہ 85'' پر رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ فقیر رات کو اپنے گھر بستی فیض آباد میں سویا ہوا تھا کہ حضرت شاہ جمالی کریم کی مجھے زیارت ہوئی۔ آپ نے ایک طالب علم کی دستار بندی کی اور فرمایا...... تو پڑھائے گا...... پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ...... ''تیرا بیٹا ولی اللہ ہے''۔ میں نے عرض کی حضور نے فرمایا تھا کہ ''بڑا عالم ہوگا'' آپ نے فرمایا ''بڑا عالم بھی ہے اور ولی اللہ بھی ہے'' بفضلہ تعالیٰ دونوں چیزیں مکمل ہوگئیں۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

محبوبیت کے درجہ پر فائز ہونا

غوث زماں، قبلہ خواجہ فیض محمد شاہ جمالی (جو کہ دوران تدریس آنکھیں بند کر کے ادق مسئلہ و مقام سرکار دو عالم ﷺ سے دریافت فرما لیتے تھے) اپنے شاگرد و مرید و محبوب علامہ فیضی صاحب مدظلہ العالی کے بارے میں اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے ''اللہ اپناں محبوب ڈتے''۔ یعنی اللہ نے اپنا محبوب

دے دیا ہے، اب کسی اور محبوب کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

قلندر وقت، غوث زماں، سلطان العارفین، حضرت قبلہ خواجہ پیر غلام یاسین فیضی شاہ جمالی بھی کئی بار اپنے مریدوں وغلاموں کے سامنے فرمایا کرتے تھے کہ: ''علامہ محمد منظور احمد فیضی صاحب بڑے عالم ہیں'' مزید فرمایا کرتے تھے کہ ''توں محبوب نیں، یعنی تم محبوب ہو''۔

بسم اللہ، آغاز تعلیم

جب آپ کی عمر مبارک کو چار سال چار ماہ چار دن ہوئے یعنی 6 محرم الحرام 1362 ہجری بروز پیر جامع مسجد سندیلہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان میں (جہاں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے) قبلہ شاہ جمالی کریم نے دوبارہ بیعت فرمایا اور قرآن مجید شروع کرایا اور سورۃ فاتحہ شریف پڑھائی پھر آپ نے ابتدائی تعلیم قرآن پاک، فارسی، صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ، منطق، مشکوٰۃ شریف، جلالین تک اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔

ابھی آپ کافیہ نحو کی مشہور درسی کتاب پڑھتے تھے کہ غزالی زمان، ضیغم اسلام، محدث پاکستان علامہ پیر سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ نے آپ سے ''عدل'' کے متعلق سوال فرمایا۔ آپ نے تسلی بخش جواب دیا آپ خوش ہوئے اور فرمایا مولانا صاحب! اپنا بیٹا مجھے دو۔

آپ کے والد ماجد نے جواباً عرض کیا حضور ابھی بچہ ہے آپ کی بات سمجھنے کے لائق ہو جائے تو پھر آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ چنانچہ حسب وعدہ آپ کو مشکوٰۃ جلالین کی تکمیل کے بعد جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل اور علم حدیث کے حصول کے لئے آپ نے غزالی زماں، رازی دوراں قبلہ کاظمی کریم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے تقریباً بیس سال کی عمر مبارک میں 17 شوال المکرم، 1378 ہجری بمطابق 26/اپریل 1959ء کو مدرسہ انوار العلوم ملتان سے سند فراغت حاصل فرمائی۔ پھر آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے فاضل عربی کا امتحان پاس کیا اور بعدہ آپ نے اپنے والد ماجد سے علم تصوف میں تحفہ مراسلہ، لوائح جامی شریف، توفیقہ شریف اور مثنوی شریف وغیرہ پڑھ کر حدیث شریف اور جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ کی سند فراغت حاصل فرمائی۔ جس سال آپ نے مدرسہ انوار العلوم ملتان سے سند فراغت حاصل کی اسی سال مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں حضور نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ گر اور ضوفگن تھے۔ الحمدللہ حمداً کثیراً۔ کرم بالائے کرم۔

سند الحدیث من الشیخ المحقق

شیخ المحققین برکت رسول اللہ فی الہند محقق علی الاطلاق سند المحدثین شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ جن کو ہزرات حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوتا تھا...... زہے نصیب...... نے فراغت والے سال، علامہ فیضی صاحب کو عالم رؤیا میں سند حدیث خود عطا فرمائی۔

آپ اپنے اعلیٰ علمی و روحانی مرتبہ و مقام کی وجہ سے بزرگان تونسہ شریف، گولڑہ شریف، سیال شریف اور قبلہ مفتی اعظم ہند، امام ضیاء الدین مدنی، شیخ علاء الدین بکری مدنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔

اکتساب فیض وخلافت

آپ اپنے والد ماجد محقق سند المدرسین حضرت علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی اور حضور قبلہ غوث زماں خواجہ فیض محمد شاہ جمالی اور غزالی زماں، امام اہلسنّت حضور قبلہ سید احمد سعید شاہ کاظمی کے علاوہ قلندر وقت سلطان العارفین حضرت قبلہ خواجہ غلام یاسین فیضی شاہ جمالی (نے خود گھر آکر خلافت عطا فرمائی اور بار بار حکم دیا کہ مرید کیا کرو) حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری بریلی شریف اور حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین صاحب قادری مدنی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اکتساب فیض کیا۔

کسی کو محنت کرکے اور مطالعہ کے بعد خرقہ خلافت عطا ہوا مگر آپ کو بن مانگے اور بلا کر دیا بلکہ خود گھر آکر عطا کیا۔ بقول شاعر ؎

بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں

مدرسہ مدینۃ العلوم کا سنگ بنیاد

آپ نے فراغت علوم عقلیہ ونقلیہ کے بعد 11/ذوالحجہ 1979 ہجری کو اپنے آبائی گاؤں بستی فیض آباد علاقہ اوچ شریف مدینۃ الاولیاء، ضلع بہاولپور میں ایک بڑے ادارے مدرسہ مدینۃ العلوم کی بنیاد رکھی۔ یہ ادارہ اپنی مثال آپ تھا۔ ایک گاؤں میں علم وعرفان کے سمندر جاری ہوگئے۔ مختصر عرصہ میں یہ ادارہ پورے پاکستان بلکہ برصغیر میں اچھی شہرت حاصل کرگیا اور پاکستان کے اطراف واکناف افغانستان، غزنی، بنگلہ دیش سے تشنگان علوم ومعارف اپنی علمی وروحانی پیاس بجھانے کے لئے جوق در جوق گاؤں میں آن پہنچے۔

ادارہ ہذا 12/جمادی الثانی 1388 ہجری تک علم وحکمت کے دریا بہاتا رہا اور تشنگان علوم و معارف کی پیاس بجھاتا رہا۔ مختلف علاقہ جات وممالک افغانستان، بھارت اور اندرون ملک سندھ، پنجاب اور کشمیر سے علم کے شیدائی ومتلاشی آتے رہے اور اکتساب علم کرکے پوری دنیا کو فیض یاب کرتے رہے اور آج تک کررہے ہیں آج بھی اسی ادارہ کے فارغ التحصیل علماء کرام آپ کے تلامذہ

نامور اساتذہ، محدث، مفسر، مناظر اور محقق کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور اندرون ملک اور بیرون ملک دنیا کے مختلف خطہ جات میں تبلیغ دین اسلام اور مذہب حقہ اہلسنت کا تحفظ کر کے اپنے فرائض باحسن انجام دے رہے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

مدرسہ مدینۃ العلوم کے چند قابل ترین علماء کرام

(فارغ التحصیل طلباء آپ کے تلامذہ)

1۔ مناظر اسلام علامہ مفتی محمد اقبال سعیدی	نائب شیخ الحدیث، انوار العلوم ملتان
2۔ علامہ صوفی محمد حفیظ الدین حیدر	(چٹاگانگ، بھارت) حال پرنسپل جامعہ ظریف العلوم مزنبیق، ساؤتھ افریقہ
3۔ علامہ سید غیاث الدین شاہ صاحب	غزنی، افغانستان
4۔ علامہ صاحبزادہ نظام الدین صاحب	پوتا مولانا محمد یار فریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گڑھی اختیار خان پور
5۔ علامہ عبدالرزاق صاحب	راولپنڈی
6۔ علامہ قبول احمد صاحب فیضی	ترنڈ محمد پناہ، رحیم یار خان
7۔ علامہ غلام رسول صاحب سعیدی	خطیب آرمی پاکستان
8۔ علامہ غلام محمد صاحب سعیدی	ترنڈ محمد پناہ، رحیم یار خان
9۔ علامہ غلام قادر صاحب	سمرسٹہ، بہاولپور
10۔ علامہ کریم بخش صاحب سعیدی	خطیب لیاقت پور، رحیم یار خان
11۔ علامہ حافظ محمد عارف صاحب سعیدی	خطیب و امام کھتری مسجد میٹھادر و مدرس المدنیہ دعوت اسلامی کھارادر برانچ، کراچی۔

مدرسہ فیضیہ رضویہ احمد پور شرقیہ کا قیام

12 رجمادی الاولی 1388 ہجری کو آپ نے یہ ادارہ بستی فیض آباد اوچ شریف سے احمد پور شرقیہ منتقل فرمایا اور مدرسہ فیضیہ رضویہ کے نام سے اپنے ذاتی مکان محلہ سعید آباد امیر عالم کالونی کچہری روڈ میں اس کی نشاۃ ثانیہ فرما کر تعلیم و تدریس کا اہتمام فرمایا جو کہ آج تک جاری و ساری ہے۔

جامعہ فیضیہ کے چند نامور فارغ التحصیل علماء جن کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہوا

1۔ حضرت مولانا سراج احمد صاحب سعیدی (صاحب تصنیف)	صدر مدرس عزیز العلوم اوچ شریف
2۔ مناظر اسلام علامہ عبدالرشید صاحب یاسینی	مدرس مدرسہ چوک بھٹہ احمد پور
3۔ علامہ مفتی عبدالخالق اعظمی	مہتمم انوار الاسلام حسین گوٹھ، ضلع بہاولپور
4۔ مولانا غلام محمد صاحب یاسینی	خطیب DNB 9 ضلع بہاولپور
5۔ مولانا قاضی تاج محمد صاحب	خطیب نوراکوٹ بہاولپور
6۔ مولانا حق نواز صاحب قمر	ایڈووکیٹ ہائی کورٹ بہاولپور
7۔ مولانا عبدالعزیز صاحب	محمد علی لاری اڈہ احمد پور شرقیہ
8۔ مولانا حق نواز صاحب صابری	خطیب مدرس شعبہ درس نظامی کراچی
9۔ علامہ محمد شفیع صاحب گولڑوی	خطیب ملتان
10۔ مولانا فدا حسین صاحب سعیدی	خطیب کراچی

11۔ صاحبزادہ مولانا ارشاد احمد شاہ صاحب بخاری شکار پور۔ ڈیرہ غازی خان

12۔ صاحبزادہ مولانا خورشید احمد شاہ صاحب بخاری شکار پور۔ ڈیرہ غازی خان۔ حال لاہور

13۔ مولانا قاری غلام یاسین صاحب	خطیب سیالکوٹ
14۔ مولانا حافظ منظور احمد صاحب	خطیب آرمی پاکستان
15۔ مولانا قاضی جلیل احمد صاحب یاسینی	خطیب آرمی پاکستان
16۔ مولانا غلام حیدر صاحب	ہزارہ

مدرسہ فیض الاسلام کا قیام

21 / مارچ 1995ء کو آپ نے اپنے ذاتی پلاٹ 5 کنال میں اس مدرسہ کی بنیاد اس وقت رکھی جب آپ کے والد محترم اس دار فانی سے رحلت فرما کر عالم برزخ جلوہ گر ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک اسی مدرسہ فیض الاسلام میں مرجع خلائق ہے۔ انشاء اللہ العزیز یہ ادارہ آنے والے وقت کا عظیم ترین اور مثالی ادارہ ہوگا۔ آپ کا سالانہ عرس مبارک مدرسہ فیض الاسلام دربار فیضیہ چشتیہ نزد ریلوے لائن محلہ قریش آباد احمد پور شرقیہ، 20-21 مارچ دھوم دھام اور احتشام سے ہوتا ہے۔

آپ بطور محدث ومفسر

آپ کے اعلیٰ علمی مقام کا اندازہ آپ کے قابل ترین تلامذہ موجودہ دور کے قابل ترین اساتذہ، مدرسین اور مناظر علماء حضرات سے کیا جاسکتا ہے۔ کہ جس نے بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا بہت کچھ آپ سے حاصل کیا۔ آپ کا طریقہ تدریس مثالی اور اچھوتا ہے۔ جس نے بھی آپ سے جو سبق پڑھا آج تک علمی نقاط اس کے دل ودماغ میں محفوظ ہیں اور وہ بار بار آپ سے اکتساب علم وفیض کی کوشش کرتا۔ موجودہ دور کے کئی علماء مدرسین اپنے آپ کو علامہ فیضی مدظلہ کے تلامذہ کہلوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور کئی شرف تلمذ حاصل کرنے کے لئے بیتاب ہیں اور تڑپتے ہیں۔ تلامذہ ذہین وکند ذہن ہر قسم کے ہوتے ہیں مگر آپ سے سب یکساں مستفید ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ فیضی مدظلہ دیگر اساتذہ کے ساتھ خود بھی تدریسی فرائض انجام دیتے ہیں بالخصوص تفسیر وحدیث کی تدریس میں مہارت تامہ کے مالک ہیں۔ اسی لئے آپ تقریباً ہر سال ماہ رمضان المبارک میں دورہ تفسیر القرآن تمام علوم وفنون کے ساتھ خود پڑھاتے ہیں۔ جس میں دور دراز سے علمائے کرام اور طلباء شامل ہو کر علمی وروحانی فیض پاتے ہیں۔ آپ کو فن حدیث سے خاص شغف ہے۔ اس کا اندازہ آپ کی بے مثال ونایاب لائبریری سے کیا جاسکتا ہے کہ جتنا احادیث کا ذخیرہ آپ کے پاس ہے شاید آپ کو کسی لائبریری میں ملے۔ کیونکہ آپ جب بھی حاضری حرمین شریفین پر تشریف لے جاتے ہیں تو کتب احادیث کے انبار لاتے ہیں۔ جو دیکھنے والے کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں کہ باقی سامان الیکٹرونک وغیرہ کچھ بھی نہیں صرف کتب کا ذخیرہ ہے۔ آپ دورہ حدیث شریف کی تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ نیز آپ دو مرتبہ مدرسہ ہدایت القرآن ملتان اور ایک مرتبہ مدرسہ رکن الاسلام حیدرآباد میں دورہ تفسیر القرآن پڑھا چکے ہیں۔

آپ بطور مناظر اسلام

ماضی میں مقام مصطفیٰ ﷺ عظمت صحابہ واہلبیت اور ولایت اولیاء اللہ پر نجدیت خارجیت اور رافضیت کے پے درپے حملے ہوئے۔ ایسے میں اللہ ورسول اللہ ﷺ کے شیر اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے ہم مسلک علمائے اہلسنّت اور مشائخ عظام کے شانہ بشانہ وہ کام کیا اور ان کو وہ دندان شکن اور مسکت جواب دیئے کہ نجدیت و رافضیت کے محل لرز اٹھے۔ جن وادیوں میں تاحد نگاہ اندھیرے چھائے ہوئے تھے وہ وادیاں آج علم وعرفان اور فقہ حنفی کے نور سے جگمگا اٹھیں۔ مرد حق ومناظر اسلام علامہ فیضی صاحب مدظلہ العالی کی بدولت پاکستان کے باشندوں کے دل ودماغ میں زندگی کی نئی تڑپ

وجود میں آئی اور لوگ جوق در جوق وہابیت ونجدیت کے گھٹاٹوپ اندھیروں سے نکل کر نور و عرفان کی وادی میں آ گئے۔ کئی لوگ آپ کے اعلیٰ علمی مرتبہ و روحانی مقام و فن مناظرہ کو دیکھ کر توبہ تائب ہو کر صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہو گئے۔ نور مصطفیٰ ﷺ کی کرنیں پھوٹ پڑیں۔ قریہ، قریہ، شہر شہر روحانیت وحدانیت اور سنیت کا پرچم سر بلند ہوا۔ آپ نے علماء سوء سے کئی مناظرے مباحثے کئے بفضلہٖ تعالیٰ و حبیبہ ﷺ آپ نے سنیت اور مذہب صوفیائے کرام کو رسوا نہ ہونے دیا۔ علمی و روحانی لحاظ سے آپ کی شخصیت آج بھی مسلم ہے۔ آج بھی سنی بریلوی اساتذہ، تلامذہ، سب اس مناظر اسلام علامہ فیضی صاحب مدظلہ پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ آپ نے حق کو چمکانے اور اجاگر کرنے کے لئے باطل سے کئی مناظرے کئے ہیں جن کا احصاء ممکن نہیں۔ چند مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ آپ نے موضع گوپور علاقہ روہلانوالی، ضلع مظفر گڑھ میں مولوی سعید احمد چتروڑی گستاخ رسول ﷺ غیر مقلد نجدی سے مناظرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی اور اسے ذلت آمیز شکست فاش دی۔ پھر آج تک مولوی سعید احمد چتروڑ گڑھی سامنے آنے سے عاجز ہے۔ بلکہ آپ کے نام سے لرز جاتا ہے اور وہ مقام چھوڑنے پر مجبور و بے بس ہو جاتا ہے۔ آج تک عینی شواہد موجود ہے۔

2۔ اسی غیر مقلد مولوی سعید احمد چتروڑ گڑھی سے لاٹ کے نزد (ضلع ملتان) مناظرہ طے پایا مگر مقررہ تاریخ پر علامہ فیضی صاحب کتب حوالہ جات وتلامذہ (جس میں راقم الحروف بھی ساتھ تھا) مقررہ مقام پر پہنچ گئے۔ مگر جب اس مولوی سعید کو معلوم ہوا کہ قبلہ علامہ فیضی صاحب جلوہ گر ہیں تو اس نے بھاگ نکلنے میں اپنی عافیت سمجھی۔ ہزاروں افراد اس بات کے عینی گواہ ہیں پھر اسی مقام پر اسی روز جشن فتح کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے منایا گیا۔ جس میں آپ علامہ فیضی صاحب نے مہمان خصوصی کے طور پر آخر میں خطاب لاجواب سے لوگوں کو محظوظ و مسرور کیا۔

3۔ آپ نے شیعہ مولوی قاضی سعید الرحمٰن سے علاقہ جندو پیر لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں مناظرہ کیا جو کہ رات گئے تک ہوتا رہا۔ جس میں قاضی سعید الرحمٰن شیعہ کو شکست فاش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمیشہ کی طرح کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمایا۔ اس میں ہمارے شہر احمد پور شرقیہ کے چند شیعہ حضرات بھی موجود تھے جو کہ آج تک علامہ فیضی صاحب کی حقانیت و علمی مقام کے معترف ہیں اور اپنی شکست اور اپنے مولوی کی ہار کو تسلیم کرتے ہیں۔ جب قاضی سعید الرحمٰن مبہوت ہوا تو کہنے لگا کہ حضرت علی مومن نہیں۔ آپ نے اس سے یہی تحریر لے لی اور اس نے بھی

اپنے قلم وہاتھ سے لکھ دیا کہ حضرت علی مومن نہیں۔ آج تک وہ ریکارڈ میں موجود ہے۔

4۔ غیر مقلدوں کے امام مولوی عبداللہ روپڑی سے حویلی لکھا علاقہ پاکپتن سے مناظرہ طے ہوا۔ آپ بمع کتب وتلامذہ مولانا عبدالرشید صاحب یاسینی وغیرہ کے مقررہ تاریخ ومقام پر پہنچ گئے۔ دو دن تک اس کا انتظار کرتے رہے مگر اسے سامنے آنے کی تاب نہ ہوئی۔

5۔ 24 دسمبر 1997ء کو آپ نے ایک غیر مقلد وہابی قاری مولوی عبیدالرحمٰن سکنہ دائرہ دین پناہ، ضلع مظفر گڑھ سے مناظرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کے طفیل آپ کو فتح نصیب فرمائی اور اسے ذلت ورسوائی کا سامنا ہوا۔ علامہ فیضی صاحب مدظلہ نے اس وہابی مولوی سے یہ تحریر لکھوائی جو کہ نجدیت کے منہ پر طمانچہ رسید کرنے کے مترادف ہے۔ شفاعت پیغمبر ﷺ برحق ہے جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ جو نبی ﷺ کی شفاعت کے متعلق لکھتا ہے کہ شفاعت مصطفیٰ ﷺ برحق ہے۔ اس کو ابوجہل جیسا مشرک کہنے والا (جیسا کہ مولوی اسمٰعیل قتیل نے اپنی کتاب تقویت الایمان کے صفحہ 330 پر لکھا ہے) ہمارے نزدیک کافر ہے۔ دستخط عبیدالرحمٰن۔

اس سے بڑھ کر حقانیت کی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ وہابی شاطر، اپنے کافر اپنے بڑی مولوی اسمٰعیل کو کافر لکھ دیا۔ فللہ الحمد۔

آپ کی طرف سے چھپے ہوئے کافی تعداد میں مختلف اشتہارات اور پمفلٹ کی صورت میں موجود ہیں۔ مگر آج تک کسی بد مذہب وہابی، نجدی، دیوبندی کو جرأت و ہمت نہ ہوئی اور نہ ہی ان سوالات کے جوابات دے سکے۔ بلکہ آج بھی ان کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی میں علم وجرأت ہے تو ان کے تحریری جوابات سے اپنے بڑوں کا منہ دھو کر اپنے قرض اتارے۔ تا کہ اہل علم پر حق و باطل کا امتیاز ہو سکے۔

مولانا درخواستی جو رخصت ہو چکے ہیں مذہب باطلہ مولانا سرفراز گکھڑوی مولوی عبدالستار تونسوی مولوی عبداللہ روپڑی وغیرہم پوری ذریت سے وہ سوالات تشنۂ جواب ہیں۔ کچھ چلے گئے مگر قرض نہ اتارا۔ ان کے بس میں ہی نہ تھا جواب کیسے لکھتے۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

6۔ آپ کی اسی کتاب لاجواب ومستطاب مقام رسول پر مخالفین دیوبندیوں، نجدیوں نے ای، اے، سی احمد پور شرقیہ کی عدالت میں 1984ء میں درخواست دی۔ اسی کتاب پر عدالت میں وکلاء و دانشوروں کے سامنے مناظرہ طے ہوا۔ وہاں بھی ان کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ علامہ فیضی صاحب کی طرف سے دلائل قاہرہ کے انبار اور ادھر لغویات تھیں۔ بالآخر ای، اے، سی، نے پولیس کو کمرہ عدالت میں طلب کر کے ان کی پٹائی کرائی۔ فللہ الحمد

7۔ پھر انہیں نجدیوں نے 1992ء میں اسی کتاب کو بند کرانے کے لئے سیشن کورٹ میں رٹ دائر کی۔ بحمد اللہ تعالیٰ وہ رٹ سیشن جج نے خارج کر دی۔ جس کی نقل اور فیصلہ بدست سیشن جج اسی کتاب کے آخر میں موجود ہے۔ اہل علم و منصف مزاج پڑھ کر خود فیصلہ فرما سکتے ہیں حق اور باطل میں امتیاز کر سکتے ہیں۔

آپ بطور شیریں بیاں خطیب

جہاں آپ ایک قابل ترین مدرس ومفسر ومحدث ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فن خطابت میں بے پناہ صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ آپ کی زبان مبارک میں وہ شیرینی ہے کہ سننے والا یکسوئی کے ساتھ محو ہو کر آپ کے خطاب لاجواب سے مستفید ہوتا ہے۔ آپ جماعت اہلسنّت کے مایہ ناز خطیب ہیں۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ آپ کی ڈائری کئی کئی ماہ تک پُر ہوتی ہے۔ پروگرام لینے کے لئے کئی ماہ پہلے رابطہ کیا جاتا ہے آپ کراچی سے لے کر حویلیاں ہزارہ پنڈی تک ادھر بلوچستان کوئٹہ اوستا محمد تک تبلیغی تقریری دوروں پر تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ کی تقریر دل پذیر میں وہ اثر ہے وہ جادو ہے کہ کئی عشاقان مصطفیٰ ﷺ آپ کی تقریر میں جان کا نذرانہ دے چکے ہیں اور شہادت کا جام نوش کر چکے ہیں۔ آپ کے لئے تین چار گھنٹے بیان فرمانا غیر معمولی بات ہے۔ فقط ایک موضوع پر چار چار گھنٹے بیان فرمانے کی صلاحیت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ جس سے علماء دنگ رہ جاتے ہیں اور حوالہ جات کے انبار ہوتے ہیں۔ بلا دلیل آپ کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ جو بھی ایک بار آپ کے خطاب لاجواب سے مستفیض ہوتا ہے وہ بار بار آپ کے بیان عالی شان کے سننے کی سعی وتگ ودو کرتا ہے۔ کوئی خطیب فقط اردو زبان میں خطاب فرماتے ہیں اور کوئی سرائیکی میں فقط مگر یہ صلاحیت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے کہ سرائیکی، اردو، فارسی، عربی سب پر عبور رکھتے ہیں۔ فی البدیہہ جو بھی زبان ہو آپ

تقریر شروع فرما دیتے ہیں اور صاحب زبان عربیوں سے اس انداز میں داد حاصل کرتے ہیں کہ مائۃ فی المائۃ فی الرد علی الوہابیہ آپ کی نورانی تقریر سو فیصد وہابیوں کا رد بلیغ ہے۔ مزید یہ کہ ہر شخص آپ کے خطاب لاجواب سے یکساں مفید ہوتا ہے۔ خواہ وہ عالم و طالب علم ہو خوندہ یا ناخواندہ۔ جب علمائے کرام آپ کے علمی جواہر پارے سنتے ہیں تو بغیر داد دیئے رہ نہیں سکتے اور آپ کی تقریر میں جدت ہوتی ہے نیا موضوع ہوتا ہے نیا رنگ ہوتا ہے۔ یہ فقط آپ کا خاصہ ہے نیز آپ کی یہ کرامت ہے کہ بغیر مجمع و اجتماع کے تقریر شروع فرما دیتے ہیں۔ 15-10 منٹ تک پنڈال کھچا کھچ بھر جاتا ہے۔ جب کہ عام علماء حضرات اس سے گریز کرتے ہیں کہ ہاؤس فل ہو پھر خطابت کا میدان سنبھالیں۔ علمی سوالات و جوابات آپ کا خاص مشغلہ ہے۔ دوران خطابت بہت سے سوالات کئے جاتے ہیں اور آپ فوراً دلائل قائرہ سے باحوالہ جوابات سے نوازتے جاتے ہیں اور اپنے موقف کو دلائل قاہرہ سے روز روشن کی طرح واضح فرما دیتے ہیں اور مذہب باطلہ کے عالی محلات کو پاش پاش کر کے اپنے مذہب حقہ اہلسنّت کی حقانیت کو دوبالا کر دیتے ہیں کراچی، ملتان، لاہور وغیرہ کئی مقامات سے آپ کو جمعہ کی خطابت کی پیش کش کی گئی۔ مگر آپ نے اپنے پسماندہ شہر احمد پور شرقیہ کو بلا کسی معاوضہ کے ترجیح دی اور باقی سب کو کثیر مالی اعانت و پیش کش کے باوجود ٹھکرا دیا۔ آج کل آپ مدرسہ فیضیہ رضویہ کی نورانی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض بلا معاوضہ انجام دے رہے ہیں۔ بلکہ آپ اپنی ذاتی آمدنی سے مدرسہ فیضیہ وفیض الاسلام کے اخراجات برداشت کرتے ہیں ایک بزرگ عالم دین عاشق رسول ﷺ حافظ مولانا محمد عارف صاحب احمد پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا علامہ فیضی صاحب مدظلہ اور ان کے والد محترم علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں کی موجودگی میں بتایا اے علامہ فیضی صاحب! حضرت خضر علیہ السلام پہلے بھی آپ کو شرف بخشنے کے لئے آپ کے پیچھے نماز جمعہ ادا فرما گئے ہیں اور آئندہ جمعہ بھی آپ کے پیچھے اسی نورانی جامع مسجد میں ادا فرمائیں گے۔ انسانی لباس و شکل و صورت میں ہوں گے۔ نورانی شفاف چہرہ ہوگا سفید چمکدار ریش مبارک ہوگی اور سفید لباس میں ملبوس ہوں گے اور ان کے ہاتھ ریشم کی طرح نرم و ملائم ہوں گے اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کی ہڈی نہیں ہوگی بالکل نرم و نازک انگوٹھا ہوگا۔ اسی جمعہ کئی حضرات نے حضرت خضر علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ (کما صلی النبی ﷺ خلف ابی بکر الصدیق و عبدالرحمن یتاعون و جبرائیل علیهم السلام تشریفا لهم)

اس سے قبل آپ ان مقامات پر خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔

1۔ جامع مسجد دربار حضرت سید جلال الدین بخاری اوچ شریف۔

2۔ جامع مسجد دربار حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت اوچ شریف۔

3۔ جامع مسجد کرنل عبداللطیف محلہ سرمد شاہ احمد پور شرقیہ۔

4۔ جامع مسجد داروغہ اللہ ڈیوایا محلہ شکاری احمد پور شرقیہ۔

تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ اندرون و بیرون ملک دورے کر چکے ہیں۔ حج بیت اللہ کے موقع پر آپ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران میلاد شریف کی محافل میں حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب (بریلی شریف)، حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، حضرت مولانا نور اللہ بصیر پوری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور مفتی محمد حسین نعیمی صاحب سکھر مدظلہ العالی کی صدارت میں اردو، عربی میں علماء مصر و شام کی موجودگی میں تقاریر فرما کر علماء عرب و بزرگان اسلام کے دل موہ لئے۔ آپ کی تقاریر کی آڈیو کیسٹ عربی، اردو اور سرائیکی میں مختلف موضوعات پر موجود ہیں۔

تحریک پاکستان میں آپ کا کردار

تحریک پاکستان کے وقت آپ اگرچہ جواں سال تھے مگر جذبہ اسلام و آزادی سے اس وقت بھی سرشار تھے اور اپنے عمائدین و قائدین کی طرح اس تحریک میں سرگرم عمل رہے اور اپنے والد محترم علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی کے زیر سایہ مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ اپنے دل پذیر خطاب لاجواب سے عوام الناس کو ان تحریکوں کے پس منظر سے آگاہ کیا۔ اسلام اور سوشل ازم کے موضوع پر مستقل کتاب کے ذریعے مسلمانوں کو بیدار کیا اور ہر طرح سے ان تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر تحریر و تقریر کے ذریعے ان کی اہمیت کو اجاگر کیا مزید برآں خود عملی طور پر جلوسوں کی قیادت فرماتے رہے اور جب احمد پور شرقیہ میں تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران گولی چلی اور خون کی ندیاں بہیں تو اس میں آپ کے چچازاد بھائی مولانا قبول احمد صاحب آپ کے رضاعی بھائی مولوی عبدالعزیز صاحب اور مدرسہ فیضیہ رضویہ کے طالب علم حاجی محمد حنیف صاحب اور سید گل حسن شاہ صاحب زخمی ہو کر خون میں لت پت ہو گئے اور آپ کے ایک عقیدت مند نے جام شہادت نوش کیا۔ سیاسی طور پر آپ ابتداء ہی سے جمعیت علمائے پاکستان سے وابستہ رہے اور اس کے سرگرم رکن کی حیثیت سے کام کیا۔ 1978ء تا 1989ء میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے جب احمد پور شرقیہ کا دورہ فرمایا تو آپ کو تحصیلی سطح پر جمعیت کا کنوینر مقرر کیا گیا۔ مئی 1978ء میں آپ

کو جماعت اہلسنت پاکستان ضلع بہاولپور کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ نے اپنے دور صدارت میں جماعت کے لئے دن رات تگ ودو اور سخت محنت فرمائی۔ کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان اور میلاد مصطفیٰ کانفرنس راولپنڈی میں شرکت کے لئے بڑے پیمانہ پر کوشش کی۔ کئی کاروں اور بسوں کا قافلہ آپ کی نگرانی میں ملتان اور راولپنڈی پہنچا اور آپ کو مرکزی مجلس عاملہ کارکن بھی منتخب کیا گیا۔

حرمین شریفین کی حاضری اور مقامات مقدسہ کی زیارت

ویسے تو آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کی حاضری میں رہتے ہیں۔ لیکن ظاہری طور پر آپ پہلی مرتبہ 1970ء میں حرمین شریفین کی حاضری پر تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ کی حاضری پر آپ نے مواجہہ شریف کے سامنے سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں یہ نعت پیش کی۔ جس کا مطلع و مقطع یہ ہے۔

حبیب خدا سائیں الیسو کے کیناں -- کتی کوں ولا سائیں سڈ یسو کے کیناں
ہے عصیاں دا مایارے فیضی دی حاضر -- نگاہ تلطف بھلیسو کے کیناں

دوسری حاضری 1971ء میں ہوئی۔ اس حاضری میں آپ کے والد محترم علامہ الحاج پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمہ اللہ بھی ساتھ تھے۔ آپ سفینۃ الحجاج بحری جہاز سے پہلے روانہ ہوئے تو آپ کے والد محترم الوداعی وقت میں مغموم ہوگئے کہ منظور احمد مجھے چھوڑ کے اکیلا روانہ ہوگیا۔ آپ جب قدم بوس ہوئے تو اپنے والد محترم سے کہنے لگے اے آقائے نعمت! انشاء اللہ العزیز آپ مجھ سے پہلے پہنچیں گے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ کے والد محترم پہلے سے موجود تھے اور بوتل نوش فرما رہے تھے۔ اپنے والد محترم کے قدم بوس ہو کر مخاطب ہوئے اے آقائے نعمت! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اگرچہ میں پہلے جارہا ہوں۔ مگر آپ مجھ سے پہلے حاضری دیں گے۔

آپ کے والد محترم کا پیار اور آپ کی نیاز وادب

اگر کوئی والد اپنی اولاد پر مہربان اور دعاؤں کا مرکز ہوگا تو علامہ فیضی صاحب کے والد محترم اس کی مثال تھے۔ جتنا پیار ومحبت وشفقت اور اپنی نیک دعاؤں میں اپنے اکلوتے لڑکے علامہ فیضی صاحب مدظلہ کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ اتنا شاید کسی کے والد نے اپنی اولاد کو نیک دعاؤں میں یاد کیا ہوگا اور اگر

کوئی والدین کا باادب لڑکا دیکھنا ہو تو علامہ فیضی صاحب مدظلہ کو دیکھ لو۔ پورے علاقہ میں والد اور ولد کا پیار و ادب مشہور و معروف تھا اور اسے بطور نمونہ و مثال پیش کیا جاتا تھا۔ پیار و محبت اور نیک دعاؤں میں مالا مال اور سرشار دیکھنا ہو تو آپ کے والد محترم کو دیکھ لو اور باادب و باحترام و تابع فرمان لڑکا دیکھنا ہو تو علامہ فیضی صاحب کو دیکھو۔ وبالوالدین احسانا۔ پر اگر کسی نے عمل کیا ہے تو بلا مبالغہ علامہ فیضی صاحب مدظلہ اس کی جیتی جاگتی تفسیر و تصویر ہیں۔ آپ اس کی تشریح یوں بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وبالوالدین احسانا کہ والدین سے احسان کرو یہ نہیں فرمایا کہ صرف ان کی زندگی میں احسان کرو بلکہ بعد از وصال بھی احسان کرو۔ قرآن، قل، کلمہ، درود شریف، صدقات، دعا وغیرہ سے احسان کرو۔ زندگی میں بھی اور ان کے وصال کے بعد جتنا آپ نے اس آیت پر عمل کیا ہے شاید ہی آج کل کوئی حافظ یا عالم اس پر عمل کرتا ہو رب ارحمهما كما ربياني صغيرا کی تلاوت کر کے آپ آگے اس طرح مجھے تشریح و تفسیر سے فرماتے ہیں کہ رب ارحمهما كما ربياني صغيرا و كبيرا و كحولا۔ یعنی اے میرے پروردگار میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن، جوانی ور بڑھاپے میں میری پرورش فرمائی۔ آپ کے والد محترم بھی آپ کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے، جگر کو تسکین اپنے محبوب، علامہ، مناظر، تقویٰ کے پیکر لڑکے کو دیکھ کر دیتے تھے۔ نیز انت و مالك لابيك (الحدیث) کا مصداق آپ ہیں۔ والد محترم نے جتنی رقم کا مطالبہ کیا آپ نے بلا چوں و چرا اور بغیر کسی توقف کے حسب فرمان رسول اللہ ﷺ پیش کر دیا اف تک نہ فرمائی۔ آپ کے والد محترم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریباً 20 سے 25 مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری ہوئی۔ سب اخراجات آپ نے برداشت کئے۔

منت منہ کی خدمت سلطان ہمی کسی -- منت شناس کہ در خدمت تا گذاشت

تیسری حاضری آپ کی 1976ء میں ہوئی۔ جس میں آپ اپنے ساتھ چھ افراد کا قافلہ لے گئے۔ جس میں آپ کے والد محترم، آپ کی زوجہ محترمہ اور آپ کا بیٹا، راقم الحروف محمد محسن فیضی ایک آپ کی بیٹی اور آپ کا ایک طالب علم حاجی مولوی محمد حنیف شمسی ساتھ تھے۔ یہ حاضری رمضان شریف میں عمرہ کی ادائیگی کی تھی عمرہ کی ادائیگی کے بعد عازم مدینۃ الرسول ﷺ ہوئے۔ رمضان شریف میں اعتکاف حرم نبوی میں نصیب ہوا پھر شوال ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے کچھ ایام (یعنی تین ماہ) مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ جو کہ احب البقاء الی اللہ ہے اور دن رات محافل میلاد النبی ﷺ میں تقاریر فرماتے رہے۔ آپ بابا العوالی بیرون جنت البقیع ایک ملتانی بستی حاجی نذر محمد صاحب مدنی ملتانی اور صوفی اللہ دتہ مدنی ملتانی کی مسجد میں آپ روزانہ علی الصبح بعد نماز فجر درس حدیث دیا کرتے تھے اور اسی

مسجد میں آپ تین ماہ امامت کے فرائض انجام دیتے رہے اور حاجی محمد حنیف مؤذن تھے۔ ملتانی مدنی حضرات نے آپ کو ہمیشہ یہیں رہنے کا کہا کہ آپ کے سب اخراجات ہم برداشت کریں گے۔ مگر آپ نے فرمایا پیچھے درس و تدریس کا سلسلہ ختم ہو جائے گا آپ دعا کریں کہ ہر سال مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوتی رہے۔ ایک دن آپ جب احد شریف تشریف لے گئے اور ایک پتھر اٹھا کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے پروردگار! کاش مجھے مدینہ منورہ کے جبل احد کا ایک پتھر بنا دیتا وہ پہاڑ جس کو حضور ﷺ سے محبت ہے اور آپ کو بھی جبل احد سے محبت ہے۔ نیز یہ کہ حساب و کتاب سے بھی محفوظ رہتا۔ حاجی محمد حنیف نے عرض کی، حضور آپ کا علمی و روحانی فیض کیسے دنیا کو نصیب ہوتا؟ دنیا آپ سے کیسے اکتساب فیض علم و عرفان پاتی؟ اسی مقصد کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی پیدائش فرما کر اہلسنّت پر احسان فرمایا۔

چوتھی حاضری 1982ء میں آپ کو نصیب ہوئی اس بار بھی آپ کے والد محترم اور ایک آپ کی عزیزہ آپ کے ساتھ تھیں۔ اس مرتبہ بھی آپ رمضان المبارک میں تشریف لے گئے اور بعد ادائیگی حج واپس ہوئی۔ اس مرتبہ آپ جب تشریف لے گئے تو چند شر پسند عناصر نے تعصب بغض و حسد کی بنیاد پر یہ افواہ اڑا دی کہ آپ کراچی میں بیٹھے ہیں کبھی یہ کہتے کہ آپ سعودی عرب میں گرفتار ہیں۔ کبھی یہ افتراء باندھتے کہ آپ کے سعودی عرب جانے پر پابندی ہے۔ مگر بحمدہ تعالیٰ آپ نے اس مرتبہ بھی حسب سابق و دستور بھرپور محافل میلاد میں شرکت فرمائی۔ اس سال علامہ مولانا خورشید احمد صاحب فیضی ظاہر پیر والے بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ عربی میں مہارت نامہ و ید طولیٰ کے مالک ہیں۔ اس لئے عرب شریف میں آپ اردو عربی اور سرائیکی میں تقاریر فرماتے ہیں اور صاحب عرب زبان سے خوب داد پاتے ہیں۔

پانچویں حاضری غالبًا یہ حاضری آپ کی 1985ء یا 86ء میں ہوئی۔ واللہ و رسولہ اعلم۔

چھٹی حاضری 1988ء میں ہوئی۔ اس حاضری میں بھی آپ کے والد محترم اور آپ کے دوسرے لڑکے حافظ محمد حسن فیضی ساتھ تھے۔ اس میں آپ کے والد محترم اور آپ کے لڑکے رمضان شریف میں تشریف لے گئے تھے اور آپ حج کے ایام ماہ ذوالحجہ میں تشریف لے گئے۔ غلام مصطفیٰ شاہ صاحب اور ملک حاجی محمد عبداللہ صاحب رشید والے بھی ساتھ تھے۔ آپ حج ویزا کے ذریعہ تشریف لے گئے تھے۔ آپ کا ارادہ تو اپنے بزرگوار والد کے ساتھ جانے کا تھا۔ مگر رمضان شریف میں نہ جا سکے۔ آپ کے والد محترم نے وہیں سے بشارت دی کہ سرکار مدینہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی ہے اب آ جاؤ پھر آپ عین حج کے دنوں میں پہنچ گئے بعد حج واپس تشریف فرما ہو گئے۔

ساتویں حاضری بھی رمضان المبارک 1991ء میں نصیب ہوئی۔ اس دفعہ آپ کے والد محترم اور آپ کی زوجہ محترمہ بھی ساتھ تھے اور اپنے تیسرے اور چھوٹے صاحبزادے حاجی محمد حسین فیضی کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ آپ کے والد محترم رمضان المبارک کے بعد عمرہ کی ادائیگی اور اعتکاف حرم نبوی کے بعد واپس تشریف لائے۔ مگر آپ بمع اہلیہ و بیٹے کے حج مبرور (حج اکبر) کی ادائیگی کے بعد تشریف لائے۔

آٹھویں حاضری اکتوبر 1997ء میں ہوئی مدینہ منورہ میں ایک ماہ کا قیام صرف محافل میلا النبی ﷺ کے لئے تھا۔ کیونکہ درمیان میں چھ سات سال کا وقفہ تھا اس لئے عشاق بیتاب تھے تشنگان علم و عرفان آپ کے دیدار کے شائق تھے۔ سب تگ ودو اہل مدینہ منورہ نے کی۔ پندرہ دن کا حسب معمول ویزہ تھا بعدہ اہل مدینہ منورہ نے مزید پندرہ دن کے قیام کی اجازت دلائی جب بھی واپسی پروگرام بنتا تو پھر کوئی رکاوٹ حائل ہو جاتی۔ ایک اہل مدینہ بزرگ نے فرمایا اگر علامہ منظور احمد صاحب فیضی کو حضور ﷺ اجازت مرحمت نہ فرمائیں تو وہ کیسے پاکستان جا سکتے ہیں۔ لہٰذا جتنے دن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام الغفار نے چاہا اپنے قرب خاص میں رکھا۔

آتے ہیں وہی جن کو سرکار بلاتے ہیں

آمدن بارادت۔ ورفتن باجازت

نویں حاضری 1998ء میں ہوئی۔ اس بار آپ بمع اہل خانہ آپ کی زوجہ محترمہ، دو صاحبزادیاں ایک عزیزہ اور ایک آپ کے والد محترم کا مرید نور احمد رمضان المبارک میں تشریف لے گئے۔ عمرہ کی ادائیگی کے بعد عازم طیبہ ہوئے۔ مدینہ منورہ میں رات کو پہنچے اور اسی رات محفل میلاد، وعرس حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی رحمۃ اللہ علیہ میں آپ نے شرکت کی، راقم الحروف بھی اس بابرکت محفل میں شامل تھا۔ نعت خوانی کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلے خطاب مولانا عبدالتواب صدیقی اچھروی لاہوری صاحب نے کیا بعدہ آپ کا خطاب لاجواب جب شروع ہوا تو عشاقان مصطفیٰ ﷺ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو نم دیدہ نہ ہو بعد اختتام محفل حاضرین نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا آپ کے ہاتھوں کو بوسے دینے لگے اور پوچھنے لگے یہ کونسی ہستی ہے جو کہ عشق سرکار ﷺ میں ڈوبی ہوئی ہے۔ یہ نورانی وروحانی چہرہ کسی خاص بزرگ کا ہے کہ دیدار کرتے ہی خدا یاد آجاتا ہے اذا رؤ واذکر اللہ کا مصداق آپ کی ذات بالا صفات ہے۔ بلاریب وبلا مبالغہ یہ ایک حقیقت ہے۔ پھر بعد اعتکاف مکہ مکرمہ میں حج تک قیام فرمایا اور تصانیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ تقریباً دس کتابیں تحریر فرمائیں جن میں اکثر عربی اور کچھ اردو میں ہیں۔ آپ اپنے گرامی قدر والد محتشم کے ساتھ

دہلی، اجمیر شریف کی زیارات بھی فرما چکے ہیں آپ حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سالانہ عرس سراپا قدس کے موقع پر تشریف لے گئے اور آپ کو وہاں سے بہت روحانی فیض ملا۔ آپ دسمبر 94 و جنوری 1995ء میں ایران، عراق کے مقامات مقدسہ کی زیارات پر بھی قافلہ کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ اس زیارتی قافلہ میں آپ کی زوجہ محترمہ آپ کا بیٹا حافظ محمد حسن اور دوسرے سنی سادات کرام آپ کی معیت میں تھے۔

آپ نے کربلا معلیٰ میں امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارک و مزار شریف کی حاضری دی تو آپ کو مزار مبارک کے اندر سے کوئی خاص تحفہ بھی عطا ہوا۔ فللہ الحمد نیز حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کی حاضری پر بھی آپ کو اکتساب فیض کا موقع ملا اور آپ نے کربلا معلیٰ روضہ کے اندر اپنی علیحدہ جماعت کا بھی اہتمام فرمایا آپ کے ساتھ جو سنی سادات کرام سید فدا حسین شاہ صاحب بخاری وغیرہ تھے آپ کی معیت سے بہت لطف اندوز ہوئے اور بار بار وہ سفر زیارات یاد کرتے اور کہتے ہیں کہ حضرت علامہ فیض صاحب کی معیت میں جو قلبی سکون و اطمینان اور فیض حاصل ہوا کاش، وہ دوبارہ آپ کی معیت میں نصیب ہو۔

آپ کی تصانیف (مطبوعہ)

آپ جیسے فن خطابت کے شہسوار فن مناظرہ کے امام اور فن تدریس کے مایہ نام معلم ہیں ویسے آپ فن تصنیف و تحقیق میں ید طولیٰ کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس نعمت عظمیٰ سے بھی نوازا ہے۔ آپ کی ہر تصنیف و تالیف علمی و تحقیقی شاہکار ہے۔

1۔ مقام رسول ﷺ آپ کی یہ تصنیف لطیف، کتاب لاجواب مستطاب عرب و عجم میں یکساں مقبول، عالم اور متعلم کے درمیان محبوب ہے۔ جس نے بھی اس کا ایک بار مطالعہ کیا پھر بار بار پڑھنے کی کوشش کی۔ جس کے ہاتھ یہ کتاب لگی پھر واپس بڑی مشکل سے ہوئی اور کیوں نہ ہو کہ والی دو جہاں حامی بیکساں باعث تخلیق کائنات فخر موجودات محبوب خدا قادر مطلق و حسن مطلق کے حسن و جمال کا آئینہ و مظہر اتم قدرت کا شاہکار احمد مختار علیہ صلوٰۃ اللہ وسلام الغفار کی بارگاہ بیکس پناہ میں بھی شرف قبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔ آپ کو جب حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو یہی کتاب مستطاب مقام رسول ﷺ آپ کے ید الٰہی ہاتھوں میں تھی اور آپ خوشی و مسرت کا اظہار فرما رہے تھے کہ میری شان اور مقام پر بہترین تو نے تالیف کی ہے بعدہ سرکار دو عالم ﷺ فخر آدم و ابن آدم ﷺ نے مہر تصدیق اس کتاب پر ثبت فرمائی کہ اس میں جو بھی

ہے حق ہی حق ہے اس میں ایک ایسی حدیث نبوی موجود ہے کہ جس کی تصدیق خود حضور ﷺ نے فرمائی کہ ان الله قد رفع لی الدنیا وانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الی یوم القیامة کانما انظر کفی هذه واقعی یہ میری حدیث ہے، سبحان الله العظیم وبحمده اس کتاب میں کسی مسلمان کو شک وشبہ کا شائبہ وگنجائش تک باقی نہ رہے۔ تو کیوں نہ اسے عشاق بار بار پڑھیں اور اپنے ایمان کی آبیاری کریں۔

مقام رسول ﷺ کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اس ایڈیشن کو جدید طرز پر ضیاء القرآن سے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

۲۔ تعارف ابن تیمیہ، بہت سے نامور شخصیات، پردہ نشینوں کا اصل چہرہ دلائل قاہرہ سے بے نقاب کر کے پیش کیا گیا ہے۔ بیش بہا علمی خزانہ، معلومات کا وافر ذخیرہ۔ بد مذہب کے بڑے بڑے محلات وقصر فقط ریت کی دیوار ثابت ہوئے اور ان میں ایسی دراڑیں پڑ گئیں کہ دھڑام سے پوری نجدیت کا خول گر کر پاش پاش ہو گیا اور شیشہ کی طرح چکنا چور ہو گیا۔

۳۔ اسلام اور داڑھی آپ کی مایہ ناز تصنیف ہے اس کتاب میں آپ نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مسلمان کے لئے ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے اور داڑھی منڈانے اور کترانے والوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔ اس کتاب پر 32 جید علماء کرام اور بزرگان دین کی تصدیقات وتقریظات موجود ہیں۔ قابل مطالعہ کتاب ہے بالخصوص خش خشی داڑھی والے اماموں اور ان کے مقتدیوں کے لئے انمول تحفہ ہے۔

۴۔ مختصر انوار القرآن تفسیر فیضی آپ نے اپنی اس تصنیف میں صرف آیات قرآنیہ سے عقائد ومسائل اہلسنت کو روز روشن کی طرح واضح کر کے ثابت کیا ہے جس میں تمام مسائل، توحید ورسالت، علم، غیب، حاضر وناظر، مختار کل، نورانیت حیات النبی، شان اہل بیت وصحابہ، ازواج مطہرات، ماتم منع، شان اولیاء، صدقہ وطفیل عصمت انبیاء وغیرہ سب کو صرف آیات قرآنیہ سے بیان کیا ہے۔

۵۔ فیضی نامہ فارسی قوانین کی بہترین جامع کتاب سلیس اردو زبان میں ہے۔ اس سے قبل شاید ایسی فارسی گرائمر کی کتاب تحریر کی گئی ہو۔ فارسی کے شائقین حضرات کے لئے بہترین تحفہ ہے۔ خصوصاً عربی مدارس کے ابتدائی طلبہ کے لئے بے حد مفید ہے۔

۶۔ حاشیہ کریما شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی فارسی کی ابتدائی کتاب مستطاب کریما کا بہترین اور مستند حاشیہ ہے۔

۷۔ کلمات طیبات درود شریف دعاؤں اور وظائف کا بہترین مختصر مجموعہ الفاظ مختصر مگر ثواب زیادہ۔

۸۔ چہل حدیث عقائد و اعمال پر چالیس احادیث کا بہترین انتخاب پڑھنے کے لائق ہے۔

۹۔ علماء دیوبند کی عبارات سے وہابی کی تاریخ و پہچان نام سے ظاہر ہے۔

۱۰۔ عقائد و مسائل اہلسنّت جیبی سائز مختصر ترین مگر مدلل رسالہ۔

۱۱۔ پانچ احادیث جیبی سائز کا مختصر رسالہ فضائل کلمات کلمہ درود شریف وغیرہ۔

۱۲۔ دس صیغہ درود و سلام مع فضائل و خواص نام سے ظاہر ہے جیبی سائز جامع۔

۱۳۔ پانچ احادیث عقائد اہلسنّت کے تحفظ کے لئے ان احادیث کا پڑھنا بے حد ضروری ہے۔

۱۴۔ کتب وہابیہ سے وہابیوں کے عقائد ان کی کتب اور تحریروں کے فوٹو اسٹیٹ کے ساتھ۔

۱۵۔ گستاخان مصطفیٰ کی جامہ تلاشی اس کتاب میں دلائل اور حوالہ جات کے ساتھ خارجیوں، نجدیوں کی ۱۰۳ گستاخانہ عبارات درج ہیں۔ اصل حقیقت سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔ ہر مسلمان پڑھے اور ان کے عقائد و شر سے بچے۔

۱۶۔ حلت سماع کی احادیث قوالی کے ثبوت کے لئے بہترین رسالہ صرف احادیث سے۔

۱۷۔ مختار کل تین آیات بائیس احادیث اور اقوال ائمہ سے اس بات کا ثبوت کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی چابیاں حضور ﷺ کے قبضہ میں ہیں۔

۱۸۔ نظریات صحابہ اس کتاب میں صحابہ کرام کے عقائد و نظریات کا بہترین اور مدلل بیان ہے۔ قابل مطالعہ کتاب ہے۔ صحابہ کے نام شیدائیوں کے لئے لمحہ فکریہ۔ کیوں؟ اور صحابہ کے عقائد کی ان کو دعوت دی گئی ہے کہ شخصیات سے پیار ہے اور عقائد سے نفرت۔

۱۹۔ مسائل احناف کا مدلل ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ سے دیا گیا ہے جس میں فاتحہ خلف الامام رفع یدین آمین بالجہر وغیرہ سب کا جواب موجود ہے۔ مختصر مگر جامع۔

۲۰۔ سوانح حیات عارف باللہ عاشق رسول اللہ ﷺ حضرت علامہ الحاج پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمہ اللہ کی مکمل سوانح حیات کا ذکر موجود ہے آپ کے مریدین و معتقدین کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

۲۱۔ معترضین مقام رسول سے سوال شر پسند دیوبندی مولویوں سے علمی سوال جس کا جواب آج تک نہ دے سکے۔

۲۲۔ مسائل عید قربانی نام سے ظاہر ہے سلیس اردو میں تمام مسائل موجود ہیں۔

۲۳۔ سلسلہ چشتیہ جمالیہ نام سے ظاہر ہے۔

۲۴۔ اذکار و تذکار درود وظائف کا مختصر ترین رسالہ نیز مختصر سوانح حیات حضرت علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۲۵۔ دیوبندیوں کی عبارات فتح مبین المعروف کذب مبین کا جواب ہماری طرف سے ان کے سوالات کے جوابات چھپے ہوئے موجود ہیں مگر ہمارے کسی ایک سوال کا جواب آج تک کسی بدمذہب دیوبندی وہابی نے نہیں دیا اور نہ ہی دے سکتا ہے

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو کہ خیر منائیں نہ شر کریں
رضا کے سامنے کی تاب کس میں
فلک دار اس پہ تیرا ظل ہے یا غوث

۲۶۔ سوشلزم یا اسلام قرآن مجید سے اسلام کا پرچم بلند کیا گیا ہے اور باطل نظریہ سوشلزم کی نفی کی گئی ہے۔

۲۷۔ کتاب الدعوات والاذکار من کلام اللہ تعالیٰ وحبیبہ سید الابرار وسائر الاخیار قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے اوراد و وظائف اور دعاؤں کی لاجواب کتاب مستطاب مفید شیخ و شباب

۲۸۔ شجرہ پیران چشت اہل بہشت بمع مدفن و تاریخ وصال

۲۹۔ القول السدید فی محاسن الشہید و ذمائم یزید

اس میں امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان قرآن و حدیث سے بیان کی گئی ہے اور یزید پلید کی مذمت و پٹائی کی گئی ہے یزیدیت و خارجیت پر ایک اور علمی دھماکہ پڑھیں اور اہل بیت کی محبت کے جام نوش کریں۔

۳۰۔ مرج البحرین فی ذکر الغوثین

اس میں غوث زماں شیخ المشائخ استاذ العلماء والعرفاء حضرت خواجہ فیض محمد شاہ جمالی اور قلندر وقت حضور قبلہ سلطان العارفین خواجہ غلام یاسین رحمہما اللہ تعالیٰ کی سوانح حیات کا ذکر خیر ہے۔

۳۱۔ مقام صحابہ شان صحابہ قرآن واحادیث سے مختصر مگر جامع۔

۳۲۔ مقام اہل بیت شان اہل بیت قرآن واحادیث سے مختصر مگر جامع

۳۳۔ روحانی زیور مسلم طلبہ وخواتین کے لئے جامع ترین لاجواب کتاب مستطاب فی زمانہ اس کا ہر گھر

میں ہونا ضروری ہے سب حقوق زوجین، والدین وغیرہ اس میں جمع ہیں۔

غیر مطبوعہ تصانیف

۳۴۔افہام الاغنیاء بحیاۃ الانبیاء والاولیاء

۳۵۔الحق الجی فی بیان ان الخوارق مقدورۃ للنبی والولی

۳۶۔فتاویٰ فیضیہ ۵ جلدوں میں

۳۷۔اعلام العصر بحکم سنت الفجر

۳۸۔بستان العارفین

۳۹۔الکلام المفید فی حکم التقلید، غیر مقلدین کا مدلل رد اور تقلید کی اہمیت

۴۰۔تطہیر الجنان واللسان بمدح الامام ابی حنیفہ نعمان امام اعظم ابوحنیفہ کی شان

۴۱۔کتاب العلم (عربی)

۴۲۔القول السدید فی حکم ضبط التولید، برتھ کنٹرول کے متعلق لاجواب تحقیق

۴۳۔العشق فی العشق، الملقب بہ المفاز فی المجاز

۴۴۔دلائل الشرعیہ

۴۵۔ازالہ الرین عن مسئلہ رفع الیدین کی ممانعت دلائل قاہرہ سے

۴۶۔نور علی نور فی کلام سید یوم النشور چالیس موضوعات پر ۱۶۰۰ سے زائد احادیث کا بہترین مجموعہ

۴۷۔مائتا آیہ (عربی) عقائد پر بہترین جامع کتاب

۴۸۔اربعون حدیثاً (عربی) فضائل سید المرسلین ﷺ پر لاجواب احادیث صحیحہ از بخاری ومسلم کا انتخاب

۴۹۔فضائل حبیب الرحمٰن ﷺ من صحیح ابن حبان (عربی) ۱۱۵ احادیث صحیح سے فضائل سید عالم ﷺ

۵۰۔اربعون حدیثاً فی احکام الدین (عربی) احکام دین پر جامع احادیث کا بہترین انتخاب۔ بہت جلد منظر عام پر آرہی ہے۔

۵۱۔اربعون حدیثاً، شرح الصدور فی الصلوٰۃ والسلام علی سید یوم النشور علیہ صلوٰۃ اللہ وسلام الغفور (عربی)

۵۲۔اربعون حدیثاً تنویر القلوب فی الصلوٰۃ والسلام علی الحبیب المحبوب (عربی)

۵۳۔اربعون حدیثاً سرور القلب المحزون فی عالم ما کان وما یکون (عربی)

۵۴۔مقام ولی۔قرآن واحادیث کی روشنی میں ولایت کا مرتبہ ومقام
۵۵۔فضائل صلوٰۃ وسلام ۱۸۰ احادیث سے صلوٰۃ وسلام کی فضیلت وبرکت
۵۶۔ترجمہ تفسیر خازن
۵۷۔ترجمہ اربعین الربعین سلیس اردو زبان میں
(۴۶ تا ۵۴ تک کی کتب آپ نے حرم مکہ میں اسی سال ۱۹۹۸ء کی حاضری میں تالیف فرمائیں)

آپ کی زیارت ودعا پر نجات

ایک پاک باز متشرع آدمی نے مسجد میں بیان کیا کہ عالم رؤیا میں اکتوبر ۱۹۹۷ء میں میں نے علامہ فیضی صاحب مدظلہ العالی کو مدینہ منورہ حرم نبوی قدمین شریفین میں دیکھا کہ آپ دلائل الخیرات پڑھ رہے ہیں اور سرکار مدینہ ﷺ مواجہہ شریف سے آرہے ہیں اور علامہ فیضی صاحب کی طرف سرکار نے اشارہ کرکے فرمایا کہ جس نے اس کی زیارت کی اس کی بخشش ہوگئی۔اور جس نے اس کے حق میں دعا کی اس کی بھی بخشش ہوگئی۔ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ! آپ واقعی منظور احمد ﷺ ہیں بارہا آپ کو اور آپ کے طفیل آپ کے غلاموں کو حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اور ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل آپ کے مزید درجات بلند فرمائے۔ زیارات وحاضری وعمر مبارک میں برکتیں عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

آپ کا حلقہ ارادت

آپ جہاں اعلیٰ علمی مقام پر فائز ہیں، وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانیت وعرفان کا مظہر بھی بنایا ہے۔آپ کا نورانی قابل زیارت چہرہ منورہ اور سیدھی سادی بلند رتبہ طبع ومزاح اس بات کی روشن اور واضح دلیل ہے کہ آپ واقعی بلا مبالغہ ایک اہم روحانی شخصیت اور ولی کامل ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اولیاء کاملین کے متعلق ارشاد فرمایا الذین و کانوا یتقون (اولیاء اللہ وہ ہیں) جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا۔

سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اذا رؤا ذکر اللہ (حدیث شریف) کہ ولی کامل ولی اللہ کی نشانی یہ ہے کہ جب انہیں دیکھو اللہ یاد آجائے۔بلا مبالغہ آپ قرآن وحدیث کی مکمل تفسیر وتشریح ہیں ایمان وتقویٰ کا پیکر بھی ہیں اور آپ کے دیدار سے پروردگار کی یاد تازہ ہوجاتی ہے اپنے تو اپنے رہے ایک بیگانہ حافظ دیوبندی جو نہ آپ کا شاگرد ہے اور نہ کسی طرح سے اس کا آپ کی ذات سے تعلق ونسبت ہے وہ کہتا ہے کہ میں جب علامہ فیضی صاحب کی زیارت کرتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ قبلہ

فیضی صاحب کی بیعت میں اپنے آپ کو شامل کر کے قلبی سکون حاصل کروں۔ آپ کے مریدین و ارادت مندوں کا حلقہ بہت وسیع ہے جو کہ ہزاروں میں ہے لیکن مختصراً یہ کہ اندرون ملک پاکستان، کراچی، حیدرآباد، ضلع رحیم یارخان، ضلع لودھراں، ضلع بہاولپور، ضلع ملتان، ضلع مظفرگڑھ و ضلع ڈیرہ غازی خان، لاہور و بیرون ملک، سعودی عرب و دوبئی تک پھیلا ہوا ہے جس میں ہر طبقہ کے افراد، دانشور، علمائے کرام، حفاظ حضرات وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی ذات والا صفات ہر لحاظ سے کامل واکمل ہے۔ ریا و تکبر نام کی کوئی چیز آپ میں نہیں آپ بالکل سادہ طبع و مزاج کے مالک ہیں۔ درویش منش انسان ہیں ہر وقت ذکر و فکر میں مگن یا کتب واحادیث کے مطالعہ میں مصروف، یا اللہ و رسول ﷺ کے ذکر و یاد میں مستغرق ہوں گے تو کیوں نہ خلق خدا آپ کے قدموں میں جھکے اور آپ کے فیض سے مستفیض ہو۔ اللہ تعالیٰ بتصدق اپنے حبیب ﷺ آپ کے علمی و روحانی فیض کو قیامت تک جاری و ساری رکھے تا کہ خلق خدا آپ کے فیض سے فیض یاب ہوتی رہے آمین ثم آمین۔

آپ کے دست حق پرست پر غیر مسلموں کا اسلام قبول کرنا

آپ کی تحریر و تقریر اور آپ کے اعلیٰ علمی و روحانیت سے متاثر ہو کر کئی غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور غیر مذہب سے توبہ تائب ہوئے۔ جن میں شہر احمد پور شرقیہ اور ملتان وغیرہ کے کئی افراد عیسائیت سے توبہ تائب ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔

بزرگان دین اور علماء ربانین کے آپ کے بارے میں تاثرات و دعائیہ کلمات

۱۔ غوث زماں حضرت قبلہ علامہ خواجہ فیض محمد صاحب شاہ جمالی قدس سرہ العالی نے آپ کے والد ماجد علامہ پیر محمد ظریف صاحب فیضی کو چند خطوط لکھے ان خطوط میں آپ نے علامہ فیضی صاحب کو ان الفاظ و کلمات دعائیہ سے یاد فرمایا فرزندار جمندرا، السلام علیکم۔ برخوردار محمد شریف (منظور احمد) رادعا و پیار۔ بجمیع پیر بھائیاں السلام علیکم خصوصاً حنیف و برخوردار محمد شریف رادعاء۔ و بجناب والد ماجد خود السلام علیکم رسانند و برخوردار محمد شریف رادعا و ناصیہ۔ و جناب والد ماجد آنعزیز دعا والسلام علیکم و جمیع خاندان آنعزیز دعا، برخوردار اطال اللہ عمرہ رادعاء۔ مزید آپ نے سلسلہ چشتیہ جمالیہ میں علامہ فیضی صاحب کو ان دعاؤں میں یاد فرمایا الٰہی بخدمت محبوباں عاقبت خاک راہ دردمندان فقیر فیض محمد و برخوردار منظور احمد را بعمل صالح عمر طویل فرما۔

۲۔ آپ کے والد محترم آپ کے بارے میں یوں ارشاد فرماتے ہیں اور دعا دیتے ہیں۔ ونعم ما قال ولدی محمد شریف المعروف منظور احمد فیضی ادام اللہ فیضہ علی سائر المتعلمین والمعتقدین المریدین الی

یوم الدین (مکتوبات شاہ جمالی) مزید آپ کے والد محترم اپنے دیوان فیضی میں آپ کی تقریر دلپذیر کے متعلق نظماً فرماتے ہیں۔

رباعی ؎

تقریر فیضی ایں چنیں تاثیر داد
در نہاد نجدیاں لرزہ فتاد
چوں بیانش محکم و مثبت بود
دیوبندی بند در حیرت شود

۳۔ سرمست بادہ توحید و رسالت قلندر وقت سلطان العارفین حضرت خواجہ غلام یاسین علیہ الرحمۃ رب العالمین اپنے مرید و متعلقین و حاضرین کو بار بار آپ کی تقریر دلپذیر کا حکم دیتے تھے اور فرماتے کہ یہ ہمارا شیر ہے خود بھی آپ کی تقریر بالمشافہ اور کیسٹوں کے ذریعے سنتے اور عشق محبوب وحبیب اللہ ﷺ میں سخت گریہ فرماتے اور جھوم جاتے اور آپ کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے کہ توں محبوب ہیں۔

۴۔ بیہقی وقت، غزالی زماں، امام اہلسنّت، محدث اعظم علامہ سید احمد شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی ایک تصنیف لطیف اسلام اور داڑھی کے متعلق تقریظ وتصدیق ان الفاظ میں ضبط تحریر فرمائی۔ اجز مؤلف ھذہ الرسالہ النافعہ العزیز الفاہم البارع الذکی المولوی منظور احمد دام بالمحد القوی علی ماالف وحرر وحق باحسن الکلام الخ۔

آپ کے رسالہ مختار کل کے متعلق آپ رقمطراز ہیں

عزیز القدر مولانا منظور احمد صاحب فیضی سلمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اختصار کے ساتھ پیش نظر رسالہ مسلم الناجح فی بیان انہ مالک المفاتیح رالمعروف مختار کل لکھ کر عوام الناس کے اعتقاد کو متزلزل ہونے سے بچانے کی سعی جمیل کی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

نیز جب آپ مدرسہ فیضیہ کے سالانہ جلسہ میں آخری بار تشریف لائے تو تقریباً آدھ گھنٹہ علامہ فیضی صاحب کی تعریف وتوصیف میں گزارا کہ آپ بہت قابل عالم باعمل مدرس ہیں آپ نے ان کا ساتھ نہ دیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ عوام اہلسنّت سے پوچھے گا کہ علامہ فیضی صاحب کا تم نے ساتھ کیوں نہ دیا۔

تواتر سے یہ بات علماء کرام بیان فرماتے ہیں کہ حضور کاظمی کریم فخریہ طور پر بیان فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن مجھ سے دریافت فرمایا کہ دنیا سے کیا لائے ہو تو میں فخر اعلامہ فیضی صاحب کو پیش کر دوں گا۔

۵۔ استاذ المحدثین شیخ المشائخ علامہ السید محمد خلیل احمد کاظمی امروہی رحمہ اللہ تعالیٰ استاد و شیخ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں۔ محترم مولانا منظور احمد صاحب فیضی سلامت باشند۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کتاب تعارف ابن تیمیہ ومسلم المناہج فقیر کو موصول ہوئی۔ جس کے مطالعہ سے بہت مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ بتصدق اپنے حبیب پاک ﷺ کے آپ کو اجر عظیم سے مشرف فرمائے۔ آمین فقیر چونکہ تقریظ لکھنے کا عادی نہیں اس لئے معذور ہے چند کلمات فقیر کی جانب سے زیب نظر فرما دیجئے۔ اس فقیر حقیر نے دونوں کتابوں کا مطالعہ کیا حق یہ ہے آپ کی سعی بلیغ اور تحقیق انیق کی داد دینے سے زبان وقلم دونوں قاصر ہیں۔ باری تعالیٰ اس حیات میں آپ کے جہاد فیض بنیاد سے ظلمت وہابیت کو دور فرما کر سنت راشدہ کے جلوے سے صراط مستقیم کو عوام وخواص پر اس طرح روشن فرمائے کہ ہر ایک منصف مزاج کی زبان پر بے اختیار لا ریب فیہ جاری ہو جائے اور تہہ دل سے عقائد حقہ کو مان لینے پر مجبور ہو جائے اور اس حیات میں ہادیان صراط مستقیم کی وصیت عطا کر کے درجات عالیہ سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام فقیر

محمد خلیل احمد کاظمی امروہی عفی عنہ ۱۲ جولائی ۱۹۶۸ء

۶۔ حکیم الامت مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی علیہ رحمۃ الباری کے دعائیہ کلمات الحمد للہ رسالہ مبارکہ کیا ہے سچے موتیوں کی لڑیوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے سننے سے مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ ماشاء اللہ میرے محترم عزیز فاضل لبیب مولانا منظور احمد صاحب نے قرآن وحدیث وعبارات فقہاء کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ ایک مشت داڑھی مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے الخ

۷۔ حضرت مولانا عبد الحامد بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدر مرکزی جمعیت علمائے پاکستان فاضل محترم مولانا منظور احمد ادام اللہ فیوضہم نے داڑھی کے مسئلہ پر جس تخصیص سے علمی بحث فرمائی اور جو ذخیرہ معلومات اس صنف پر جمع فرمایا بلاشبہ قابل مبارک باد ہے۔

۸۔ مفتی اعظم پاکستان علامہ سید ابو البرکات سید احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حزب الاحناف

لاہور) رسالہ نافعہ عجالہ وصنفہ فاضل جلیل عالم نبیل مولانا وبالفضل اولنا مخلصی ومحبی علامہ منظور احمد صاحب فیضی...... فقیر دعا کرتا ہے کہ مولیٰ سبحانہ مؤلف کی عمر میں علم وعمل میں برکت عطا فرمائے۔

۹۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد صاحب اویسی (جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

مولانا المحترم علامہ فیضی صاحب زید رشدہ کے وسعت مطالعہ سے بہت جی خوش ہوا۔ مولا عزوجل اپنے پیارے حبیب اکرم ﷺ کے طفیل اور اولیائے کرام کے صدقے مولانا المکرم کو علمی وعملی دوستوں سے مالامال کرے۔ آمین۔

آپ کی اولاد

آپ کے تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔ مفتی محمد محسن فیضی راقم الحروف غفرلہ فارغ التحصیل درس نظامی، شہادۃ عالیہ (تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان) بی۔اے، فاضل عربی، حافظ مولانا محمد حسن فیضی۔ فارغ التحصیل درس نظامی۔ مولانا حاجی محمد حسین فیضی فارغ التحصیل درس نظامی۔

اللہ رب العزت آپ کے علمی وروحانی فیض کو تا قیام قیامت جاری وساری رکھے اور اللہ تعالیٰ آپ کی تمام جسمانی وروحانی اولاد کو آپ کے نقش پر چلائے اور آپ کے فیض سے مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

دعا گو راقم الحروف الفقیر
محمد محسن فیضی غفرلہ وعفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بابِ اوّل

حضور سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی کماحقہٗ تعریف نہیں ہوسکتی۔ جتنے مبالغہ اور غلو سے تعریف کریں حقیقۃً کم ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی و عملی، خلقی و خُلقی، صورتی و سیرتی حسن و جمال، فضائل و کمال، محامد و محاسن کا شمار نہیں ہوسکتا۔

فصل اوّل ۔ چند آیاتِ قرآنیہ سے اس کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ (الکوثر)

''اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں''۔

اور فضائلِ کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا، حسن ظاہر بھی دیا، حسن باطن بھی، نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوض کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرتِ اُمت بھی، اعداءِ دین پر غلبہ بھی، کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ (الکوثر)

''ساری کثرت پاتے یہ ہیں''۔ (اعلیٰ حضرت)

(اب کون ہے جو ان بے شمار اور بے نہایت فضائل اور خوبیوں کا شمار کر سکے) کوثر کثیر سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ کوثر کے معنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ ائمہ تفسیر سے خیر کثیر منقول ہیں۔ (بخاری، درِ منثور، خازن و مدارک (1) وغیرہ) یعنی بہت بھلائی۔ کثیر کی ضد قلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً (بقرہ:249)

''بہت سی قلیل جماعتیں کثیر جماعتوں پہ غالب آئیں''۔

فنِ تفسیر کے امام حضرت ابن عباس کے شاگرد، امام مجاہد نے کوثر کا ترجمہ فرمایا ہے الخیر کلہ۔ تفسیر ابن جریر ۳۰ جلد، ص ۱۰۸، ۱۲ منہ

جب کثیر قلیل کا مقابل ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ رب کے نزدیک قلیل کی کتنی مقدار ہے۔ کیا رب کا بیان کردہ قلیل ہم شمار کر سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء:77)

''تم فرمادو، دنیا کا سامان قلیل (تھوڑا) ہے''۔

اب یہ دیکھیں دنیا کا سامان کونسا ہے اور کتنا ہے۔ اناج، گندم، جوار، باجرہ، چاول وغیرہ، پھل، آم، کھجور، سیب، انگور، تربوز وغیرہ اشیاء خوردنی۔ پانی، دودھ، لسی، چائے وغیرہ پینے کی چیزیں گھوڑا، گدھا، اُونٹ، خچر، ہاتھی، سائیکل، موٹر سائیکل، سکوٹر، کاریں، جیپیں، رکشے، بسیں، گاڑیاں، ہوائی جہاز وغیرہ سواری کی چیزیں۔ غرض حیوانات، نباتات، جمادات، ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں، اربوں درار بوں چیزیں ہیں جو دنیا کا سامان ہیں اور ہمارے شمار سے باہر ہیں۔ رب نے فرمایا یہ سب قلیل ہیں کثیر نہیں اور جو فضائل و کمالات اور نعمتیں اور خوبیاں اپنے حبیب کو عطا فرمائیں۔ وہ قلیل نہیں۔ کثیر نہیں، بلکہ کوثر کثیر در کثیر ہیں۔ جب رب اکبر کے ہاں کا قلیل بھی ہمارے شمار سے افزوں ہے پھر اس کے ہاں کا کثیر اور پھر کثیر در کثیر کوثر! اس کا شمار کون کر سکتا ہے؟ اس کا کون حصر کر سکتا ہے؟ کس کی طاقت کہ اس کا احصاء اور احاطہ کرے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ حضور کے فضائل کی کوئی حد نہیں۔ لفظ کوثر کی وسعت پر اتمامِ حجت کے لئے فریق آخر کا حوالہ ملاحظہ ہو:

''کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے''۔ 'البحر المحیط' میں اس کے متعلق چھبیس ۲۶ اقوال ذکر کئے ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی ہے کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی، دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل میں اُمت مرحومہ کو ملنے والی تھیں۔ ان نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت حوض کوثر بھی ہے۔''

(تفسیر عثمانی صفحہ ۷۸۸)

فضائل و کمالات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک علمی دوسرے عملی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے دونوں کمالوں کو عظیم فرمایا۔ (مثلہ فی المواہب زرقانی جلد ۴ ص ۲۴۵)

ملاحظہ ہو کمال علمی سید عالم ﷺ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۭ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (النسا)

''اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری، اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے''۔

جس ذات بابرکات پر اللہ کا بڑا فضل ہو اُن کی فضیلت کون شمار کرسکتا ہے؟ کوئی شمار نہیں کرسکتا۔
اس آیت میں حضور کے کمالات علمیہ کو عظیم فرمایا گیا۔
اس پر فریق آخر کا حوالہ دیکھو:

''اس میں...... بیان ہے......اس کا کہ آپ کمال علمی میں جو کہ تمام کمالات سے افضل اور اوّل ہے۔ سب سے فائق ہیں اور اللہ کا فضل آپ پر بے نہایت ہے۔ جو ہمارے بیان اور ہماری سمجھ میں نہیں آسکتا۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۲۴)

کمالاتِ عملی

وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ (القلم)(1)

''اور بے شک تمہاری خو (خصلت) بڑی شان کی ہے''۔

اس آیت میں حضور کے اخلاق، سیرت، کردار کو عظیم فرمایا گیا یعنی حضور کے کمالاتِ عملیہ بھی عظیم ہیں ؎

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن وادا کی قسم

(اعلیٰ حضرت)

جب حضور کے کمالات علمیہ اور عملیہ دونوں کا عظیم ہونا اللہ عظیم و اعظم نے بیان فرمایا اَب کون ہے جو رب عظیم کے بیان کردہ عظیم کمالات کا شمار کرسکے۔ نیز اُم المؤمنین سے خلق عظیم کی تفسیر میں منقول ہے کہ حضور کا خلق قرآن ہے (مسند امام اعظم ص ۱۷۸) تو قرآن کے عجائب غیر محدود ہیں اسی طرح حضور کے فضائل بھی غیر محدود ہوئے۔ لہٰذا کماحقہٗ حضور کے فضائل و کمالات کا شمار نہیں ہوسکتا۔ جتنا مبالغہ کرو کم ہے۔ (ان دونوں آیتوں کی مزید تفسیر اسی کتاب کے باب اوّل، فصل سوم اقوال علماء میں

1۔ وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ (القلم)

الخلق ملكة يصدر عنها الافعال بسهولة والخلق العظيم له على ماقالت۔

نمبر ۱ هوالقران   نمبر ۲ هوالجود بالكونين والتوجه الى خالقهما

نمبر ۳ هو ما اشار اليه عليه الصلوٰة والسلام بقوله۔ صل من قطعك واعف عمن ظلمك واحسن الى من اساء اليك (نورالانوار ص ۶)

بحوالہ شفا و مدارج و عوارف و مواہب و زرقانی و جمع الوسائل و فیض القدیر ملاحظہ ہو)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ (القلم)(1)

''اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے''۔

ثواب بھی تو ایک شرف اور فضیلت ہے اور وہ ہے بے انتہا۔ اب کس کو حضرت کی فضیلت کی انتہاء مل سکتی ہے۔ اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ فضائل مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بے شمار اور بے حد وعد ہیں لہٰذا کماحقہٗ سید عالم کی تعریف نہیں ہو سکتی جتنا کرو کم ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مقدس:

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (النحل:۲)

اور اللہ کی (وہ نعمتیں گنو (جو حضور پہ ہیں) تو اُنہیں شمار نہ کرسکو گے۔

وَقَالَ سِهْلٌ (2) فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا قَالَ نِعْمَتُهٗ بِمُحَمَّدٍ ﷺ (شفا شریف، جلد ا ص ۱۸)

''(علم و ورع میں بے نظیر) امام سہل بن عبداللہ تستری (متولد ۲۰۰ھ متوفی ۲۸۳ھ) نے اللہ کے اس قول کی تشریح میں فرمایا کہ نعمت اللہ سے اللہ کی وہ نعمتیں مراد ہیں جو حضور پر ہیں''۔

(نسیم الریاض جلد ا، ص ۱۴۰ شرح شفا للعلی القاری جلد ا، ص ۱۴۰، مواہب لدنیہ جلد ا، ص ا، زرقانی شرح مواہب جلد ۳، ص ۱۸۶)

اس آیت سے بھی صاف ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کا شمار نہیں ہوسکتا ہے۔ پھر اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے کمالات کا ذکر چھوڑ دو۔ نہ نہ، بلکہ بحکم خداوندی مبالغہ سے ان کی تعظیم

1۔ **ضروری تنبیہ**، مختلف ذوات پر لفظ واحد کا اطلاق وحدت مفہوم کا مقتضی نہیں بلکہ ایک ہی لفظ کا مفہوم بوجہ اختلاف مصداق و مخاطب مختلف ہوجاتا ہے۔ قرآن شریف میں اس کی سیکڑوں مثالیں۔ لہٰذا ناظرین عیاروں سے ہوشیار رہیں۔ ۱۲۔ فیضی

2۔ الصالح المشهور الذی لم يسمح الدهر بمثله علما و ورعا وله كرامات مشهورة۔ نسیم الریاض جلد ا ص ۱۱۰، امام سہل بن عبداللہ تستری ایسے مشہور صالح ہوگزرے ہیں کہ زمانہ نے ان جیسا علم و ورع میں پھر نہ بخشا۔ پھر ایسی فیاضی نہ کی۔ ان کی کرامات مشہور ہیں۔ فانه كان صاحب الكرامات العالية ولم يكن فی وقته له نظير فی المعاملات ولم يزل يشغل فی الرياضة العملية الى ان كان يفطر فی كل يوم علىٰ اوقية من خبز الشعير بلا ادام فكان يكفيه لقوته درهم واحد فی عام وهو مع ذٰلك يقوم الليل كُلَّهٗ ولا ينام واسلم عند وفاته يهود نيف على التسعين لماراٗ وا النّاس انكبوا علىٰ جنازته وشاهدوا اقوامًا ينزلون من السماء فيتمسّحُون بجنازته ويصعدون ويَنزل غيرهم فوجًا بعد فوج۔ (شرح شفا للقاری جلد ا ص ۱۱۰۔ ۱۲ فیضی)

وتعریف وذکرفضائل کیے جاؤ، اسی میں فلاح دارین ہے۔

ذکرسید عالم ﷺ باعثِ اطمینان قلب ہے اور ان کا ذکر پاک عبادت ہے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ (الرعد)

''خبردار! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے''۔

امام قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ فرماتے ہیں:۔

عَنْ مُجَاهِدٍ(1) فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ قَالَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ (شفاشریف، جلد ا، ص ۱۸)

''صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس کے شاگرد خاص تابعی کبیر امام تفسیر حضرت مجاہد (متولد ۲۱ھ متوفی ۱۰۲۔۱۰۳ھ جو تفسیر اور علم میں امام ثقہ تھے، تقریب جلد ۲، ص ۲۲۹) نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا کہ ذکر اللہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے صحابہ مراد ہیں یعنی حضور اور صحابہ کے ذکر پاک سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے''۔

زرقانی شرح مواہب جلد ۳، ص ۱۳۰، شرح شفاللقاری جلد ا، ص ۱۴۲، قال الخفاجی قال السیوطی رواہ عنه ابن جریر فی تفسیرہ ابن جریر، جلد ۱۳، ص ۹۸ وابن ابی حاتم۔ نسیم الریاض جلد ا ص ۱۴۲ ارواہ عنه ابن ابی شیبة وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم و ابو الشیخ درِ منثور سیوطی جلد ۴، ص ۵۸ (ملاعلی قاری اس کی تشریح کرتے ہیں)

بِمُجَرَّدِ ذِكْرِهٖ وَذِكْرِ اَصْحَابِهٖ فَاِنَّ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ وَعِنْدَ نُزُوْلِ الرَّحْمَةِ يَحْصُلُ لِلْقُلُوْبِ الْاِطْمِيْنَانُ وَالسَّكِيْنَةُ۔ (شرح شفاللقاری ج ا، ص ۱۴۲)

''محض ذکرِ حضور اور ذکرِ صحابہ سے قلوب مطمئن ہوتے ہیں۔ کیونکہ صالحین کے ذکر پاک کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے اور بوقت نزول رحمت دلوں کو اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے''۔

1- روی عن ابی هریرۃ وابن عباس وعنه قتادۃ وابن عون کان اماما فی القرآۃ والتفسیر حجة فی الحدیث قال کان ابن عمر یاخذ لی برکابی ویسوی علیّ ثیابی اذا رکبت...... اخرج له الست۔ (شرح شفا للقاری ج ا ص ۱۴۲ ومجاهد من کبار التابعین المفسر الزاهد العابد وثقه المحدثون کما ذکرہ الذهبی۔ متولد ۲۱ھ متوفی ۱۰۲، ۱۰۳ھ توفی وهو ساجد ملخصاً نسیم الریاض ج ا ص ۱۴۲، ۱۲ فیضی غفرلہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

لَا اُذْکَرُ فِیْ مَکَانٍ اِلَّا ذُکِرْتَ مَعِیْ یَا مُحَمَّدُ فَمَنْ ذَکَرَنِیْ وَلَمْ یَذْکُرْکَ فَلَیْسَ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ نَصِیْبٌ۔ (درِ منثور، ج٦ ص٤٠١)

''یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (ﷺ) جہاں میرا ذکر ہوگا تیرا ذکر (بھی) میرے ساتھ ہوگا جس نے میرا ذکر کیا اور تمہارا ذکر نہ کیا تو جنت میں اس کا کوئی حصہ نہیں''۔

ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو　　　واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

(اعلیٰ حضرت)

ہمارے آقا و مولیٰ کریم رؤف و رحیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد ہے:

ذِکْرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْعِبَادَۃِ وَ ذِکْرُ الصَّالِحِیْنَ کَفَّارَۃٌ

''انبیاء اور رسولوں کا ذکر کرنا، اُن کے فضائل بیان کرنا، ان کی تعریف کرنا اللہ کی عبادت ہے نیکوں کا (اللہ کے ولیوں کا) ذکر کرنا (ان کے فضائل و حالات بیان کرنا اُن کی تعریف کرنا) گناہوں کا کفارہ ہے''۔

• یعنی ولیوں کے ذکر سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

ذِکْرُ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مِنَ الْعِبَادَۃِ وَذِکْرُ الصَّالِحِیْنَ کَفَّارَۃٌ

(قال الشیخ حدیث حسن لغیرہ۔ السراج المنیر جلد ۲ ص۲۹۹ للعزیزی)۔

جب انبیاء کا ذکر عبادت ہے تو سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کتنی بڑی عبادت ہوگی۔

دیوبندیوں کے حکیم الامت نے لکھا ہے:

''حضور کی مدح خود طاعت ہے''۔ (نشر الطیب، ص۸)

فلہٰذا فقیر ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتا ہے اور قرآن پاک واحادیث سے حضور کے ادب اور تعظیم کا بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے اور بارگاہِ نبوت کی سچی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ (آمین)

اَدب و تعظیم رسول ﷺ (1)

مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ عرض ہے۔ پیارے بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز کثیر السیآت کو دین حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت، دل میں سچی عظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

ہمارا مولیٰ کریم اللہ عزوجل فرماتا ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا (الفتح)

''اے نبی ﷺ بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو''۔

مسلمانو! دیکھو دین اسلام بھیجنے قرآن مجید اُتارنے کا مقصود ہی ہمارا مولیٰ تبارک و تعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے۔ اوّل یہ کہ لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائیں، دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کریں سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تین جلیل باتوں کی حسین و جمیل ترتیب تو دیکھو سب سے پہلے ایمان کو ذکر فرمایا اور سب سے پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو۔ اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم کار آمد نہیں۔ بہت سے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کافرانِ لئیم میں تصنیفیں کر چکے، لیکچر دے چکے مگر جب کہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی۔ دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے۔ پھر جب تک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادت الٰہی میں گذارے سب بے کار و مردود ہے۔ بہت سے جوگی اور راہب ترک دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادت الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں۔ مگر ازانجا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم نہیں، کیا فائدہ؟ اصلاً قابل قبول بارگاہِ الٰہی نہیں،

1۔ والاکثر والاظھر ان ھذا فی حقہ ﷺ۔ من الشفا جواہر البحار جلد ا۔ صفحہ ۱۳ و مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۲۸۹۔ ۱۲ منہ
ف۔ نبی ﷺ کی تعظیم مدار ایمان مدار قبول اعمال ہے۔

اللہ عزوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے:۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾ (فرقان)

''جو کچھ اعمال اُنہوں نے کیے ہم نے سب برباد کر دیے ہیں''۔

ایسوں ہی کو فرماتا ہے:

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿۳﴾ تَصْلٰی نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾ (غاشیہ)

''عمل کریں، مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے''۔

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم مدارِ ایمان و مدارِ نجات و مدارِ قبولِ اعمال ہوئی یا نہیں۔ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔ (از فیوضیات اعلیٰ حضرت)

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں نیز علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی مصری شرح شفا میں فرماتے ہیں:۔

(قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ) معنٰی (تُعَزِّرُوْهُ تُجِلُّوْهُ) اَلْاِجْلَالُ اِفْعَالٌ مِنَ الْجَلَالِ وَ هُوَ التَّنَاهِيْ فِيْ عِظَمِ الْقَدْرِ لِذَا خُصَّ بِاللّٰهِ تَعَالٰى فَقِيْلَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ كَمَا قَالَهُ الرَّاغِبُ (وَقَالَ الْمُبَرَّدُ) شَيْخُ التَّفْسِيْرِ وَالْعَرَبِيَّةِ (تُعَزِّرُوْهُ تُبَالِغُوْا فِيْ تَعْظِيْمِهٖ) عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ وَهُوَ مُوَافِقٌ لِمَا قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا وَلَيْسَ اَخَصَّ مِنْهُ كَمَا تُوُهِّمَ۔

(شفا شریف(1) جلد ۲، ص ۲۹) نسیم الریاض جلد ۳ ص ۳۸۴ و اقرہ القاری فی شرحہ للشفا صفحہ مذکورہ)

حضور کے صحابی حضرت عبداللہ بن عباس نے تُعَزِّرُوْهُ کا معنی تجلوہ کیا (حضور کی تعظیم کرو) تجلوہ اجلال باب انعال سے ہے جس کا مجرد جلال ہے، جلال کے معنی بلند رتبہ ہونے میں انتہا کو پہنچنا، اسی لئے یہ رب سے خاص ہے پس کہا جاتا ہے ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ یا کہ یہ بات امام راغب نے کی۔ امام مبرد نے کہا جو تفسیر اور عربیہ کا شیخ ہے، کہ تُعَزِّرُوْهُ کا معنی یہ ہے کہ حضور کی تعظیم میں مبالغہ

1۔ اور چونکہ کتاب الشمائل امام ترمذی رحمہ اللہ کی اور کتاب الشفاء قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی اس باب میں جامع تر اور ضابطہ تر تھی۔ اس لئے میں نے انہی دو کتابوں سے ایسے مضامین منتخب کئے جو طالب راغب کو دوسری کتابوں سے بے نیاز کر دیں۔ اور جن سے مہجور مشتاق دل کو تسلی ہو سکے۔

نظر الطیب للتھانوی، ص ۱۰۳۔ ۱۰۴، یہ حوالہ اتماماً للحجہ نقل ہوا۔ ۱۲ منہ

ف: قرآن شریف کا حکم کہ حضور ﷺ کی تعظیم میں مبالغہ کرو۔

کرو۔(امام مبرد) کی یہ تفسیر ابن عباس کے قول کے موافق ہے۔یہ تفسیر اس قول سے خاص نہیں، جیسا کہ وہم کیا گیا ہے''۔

نیز امام قاضی عیاض انہی الفاظ قرآنیہ کی تشریح کرتے ہیں:

وَيُعَزِّرُوْهُ اَىْ تُجِلُّوْنَهُ وَقِيْلَ تَنْصُرُوْنَهُ وَقِيْلَ تُبَالِغُوْنَ فِىْ تَعْظِيْمِهٖ وَيُوَقِّرُوْهُ اَىْ تُعَظِّمُوْهُ. (شفا شریف ج ۱ ص ۴۲)

''وَيُعَزِّرُوْهُ یعنی حضور کی تعظیم کریں اور بعض نے کہا کہ حضور کی مدد کریں اور بعض نے کہا کہ حضور کی تعظیم میں مبالغہ کریں۔ویوقروہ یعنی حضور کی تعظیم کریں''۔

علامہ جلال الدین محلی ارقام فرماتے ہیں:

وَيُعَزِّرُوْهُ تَنْصُرُوْهُ وَقُرِئَ بِزَائَيْنِ مَعَ الْفَوْقَانِيَةِ وَيُوَقِّرُوْهُ تُعَظِّمُوْهُ وَضَمِيْرُهُمَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. (تفسیر جلالین ص ۴۲۳ مطبوعہ دہلی)

''امداد کریں اللہ ورسول کی تعززوہ کی قراءت بھی ہے اور تعظیم کرو اللہ ورسول کی۔یہ دونوں ضمیریں تعزروہ اور توقروہ کی اللہ ورسول کی طرف لوٹتی ہیں۔

کمالین میں ہے:

قَالَ الْبَغْوِىُّ وَهَاتَانِ الْكِنَايَتَانِ رَاجِعَتَانِ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰهُنَا وَقْفٌ. (حاشیہ نمبر ۲۴ جلالین شریف ص ۴۲۳)

''امام بغوی نے فرمایا، یہ دونوں ضمیریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹتی ہیں (اور اگلی ضمیر تُسَبِّحُوْهُ والی رب کی طرف لوٹتی ہے۔لہٰذا یہاں تو قروہ پر وقف ہے (چنانچہ قرآن میں علامت ط مرقوم ہے)''۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:۔

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ (ج ۲۶، ص ۴۷) وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِىْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِىْ قَوْلِهٖ وَيُعَزِّرُوْهُ يعنى الْاِجْلَالَ و يُوَقِّرُوْهُ يَعْنِى التَّعْظِيْمَ يَعْنِىْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(تفسیر دُرِ منثور، ج ۶، ص ۷۱)

''امام ابن جریر وابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اخراج کیا کہ عبداللہ بن عباس صحابی رسول سے اللہ کے اس قول ویعزروہ کی تفسیر میں منقول ہے یعنی تعظیم کریں اور ویوقروہ کے معنی بھی تعظیم

کریں۔ یعنی حضور کی (صلی اللہ علیہ وسلم)''۔

علامہ عارف باللہ تعالیٰ الشیخ احمد صاوی مالکی حاشیہ جلالین میں ارقام فرماتے ہیں:۔

وَيُؤْخَذُ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّ مَنِ اقْتَصَرَ عَلٰى تَعْظِيْمِ اللّٰهِ وَحْدَهٗ اَوْ عَلٰى تَعْظِيْمِ الرَّسُوْلِ وَحْدَهٗ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ بَلِ الْمُؤْمِنُ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ تَعْظِيْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَعْظِيْمِ رَسُوْلِهٖ وَلٰكِنَّ التَّعْظِيْمَ فِيْ كُلٍّ بِحَسْبِهٖ فَتَعْظِيْمُ اللّٰهِ تَنْزِيْهُهٗ عَنْ صِفَاتِ الْحَوَادِثِ وَوَصْفُه بِالْكَمَالَاتِ وَتَعْظِيْمُ رَسُوْلِهٖ اِعْتِقَادُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا وَّصِدْقًا لِكَافَّةِ الْخَلْقِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَوْصَافِهِ السُّنِّيَةِ وَ شَمَائِلِهِ الْمَرْضِيَّةِ

(صاوی علی الجلالین، ج ۴، ص ۸۲)

''اس آیت تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ سے ثابت ہوا کہ جو صرف تعظیم خدا کرے یا صرف تعظیم رسول کرے وہ مومن نہیں، بلکہ مومن وہ ہے جو تعظیم خدا و تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کرے، لیکن ہر ایک کی تعظیم اُس کی شان کے مطابق ہوگی پس اللہ تعالیٰ کی تعظیم رب کو صفاتِ حوادث سے منزہ بتانا اور وصف کمالات سے موصوف ماننا ہے اور تعظیم رسول یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ حضور اللہ کے سچے رسول ہیں۔ تمام مخلوق کے لیے خوشخبری دینے والے اور ڈرسنانے والے ہیں علاوہ ازیں حضور کے عالی مرتبہ اوصاف اور پسندیدہ خصلتوں کا معتقد ہو''۔

اَوْجَبَ عَلَيْنَا تَعْظِيْمَهٗ وَتَوْقِيْرَهٗ وَ نُصْرَتَهٗ وَمَحَبَّتَهٗ وَالْاَدَبَ مَعَهٗ فَقَالَ تَعَالٰى اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا (الاٰیۃ)

(جواہر البحار، ج ۳، ص ۲۵۱ عن الامام السبکی)

''امام سبکی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا سے ہم پر حضور کی تعظیم، توقیر، حضور کی مدد اور محبت اور حضور کا ادب لازم وضروری قرار دیا ہے''۔

الامام العلامۃ قدوۃ الامۃ علم الائمہ ناصر الشریعۃ محی السنۃ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی المعروف بالخازن ارقام فرماتے ہیں:۔

اَلْكِنَايَاتُ فِيْ قَوْلِهٖ وَيُعَزِّرُوْهُ وَيُوَقِّرُوْهُ رَاجِعَةٌ اِلَى الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهَا تَمَّ الْكَلَامُ فَالْوَقْفُ عَلٰى وَيُوَقِّرُوْهُ وَقْفٌ تَامٌّ

(تفسیر خازن جلد ۴ ص ۱۴۶ مطبوعہ مصر)

''ضمیریں (مفعول کی) اللہ تعالیٰ کے اس قول وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ میں حضور ﷺ کی طرف لوٹتی ہیں اور یو قروہ پہ کلام تمام ہوئی اس پر وقف تام ہے''۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے:۔

قَالَ الْبَغْوِیُّ ضَمِیْرُ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ رَاجِعَانِ اِلٰی رَسُوْلِهٖ وَضَمِیْرُ تُسَبِّحُوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَاسْتَبْعَدَهُ الزَّمَخْشَرِیُّ (اَلْمُعْتَزِلِیُّ) لِكَوْنِهٖ مُسْتَلْزِمًا لِاِنْتِشَارِ الضَّمَائِرِ قُلْنَا لَا بَأْسَ بِهٖ عِنْدَ قِیَامِ الْقَرِیْنَةِ وَ عَدَمِ اللَّبْسِ۔ (تفسیر مظہری ج۹،ص۵۔۶) تفسیر بغوی جلد۲،صفحہ ۱۵۹

''امام بغوی نے فرمایا وَتُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ کی ضمیریں حضور ﷺ کی طرف لوٹتی ہیں اور تسبحوہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہے۔زمخشری معتزلی نے اس کو بعید سمجھا، کیونکہ انتشار ضمائر لازم آتا ہے۔قاضی ثناء اللہ نے کہا ہم جواب دیں گے کہ انتشار ضمائر میں کوئی حرج نہیں جب کہ قرینہ موجود ہو اور التباس نہ ہوتا ہو''۔

علامہ عارف اسمٰعیل حقی حنفی آیت وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ کے تحت لکھتے ہیں:

وَالْحَاصِلُ اَنَّهٗ یَجِبُ عَلَی الْاُمَّةِ اَنْ یُعَظِّمُوْهُ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَیُوَقِّرُوْهُ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ فِیْ حَالِ حَیَاتِهٖ وَبَعْدَ وَفَاتِهٖ فَاِنَّهٗ بِقَدْرِ اِزْدِیَادِ تَعْظِیْمِهٖ وَ تَوْقِیْرِهٖ فِی الْقُلُوْبِ یَزْدَادُ نُوْرُ الْاِیْمَانِ

(تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۷ ۲۳)

''اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور کی حیات دنیاوی کی حالت میں اور بعد پردہ پوشی غرض ہر حالت میں حضور کی تعظیم و توقیر اُمت پہ لازم اور ضروری ہے کیونکہ دلوں میں جتنی حضور کی تعظیم بڑھے گی اتنا ہی نور ایمان بڑھے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

ابن تیمیہ اسی آیت وَتُعَزِّرُوْهُ سے استناداً لکھتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَ بِتَعْزِیْرِهٖ وَتَوْقِیْرِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَالَ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

(الصارم المسلول ص ۳۰۰، جواہر البحار، ج ۳ ص ۷ ۲۴)

'' بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور توقیر کا حکم فرمایا چنانچہ فرمایا: وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (قرآن) حضور کی بڑائی بیان کرو اور حضور کی تعظیم کرو''۔

نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

اِنَّا نَسفِکُ الدِّمَاءَ وَنُبذِلُ الاَموَالَ فِی تَعزِیرِ الرَّسُولِ وَتَوقِیرِہٖ وَرَفعِ ذِکرِہٖ وَاِظھَارِ شَرَفِہٖ وَعُلُوِّ قَدرِہٖ۔ (الصارم المسلول ص ۲۰۷)

''ہم (مسلمان) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑائی بیان کرنے، حضور کی تعظیم، آپ کے ذکر کو بلند کرنے، آپ کے شرف کو ظاہر کرنے، علوقدر و منزلت میں اپنے خون بہاتے ہیں اور اپنے تمام اموال خرچ کرتے ہیں''۔

نیز اسی ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَرَضَ عَلَینَا تَعزِیرَ رَسُولِہٖ وَتَوقِیرَہٗ وَتَعزِیرُہٗ نَصرُہٗ وَمَنعُہٗ وَتَوقِیرُہٗ اِجلَالُہٗ وَتَعظِیمُہٗ وَذٰلِکَ یُوجِبُ صَونَ عِرضِہٖ بِکُلِّ طَرِیقٍ۔ (الصارم ص ۲۰۹)

''تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں پر حضور کی تعزیر اور توقیر فرض کی، حضور کی تعزیر حضور کی نصرت و امداد کرنا ہے اور آپ سے منع کرنا ہے (ہر ایذاء کو) اور حضور کی توقیر حضور کی تکریم اور تعظیم کرنا ہے اور یہ واجب کرتی ہے اس کو کہ ہر طریق سے حضور کی عزت کی حفاظت کی جائے''۔

نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

اَمَّا انتِھَاکُ عِرضِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّہٗ مُنَافٍ لِدِینِ اللّٰہِ بِالکُلِّیَّۃِ فَاِنَّ العِرضَ مَتٰی انتُھِکَ سَقَطَ الاِحتِرَامُ وَالتَّعظِیمُ فَسَقَطَ مَاجَاءَ بِہٖ مِنَ الرِّسَالَۃِ فَبَطَلَ الدِّینُ فَقِیَامُ المِدحَۃِ وَالثَّنَاءِ عَلَیہِ وَالتَّعظِیمِ وَالتَّوقِیرِ لَہٗ قِیَامُ الدِّینِ کُلِّہٖ سُقُوطُ ذٰلِکَ سُقُوطُ الدِّینِ کُلِّہٖ۔ (الصارم ص ۲۱۱)

''حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی بے عزتی (بے ادبی) بالکل دین اللہ کے منافی ہے کیونکہ جب بے عزتی ہوئی تو احترام اور تعظیم کا سقوط ہوا تو جو کچھ حضور پیغام لائے وہ گر گیا تو کل دین باطل ہو گیا۔ پس حضور کی مدح، ثناء اور تعظیم اور توقیر کے قیام سے کل دین کا قیام ہے اور ان چیزوں کے ساقط ہونے سے کل دین کا سقوط ہے''۔

ابو محمد عبدالحق حقانی اسی آیت کے تحت لکھتا ہے:۔

'' اور اللہ اور اس کے رسول کی عزت و توقیر کرو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و

ادب فرض ہے ذرا بھی کوئی توہین کرے گا فیض رسالت سے ابدالآباد محروم رہے گا''۔

(ملخصاً تفسیر حقانی، ج۶، ص ۲۸۸)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی حاشیۃ القرآن میں لکھتا ہے:۔

''وَتُعَزِّرُوْهُ اور تُوَقِّرُوْهُ کی ضمیریں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہوں تو اللہ کی مدد کرنے سے مراد اس کے دین اور پیغمبر کی مدد کرنا ہے''۔ اور اگر رسول کی طرف راجع ہوں تو پھر کوئی اشکال نہیں......''

نمبر ۲: مسلمانو! ہمارا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (الحجرات)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے''۔

یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہو، نہ قول میں نہ فعل میں کہ تقدم کرنا رسول اللہ ﷺ کے آداب واحترام کے خلاف ہے بارگاہِ رسالت میں نیازمندی وآداب لازم ہیں۔

(خزائن العرفان)

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کی بے ادبی حق تعالیٰ کی بے ادبی ہے کہ انہوں نے حضور پر پیش قدمی کی، تو فرمایا گیا کہ اللہ ورسول پر پیش قدمی نہ کرو۔ دوسرے یہ کہ بات کرنے، راستہ چلنے، کسی چیز میں بھی حضور سے آگے بڑھنا منع ہے۔ کیونکہ یہاں لاتقدموا مطلق ہے۔

امام قاضی عیاض شفا شریف میں اور علامہ ملا علی قاری اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: واللفظ للقاری وللخفاجی مثلہ الا ماشاء اللّٰہ

(وَنُهِيَ) عَنِ التَّقَدُّمِ بَيْنَ يَدَيْهِ بِالْقَوْلِ وَسُوْءِ الْاَدَبِ بِسَبْقِهٖ بِالْكَلَامِ عَلٰى قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ وَهُوَ اِخْتِيَارُ ثَعْلَبٍ

اور اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) قولاً فعلاً حضور کے سامنے پہل کرنے سے منع فرمایا۔ یہ تفسیر حضرت ابن عباس وغیرہ کے قول پہ ہے اور یہی شیخ اللغۃ والعربیۃ علامہ محدث امام ثعلب متولد ۲۰۰ھ کے نزدیک مختار ہے''۔

(قَالَ سَهْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ) التَّسْتَرِيَ (لَا تَقُوْلُوْا قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ) اَيْ

لَاتَبْدُوْا بِالْكَلَامِ عِنْدَهٗ (وَاِذَا) قَالَ فَاسْتَمِعُوْا وَاَنْصِتُوْا) اُسْكُتُوْا وَالْمَعْنٰى اَنَّهٗ يَجِبُ السِّمَاعُ عِنْدَ كَلَامِهٖ الَّذِىْ هُوَ الْوَحْىُ الْخَفِىُّ كَمَا يَجِبُ سِمَاعُ الْقُرْاٰنِ الَّذِىْ هُوَ الْوَحْىُ الْجَلِىُّ وَفِيْهِ اِيْمَاءٌ اِلٰى رِعَايَةِ هٰذَا الْاَدَبِ عِنْدَ سِمَاعِ الْحَدِيْثِ الْمَرْوِىِّ عَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُصَنِّفُ(وَنُهُوْا) اَصْحَابُهٗ وَاَحْزَابُهٗ (عَنِ التَّقَدُّمِ) اَىِ الْمُبَادَرَةِ (وَالتَّعَجُّلِ بِقَضَاءِ اَمْرٍ) اَىْ بِحُكْمِ شَیْءٍ (قَبْلَ قَضَائِهٖ فِيْهِ وَاَنْ يَفْتَاتُوْا) اِفْتِعَالٌ مِنَ الْفَوْتِ اَىْ يَسْبِقُوْهُ (بِشَيْءٍ) اَىْ مُنْفَرِدِيْنَ بِرَايِهِمْ فِىْ تَصَرُّفِهِمْ (فِىْ ذٰلِكَ مِنْ قِتَالٍ اَوْغَيْرِهٖ مِنْ اَمْرِ دِيْنِهِمْ اِلَّا بِاَمْرِهٖ وَلَا يَسْبِقُوْهُ بِهٖ) اَىْ وَلَوْ فِىْ اَمْرِ دُنْيَاهُمْ وَالْمَعْنٰى اَنْ يَكُوْنُوْا تَابِعِيْنَ لَهٗ فِىْ جَمِيْعِ قَضَايَاهُمْ مِنْ اُمُوْرِ دُنْيَاهُمْ (وَاِلٰى هٰذَا) اَىِ الْمَعْنَى الْمَذْكُوْرِ (يَرْجِعُ قَوْلُ الْحَسَنِ) اَىِ الْبَصْرِىِّ (وَمُجَاهِدٍ وَالضَّحَاكِ وَالسُّدِّىِّ وَالثَّوْرِىْ) اَىْ يُوَافِقُ قَوْلُ هٰٓؤُلَاءِ ذٰلِكَ الْمَقَالَ فِى الْمَآلِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ اَىْ نَصَحَهُمُ اللّٰهُ وَحَذَّرَهُمْ مُخَالَفَةَ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ) بِاَقْوَالِكُمْ (عَلِيْمٌ) بِاَحْوَالِكُمْ (قَالَ الْمَاوَرْدِىُّ اِتَّقُوْهُ يَعْنِىْ فِى التَّقَدُّمِ اَىْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ بَيْنَ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُعْرَفَ مِنْهُ مَيْلٌ اِلَيْهِ۔ وَقَالَ السُّلَمِىُّ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِىْ اِهْمَالِ حَقِّهٖ وَتَضِيْعِ حُرْمَتِهٖ اِنَّهٗ) وَفِىْ نُسْخَةٍ صَحِيْحَةٍ (اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ لِقَوْلِكُمْ عَلِيْمٌ بِفِعْلِكُمْ۔

(انتھیٰ الشرح ملخصاً شرح شفا لعلی القاری علےٰ ھامش نسیم الریاض، جلد ۳ صفحہ ۳۸۵۔۳۸۶ وشفا شریف جلد ۲، صفحہ ۳۰)

''امام سہل بن عبداللہ تستری نے (اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ حضور کے فرمانے سے پہلے نہ بولا کرو۔ یعنی حضور کے ہاں کلام کی ابتداء نہ کرو۔ جرأت نہ دکھاؤ اور جب آپ فرماویں تو خوب توجہ سے سنو اور خاموش رہو معنی یہ ہے کہ بوقت کلام پاک (حدیث شریف) صاحب لولاک جو وحی خفی ہے اُس کا سننا واجب ہے جیسا کہ قرآن شریف کا سننا واجب ہے جو کہ وحی جلی ہے اور اسی میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حضور کی حدیث کے سماع کے وقت بھی اسی ادب کی رعایت ہو۔

مصنف (امام قاضی عیاض) نے فرمایا کہ حضور کے اصحاب اور گروہ کو اس بات سے منع کیا گیا کہ کسی شے کے حکم میں حضور کے فیصلہ دینے سے پہلے خود نہ فیصلہ کر بیٹھیں اور یہ نہ ہو کہ بغیر حضور کے صرف اپنی رائے کے سبب کسی چیز میں حضور سے سبقت کریں فیصلہ کرنے میں قتال ہو یا غیر قتال ہو اپنے دین کے معاملہ میں، مگر یہ سب کام حضور کے امر سے طے پائیں۔ ان میں سے کسی کام میں حضور سے سبقت نہ کریں۔ اگرچہ دنیا کا معاملہ ہو، معنی یہ ہے کہ اپنے تمام فیصلوں، اپنے دنیاوی اور اُخروی امور میں حضور کے تابع ہوں۔ اس معنی مذکور کی طرف امام حسن بصری اور امام مجاہد اور سدی وثوری کا قول رجوع کرتا ہے۔ انجام میں ان لوگوں کا قول قول مذکور کے موافق ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نصیحت کی اور اس حکم کی مخالفت سے ڈرایا۔ چنانچہ فرمایا کہ ''بے شک اللہ سے ڈرو'' بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے تمہارے حالات کو جاننے والا۔ امام ماوردی نے فرمایا (کہ معنی یہ ہے) اللہ سے ڈرو یعنی اس بات میں کہ حضور کے میلان کے بغیر کسی شے کی طرف تم قولاً فعلاً پہل نہ کر بیٹھو۔ سلمی نے فرمایا کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ حضور کے حق میں کوتاہی کرنے سے اور حضور کی عزت و عظمت کے ضائع کرنے میں اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تمہاری بات کو سننے والا ہے۔ تمہارے کام کو جاننے والا ہے''۔

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجْهُ تَضَمُّنِهَا الْاَدَبَ اَنَّ النَّهْیَ عَنِ الشَّیْءِ اَمْرٌ بِضِدِّهٖ وَهُوَ طَلَبُ التَّاَخُّرِ وَهُوَ اَدَبٌ (فَمِنَ الْاَدَبِ اَنْ لَّا یَتَقَدَّمَ بَیْنَ یَدَیْهِ اَیْ عِنْدَهٗ سَوَآءٌ کَانَ تِجَاهَهٗ اَوْعَنْ یَمِیْنِهٖ اَوْیَسَارِهٖ اَوْ خَلْفِهٖ (بِاَمْرٍ وَلَا نَهْیٍ وَلَا اِذْنٍ وَلَا تَصَرُّفٍ) وَیُدَاوِمُ عَلٰی ذٰلِکَ (حَتّٰی یَاْمُرَ هُوَ وَیَنْهٰی وَیَأْذَنَ کَمَا اَمَرَ اللّٰهُ بِذٰلِکَ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ) وَفِی ابْنِ عَطِیَّةَ قَالَ ابْنُ زَیْدٍ مَعْنٰی لَاتُقَدِّمُوْا لَاتَمْشُوْا بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَذٰلِکَ بَیْنَ یَدَیِ الْعُلَمَاءِ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ هٰذَا ظَاهِرٌ فِیْ اَنَّ مَعْنَاهُ التَّقَدُّمُ الْحِسِّیُّ (وَهٰذَا) النَّهْیُ عَنِ التَّقَدُّمِ (بَاقٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ لَمْ یُنْسَخْ) سَوَاءٌ کَانَ التَّقَدُّمُ حَقِیْقَةً اَوْحُکْمًا فَلَا یَرِدُ اَنَّهٗ یَنْتَهِیْ بِوَفَاتِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (قَالَ مُجَاهِدٌ) عِنْدَ الْبُخَارِیْ فِیْ

تفسیرِ لَاتُقَدِّمُوْا (لَاتَفْتَاتُوْا) اَیْ لَاتَسْبِقُوْا بِشَیْءٍ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ اَمْہِلُوْا وَامْتَنِعُوْا عَنِ الْعَمَلِ فِیْہِ بِشَیْءٍ (حَتّٰی یُقْضِیَہُ اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِہٖ) فَاعْمَلُوْا بِہٖ (قَالَ الضَّحَاکُ لَاتُقْضُوْا اَمْرًا دُوْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ غَیْرُہٗ لَا تَاْمُرُوْا حَتّٰی یَاْمُرَ وَلَاتَنْہَوْا حَتّٰی یَنْہٰی وَانْظُرْ اَدَبَ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَعَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِی الصَّلٰوۃِ اَنْ تَقَدَّمَ بَیْنَ یَدَیْہِ کَیْفَ تَاَخَّرَ رَوٰی مَالِکٌ وَالشَّیْخَانِ مِنْ طَرِیْقِہٖ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَھَبَ اِلٰی بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَحَانَتِ الصَّلٰوۃُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ اَتُصَلِّیْ لِلنَّاسِ فَاُقِیْمُ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰی اَبُوْبَکْرٍ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَالنَّاسُ فِی الصَّلٰوۃِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰی وَقَفَ فِی الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ لَایَلْتَفِتُ فِیْ صَلٰوتِہٖ فَلَمَّا اَکْثَرَ النَّاسُ مِنَ التَّصْفِیْقِ اِلْتَفَتَ اَبُوْبَکْرٍ فَرَاٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَیْہِ اَنِ امْکُثْ مَکَانَکَ فَرَفَعَ اَبُوْبَکْرٍ یَدَیْہِ وَحَمِدَ اللّٰہَ عَلٰی مَا اَمَرَ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِکَ ثُمَّ اسْتَاخَرَحَتّٰی اسْتَوٰی فِی الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ یَا اَبَابَکْرٍ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُکَ (فَقَالَ) اَبُوْبَکْرٍ (مَاکَانَ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ) وَعَبَّرَ بِذٰلِکَ دُوْنَ اَنْ یَقُوْلَ مَاکَانَ لِیْ اَوْ لِاَبِیْ بَکْرٍ تَحْقِیْرًا لِنَفْسِہٖ (اَنْ یَّتَقَدَّمَ) وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنْ یُّصَلِّیَ (بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ) وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنْ یَّؤُمَّ النَّبِیَّ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فَفَھِمَ اَنَّ مُرَادَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنْ یَّؤُمَّ النَّاسَ وَاَنَّ اَمْرَہٗ اِیَّاہُ بِالْاِسْتِمْرَارِ فِی الْاِمَامَۃِ مِنْ بَابِ الْاِکْرَامِ وَالتَّنْوِیْہِ بِقَدْرِہٖ فَسَلَکَ ھُوَ طَرِیْقُ الْاَدَبِ وَلِذَا لَمْ یَرُدَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ اِعْتِذَارَہٗ۔ اِنْتَھَی الْمَتْنُ بِعَیْنِہٖ مُلَخَّصًا

(زرقانی علی المواہب، جلد ۶ صفحہ ۲۴۷، ۲۴۸)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو''۔ اس آیت کے

متضمن ادبِ رسول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ایک شے سے منع کرنا اُس شے کے خلاف کا حکم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور سے پیچھے رہنے کو طلب کیا ہے اور یہ ادب ہے تو یہ بات ادب سے ہے کہ حضور کے ہاں پہل نہ ہو، حضور کے سامنے دائیں بائیں پیچھے کسی صورت میں پہل نہ ہو، نہ امر میں نہی میں نہ اجازت میں اور نہ تصرف میں، اس پر ہمیشگی کی جائے حتی کہ خود حضور حکم فرمادیں اور روکیں اور اجازت دیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسی کا حکم دیا ہے اور ابن عطیہ میں ہے کہ ابن زید نے کہا کہ ''لَا تُقَدِّمُوْا'' کا یہ معنی ہے کہ حضور کے آگے نہ چلو اور اسی طرح علماء کے آگے بھی نہ چلو۔ کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ یہ ظاہر ہے اس بات میں کہ یہاں تقدم سے مراد تقدم حسی ہے اور یہ نبی سے پہل کی نفی قیامت تک باقی ہے منسوخ نہیں عام اس سے کہ تقدم حقیقی ہو یا حکمی۔ تو حضور کی پردہ پوشی کے بعد حضور کی سنت سے پہل کرنا ایسا ہے جیسا کہ حضور کی حیات دنیاوی میں حضور کے سامنے پہل کی جائے ان دونوں تقدموں میں صاحب عقل سلیم کے نزدیک کوئی فرق نہیں اور یقیناً یہ بات معلوم ہو چکی کہ تقدم عام ہے چاہے حقیقی ہو یا حکمی پس یہ اعتراض وارد نہ ہوگا کہ یہ نہی حضور کی پردہ پوشی پر ختم ہوگئی۔ بخاری میں ہے کہ امام مجاہد نے لَا تُقَدِّمُوْا کی تفسیر میں فرمایا کہ کسی چیز میں حضور سے سبقت نہ کرو بلکہ اسے چھوڑے رہو اور اس میں ہر طرح عمل کرنے سے باز رہو حتی کہ اللہ تعالیٰ حضور کی زبان پہ اس کا فیصلہ کرے پھر اس پہ عمل کرو۔ حضرت ضحاک نے فرمایا کہ حضور کے امر کے بغیر کسی امر کا فیصلہ نہ کرو اور ان کے غیر نے فرمایا کہ تم امر نہ کرو جب تک حضور امر نہ کریں تم نہ روکو جب تک حضور نہ روکیں۔ حضرت ابوبکر صدیق کا ادب حضور کے ساتھ دیکھو کہ نماز میں باوجود مقدم ہونے کے کیسے پیچھے ہٹ آئے۔ امام مالک اور بخاری و مسلم ابی حازم کے طریق سے سہل بن سعد سے راوی ہیں کہ حضور بنی عمرو بن عوف کی طرف گئے اور نماز کا وقت قریب ہو گیا۔ مؤذن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں گیا۔ عرض کی کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو میں تکبیر کہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہاں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھانے لگے۔ حضور اس حالت میں تشریف لائے کہ لوگ نماز میں تھے تو حضور وہاں سے منتقل ہوئے۔ یہاں تک کہ صف میں کھڑے ہوئے لوگوں نے تالیاں بجائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں دوسری طرف توجہ نہ کرتے تھے جب لوگوں نے اکثر تالیاں بجائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے تو حضور کو دیکھا۔ حضور ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور حضور کے امر پر اللہ کی حمد بجا لائے پھر پیچھے ہٹنے کی اجازت مانگی حتی کہ صف کے برابر ہوئے۔ اور حضور آگے بڑھے

اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تجھے کس چیز نے منع کیا کہ تو اپنی جگہ (امامت) پہ ثابت رہتا جب کہ میں نے تجھے حکم دیا تھا تو حضرت ابوبکر! (رضی اللہ عنک) نے جواباً عرض کیا۔ ابو قحافہ کے بیٹے کے لئے (یعنی مجھے) یہ لائق نہ تھا (کہ حضور کے آگے ہو) اور تواضعاً ابن ابی قحافہ کہا۔ یہ نہ کہا کہ مجھے لائق نہ تھا اور یہ نہ کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ لائق نہ تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آگے نماز پڑھائے اور دوسری روایت میں ہے کہ حضور کی امامت کرائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی مراد یہ تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور بے شک حضور کا امر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو، کہ امامت کرتا رہے۔ عزت دینے اور مرتبہ بلند کرنے کی غرض سے تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طریق ادب اختیار کیا۔ اسی لئے حضور نے ان کا عذر رد نہ فرمایا''۔

قدوۃ الامۃ وعلم الائمۃ ناصر الشریعۃ محی السنۃ العلامۃ الخازن فرماتے ہیں:۔

قَوْلُهٗ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ مِنَ التَّقْدِيْمِ اَيْ لَايَنْبَغِيْ لَكُمْ اَنْ يَّصْدُرَ مِنْكُمْ تَقْدِيْمٌ اَصْلًا وَقِيْلَ لَا تُقَدِّمُوْا فِعْلًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْمَعْنٰى لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ اَمْرِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَلَانَهْيِهِمَا وَقِيْلَ لَاتَجْعَلُوْا لِاَنْفُسِكُمْ تَقَدُّمًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْهِ اِشَارَةٌ اِلٰى احْتِرَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاِنْقِيَادِ لِاَوَامِرِهٖ وَنَوَاهِيْهِ (وَاتَّقُوا اللّٰهَ) اَيْ فِيْ تَضْيِيْعِ حَقِّهٖ (اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ) اَيْ لِاَقْوَالِكُمْ (عَلِيْمٌ) اَيْ بِاَفْعَالِكُمْ اِنْتَهٰى مُلَخَّصًا

(تفسیر کتاب التاویل المعروف تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۶۳، ۱۶۴)

''اللہ تعالیٰ کے اس قول يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ اے مومنو! تمہیں یہ لائق نہیں کہ تم سے کسی قسم کی تقدیم ظاہر ہو اور بعضوں نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اللہ ورسول کے سامنے کسی فعل کی تقدیم نہ کرو معنی یہ ہوا کہ اللہ ورسول کے امر و نہی سے قبل کوئی فعل مقدم نہ کرو اور بعض نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی بارگاہ میں اپنے نفوس کے لئے تقدم نہ مقرر کرو اور اس میں اشارہ ہے حضور کے احترام کی طرف اور حضور کے اوامر و نواہی کی فرمانبرداری کی طرف۔ حضور کے حق کو ضائع کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے۔ تمہارے کاموں کو جاننے والا ہے''۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمَّا بَیَّنَ مَحَلَّ النَّبِیِّ وَعُلُوَّ دَرَجَتِہٖ بِکَوْنِہٖ رَسُوْلَہُ الَّذِیْ یُظْھِرُ دِیْنَہٗ وَذَکَرَہٗ بِاَنَّہٗ رَحِیْمٌ بِالْمُؤْمِنِیْنَ بِقَوْلِہٖ رَحِیْمًا قَالَ لَاتَتْرُکُوْا مِنْ اِحْتِرَامِہٖ شَیْئًا لَا بِالْفِعْلِ وَلَا بِالْقَوْلِ وَلَا تَغْتَرُّوْا بِرَاْفَتِہٖ وَانْظُرُوْا اِلٰی رِفْعَۃِ دَرَجَتِہٖ......حَتّٰی قَالَ بَعْدَ ذِکْرِ اَقْوَالٍ فِیْ سَبَبِ النُّزُوْلِ...... وَالْاَصَحُّ(1) اَنَّہٗ اِرْشَادٌ عَامٌّ یَشْمَلُ الْکُلَّ وَمَنْعٌ مُطْلَقٌ یَدْخُلُ فِیْہِ کُلُّ اِثْبَاتٍ وَتَقَدُّمٍ وَاسْتِبْدَادٍ بِالْاَمْرِ وَاِقْدَامٍ عَلٰی فِعْلٍ غَیْرِ ضَرُوْرِیٍّ مِنْ غَیْرِ مُشَاوَرَۃٍ...... حَتّٰی قَالَ...... کَاَنَّہٗ تَعَالٰی یَقُوْلُ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَّصْدُرَ مِنْکُمْ تَقْدِیْمٌ اَصْلاً ......حَتّٰی قَالَ ......فَتَقْدِیْرُہٗ لَا تُقَدِّمُوْا اَنْفُسَکُمْ فِیْ حَضْرَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیْ لَا تَجْعَلُوْا لِاَنْفُسِکُمْ تَقَدُّمًا وَرَاْیًا عِنْدَہٗ...... حَتّٰی قَالَ...... ذِکْرُ اللّٰہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی وُجُوْبِ احْتِرَامِ الرَّسُوْلِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالْاِنْقِیَادِ لِاَوَامِرِہٖ وَذٰلِکَ لِاَنَّ اَحْتِرَامَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ یُتْرَکُ عَلٰی بُعْدِ الْمُرْسِلِ وَعَدَمِ اطِّلَاعِہٖ عَلٰی مَایُفْعَلُ بِرَسُوْلِہٖ فَقَالَ بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَیْ اَنْتُمْ بِحَضْرَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَھُوَ نَاظِرٌ اِلَیْکُمْ وَفِیْ مِثْلِ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ یَجِبُ اِحْتِرَامُ رَسُوْلِہٖ۔

(تفسیر مفاتیح الغیب المشتھر بالتفسیر الکبیر جلد ۷، صفحہ ۵۸۱، ۵۸۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محل ومقام بیان کیا اور حضور کے درجہ کی بلندی بیان کی اس طرح کہ وہ ایسے رسول ہیں کہ ان کا دین غالب ہوگا اور اپنے قول رحیما سے یہ ذکر کیا کہ حضور مومنوں کے لئے رحیم ہیں۔ فرمایا حضور کے احترام میں قولاً وفعلاً کسی چیز کو ترک نہ کرو اور حضور کی مہربانی سے مغرور بھی نہ ہونا اور حضور کے بلند مرتبہ کی طرف نظر کرنا۔ اصح بات یہ ہے کہ یہ ارشاد عام ہے سب کو شامل ہے اور منع مطلق ہے، اس میں ہر اثبات اور تقدم اور امر میں اپنے آپ کو ترجیح دینا اور بغیر مشورہ کے غیر ضروری فعل میں اقدام کرنا یہ سب کچھ داخل ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ لائق نہیں کہ تم سے کسی قسم کی تقدیم ظاہر ہوتو تقدیر عبارت یوں ہوگی: لاتقدموا انفسکم فی

1۔نقل ھذہ العبارۃ العلامۃ الجمل الی من غیر مشاورۃ وفیہ لفظ افتیات بدل اثبات ۱۲۔ تفسیر جمل، جلد ۴ صفحہ ۱۷۳۔ ۱۲ منہ

حضرة النبی صلّی اللہ علیہ وسلم یعنی حضور کے ہاں اپنے نفسوں کے لئے تقدم اور صاحب بصیرت ہونا نہ کرو...... اس آیت میں اللہ کا ذکر...... اشارہ ہے طرف واجب ہونے احترام رسول کے اور طرف تابعداری حضور کے اوامر کی۔ یہ اس لئے کہ کبھی احترام رسول (قاصد) اس لئے ترک کیا جاتا ہے کہ مرسل (بھیجنے والا) دُور ہے۔ وہ اس پر مطلع نہیں کہ جو کچھ اس کے رسول (قاصد) سے کیا جائے تو اللہ نے فرمایا: بَيْنَ يَدَيِ اللهِ یعنی تم اللہ کے سامنے ہو۔ اور وہ تمہاری طرف دیکھنے والا ہے۔ ایسی حالت میں تو احترام رسول واجب ہے۔

عارف واصل فاضل کامل علامہ اسمٰعیل حقی آفندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَيَكُوْنُ التَّقَدُّمُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖ مُنَافِيًا لِّلْاِيْمَانِ (وَقَالَ) وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْاٰيَةَ عَامَّةٌ فِىْ كُلِّ قَوْلٍ وَّ فِعْلٍ وَلِذَا حُذِفَ مَفْعُوْلُ لَاتُقَدِّمُوْا لِيَذْهَبَ ذِهْنُ السَّامِعِ كُلَّ مَذْهَبٍ مِمَّا يُمْكِنُ تَقْدِيْمُهٗ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ مَثَلًا اِذَا جَرَتْ مَسْئَلَةٌ فِىْ مَجْلِسِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَاتَسْبِقُوْهُ بِالْجَوَابِ وَاِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ لَاتَبْتَدُوْا بِالْاَكْلِ قَبْلَهٗ وَاِذَا ذَهَبْتُمْ اِلٰى مَوْضِعٍ لَا تَمْشُوْا اَمَامَهٗ اِلَّا لِمَصْلِحَةٍ دَعَتْ اِلَيْهِ وَ نَحْوِ ذٰلِكَ مِمَّا يُمْكِنُ فِيْهِ التَّقْدِيْمُ قِيْلَ لَايَجُوْزُ تَقَدُّمُ الْاَصَاغِرِ عَلَى الْاَكَابِرِ اِلَّا فِىْ ثَلَاثَةِ مَوَاضِعَ اِذَا سَارُوْا لَيْلًا اَوْ رَأَوْا خَيْلًا اَىْ جَيْشًا اَوْ دَخَلُوْا سَيْلًا اَىْ مَاءً سَائِلًا وَكَانَ فِى الزَّمَانِ الْاَوَّلِ اِذَا مَشَى الشَّابُّ اَمَامَ الشَّيْخِ يُخْسِفُ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ وَيَدْخُلُ فِى النَّهْيِ الْمَشْىُ بَيْنَ يَدَىِ الْعُلَمَاءِ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ دَلِيْلُهٗ مَارُوِىَ عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَآنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْشِىْ اَمَامَ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ تَمْشِىْ اَمَامَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰى اَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ خَيْرٍ وَّ اَفْضَلَ مِنْ اَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَا فِىْ كَشْفِ الْاَسْرَارِ وَ اَكْثَرُ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ يُشْعِرُ بِاَنَّ الْمُرَادَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَذِكْرُ اللّٰهِ لِتَعْظِيْمِهٖ وَالْاِيْذَانِ بِجَلَالَةِ مَحَلِّهٖ عِنْدَهٗ حَيْثُ ذُكِرَ اسْمُهٗ تَعَالٰى تَوْطِئَةً وَ تَمْهِيْدًا لِذِكْرِ

اسْمِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِيَدُلَّ عَلىٰ قُوَّةِ اخْتِصَاصِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِرَبِّ الْعِزَّةِ وَقُرْبِ مَنْزِلَتِهٖ مِنْ حَضْرَتِهٖ تَعَالىٰ۔

(وقال) وَمِنْ شَرْطِ الْمُؤْمِنِ اَنْ لَايَرىٰ رَأْيَهٗ وَعَقْلَهٗ وَاخْتِيَارَهٗ فَوْقَ رَأْيِ النَّبِيِّ وَالشَّيْخِ وَيَكُوْنَ مُسْتَسْلِماً لِمَايَرىٰ فِيْهِ مَصْلِحَةً وَيَحْفَظَ الْاَدَبَ فِيْ خِدْمَتِهٖ وَصُحْبَتِهٖ وَمِنْ اَدَبِ الْمُرِيْدِ اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْخِ فَاِنَّهٗ سَبَبُ سُقُوطِهٖ مِنْ اَعْيُنِ الْاَكَابِرِ۔

قَالَ سَهْلٌ لَاتَقُوْلُوْا قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ فَاِذَا قَالَ فَاقْبَلُوْا مِنْهُ مُنْصِتِيْنَ لَهٗ مُسْتَمِعِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ اِهْمَالِ حَقِّهٖ وَتَضْيِيْعِ حُرْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ لِّمَا تَقُوْلُوْنَ عَلِيْم بِمَا تَعْمَلُوْنَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَاتَطْلُبُوْا وَرَآءَ مَنْزِلَتِهٖ مَنْزِلَةً فَاِنَّهٗ لَايُوَازِيْهِ اَحَدٌ بَلْ لَايُدَانِيْهِ۔

(تفسیر روح البیان جلد ۵، صفحہ ۶۶۶۔۶۶۷)

"اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہل کرنا ایمان کے منافی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ آیت عام ہے ہر قول اور فعل کو شامل ہے اسی (عموم) کیلئے لا تقدموا کے مفعول کو حذف کیا۔ تا کہ سامع کا ذہن ہر طرف جائے قول یا فعل (وغیرہ) جس جس چیز میں تقدیم ممکن ہے مثلاً جب حضور کی مجلس میں کوئی مسئلہ جاری ہو جواب دینے میں سبقت نہ کرو اور جب طعام حاضر ہو تو کھانے میں حضور سے پہل نہ کرو، جب کسی طرف چلو تو حضور کے آگے نہ چلو ہاں مگر کسی مصلحت کا تقاضا ہو۔ اور اسی طرح اور چیزیں ہوئیں جن میں تقدیم ممکن ہے کہا گیا ہے کہ چھوٹے بڑوں سے آگے نہ بڑھیں سوائے تین جگہ کے (۱) جب رات کو سیر کریں (۲) یا جب لشکر کو دیکھیں۔ (۳) یا جب سیلاب میں داخل ہوں۔ پہلے زمانہ میں تو یہ تھا کہ جب نوجوان کسی شیخ بزرگ کے آگے چلتا اللہ تعالیٰ اُس کو زمین میں دھنسا دیتا۔ علماء کے آگے چلنا بھی اسی آیت کی نہی سے منع ہے کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جو حضرت ابوالدرداء سے کی گئی ہے فرمایا کہ مجھے حضور نے دیکھا کہ میں حضرت ابوبکر کے آگے چل رہا تھا حضور نے فرمایا تو اُس کے آگے چلتا ہے جو دنیا و آخرت میں تجھ سے بہتر ہے انبیاء اور رسل کے بعد کسی ایسے شخص پر نہ سورج طلوع ہوا نہ غروب، جو ابوبکر سے بہتر اور افضل ہے۔ (کشف الاسرار) اور اکثر روایات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ یہاں مراد صرف حضور کی ذات پر تقدم ہے اور ذکر خدا تو حضور کی تعظیم کے لئے ہوا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور کی قدر و منزلت بتانے کے لئے

وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا نام حضور کے اسم کے لئے بطور توطیۃ اور بطور تمہید ذکر کیا گیا تا کہ دلالت کرے حضور کی اپنے رب سے قوی خصوصیت اور اس کی جناب میں قرب منزلت پر

اور مومن کے لئے شرط ہے کہ اپنی رائے اپنی عقل اور اپنے اختیار کو حضور اور شیخ کی رائے کے اوپر نہ سمجھے اور بصورت مصلحت سرخم کرے اور ان کی خدمت اور صحبت میں ادب کو ملحوظ رکھے اور مرید کے ادب سے ہے کہ شیخ کے آگے بات نہ کرے کیونکہ یہ چیز اکابر کی آنکھوں میں گر جانے کا سبب ہے۔

امام سہل تستری نے فرمایا: حضور کے ارشاد سے قبل نہ بولو۔ جب آپ فرمادیں۔ خاموشی سے کان لگا کر اسے سنو اور اسے قبول کرلو۔ حضور کے حق کو ترک کرنے میں اور عزت کے ضائع کرنے میں اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سنتا ہے جو کہتے ہو۔ جانتا ہے جو کرتے ہو۔ بعض نے اس کی تفسیر میں کہا کہ حضور کے مقام سے اوپر کوئی مقام طلب نہ کرو اس لئے کہ حضور کا موازی کوئی نہیں بلکہ درجہ اور منزلت میں قریب بھی کوئی نہیں"۔

علامہ سلیمان جمل ارقام فرماتے ہیں:۔

اَلْمُرَادُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَذُكِرَ لَفْظُ اللّٰهِ تَعْظِيمًا لِلرَّسُوْلِ وَ اِشْعارًا بِاَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ يُوْجِبُ اِجْلَالَهٗ وَعَلٰى هٰذَا فَلَا اِسْتِعَارَةَ وَاِلَيْهِ يَمِيْلُ كَلَامُ الشَّيْخِ الْمُصَنِّفِ۔ اھ کرخی تفسیر جمل جلد ۴ صفحہ ۱۷۳۔۱۷۴، وذکر الصاوی الیٰ قولہ فلا استعارۃ۔ (تفسیر صاوی جلد ۴ صفحہ ۹۰)

"مراد يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سے صرف یدی رسول اللہ ﷺ ہے۔ لفظ "اللہ" تو تعظیم رسول کے لئے ذکر ہوا اور اس بات کا اشعار کرنے کے لئے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے مقام پہ ہیں کہ ان کی توقیر و تعظیم کرنا واجب ہے اس صورت پر پھر کوئی استعارہ نہیں۔ شیخ مصنف کی کلام اسی طرف مائل ہے"۔

نمبر ۳، ۴ مسلمانو! ہمارا رب کریم ارشاد فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ (الحجرات)

"اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔ ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے"۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ادنیٰ بے ادبی بھی کفر ہے کیونکہ کفر ہی سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں۔ جب ان کی بارگاہ میں اونچی آواز سے بولنے پر نیکیاں برباد ہوتی ہیں تو دوسری بے ادبی کا ذکر ہی کیا ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حضور چلا کر نہ بولو انہیں عام القاب سے نہ پکارو جن سے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اے چچا۔ ابا۔ بھائی۔ بشر۔ اے محمد نہ کہو، رسول اللہ، شفیع المذنبین کہو۔ اس آیت میں حضور کا اجلال و اکرام و ادب و احترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں۔ بلکہ جو عرض کرنا ہو کلمات ادب و تعظیم و توصیف و تکریم و القاب عظمت کے ساتھ عرض کرو کہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى کے جملہ سے معلوم ہوا کہ دل کا تقویٰ حضور کے ادب سے حاصل ہوتا ہے۔ (اللہ نصیب کرے)

خاتم الحفاظ امام اجل شیخ المشائخ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ اَلْاٰيَاتُ فِيْهَا مِنْ خَصَائِصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْرِيْمُ رَفْعِ الصَّوْتِ عَلَيْهِ وَالْجَهْرِ لَهٗ بِالْقَوْلِ وَفَسَّرَهٗ مُجَاهِدٌ بِنِدَآئِهٖ بِاسْمِهٖ اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَنِدَائِهٖ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ وَاسْتَدَلَّ بِهِ الْعُلَمَاءُ عَلَى الْمَنْعِ مِنْ رَّفْعِ الصَّوْتِ بِحَضْرَةِ قَبْرِهٖ وَعِنْدَ قِرَاءَةِ حَدِيْثِهٖ لِاَنَّ حُرْمَتَهٗ مَيِّتاً كَحُرْمَتِهٖ حَيّاً۔

(الاکلیل صفحہ ۱۹۶ مطبوعہ مصر)

"اللہ تعالیٰ کا قول لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ ان آیات میں حضور کے بعض خصائص کا ذکر ہے کہ حضور پہ آواز بلند کرنا حرام ہے امام مجاہد نے اس کی تفسیر یوں کی۔ کہ حضور کو نام لے کر پکارنا (جیسے یا محمد یا احمد) منع ہے (ابن ابی حاتم) اور باہر سے پکارنا بھی منع ہے۔ علماء کرام نے اس سے یہ استدلال کیا کہ حضور

کے مزار کے قریب منع ہے اور قراءۃ حدیث شریف کے وقت بھی منع ہے اس لئے کہ حضور کی عزت و عظمت بعد پردہ پوشی کے ایسے لازم ہے جیسے دنیاوی حیات میں تھی''۔

امام قسطلانی مواہب اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:۔

(رُوِیَ اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ) ثَانِیَ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِی الْعَبَّاسِ (نَاظَرَ مَالِکاً) الْاِمَامَ فِیْ مَسْئَلَةٍ فَرَفَعَ صَوْتَهٗ فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ مَالِکٌ یَااَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَاتَرْفَعْ صَوْتَکَ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَدَّبَ قَوْمًا فَقَالَ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اَلْاٰیَةَ وَمَدَحَ قَوْمًا فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ اَلْاٰیَةَ وَذَمَّ قَوْمًا فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَلْاٰیَةَ وَاِنَّ حُرْمَتَهٗ مَیِّتًا کَحُرْمَتِهٖ حَیًّا اِذْ هُوَحَیٌّ فِیْ قَبْرِهٖ فَیَجِبُ اَنْ یُرَاعِیَ بَعْدَ مَمَاتِهٖ مَا کَانَ لَهٗ فِیْ حَیَاتِهٖ (فَاسْتَکَانَ) خَضَعَ وَذَلَّ (لَهَا) اَیْ لِهٰذِهِ الْمَقَالَةِ وَالْمَوْعِظَةِ (اَبُوْ جَعْفَرٍ)

(زرقانی شرح مواہب جلد۶ صفحہ ۲۴۹۔۲۵۰)

وَذَکَرَهٰذِهِ الْقِصَّةَ نَحْوَهٗ (الامام القاضی عیاض فی الشفا جلد ۲ صفحہ ۳۵)

''روایت کی گئی ہے کہ خلفاء بنی عباس سے دوسرے خلیفہ ابوجعفر نے کسی مسئلہ میں امام مالک سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا اور اپنی آواز کو اونچا کیا۔تو امام مالک نے اس سے فرمایا کہ اس مسجد شریف میں اپنی آواز بلند نہ کر۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ فرما کر ایک قوم کو یہ ادب سکھایا ہے کہ اپنی آوازیں حضور کی آواز پہ بلند نہ کرو اور ایک قوم کی مدح کی ہے چنانچہ فرمایا کہ بے شک وہ لوگ جو حضور کے ہاں اپنی آوازیں پست کرتے ہیں وہ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا، ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے (قرآن) اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور قوم کی مذمت کی چنانچہ فرمایا بیشک وہ لوگ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں وہ اکثر لا یعقل ہیں اور حضور کی عزت بعد از پردہ پوشی ایسے لازم ہے جیسے حالت حیات میں تھی۔اس لئے کہ آپ قبر میں زندہ موجود ہیں۔لہٰذا بعد از پردہ پوشی ان حقوق کی رعایت لازم ہے جن کی رعایت دنیاوی زندگی میں کی جاتی تھی (ابوجعفر امام مالک کے اس ارشاد پاک کے سامنے جھک گیا۔)''

علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ قَبْرِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاَنَّهٗ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ (وَقَالَ) وَكَرِهَ بَعْضُهُمْ رَفْعَ الصَّوْتِ فِيْ مَجَالِسِ الْفُقَهَاءِ تَشْرِيْفاً لَّهُمْ اِذْ هُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ضَحِكَ اِنْسَانٌ عِنْدَ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَهُوَ يُحَدِّثُ بِحَدِيْثٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَغَضِبَ حَمَّادٌ وَّقَالَ اِنِّيْ اَرٰى رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهُوَمَيِّتٌ كَرَفْعِ الصَّوْتِ عِنْدَهٗ وَهُوَ حَيٌّ وَقَامَ وَامْتَنَعَ مِنَ الْحَدِيْثِ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَحَاصِلُهٗ اَنَّ فِيْهِ كَرَاهَةَ الرَّفْعِ عِنْدَ الْحَدِيْثِ وَعِنْدَ الْمُحَدِّثِ۔ انتهى كلامه

(تفسیر روح البیان جلد ۵ صفحہ ٦٧٠)

''حضور کے مزار پاک کے قریب آواز بلند کرنے کو علماء کرام نے مکروہ بتایا اس لیے کہ حضور مزار میں زندہ ہیں اور بعض علماء نے مجلس فقہاء میں رفع صوت کو مکروہ بتایا ان کی عزت کے لئے کیونکہ وہ انبیاء کے وارث ہیں۔ سلیمان بن حرب نے فرمایا کہ کوئی شخص حضرت حماد بن زید کے ہاں ہنسا جب کہ وہ حدیث پاک بیان کر رہے تھے تو حضرت حماد غضب ناک ہو گئے اور فرمانے لگے کہ حضور کی پردہ پوشی کے بعد حضور کی حدیث پہ آواز بلند کرنا ایسا ہے کہ حضور کے قرب میں بحالت حیات دنیاوی رفع صوت کیا جائے تو وہ کھڑے ہو گئے اور اس دن بیان حدیث سے رک گئے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حدیث کی قراءت کے وقت اور محدث کے ہاں آواز بلند کرنا مکروہ ہے''۔

ابن کثیر شاگرد ابن تیمیہ لکھتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ هٰذَا اَدَبٌ ثَانٍ اَدَّبَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْ لَّا يَرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوْقَ صَوْتِهٖ۔

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں حضور کی آواز پر بلند نہ کرو'' یہ دوسرا ادب ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس ادب کی تعلیم دی ہے کہ حضور کی مجلس میں اپنی آوازیں حضور کی آواز سے بلند نہ کریں''۔

(قال تعالٰى) وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ اى اذكروا محمّدًا صلى الله عليه

وسلّم بتعظیمٍ وتوقیرٍ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۶۴ عن الامام الجزائری)
"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان کو یاد کرو جیسا کہ اللہ نے تمہیں ہدایت کی ہے۔ یعنی حضور کا ذکر تعظیم اور توقیر سے کرو"۔

(شعر لا بن الفارض)

وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اشارةٌ لكف يد صدت له اذا تصدت

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ۔ هٰذه الأية اشارةٌ منه تعالىٰ لارواح الاوّلين من الانبياء والمرسلين وغيرهم من ورثتهم العارفين المقربين الىٰ يوم الدين اذا مد احد منهم يدهٗ الرُّوحانية لنيل هٰذا المقام المحمّدى الذى اختص به محمدًا صلى اللّٰه عليه وسلّم نبينا فانهٗ لاينال ذٰلک وَلا يصل اليه۔

(جواہر نابلسی جلد ۳، صفحہ ۲۹۸، ۲۹۹)

"یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آیت وَلَا تَقْرَبُوْا میں سب اولین انبیاء ومرسلین اور مقربین کی ارواح کے لئے اشارہ ہے کہ وہ مقام محمدی کو حاصل نہیں کر سکتے ہیں۔ جبکہ ان میں سے کسی نے اپنا ہاتھ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے بڑھایا جو حضور سے مختص ہے۔ کیونکہ اس مقام کو نہ پایا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اس مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

علاوہ ازیں بہت سی آیات ہیں۔ جن میں بارگاہِ نبوت کی تعظیم اور حضور کے ادب کی تعلیم دی گئی ہے۔

امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ بعض آیات تعظیم وآداب بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ولا سبيل الىٰ ان يستوعب هٰهُنا الأيات الدلالة علىٰ ذٰلک وما فيها من التصريح والاشارة الىٰ علو قدر النبى صلى اللّٰه عليه وسلّم ومرتبته ووجوب المبالغة فى حفظ الادب معهٗ صلى اللّٰه عليه وسلّم (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۵۲)

"اس بات کی طرف کوئی راستہ نہیں کہ ان سب آیات کو گھیر لیا جائے جو تعظیم وادب نبی پر دلالت کرنے والی ہیں اور نہ ان آیات کو گھیرا جا سکتا ہے جن میں صراحۃً اور اشارۃً حضور کے علو قدر اور مرتبہ اور حضو،

کے ساتھ حفاظت ادب میں مبالغہ کے واجب ہونے کا بیان ہے"۔

امام سبکی فرماتے ہیں:

ومن تامل القرآن کلهٗ وجدهٗ طافحًا بتعظیم عظیم لقدر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم (جواہر البحار، جلد ۳۔ صفحہ ۲۵۱)

"جس نے کل قرآن میں تامل کیا تو وہ سارے قرآن کو حضور کے مرتبہ کی تعظیم عظیم سے مملو پائے گا"۔(1)

1۔ ان آیات سے بعض کی کچھ تفصیل فقیر کی کتاب "انوار القرآن" میں لکھی ہوئی ہے۔ "انوار القرآن" کا تیسرا و چوتھا باب اسی مضمون میں آیات قرآنیہ میں مزین و پر ہے۔ ۱۲ الفیضی غفرلہٗ

فصل دوم

اب اسی بارے میں چند حدیثیں وآثار صحابہ درج کرتا ہوں۔

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

فَصْلٌ فِیْ عَادَةِ الصَّحَابَةِ فِیْ تَعْظِیْمِهٖ ﷺ وَتَوْقِیْرِهٖ وَاِجْلَالِهٖ

فصل حضور کی تعظیم وتوقیر واجلال میں صحابہ کی عادات

پھر ابن شمامۃ المہری سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

قَالَ حَضَرْنَا عَمَرو بْنَ الْعَاصِ فَذَكَرَ حَدِیْثاً طوِیْلاً فِیْهِ عَنْ عَمْرٍو قَالَ وَمَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ لَا اَجَلَّ فِیْ عَیْنِیْ مِنْهُ وَمَا كُنْتُ اُطِیْقُ اَنْ اَمْلَاءَ عَیْنِیْ مِنْهُ اِجْلَالاً لَهٗ وَلَوْ سُئِلْتُ(1) اَنْ اَصِفَهٗ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّیْ لَمْ اَكُنْ اَمْلَاءَ عَیْنِیْ مِنْهُ وَرَوَى التِرمَذِیُّ(2) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَخْرُجُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِیْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَلَا یَرْفَعُ اَحَدٌ مِنْهُمْ اِلَیْهِ بَصَرَهٗ اِلَّا اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَاِنَّهُمَا كَانَا یَنْظُرَانِ اِلَیْهِ وَیَنْظُرُ اِلَیْهِمَا وَیَتَبَسَّمَانِ اِلَیْهِ وَیَتَبَسَّمُ اِلَیْهِمَا وَروى اُسَامَةُ بْنُ شَرِیْكٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ حَوْلَهٗ كَاَنَّمَا عَلٰى رَءُ وْسِهِمُ الطَّیْرُ(3) وَفِیْ حَدِیْثِ صِفَتِهٖ اِذَا تَكَلَّمَ اَطْرَقَ جُلَسَاؤُهٗ كَاَنَّمَا عَلٰى رَءُ وْسِهِمُ

1۔ (وَلَوْسُئِلْتُ) وفی نسخة ولوشئت (ان اصفهٗ) ای اذکر نعت ظاهر خلقهٖ (ما اطقت) ای ماقدرت لعدم احاطتی باوصافه۔ شرح شفا لعلی القاری الحنفی علی ہامش نسیم الریاض جلد ۳۔ صفحہ ۳۹۱۔ (ولوشئت ان اصفه) بِحُلْیَتِهٖ (ماطقت) وقدرت لعدم احاطة علمی به ای لا اقدر ان اصفه۔ ملخصاً نسیم الریاض جلد ۳۔ صفحہ ۳۹۱۔

2۔ ترمذی شریف جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۷۔ مناقب ابی بکر ۱۲ منہ

3۔ هذا الحدیث رواه الاربعة (ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ) وصححه الترمذی نسیم الریاض جلد ۳، صفحہ ۳۹۲ قد روى عنه (ای عن اسامة بن شریک) اصحاب السنن الاربعة وصححه الترمذی۔ شرح شفا القاری جلد ۳ صفحہ ۳۹۲۔

الطیرُ(1) وَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ حِیْنَ وَجَهَتْهُ قُرَیْشٌ عَامَ الْقَضِیَّةِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَاٰی مِنْ تَعْظِیْمِ اَصْحَابِہٖ لَہٗ مَا رَاٰی(2) وَاَنَّہٗ لَا یَتَوَضَّاءُ اِلَّا ابْتَدَرُوْا وَضُوْئَہٗ وَکَادُوْا اَنْ یَّقْتَتِلُوْا(3) عَلَیْہِ (لِحِرْصِہِمْ عَلَی التَّبَرُّکِ بِمَا مَسَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ بیدہٖ (نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۹۳) وَلَا یَبْصُقُ بُصَاقًا وَلَا یَتَنَخَّمُ نُخَامَۃً اِلَّاتَلَقَّوْھَا بِاَکُفِّھِمْ فَدَلَکُوْا بِھَا وُجُوْھَھُمْ وَاَجْسَادَھُمْ(4) وَلَاتَسْقُطُ مِنْہُ شَعْرَۃٌ اِلَّاابْتَدَرُوْھَا وَاِذَا اَمَرَھُمْ بِاَمْرٍ اِبْتَدَرُوْا اَمْرَہٗ وَاِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَہٗ وَمَا یُحِدُّوْنَ اِلَیْہِ النَّظْرَ تَعْظِیْمًا لَہٗ فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰی قُرَیْشٍ قَالَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِنِّیْ جِئْتُ کِسْرٰی فِیْ مُلْکِہٖ وَقَیْصَرَفِیْ مُلْکِہٖ وَالنَّجَاشِیَ فِیْ مُلْکِہٖ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَارَاَیْتُ مَلِکاً فِیْ قَوْمٍ قَطُّ مِثْلَ مُحَمَّدٍ فِیْ اَصْحَابِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنْ رَاَیْتُ مَلِکًا یُعَظِّمُھَاَصْحَابُہٗ مَایُعَظِّمُ مُحَمَّدًا اَصْحَابُہٗ وَقَدْ رَأَیْتُ قَوْمًا(5) لَّا یُسَلِّمُوْنَہٗ(6) اَبَدًا(7)۔

(۱) ''یعنی انہوں نے فرمایا کہ ہم صحابی رسول حضرت عمرو بن عاص کے پاس حاضر ہوئے تو

1۔ اخرجہ الترمذی فی الشمائل شرح شفا للقاری جلد۳۔ صفحہ ۳۹۲، شمائل ترمذی صفحہ ۲۵ باب ماجآء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔نعم مارقم القاری والمناوی فی تفسیرہٖ جمع الوسائل جلد۲۔ صفحہ۱۶۴۔ ۱۲ منہ

2۔ فیہ من المبالغۃ ای رای من اکرامھم لہٗ صلی اللہ علیہ علیہ وسلّم وتعظیمھم لہٗ شیئاً عظیما۔ لایمکن التعبیر منہ لفواتہٖ الحصر لذا ابھمہ وان ذکرَ بعضا منہ نسیم الریاض ملخصاً جلد۳، صفحہ۳۹۲ (مارایٰ) اَی مما لا یکاد یستقصی شرح شفا للقاری جلد۳ صفحہ۳۹۲۔

3۔ اَی لفرط حرصھم علٰی التبرک بما لدیہ او بما اصابہٗ من یدیہ و (من) لم یصب منہ شیئًا یکون من نصیبہ اخذ من بلل صاحبہ۔ شرح شفا جلد ۳۔ صفحہ ۳۹۲

4۔تبر کا بھما۔ نسیم جلد۳ صفحہ۳۹۳۔ ۱۲منہ

5۔ یعنی الصحابۃ ۱۲ نسیم

6۔ ھذا بعض من حدیث طویل رواہ البخاری ۔ نسیم جلد۳۔ صفحہ۳۹۴۔ رواہ البخاری علی قاری شرحہ للشفا جلد۳ صفحہ۳۹۴۔ (بخاری شریف جلد اوّل) جز ۱۱، صفحہ۳۷۹ بتغیر یسیر ومضمون واحد) باب الشروط فی الجھاد والمصالحۃ مع اھل الحرب وکتابۃ الشروط مع الناس بالقول کتاب الشروط۔ ۱۲ منہ

7۔(لایخذلونہ ۱۲ قاری)

انہوں نے ایک لمبی حدیث ذکر کی ۔ اسی میں حضرت عمرو سے روایت ہے ۔ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر مجھے کوئی زیادہ محبوب نہ تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے بڑھ کر میری آنکھوں میں کوئی جلیل القدر نہ تھا اور حضور کے اجلال (دبدبہ) کی وجہ سے میں اپنی آنکھیں حضور کے حسن وجمال سے پر نہ کرسکتا تھا اور اگر مجھ سے سوال کیا جائے کہ حضور کا وصف بیان کریا اگر میں چاہوں کہ حضور وصف یعنی حلیہ پاک ظاہر خلقت کی نعت وتعریف بیان کروں تو مجھ میں اس کی طاقت نہیں یعنی مجھ میں یہ قدرت نہیں، کیونکہ میرا علم حضور کے اوصاف کو محیط نہیں ۔ حضور کے اوصاف میرے احاطہ میں نہیں (خفاجی قاری) اس لئے کہ میری آنکھیں حضور کے حسن سے نہیں بھریں (رج کے نہ دیکھا) ۔

(۲) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ اپنے اصحاب مہاجرین وانصار کے ہاں تشریف لاتے اور وہ بیٹھے ہوئے ہوتے ان میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تو ان سب صحابہ میں سے کوئی حضور کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا سوائے ابوبکر اور عمر کے، صرف یہ دو حضور کی طرف دیکھتے اور حضور ان کی طرف دیکھتے ۔ یہ حضور کو دیکھ کر تبسم کرتے حضور ان سے مسکراتے ۔

(۳) حضرت اسامہ سے روایت ہے کہ میں حضور کے پاس آیا ۔ حضور کے اردگرد صحابہ تھے ایسے ادب سے بیٹھے تھے کہ ایسا معلوم ہوتا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (بالکل نہ ہنستے تھے)

(۴) اور حضور کی صفت والی حدیث میں ہے جب آپ کلام فرماتے ۔ حاضرین مجلس اپنے سر جھکا لیتے ۔ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے ہیں ۔

(۵) عروہ بن مسعود نے کہا جب کہ کفار قریش نے اسے معاہدے والے سال حضور کی طرف بھیجا اور اس نے صحابہ کو حضور کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم کرتے دیکھا (جس کا مکمل بیان نہیں ہوسکتا چند کا ذکر ہوتا ہے) کہ جب بھی حضور وضو فرماتے تو صحابہ کرام اس مستعمل پانی کو بغرض تبرک حاصل کرنے کے لئے جلدی کرتے اور اس پانی کو حاصل کرنے کے لئے کٹ مرنے پر تیار ہوجاتے اور حضور جب بھی تھوک مبارک ڈالتے یا ناک پاک سے ریزش مبارک ڈالتے تو صحابہ اپنے ہاتھوں پر لے کر اسے اپنے چہروں پر ملتے اور تبرکاً اپنے جسموں پر ملتے اور جب بھی حضور کا کوئی بال مبارک گرتا اس کو حاصل کرنے میں جلدی کرتے اور جب آپ کسی بات کا حکم فرماتے فوراً انجام دیتے ۔ اور جب آپ کلام فرماتے تو وہ اپنی آوازیں پست کردیتے ۔ اور تعظیماً حضور کی طرف ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھتے ۔ یعنی گھور گھور کے نہ دیکھتے ۔ جب عروہ یہ منظر دیکھ کر قریش کے پاس واپس لوٹا تو کہنے لگا ۔ اے گروہ قریش میں نے

کسریٰ، قیصر، نجاشی ہر ایک کو اپنی اپنی سلطنت و دبدبہ شاہی میں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے ایسا کوئی بادشاہ کسی قوم میں نہیں دیکھا جیسا حضور کو آپ کے صحابہ میں دیکھا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں نے ہرگز ایسا بادشاہ نہ دیکھا جس کے اصحاب اتنی تعظیم کرتے ہوں۔ جتنا کہ حضور کے اصحاب حضور کی تعظیم کرتے ہیں تحقیق میں نے ایسی قوم (صحابہ) کو دیکھا کہ کبھی بھی حضور کی امداد کو ترک نہ کریں گے"۔

وَعَنْ اَنَس لَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ یَحْلِقُہٗ وَاَطَافَ بِہٖ اَصْحَابُہٗ فَمَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَۃٌ اِلَّا فِیْ یَدِ رَجُلٍ(1) وَمِنْ ھٰذَا(2) لَمَّا اَذِنَتْ قُرَیْشٌ لِعُثْمٰنَ فِی الطَّوَافِ بِالْبَیْتِ حِیْنَ وَجَّھَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْھِمْ فِی الْقَضِیَّۃِ اَبٰی وَقَالَ مَاکُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰی یَطُوْفَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ(3) صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ حَدِیْثِ طَلْحَۃَ اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِاَعْرَابِیِّ جَاھِلٍ سَلْہُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَمَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ(4) وَکَانُوْا یَھَابُوْنَہٗ وَیُوَقِّرُوْنَہٗ فَسَئَلَہٗ فَاَعْرَضَ عَنْہُ اِذَاطَّلَعَ طَلْحَۃُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ھٰذَا مِمَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ(5)

وَفِیْ حَدِیْثِ قَیْلَۃَ(6) فَلَمَّا رأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسًا اَلْقُرْفُصَاءَ(7) اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ(8) وَذٰلِکَ ھَیْبَۃً لَہٗ وَتَعْظِیْمًا۔

وَفِیْ حَدِیْثِ الْمُغِیْرَۃِ(9) کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَعُوْن بَابَہٗ بِالْاَظَافِیْرِ۔

وَقَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ لَقَدْ کُنْتُ اُرِیْدُ اَنْ اَسْئَلَ رَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَمْرِ فَاُؤَخِّرَ سِنِیْنَ مِنْ ھَیْبَتِہٖ

(رواہ ابو یعلی و صححہ ۱۲۔ نسیم، شفاشریف جلد ۲۔ صفحہ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴)

1۔ حرصًا علی التبرک بآثارہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم (نسیم الریاض، جلد ۳ صفحہ ۳۹۴)۔ ۱۲ منہ

2۔ ای من تعظیم الصحابۃ لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲۔ نسیم

3۔ رواہ الترمذی ۱۲ نسیم

4۔ ای وفی بنذرہ القتال والثبات حتٰی استشھد ۱۲ منہ

5۔ رواہ الترمذی و حسنہ۔ ۱۲ نسیم

6۔ رواہ ابو داؤد والترمذی۔ ۱۲ نسیم

7۔ نوع من الجلوس محتبیا بیدیہ۔ ۱۲۔ نسیم

8۔ ای شدۃ الخوف۔ ۱۲ منہ

9۔ رواہ الحاکم والبیھقی۔ ۱۲۔ نسیم

''(٦) حضرت انس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حجام آپ کے بال مبارک مونڈ رہا تھا اور حضور ﷺ کے اردگرد حضور کے صحابہ پھر رہے تھے۔ ہر بال مبارک کسی نہ کسی مرد کے ہاتھ ہی میں واقع ہوتا۔

(٧) اور اسی تعظیم صحابہ سے ہے وہ واقعہ کہ قریش نے حضرت عثمان کو بیت اللہ کے طواف کی اجازت دی جب کہ معاہدہ کے موقع پر حضور نے حضرت عثمان کو ان کی طرف متوجہ کیا تو حضرت عثمان نے طواف بیت اللہ سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک حضور طواف نہ کریں گے میں طواف نہ کروں گا۔

(٨) حدیث طلحہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ایک لاعلم اعرابی سے کہا کہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے پوچھ کہ کسی نے اپنی منت پوری کی یعنی جنگ میں ثابت قدم رہ کر شہید ہوا اور صحابہ کرام حضور سے خوف کرتے (یعنی ان پر حضور کی ہیبت طاری رہتی تھی) اور حضور کی کمال تعظیم کرتے (لہٰذا خود حضور سے نہ پوچھا) بلکہ ایک بے خبر اعرابی سے سوال کرایا چنانچہ صحابہ کے کہنے کے مطابق اس اعرابی نے حضور سے سوال کیا۔ تو حضور نے اس سے اعراض کیا۔ جب حضرت طلحہ ظاہر ہوئے تو فرمایا یہ ہے انہیں سے جنہوں نے اپنی منت پوری کی۔

(٩) حدیث قیلہ (بنت مخرمہ عنبریہ صحابیہ) میں ہے کہ میں نے حضور کو اکڑوں بیٹھا دیکھا۔ (یعنی ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد باندھے ہوئے) میں شدت خوف سے لرز گئی کانپ گئی۔ یہ حضور کی ہیبت اور تعظیم کی وجہ سے ہوا۔

(١٠) حدیث مغیرہ میں ہے کہ حضور کے صحابہ کمال ادب و احترام کی وجہ سے حضور کا دروازہ ناخنوں سے کھٹکھٹاتے تھے۔

(١١) حضرت براء نے فرمایا کہ میں ارداہ کرتا کہ حضور سے فلاں امر کے متعلق پوچھوں۔ لیکن حضور کی ہیبت کی وجہ سے کئی سال سوال کو مؤخر کرتا رہا''۔

امام اوحد و امجد علامہ محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف فاسی رحمۃ اللہ علیہ معتمد علماء احناف مطالع المسرات میں ارقام فرماتے ہیں:۔

وَقَدْ نَبَّهَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَاصِيَّتِهِ الَّتِیْ لَمْ يَعْلَمْهَا عَلَى الْحَقِيْقَةِ اِلَّا اللّٰهُ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا اَبَابَكْرَ وَالَّذِیْ

بَعَثَنِیُ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْلَمْنِیُ(1) حَقِیْقَةً غَیْرُ رَبِّیْ فَاَعْرِفْ ذٰلِکَ مِنْ اَجَلِ هٰذِهِ الْفَضِیْلَةِ کَمَا سَأَلَ اُولُوالْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ کَاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسیَ الْحَقَّ جَلَّ وَعَلَا اَنْ یَّجْعَلَهُمْ مِّنْ اُمَّتِهٖ هٰذِهٖ. انتهی کلامه

(مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹) ونقل عنہ فی جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۷)

''اور حضور نے اپنی اس خاصیت پر جس کو حقیقۃً اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اپنے اس قول سے تنبیہ فرمائی: ''اے ابوبکر قسم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا۔ مجھے حقیقۃً میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔ اس کو جان اور اس کی معرفت حاصل کر۔ اور اسی لئے اولوالعزم رسولوں نے جیسے ابراہیم اور موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسّلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اللہ ہمیں حضور کی اُمت سے بنائے۔ (اس کو پکڑ خوب یاد رکھ)''۔

علامہ امام بدرالدین محمود عینی حنفی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں حدیث نمبر ۵ (جو بخاری شریف جلد ۱، صفحہ ۳۷۹ میں بھی معمولی سی تبدیلی الفاظ کے ساتھ موجود ہے) کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز

1۔ وقال الامام عبدالقادر الجزائری. فانّها (الحقیقة المحمدیة) بحر لا ساحِلَ لَهٗ ولِهٰذَا اورد فی الخبر عنه صلی اللّٰه علیه وسلّم لا یعلم حقیقتی غیر ربی وقال العارف الکبیر (ای الشیخ عبدالسّلام صاحب صلوٰة المشیشیة فیها)عجز الخلائق فلم یدرکه مِنا سابقٌ ولا لاحق یعنی العلم بحقیقته صلی اللّٰه علیه وسلّم. (جواہر البحار، جلد ۳۔ صفحہ ۲۶۰)

بارہ انبیاء نے تمنا کی کہ کاش ہم حضور ﷺ کی امت سے ہوتے سبع سنابل شریف سنبلہ اوّل صفحہ ۱۷ نسیم الریاض جلد ۱، صفحہ ۲۴۳۔ تمنا موسیٰ، حضرت ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ ہمیں محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت سے کر تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۰۵۔ شیخ عطار رحمہ الستار نقلہ عن ابی یزید بسطامی رحمہ الباری۔ علامہ ملا علی قاری نے لکھا ہے: وَلِذٰلِکَ تَقَدَّمَ فِیْ قَوْلِ مُوْسیٰ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّةِ اَحْمَدَ۔ اسی لئے موسیٰ علیہ السلام کے قول میں گذرا کہ اے اللہ مجھے حضور کی امت سے بنا۔ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل لعلی القاری جلد ۲ صفحہ ۱۸۲) (مدارج النبوۃ للشیخ محمد عبدالحق محدث الدہلوی جلد ۱ صفحہ ۹۶۔ جواہر البحار شریف جلد ۱، صفحہ ۴۳، ۷۴ و ۱۲۶، جلد ۳ صفحہ ۹۲، ۹۳۔ از نور الدین۔ و دلائل النبوۃ لابی نعیم صفحہ ۳۱۔ بارہ انبیاء نے تمنا کی کہ کاش ہم حضور ﷺ کی اُمت سے ہوتے۔ (سبع سنابل۔ سنبلہ اوّل صفحہ ۱۷۔ نسیم الریاض جلد ۱، صفحہ ۲۴۳۔ حضرت ابراہیم موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام نے عرض کیا۔ اے اللہ ہمیں حضور کی امت سے بنا۔ تذکرۃ الاولیاء لعطار عن ابی یزید البسطامی۔ زاد المعاد لرئیس المحزفین ابن القیم علیٰ ہامش زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۶۹۔ جواہر البحار ناقلا عن فتوحات الشیخ الاکبر جلد ۱، صفحہ ۱۲۶۔ بارہ نبیوں نے تمنا کی۔ ناقلا عن الشیخ الاکبر جلد ۱ صفحہ ۱۲۷۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۷۳ عن الرازی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۴ نقلا عن المواہب۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۳۴ عن رُوح البیان...... جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۴۲۰ عن المحدث الشامی جلد ۴ صفحہ ۲۰۷۔

چوں بشانش نگاہ موسےٰ کرد
شدن از امتش تمنا کرد

(بدائع منظوم صفحہ ۱۔ ۲)

ہیں:۔

فِیْهِ طَهَارَةُ النَّخَامَةِ وَالشَّعْرِ الْمُنْفَصِلِ وَالشَّافِعِيَّةُ يَحْكُمُوْنَ بِنَجَاسَةِ الشَّعْرِ الْمُنْفَصِلِ وَفِيْهِمْ مَنْ بَالَغَ كَادَ اَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ وَفِيْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَانِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ هٰذَا الضَّلَالِ وَفِيْهِ التَّبَرُّكُ بِآثَارِ الصَّالِحِيْنَ مِنَ الْاَشْيَاءِ الطَّاهِرَةِ۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۴، صفحہ ۱۹)

''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریزش ناک اور بال جو بدن مبارک سے جدا ہو وہ پاک ہے اور شافعیہ بدن سے جدا بال پر نجاست کا حکم لگاتے ہیں اور ان میں سے بعض نے تو اتنا مبالغہ کیا کہ قریب ہے کہ وہ اسلام سے نکل جائے چنانچہ یہ کہا کہ حضور کے بال میں دو وجہیں ہیں: (طہارت ونجاست) نعوذ باللہ تعالیٰ اللہ کی پناہ اس گمراہی سے اور اس حدیث میں صالحین کے آثار طاہرہ سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے''۔

حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی اسی حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں:۔

وَفِيْهِ طَهَارَةُ النَّخَامَةِ وَالشَّعْرِ الْمُنْفَصِلِ وَالتَّبَرُّكُ بِفُضَلَاتِ الصَّالِحِيْنَ الطَّاهِرَةِ۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ جلد ۵ صفحہ ۳۵۹)

''اس حدیث میں ریزش اور جدا بال کی طہارت کا ثبوت ہے اور صالحین کے فضلات طاہرہ سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ہے''۔

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارقام فرماتے ہیں:۔

فصل

وَاعْلَمْ اَنَّ حُرْمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَ تَوْقِيْرَهٗ وَتَعْظِيْمَهٗ لَازِمٌ كَمَا كَانَ حَالَ حَيٰوتِهٖ اَیْ لِاَنَّهُ الْاٰنَ حَیٌّ يُرْزَقُ فِیْ عُلُوِّ دَرَجَاتِهٖ وَرِفْعَةِ حَالَاتِهٖ (شرح شفا لعلی القاری حنفی جلد ۳، صفحہ ۳۹۶) وَذٰلِكَ عِنْدَ ذِكْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذِكْرِ حَدِيْثِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَسِمَاعِ اِسْمِهٖ وَسِيْرَتِهٖ وَمُعَامَلَةِ اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَتَعْظِيْمِ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَصَحَابَتِهٖ قَالَ اَبُوْ اِبْرَاهِيْمَ التُّجِيْبِیُّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ مَتٰى ذَكَرَهٗ اَوْ ذُكِرَ عِنْدَهٗ اَنْ يَّخْضَعَ وَيَخْشَعَ وَيَتَوَقَّرَ وَيَسْكُنَ مِنْ

حَرَکَتِہٖ وَیَاخُذُ بِہٖ فِیْ ھَیْبَتِہٖ وَاِجْلَالِہٖ بِمَا کَانَ یَاخُذُ بِہٖ نَفْسَہُ الخ (اَیْ یُکَلِّفُھَا وَیُلْزِمُھَا) (نسیم) لَوْ کَانَ بَیْنَ یَدَیْہِ وَیَتَاَدَّبُ بِمَا اَدَّبَنَا اللّٰہُ بِہٖ۔ مِثْلَ قَوْلِہٖ تَعَالٰی لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ الآیہ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ وَغَیْرِہٖ (نسیم) وَقَالَ الْقَاضِیُ اَبُو الْفَضْلِ وَھٰذِہٖ کَانَتْ سِیْرَۃُ سَلْفِنَا الصَّالِحِ وَاَئِمَّتِنَا الْمَاضِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔ ثُمَّ ذَکَرَ الْمُنَاظَرَۃَ الْمَذْکُوْرَۃَ اَیْ مَنَاظَرَۃَ اَبِیْ جَعْفَرٍ بِمَالِکٍ۔ وَقَالَ (اَبُوْ جَعْفَرِ الْخَلِیْفَۃُ الثَّانِیْ مِنَ الْعَبَّاسِیَّۃِ لِلْاِمَامِ مَالِکٍ) یَا اَبَا عَبْدِاللّٰہِ اَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَۃَ وَاَدْعُوْ اَمْ اَسْتَقْبِلُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَلِمَ تَصْرِفُ وَجْھَکَ عَنْہُ وَھُوَ وَسِیْلَتُکَ وَوَسِیْلَۃُ اَبِیْکَ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ(1) اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ(2) اِسْتَقْبِلْہُ(3) وَاسْتَشْفِعْ بِہٖ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْاِجَابَۃِ فَاِنَّہٗ شَفِیْعٌ فَلَا یُرَدُّ مَنْ تَوَسَّلَ بِہٖ اِلَیْہِ۔ (نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۹۸)

"جان کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور توقیر بعد پردہ پوشی کے بھی لازم ہے جیسا کہ حالت حیات دنیوی میں تھی۔ اس لئے کہ اب بھی حضور زندہ ہیں۔ بلند درجات اور رفیع حالات میں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اور یہ تعظیم وتوقیر حضور کے ذکر کے وقت اور ذکر حدیث اور سنت کے وقت اور نام پاک کے سننے کے وقت، حضور کی سیرت کے سنتے وقت اور حضور کی آل اور عترت کے معاملہ کے وقت لازم ہے اور اہل بیت اور اصحاب کی تعظیم کرنا امام ابو ابراہیم تجیبی نے فرمایا ہر مومن پر واجب ہے کہ جب حضور کا ذکر کرے یا اس کے سامنے حضور کا ذکر کیا جائے تو خضوع اور خشوع کرے اور باوقار ہو جائے اور حرکت سے سکون کرے اور حضور کی ہیبت اور جلال میں شروع ہو جیسا کہ اپنے نفس کو ان باتوں کا مکلّف بناتا، اگر حضور اس کے علی الاعلان سامنے ہوتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم ادب کے مطابق متادب ہو جائے۔ (جیسے کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ اور لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ وغیرہ آیات میں حکم

1۔ وسائر الانام شرح شفا لعلی قاری جلد ۳ صفحہ ۲۹۸

2۔ اشارۃ الی ان الداعی اذا قال اللّٰھم انی استشفع الیک بنبیک یا نبی الرحمۃ اشفع لی عند ربک استجیب لہ (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۹۸۔ ۱۲)

3۔ حنفیوں کے نزدیک بھی یہی سنت ہے کہ بوقت زیارت وبوقت دعاء روضہ شریف کی طرف منہ ہو اور قبلہ کو پشت ہو۔ جامع مسانید الامام الاعظم جلد اوّل صفحہ ۵۲۳۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ فتح القدیر جلد ۲، صفحہ ۳۳۶۔ مسند امام اعظم طبع نور محمد صفحہ ۱۲۶۔ ۱۲۔ الفیضی غفرلہ

ادب ہے)۔ امام قاضی ابوالفضل عیاض صاحب کتاب الشفا نے فرمایا ہمارے سلف صالحین اور گذشتہ ائمہ کا یہی طریقہ تھا (کہ بوقت ذکر حضور کمال متادب ہو جاتے) پھر خلیفہ ابو جعفر اور امام کا گذشتہ مناظرہ ذکر کیا۔

خلیفہ ابو جعفر (منصور) عباسی نے امام مالک سے عرض کی کہ اے ابو عبداللہ (یہ امام مالک کی کنیت ہے) کہ حضور کے روضہ پر دعا کے وقت قبلہ کی طرف منہ کروں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف امام مالک نے فرمایا کہ اپنا چہرہ ان سے کیوں پھیرتا ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف تیرا وسیلہ ہیں اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں اور تمام لوگوں کا بھی وسیلہ ہیں۔ بلکہ تو اُن کی طرف رخ کر (قبلہ کی طرف پیٹھ کر) اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجابت دعا کے لئے اُن کی سفارش طلب کر۔ کیونکہ حضور شفیع ہیں۔ جس نے حضور سے توسل کیا وہ رد نہ ہوا''۔

وَقَالَ الْقَارِیُ اَیْ اُطْلُبْ شَفَاعَتَهٗ وَسَلْ وَسِیْلَتَهٗ فِیْ قَضَاءِ مُرَادَاتِکَ وَاَدَاءِ حَاجَاتِکَ (شرح علی الشفا جلد ۳، صفحہ ۳۹۸)

فَیُشَفِّعَکَ اللّٰهُ (اَیْ یُقْبِلُ اللّٰهُ بِهٖ شَفَاعَتَکَ لِاَمْرِکَ وَلِغَیْرِکَ وَفِیْ نُسْخَةٍ فَیُشَفِّعُهٗ اَیْ فَیُقْبِلُ شَفَاعَتَهٗ فِیْ حَقِّهٖ وَیَعْفُوْ عَنْ ذَنْبِکَ بِوَسِیْلَةِ نَبِیِّکَ۔ (علی قاری)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ الخ (الآیة)

''ملا علی قاری نے اس کی شرح یوں کی کہ حضور کی شفاعت طلب کر اور اپنی مرادوں کے پورا ہونے اور ادائے حاجات میں حضور کو وسیلہ بنا۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کے سبب سے تیرے معاملہ کی سفارش قبول فرمائے گا اور ایک نسخہ میں ہے ''فیشفعه'' یعنی اللہ تعالیٰ تیرے حق میں ان کی شفاعت قبول کرے گا۔ اور ان کے وسیلہ سے تیرے گناہ معاف کرے گا''۔ (شفا جلد ۲، صفحہ ۳۵)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ (الآیۃ) یعنی گنہگار بعد از گناہ تیرے پاس حاضر ہو کر گناہ کی معافی مانگیں اور حضور بھی ان کی سفارش کر دیں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ منظور کرنے والا رحیم پائیں گے''۔ (قرآن)

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی مصری ارقام فرماتے ہیں:۔

وَقِیْلَ فِیْ قَوْلِهٖ وَسِیْلَةُ اَبِیْکَ آدَمَ اَنَّ آدَمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لَمَّا اَکَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ ثُمَّ نَدِمَ قَالَ یَارَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا غَفَرْتَ لِيْ فَقَالَ لَهُ اللّٰهُ كَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِاَنِّيْ رَاَيْتُ عَلٰى قَوَائِمِ الْعَرْشِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَعَرَفْتُ اَنَّكَ لَمْ تُضِفْ لِنَفْسِكَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَيْكَ فَقَالَ صَدَقْتَ يَاآدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ وَلَوْلَاهُ مَاخَلَقْتُكَ وَهُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَاهُ الْحَاكِمُ

(المستدرک، ج ۲، ص ۶۱۵، نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض للخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۹۸) مدارج النبوۃ لفخر المحدثین وامام المحققین الشیخ المحدث الدہلوی جلد ۲، صفحہ ۳ و تفسیر خزائن العرفان لصدر الافاضل علی ہامش القرآن صفحہ ۷، تفسیر نعیمی جلد ۱ صفحہ ۱۹۷، بحوالہ تفسیر عزیزی جلد ۱ صفحہ ۱۸۴، ۱۸۵ و تفسیر خزائن العرفان و تفسیر روح البیان نے طبرانی حاکم، ابونعیم اور بیہقی کی روایت از سیدنا فاروق اعظم و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مذکورہ واقعہ درج کیا نیز اسی تفسیر نعیمی و تفسیر خزائن العرفان و تفسیر عزیزی میں ہے کہ ابن منذر کی روایت میں یہ کلمات ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بجاہ محمّد عبدک و کرامته علیک ان تغفرلی خطیئتی "تفسیر عزیزی جلد ۱، صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۵، تفسیر روح البیان ج ۱ صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ استنبول طبع قدیم تحت آیت فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ تفسیر ازہری ضمیمہ پارہ اوّل صفحہ ۸ بروایت ابن عساکر والحاکم والبیهقی عن علی مرفوعاً وبروایة ابن المنذر و بحواله البدایه والنهایه لابن کثیر صفحہ ۸۳ و بحوالہ طبری صفحہ ۱۸۸۔ اخرجه الطبرانی فی الصغیر ج ۲ صفحہ ۸۲، ۸۳ و فی طبع ص ۲۰۷ یقول الفیضی غفرلهٗ قال الحافظ نورالدین علی بن ابی بکر الهیثمی المتوفی ۸۰۷ء فی کتابه مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۳ رواه الطبرانی فی الا وسط والصغیر والحاکم فی المستدرک ج ۲ ص ۶۱۵ و ابونعیم فی الدلائل والبیهقی فی الدلائل وابن عسا کر عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعاً الخ تفسیر درمنثور للسیوطی ج ۱ ص ۵۸ وابن عساکر ج ۲ ص ۳۵۷، روی البیهقی فی کتابه دلائل النبوة الذی قال فیه الحافظ الذهبی علیک به فانه کله هدًی ونور...... ورواه الحاکم وصححه وروی الطبرانی، زرقانی علی المواهب ج ۱ ص ۶۲، ۶۳۔ جواہر البحار ج ۲ ص ۲۲۰ عن روح البیان وج ۳ ص ۱۳۳۱ عن ابن حجر وج ۴ ص ۳۲ عن خلاصة الوفا للسمهودی ص ۳۷ و فی طبع ص ۱۰۷۔ وج ۱ ص ۲۴ عن الشفاء۔ وج ۲ ص ۶۷، ۱۰۷ عن ابن حجر و جلد ۱ ص ۲۰۶ تا ۲۱۰ از شیخ دیربی وص ۲۵۲ از جیلی۔ شفاء شریف ج ۱ ص

۳۷اوشرحه للقاری والخفاجی ج ۲ ص ۲۲۳ تا ۲۲۵ الجواهر المنظم لابن حجر ص۶۱ ۔اخرجه الحاکم والبیهقی والطبرانی فی الصغیر وابونعیم ابن عساکر عن عمر رضی الله عنه۔ مرفوعاً خصائص کبریٰ شریف ج۱ ص۶ ۔ ورواه ابوبکر الأجری فی کتاب الشریعة ص۴۲۷ تفسیر روح المعانی ج۱ ص ۳۲۷ تحت آیت فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ عبارته وقیل رای مکتوبا علی ساق العرش محمد رسول اللّٰه فتشفع به واذا اطلقت الکلمة علی عیسٰی علیه السّلام فلتطلق الکلمات علی الروح الاعظم والحبیب الاکرم صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلّم فما عیسٰی بل وما موسٰی (وما......وما.......) الا بعض من ظهور انواره وظهرة من ریاض انواره۔ جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد لامام محمد الفاسی ج ۲ ص۳۱۱ ۔قال السید السمهودی المدنی فی وفاء الوفاج۴، ص ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲ رواه جماعة منهم الحاکم وصحح اسناده عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه مرفوعاً ......و...... رواه الطبرانی وزاد وهو أخر الانبیاء من ذریتک۔کنز العمال ج۱۲ ص ۸۴ حدیث ۳۸۷ منتخب کنزالعمال علی هامش مسند احمد ج ۴ ص۳۰۸ ۔۳۰۹ ۔یقول الفیضیؔ قال الحاکم هذا حدیث صحیح الاسناد وقال الخفاجی فی نسیم الریاض هو حدیث صحیح کما مر اقرّ تصحیح الحاکم السمهودی فی وفاء الوفا وخلاصة الوفا وغیره من ائمةاهل السنة من غیره فلا یلتفت الی من قال انه موضوع وغایة الجرح فیه ان فیه عبدالرحمٰن بن زید وهو ضعیف عند الحافظ لا کذاب ولا وضاع واقول هذا ایضاً جرحٌ مبهمٌ وهو غیر مقبول کما تقرر فی الاصول وان سلم الضعف فی کل طریق فلاحرج لان الحدیث الضعیف یصیر بتعدد الطرق حسناً کما سبق فی الاصول وهذا الحدیث رواه الحاکم فی المستدرک بدعوی الصحة والطبرانی فی الاوسط والصغیر وابونعیم والبیهقی وابن عساکر وابن المنذر والأجری تلقته الامة بالقبول فهو مقبول مقبول مقبول ولوسلم انه ضعیف فالضعیف ان کان بسندٍ واحدٍ فهو مقبول باتفاق الحفاظ کما هو مقرر فی مقامه۔

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

''امام کے قول'' وسیلة ابیک آدم'' کی یہ تفسیر بھی بتائی گئی کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس درخت ممنوعہ سے کچھ کھایا۔ پھر نادم ہوئے۔ عرض کی اے رب حضور کے صدقہ میری مغفرت فرما! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو فرمایا تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا؟ عرض کی کہ میں نے عرش کے پایوں پہ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دیکھا تو یہ جان گیا کہ تو نے اپنے ساتھ نہیں ملایا مگر ایسے کو جو تمام مخلوق سے تجھے زیادہ محبوب ہے اللہ نے فرمایا اَے آدم تو نے سچ کہا۔ بے شک وہ تمام مخلوق سے مجھے زیادہ پیارا ہے اگر وہ نہ ہوتے میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ یہ حدیث صحیح ہے اسے حاکم نے روایت کیا۔''

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وَقَالَ مَالِکٌ وَقَدْ سُئِلَ عَنْ اَیُّوْبَ السَّخْتِیانی مَا حَدَّثْتُکُمْ عَنْ اَحَدٍ اِلاَّ واَیُّوْبُ اَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ وَحَجَّ حَجَّتَیْنِ فَکُنْتُ اُرْمِقهُ وَلاَ اَسْمَعُ مِنْهُ غَیْرَ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا ذَکَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَکٰی حَتّٰی اَرْحَمَهٗ فَلَمَّا رَاَیْتُ مِنْهُ مَارَاَیْتُ وَاِجْلاَلَهٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَتَبْتُ عَنْهُ وَقَالَ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ کَانَ مَالِکٌ اِذَا ذَکَرَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَغَیَّرُ لَوْنُهٗ وَیَنْحَنِیْ حَتّٰی یَصْعَبَ ذَالِکَ عَلٰی جُلَسَآئِهٖ فَقِیْلَ لَهٗ یَوْمًا فِیْ ذَالِکَ فَقَالَ لَوْ رَاَیْتُمْ مَارَاَیْتُ لَمَا اَنْکَرْتُمْ عَلَیَّ مَاتَرَوْنَ وَلَقَدْ کُنْتُ اَرٰی مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْکَدِرِ وَکَانَ سَیِّدُ الْقُرَّاءِ لَا نَکَادُ نَسْئَلُهٗ عَنْ حَدِیْثٍ اَبَدًا اِلَّا یَبْکِیْ حَتّٰی نَرْحَمَهٗ وَلَقَدْ کُنْتُ اَرٰی جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَکَانَ کَثِیْرَ الدُّعَابَةِ وَالتَّبَسُّمِ فَاِذَا ذُکِرَ عِنْدَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِصْفَرَّ وَما رَاَیْتُهٗ یُحَدِّث عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا طَهَارَةً وَلَقَدْ کَانَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ الْقَاسِمِ یَذْکُرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُنْظَرُ اِلٰی لَوْنِهٖ کَاَنَهٗ نُزِفَ مِنْهُ الدَّمُ وَقَدْ جَفَّ لِسَانُهٗ فِیْ فَمِهٖ هَیْبَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ کُنْتُ اٰتِیْ عَامِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زُبَیْرِفَاِذَا ذُکِرَ عِنْدَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَکٰی حَتّٰی لَایَبْقٰی فِیْ عَیْنَیْهِ دُمُوْعٌ وَلَقَدْ رَاَیْتُ الزُّهْرِیَّ وَکَانَ مِنْ

اَهْنَأ النَّاسِ وَاَقْرَبِهِمْ فَاِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَاَنَّهٗ مَاعَرَفَکَ وَلَاعَرَفْتَهٗ وَلَقَدْ کُنْتُ اٰتِیْ صَفْوَانَ بْنَ سَلِیْم وَکَانَ مِنَ الْمُتَعَبِّدِیْنَ الْمُجْتَهِدِیْنَ وَاِذَا ذُکِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَکیٰ فَلَا یَزَالُ یَبْکِیْ حَتّٰی یَقُوْمَ النَّاسُ عَنْهُ وِیَتْرُکُوْهُ وَرُوِیَ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ کَانَ اِذَا سَمِعَ الْحَدِیْثَ اَخَذَهُ الْعَوِیْلُ وَالزَّوِیْلُ(1) وَلَمَّا کَثُرَ عَلیٰ مَالِکِ اَلنَّاسُ قِیْلَ لَهٗ لَوْجَعَلْتَ مُسْتَمْلِیاً یُسْمِعُهُمْ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَحُرْمَتُهٗ حَیًّا وَّمَیِّتاً سَوَاءٌ۔ (شفاء شریف جلد ۲ صفحہ ۳۵، ۳۶، ۳۷)

"امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (امام ابوبکر ایوب سختیانی بصری تابعی سید الفقہاء والمحدثین متوفی ۱۳۱ھ کے مرتبہ اور مقام کے متعلق سوال کیا گیا۔ امام مالک نے فرمایا میرے سب وہ اساتذہ اور مشائخ جن سے میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں ان سب سے افضل امام ایوب ہیں۔ امام مالک نے فرمایا کہ انہوں نے دو حج کئے ہیں۔ میں ان کو دیکھتا تھا۔ ان کی کثرت سکوت حال و خاموشی کی وجہ سے ان سے میں کچھ نہ سنتا تھا سوائے اس کے کہ وہ جب حضور ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے روتے میں کثرت بکاء کی وجہ سے اُن پر رحم کرتا پس میں نے جب ان سے دیکھا جو کچھ دیکھا اور ان سے نبی پاک کی تعظیم کو دیکھا تو میں نے ان سے حدیث اور علم سیکھنا شروع کر دیا۔ مصعب بن عبداللہ نے فرمایا کہ امام مالک جب حضور کا ذکر کرتے تو آپ کا رنگ تبدیل ہو جاتا اور آپ جھک جاتے حتیٰ کہ آپ کے جلساء شاگردوں پر یہ بات سخت گزرتی۔ ایک دن ان سے اس بارے میں بات کی گئی فرمایا کہ اگر تم دیکھتے جو کچھ میں نے دیکھا ہے تو جو کچھ مجھ سے دیکھتے ہو اس پر انکار نہ کرتے میں محمد بن منکدر کو دیکھا تھا آپ سید القراء تھے کہ جب بھی اُن سے حدیث پوچھتے وہ (محبۃً اجلالاً وادباً) رونا شروع کر دیتے۔ یہاں تک ہم ان کی شدت بکاء کو دیکھ کر نرم دل ہو جاتے، ان پر مہربان ہو جاتے اور میں امام جعفر صادق کو دیکھا کرتا تھا باوجودیکہ آپ بہت خوش طبع تھے جب ان کے ہاں حضور کا ذکر ہوتا تو ہیبت اور اجلال نبی کی وجہ سے آپ کا رنگ زرد ہو جاتا وہ ہمیشہ طہارت پر حدیث بیان فرماتے تھے۔ یعنی کبھی بھی بے وضو حدیث نہ بیان کرتے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے پھر ان کے رنگ کی طرف دیکھا جاتا تو ایسے معلوم ہوتا کہ گویا کہ ان سے تمام خون بہہ گیا ہے خون کا قطرہ نہیں بچا

1۔ العویل صیاح مع البکاء ۱۲ الزویل صوت الصدر بالبکاء ۱۲

یعنی رنگ سفید پڑ جاتا اور زبان ان کے منہ میں خشک ہو جاتی یہ سب کچھ حضور کی ہیبت سے ہوتا تھا اور میں عامر بن عبداللہ کے ہاں آتا تو جب ان کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک ہوتا، روتے رہتے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہتے اور میں نے امام زہری کو دیکھا جو معاشرہ میں سب سے الطف اور محبت میں سب سے اقرب تھے تو جب ان کے سامنے حضور اقدس ﷺ کا ذکر ہوتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ وہ تجھے نہیں جانتے اور تو انہیں نہیں جانتا، کمالِ دہشت اور حیرت سے یہ کیفیت ہوتی اور میں صفوان بن سلیم کے پاس حاضر ہوتا جو مجتہدین اور عابدین سے تھے جب وہاں ذکر نبی پاک ہوتا روتے ہی رہتے یہاں تک کہ لوگ ان سے اٹھ جاتے اور ان کو روتا ہوا چھوڑ جاتے۔ حضرت قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ جب وہ حدیث سنتے چیخ و پکار، گریہ وزاری کرنے لگتے اور جب امام مالک کے ہاں طالبان حدیث کا ہجوم ہو گیا امام مالک سے کہا گیا کہ اگر آپ ایک منشی مقرر کریں وہ آپ کے قریب بیٹھ کر حدیث سن کر لوگوں تک پہنچائے کتنا اچھا ہوتا، آسانی ہو جاتی فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”اے ایمان والو اپنی آوازیں حضور کی آواز پہ بلند نہ کرو“ قبل از پردہ پوشی اور بعد از پردہ پوشی حضور کی عزت وعظمت اور آپ کا احترام برابر لازم ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ اخْتَلَفْتُ اِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ سَنَةً فَمَا سَمِعْتُهُ(1) يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنَّهُ حَدَّثَ يَوْمًا فَجَرٰى عَلٰى لِسَانِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَلَاهُ كَرْبٌ حَتّٰى رَاَيْتُ الْعَرَقَ يَتَحَدَّرُ عَنْ جَبْهَتِهٖ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَوْ فَوْقَ ذَا اَوْ مَا دُوْنَ ذَا اَوْمَا هُوَ قَرِيْبٌ مِّنْ ذَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَقَدْ تَغَرْغَرَتْ عَيْنَاهُ وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهُ

”عمرو بن میمون سے روایت ہے فرمایا کہ میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سال تک آتا جاتا رہا تو میں نے ان سے کبھی یہ فرماتے نہ سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں مگر ایک دن انہوں نے حدیث بیان کی اور بے ساختہ ان کی زبان پر قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم جاری ہوا اور آپ پر کافی غم اور حزن طاری ہوا۔ میں نے دیکھا آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ پھر فرمایا لفظاً ومعنی اس طرح حضور نے فرمایا جیسا میں نے روایت کیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ یا اس سے کچھ زائد یا اس کے

1۔ ہزار بار بشویم دہن بمشک وگلاب ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی ست

کچھ کم یا اس سے قریب فرمایا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کا چہرہ تبدیل ہوگیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آنسوؤں سے آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور آپ کی گردن کی رگیں پھول گئیں''۔ (شفاء جلد ۲ صفحہ ۷۳۔ نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۴۰۳ وعلیٰ ہامشہ شرح شفا للعلی قاری جلد ۳، صفحہ ۴۰۳) جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۰۲ ناقلاً عن الامام ابی عبداللہ محمد بن ابی الفضل قاسم الرجاع المتوفی ۸۹۴ھ ونحوہ فی سنن ابن ماجہ صفحہ ۴ باب التوقی فی الحدیث۔

وَقَالَ مُصْعَبُ بَنُ عَبْدِاللّٰهِ كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اِذَا حَدَّثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَتَهَيَّأَ وَلَبِسَ ثِيَابَهٗ فَيُحَدِّثُ فَسُئِلَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ اِنَّهٗ حَدِيْثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُطَرِّفٌ كَانَ اِذَا اَتَى النَّاسُ مَالِكًا خَرَجَتْ اِلَيْهِمُ الْجَارِيَةُ فَتَقُوْلُ لَهُمْ يَقُوْلُ لَكُمُ الشَّيْخُ تُرِيْدُوْنَ الْحَدِيْثَ اَوِ الْمَسَائِلَ فَاِنْ قَالُوْا الْمَسَائِلَ خَرَجَ اِلَيْهِمْ وَاِنْ قَالُوْا لْحَدِيْثَ دَخَلَ مُغْتَسَلَهٗ وَاغْتَسَلَ وَتَطَيَّبَ وَلَبِسَ ثِيَابًا جُدُدًا وَّ لَبِسَ سَاجَهٗ وَتَعَمَّمَ وَوَضَعَ عَلٰى رَاْسِهٖ رِدَائَهٗ وَتُلْقٰى لَهٗ مِنَصَّةٌ فَيَخْرُجُ فَيَجْلِسُ عَلَيْهَا وَعَلَيْهِ الْخُشُوْعُ وَلَا يَزَالُ يُبَخَّرُ بِالْعُوْدِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ قَالَ غَيْرُهٗ وَلَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ عَلٰى تِلْكَ الْمِنَصَّةِ اِلَّا اِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ ابْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ فَقِيْلَ لِمَالِكٍ فِيْ ذَالِكَ فَقَالَ اُحِبُّ اَنْ اُعَظِّمَ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَااُحَدِّثُ بِهٖ اِلَّا عَلٰى طَهَارَةٍ مُتَمَكِّنًا قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُحَدِّثَ فِى الطَّرِيْقِ اَوْ هُوَ قَائِمٌ اَوْ مُسْتَعْجِلٌ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ كُنْتُ عِنْدَ مَالِكٍ وَهُوَ يُحَدِّثُنَا فَلَدِغَتْهُ عَقْرَبٌ سِتَّ عَشْرَةَ مَرَّةً وَهُوَ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهٗ وَيَصْفَرُّ وَلَا يَقْطَعُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْمَجْلِسِ وَتَفَرَّقَ عَنْهُ النَّاسُ قُلْتُ لَهٗ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ مِنْكَ الْيَوْمَ عَجَبًا قَالَ نَعَمْ اِنَّمَا صَبَرْتُ اِجْلَالًا لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هِشَامَ بْنَ الْغَازِىْ سَئَلَ مَالِكًا عَنْ حَدِيْثٍ

وَهُوَ وَاقِفٌ فَضَرَبَهُ عِشْرِيْنَ سَوْطاً ثُمَّ اشْفَقَ عَلَيْهِ فَحَدَّثَهُ عِشْرِيْنَ حَدِيْثاً فَقَالَ هِشَامٌ وَدِدْتُ لَوْ زَادَنِیْ سِيَاطاً وَيَزِيْدُنِیْ حَدِيْثاً۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۳۸۔۳۹۔۴۰)

''مصعب نے فرمایا کہ امام مالک کا یہ دستور تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حدیث پاک بیان کرتے تو وضو کرتے ۔ کنگھا وغیرہ کرکے تیار ہوتے اور مخصوص کپڑے پہنتے۔ پھر حدیث بیان فرماتے ہیں۔ اس اہتمام کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا تو فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔ مطرف نے فرمایا جب لوگ امام مالک کے پاس حاضر ہوتے۔ لونڈی ان کی طرف جاتی ان سے کہتی کہ شیخ امام مالک فرماتے ہیں حدیث پاک سننے کا ارادہ ہے یا مسائل فقہی پوچھنے ہیں اگر وہ جواب دیتے کہ مسائل پوچھنے ہیں تو آپ فوراً باہر تشریف لاتے اور اگر وہ کہتے کہ حدیث پاک کے لیے آئے ہیں تو آپ غسل خانہ میں داخل ہوتے اور غسل کرتے، خوشبو لگاتے اور نئے کپڑے پہنتے اور جبہ پہنتے اور عمامہ باندھتے اور اپنے سر پر چادر اوڑھتے اور آپ کے لئے تخت بچھایا جاتا تو پھر تشریف لاتے اور اس پر بیٹھتے اس حالت میں کہ آپ پر خشوع طاری ہوتا اور حدیث پاک سے فراغت تک خوشبو کی دھونی دیتے رہتے۔ مطرف کے غیر کی روایت ہے کہ آپ اس تخت پر بغیر بیان حدیث کے تشریف نہ رکھتے۔ ابن ابی اویس نے کہا کہ اس بارے میں امام مالک سے بات چیت کی گئی۔ فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں حضور کی حدیث کی تعظیم کروں اور پاک صاف ہوکر تمکین و وقار کے ساتھ حدیث بیان کروں۔ ابن ابی اویس نے فرمایا کہ امام مالک راستہ میں یا کھڑے ہوکر یا جلدی میں حدیث بیان کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ امام عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ میں امام مالک کے ہاں تھا۔ اور وہ ہمیں حدیث پڑھا رہے تھے۔ آپ کو ۱۶ مرتبہ بچھو نے کاٹا اور آپ کا رنگ تبدیل ہوگیا۔ اور زرد ہوگیا لیکن حدیث رسول اللہ ﷺ کو قطع نہ کیا۔ جب آپ مجلس سے فارغ ہوئے اور لوگ آپ سے جدا ہوگئے میں نے کہا اے ابو عبداللہ میں نے آج آپ سے عجیب بات دیکھی فرمایا ہاں میں حدیث رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی خاطر صبر کرکے بیٹھا رہا۔ ہشام بن غازی نے امام مالک سے حدیث پوچھی اس حالت میں کہ وہ کھڑے تھے تو امام مالک نے اس کو بیس کوڑے لگائے پھر اس پر شفقت کی اور اس کو بیس حدیثیں سنائیں تو ہشام نے کہا مجھے یہ بات پسند تھی کہ مجھے کوڑے زیادہ لگاتے اور حدیثیں زیادہ سناتے''۔

وَرُوِیَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ نَجْدَةَ قَالَتْ كَانَ لِاَبِیْ مَحْذُوْرَةَ قُصَّةٌ(1) فِیْ مَقْدَمِ رَأْسِهٖ اِذَا قَعَدَ وَاَرْسَلَهَا اَصَابَتِ الْاَرْضَ فَقِيْلَ لَهٗ اَلَا تَحْلِقُهَا

فَقَالَ لَمْ اَكُنْ بِالَّذِیْ اَحْلِقُهَا وَقَدْ مَسَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ رُءِ یَ ابْنُ عُمَرَ وَاضِعًا يَدَهٗ عَلٰے مَقْعَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلٰی وَجْهِهٖ وَلِهٰذَا كَانَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا يَرْكَبُ بِالْمَدِيْنَةِ دَآبَّةً(2) وَكَانَ يَقُوْلُ اَسْتَحْيِی مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَطَأَ تُرْبَةً فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَافِرِ دَآبَّةٍ وَقَدْ حَكٰی اَبُوْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِیُّ عَنْ اَحْمَدَ بْنِ فَضْلَوَيْهِ الزَّاهِدِ وَكَانَ مِنَ الْغُزَاةِ الرُّمَاةِ اَنَّهٗ قَالَ مَا مَسَسْتُ الْقَوْسَ بِيَدِیَ اِلَّا عَلٰی طَهَارَةٍ مُنْذُ بَلَغَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الْقَوْسَ بِيَدِهٖ وَقَدْ اَفْتٰی مَالِكٌ فِيْمَنْ قَالَ تُرْبَةُ الْمَدِيْنَةِ رَدِيَّةٌ يُضْرَبُ ثَلٰثِيْنَ دُرَّةً وَاَمَرَ بِحَبْسِهٖ (شفا شریف جلد ۲، صفحہ ۴۸) وَحُكِیَ اَنَّ جَهْجَاهًا الْغِفَارِیُّ اَخَذَ قَضِيْبَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَدِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَتَنَاوَلَهٗ لِيَكْسِرَهٗ عَلٰی رُكْبَتِهٖ فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَاَخَذَتْهُ الْاٰكِلَةُ فِیْ رُكْبَتِهٖ فَقَطَعَهَا وَمَاتَ قَبْلَ الْحَوْلِ (شفا شریف جلد ۲، صفحہ ۴۹)

''صفیہ بنت نجدہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ ابومحذورۃ کے سر کے اگلے حصہ میں بالوں کا گچھا تھا، جب بیٹھتے اور اسے لٹکاتے تو زمین تک پہنچتا، اُن سے کہا گیا کہ اسے منڈواتے کیوں نہیں؟ فرمایا میں ان بالوں کو نہیں منڈواتا جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ سے مس کیا۔ حضرت ابن عمر کو دیکھا گیا کہ منبر رسول کی نشست گاہ نبی پر ہاتھ رکھ کر اپنے منہ پر ملتے اور اسی لیے امام مالک مدینہ منورہ میں جانور پر سوار نہ ہوتے اور فرماتے میں اللہ سے شرماتا ہوں اس بات میں کہ اس پاک مٹی کو اپنی سواری کے کھروں سے روندوں جس مٹی میں حضور آرام فرما ہیں۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے احمد بن فضلویہ سے حکایت بیان کی (جو بہترین غازی اور بہترین تیرانداز تھے) انہوں نے فرمایا میں نے اس مخصوص کمان کو کبھی بے وضو ہاتھ نہیں لگایا۔ جب سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نے اس کمان کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ امام مالک نے اس شخص کے متعلق فتویٰ دیا جس نے مدینہ شریف کی مٹی کو ردی کہا کہ اسے تیس کوڑے لگائے جائیں اور اس کے قید کرنے کا حکم دیا اور حکایت بیان کی گئی ہے کہ جہجاہ غفاری نے

1۔ ما اقبل علی الجبھة من شعر الراس ۔ ۱۲

2۔ اس واقعہ کو شیخ المحدثین امام المحققین گیارہویں صدی کے مجدد برحق شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی نے ''اشعۃ اللمعات'' کی جلد اصفحہ ۱۴ پر ذکر کیا۔ ۱۲ منہ

حضرت عثمان سے حضور کا عصا لیا اور گھٹنے پر رکھ کر توڑنے لگا تو لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ تو اتنی بے ادبی کی وجہ سے اسے گھٹنے میں آکلہ کا مرض پیدا ہوگیا۔ اس نے گھٹنہ کاٹ ڈالا اور ایک سال سے پہلے پہلے مرگیا''۔

حضرات اب ائمہ اہل سنت وعلماء دین وملت کے وہ اقوال ذکر کرتا ہوں جن میں اس بات کی تصریح ہے کہ محمودِ خلق وممدوح خالق حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ (صلوٰة اللّٰه تعالیٰ وسلامهٗ علیه وآله واصحابه کل طرفة عین بعدد معلومات اللّٰه) کی جس قدر تعریف وتعظیم کی جائے کم ہے۔ کما حقہ تعظیم وتعریف ممکن نہیں۔ مبالغہ سے تعریف کرو۔

۱۔ ناظرین آپ نے پیچھے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھا اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا۔ یعنی اے محبوب اللہ کا فضل تم پر بے نہایت ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور اے محبوب بے شک تم خلق عظیم کے مالک ہو یعنی غیر متناہی اخلاق حسنہ کے مالک ہو کما هو مستفاد من کلام اُمّ المؤمنین اظهره صاحب العوارف و نقله الا مام القسطلانی والشیخ المحدث الدهلوی وغیرهما کما سیأتی تفصیلاً۔ (فیضی)

۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ اے محبوب ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے۔

۵۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا کی تفسیر بروایت حضرت سہیل سے گزری کہ اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ حضور کے فضائل اور نعم کا شمار نہیں ہوسکتا اس لئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہوا جو کہ اے ایمان والو حضور کی تعظیم میں مبالغہ کرو پیچھے حضور کا (1) یہ ارشاد گذرا کہ'' اے ابوبکر اللہ کی قسم مجھے حقیقۃً میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا'' اور پچھلے صفحات میں حضور کے پیارے صحابی (2) حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ پڑھا کہ انہوں نے فرمایا اگر مجھ سے تعریف مصطفےٰ کے متعلق پوچھا جائے یا اگر میں حضور کی تعریف بیان کروں تو مجھ میں طاقت نہیں کہ حضور کی پوری تعریف کرسکوں میں کما حقہٗ حضور کی تعریف بیان کرنے سے عاجز ہوں کیونکہ حضور کے اوصاف میرے علم میں غیر محاط ہیں بقدر حسنه و جماله وخصاله وجوده ونواله۔

1۔ حضور کا فرمان علیہ الصلوٰۃ والسلام 2۔ اثر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، وصفِ حضور میں حضرت عمرو کا عقیدہ۔ ۱۲

سردست اور چند آثار واحادیث ملاحظہ ہوں تاکہ مسئلہ کی بنیاد قرآن واحادیث سے ذہن میں راسخ ہوجائے اور پھر اقوال ائمہ کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ مواہب میں اور علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

وَفِی الْاَثَرِ اَنَّ خَالِدَ بْنَ وَلِیْدٍ خَرَجَ فِیْ سَرِیَّةٍ مِّنَ السَّرَایَا فَنَزَلَ بِبَعْضِ الْاَحْیَاءِ فَقَالَ لَهٗ سَیِّدُ ذَالِکَ الْحَیِّ صِفْ لَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَّا اَنِیّ اُفَصِّلُ فَلَا) لِعِجْزِیْ عَنِ التَّفْصِیْلِ لِاَنَّ صِفَاتِهٖ لَا یُمْکِنُ الْاِحَاطَةُ بِهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اَجْمِلْ اَیْ اُذْکُرْهَا مُجْمَلَةً (فَقَالَ الرَّسُوْلُ عَلٰی قَدْرِ الْمُرْسِلِ) اَیُّ حَالَةٍ تَلِیْقُ بِهٖ وَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ لِتَبْلِیْغِ اَحْکَامِهٖ فَمِنْ لَازِمِهٖ اَنَّهٗ بَالَغَ الْغَایَةَ فَکُلُّ مَاتُصُوِّرَ فِیْهِ مِنْ کَمَالٍ دُوْنَ مَاثَبَتَ لَهٗ فَاِنَّ الْمَلِکَ اِذَا بَعَثَ رَسُوْلًا لِقَضَاءِ مَایُرِیْدُ اِنَّمَا یُرْسِلُ مَنْ یَقْدِرُ عَلٰی ذَالِکَ بِحَیْثُ یَکُوْنَ ذَا مَرْتَبَةٍ شَرِیْفَةٍ وَتَصَرُّفٍ تَامٍّ ذَکَرَهٗ ابْنُ الْمُنِیْرِ نَاصِرُ الدِّیْنِ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ نِالْجَذَامِیّ الْاَسْکَنْدَرَانِیّ الْعَلَّامَةُ الْمُتَبَحِّرُ فِی الْعُلُوْمِ صَاحِبُ التَّصَانِیْفِ الْعَدِیْدَةِ قَالَ الْعِزُّ بْنُ عَبْدِالسَّلَامِ دِیَارُ مِصْرَ تَفْتَخِرُ بِرَجُلَیْنِ فِیْ طَرَفَیْهَا ابْنِ دَقِیْقِ نِ الْعِیْدِ بِقَوْصَ وَابْنِ الْمُنِیْرِ بِالْاِسْکَنْدَرِیَّةِ (فِی اَسْرَارِ الْاِسْرَاءِ) سَمَّاهُ الْمُقْتَفٰی کِتَابٌ نَفِیْسٌ فِیْهِ فَوَائِدُ جَلِیْلَةٌ وَاسْتِنْبَاطَاتٌ حَسَنَةٌ۔

(مواہب وشرح للزرقانی جلد ۴ صفحہ ۱۷)

''اثر میں ہے کہ (صحابی رسول) حضرت خالد بن ولید سیف اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوج کے دستوں میں سے ایک دستہ میں جنگ کے لئے تشریف لے گئے اور بعض قبیلوں میں اُترے تو اس قبیلہ (وبستی) کے سردار نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ ہمیں (حضرت) محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف سنا تو حضرت خالد نے فرمایا کہ میں حضور کی تعریف مفصل طور سے بیان کروں ایسا تو ہونہیں سکتا اس لئے کہ میں تفصیل بیان کرنے سے عاجز ہوں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (حسن وجمال وکمالات) وصفات کا احاطہ نہیں ہوسکتا ممکن بھی نہیں تو اس قبیلہ کے سردار نے کہا چلو حضور کی تعریف مجمل طور پر بیان کردو۔ حضرت خالد نے فرمایا رسول (قاصد) کی قدر ومنزلت مرسل (بھیجنے

والے) کی قدر ومنزلت پر ہوتی ہے۔اب کونسی حالت حضور کے لائق ہوگی جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ جن کو بھیجنے والا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجا تو اس کے لوازمات سے ہے کہ حضور انتہائی مقام پر پہنچے تو ہر وہ کمال جو حضور میں متصور کریں وہ متصور کمال اس سے کم ہے جو حضور کے لئے ثابت ہے کیونکہ بادشاہ جب اپنے ارادہ کو پورا کرنے کے لئے کوئی قاصد بھیجتا ہے تو ایسے کو (قاصد بنا کر) بھیجتا ہے جو کام کرنے پہ قادر ہو، شریف مرتبہ والا اور تصرف والا ہو اس ارشاد صحابی کو صاحب تصانیف عدیدہ تمام علوم میں متبحرٌ علامہ ناصر الدین ابن منیر احمد بن محمد جذامی اسکندری نے اپنی نفیس کتاب ''اسرار الاسراء'' میں ذکر کیا ہے۔ جس کا نام مقتفیٰ رکھا اس میں جلیل فائدے ہیں اور حسین استنباط ہیں۔ابن منیر ایسی بزرگ ہستی ہیں کہ امام عز بن عبد السلام فرماتے ہیں کہ زمین مصر اپنے میں دو ہستیوں پر فخر کرتی ہے ایک دقیق العید قوص والے اور دوسرے ابن منیر اسکندر یہ والے۔''

ونقل اثر خالد عن ابن المنیر الامام المناوی۔فیض القدیر جلد ۵ صفحہ ۷۲۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۔ناقلاعن المواهب جلد ۲ صفحہ ۱۶۴ نقلاً عن المناوی۔اطیب البیان صفحہ ۱۳۱۔

اس اثر صحابی سے ظاہر ہوا کہ صحابی رسول کی نظر میں اوصاف سید دو عالم کا احاطہ وحصر ممکن نہیں، ہر کمال حضور کے لئے ثابت بلکہ ہر کمال متصور سے فزوں جب سیف اللہ جیسی شخصیت توصیف سید دو عالم کما حقہ کرنے سے عاجز ہے تو ماوشما کس شمار میں؟ خاک ایسے منہ میں جو کہتے ہیں کہ حضور کی تعریف بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے بلکہ اس میں بھی اختصار (العیاذ باللہ تعالیٰ)

وَقَدْ قَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ یَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (شمائل ترمذی باب خلقہ صفحہ ۲) اَیْ یَقُوْلُ ذَالِکَ عِنْدَ الْعِجْزِ عَنْ وَّصْفِهٖ

''حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مدح وثنا اور تعریف بیان کرنے والا اکمل وصف پاک بیان کرنے سے عاجز آتا تو کہتا کہ میں نے حضور کی مثل نہ حضور سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں''۔

زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۲ وجلد ا صفحہ ۸،شفا شریف جلد ا صفحہ ۵۱ شرح شفا للخفاجی والقاری الحنفیین جلد ا صفحہ ۳۴۱،قال الخفاجی فیه قال الطیبی رحمه اللّٰه تعالیٰ ای ناعته، یقول ذالک عندالعجز عن وصفه۔مولانا علی قاری حنفی اس اثر علی رضی اللہ عنہ کے ماتحت فرماتے

ہیں (یَقُوْلُ نَاعِتہٗ) اَیْ وَاصِفُہٗ عِنْدَ الْعِجْزِ عَنْ وَصْفِہٖ۔ مرقات جلد ۵ صفحہ ۳۸۴۔

نیز فرمایا:۔

(یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ) اَیْ وَاصِفُہٗ اِجْمَالاً عجْزًا عَنْ بَیَانِ جَمَالِہٖ وَکَمَالِہٖ تَفْصِیلاً لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہ مِثْلَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِذْ لَیْسَ فِی النَّاسِ من یُمَاثِلُہٗ فِیْ جَمَالٍ وَلَا فِی الْخَلْقِ مَنْ یُشَابِھُہٗ عَلٰی وَجْہِ الْکَمَالِ۔

''حضور کی تعریف کرنے والا حضور کے جمال اور کمال کے تفصیلی بیان سے عاجز آ کر اجمالاً یوں کہتا ہے کہ میں نے حضور جیسا نہ حضور سے قبل دیکھا نہ حضور کے بعد اس لئے کہ تمام لوگوں میں ایسا کوئی نہیں جو جمال میں حضور کے مماثل ہو اور نہ مخلوق میں ایسا ہے جو علٰی وجہ الکمال حضور سے مشابہ ہو'' (جمع الوسائل شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۲۸۔۲۹)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور کی تعریف کرتے کرتے آخر میں اعتراف عجز کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رواہ الترمذی) وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۷۔ شمائل ترمذی باب خلقہ صفحہ ۱)۔

''میں نے حضور سے نہ پہلے حضور جیسا دیکھا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد''

ابن، جریر، ق، فیہ کر، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۱ وذکر نافع بن جبیر عنہ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ۔ ابن جریر ق فیہ ع، کر، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۰۔

فَھٰذِہٖ فَذْلَکَۃٌ مُشْتَمِلَۃٌ عَلٰی اِظْھَارِ الْعِجْزِ عَنْ غَایَۃِ وَصْفِہٖ وَنِھَایَتِہٖ

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۳۸۳)

''پس یہ (بے مثلیت کا بیان) ایسا خلاصہ ہے جو حضور کی غایت وصف اور نہایت نعت سے اظہار عجز پہ مشتمل ہے۔''

قَالَ عَلِیٌّ (بِمُطَالَبَۃِ حِبْرٍمِّنَ الْیَھُوْدِ فِی الْیَمَنِ) لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ (فَصَدَّقَ حبْرٌ مِنَ الْیَھُوْدِ بِمُطَابَقَتِہٖ مِنَ الْکُتُبِ السَّالِفَۃِ وَاَسْلَمَ۔

''حضرت علی نے فرمایا (جب کہ یمن میں آپ سے یہودی عالم نے مدح سید عالم سے استفسار کیا) میں نے حضور جیسا نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ تو اس یہودی عالم نے اس کی (یعنی حضور کی

بے مثلیت وغیرہ اوصاف) کی تصدیق کی کہ کتب گذشتہ سے یہ اوصاف مطابقت رکھتے ہیں اور پھر مسلمان ہوگیا۔''

ابن عساکر۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۰۹۔۱۱۰ وایضاً عن علی لم ارقبله ولا بعده مثله۔ ابن جریر ق فیہ کر۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ رواہ الدورقی ایضاًرواہ الترمذی وهشام بن عمار فی البعث والکجی ق فی الدلائل۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۲۔ ایضاً، حم، ج ۱، ص ۹۶۔ والعدنی وابن منیع۔ت، ج ۲، ص ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ وقال حسن صحیح وابن ابی عاصم وابن جریر، حب، ک، ق فی الدلائل، ص، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ لَمْ اَرَقَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحَدًا مِّثْلَهٗ

(ابن عساکر۔ کنز العمال جلد ۷، صفحہ ۱۱۳)

''میرے ماں باپ حضور پر قربان میں نے نہ حضور سے پہلے حضور جیسا دیکھا نہ حضور کے بعد (حضور بے مثل تھے)''۔

نیز حضرت ابوہریرہ کی مسند میں یہ جملہ ہے:۔

لَمْ اَرَبَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ۔ (رواہ ابنِ عساکر، کنز العمال جلد ۷۔ صفحہ ۱۰۰)

میں نے حضور کے بعد حضور جیسا نہ دیکھا۔

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَوْجَابِرٍ۔ لَمْ يُرَبَعْدَهٗ مِثْلُهٗ۔

(رَوَیانی۔ ابن عساکر۔ کنز العمال جلد ۷۔ صفحہ ۱۰۵)

''حضرت قتادہ کی حضرت انس یا حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور کے بعد حضور جیسا نہ دیکھا گیا''۔

عَنْ اَنَسٍ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ (ابن عساکر، کنز العمال، ج ۷ صفحہ ۱۰۷۔ ۱۰۸)

''حضرت انس سے روایت ہے کہ میں نے نہ حضور سے قبل حضور جیسا دیکھا نہ حضور کے بعد (حضور بے مثل تھے)''۔

علامہ قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

اَیْ مُمَاثِلًا وَّمُسَاوِیاً لَّهٗ فِیْ جَمِیْعِ مَرَاتِبِ الْکَمَالِ خَلْقًا وَخُلُقًا فِیْ کُلِّ الْاَحْوَال وَهٰذَا فَذٰلِکَةٌ شَاهِدَةٌ لِعِجْزِهٖ عَنْ مَرَاتِبِ وَصْفِهٖ

وَمَنَاقِبِ نَعْتِهٖ (مرقات جلد ۵۔صفحہ ۳۷۹)

''یعنی کوئی ایسا نہیں جو تمام مراتب کمال اور خَلقا و خُلقا تمام احوال میں حضور کے مماثل اور برابر ہو اور یہ ایسا خلاصہ ہے جو حضور کے مراتب وصف اور مناقب نعت سے عاجزی پر شاہد ہے (کہ ان کے بیان سے عاجزی ہے)۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

سَئَلْتُ خَالِیْ هِنْدَ بنَ اَبِیْ هَالَةَ وَ كَانَ وَصَّافًا(1)۔ (شمائل ترمذی باب خلقہ صفحہ ۲)

''میں نے اپنے ماموں ہند(2) بن ابی ہالہ سے حضور کا وصف پوچھا۔ آپ مبالغہ سے حضور کا وصف بیان کرتے تھے''۔

حضرت خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے۔فرماتے ہیں:۔

فَقَالُوْا حَدِّثْنَا اَحَادِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاذَا اُحَدِّثُكُمْ الخ (شفا شریف جلد ا۔صفحہ ۱۲۱)

''ایک گروہ میرے والد حضرت زید بن ثابت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا۔ ہمیں حضور کی احادیث سناؤ'' آپ نے فرمایا کون کونسی احادیث سناؤں۔''

شمائل ترمذی باب خلقہ ﷺ صفحہ ۲۵۔اس کے حاشیہ پہ ہے:۔

اَیْ اَیَّ شَیءٍ اُحَدِّثُكُمْ كَاَنَّهُمْ طَلَبُوْا مِنْهُ الْاِحَاطَةَ بِاَحْوَالِهٖ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذَالِكَ۔ (حاشیہ نمبر ۳)

''یعنی میں تم سے کون کونسی چیز بیان کروں؟ گویا کہ انہوں نے حضور کے احوال کا احاطہ طلب کیا تھا تو اس سے تعجب کیا''۔

علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

اَیْ اَیَّ شَیءٍ اُحَدِّثُكُمْ كَاَنَّهُمْ طَلَبُوْا مِنْهُ الْاِحَاطَةَ بِاَحْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ وَاَقْوَالِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَعَجَّبَ مِنْ ذَالِكَ وَاسْتَنْكَرَ الْوُقُوْفَ عَلٰى مَاهُنَالِكَ لِمَا كَانَ مِنَ الْقَوَاعِدِ الْمُقَرَّرَةِ اَنَّ مَا لَا

1۔والوصاف صیغۃ مبالغۃ جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۳۳

2۔حضرت ہند حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اخیافی بھائی تھے اور حضور کے ربیب تھے (قاری ومناوی) جمع الوسائل جلد ا۔ صفحہ ۳۳

يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ اَفَادَهُمْ بَعْضَ ذَالِكَ۔

(جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

''یعنی کونسی چیز تم سے بیان کروں گویا کہ انہوں نے ان سے حضور کے احوال اور افعال اور اقوال کا احاطہ طلب کیا تھا تو اس سے آپ نے تعجب کیا اور حضور کے سب احوال و اوصاف شریفہ سے واقف ہونے سے انکار کیا۔ (یعنی کون احاطہ کرسکتا ہے) لیکن یہ مقررہ قواعد سے ہے کہ جب کل کا احاطہ نہ ہو سکے تو سب کو نہ چھوڑ دیا جائے۔ اس لئے اُن سے حضور کے بعض اوصاف بیان فرمائے''۔

وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَارَأَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِىْ فِىْ وَجْهِهٖ وَاِذَا ضَحِكَ تَتَلَألَأُ فِى الْجُدُرِ (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۱)

''حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ میں نے حضور سے زیادہ حسین کسی کو نہ دیکھا (حضور کا اتنا نورانی چہرہ تھا کہ یوں معلوم ہوتا تھا) گویا سورج حضور کے چہرہ میں جاری ہے اور جب آپ مسکراتے تو دیواروں پر چمک پڑتی وہ روشن ہو جاتیں (یعنی نورانی شعاعیں نمودار ہوتیں)''۔

(شرح شفا للخفاجی ج ۱ ص ۳۳۸ والترمذی ج ۲ ص ۲۰۵، ۲۵۰ وابن حبان شرح شفا للقاری جلد ۱ صفحہ ۳۳۸)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ حضور کی تعریف کرتے کرتے آخر میں فرماتے ہیں:۔

مَارَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(شمائل ترمذی باب خلق رسول اللہ ﷺ صفحہ ۱)

''میں نے کوئی چیز حضور سے زیادہ حسین نہیں دیکھی (بلکہ سب چیزوں سے زیادہ حسین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے)''۔

صحابہ کرام حضور کی تعریف میں مبالغہ کرتے کرتے آخری بات حضور کی بے مثلیت بیان کر کے حضور کی کماحقہ' تعریف کرنے سے عجز کا اعتراف کرتے ہیں۔ جب صحابہ کرام حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر، حضرت انس، حضرت عمرو بن عاص، حضرت خالد بن ولید، حضرت علی، حضرت عمر وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے حضرات کماحقہ' حضور کی تعریف نہیں کر سکتے اور حضور کے فضائل کا احاطہ نہیں کر سکتے تو ہم کون ہیں لہٰذا ہم جتنا حضور کی تعریف و تعظیم میں مبالغہ کریں اتنا ہی تھوڑا ہے۔ كُلُّ غُلُوٍّ فِىْ حَقِّهٖ تَقْصِيْرٌ۔ (مناوی شرح شمائل جلد ۲، باب خلق صفحہ ۱۵۰)

مذکورہ آیات شریفہ اور فرامین سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ صحابہ کرام کو ذہن نشین کرنے کے بعد اب ائمہ اہل سنت وعلماء دین وملت کے وہ زرین اقوال طیبہ اور کلمات شریفہ ملاحظہ ہوں۔ جن سے دلوں کو تسکین واطمینان حاصل ہوتا ہے اور سینہ میں نورِ ایمان تاباں ہوتا ہے اور شمع عرفاں درخشاں ہوتی ہے اور جو میری اس تالیف کی اولین محرک ہیں۔

فصل سوم

اقوالِ ائمہ کرام وعلماء عظام

اس بارے میں کہ حضور کے فضائل ومحاسن بے شمار اور غیر متناہی ہیں جتنا مبالغہ اور غلو سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرو، کم ہے۔

۱۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن سعید بن حماد بوصیری (متولد ۶۰۸ھ متوفی ۶۹۴۔۹۵ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس ارشاد:۔

فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ(1)

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمٍ

''حضور ایسی ذات ہیں کہ ان کا باطن کمالات میں مکمل ہے اور ان کا ظاہر ہر صفت میں مکمل ہے پھر خالق انسان نے ان کو اپنا محبوب بنا لیا حضور سید عالم اپنی خوبیوں میں شریک سے منزہ ہیں سو ان میں جو جوہر حسن ہے وہ تقسیم ہونے کا نہیں''۔

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَكِمِ(2)

فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمِ(3)

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَیْسَ لَهٗ حَدٌّ (40) فَیُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

''چھوڑ کر دعوی وہ جس کے ہیں نصارے مدعی۔ جو مانو اسے زیبا ہے اللہ کی قسم۔ جو شرف چاہو کرو منسوب اس کی ذات سے۔ کوئی عظمت کیوں نہ ہو ہے منزلت اس کی کم۔ حد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی۔ لب کشائی کیا کریں اہل عرب اہل عجم''۔

(سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۲) قصیدہ بردہ شریف صفحہ ۱۰۔۱۱ مطبوعہ تاج کمپنی۔

۲۔ ان اشعار پاک کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے علامہ خالد بن عبداللہ الازہری فرماتے ہیں:

اُتْرُكْ مَاقَالَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ

اِنَّهٗ ابْنُ اللّٰهِ كَمَا اَخْبَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَنْهُمْ فَاِنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰهُ

1۔ قولہ النسم جمع نَسْمَةٍ وَهی انسان۔ ۱۲ منہ

2۔ قولہ وَاحتکم (ای راع الحکمة فی مدحک له صلی اللہ علیه وسلم۔ علامہ باجوری) الاحتکام الاختصام (شیخ خالد) ۱۲ منہ

3۔ العظم التعظیم ۱۲ منہ

4۔ حد، غایة فیعرب فیبین، فیفصح، فیظهر ۱۲ منہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مِثْلِ ذَالِکَ حَيْثُ قَالَ لَا تَطْرُوْنِیْ كَمَا اَطْرَاَتِ النَّصَارىٰ عِيْسٰى اَیْ لَاتَصِفُوْا لِیْ بِذَالِکَ وَاحْكُمْ بَعْدَ ذَالِکَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَاشِئْتَ مِنْ اَوْصَافِ الْكَمَالِ اللَّائِقَةِ بِجَلَالِ قَدْرِهٖ وَخَاصِمْ فِیْ اِثْبَاتِ فَضَائِلِهٖ مَنْ شِئْتَ مِنَ الْخُصَمَاءِ وَاعْزُ اِلٰى ذَاتِهِ الشَّرِيْفَةِ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ وَاِلٰى عُلُوِّ قَدْرِهِ الْعَظِيْمِ مَااَرَدْتَّ مِنَ التَّعْظِيْمِ وَالرِّفْعَةِ فَقَدْ وَجَدْتَ لِلْقَوْلِ بَابًا وَاسِعًا فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَهٗ غَايَةٌ يُوْقَفُ عِنْدَهَا فَيُبَيِّنُهَا نَاطِقٌ بِلِسَانِ فَمِهٖ فَاَوْصَافُهٗ لَا تُحْصٰى وَفَضَائِلُهٗ لَاتُسْتَقْصٰى۔ (شرح بردہ الشیخ المذکور ص ۳۲ طبع مصر)

''وہ چھوڑ جو نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ وعلی اُمہا السلام کے حق میں ابن اللہ کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے خبر دی ہے۔ بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزوں سے روکا ہے اس طرح کہ فرمایا مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا مجھے ان چیزوں (ابن اللہ ثالث ثلثه) سے موصوف نہ کرو اور اس کے بعد جو چاہے اوصاف کمال جو حضور کے جلالت مرتبہ کے لائق ہوں۔ حضور کی طرف نسبت کرو اور حضور کے فضائل ثابت کرنے میں جس خصم سے چاہے جھگڑا کرو اور حضور کی ذات شریفہ کی طرف جس شرف کی چاہے نسبت کرو اور حضور کے علوقدر کی طرف جس تعظیم و رفعت کا ارادہ کرے منسوب کر کیونکہ ہر بلند سے بلند قول کے لئے باب واسع پائے گا کیونکہ حضور کے فضائل کی کوئی ایسی انتہا نہیں کہ جہاں رکیں اور بولنے والا اسے اپنی زبان سے بیان کرے تو حضور کے اوصاف کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور آپ کے فضائل کی تہہ تک نہیں پہنچا جا سکتا''۔

۳۔ شیخ الاسلام شیخ ابراہیم باجوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:۔

اُحْكُمْ بِمَاشِئْتَ مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى شَرَفِهٖ وَعُلُوِّ شَانِهٖ وَعَظِيْمِ جَاهِهٖ مِنْ جِهَةِ الْمَدْحِ فِيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ لَهٗ غَايَةٌ وَمُنْتَهٰى لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يَتَرَقّٰى فِی الْكَمَالِ كُلَّ لَحْظَةٍ قَالَ سَيِّدِیْ عَلِیْ وَفِیْ وَيُشِيْرُ اِلٰى هٰذَا قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى لِاَنَّ مَعْنَاهُ الْاِشَارِیُّ وَاللَّحْظَةُ الْمُتَاَخِّرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ اللَّحْظَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَرَقّٰى فِی الْمُتَاَخِّرَةِ اِلٰى

كَمَالَاتٍ زَائِدَةٍ عَمَّا تَرَقّٰى اِلَيْهِ فِي الْمُتَقَدِّمَةِ۔

(الباجوری علی البردۃ طبع مصر صفحہ ۳۲ علی البردۃ)

''(اے مسلمان) حکم کر حضور کے حق میں جو چاہے ان کلمات اور اوصاف سے جو حضور کے شرف اور علوشان اور عظیم المرتبہ ہونے پر بہجت مدح دال ہوں کیونکہ حضور کی نہ غایت ہے نہ منتھیٰ اس لئے کہ حضور ہر لحظہ کمال میں ترقی کرر ہے ہیں، سیدی علی وفی نے فرمایا اسی بات کی طرف اللہ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے۔ وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی کیونکہ اس کا اشارتی معنی یہ ہے کہ تمہارا ہر بعد والا لحظہ پہلے لحظہ سے خیر ہے، بہتر ہے کیونکہ حضور پچھلے لحظہ میں کمالات زائدہ کی طرف ترقی کرتے ہیں بہ نسبت اس ترقی کے جو گذشتہ لحظہ میں تھی''۔

۴۔ نیز شیخ الاسلام باجوری کا ارشاد مقدس وعقیدہ مطہرہ:

اِعْلَمْ اَنَّ مَدْحَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَعَاطَهٗ فُحُوْلُ الشُّعَرَاءِ الْمُتَقَدِّمِيْنَ لِاَنَّ كَمَالَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتُحْصٰى وَشَمَائِلَهٗ لَاتُسْتَقْصٰى وَالْمَادِحُوْنَ لِجَنَابِهِ الْعَلِيِّ وَالْوَاصِفُوْنَ لِكَمَالِهِ الْجَلِيِّ مُقَصِّرُوْنَ عَمَّاهُنَالِكَ قَاصِرُوْنَ عَنْ اَدَاءِ ذَالِكَ وَقَدْ وَصَفَهُ اللّٰهُ فِيْ كُتُبِهٖ بِمَا يَبْهرُ الْعُقُوْلُ وَلَايُسْتَطَاعُ اِلَيْهِ الْوَصُوْلُ فَلَوْ بَالَغَ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ فِيْ اِحْصَاءِ مَنَاقِبِهٖ لَعَجَزُوْا عَنْ ضَبْطِ مَاحَبَاهُ مَوْلَاهُ مِنْ مَوَاهِبِهٖ وَلَقَدْ اَحْسَنَ مَنْ قَالَ ۔

اَرَىٰ كُلَّ مَدْحٍ فِي النَّبِيِّ مُقَصِّرًا وَاِنْ بَالَغَ الْمُثْنِىْ عَلَيْهِ وَاَكْثَرَا
اِذَا اللّٰهُ اَثْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ اَهْلُهٗ عَلَيْهِ فَمَا مِقْدَارُ مَا تَمدحِ الْوَرَىٰ
فَكُلُّ غُلُوٍّ فِيْ حَقِّهٖ تَقْصِيْرٌ وَلَايَبْلُغُ الْبَلِيْغُ اِلَّا قَلِيْلًا مِنْ كَثِيْرٍ

(حاشیہ الباجوری علی البردۃ صفحہ ۴ مطبع مصر)

''یقین کر کہ حضور کی مدح کو بڑے بڑے متقدمین شعراء نہ پاسکے اس لئے کہ حضور کے کمالات احصاء اور شمار سے فزوں ہیں اور آپ کے شمائل کی تہہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا تو حضور کی جناب عالی کی مدح کرنے والے اور کمال جلی کی وصف کرنے والے ان کی مدحت کے شمار سے عاجز ہیں اور ان کے ادا سے قاصر ہیں، یہ کیسے قاصر نہ ہوں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں حضور کی ایسی تعریف کی ہے کہ عقول پہ غالب ہے اور اس تک پہنچنے کی طاقت نہیں پس اگر سب اگلے اور سب پچھلے مل کر حضور کے

مناقب کے شمار میں مبالغہ کریں تو ان فضائل وکمالات کے ضبط کرنے سے عاجز ہوں گے جو مولا کریم نے حضور کو عطا فرمائے۔ کسی نے کیا خوب کہا

''میں ہر مدح کو نبی کی شان میں کم دیکھتا ہوں اگر چہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور کثرت بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی ثناء کی ہے ایسے کلمات سے جس کے حضور اہل تھے تو مخلوق کی تعریف کس شمار میں؟ لہٰذا ہر غلو حضور کے حق میں تقصیر ہے اور بلیغ تو کثیر سے صرف قلیل تک پہنچتا ہے''۔

۵۔حضرت علامہ نور بخش توکلی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارقام فرماتے ہیں:۔

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل وکمالات کا احاطہ طاقت بشری سے خارج ہے۔علمائے ظاہر و باطن سب یہاں عاجز ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ صالح بن مبارک بخاری خلیفہ مجاز خواجہ خواجگان سید بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ انیس الطالبین صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں:۔

اجماع اہل تصوف است کہ صدیقیت نزدیک ترین مقامے و مرتبہ ایست بہ نبوت وسخن سلطان العارفین ابو یزید بسطامی است قدس سرہٗ کہ آخر نہایت صدیقان اول احوال انبیاء است واز کلماتِ قدسیہ ایشانست کہ نہایت مقام عامہ مومناں بدایت مقام اولیاء ست ونہایت مقام اولیاء بدایت مقام شہیدان است ونہایت مقام شہیداں بدایت مقام صدیقان است ونہایت مقام صدیقاں بدایت مقام انبیاء ست ونہایت مقام انبیاء بدایت مقام رسل است ونہایت مقام رسل بدایت مقام اولوالعزم است ونہایت مقام اولوالعزم بدایت مقام مصطفٰے است صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ومقام مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم رانہایت پیدا نیست جز حق جل وعلا کسے نہایت مقام وے را نداند ودر روز اوّل مقامِ ارواح وبروز میثاق ہم بریں مراتب باشد۔

''صوفیہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت کے سب سے زیادہ نزدیک مقام و مرتبہ صدیقیت ہے اور سلطان العارفین ابو یزید بسطامی قدس سرہٗ کا قول ہے کہ صدیقوں کے مقام کی نہایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے۔اوران کے کلمات قدسیہ میں سے ہے کہ عامہ مومنین کے مقام کی غایت اولیاء کے مقام کی ابتداء ہے اور اولیاء کے مقام کی غایت شہیدوں کے مقام کی ابتداء ہے اور شہیدوں کے مقام کی غایت صدیقوں کے مقام کی ابتداء ہے اور صدیقوں کے مقام کی غایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے اور نبیوں کے مقام کی غایت ،رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے اور رسولوں کے مقام کی غایت اولوالعزم کے مقام کی ابتداء ہے اور اولوالعزم کے مقام کی غایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی ابتداء ہے اور حضرت محمد ﷺ کے مقام کی کوئی انتہا نہیں۔حق جل وعلا کے سوا اور کوئی آپ کے مقام کی انتہا

نہیں جانتا اور روزِ ازل میں میثاق کے دن روحوں کا مقام ان ہی مراتب پر تھا جو مذکور ہوئے۔ اور قیامت کے دن بھی انہیں مراتب پر ہوگا"۔

سیرت رسول عربی مطبوعہ تاج کمپنی صفحہ ۶۳۰۔۶۳۱ فَكَانَتْ بَدَايَتُهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ نِهَايَةَ العارفين وَالسَّلَام جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۹۸، از عارف نابلسی وا واز ابو یزید۔ "عارفین کے مقام کی انتہا انبیاء کرام کے مقام کی ابتداء ہے۔"

حضرت بایزید بسطامی (متوفی ۲۶۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ (طبقات کبریٰ میں) فرماتے ہیں:

نہایت حال اولیاء بدایت حال انبیاء است نہایت انبیاء را غایت نیست

(تذکرۃ الاولیاء شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ۔ صفحہ ۱۱۱)

"اولیاء کے حال کی انتہا انبیاء کے حال کی ابتداء ہے۔ انبیاء کرام کے نہایت کی غایت نہیں۔

۸۔ شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ (متوفی روز عاشور ۴۲۵ھ) یوں فرماتے ہیں:

سہ چیز را غایت ندانستم غایت درجات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ندانستم و غایت کید نفس ندانستم و غایت معرفت ندانستم (نفحات الانس، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۱، ۶۳۲، تذکرہ الاولیاء صفحہ ۳۴۶ شیخ عطار)

"مجھے ان تین چیزوں کی غایت وحد معلوم نہ ہوئی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات۔ مکر نفس کی۔ معرفت کی۔"

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ (۶۹۱ھ) رقمطراز ہیں:۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرْ مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَايُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ بَعْدُ اَز خُدَا بَزُرْگ تُوئِیْ قِصَّهٗ مُخْتَصَرْ(1)

"اے صاحب الجمال اے سید البشر آپ کے روشن چہرہ سے چاند روشن ہے۔ آپ کی ثنا کماحقہٗ ممکن نہیں، قصہ مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔"

(سیرت رسول عربی صفحہ ۶۳۲ نور بخش صاحب توکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

1۔ ہندو شاعر بشیشور پرشاد منور لکھنوی کا ایک شعر ہے

کون ہے شیخ معلّم کی جو کرے تردید
خدا کے بعد اگر ہے تو ذات آپ کی ہے

اس پر مسلم شاعر فانی نے یہ حاشیہ لکھا ہے۔ مراد ہے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس شعر سے "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"۔ ہندو شعراء کا نعتیہ کلام صفحہ ۹۵ فیضی ۱۲ منہ

پھر آپ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی) نے ایک رباعی جو جناب سرور کائنات کی شان میں تصنیف فرمائی تھی، پڑھی (رباعی) یا صاحب الجمال...... الخ" مجموعہ کمالات عزیزی صفحہ ۲۰

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

شرح صدر مصطفوی را خود امکان نیست کہ بشرے کما ینبغی تصور تواند کرد زیرا کہ مرتبہ کمال او خاتمیت است ہیچ کس را حاصل نیست۔ ولنعم ماقیل

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرْ مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَايُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ بَعْدْ اَز خُدَا بَزُرْگ تُوْئِی قِصَّهْ مُخْتَصَرْ

''حضور کی شرح صدر خود ممکن ہی نہیں کہ کوئی بشر کما حقہٗ تصور کر سکے اس لئے کہ حضور کا مرتبہ کمال خاتمیت ہے جو کسی کو حاصل نہیں۔کیا خوب کہا گیا ہے۔

نیز شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں:۔

امّا خصوصیات ایشاں کہ بحسب مراتب باطنی بود انوار وتجلیات کہ روز بروز ترقی وتضاعف واحوال و مقاماتے امتیاں ایشاں را بطفیل اتباع ایشان تا قیامت حاصل شدہ و مے شود۔ وعلوم و معارفی کہ بر ایشاں فیضان مے نماید پس حکم غیر متناہی دارد۔ ودریں آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى بہمہ آن چیزہا اشارہ است ولہذا عطا را خاص نہ فرمودہ اند کہ چہ چیز خواہند داد

(تفسیر عزیزی پارہ ۳۔ صفحہ ۲۱۹۔ ۲۲۰)

''بہر حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ خصوصیات کہ باعتبار مراتب باطنی کے تھیں۔ انوار اور تجلیات جو دن بدن ترقی اور دو چند ہونے ہی تھے۔ اور وہ احوال اور مقامات جو آپ کے امتیوں کو آپ کی اتباع کے طفیل قیامت تک حاصل ہو چکے ہیں یا حاصل ہوں گے۔تو یہ غیر متناہی کا حکم رکھتی ہیں اور اس آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى میں ان سب چیزوں کی طرف اشارہ ہے۔ اسی لئے عطا کو خاص نہ فرمایا کہ کونسی چیز دیں گے''۔

۱۔ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا و اقامنا اللّٰہ تعالیٰ فی جوارہ (متوفی ۵۵۴ھ) رقمطراز ہیں:۔

وَهٰهُنَا مَهَامِهِ فِيْح تَحَارُ فِيْهَا الْقَطَا(1) وَتَقْصُرُ بِهَا الْخُطَا وَمَجَاهِلُ

1۔قال القاری بفتح القاف مقصورا طیر یضرب به المثل فی کمال الهدایة فیقال هو اهدی من القطا:
ملا علی قاری نے فرمایا کہ تلفظ قطا فتح قاف سے ہے اور مقصور ہے ایک ایسا پرندہ ہے کہ کمال ہدایت میں اس کی ضرب المثل بیان یوں کی جاتی ہے کہ فلاں شخص قطا پرندہ سے بھی زیادہ سیدھے راستے کا ماہر ہے اور قطا پرندہ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر دس رات اور دس دن سے زائد کی مسافت پر پانی طلب کرنے جاتا ہے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تَضِلُّ فِيهَا الْاَحْلَامُ اِنْ لَّمْ تَهْتَدِ بِعِلْمٍ عِلْمٍ وَنَظرسَدِيْدٍ وَّ مَدَاحِضَ
تَزِلُّ بِهَا الْاَقْدَامُ اِنْ لَّمْ تَعْتَمِدْ عَلىٰ تَوْفِيْقٍ مِنَ اللّٰهِ وَتَائِيْدِهٖ
(شفاشریف صفحہ ۳۔طبع لاہور)

''اور یہاں (حقوق مصطفیٰ قدرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے میں) ایسے وسیع جنگلات ہیں کہ بھٹ تیتر بھی ان میں حیران ہو جائے اور قدم کوتاہ کر دے اور ایسے بےنشان مکانات و جنگلات ہیں کہ ان میں عقلوں کو راہ نہ ملے اگر علم کا جھنڈا اور صواب والی نظر ساتھ نہ ہو تو ایسے پھسلنے کے مقامات ہیں کہ ان میں قدم پھسل جائیں گے اگر اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید کا سہارا نہ ہو۔''

۲۔ نیز وہی فخر محدثین امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

لَا خِفَا عَلٰى مَنْ مَارَسَ شَيْئًا مِنَ الْعِلْمِ اَوْخُصَّ بِاَدْنىٰ لَمْحَةٍ مِّنْ فَهْمٍ بِتَعْظِيْمِ قَدْرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخُصُوْصِهٖ اِيَّاهُ بِفَضَائِلَ وَمَحَاسِنَ وَمَنَاقِبَ لَا تَنْضَبطُ لِزَمَامٍ وَتَنْوِيْهِهٖ مِنْ عَظِيْمِ قَدْرِهٖ بِمَا تَكِلُّ عَنْهُ الْاَلْسِنَةُ وَالْاَقْلَامُ۔ (شفاشریف جلد ۱، صفحہ ۸۔۹، طبع مصر)

''یہ بات اس شخص پہ بالکل مخفی نہیں جس کو ذرہ بھر علم سے لگاؤ ہے یا فہم کے ادنیٰ لمحہ سے مخصوص ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ اور شرف کو معظم کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اتنے فضائل ومحاسن اور مناقب سے مخصوص فرمایا کہ ضبط کی جدوجہد کرنے والا حصر نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدر عظیم کو اتنا بلند کیا کہ اس کے بیان کرنے سے زبانیں اور قلمیں عاجز ہیں''۔

۳۔ نیز امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَمَاظَنُّكَ بِعَظِيْمِ قَدْرِ مَنِ اجْتَمَعَتْ فِيْهِ كُلُّ هٰذِهِ الْخِصَالِ اِلٰى مَالَا يَاخُذُهٗ عَدٌّ وَّلَا يُعَبَّرُ عَنْهُ مَقَالٌ وَلَا يَنَالُ بِكَسْبٍ وَلَا حِيْلَةٍ اِلَّا بِتَخْصِيْصِ الْكَبِيْرِ الْمُتَعَالِ۔ (شفاشریف جلد ۱ صفحہ ۴۸)

''پس تیرا کیا گمان ہے اس ذات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مرتبہ عظیم ہونے کے بارے میں جس میں یہ سب خصائل محمودہ مذکورہ اور اتنے خصائل ہوں جن کا شمار نہیں ہو سکتا اور نہ قولاً ان کا حصر ہو سکتا ہے اور وہ کمالات بغیر فضل خداوندی کے کسب اور حیلہ سے نہیں حاصل کیے جا سکتے۔''

(بقیہ صفحہ گزشتہ) دس دن کا سفر کر کے پانی پر پہنچ کر پھر واپس دس دن کا سفر کر کے اپنے آشیانہ میں صرف طلوع فجر سے طلوع شمس تک کے مختصر وقت میں پہنچ جاتا ہے۔ آنے جانے میں نہ راستہ بھولتا ہے نہ بھٹکتا ہے۔ ۱۲۔ فیضی۔

۴۔ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا حَارَتِ الْعُقُوْلُ فِيْ تَقْدِيْرِ فَضْلِهٖ عَلَيْهِ وَخَرَسَتِ الْاَلْسِنُ دُوْنَ وَصْفٍ يُحِيْطُ بِذَالِكَ اَوْيَنْتَهِيْ اِلَيْهِ۔

(شفا شریف جلد ا صفحہ ۷۹)

''اے حبیب! اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔ اللہ کا جو فضل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہے اس کا اندازہ کرنے سے عقلیں حیران ہیں، زبانیں گنگ ہیں۔ اس وصف سے پہلے جو اُن کا احاطہ کرے یا ان تک پہنچے۔''

۵۔ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَهِيَ فِيْ كَثْرَتِهَا لَايُحِيْطُ بِهَا ضَبْط

(شفا شریف جلد ا، صفحہ ۲۱۲، نسیم الریاض شرح شفا للقاری جلد ۲ صفحہ۔ ۴۶۰)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اتنی کثرت میں ہیں کہ ضبط ان کا احاطہ نہیں کر سکتی۔''

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا احصاء و شمار نہیں ہو سکتا تو حضور کے جمیع مناقب و فضائل اور باقی افعال وصفات کا کیسے شمار ہو سکتا ہے۔ معجزات تو معجزات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بقدر حسنہ و جمالہ وجودہ ونوالہ کی صرف ایک صفت کا بھی احاطہ نہیں ہو سکتا اور اس کی گہرائی تک کسی کو رسائی نہیں ہے۔

۶۔ نیز امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَمِنْ ذَالِكَ مَا اُطْلِعَ عَلَيْهِ مِنَ الْغُيُوْبِ وَمَايَكُوْنُ وَالْاَحَادِيْثُ فِيْ هٰذَا الْبَابِ بَحْرٌ لَايُدْرَكُ قَعْرُهٗ وَلَايُنْزَفُ غَمْرُهٗ

(شفا شریف جلد ا صفحہ ۲۸۲۔ شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۳ صفحہ ۱۵۰)

''اور حضور ﷺ کے خصائص وکرامات وفضائل میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ حضور زمانہ مستقبل کے واقعات اور غیوب پہ مطلع کیے گئے۔ اس بارے میں حدیثوں کا ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی کا ادراک نہیں ہو سکتا اور جس کا وافر در وافر پانی فنا نہیں ہو سکتا۔''

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس عبارت کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

لَا يُحَاطُ غَايَتُهٗ(1) وَلَا تُفْنٰى نِهَايَتُهٗ

1۔ ای اوائلها فضلا عن اقصاها۔ ۱۲ منہ

''حضور کے علم غیب والے سمندر کی غایت کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا اور اس کے نہایت کو فنا نہیں''۔
(شرح شفا للقاری ج ۳ ص ۱۵۰)

۷۔ نیز امام قاضی عیاض حضور کے فضائل ومناقب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اِلٰی مَا لَا یَحْوِیْهِ مُحْتَفِلٌ وَلَا یُحِیْطُ بِعِلْمِهٖ اِلَّا مَانِحُهٗ ذَالِکَ وَمُفَضِّلُهٗ بِهٖ لَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ اِلٰی مَا اَعَدَّ لَهٗ فِی الدَّارِ الْاٰخِرَةِ مِنْ مَنَازِلِ الْکَرَامَةِ وَدَرَجَاتِ الْقُدْسِ وَمَرَاتِبِ السَّعَادَةِ وَالْحُسْنٰی وَالزِّیَادَةِ الَّتِیْ تَقِفُ دُوْنَهُ الْعُقُوْلُ وَیُحَارُوْنَ اَدَانِیْهَا (اَیْ اوائلها فضلا عن اقصاها) الْوَهْمُ(1) (شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ا۔ صفحہ ۲۲۳۔ ۳۲۳)

''آپ کے فضائل اس قدر ہیں کہ اہتمام کرنے والا آپ کے فضائل جمع نہیں کرسکتا اور نہ ان کے فضائل کا کوئی احاطہ کرسکتا ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے جو عطا کرنے والا ہے اور جو فضیلت دینے والا ہے بس وہی محیط ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لئے دارِ آخرت میں منازل کرامت اور درجات قدس اور مراتب سعادت اور حسنیٰ اور زیادتی مراتب سے تیار کر رکھے ہیں کہ عقلیں ان کے احاطہ سے پہلے رک جاتی ہیں اور خواص وعوام ان فضائل کے اوائل میں حیران ہوجاتے ہیں ان کا احاطہ محال ہے۔''

۸۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

تَضَمَّنَتْ هٰذِهِ الْاٰیَاتُ(2) مِنْ فَضْلِهٖ وَشَرْفِهِ العِدَّ(3) مَایَقِفُ دُوْنَهُ الْعِدُّ

(شفا شریف جلد ا۔ صفحہ ۳۰ و شرحیہ للخفاجی والقاری جلد ا صفحہ ۲۱۵)

''سورۂ نجم کی ابتدائی آیات حضور ﷺ کے اتنے فضل اور شرف کثیر پر تضمن ہیں کہ شمار (گنتی) ان فضائل کے اختتام سے پہلے رک جاتی ہے۔''

۹۔ امام قاضی عیاض ادخلہ اللہ فی الریاض فرماتے ہیں:۔

اِذْ مَجْمُوْعُهَا مَالَا یَاْخُذُهٗ حَصْرٌ وَلَا یُحِیْطُ بِهٖ حِفْظٌ جَامِعٌ

(شفا شریف جلد ا صفحہ ۷۹۔ نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۷۔ وشرح شفا للقاری)

''حضور ﷺ کے مجموعہ فضائل اتنے ہیں کہ ان کا حصر نہیں ہوسکتا اور حفظ جامع ان فضائل کا احاطہ نہیں

1۔ ای وَهم الخواص والعوام۔ قاری ۱۲ منہ

2۔ ای من قوله تعالٰی وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی اِلٰی قوله لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی۔ شرح شفا لعلی القاری جلد ا۔ صفحہ ۲۱۵۔ منہ ۱۲۔

3۔ العلم الشی الکبر ۱۲ منہ

کرسکتا''۔

۱۰۔ نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ کا مقدس ارشاد:۔

وَالْاَمْرُ اَوْسَعُ فَمَجَالُ هٰذَا الْبَابِ فِیْ حَقِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُمْتَدٌّ یَنْقَطِعُ دُوْنَ نَفَادِهِ الْاَدِلَّاءُ وَبَحْرُ عِلْمِ خَصَائِصِهٖ ذَاخِرٌ لَا تُكَدِّرُهُ الدِّلَاءُ وَاقْتَصَرْنَا فِیْ ذٰلِکَ بِقُلٍّ مِنْ کُلٍّ وَغَیْضٍ مِنْ فَیْضٍ۔

(شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۱۱۹) نسیم الریاض جلد ۲۔ صفحہ ۱۶۴ و شرح شفا للقاری)

''حضور علیہ السلام کے اخلاق حمیدہ، فضائل مجیدہ کمالات عدیدہ کا معاملہ بہت وسیع ہے، حضور کے حق میں اس باب کی جولان گاہ لمبی ہے، ان کے ختم ہونے سے پہلے دلیلیں ختم ہو جاتی ہیں، اور حضور علیہ السلام کے خصائص کے علم کا ایسا چڑھا ہوا موجیں مارتا سمندر ہے کہ اس کو ڈول مٹیالہ نہیں کر سکتے (یعنی کسی کے) فہم وادراک کا ڈول اس کی تہہ تک زمین تک نہیں پہنچتا اس لئے نہ مٹی اٹھتی ہے نہ صاف پانی مٹیالا ہوتا خلاصہ یہ کہ کسی کو گہرائی معلوم نہیں ہو سکی سب کے فہموں کے ڈول اوپر ہی اوپر ہیں اور جو کچھ بیان کیا یہ کل سے قلیل ہے اور زائد سے ناقص ہے''۔

۱۱۔ نیز وہی قائد فن امام قاضی عیاض فرماتے ہیں:۔

وَلَمَّا کَانَ مَاکَاشَفَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَالِکَ الْجَبَرُوْتِ وَشَاهَدَهٗ مِنْ عَجَائِبِ الْمَلَکُوْتِ لَا تُحِیْطُ بِهِ الْعِبَارَاتُ وَلَا تَسْتَقِلُّ بِحَمْلِ سَمَاعِ اَدْنَاهُ الْعُقُوْلُ رَمَزَعَنْهُ تَعَالٰی بِالْاِیْمَاءِ وَلِکِنَایَتِهٖ الدَّالَّةِ عَلَی التَّعْظِیْمِ فَقَالَ تَعَالٰی لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی انْحَسَرَتِ الْاَفْهَامُ عَنْ تَفْصِیْلِ مَا اَوْحٰی وَ تَاهَتَ الْاَحْلَامُ فِیْ تَعْیِیْنِ تِلْکَ الْاٰیَاتِ الْکُبْرٰی۔ (شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ شرحیہ ج ۱، صفحہ ۲۱۷ تا ۲۲۰)

''جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جبروت سے مطالعہ فرمایا اور عجائب ملکوت سے مشاہدہ فرمایا جب وہ اس قدر تھا کہ عبارات اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور عقلیں اس کے ادنیٰ سننے کی طاقت بھی نہیں رکھتیں تو اللہ تعالیٰ نے تعظیم پہ دلالت کرنے والے کنایہ سے اشارہ فرمایا چنانچہ فرمایا فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی پھر جو کچھ ہم نے اپنے مقدس بندہ کی طرف وحی بھیجی سو بھیجی اور فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (شب معراج) اپنے رب کی بڑی بڑی آیات کو دیکھا۔ مَآ اَوْحٰی کی تفصیل سے فہم عاجز آ گئے اور آیات کبریٰ کے تعین میں عقل حیران و پریشان ہو کے نیست و نابود ہو چکے ہیں۔''

۱۲۔حامل لواء مدح وثناء امام اہل شہود امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ اَعْلَمَهُ بِمَا لَهُ عِنْدَهُ مِنْ نَّعِيمٍ دَائِمٍ وَثَوَابٍ غَيْرِ مُنْقَطِعٍ لَايَاْخُذُهُ عَدٌّ وَلَا يُمْتَنُّ بِهٖ عَلَيْهِ فَقَالَ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ۔

(شفاشریف جلد ا صفحہ ۳۲ وشرح للخفاجی والقاری جلد ا صفحہ ۲۲۵۔ ۲۲۶)

''پھر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بتایا کہ میرے ہاں آپ کے لئے دائمی نعمتیں ہیں اور غیر متناہی وختم نہ ہونے والا ثواب ہے جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور ان پر ان چیزوں کی کوئی منت نہیں کہ بتلا تا یا شمار نہیں کرتا بلکہ بے شمار دیتا ہے یا مخلوق سے کوئی ان کا شمار نہیں کرسکتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ بے شک تمہارے لئے ختم نہ ہونے والا ثواب ہے''۔

۱۳۔غبیط اہل السیر فی مدح سید البشر امام حافظ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

تَضَمَّنَتْ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ مِنْ فَضْلِهٖ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ وَكَرِيْمِ مَنْزِلَتِهٖ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنِعْمَتِهٖ لَدَيْهِ مَايَقْصُرُ الْوَصْفُ عَنِ الْاِنْتِهَاءِ اِلَيْهِ۔

(شفاءشریف جلد صفحہ ۳۰)

''سورۂ فتح والی آیات حضور ﷺ پر جو اللہ کے فضل وثناء پر مشتمل ہیں اور اللہ کے ہاں حضور ﷺ کے علو مرتبہ اور حضور کی نعمتوں پر متضمن ہیں۔جن کی انتہا سے وصف قاصر ہے''۔

۱۴۔سید المحدثین قائد المحققین برکت رسول اللہ فی الہند گیارھویں صدی کے مجدد برحق حضرت شیخ اجل شاہ محمد عبد الحق محقق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نورانی ارشادات عالیہ (متولد ۹۵۸ھ متوفی ۱۰۵۲ھ) اشعۃ اللمعات، جلد ا، صفحہ ۴۰ میں ہے:

(ا) ومجمل اعتقاد درحق سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آن است کہ ہر چیز جز مرتبہ الوہیت وصفات اوست ذات اورا ثابت است ودوے ہمہ فضائل وکمالات بشری راشامل ودرہمہ راسخ وکامل

''سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مجمل اعتقاد یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور صفات خداوندی کے علاوہ جو مرتبہ ہے حضور ﷺ کی ذات کے لئے ثابت ہے اور حضور ﷺ تمام فضائل اور کمالات بشری کو شامل سب میں راسخ ہیں۔''

۱۵۔نیز شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ اسباب محبت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(۲)۔وبداں کہ منشای محبت وباعث مودّت حسن است یا احسان وایں ہر دو صفت از مخلوقات بکمال و تمام منحصر است در ذات سید کائنات کہ اجمل واکمل خلق است صلی اللہ علیہ وسلم ودر حقیقت منحصر ومقصود

است در ذات کامل الصفات واہب العطیات جل جلالہٗ وآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرأت جمال و کمال اوست پس احبیت را خواہ نسبت بحضرت عزت کنند یا بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم دارند ہر دو صحیح است وبحقیقت ہر دو یکے است۔ رباعی

ہم حسن و جمال بے نہایت داری ہم جود و کرم بحد غایت داری
ہم حسن ترا مسلم و ہم احسان محبوب توئی ہر کہ دو آیت داری

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۴۷-۴۸)

''اور جاننا چاہئے کہ محبت کا منشا اور اُلفت کا باعث حسن ہے یا احسان اور یہ دونوں صفتیں مخلوقات سے بکمال اور تمام حضور سید الکائنات کی ذات میں منحصر ہیں جو تمام مخلوق سے اجمل واکمل ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور حقیقت میں ذات کامل الصفات عطیات کے ہبہ کرنے والی ذات (اللہ تعالیٰ) میں منحصر اور بند ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جمال وکمال کا آئینہ ہیں پس احبیت کی نسبت چاہے اللہ تعالیٰ کی طرف کریں یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی طرف کریں۔ دونوں صحیح ہیں اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں۔

رباعی: (یارسول اللہ) آپ حسن و جمال بے انتہا رکھتے ہیں اور جود وکرم بھی بے حد رکھتے ہیں حسن اور احسان دونوں آپ کے لئے مسلم ہیں آپ محبوب ہیں کیونکہ محبت کے دونوں باعث رکھتے ہیں۔''

۱۶۔ نیز شیخ محقق محدث دہلوی کا ارشاد:۔

(۳) وجمع کردہ فضائل اوّلین وآخرین در سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ (اشعۃ اللمعات، ج ۲، ص ۲۱۹-۲۲۰)

''اللہ تعالیٰ نے اولین اور آخرین کے فضائل حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ اصحابہ واتباعہ اجمعین میں جمع کر دیئے ہیں۔''

۱۷۔ نیز شیخ محقق ومحدث دہلوی کا فرمان:

(۴) مجال نیست ہیچ یکے را کہ بداند حقیقت قلب مصطفوی را واحوالے کہ عارض می گردد براں۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۲۳۶)

''کسی کو طاقت نہیں کہ حضور کے قلب کی حقیقت کو جانے اور نہ ان احوال کو جو آپ کے دل اقدس پر وارد ہوتے ہیں''

برکت رسول اللہ فی الہند شیخ المحدثین سید المحققین شاہ محمد عبد الحق محدث دہلوی کا مقدس ارشاد اور لاَ

تَطْرُوْنِی کی وضاحت:

(۵) اطراو مبالغہ بمدح آں حضرت راہ ندارد و ہر وصف و کمال کہ اثبات کنند و بہر کمالے کہ مدح گویند از رتبۂ او قاصر است الا اثبات صفت الوہیت کہ درست نیاید

بیت

مخواں او راخدا از بہرا مر شرع و حفظ دیں
دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش انشا کن

وتحقیقت ہیچ یکے جز خدا حقیقت او راندا ند۔ وثنائے او نتوا ند گفت۔ زیرا کہ او را چنانچہ اوست ہیچ کس جز خدا نشناسد چنانچہ خدا را چوں او کس نشناخت صلی اللہ علیہ وسلم (اشعۃ اللمعات جلد ۴۔ صفحہ ۹۳۔ ۹۴)

''اطرا اور مبالغہ کو تو حضور کی تعریف میں راہ نہیں ہر وصف کمال جو حضور کے لئے ثابت کریں۔ اور جس کمال سے حضور کی مدح کریں حضور کے رتبہ سے قاصر ہے ہاں صرف صفت الوہیت کا اثبات درست نہیں۔ (بیت) حضور کو خدا نہ کہنا شریعت کے امر اور حفظ دین کی وجہ سے ہے علاوہ ازیں جس وصف کو چاہے حضور کی مدح میں انشا کر اور حقیقت میں کوئی اللہ کے سوا حضور کی حقیقت کو نہیں جانتا اور حضور کی تعریف نہیں کر سکتا اس لئے کہ حضور جیسے ہیں ویسے اللہ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو حضور کی طرح کسی نے نہیں پہچانا''۔

۱۸۔ حضرت شیخ محقق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

(۶) اعضائے شریف و مزاج لطیف در غایت حسن و جمال و نہایت اعتدال بود کہ فوق آں متصور نیست و ہیچ کس با وے صلی اللہ علیہ وسلم در حسن و جمال شریک و ہمتا نہ بود چنانکہ مے گوید

بیت

ہر چہ اسباب جمال است رخ خوب ترا
ہمہ بر وجہ کمال است کَمَا لَا یخفےٰ

(اشعۃ اللمعات جلد ۴۔ صفحہ ۴۸۶)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضاء شریف اور مزاج لطیف نہایت ہی حسن و جمال اور نہایت ہی اعتدال میں تھا جو اس سے بڑھ کر متصور نہیں اور کوئی بھی آپ کے ساتھ حسن و جمال میں شریک و ہمسر نہیں جیسا کہ شاعر کہتا ہے جتنے بھی اسباب حسن و جمال ہیں آپ کے رخ انور کے لئے تمام بر وجہ کمال ثابت نہیں ہیں جیسا کہ مخفی نہیں''۔

۱۹۔شیخ شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقدس ارشاد:۔

(۷) فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم از حد عد وحصر خارج است واحاطہ نمے کند بداں علوم اولین و آخرین ونمی داند آں را بکنہ وحقیقت مگر پروردگار عز وجل واتفاق دارند کہ آں حضرت سید اولاد آدم و فاضل ترین پیغمبرانست صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین وبعد از دے ابراہیم خلیل اللہ پس از وے موسیٰ کلیم اللہ است ویافتہ نشدہ است تصریح از علماء بعد از موسیٰ واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۶۵)

”حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل حد اور شمار اور حصر سے خارج ہیں اوّلین اور آخرین کے علوم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے اور حقیقۃً حضور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور تمام کا اتفاق ہے کہ حضور اولاد آدم کے سردار ہیں اور تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور آپ کے بعد ابراہیم خلیل اللہ پھر ان کے بعد موسیٰ کلیم اللہ افضل ہیں پھر علماء سے اس بات کی تصریح نہیں ملی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کون افضل ہے“

(۸) وبحقیقت فضائل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بداں مخصوص وممتاز است۔ بسیار است خارج از حد حصر واحصاء (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۶۹)

اور حقیقت میں حضور کے وہ فضائل جو حضور سے خاص ہیں اور جن کے سبب حضور ممتاز ہیں وہ فضائل بہت ہیں وہ بے حد ہیں حصر اور شمار سے خارج ہیں۔“

(۹) شیخ المحدثین حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایمان افروز بیان شریف:۔

وعصمت خاصۂ انبیاء است صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین واعلیٰ واشرف واتم واکمل واحسن واجمل وابہر واقویٰ واجمع مرتمامہ اخلاق وخصال وصفات جمال وجلال خارج از حد وعد وبیروں از حیطۂ ضبط وحصر حضرت ذات بابرکات عالی صفات منبع البرکات حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ہر چہ در خزانہ قدرت ومرتبہ امکان از کمالات متصور است ہمہ اور احاصل است وتمامۂ انبیاء ورسل اقمار آفتاب کمال ومظاہر انوارِ جمال اویند وللہ در البوصیری فیماقال

شعر

وکل ای اتی الرسل الکرام بها — فانما اتصلت من نوره بهم

فانه شمس فضل هم کو اکبها — یظهرن انوارها للناس فی الظلم

وکلهم من رسول اللّٰه ملتمس — غرفا من البحر او رشفا من الدیم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قدر حسنہٖ وجمالہٖ وکمالہٖ وسلّم

(مدارج النبوت شریف جلد ا صفحہ ۳۲)

"عصمت خاصہ انبیاء کا ہے صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین اور اعلیٰ اور اشرف اور اتم اور اکمل اور احسن اور اجمل اغلب، افضل اور اقوی اور بہت جامع تمام اخلاق اور خصائل اور صفات جمال اور جلال کے جو حد شمار سے خارج ہیں اور جو احاطۂ ضبط اور حصر سے باہر ہیں ذات بابرکات عالی صفات منبع البرکات حضرت سید الکائنات ﷺ کیلئے ثابت ہیں جو کچھ خزانہ قدرت اور مرتبہ امکان میں کمالات متصور ہیں وہ تمام کے تمام کمالات حضور کے لئے حاصل ہیں اور تمام انبیاء اور رسل حضور کے آفتاب کمال کے چاند اور وہ جمال سید عالم کے مظاہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے امام بوصیری کو کیا خوب کہا:۔

ہر معجزہ جو رسولوں نے دکھایا اور جو آیت وہ لائے وہ تو حضور کے نور سے ان تک پہنچیں۔ بے شک حضور فضیلت کا سورج ہیں اور انبیاء ستارے ہیں وہ اپنے انوار ظاہر کرتے ہیں لوگوں کیلئے اندھیرے میں اور سب کے سب حضور سے ملتمس ہیں جیسا کہ چلو لیں سمندر سے یا نمی سخت بارش سے"۔

(۱۰) نیز محدثوں کے سہارے، آسمان تحقیق کے چمکتے تارے، نبی کے پیارے، گیارھویں صدی کے مجدد و شیخ ہمارے شاہ محمد عبدالحق محدث ومحقق دہلوی کا فرمان مقدس (ہر آن میں معلومات خداوندی کے برابر ان پہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں مولیٰ کریم بطفیل حسن و جمال وخصائص وفضائل نبی رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہم کو انہیں کے عقائد پر موت دے اور قبر وحشر میں انہیں کے ساتھ رکھے آمین یارب العلمین)۔

وحقیقت آن است کہ ہیچ فہم وہیچ قیاس بحقیقت مقام آنحضرت ﷺ چنانچہ ہست نہ رسد وہیچ کس او را چناں کہ او ہست جز خدا نشناسد چنانچہ خدا را چوں وے ہیچ کس نشناخت و ہر کہ در درک حقیقت آں تکلم کرد گویا دعویٰ علم متشابہات کرد وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ

بیت

جز خدا نشناخت کس قدر تو زاں کہ ۔۔۔ کس خدارا ہم چو تو نشناختہ

وچوں مقام وے از ہمہ بالاتر است ۔۔۔ دریافت آں فوق افہام باشد

بیت

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند ۔۔۔ بقدر دانش خود ہر کسے کند ادراک

در تحقیق معنیٰ عظیم (اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ) گفتہ اند کہ عظیم آں است کہ از حیطہ ادراک بیرون بود۔ اگر

محسوس است از حیطۂ ادراک باصرہ بیرون بود چناں کہ جبل بزرگ کہ احساس باصرہ آں را احاطہ نتواند کرد واگر معقول است ادراک عقل بداں محیط نہ تواند شد چنانکہ ذات وصفات الٰہی تعالیٰ وتقدس پس چوں وے تعالیٰ خلق آں حضرت را عظیم خواندہ وفضلے کہ اورا داد عظیم گفتہ احاطہ عقل از ادراک کنہ آں قاصر باشد (کچھ آگے فرماتے ہیں)

ع اوبرتر ازان ست کہ آید بخیال(1)

(مدارج النبوت شریف جلد ۱ صفحہ ۳۲۔ ۳۳)

'' حقیقت یہ ہے کہ کوئی فہم اور کوئی قیاس حضور کے مقام کی حقیقت اور حضور کے حال کی کنہ کو، جیسا کہ ہے، نہیں پہنچ سکتا اور جیسا کہ آپ ہیں سوا خدا کے کوئی نہیں پہچان سکتا جیسا کہ خدا کو ان کی طرح کسی نے نہ پہچانا جو حضور کی حقیقت کے پالینے میں بات کرے گا گویا کہ اس نے متشابہات کے علم کا دعویٰ کیا حالانکہ اس کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اللہ کے سوا آپ کی قدر کو کسی نے نہ پہچانا کہ خدا کو آپ کی طرح کسی نے نہ پہچانا اور جب حضور کا مقام تمام سے بالاتر ہے۔ اس کا دریافت کرنا بھی فہموں سے اوپر ہوگا۔

آپ جیسا کہ ہیں ہر نظر کب دیکھ سکتی ہے ہر ایک اپنی دانش کے مطابق ادارک کرتا ہے۔

(اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ) والے عظیم کے معنی کی تحقیق میں علماء کرام نے فرمایا کہ عظیم وہ ہے کہ ادراک کے احاطہ سے باہر ہو اگر محسوس ہے تو آنکھ کے ادراک سے باہر ہو جیسا کہ بڑا پہاڑ کہ آنکھ کا احساس اس کا احاطہ نہیں کرسکتا اور اگر معقول ہے تو عقل کا ادراک اسے محیط نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پس جب اللہ تعالیٰ نے حضور کے خلق کو عظیم فرمایا اور جو فضیلت حضور کو عطا کی اس کو عظیم کہا عقل کا احاطہ اس کے کنہ کے ادراک سے قاصر ہے۔ آپ اس سے بلند ہیں کہ خیال میں آئیں۔''

(۱۱) نیز حضرت مولانا شاہ شیخ اجل محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نورانی وایمانی بیان:۔

ونیز گفت صاحب عوارف رحمۃ اللہ علیہ (2) کہ دور نیست کہ قول عائشہ کان خلقه القرآن دراں

1۔ یہی مصرع مدارج النبوت شریف جلد ۱ صفحہ ۸۳ پر بھی موجود ہے۔ ۱۲ فیضی

2۔ ایضاً نقله الامام ابن حجر المکی فی شرح الهمزية جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۸۶، ۱۷۵، ۱۷۶۔ نقلا عن المناوی ۱۲۔ فیضی وایضاً نقل قوله الامام القسطلانی فی المواهب۔ زرقانی جلد ۴۔ صفحہ ۲۴۷۔ وایضًا نقله القاری جمع الوسائل جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۰ وبعد نقله يقول الامام المناوی و بذالک عرف ان کمالات خلقه لامتناهی کمالان معانی القرآن لا تتناهی جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ و ان التعرض لحصر جزئياتها غير مقدور للبشر آگے فرماتے ہیں: انما کان فی اصل خلقته۔ فیض القدیر جلد ۵ صفحہ ۱۷۰۔ ۱۲ فیضی

رمزے غامض وایمائے مخفی بسوئے اخلاق ربانیہ باشد ولیکن احتشام کرد یعنی مے خواست عائشہ رضی اللہ عنہا کہ گوید کہ اخلاق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق الٰہی بود ولیکن احتشام کرد عائشہ حضرت الٰہیہ را کہ گوید تخلق باخلاق اللہ پس تعبیر کرد ازیں معنی بقول خود" کان خلقه القرآن" از جہت استحیا، سبحات جلال وستر حال بلطف مقال وایں از وفور عقل وکمال ادب اوست رضی اللہ عنہا وایں معنی ادخل است بہ بیان عظمت اخلاق وعدم تناہی آں وبعضی (1) گفتہ اند کہ چنانچہ معنی قرآن غیر متناہی ست ہم چنیں آثار وانوار اوصاف جمیلہ واخلاق آں حضرت غیر متناہی اند ودر ہر حال از احوال متجدد دے شود از مکارم اخلاق ومحاسن شیم وآں چہ افاضہ مے کند (2)۔ اللہ تعالیٰ بروئے از معارف وعلوم کہ نمی داند آں را جز وے تعالیٰ پس تعرض بحصر جزئیات اوصاف حمیدہ دے تعرض است مر چیزے را کہ نہ مقدور انسان نہ از ممکنات عادیہ است وممکن (3) است کہ گفتہ شود۔ مقصود تشبیہ خلق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقرآن در آں کہ مشتمل بر آیات متشابہات کہ ممکن نیست درک وتاویل آں ہم چنیں ممکن نیست درک حقیقت احوال شریف۔ چنانچہ بیان یافت واللہ اعلم۔

(مدارج النبوت شریف، جلد ۱، صفحہ ۳۲۔۳۳)

"صاحب عوارف (شیخ شہاب الدین سہروردی) نے فرمایا کہ یہ بات دور نہیں حضرت عائشہ کا قول کہ کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن اس میں ایک گہرا اور مخفی اشارہ ہے اخلاق خداوندی کی طرف لیکن ام المومنین نے شرم کی یعنی ام المومنین عائشہ نے یہ کہنا چاہا کہ حضور کے اخلاق اخلاق الٰہی تھے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ سے شرم کی کہ یوں کہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے موصوف تھے پس اس معنی اور مطلب کو آپ نے ان لفظوں سے تعبیر کیا کہ کان خلقه القرآن (کہ آپ کا خلق قرآن ہے) یہ بسبب جلال اللہ کے انوار سے شرم کرنے اور حال کو لطف مقال میں چھپایا۔ یہ آپ کے عقل وافر اور کمال ادب کی دلیل ہے رضی اللہ عنہا اور اس معنی کو عظمت اخلاق اور ان کے غیر متناہی بیان کرنے میں بہت دخل ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جس طرح قرآن کے معنی غیر متناہی ہیں اسی

1۔ قال القسطلانی فی المواهب فکما ان معانی القرآن لاتتناهی فکذالک اوصافه الجمیلة الدالة علیٰ خلقه العظیم لاتتناهی اذ فی کل حالته من احواله یتجدد له من مکارم الاخلاق ومحاسن الشیم وما یفیضه الله تعالیٰ علیه من معارفه وعلومه ما لا یعلمه الا الله تعالیٰ فاذن التعرض لحصر جزئیات اخلاقه الحمیده تعرض لما لیس من مقدور الانسان ولامن ممکنات عاداته۔ (زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۴۷)

2۔ ذکر القاری نحوه وزاد فی الاخر۔ وهذه غایة فی الاتساع ونهایة فی الابتداع۔ لایهتدی لانتهائها بل کل مایتوهم انه انتهائها فهو من ابتدائها۔ جمع الوسائل جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۰۔ ۱۲ منه

3۔ امام قسطلانی نے اس کو قال بعض العارفین سے بیان کیا ہے۔ زرقانی۔ شرح مواہب جلد ۴۔ صفحہ ۲۴۶۔ ۱۲ منہ

طرح حضور کے اخلاق اور آثار اور انوار و اوصافِ جمیلہ بھی غیر متناہی ہیں اور حضور ہر حالت میں مکارم الاخلاق اور اچھی عادات میں بڑھ رہے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ ان پہ معارف اور علوم کا فیضان کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا تو حضور کے اوصاف حمیدہ کے جزئیات کا حصر و شمار کرنا ایسی چیز سے تعرض کرنا ہے کہ جو نہ مقدور انسان ہے اور نہ ممکنات عادیہ سے ہے (اور بعض عارفین نے فرمایا) کہ مقصود یہ ہے کہ حضور کے خلق کو قرآن کی آیات متشابہات سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی جس طرح متشابہات کی تاویل اور درک ممکن نہیں اسی طرح حضور کے احوال شریفہ کا درک اور پانا بھی ممکن نہیں جیسا کہ بیان ہوا"۔

(۱۲) شیخ اجل محمد عبد الحق محدث دہلوی حنفی ادامہ اللہ تعالیٰ فی حریم الحبیب الاوحد فرماتے ہیں:۔

وضابطہ در باب نگاہ داشت آداب آنجناب آنست کہ ہر چہ ورائے مرتبہ الوہیت وصفات قدس حق است عز وعلا از ہر کمال منقبت کہ باشد اوراثابت ست ومحبت ہر کہ وہر چہ منتسب است بوے از علمائی و صلحاء بلاد و دیار و جز آں خصوصاً اکرام ومؤدت اہلبیت وقرابت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(مدارج النبوت شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۵)

"اور قاعدہ کلیہ اور اٹل فیصلہ حضور کے آداب کی نگاہ داشت میں یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور صفات خداوندی کے علاوہ جو کمال ہے حضور کے لئے ثابت ہے اور محبت ہر اُس چیز کی جو حضور سے منسوب ہے علماء کرام اور صلحاء ہوئے بلاد اور دیار ہوئے اور اس کے علاوہ خصوصاً حضور کے اہل بیت اور قرب والوں کا اکرام اور ان سے محبت کرنا"۔

(۱۳) نیز شیخ محقق فرماتے ہیں:۔

واما کمالِ حقی کہ بخشیدہ است آں را حق سبحانہ ومخصوص گردانیدہ است زیادہ ازاں کہ درک کردہ شود و دریافتہ شود غور آں وشناختہ شود مر آں را غایتے ونہایتے زیرا کہ بود وے (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم محقق بجمیع اخلاق الہیہ وصفات ربوبیہ۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۶۱۲)

"اور بہر حال کمال حقی جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو بخشا اور حضور کو اس سے مخصوص فرمایا وہ اس سے زیادہ ہے کہ اس کا ادراک ہو سکے یا اس کو دریافت کیا جا سکے۔ یا اس کی نہایت اور غایت معلوم ہو سکے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے جمیع اخلاق اور صفات ربوبیہ سے متحقق تھے"۔

(۱۴) نیز شیخ محقق فرماتے ہیں۔

وچوں قابلیت وے صلی اللہ علیہ وسلم کل ست وقابلیت سائر اکوان از مرسلین ونبیین وملائکہ مقربین وسائر

اولیاء وصدیقین ومومنین جزی قاصر باشند ہمہ از درک غایت رفیع وعاجز ازلحوق ایشاں منیع وے وچوں دانستند ودریافتند ایں معنی راانبیاء واولیاء نہادندرؤس خودرابردرعتبہ عالی وے ونہادندرقابہارا برزمین مذلت نزدمجد شامل وے۔ (مدارج النبوت شریف جلد ۲ صفحہ ۶۱۶)

"چونکہ حضور کی قابلیت کلی ہے اور تمام اکوان مرسلین اور انبیاء اور ملائکہ مقربین اور تمام اولیاء اور صدیقین اور مومنین کی قابلیت جزدی ہے۔ لہٰذا وہ سب قاصر ہیں اس بات سے کہ حضور کی غایت رفیع کا ادراک کریں اوراس سے عاجز ہیں کہ حضور کے مرتبہ کی بلندی سے لاحق ہوں اوراس معنی کواولیاء اور انبیاء سمجھے تو انہوں نے اپنے سر حضور کی بلند چوکھٹ پر رکھ دیئے اور حضور کے مجد شامل کے سامنے زمین مذلت پہ اپنی گردنیں رکھ دیں۔"

(۱۵) نیز شیخ کا ارشاد:۔

واحادیث دراکملیت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واحاطہ وے بجمیع کمالات صوری ومعنوی اکثر است ازاں کہ احصاء کردہ شود (مدارج النبوت جلد ۲۔ صفحہ ۶۱۱)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اکملیت اور جمیع کمالات ظاہری اور باطنی کے احاطہ کے متعلق احادیث شریفہ اس سے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار ہو سکے۔"

(۱۶) نیز شیخ المحدثین وامام المحققین حضرت شیخ اجل مولانا شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وجمیع کمالات کہ درذوات مقدسہ انبیاء سابق مودع بوددرذات شریف اوبازیادتیہا موجود بود

ع آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(تکمیل الایمان صفحہ ۴۳)

"اور وہ تمامی کمالات جو انبیاء کرام سابقین کی مقدس ذاتوں میں ودیعت رکھے گئے تھے وہ سب کے سب بمع زیادتی حضور کی ذات شریف میں موجود تھے۔

ع جو کچھ تمام حسین باعتبار مجموعہ کے رکھتے ہیں وہ آپ تنہا رکھتے ہیں"۔

۱۷۔ آسمان تحقیق کے نیر اعظم، زمرہ محدثین کے امام اعظم، ہند میں حضور کی برکت اُلجم گیارھویں صدی کے مجدد اکرم، سیدنا وسندنا وشیخنا وشیخ مشائخنا، امام اہل السنّت حضرت شیخ شاہ محمد عبدالحق محقق مدقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ ورضی اللہ عنہ وافاض اللہ تعالیٰ علینا من برکاتہ وفیوضاتہ واماتنا واقامنافی زمرتہ فی القبر والحشر، کی ایمان افروز باطل سوز بے مثل و

بےنظیر عبارت شریفہ، طیبہ، منورہ، مقدسہ جس کے پڑھنے سے ایمان میں روح پیدا ہوتی ہے۔ قلب میں تسکین واطمینان کا دریا موجزن ہوتا ہے اور سینے میں ایمان وعرفان کا آفتاب چمک اُٹھتا ہے:

وہم چناں کہ شکر وسپاس خالق موجودات از حیطۂ امکان واحاطۂ انسان بیرون ست مدح وثنائے سید کائنات از مجال شرح وبیان افزوں وہرچہ جز مرتبہ احدیت متعین ست حقیقت محمدیہ آں رامعین ست وآں چہ جز مرتبہ ذات مبہم صفات احمد آں رامبین وہرچہ از انوار علوی وسفلی ظاہرست ہمہ از پرتو نور آں اجل مظاہر است۔ پس در حقیقت تقصیر از ادراک صفات حق عین عجز از کنہ ذات آں کامل مطلق بود۔

قطعہ

حق را بچشم اگرچہ ندیدند لیکنش | از دیدن جمال محمد شناختند

او را بچشم دیدہ نشناختند ازاں | کز صورتش غشاوہ معنیش ساختند

اونداۓ ماعبدناک(1) از ذات واجب الوجود برآرو۔ دیگراں صداۓ ماعرفناک نسبت باآں مقصود ومقصد ہر موجود اول اَ اُحۡصِیُ ثَنَاءً عَلَیۡکَ(2) اَنۡتَ عَلٰی نَفۡسِکَ گویددیگراں لَا نَسۡتَطِیۡعُ صَلٰوۃً عَلَیۡکَ مِنۡ رَّبِکَ(3) گویند۔

قطعہ

خیرالوریٰ امام رسل مظہر اتم | او از خدا و ہرچہ جزاو منتشی از و

او جان جملہ عالم وحق جان جاں شمار حق را بغیر واسطہ ذات او مجوحق در ازل برابر آئینہ وجود آئینہ حقیقتش آورد روبرو آئینہ رامقابل آئینہ چوں نہند ایں جالطیفہ است اگر بشنوی نکو از اوّل آنچہ در دوم اُفتد بود بعکس گردد درست باز ازیں چوں فتد درو نقش وجود راست نشیند بایں طریق بشناس ایں دقیقہ مزن دم بگفتگو در اوّل باعث خلقت عالم است ودر آخر واسطہ ہدایت بنی آدم در باطن مربی ارواح ودر ظاہر متمم اشباح کاسر ارکان ادیان ودول ناسخ احکام ملل ونحل فص خاتم وجود نقش فص معرفت وشہود مقصود معتکفان مقصورۂ افلاک مقصد سالکان مطمورۂ خاک، متمم مکارم اخلاق مکمل کاملان آفاق حاجز منزلین وجود وعدم۔ برزخ بحرین حدوث وقدم جامع نسخہ امکان ووجوب موجب رابطہ طالب ومطلوب عزیز مصر

1۔ قولہ ماعبدناک۔ حدیث شریف کے جملہ کی طرف سے اشارہ ہے (یعنی اے اللہ تعالیٰ) ہم نے کما حقہ تیری عبادت نہ کی۔ ۱۲منہ

2۔ میں نے تیری تعریف کا احاطہ نہیں کیا۔ تو ایسا ہے جیسا کہ تو نے اپنی تعریف کی ہے۔

3۔ ہم آپ کے درود کی طاقت نہیں رکھتے۔ علیہ الصلوٰۃ والسّلام فی کل حین وآن بعددِ معلومات الرحمن ۔۱۲ منہ

صمدیت ملک مملکت احدیت مظہر حقیقت فردانیت مظہر صورت رحمانیت سر مکتوم غیب لاہوت (1) طلسم معلوم گنج جبروت مروح ارواح ملکوتیہ مزین اشباح ناسوتیہ بدایت خط ولایت نہایت دائرہ نبوت مظہر اتم رحمت اعم عقل اوّل ترجمان ازل نور انوار سر اسرار ہادی سبل سید رسل نور اسنی سراہی حبیب اعلیٰ صفی اصفی محمد مصطفیٰ ﷺ۔

قطعہ

شاہِ رسل شفیع اُمم خواجہ دوکون	نور ہدیٰ حبیب خدا سید انام
مقصود ذات اوست دگرہاہمہ طفیل	منظور نورِ اوست دگر جملگی ظلام
ہر رتبہ کہ بود درامکان بروست ختم	ہر نعمتی کہ داشت خدا شد برو تمام
برداشت ازطبیعت امکان قدم کہ آں	اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ است مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
تاعرصہ وجوب کہ اقصائے عالم است	کانجانہ جاست نے جہت ونے نشان نہ نام۔
مزیست بس شگرف درین جا کہ ہیچ آن	از آشنائے عالم جاں پرس ایں مقام

اَبْیَاتٌ

رَسُوْل كَرِيْم نَبِى نَبِيه	رَفِيْعٌ شَفِيْعٌ عَزِيْزٌ وَجِيه
بَشِيْرٌ نَذِيْرٌ سِرَاجٌ مُّنِيْرٌ	رَحِيْمٌ فَخِيْمٌ عَظِيْمٌ خَطِيْرٌ
رَضِیٌّ وَصِیٌّ تَقِیٌّ نَّقِیٌّ	سَخِیٌّ بَهِیٌّ عَلِیٌّ مَلِیٌ
عَطُوْفٌ رَؤُفٌ كَرِيْمٌ رَحِيْمٌ	عَلِيْمٌ رَحِيْمٌ سَلِيْمٌ كَلِيْمٌ
خَسَفَ الْقَمَرُ بِجَمَالِهٖ	عَجَزَ الْبَشَرُ بِكَمَالِهٖ
نَطَقَ الْحَجَرُ بِجَلَالِهٖ	صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
مَلَاءَ الْخَلَاءَ بِخَيْرِهٖ	خَرَقَ السَّمَاءَ بِسَيْرِهٖ
مَاسَاغَ ذَاكَ لِغَيْرِهٖ	صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
شَرَقَ الْمَكَانُ بِنُوْرِهٖ سَرَّ	الزَّمَانَ بِسُوْرِهٖ
نَسَخَ الْمِلَلَ بِظُهُوْرِهٖ	صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
كَشَفَ الشُّبَهَ بِبَيَانِهٖ	رَفَعَ الْعُلٰى بِمَكَانِهٖ

1۔ قولہ لاہوت، ذاتِ الٰہی کا عالم جس میں سالک کو مقام فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ اس لفظ کے مقابل میں مرتبہ صفات کو جبروت اور مرتبہ اسما کو ملکوت کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ فیضی۔

اَکْرِمْ بِرَفْعَةِ شَانِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
فَلْتَهْتَدُوْا لِشَرِیْعَتِہٖ ثُمَّ اقْتَدُوْا بِطَرِیْقَتِہٖ
فَتَحَقَّقُوْا لِحَقِیْقَتِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَاَصْحَابِہٖ

(اخبار الاخیار شریف صفحہ ۴،۵۔ مطبع مجتبائی)

''اور جس طرح کہ اللہ کا سپاس اور شکر دائرہ امکان اور احاطہ انسان سے باہر ہے اس طرح مدح اور ثناء (تعریف) سید الکائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرح اور بیان کی طاقت سے زائد ہے اور مرتبہ احدیث کے سوا جو کچھ متعین ہے حقیقت محمد یہ اس کو معین ہے اور ذات احد کے مرتبہ کے علاوہ جو کچھ مبہم ہے صفات احمدی اس کے بیان کرنے والے ہیں اور جو کچھ انوارِ علوی اور سفلی سے ظاہر ہے یہ تمامی اجل مظاہر حضور کے نور سے پرتو ہے پس حقیقت میں صفت حق کے ادراک سے تقصیر عین عجز ہے اس کامل مطلق کی ذات کے کنہ سے۔

قطعہ

اللہ تعالیٰ کو اگرچہ انہوں نے آنکھ سے نہ دیکھا لیکن اللہ کو جمال محمدی کے دیکھنے سے پہچان لیا حضور کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو سہی مگر پہچان اس لئے نہ سکے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صورت کو حقیقت کے لئے پردہ بنا دیا ہے۔

وہ واجب الوجود کی ذات سے ماعبدناک عرض کرتے ہیں اور دوسرے اس مقصود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مقصد ہر موجود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ماعرفناک(1) کو بلند کرتے ہیں وہ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ کہتے ہیں اور دوسرے لَا نَسْتَطِیْعُ صَلٰوۃً عَلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ کہتے ہیں۔

قطعہ

تمام مخلوق سے افضل، رسولوں کے امام، مظہر اتم، وہ خدا سے اور ان کے علاوہ سب ان سے منتشی (نشوونما پانے والے) یا لت اور نشہ والے ہیں وہ تمام عالم کی جان ہیں اور حق یہ ہے کہ جانِ جاں ہیں اللہ تعالیٰ کو ان کی ذات کے واسطے کے بغیر تلاش نہ کر۔ اللہ تعالیٰ ازل میں آئینہ وجود کے برابر ان کی حقیقت کے آئینہ کو سامنے لائے۔ آئینہ کو جب آئینہ کے مقابل رکھتے ہیں۔ یہاں ایک بہترین

1۔ قولہ ماعرفناک یعنی اے حبیب ہم نے آپ کو نہ پہچانا۔ ۱۲ منہ

لطیفہ ہے اگر تو سنے تو پہلے آئینہ سے جو کچھ دوسرے آئینہ میں پڑتا ہے وہ اُس کا اُلٹ ہوتا ہے وہ اُلٹ درست ہو جاتا ہے جب اس آئینہ ثانی سے اس اوّل میں پڑتا ہے وجود کا نقش اس طرح ٹھیک بیٹھتا ہے اس دقیقہ میں (باریک نکتہ) کو پہچان اور گفتگو کا دم نہ مار۔ حضور اول میں پیدائش عالم کا سبب ہیں اور آخر میں بنی آدم کی ہدایت کا واسطہ باطن میں ارواح کی پرورش کرنے والے، ظاہر میں جسموں کے تمام کرنے والے دینوں اور دولتوں کے ارکان کو توڑنے والے ملتوں اور مذہبوں کے احکام کو منسوخ کرنے والے وجود کی انگوٹھی کا نگینہ معرفت اور شہود کے نگینہ کا نقش۔ افلاک کی کوٹھڑیوں کے معتکفوں کے مقصود تہ خانہ کے خاک کے سالکوں کا مقصد مکارم اخلاق کے تمام کرنے والے آفاق کے کاملوں کے مکمل وجود عدم کی دو منزلوں کا پردہ۔ حدوث وقدم کے دو سمندروں کی رکاوٹ۔ امکان اور وجوب کا جامع نسخہ، طالب اور مطلوب کے رابطہ کا سبب، مصر صمدیت کے عزیز، مملکت احدیت کے بادشاہ حقیقت فردانیت کے مظہر، صورت رحمانیت کے مظہر، سرغیب لاہوت کے پوشیدہ راز، جبروت کے کونہ کے طلسم (عجیب وغریب) معلوم، ارواح ملکوتیہ کو راحت دینے والے اجسام ناسوتیہ (عالم اجسام دنیا، کو زینت بخشنے والے، ولایت کے خط کی ابتداء دائرۂ نبوت کی انتہا، مظہر اتم، رحمت اعم، عقل اوّل، ازل کے ترجمان، نوروں کے نور، رازوں کے راز، راستوں کے ہادی، رسولوں کے سردار، بہت روشن و بلند نور، بہت مزین، خوشنود راز، محبوب اعلیٰ، نہایت صاف خالص برگزیدہ محمد مصطفیٰ ﷺ۔

قطعہ

''رسولوں کے بادشاہ اُمتوں کے سفارشی دو جہاں کے سردار، ہدایت کا نور، اللہ کے محبوب، تمام لوگوں کے سردار، مقصود تو صرف ان کی ذات ہے باقی تو سب طفیلی ہیں۔ نور انہیں کا منظور ہے باقی سب اندھیرا ہیں۔ جو مرتبہ بھی امکان میں تھا وہ اُن پہ ختم ہے۔ خدا کی سب نعمتیں اُن پہ تمام ہوئیں۔ جب آپ نے (شب معراج) عالم امکان سے قدم اُٹھایا۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ میں اسی طرف اشارہ ہے اور اس چیز کا اعلان ہے اس رات عالم امکان سے چل کر میدان وجوب تک پہنچے جو مسجد اقصیٰ یعنی عالم کی انتہا ہے وہاں نہ جگہ ہے نہ جہت اور نہ نام ونشاں۔ یہاں عجیب پیچیدہ راز ہے۔ خبردار رہ عالم جان کے آشنا سے یہ مقام پوچھ۔''

ابیات

رسول ہیں، کریم ہیں، غیب کی خبریں دینے والے ہیں، نامور بزرگ ہیں، اُونچی شان والے ہیں، شفیع ہیں، عزیز صاحب جاہ مرتبہ سردار ہیں، خوشخبری دینے والے، ڈرانے والے روشن سراج ہیں، رحیم

ہیں، بزرگ مرتبہ، عظیم بہت بڑے، پسندیدہ وصیت کئے گئے، تقویٰ کے اعلیٰ مقام والے، پاک، برگزیدہ، سخی، تاباں، روشن، بلند دولت والے، مہربان، نہایت مہربان کریم، رحیم، ہر روشی جاننے والے، رحیم، سلامتی والے، خدا سے ہم کلام ہیں ﷺ بقدر اوصافہ چاندان کے جمال سے بے نور ہو گیا، بشران کے کمالات کے احاطہ اور بیان سے عاجز آ گئے، پتھر اُن کے جلال سے بول اُٹھے، حضور پہ درود وسلام بھیجو، خلاء کو اپنی خیر سے بھر دیا، آسمان کو اپنی سیر سے پھاڑ دیا، یہ کسی کو نصیب نہ ہوا، حضور پہ درود سلام بھیجو، مکان کو اپنے نور سے روشن کیا، زمان کو اپنے جھوٹے یا مہمانی یا فصیل سے خوش کیا اپنے ظہور سے دینوں کو منسوخ کیا، حضور پر درود وسلام بھیجو، اپنے بیان سے شک وشبہ کو کھول دیا، آپ کے مکان کے صدقہ میں علو کو بلندی نصیب ہوئی۔ آپ کی بلندی شان کو تو دیکھ، حضور پہ درود وسلام بھیجو، لہٰذا حضور کی شریعت سے ہدایت حاصل کرو، اور آپ کے طریقہ کی اقتداء کرو، اور ان کی حقیقت سے متحقق ہو جاؤ، حضور پہ درود وسلام بھیجو۔ اے اللہ! حضور اور آپ کی آل اور اصحاب پہ رحمت کاملہ بھیج''۔

نیز شیخ شاہ محمد عبد الحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مقدس:۔

۱۸۔ بحقیقت حمدِ خُدا و نعت مصطفیٰ راجز خدا کسے نیار دگفت و گوہر ایں راز جز دست قدرت حق نتواند سفت ازاں کہ ہیچ احدی او را چوں خدا نشناسد۔ چنانچہ خدا را چوں وے ہیچ کس نشناخت خداست وبندۂ خدا است وبندۂ او دیگراں ہمہ طفیلی او یند۔ (مکتوبات شیخ محقق علی ہامش اخبار الاخیار صفحہ ۲)

''تعریف خدا تعالیٰ اور نعت مصطفیٰ ﷺ کو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں بیان کر سکتا اور اس راز کے گوہر کو قدرت کے ہاتھ کے سوا کوئی نہیں پرو سکتا اس لئے کہ کوئی حضور کو خدا کی طرح نہیں پہچانتا۔ جیسا کہ خدا کو حضور کی طرح کسی نے نہ پہچانا، خدا ہے اور بندۂ خدا۔ خدا ہے اور اس کا بندہ۔ باقی سب اس کے طفیلی ہیں''۔

۱۹۔ نیز شیخ محقق کا ارشاد:۔

واما نصیحت لرسول اللہ اوّل محبت و تعظیم و ادب جناب عالی اوست و تبریہ و تنزیہ ساحت عز و جلال او و تمامۂ انبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین از ہر عیب و منقصت کہ نالائق مقام نبوت و رسالت بود و ضابطہ در باب نگاہ داشت ادب آں جناب آنست کہ ہر چہ ورائے مرتبۂ الوہیت وصفات قدس حق است عز و علا از ہر کمال و منقبت کہ باشد او را ثابت است ؎

مخواں او را خدا از بہر امر شرع و حفظ دیں دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش املا کن

(مکتوبات شیخ محقق صفحہ ۹۴ ہامش اخبار الاخیار)

''بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نصیحت تو پہلی بات حضور کی محبت اور تعظیم اور ادب ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اور سب انبیاء کو ہر عیب اور نقص سے منزہ کیا جو مقام نبوت اور رسالت کے لائق نہ تھا حضور کے ادب کی نگاہ داشت میں ضابطہ یہ ہے کہ مرتبہ الوہیت اور صفات حق کے علاوہ جو کمال اور منقبت ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت ہے حکم شرع اور حفاظت دین کی وجہ سے حضور کو خدا نہ کہنا اس کے علاوہ جو وصف چاہے حضور کی مدح میں املا کر۔''

۲۰۔ نیز شیخ محقق کا بیان ایمان افروز و باطل سوز:۔

وہب بن منبہ کہ تابعی ثقہ اخباری علامہ صدوق صاحب کتب واخبار بودہ گفت ہفتاد و یک کتاب از کتب قدماء خواندہ ام ویافتم در جمیع آں کتب کہ حق سبحانہ نداد تمامہ ناس راز آغاز دنیا تا انجام آں از عقل در جنب عقل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر مانند ذرّہ از ریگستان دنیا و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راجح ترین مردم است در عقل و فاضل ترین ایشاں در رائے۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیۃ وابن عساکر(1) فی تاریخہ) و در عوارف(2) نقل کردہ از بعض علماء کہ عقل ہمہ صد جز واست نود و نہ ازاں در محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است و یک جز و ازاں در تمامہ مومناں، گفت بندۂ مسکین رزقہ اللہ الثبات والیقین اگر مے گفتند کہ عقل ہزار جز واست نہ صد و نود و نہ ازاں در محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یکے ازاں در تمامہ مردم گنجائش داشت چہ ہر گاہ بے نہایتے کمال او ثابت شد ہر چہ گویند رواست ایں جا اگر سینہ حاسداں بسوزد و دل اہل زیغ بشکند چہ تواں کرد۔ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

''حضرت وہب بن منبہ (جو کہ تابعی، ثقہ اخباری علامہ، سچے صاحب کتب اور اخبار ہوئے یعنی مؤرخ تھے) نے فرمایا کہ میں نے کتب قدماء سے اکہتر کتابیں پڑھی ہیں، ان تمام کتب میں میں نے یہ پایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء دنیا سے لے کر اس کے انجام تک کے تمام لوگوں کو عقل نہ دی حضور کے عقل پاک کے مقابلہ میں مگر اتنا کہ جتنا ذرہ کو دنیا کے ریگستان سے نسبت ہے اور حضور تمام مردوں سے عقل میں راجح ہیں اور رائے میں تمام سے فاضل ترین ہیں۔ اس حدیث کو ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔

''عوارف شریف میں بعض علماء سے نقل ہے کہ عقل کے کل سو جز و ہیں ۹۹ حضور ﷺ میں اور ایک جز و تمام مومنوں میں ہے بندہ مسکین کہتا ہے (شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی) اللہ تعالیٰ اسے ثبات

1۔ ذکرہ الامام القسطلانی فی المواہب زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۵۰ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۵ نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۰۷، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۲۱۔ ۱۲ منہ

2۔ زرقانی جلد ۴، صفحہ ۲۵ جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۱۸۔ ۱۲ منہ

اور یقین کا رزق دے اگر یہ کہتے کہ عقل کے کل ہزار جزو ہیں ۹۹۹ حضور ﷺ میں اور ایک تمام لوگوں میں تو اس کی بھی گنجائش تھی کیونکہ جب حضور کے لئے بے انتہا کمال ثابت ہیں تو پھر جو کچھ کہیں جائز ہے۔ اس جگہ اگر حاسدوں کا سینہ جلے اور اہل زیغ کا دل ٹوٹے تو کیا کریں۔ (اللہ نے فرمایا) اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ہم نے تجھے خیر کثیر بے انتہا بھلائی عطا فرمائی اور بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی خیر سے محروم ہے۔''

ابیات

شاہِ رسل شفیع امم خواجہ دو کون	نور ہدیٰ حبیب سید انام
مقصود ذات اوست دگر باہمہ طفیل	منظور نورِ اوست دگر جملگی ظلام
ہر رتبہ کہ بود در امکاں بروست ختم	ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بروتمام
برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں	اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ ست مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
تا عرصہ وجوب کہ اقصائی عالم ست	کانجانہ جاست نے جہت و نے نشاں نہ نام
سریست بس شگرف دیں جا کہ ہیچ آں	از آشنائے عالم جاں پرس ازیں مقام

علیہ افضل الصلوٰۃ واتم التحیۃ وازکی السلام

(مدارج النبوت شریف جلد ۱ صفحہ ۳۶)

ترجمہ ابیات

''حضور شاہ رسل، اُمتوں کے شفیع، دو جہاں کے سردار، ہدایت کا نور، اللہ کے حبیب، لوگوں کے سردار، مقصود تو صرف حضور کی ذات ہے باقی تو سب طفیلی ہیں۔ صرف حضور ﷺ کا نور منظور ہے باقی تمام اندھیرا ہیں، ہر مرتبہ جو امکان میں تھا حضور پر ختم ہے۔ رب کی ہر نعمت حضور پہ تمام ہوئی طبیعت امکان سے قدم اُٹھایا جو وہ اسریٰ بعبدہٖ ہے، مسجد حرام سے میدان وجوب تک جو عالم کا منتہا ہے، جہاں نہ جگہ نہ جہت نہ نام ونشان۔ یہاں بہت عجیب راز ہے جو عالم جان کے آشنا سے اس مقام کے متعلق پوچھنا۔''

۲۱۔ حضورت شیخ اولیاء فخر العالم متولد شیخ الاولیاء ۹۵۸ھ متوفی فخر العالم ۱۰۵۲ھ فخر المحدثین الشاہ الشیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ونور اللہ مرقدہٗ کا ارشاد:۔

ومرا در تکلم در احوال وصفات ذات شریف وے وتحقیق آں حرجے تمام است کہ آں متشابہ ترین متشابہات است نزد من کہ تاویل آں ہیچ کس جز خدا نداند وہر کسے ہر چہ گوید بر قدر واندازۂ فہم ودانشِ

خود گوید واو صلی اللہ علیہ وسلم از فہم ودانش تمام عالم برتر است ۔ (مصرع)

او برتر ازان ست کہ آید بخیال

او را چناں کہ ہست بجز خدا کسے نشناسد　　　چنانکہ خدارا چنانکہ باید جز وے کسے نشناخت

بیت

ترا چناں کہ توئی ہر نظر کجا بیند　　　بقدر دانش خود ہر کسے کند ادراک

(شرح فتوح الغیب صفحہ ۳۴۰)

''اور مجھے حضور کے احوال اور صفات ذات اور ان کی تحقیق میں کلام کرنے میں حرج تمام ہے کیونکہ وہ میرے نزدیک متشابہات سے متشابہ ترین ہیں جو ان کی تاویل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو شخص جتنا کہتا ہے وہ اپنے قدر اور فہم و دانش کے اندازہ کے مطابق کہتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے فہم و دانش سے برتر بلند و بالا ہیں ۔ (مصرع)

وہ اس سے بلند ہیں کہ خیال میں آئیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

ان کو جیسا کہ وہ ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ خدا کو جیسے جاننا چاہیے ان کے بغیر کسی نے نہ جانا ۔ (بیت)

آپ کو جیسا کہ آپ ہیں ہر نظر کب دیکھ سکتی ہے ہر ایک بقدر دانش اپنی کے ادراک کرتا ہے ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔''

۲۲ ۔ نیز انہیں امام اہل شہود و حضور، آسمانِ فنونِ دینیہ کے آفتاب درخشاں حجۃ المفسرین والمحدثین حضرت شیخ محقق کا ارشاد :۔

وحاصل ایں وجہ آنست کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائم در ترقی بود و تجلیات انوار متوالی بروے مے گذشت بعضے بالائے بعض دیگر و بہر تجلی فوق کہ مے رسید از وقوف در تجلی تحت استغفار مے گرد و چوں تجلیات حق را نہایت نیست ترقیات آں حضرت را نیز نہایت نہ وایں نہ مخصوص ایں نشأۃ ست تا ابد الآباد حال ہم بریں منوال خواہد بود،

''(حضور ہمیشہ ترقی میں تھے اور ہیں) اور حضور پر پے در پے مسلسل تجلیات انوار گذرتے تھے ۔ بعض تجلیات بعض اوروں سے بلند ہوتیں اور ہر اوپر والی تجلی میں جب پہنچتے تو نچلی تجلی میں ٹھہرنے سے استغفار فرماتے اور جب حق تعالیٰ کی تجلیات کی کوئی انتہا نہیں تو حضور کی ترقیات کی بھی کوئی انتہا نہیں اور یہ ترقی اس دنیا سے مخصوص نہیں بلکہ ابدالآباد تک حال اسی دستور اور طریق پہ جاری ہے''۔

بیت

مرا کمال محبت ترا کمال جمال دمے مباد کہ نقصاں پذیرد ایں دو کمال

(شرح فتوح الغیب صفحہ ۴۸)

بیت

مجھے کمال محبت تجھے کمال جمال نہ ہو وہ لحظہ کہ ناقص ہوں یہ دو کمال

۲۳۔ نیز شیخ محقق اولیاء کبار کے انتہائی مقام کی تشریح کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

وبعد ازیں مقام نبوت و درجات اوست کہ اولیاء رابداں راہ نیست و مقام ولایت اولیاء و درجات آں تا ایں جا است (شرح فتوح الغیب صفحہ ۲۴۴)

''اور اس کے بعد مقام نبوت اور اس کے درجات ہیں کہ اولیاء کو ان کی طرف راستہ نہیں اور اولیاء کی ولایت کا مقام اور اس کے درجات یہاں تک ہیں۔''

۲۴۔ نیز شیخ محقق کا ارشاد:۔

پایۂ ارفع و مقامِ اقدسِ محمدی را کہ ہیچ کس را بدرک و دریافت آں راہ نیست

(مدارج النبوت شریف جلد ا۔ صفحہ ۳)

''کسی کو رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند رتبہ اور مقام اقدس کے پالینے اور دریافت کرنے کی طاقت نہیں۔''

۲۵۔ نیز شیخ محقق کا فرمان مقدس:۔

اما وجہ شریف وَے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرآتِ جمالِ الٰہی است و مظہرِ انوار نامتناہی وَے بود

(مدارج النبوت شریف، جلد ا صفحہ ۴)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ شریف اللہ تعالیٰ کے جمال کا آئینہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی انوار کا مظہر ہے۔''

۲۶۔ نیز شیخ محقق حجتِ احناف کا ارشاد:۔

آں حضرت را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضائل و کمالات بود کہ اگر مجموع فضائل انبیاء را صلوات اللہ علیہم اجمعین در جنب آں بنہند راجح آید۔ (شرح سفر السعادت۔ صفحہ ۴۴۲)

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے فضائل اور کمالات ہیں کہ اگر تمام انبیاء کرام کے سب فضائل کو جمع کر کے حضور کے فضائل کے پہلو میں رکھیں تو حضور کے فضائل ان سب پر راجح آئیں

گے۔"

۲۷۔ نیز شیخ محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

افہامِ خلائق در کمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام حیران و انبیاء ہمہ در ذات وے کمالات انبیاء دیگر محدود و معین است امّا ایں جا تعین و تحدید نگنجد و خیال و قیاس را بدرکِ کمالِ وے راہ نہ بود۔

(مرج البحرین وصل ۱۲)

"تمام مخلوق کی سمجھ انبیاء علیہم السلام کے کمالات میں حیران ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سمجھ آپ کے کمالات میں حیران ہے، دوسرے انبیاء کے کمالات محدود اور مقرر ہیں لیکن حضور میں حد اور تعین کی گنجائش نہیں ہے اور خیال و قیاس کو حضور ﷺ کے کمالات کے علم میں راہ نہیں ملتی۔"

۲۸۔ نیز شیخ محقق حضور کے قلبِ پاک کی کیفیت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"ایں جا کہ ادراک ممکن و متوقع نیست علم دریں مقام جز اعتراف بہ جہل و نارسائی نباشد ایں جا دعویٰ علم جہل است و دریافت جہل عین علم"۔ (مرج البحرین وصل ۱۲)

"یہ مقام جہاں ادراک ممکن اور متوقع نہیں، یہاں علم جہالت کا اعتراف کرنے کے سوا کوئی اور شے نہیں۔ یہاں علم کا دعویٰ کرنا جہالت ہے اور جہالت کا علم ہونا عین علم ہے۔"

۲۹۔ ایں عین ترقی است در درجات قرب و مشاہدۂ تجلیات و ایں حالت نہ مخصوص ایں نشأۃ است تا ابد الآباد ایں حال ہم بریں منوال خواہد بود زیرا کہ تجلیات حق را نہایت نیست۔ (مرج البحرین وصل ۱۲)

۳۰۔ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دائم ترقی در ترقی است و مشاہدات او در رنگ تجلیات حق نہایتے ندارد من الازل الی الابد۔ (مرج البحرین وصل ۱۲)

۳۱۔ قلب مصطفوی کہ حقیقت حال آں را جز خدا کسے نداند۔ (مرج البحرین وصل ۱۲)

۳۲۔ ہر کسے ہر آنچہ گوید بر حد و اندازہ معرفت و قیاس خود گوید چوں مقام او از ہمہ بالاتر است ہر کہ از مقام وے خبر دہد و از حقیقت حال وے کہ با خدا دارد کشف کند گویا کہ تاویل متشابہات کردہ باشد۔

(مرج البحرین وصل ۱۲)

جزاک اللّٰہ تعالیٰ یاسیدی خیر الجزاء

۳۳۔ نیز شیخ الاسلام حضرت شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی کی مخلصانہ عارفانہ نصیحت:۔

و مجمل اعتقاد در حق سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ ہر چہ جز مرتبہ الوہیت است از کمالات و کرامات اثبات کنند کائناً مَا کَانَ

'' مسلمانوں کا حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مجمل اعتقاد یہ ہونا چاہیے کہ مرتبہ الوہیت کے سوا جتنے کمالات اور کرامات ہیں وہ سب حضور کے حق میں ثابت کرے۔ باد آنچہ باد۔''

شعر

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمٖ   وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمٖ

'' اے مسلمانو! جو کچھ نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کہا (کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے اور اللہ کا جز ہیں) یہ تو نہ کہنا۔ اس کے علاوہ جو چاہے حضور کی مدح میں بیان کر اور مخالف سے جھگڑ۔''

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ   وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ عَظَمٖ

'' جو شرف اور بزرگی چاہے آپ کی طرف منسوب کر اور جو عظمت چاہے آپ کی قدر، مرتبہ کی طرف منسوب کر''۔

شعر

مخواں اور اخدا از بہر امر شرع و حفظ دیں   دگر ہر وصف کش مے خواہی اندر مدحش املا کن

حضور کو حکم شرع اور حفاظت دین کی وجہ سے صرف خدا نہ کہنا اس کے علاوہ جس وصف کو تو چاہے حضور کی تعریف میں لکھ۔ (مرج البحرین قبل الاختتام صفحہ ٦١ للشیخ)

سند المحققین والمحدثین امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ رحمہ اللہ تعالیٰ اور علامہ حجۃ المحققین محمد بن عبدالباقی الزرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلمات طیبات۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

وَلِذَا قَالَ عَلِيٌّ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ اَیْ عِنْدَ الْعِجْزِ عَنْ وَصْفِهٖ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ ثَمَّ لَمْ يَفْتَتِنْ بِهٖ مَعَ اَنَّهٗ اُوْتِیَ كُلُّ الْحُسْنِ كَمَا قَالَ۔

بِجَمَالِ   حَجَبْتِهٖ   بِجَلَالٍ   طَابَ وَاسْتَعْذَبَ الْعَذَابَ هُنَاكَا

(زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۸)

'' (اسی لئے سکان سدرۃ المنتہیٰ کی نظریں بھی صرف حجاب تک پہنچیں۔ اصل حسن و جمال محمد کو انہوں نے بھی نہ دیکھا)۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی تعریف کرنے والا جب آپ کی تعریف کرنے سے عاجز آتا تو یہ کہتا کہ میں نے حضور سے پہلے اور حضور کے بعد حضور جیسا نہ دیکھا اور اسی وجہ سے کسی فتنہ اور مصیبت میں پڑ کر بے عقل نہ ہو حالانکہ حضور کو کل حسن عطا ہوا جیسا کہ کسی شاعر

نے کہا ہے:۔

جمال کے جلال میں محجوب ہونے کی وجہ سے یہاں عذاب (جلال) کو لذیذ اور میٹھا خوشگوار پایا۔''

۲۔علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اَلَا وَهُوَ اَجَلُّ مِنْ اَنْ يُحِيطَ بِهٖ وَصُفٌ وَاَشْرَفُ مِنْ اَنْ يَّضُمَّ جَوَاهِرَهٗ نَظْمٌ اَوْ رَصُفٌ(1)۔

''خبردار! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بزرگ و بلند و بالا ہیں کہ وصف آپ کے فضائل کا احاطہ کر سکے اور آپ اس سے اشرف ہیں کہ آپ کے جواہر کو نظم جمع کر سکے یا جڑے ہوئے پتھر۔''

امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نورانی بیان۔ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل کہنے والو اور نبی سے ہمسری کا دعویٰ کرنے والو اسے غور سے پڑھو(2)۔

اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِيْمَانِ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِيْمَانُ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِيْفِ عَلٰى وِجْهٍ لَمْ يَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ خَلْقُ اٰدَمِيٍّ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

''جاننا چاہیے کہ حضور پہ ایمان لانے کی تکمیل سے ہے کہ اس بات پہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن شریف کی پیدائش اس طریقہ پر کی کہ حضور سے پہلے اور حضور کے بعد کسی آدمی کی خلقت اس طرح نہ ہوئی۔'' (حضور خلقۃً بے مثل ہیں)

(زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۷۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۴ ناقلاً عنہ، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۶۴ ناقلاً عن المناوی، وسائل الوصول ناقلاً عن المواہب للقسطلانی صفحہ ۱۵)

امام علی قاری حنفی محدث مکی فرماتے ہیں:۔

مِنْ تَمَامِ الْاِيْمَانِ بِهٖ اِعْتِقَادُ اَنَّهٗ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْ بَدَنِ آدَمِيٍّ مِنَ

1۔رصف پانی بہنے کی جگہ میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے پتھر۔ ۱۲ منہ

2۔میری اس کتاب کی لکھنے کی ایک وجہ یہ ہوئی کہ فقیر بفضل قدیر بفیض نبی بشیر، جب تپ محرقہ کے اہم مراحل کو طے کر کے بعض معمولی اور آخری مراحل میں تھا تو ایک گستاخ سے یہ بکتے سنا کہ میرا خمیر اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خمیر ایک ہے۔ میری طینت اور حضور کی طینت میں کوئی فرق نہیں۔'' نعوذ باللہ من ذالک۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔ دل کو بہت صدمہ ہوا۔ زبان سے حسب استطاعت ڈانٹا۔ سمجھایا۔ اُسی وقت سے علماء کرام وائمہ عظام کی وہ عبارتیں جو پہلے سے ذہن میں تھیں اور اس وقت آپ کے سامنے پیش ہو رہی ہیں، جمع کرنے کا شوق ہوا۔ متعصب عنید کے منہ بند کرنے کے لئے قرآن واحادیث وآثار سے تمہید ماسبق کو لکھنا شروع کر دیا اور دوسری وجہ سنت بوصیری رحمۃ اللہ علیہ پر عمل پیرا ہونا تھا۔ وماتوفیقی الا باللہ۔ ۱۲ منہ

الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ الدَّالَّةِ عَلیٰ مَحَاسِنِهِ الْبَاطِنَةِ مَا اجْتَمَعَ فِیْ بَدَنِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ (جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۹)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ کسی آدمی کے بدن میں اتنے اور ایسے محاسن ظاہرہ جو محاسن باطنہ پر دلالت کرنے والے ہوتے ہیں، جمع نہ ہوئے جتنے اور جیسے حضور کے بدن شریف میں جمع ہیں۔''

امام عبدالروف مناوی محدث متوفی ۱۰۰۳ھ شمائل میں فرماتے ہیں:۔

وَقَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ كَمَالَ الْاِیْمَانِ اِعْتِقَادُ اَنَّهٗ لَمْ یَجْتَمِعْ فِیْ بَدَنِ اِنْسَانٍ مِّنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ مَا اجْتَمَعَ فِیْ بَدْنِهٖ وَالْمُحَاسِنُ الظَّاهِرَةُ آیَاتُ الْبَاطِنَةِ وَلَا اَكْمَلَ مِنْهُ بَلْ وَلَا مَسَاوِیَ فِیْ هٰذَا الْمَدْلُوْلِ وَكَذَا فِی الدَّالِّ۔

(شرح شمائل علی ہامش جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۱۸)

''علماء عظام اور ائمہ کرام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کمال ایمان یہ ہے کہ یہ اعتقاد ہو کہ کسی انسان کے بدن میں اتنے محاسن ظاہرہ جمع نہ ہوئے جتنے کہ حضور کے بدن شریف میں جمع تھے اور محاسن ظاہرہ محاسن باطنہ کی علامات ہیں۔ محاسن باطنہ (مدلول) اور محاسن ظاہرہ (دال) میں کوئی حضور سے اکمل نہیں بلکہ برابر بھی کوئی نہیں۔''

نیز امام محدث مناوی فرماتے ہیں:۔

وَمِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاِیْمَانُ بِاَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ خَلَقَ جَسَدَهٗ عَلیٰ وَجْهٍ لَمْ یُظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ۔

(فیض القدیر ج ۵ ص ۷۲)

''تکمیل ایمان سے ہے یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے جسد شریف کو اس طرح پیدا کیا کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد ان کی مثل ظاہر نہ ہوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بقدر حسنہٖ و جمالہٖ''۔

امام حافظ ابن حجر کا ایمان افروز نورانی بیان:۔

اَنَّهٗ یَجِبُ عَلَیْكَ اَنْ تَعْتَقِدَ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاِیْمَانُ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَوْجَدَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِیْفِ عَلٰی

وَجْهٍ لَّمْ يَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فِیْ آدَمِیٍ مِّثْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(جواہر البحار، جلد ۲ صفحہ ۷۹)

''بے شک تیرے اوپر یہ واجب ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ حضور پر ایمان لانے کی تکمیل سے ہے یہ ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے بدن شریف کی پیدائش کو اس طرح کیا کہ حضور اوّلین اور آخرین میں بے مثل ہیں۔''

نیز وہی امام حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں:۔

وَنَبِیُّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَلَغَ الْغَایَةَ الَّتِیْ لَمْ یَصِلْ اِلَیْهَا غَیْرُهٗ فِیْ کُلٍّ مِنْ ذَیْنِکَ۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۹)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم صورت اور سیرت میں ایسے بلند مقام پر پہنچے کہ ان دونوں چیزوں میں سے کسی میں کوئی وہاں تک نہ پہنچا۔''

امام ابراہیم بیجوری کا ارشاد:۔

وَقَدْ صَرَّحُوْا بِاَنَّ مِنْ کَمَالِ الْاِیْمَانِ اعْتِقَادُ اَنَّهٗ لَمْ یَجْتَمِعْ فِیْ بَدَنِ الْاِنْسَانِ مِنَ الْمَحَاسِنِ الظَّاهِرَةِ مَا اجْتَمَعَ فِیْ بَدَنِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (مواہب لدنیہ علی شمائل محمدیہ للبیجوری صفحہ ۱۲)

''علماء اور ائمہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ کمال ایمان سے ہے یہ اعتقاد رکھنا کہ اتنے محاسن ظاہرہ کسی انسان کے بدن میں جمع نہ ہوئے جس قدر حضور کے بدن شریف میں جمع ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم بقدر حسنہ وجمالِہ۔''

نیز وہی امام ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں:۔

وِمِمَّا یَتَعَیَّنُ عَلٰی کُلِّ مُکَلَّفٍ اَنْ یَّعْتَقِدَ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَوْجَدَ خَلْقَ بَدَنِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی وَجْهٍ لَمْ یُوْجَدْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلُهٗ (مواہب لدنیہ صفحہ ۱۴)

''اور ان ضروری چیزوں سے جو ہر مکلف پر لازم ہوئی ہیں ایک ضروری چیز یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کا بدن شریف اس طرح پیدا کیا حضور سے قبل اور حضور کے بعد ایسی خلقت نہ ہوئی۔''

علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ ۔ امام بوصیری کے اشعار مذکورین میں سے اوّلین کی شرح کرتے

ہوئے ارقام فرماتے ہیں:۔

هُوَ الَّذِیْ کَمُلَ بَاطِنُهٗ فِی الْکَمَالَاتِ وَظَاهِرُهٗ فِی الصِّفَاتِ ثُمَّ اخْتَارَهٗ خَالِقُ الْاِنْسَانِ حَبِیْبًا لَّاشَرِیْکَ لَهٗ فِیْ الْحُسْنِ وَجَوْهَرُهٗ لَاَیَقْبَلُ الْقِسْمَةَ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ غَیْرِهٖ۔ (زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۰)

''حضور ﷺ وہ ذات ہیں کہ جن کا باطن کمالات سے مکمل ہے اور جن کا ظاہر صفات سے مکمل ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا پیدا کر کے پھر اپنا محبوب بنالیا حسن میں کوئی حضور کا شریک نہیں یعنی آپ حسن میں وحدہٗ لاشریک لہٗ ہیں اور حضور کا جوہر شریف تقسیم کو قبول نہیں کرتا کہ وہی جوہر حضور میں ہو اور حضور کے غیر میں بھی۔''

امام قسطلانی وعلامہ زرقانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فَمَنْ(1) ذَا الَّذِیْ یَصِلُ قَدْرَهٗ اَنْ یُّقَدِّرَ قَدْرَ الرَّسُوْلِ اَوْ یَبْلُغَ(2) مِنَ الْاِطِّلَاعِ عَلٰی مَاثُوْرِ اَحْوَالِهِ الْمَامُوْلِ الْمَسْئُوْلِ وَمَنْ لَّاَیَصِلُ لِذٰلِکَ کَیْفَ یُمْکِنُهُ التَّعْبِیْرُ عَنْهُ وَهٰذَا تَرَقٍّ فِی النَّفِیِ فَاِنَّهٗ لَمَّا نَفَی الْقُدْرَةَ عَلَی الذِّکْرِ اَوَّلًا وَلَا یَلْزَمُ مِنْهُ عَدَمُ الْاِطِّلَاعِ لِاِمْکَانِهٖ مَعَ الْعِجْزِ عَنِ الْعِبَارَةِ تَرَقّٰی فَنَفَی الْاِطِّلَاعِ اَیْضًا

(مواہب لدنیہ وشرح زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۱)

''تو وہ کون ہے جس کی طاقت اس قدر ہو کہ حضور ﷺ کے مرتبہ کا اندازہ لگا کے بیان کر سکے یا حضور کے احوال مامول اور مسول اور منقول پہ مطلع ہو سکے۔ (یعنی کسی میں یہ قدرت نہیں) تو جو اُن تک پہنچ ہی نہیں سکتا تو ان کو بیان کیسے کرے گا اور یہ نفی میں ترقی ہے پس جب اُس نے اوّلاً بیان کرنے پر قدرت کی نفی کی اور اس سے یہ لازم نہ آتا تھا کہ احوال وفضائل پر اطلاع نہ ہو کیونکہ یہ ممکن ہے کہ فضائل پر اطلاع ہو لیکن ان کو بیان کرنے سے عاجز ہو مصنف نے ترقی کر کے اطلاع کی بھی نفی کی کہ کوئی حضور کے جمیع فضائل پہ مطلع ہی نہیں۔''

نیز امام قسطلانی وامام زرقانی فرماتے ہیں:۔

وقد حکی القرطبی المتوفی ۶۷۱ھ فی کتاب الصلوٰۃ عن بعضهم انه قال لم یظهر لنا تمام حسنه صلی اللّٰه علیه وسلم رفقاً من اللّٰه

1۔ استفہام انکاری للتوبیخ لمن توهم وصول قدرته الی ما اعطی المصطفی صلی اللّٰه علیه وسلم ومعناه النفی ای لایقدر احد (زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۱) ۱۲ منہ

2۔ ای لایبلغ ۱۲۔ زرقانی

بِنَا لِاَنَّهٗ لَوْظَهَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ لَمَا اَطَاقَتْ اَعْيُنُنَا رُؤْيَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِجْزِنَا عَنْ ذَالِکَ(1) وَلَقَدْ اَحْسَنَ الْبُوْصِيْرِیُّ حَيْثُ قَالَ اَيْضًا

اَعْيَا الْوَرٰی فَهْمَ مَعْنَاهُ فَلَيْسَ يُرٰی لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِيْهِ غَيْرَ مُنْفَحِمٖ كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنِ مِنْ بُعْدٍ صَغِيْرَةً وَتكل الطَّرْف مِنْ اَمَمٍ اَیْ قُرْبٍ لَوْفُرِضَ ذٰلِکَ لِكِبْرِهَا جِدًّا فَتَكَادُ تَخْطَفُ الطَّرْفَ وتَعْمِيْهٖ فَلَاتُدْرَكُ لِكَمَالِهَا وَكَذٰلِکَ الْمُصْطَفٰی لَايُدْرَكُ مَعْنَاهُ فِیْ حَالَتَیِ الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ وَاِنْ شُوْهِدَتْ صُوْرَتُهٗ وَهٰذَا الْمَعْنَى الَّذِیْ ذَكَرَهٗ فِی الْبُرْدَةِ مِثْلَ قَوْلِهٖ اَيْضًا فِی الْهَمْزِيَّةِ اِنَّمَا مَثَّلُوْا صَوَّرُوْ اَیِ الْاَنْبِيَاءُ وَالْوَاصِفُوْنَ صِفَاتِکَ لِلنَّاسِ تَمْثِيْلًا كَمَامَثَّلَ النُّجُوْمُ الْمَاءَ حَيْثُ يُرٰی فِيْهِ دُوْنَ حَقِيْقَتِهٖ يَعْنِیْ اَنَّ وَاصِفِيْهِ لَمْ يَبْلُغُوْا حَقِيْقَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهُمْ لَمْ يُحِيْطُوْا بِهَا وَاِنَّمَا غَايَةُ مَاوَصَلُوْا اِلَيْهِ تَصْوِيْرُ صُوَرِهَا الْحَاكِيَةِ لِمَبَادِيْهَا كَمَا اَنَّ الْمَاءَ لَمْ يَحْكِ مِنَ النُّجُوْمِ اِلَّا مُجَرَّدَ صُوَرِهَا لَاغَيْرَ۔

(مواہب، زرقانی، جلد 4، صفحہ 72-71)

"بعض حضرات سے امام قرطبی (متوفی ۶۷۱ھ) نے کتاب الصلوٰۃ میں یہ بات نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے لئے حضور ﷺ کا مکمل حسن ظاہر نہیں ہوا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر نرمی ہے کیونکہ اگر حضور کا تمام حسن ظاہر ہوتا تو ہماری آنکھیں حضور کو نہ دیکھ سکتیں بوجہ ہماری عاجزی

1۔ نیز علامہ علی قاری حنفی فرماتے ہیں:۔

وَمِنْ ثَمَّ نَقَلَ الْقُرْطَبِیْ عَنْ بَعْضِهِمْ اَنَّهٗ لَمْ يَظْهَر تَمَامُ حُسْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا لَمَا اَطَاقَتْ اَعْيُنُ الصَّحَابَةِ النَّظَرَ اِلَيْهِ۔ اھ (جمع الوسائل شرح شمائل جلد ۱۔ صفحہ ۹)

وَلِذَا نقل الْقُرْطَبِیْ اَنَّهٗ لَمْ يَظْهر تمام حُسْنه وَاِلَّا لَمَا طَاقَتِ الْاَعْيُنُ رُؤْيَاهُ (جمع الوسائل کے حاشیہ پر شرح شمائل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۱۸۔ مثله عن القرطبی فی وسائل الوصول صفحہ ۱۵۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۔ ناقلاعن المواہب ... علامہ بیجوری فرماتے ہیں:

لَمْ يَظْهَرْ تَمَام حُسْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلَّا لَمَا طَاقَتِ الْاَعْيُنُ رُؤْيَتَهٗ۔

حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں:۔

وَما اَحْسَنَ قَوْلُ بَعْضِهِمْ لَمْ يَظْهر تَمَام حُسْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِلَّا لَمَا اَطَاقت اَعْيُنُنا النَّظَر اِلَيْه (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۹۔ ۱۲ فیضی غفرلہ۔)

کے۔ کیا خوب فرمایا امام ابوصیری صاحب قصیدہ بردہ نے کہ تمام مخلوق کو عاجز کر دیا حضور کی حقیقت کی معرفت نے تو حضور کے قرب اور بعد میں عاجزی سے خاموش ہونے والے کے بغیر کوئی نظر نہیں آتا۔ حضور (تمثیلاً) سورج کی طرح ہیں کہ وہ دور سے آنکھوں کے لئے چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور قرب میں (اگر فرض کرلیا جائے) آنکھوں کو اپنے انوار اور شعاعوں سے عاجز کر دیتا ہے بوجہ بہت بڑے ہونے کے تو قریب ہے کہ آنکھوں کو اُچک لے اور اندھا کر دے تو بوجہ اس کے کمال کے اس کا ادراک نہیں ہوتا۔ اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی کا بھی ادارک نہیں ہوسکتا نہ حالتِ قرب میں نہ حالتِ بُعد میں اگر چہ آپ کی صورت کا مشاہدہ کیا جائے۔ امام بوصیری کا یہ معنی جو اُنہوں نے قصیدہ بردہ میں ذکر کیا اُن کے اس قول کی مثل ہے جو انہوں نے ہمزیہ میں ذکر کیا کہ یارسول اللہ انبیاء اور مدح کرنے والوں نے لوگوں سے آپ کی صفات کی تمثیل بیان کی جیسا کہ پانی میں ستاروں کی تمثیل نظر آتی ہے تو حقیقت کو نہ پہنچے کیونکہ اُنہوں نے اس کا احاطہ نہیں کیا جز ایں نیست۔ انتہائی چیز کہ جہاں تک وصف بیان کرنے والے پہنچے وہ ان کی حقیقت کے مبادی سے حکایت کرنے والی صورتوں کی تفسیر ہے جیسا کہ پانی صرف ستاروں کی محض صورت سے حکایت کرتا ہے۔"

امام حجۃ الانام قسطلانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:۔

اِجۡتَمَعَ فِیۡهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مِنۡ صِفَاتِ الۡکَمَالِ مَا لَایُحِیۡطُ بِهٖ حَدٌّ وَلَا یَحۡصِرُهٗ عَدٌّ.

(مواہب شریف و زرقانی جلد ۴، صفحہ ۲۴۵)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اتنے صفات کمال مجتمع ہیں کہ نہ حد اُن کا احاطہ کرسکتی ہے۔ اور نہ شمار ان کو گھیر سکتا ہے (بے حد اور بے شمار ہیں غیر متناہی ہیں)"۔

علامہ زرقانی حضور کے نام واصل کی تشریح فرماتے ہیں:۔

(اَلۡوَاصِلُ) اَلۡبَالِغُ فِی النِّهَایَةِ وَالشَّرَفِ مَالَا یَعۡلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ

(زرقانی جلد ۳۔ صفحہ ۱۵۰)

"واصل آپ کا نام اس لئے ہے کہ شرف فضیلت میں آپ اس درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا۔"

علامہ خفاجی حنفی فرماتے ہیں:۔

(وَكَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَیۡكَ عَظِیۡمًا) حَارَتِ الۡعُقُوۡلُ فِیۡ تَقۡدِیۡرِ فَضۡلِهٖ عَلَیۡهِ

الْمَذْكُورِ فِی هٰذِهِ الْاٰیَةِ لِاَنَّهٗ لَایُمْكِنُ الْوُقُوْفُ عَلَیْهِ وَلِذَا وَصَفَهٗ بِاَنَّهٗ عَظِیْمٌ وَنَكَّرَهٗ وَمَایَكُوْنُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَظِیْمًا كَیْفَ یَعْلَمُهٗ سِوَاهُ (وَخَرَسَتِ الْاَلْسِنُ دُوْنَ وَصَفِ یُحِیْطُ بِذٰلِكَ) الْفَضْلِ وَمَا لَا یُدْرَكُ كَیْفَ یُوْصَفُ وَفِیْ قَوْلِهٖ خَرَسَتْ دُوْنَ سَكَتَتْ وَصَمَّتَتْ مُبَالَغَةٌ لِاَنَّهٗ یَقْتَضِیْ سَلْبَ الْقُوَّةِ النَّاطِقَةِ ثُمَّ تَرَقّٰی فَقَالَ اَوْ یَنْتَهِیْ اِلَیْهِ اَیْ كَیْفَ یُحِیْطُ بِمَالَمْ یَصِلْ اِلَیْهِ. (نسیم الریاض خفاجی جلد ۲ صفحہ ۸)

’’اے حبیب آپ پہ اللہ کا فضل غیر متناہی ہے (قرآن) اس فضل کے اندازہ لگانے میں عقلیں حیران ہیں کیونکہ اس پہ وقوف غیر ممکن ہے اس لئے کہ اللہ نے اس فضل کو عظیم فرمایا اور عظیم کو نکرہ ذکر فرمایا اور جو اللہ کے ہاں عظیم ہو اللہ کے سوا اس کو کوئی کیسے جان سکتا ہے اور اس فضل کے وصف محیط سے قبل زبانیں گنگ ہیں تو جس فضل کو پایا نہیں جا سکتا اس کا بیان کیسے ہوگا اور قاضی عیاض کے خرست (کہ زبانیں گنگ ہیں) فرمانے میں بجائے سکتت و صمتت (کہ خاموش ہیں) کے زیادہ مبالغہ ہے کیونکہ گونگا ہونا قوت ناطقہ کے سلب کا مقتضی ہے پھر ترقی کر کے فرمایا او ینتھی الیہ یعنی اُن کا احاطہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ ان تک رسائی نہیں۔‘‘

علامہ خفاجی فرماتے ہیں:۔

فَاِنَّهٗ لَاتَسَعُهُ الْعُقُوْلُ وَلَایُحِیْطُ بِهٖ نَطَاقُ الْبَیَانِ

(نسیم الریاض، جلد ۱، صفحہ ۵۹)

’’قدر حضور عقول کی وسعت میں نہیں آ سکتا اور نطاق بیان اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔‘‘

نیز فرماتے ہیں:۔

(لَایَاْخُذُهٗ عَدٌّ) اَیْ لَا یُعَدَّ لِكَثْرَتِهٖ وَلِعَدَمِ اِطِّلَاعِنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْهُ وَمَعْنٰی لَا یَاْخُذُ لَا یُحِیْطُ بِهٖ اَوْیَغْلِبُهٗ.

(نسیم الریاض خفاجی جلد ۱، صفحہ ۳۱۶)

’’یعنی خصال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بوجہ کثرت فضائل و خصائل اور بوجہ ان پہ اطلاع نہ ہونے کے ان کا شمار نہیں ہو سکتا اور ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔‘‘

وکیل احناف حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات:۔

وَبَیَانُ فَضَائِلِهِ الْمُخْتَصَّةِ الَّتِیْ لَمْ تَجْتَمِعْ قَبْلَ خَلْقِهٖ فِیْ مَخْلُوْقٍ

وَّمِنَ الْمَعْلُوْمِ اسْتِحَالَةُ وُجُوْدِ مِثْلَهٗ بَعْدَهٗ۔

(شرح شفالعلی القاری علی ہامش نسیم الریاض جلد ا صفحہ ۳۷)

''حضور کے ان فضائل مختصر کا بیان جو حضور کی خلقت سے قبل کسی مخلوق میں جمع نہ ہوئے اور یہ بات یقینی طور پر معلوم ہے کہ حضور کے بعد حضور کی مثل موجود ہونا محال ہے۔''

نیز مولانا علی قاری فرماتے ہیں:۔

لَمَّا رَأَيْتُ كِتَابَ الشِّفَاءِ فِيْ شَمَائِلِ صَاحِبِ الْاِصْطِفَاءِ اَجْمَع مَاصُنِفَ فِيْ بَابِهٖ مُجْمَلاً مِنَ الْاِسْتِيْفَاءِ لِعَدْمِ اِمْكَانِ الْوُصُوْلِ اِلٰى انْتِهَاءِ الْاِسْتِقْصَاءِ (شرح شفا جلد ا، صفحہ ۲)

''یعنی حضور کے شمائل میں کتاب شفاء جامع اور مجمل تصنیف ہے مجمل اس لئے کہ مکمل شمائل تک پہنچنا غیر ممکن ہے۔''

نیز علامہ قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَلِذَا قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِيْنَ اَلْخَلْقُ عَرَفُوا اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَا عَرَفُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (نسیم جلد ا۔ صفحہ ۵۹)

''بعض عارفوں نے فرمایا کہ مخلوق نے اللہ کو تو پہچان لیا لیکن حضور کو نہ پہچان سکے۔'' جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔''

نیز علامہ علی قاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اَكْثَرُ النَّاسِ عَرَفُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَمَا عَرَفُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ حِجَابَ الْبَشَرِيَّةِ غَطّٰى اَبْصَارَهُمْ

(شرح شمائل ترمذی للقاری جلد ا۔ صفحہ ۹)

''اکثر لوگوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو تو پہچان لیا لیکن حضور کو نہ پہچانا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے کہ بشریت کے پردہ نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا۔''

نیز حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔

هٰذَا (اَیْ نَوْعٌ مِنْ كَرَامَاتِهٖ هُوَ مَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَعَ الْمَلَائِكَةِ وَالْجِنِّ) بَابٌ وَّاسِعٌ لَا يُمْكِنُ اسْتِقْصَاؤُهٗ وَلَا يُتَصَوَّرُ اِسْتِيْعَابُهٗ۔

(شرح شفاللقاری علی ہامش نسیم الریاض جلد ۳۔ صفحہ ۲۵۶)

''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کا باب اس قدر فراخ ہے کہ اس کی تہہ کو پانا ممکن نہیں اور اس کا استیعاب متصور نہیں۔''

(وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا) حَیْثُ اَنْعَمَ عَلَیْکَ اِنْعَامًا جَسِیْمًا) (حَارَتِ الْعُقُوْلُ اَیْ دُھِشَتْ وَ تَرَدَّدَتْ فِیْ تَقْدِیْرِ فَضْلِہٖ عَلَیْہِ) اَیْ فِیْ تَقْدِیْرِ عِلْمِہٖ لَدَیْہِ وَتَصْوِیْرِ اِحْسَانِہٖ اِلَیْہِ وَخَرِسَتِ الْاَلْسِنُ) بِکَسْرِ الرَّاءِ سَکَتَتْ وَبَکِمَتْ اَلْسِنَۃٌ (دُوْنَ وَصْفٍ یُحِیْطُ بِذٰلِکَ اَیْ عَجَزَتْ عَنْ اَنْ تَنْطُقَ بِمَا یُحْصٰی مِمَّا مَنَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ اَوْیَنْتَھِیْ اِلَیْہِ) اَیْ دُوْنَ نَعْتٍ یَنْحَصِر لَدَیْہِ لِاَنَّہٗ مَظْھَرُ الْاِسْمِ الْاَعْظَمِ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالیٰ اَعْلَمُ۔ (شرح شفاء للقاری جلد ۲، صفحہ ۷۔۸)

''اے حبیب تم پر اللہ کا فضل عظیم ہے (قرآن شریف) اس طرح کہ آپ پر بہت انعام کیا، عقلیں اس فضل کے اندازہ لگانے میں دہشت اور تردد میں پڑ کر حیران ہیں یعنی ان کی طرف احسان کے تصور میں زبانیں خاموش ہیں اور گنگ ہیں، ان کے فضل کے احاطہ سے پہلے پہلے یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو جو احسان کئے اُن کے بیان کرنے سے عاجز ہیں اور وہ زبانیں اس سے بھی عاجز ہیں کہ اس فضل کے حصر کے قبل تک پہنچیں کیونکہ حضور اسمِ اعظم کے مظہر ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے پھر جو محاط ہو وہ اعظم کا مظہر کیسے ہوگا بلکہ اعظم تو وہی ہوگا جو محیط ہے)

حضرت ملا علی قاری حنفی حضرت براء بن عازب کی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

مَارَأَیْتُ شَیْئًا اَیْ مِنَ الْمَخْلُوْقَاتِ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْہُ یَحْتَمِلُ الْاِسْتِیْنَافَ لِبَیَانِ اِجْمَالِ جَمَالِہٖ لِتَعَذُّرِ تَفْصِیْلِ اَحْوَالِ کَمَالِہٖ وَحَاصِلُہٗ مَارَأَیْتُ شَیْئًا قَطُّ کَانَ حُسْنُہٗ مِثْلَ حُسْنِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ ھُوَ کَانَ اَحْسَنَ مِنْ کُلِّ حُسْنٍ قَدْ بَالَغَ الصَّحَابِیُّ حَیْثُ قَالَ مَارَأَیْتُ شَیْئًا دُوْنَ اَنْ یَقُوْلَ مَارَأَیْتُ اِنْسَانًا لِیُفِیْدَ التَّعْمِیْمَ حَتّٰی یُنَاوِلَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ قَالَ الْعِصَامُ وَھٰذَا مَعَ اِظْھَارِ جَمَالِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِبْرَازُ کَمَالِ اِیْمَانِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لِاَنَّ ھٰذَا فَرْعُ کَمَالِ مَحَبَّتِہٖ۔ الخ (جمع الوسائل جلد ۱۔ صفحہ ۱۸۔۱۹)

''میں نے مخلوقات میں سے کسی چیز کو حضور سے زیادہ حسین نہ دیکھا اور اس عبارت میں استیناف کا

بھی احتمال ہے کہ احوالِ کمال کی تفصیل سے عاجز رہنے پر جمال کا اجمالی بیان ہو صحابی کے اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے کوئی ایسی چیز نہ دیکھی کہ جس کا حسن حضور کے حسن کا مثل ہو بلکہ حضور ہر حسین سے احسن ہیں۔ صحابی نے حضور کی تعریف میں مبالغہ کیا وہ اس طرح کہ کہا کہ میں نے کسی چیز کو نہ دیکھا تا کہ عموم کا فائدہ ہو یہاں تک کہ چاند اور سورج کو بھی شامل ہو عصام نے فرمایا کہ صحابی کے اس قول میں اظہار جمالِ محمدی کے ساتھ ساتھ اس صحابی کے کمالِ ایمان کا اظہار بھی ہے کیونکہ ایسی مبالغہ سے تعریف کرنی کمال محبت کی نشانی ہے۔''

حضرت ملاعلی قاری فرماتے ہیں:۔

اِعْلَمْ اَنَّ تَفْصِيلَ فَضَائِلِهٖ وَتَحْصِيلَ شَمَائِلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّفَ وَكَرَّمَ مِمَّا لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى بَلْ وَلَايُمْكِنُ اَنْ يُّعَدَّ وَيُسْتَقْصىٰ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ، جلد ۵، صفحہ ۳۵۶)

''اس بات کا یقین کر کہ حضور کے فضائل کی تفصیل اور شمائل کی تحصیل ان چیزوں سے ہے، جن کی حد نہیں اور جن کا شمار نہیں بلکہ یہ ممکن بھی نہیں کہ اُن کا شمار ہو سکے یا ان کی تہہ تک رسائی ہو سکے۔''

نیز مولانا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:۔

فَاِنَّ فَضَائِلَهٗ غَيْرُ مُنْحَصِرَةٍ۔ (مرقات، جلد ۵، صفحہ ۳۶۱)

''بے شک حضور کے فضائل بے حد ہیں۔''

امام محدث محمد عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَلَمَّا اجْتَمَعَ فِيهِ مِنْ خِصَالِ الْكَمَالِ وَصِفَاتِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ مَا لَا يَحْصُرُهٗ حَدٌّ وَلَا يُحِيطُ بِهٖ عَدٌّ اَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهٖ فِيْ كِتَابِهٖ بِقَوْلِهٖ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (فیض القدیر جلد ۵۔ صفحہ ۷۰۔۷۱)

''اور جب خصال کمال اور صفات جلال و جمال اس قدر حضور میں ہیں کہ جن کی حد نہیں اور نہ ان کا احاطہ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان الفاظ سے حضور کی توصیف فرمائی (وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ) اور بے شک تم اخلاق حسنہ عظیمہ (غیر متناہیہ) کے مالک ہو۔''

نیز امام مناوی فرماتے ہیں:۔

لِاَنَّهٗ تَخَلَّقَ بِصِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى (فیض القدیر جلد ۵، صفحہ ۷۱)

''اس وجہ سے بھی حضور کے صفات کا شمار نہیں ہو سکتا کہ بے شک حضور صفات خداوندی سے

موصوف ہیں۔"

امام مناوی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:۔

وَمَا رَأَيْتُ شَيْئًا اَىْ اَحَدًا وَعَبَّرَ عَنْهُ بِالشَّيْءِ مُنَكَّرًا مُبَالَغَةً فِي التَّعْمِيْمِ وَالتَّاكِيْدِ وَقَالَ شَيْئًا دُوْنَ اِنْسَانًا يَشْمَلُ غَيْرَ الْبَشَرِ كَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَعَبَّرَ بِقَطُّ اِشَارَةً اِلٰى اَنَّهُ كَانَ كَذٰلِكَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحدِ وَفِىْ هٰذِهِ الْمُبَالَغَةِ مَعَ اِظْهَارِ جَمَالِ الْمُصْطَفٰى اِبْرَازُ كَمَالِ اِيْمَانِهٖ بِهٖ لِاَنَّ هٰذَا فَرْعُ كَمَالِ الْمَحَبَّةِ الْحَاصِلَةِ مِنْ اِدْرَاكِ الْحَوَاسِّ الْبَاطِنَةِ وَهُوَمَا يُدْرِكُ الْاِنْسَانُ مِنْ مَّعْنٰى مَقَامِ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ وَمَا قَامَ بِالْمُخْتَصِّ بِهَا مِنَ الْعُلُوْمِ وَالْمَعَارِفِ وَالرِّيَاضَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ وَالْكَرَامَاتِ وَ حُسْنِ الْاَخْلَاقِ وَالسِّيَاسَاتِ وَاِذَا تَاَمَّلَ الْاِنْسَانُ ذٰلِكَ امْتَلَاءَ قَلْبُهٗ حُبًّا لِّاَوْصَافِهِ الْبَاطِنَةِ وَالظَّاهِرَةِ۔

(شرح شمائل للمناوی علی ہامش جمع الوسائل، جلد ۱، صفحہ ۱۸)

"حضرت براء اَحَدًا کی بجائے شَيْئًا نکرہ لائے تعلیم اور تاکید میں مبالغہ کرتے ہوئے کہ میں نے بالکل کسی چیز کو حضور سے زیادہ حسین نہ دیکھا اور شَيْئًا فرمایا انسانًا نہ فرمایا تاکہ غیر بشر کو بھی شامل ہو جائے جیسے سورج، چاند، اور اس کو قَطُّ سے تعبیر کیا، اس بات کی طرف اشارہ کرنے کو کہ آپ مہد سے لے کر لحد تک ایسے ہی تھے اور اس مبالغہ آمیز جملہ میں اظہار جمال مصطفوی کے ساتھ ساتھ اظہار کمال ایمان صحابی بھی ہے کیونکہ اس طرح بولنا کمال محبت کی شاخ ہے جو حواس باطنہ کے ادراک سے حاصل ہوتی ہے اور وہ ہے جس کو انسان مقام نبوت اور رسالت کے معنی سے ادراک کرتا ہے اور ان چیزوں کے ادراک سے جو اس مقام نبوت اور رسالت سے مختص ہیں جیسے علوم معارف ریاضات، معجزات، کرامات، حسنِ اخلاق اور سیاسیات جب انسان ان چیزوں میں تامل اور تفکر کرتا ہے تو اس کا دل ان اوصاف باطنہ اور ظاہرہ کی وجہ سے محبت سے لبریز ہو جاتا ہے۔"

نیز امام مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وَمَا يَتَعَيَّنُ عَلٰى كُلِّ مُكَلَّفٍ اَنْ يَّعْتَقِدَ اَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ اَوْجَدَ خَلْقَ بَدَنِهِ الشَّرِيْفِ عَلٰى وَجْهٍ لَّمْ يَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلُهٗ فِىْ آدَمِيٍّ

وَسِرُّ ذٰلِکَ مَاسَبَقَ اَنَّ مَحَاسِنَ الذَّاتِ دَلِیْلٌ عَلٰی مَابَطَنَ فِیْهَامِنْ بَدِیْعِ الْاَخْلَاقِ وَجَلَائِلِ الصِّفَاتِ وَالْمُصْطَفٰی بَلَغَ الْغَایَةَ الَّتِیْ لَاتَرْتَقِیْ فِیْ کُلٍّ مِنْ ذٰیْنِکَ۔ (شرح شمائل مناوی جلد ا صفحہ ۲۳)

''اور ان ضروری مسائل سے جو ہر مکلّف پر لازم ہوئے ہیں ایک ضروری اور لازمی مسئلہ یہ بھی ہے کہ مسلمان یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کے بدن شریف کی خلقت کو اس طرح بنایا کہ حضور سے پہلے اور بعد میں کسی آدمی کی خلقت اس طرح نہ ہوئی اور اس کا راز وہ ہے جو گذرا کہ محاسن ذات اندرونی اخلاق عجیبہ اور صفات جلیلہ پر دال ہوتے ہیں اور حضور ان دونوں (ظاہری باطنی) کمالوں میں ایسے مقام پر پہنچے کہ اس سے اوپر ترقی کا نام ونشان نہیں۔''

نیز امام محمد عبدالرؤف مناوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جملہ **(یقول لم ار قبله ولا بعدهٗ مثله)** کی تشریح کرتے ہیں:۔

وَالْمَعْنٰی مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّصِفَهٗ وَصْفًا تَامًّا بَالِغًا فَیَعْجِزُ عَنْ وَصْفِهٖ فَیَقُوْلُ (لَمْ اَرَقَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ) مَنْ یُّسَاوِیْهِ سِیْرَةً وَّصُوْرَةً خَلْقًا وَخُلْقًا (شرح شمائل جلد ا۔صفحہ ۲۸۔۲۹)

''اور اس کا معنی اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص حضور کے مکمل اور وصف تمام کے بیان کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو آخر عاجز آکر یہی کہتا ہے کہ حضور سے پہلے اور حضور کے بعد میں نے کوئی ایسا نہ دیکھا جو سیرت اور صورت، خلق اور خُلق میں حضور کے مثل اور برابر ہو۔''

امام مناوی فرماتے ہیں:۔

اِنَّ هِنْدًا اِنَّمَا وَصَفَهٗ عَلٰی جِهَةِ التَّمْثِیْلِ تَقْرِیْبًا لِلطَّالِبِ وَاِلَّا فَکُلُّ وَصْفٍ یُعَبِّرُ بِهِ الْوَاصِفُ فِیْ حَقِّهٖ خَارِجٌ عَنْ صِفَتِهٖ وَلَا یَعْلَمُ کَمَالَ حَالِهٖ اِلَّا خَالِقُهٗ (شرح شمائل مناوی، جلد ا صفحہ ۳۳)

''صحابی ہند نے جو حضور کا وصف بیان کیا یہ بصورت تمثیل ہے طالب کے ذہن کی طرف نقشہ کو قریب کرنے کے لئے ورنہ جو وصف بھی واصف حضور کے حق میں بیان کرے وہ حقیقۃً اُن کی صفت سے خارج ہیں اور حضور کا کمال حال خالق تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

امام مناوی حضرت زید رضی اللہ عنہ کے اس جملہ فَقَالَ مَاذَا اُحَدِّثُکُمْ کے ماتحت فرماتے ہیں، جو انہوں نے حضور کے شمائل وفضائل کے پوچھنے والوں کے جواب میں کہا تھا:۔

فَاِنَّ شَمَائِلَهٗ لَا يُحَاطُ بِهَا وَاِنِ انْتَهٰى بِهَا الْمُحَدِّثُ اِلٰى اَقْصَى الْغَايَةِ فَكُلُّ غُلُوٍّ فِیْ حَقِّهٖ تَقْصِيْرٌ فَلَا يُمْكِنُ لِاَحَدٍ الْاِحَاطَةَ بِهَا بَلْ وَلَا بِبَعْضِهَا مِنْ حَيْثُ الْحَقِيْقَةِ وَالْكَمَالِ فَاَفَادَهُمْ بِهٰذَا التَّعَجُّبِ مَا وَقَعَ فِیْ خَاطِرِهِمْ مِنْ طَلَبِ الْاِحَاطَةِ بِهَا

(شرح شمائل للمناوی جلد ۲،صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱)

''بے شک حضور کے شمائل کا احاطہ نہیں ہوسکتا اگر چہ محدث کتنا انتہا کو کیوں نہ پہنچے پس ہر غلو حضور کے حق میں تقصیر ہے (وہ غلو درحقیقت غلو نہیں بلکہ کمی ہے۔مقامِ سید عالم اس سے برتر اور بلند و اعلیٰ ہے) تو حضور کے کل شمائل اور فضائل کا احاطہ کسی کے لئے ممکن نہیں تو حضرت زید نے سائلین کے دلی خیال احاطۂ اوصاف سید عالم پہ تعجب کا اظہار کیا۔''

عارف امام ربانی عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:۔

وَبِالْجُمْلَةِ فَاَوْصَافُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَةُ لَا تُحْصٰى وَلَا تُحْصَرُ (کشف الغمہ جلد ۲،صفحہ ۵۱، ۵۲)

''اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حسنہ شمار اور حصر سے خارج ہیں۔''

نیز امام شعرانی فرماتے ہیں:۔

اِعْلَمْ اَنَّ جَمِيْعَ الْكَرَامَاتِ وَالْخَصَائِصِ الْوَاقِعَةِ فِیْ هٰذَا الْعَالَمِ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالَى الدُّنْيَا لِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحُكْمِ الْاِصَالَةِ وَاِنْ وَقَعَ شَیْءٌ مِّنْهَا لِخَوَاصِ الْخَلْقِ فَذَالِکَ بِحُكْمِ التَّحِيَّةِ فِی الْاِرْثِ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(کشف الغمہ جلد ۲۔صفحہ ۴۲، ۴۳ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۴)

''اس بات پہ یقین رکھ کہ اس عالم میں واقع ہونے والی تمام کرامات اور خصائص جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بحکم اصالت ثابت ہیں اور ان میں سے جو کچھ خواص خلق کے لئے واقع ہوا تو یہ حضور کی وراثت میں بحکم تابعداری ان کو ملا۔''

نیز امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ كُلَّ مَا مَالَ اِلٰى تَعْظِيْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ الْبَحْثُ فِيْهِ وَلَا الْمُطَالَبَةُ بِدَلِيْلٍ خَاصٍّ فِيْهِ فَاِنَّ

ذٰلِکَ اَدَبٌ فَقُلْ مَاشِئْتَ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبِیْلَ الْمَدْحِ لَاحَرَجَ

(کشف الغمۃ جلد ۲ صفحہ ۴۳ و جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۵۴)

''پھر اس بات پر یقین رکھ کہ ہر (قول، فعل، تقریر، تحریر) وہ چیز جو حضور کی تعظیم کی طرف مائل ہو کسی کو لائق نہیں کہ اس میں بحث کرے اور نہ لائق ہے کہ اس جزئیہ پر دلیل خاص کا مطالبہ کرے کیونکہ یہ بلاشک وشبہ بے ادبی ہے تو جو جی چاہے حضور کے حق میں بطریق مدح بیان کر اس میں کسی قسم کا حرج نہیں صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وجَمِیْعِ مَادِحِیْہِ خصوصاً علی الشعرانی والنبھانی''۔

(نوٹ:۔ یہی عبارت میری اس تالیف کا نقش اوّل اور سنگ بنیاد اور محرک ہے ہر مسلمان اس کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔ مولیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے:(1))

علامہ نبہانی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں:۔

فَحَقِیْقَۃُ فَضْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُدْرِکُھَا اِنْسَانٌ وَحَسْبُکَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَبِیْبُ الرَّحْمٰنِ وَنَتِیْجَۃُ جَمِیْعِ الْاَکْوَانِ فَقُلْ فِیْ حَقِّہٖ ھُوَ عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ ثُمَّ لَا حَرَجَ عَلَیْکَ مَھْمَا بَالَغْتَ فَلَنْ تَبْلُغَ مَایَجِبُ لَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مِنَ الْاَوْصَافِ الْحِسَانِ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْاِمَامَ الْبُوْصِیْرِیَّ حَیْثُ یَقُوْلُ

دَعْ مَاادَّعَتْہُ (اِلٰی) فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَشْعَارَ الثَّلَاثَۃَ مِنَ الْبُرْدَۃِ۔ (جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۳)

''کوئی انسان حضور کے فضل کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا تجھے اس قدر کافی ہے کہ آپ اللّٰہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور تمام مخلوق کا نتیجہ ہیں تو حضور کے حق میں ''عبداللّٰہ اور رسول اللّٰہ'' کہنے کے بعد جب بھی جتنا مبالغہ کرے تو تجھ پر کوئی الزام نہیں کیونکہ تو ہرگز ان اوصاف حسان تک نہ پہنچے گا جو حضور کے لئے ثابت ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ امام بوصیری پر رحم فرمائے۔ کیا خوب فرمایا:۔

1۔ وما یفعلہ بعض الناس من النزول بقرب من المدینہ والمشی الی ان یدخلھا حسن وکل ما کان دخل فی الادب والاجلال کان حسنا کذا فی فتح القدیر۔

(ترجمہ) اور بعض لوگوں کا مدینہ منورہ کے قریب سواری سے اتر جانا اور پیدل چل کر مدینہ شریف میں داخل ہونا اچھا ہے اور ہر وہ کام جو ادب و تعظیم رسول ﷺ میں داخل ہو وہ اچھا ہے اسی طرح فتح القدیر میں ہے۔ (فتاویٰ عالم گیری جلد ۱، صفحہ ۲۶۵)

دَ عْ مَا ادَّعَتْهُ سے تین شعر قصیدہ بردہ والے جو پہلے گذر چکے ہیں"۔

نیز شیخ نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اَلَّذِیْ لَیْسَ فَوْقَهٗ فِی الْکَمَالِ اِلَّا اللّٰهُ وَمَهْمَا کَانَتْ فَهِیَ لَا تَخْرُجُ عَنْ کَوْنِهَا مِنْ جُمْلَةِ مَقْدُوْرَاتِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۴)

حضور ﷺ ایسی ذات ہیں کہ ان سے اوپر کمال میں اللہ تعالیٰ ہی ہے جب یہ بات ہے تو جو کمال بھی حضور کے لئے ثابت کریں وہ رب العلمین کے مقدورات سے خارج نہ ہوگا۔

امام ابوالحسن ماوردی (متوفی ۴۵۰ھ) حضور کے اخلاق کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

لَمْ تُنْدَرْ فَتَعَدَّ وَلَمْ تُحْصَرْ فَتُحَدَّ (جواہر البحار، جلد ۱۔ صفحہ ۹۶)

"وہ قلیل نہیں جو گنے جائیں اور ان کا حصر نہ ہوا جو حد لگائے جائیں (یعنی بے شمار اور بے حد ہیں)"۔

نیز امام ابوالحسن ماوردی (متوفی ۴۵۰ھ) حضور کے اقوالی درر و جواہر کے متعلق فرماتے ہیں:۔

وَلَا یَاْتِیْ عَلَیْهِ اِحْصَاءٌ وَّلَا یَبْلُغُهٗ اسْتِقْصَاءٌ۔

(جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۱۰۰)

"نہ ان پر احصاء شمار آتی ہے اور نہ ان تک انتہاء پہنچتی ہے یعنی نہ ان کی انتہاء ہے۔"

نیز امام ماوردی فرماتے ہیں:۔

هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ هَلْ یُدْرِکُ شَاوُهٗ مِنْ هٰذِهٖ شُذُوْرٌ مِّنْ فَضَائِلِهٖ وَیَسِیْرٌ مِنْ مَّحَاسِنِهِ الَّتِیْ لَا یُحْصٰی لَهَا عَدَدٌ وَّ لَا یُدْرِکُ لَهَا اَمَدٌ۔

(جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۰۳)

"افسوس افسوس کتنی دوری ہے کیا حضور کے کمالات میں سے کسی کی غایت کا ادرک کیا جا سکتا ہے اور آپ کے ان فضائل میں سے بعض چھوٹے موتیوں اور ان محاسن میں سے کچھ کا ادراک ہو سکتا ہے کہ جن کے لئے عدد کا احصاء نہیں اور جن کی غایت کا ادراک نہیں۔"

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (متوفی ۶۳۸ھ) فتوحات شریف میں فرماتے ہیں:۔

فَعَایَنَ مَا لَا یَقْدِرُ الْخَلْقُ قَدْرَهٗ وَاَیَّدَهُ الرَّحْمٰنُ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی۔

(لیلۃ المعراج جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۴۳)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج وہ دیکھا کہ مخلوق اس کے اندازہ لگانے پر قادر نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی عروہ وثقیٰ سے تائید کی۔''

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مَا یَکُوْنُ سَبَبُ الْاِسْتِحْقَاقِ فَاِنَّهٗ بِقَدَرِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَفِعْلُ الْعَبْدِ مُتَنَاهٍ فَیَکُوْنُ الْاِسْتِحْقَاقُ الْحَاصِلُ بِسَبَبِهٖ مُتَنَاهِیًا اَمَّا التَّفَضُّلُ فَاِنَّهٗ نَتِیْجَةُ کَرَمِ اللّٰهِ وَکَرَمُ اللّٰهِ غَیْرُ مُتَنَاهٍ فَیَکُوْنُ تَفَضُّلُهٗ اَیْضاً غَیْرُ مُتَنَاهٍ فَلَمَا دَلَّ قَوْلُهٗ اَعْطَیْنٰکَ عَلٰی اَنَّهٗ تَفَضُّلٌ لَا اسْتِحْقَاقٌ اَشْعَرَ ذٰلِکَ بِالدَّوَامِ وَالتَّزَایُدِ اَبَدًا

(تفسیر کبیر جلد ۷، صفحہ ۷۰۵، مطبوعہ مصر ۱۲۸۹ھ) جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۷۵)

''بے شک وہ چیز جو بسبب استحقاق ہو تو اس کا اندازہ بقدر استحقاق لگایا جاتا ہے اور بندہ کا فعل متناہی ہے تو اس کے سبب سے جو استحقاق حاصل ہوگا وہ بھی متناہی ہوگا اور بہر حال تفصیلاً عطا کرنا وہ تو کرم خداوندی کا نتیجہ ہے اور اللہ کا کرم غیر متناہی ہے تو اس کا تفضل بھی غیر متناہی ہے تو جب اللہ کے قول اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ نے اس بات پر دلالت کی ہے کہ یہاں محبوب کو یہ عطیہ تفضیلاً ہے نہ کہ استحقاقاً تو اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ عطیہ دائمی ہے اور ہمیشہ بڑھتا رہے گا۔'' (خلاصہ یہ ہے کہ اس میں غیر متناہی عطیہ کا بیان ہے)''

نیز امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:۔

وَفَضَائِلُهٗ اَکْثَرُ مِنْ اِنْ تُعَدَّ وَ تُحْصٰی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(تفسیر کبیر جلد ۸، صفحہ ۷۰۷ و جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۱۷۶، مطبوعہ مصر ۱۲۸۹ھ)

''حضور کے فضائل احصاء وشمار سے زیادہ ہیں۔''

نیز امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:۔

وَمُعْجِزَاتُهٗ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصٰی وَتُعَدَّ

(تفسیر کبیر جلد ۸، صفحہ ۷۰۹ جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۷۸)

''حضور کے معجزات احصاء اور شمار سے زائد ہیں۔''

امام عزالدین بن سلام (متوفی ۶۶۰ھ) فرماتے ہیں کہ حضور انبیاء سے افضل اور انبیاء خواص و افاضل ملائکہ سے افضل۔ تو حضور دو درجوں و مرتبوں سے ملائکہ سے افضل۔

پھر فرماتے ہیں:۔

لَایُعْلَمُ قَدْرُ تِلْکَ الرُّتْبَتَیْنِ وَشَرَفُ تِلْکَ الدَّرَجَتَیْنِ اِلَّا مَنْ فَضَّلَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ عَلٰی جَمِیْعِ العٰلَمِیْنَ

(بدایۃ السوال فی تفضیل الرسول، صفحہ ۴۷، ۴۸ مطبعۃ الشرق)

''ان دونوں رتبوں اور درجوں کے قدر و شرف کو کوئی نہیں جانتا مگر وہ جس نے تمام جہانوں پر خاتم النبیین اور سید المرسلین کو فضیلت بخشی۔''

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:۔

وَاَمَّا الْمُعْجِزَاتُ غَیْرُہٗ فَلَا یُمْکِنُ حَصْرُھَا اَبَدًا

(جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۱۹۸)

''قرآن شریف کے علاوہ حضور کے بقیہ معجزات کا بھی کبھی حصر نہیں ہوسکتا۔''

امام شیخ عبدالعزیز دیرینی (متوفی ۶۹۴ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فَضَائِلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ تُحْصٰی وَمُعْجِزَاتُہٗ وَمَنَاقِبُہٗ وَ مَحَاسِنُہٗ لَا تُسْتَقْصٰی فَبَالِغْ وَاَکْثِرْ لَنْ تُحِیْطَ بِوَصْفِہٖ وَاَیْنَ الثُّرَیَّا مِنْ یَدِ الْمُتَنَاوِلِ نَعَمْ ذِکْرُہٗ یَزِیْدُ فِی الْاِیْمَانِ وَیُضِیْءُ الْقُلُوْبَ وَالْاَسْرَارَ بِاَنْوَارِ الْعِرفَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ مَحَبَّتَہٗ مَشْرُوْطَۃً بِمَحَبَّتِہٖ وَطَاعَتُہٗ مَنُوْطَۃً بِطَاعَتِہٖ وَذِکْرُہٗ مَقْرُوْنًا بِذِکْرِہٖ وَبَیْعَتُہٗ مَقْصُوْدَۃً بِبَیْعَتِہٖ الخ۔ (جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۲۰۵)

''حضور کے فضائل شمار سے زائد ہیں اور آپ کے معجزات اور مناقب اور محاسن کی انتہاء نہیں تو حضور کی تعریف میں مبالغہ کر اور زیادہ سے زیادہ بیان کر تو ہرگز ان کی وصف کا احاطہ نہیں کرسکتا ثریا کہاں اور شامل ہونے والے کا ہاتھ کہاں ہاں حضور کا ذکر ایمان بڑھاتا ہے اور قلوب و اسرار کو نورِ عرفان سے منور کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کو حضور کی محبت سے مشروط کیا اور اپنے ذکر کو ان کے ذکر سے ملایا اور اپنی بیعت کو مقصود بنایا ان کی بیعت سے۔''

نیز امام دیرینی (متوفی ۶۹۴ھ) حضور کے اجابت ادعیہ کے بعض واقعات کے بعد فرماتے ہیں:۔

وَھٰذَا الْبَابُ اَعْظَمُ مِنْ اَنْ یُّحْصٰی۔

''یہ باب احصا اور شمار سے بہت بڑا ہے''۔ (جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۰۹)

امام حافظ ابو الفتح محمد بن سید الناس (متوفی ۷۳۴ھ) فرماتے ہیں:۔

وَمُعْجِزَاتُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ یُّحْصِرُھَا اَوْ یَجْمَعُھَا دِیْوَانٌ۔ (جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۲۱)

''حضور کے معجزات اس سے زیادہ ہیں کہ اُن کا حصر ہو سکے یا اُن کو کوئی دفتر جمع کر سکے۔''

امام ابن الحاج (متوفی ۷۳۷ھ) حضور تو حضور، حضور کے مدینہ منورہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

فَلَا یُمْکِنُ اَنْ تُحْصَرَ فَضِیْلَةُ ذَالِکَ وَلَا یُقْدَرُ قَدْرُھَا۔

(جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۲۸)

''کہ اس کی فضیلت کا حصر ممکن نہیں اور نہ اس کے قدر و مرتبہ کا اندازہ ہو سکتا ہے۔''

امام عارف محقق عبد الکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ (متولد ۷۶۷ھ، متوفی ۸۰۵ھ) فرماتے ہیں:۔

اَللّٰهُ حَسْبِیْ مَا لِاَحْمَدَ مُنْتَھٰی وَبِمَدْحِهٖ قَدْ جَاءَ نَا فُرْقَانُهٗ

حَاشَاهُ لَمْ تُدْرَکْ لِاَحْمَدَ غَایَةٌ اِذْ کُلُّ غَایَاتِ النُّھٰی بِدَایَتُهٗ

(انسان کامل جیلی جلد ۲، صفحہ ۴۷ مطبع مصطفےٰ البابی قاہرہ مصر ۱۳۷۵ھ۔ جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۴۳)

''اللہ کافی گواہ ہے کہ احمد ﷺ کا کوئی منتہیٰ نہیں ان کی مدح میں ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا قرآن آیا

خدا کی پناہ، حضور کی غایت کا ادراک نہ ہوا اس لئے کہ عقول کی ہر غایت اور انتہا سے تو حضور کی ابتداء ہے''۔

امام عبد الکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۸۰۵ھ) فرماتے ہیں:۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی لِلْاَنْبِیَاءِ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّھُمْ لَمْ یُدْرِکُوا الْکَمَالَاتِ الْمُحَمَّدِیَّةَ حَتّٰی تَکُوْنَ لَھُمْ مَشْھُوْدَةٌ وَسَبَبُ ذٰلِکَ اَنَّ الْفَرْعَ لَا سَبِیْلَ لَهٗ اَنْ یُّحِیْطَ بِالْاَصْلِ (جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۴۷)

وَالْاَحَادِیْثُ الْوَارِدَةُ فِی الْکَمَالَاتِ الْمُحَمَّدِیَّةِ کَثِیْرَةٌ لَّا یُحْصٰی۔

(جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۵۳۔ از جیلی رحمہ اللہ)

''اور اللہ تعالیٰ کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ارشاد کہ (لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ) تم ضرور

بالضرور میرے حبیب پر ایمان لانا اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرنا‘‘۔ اس بات کی دلیل ہے کہ اُنہوں نے کشف سے کمالات محمدیہ کا ادراک نہیں کیا کہ ان کے سامنے ہوں اور اس کا سبب یہ ہے کہ فرع کے لئے اس بات کا کوئی راستہ نہیں کہ اصل کا احاطہ کر سکے‘‘۔

کمالات محمدیہ میں اس قدر حدیثیں وارد ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔

فَاِنَّ فِیْ کُلِّ صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهِ الْخَلْقِیَّةِ اَسْرَارًا جَمِیْلَةً وَمَعَانِیَ جَلِیْلَةً لَا یُمْکِنُ شَرْحُهَا (جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۲۵۵، از جیلی)

’’بے شک حضور کی صفات پیدائشی میں سے ہر صفت میں اس قدر اسرار جمیلہ اور معانی جلیلہ ہیں کہ ان کی شرح ممکن نہیں۔‘‘

امام عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

لَا یُطِیْقُ اَنْ یَّرَاهُ عَلٰی مَا هُوَ عَلَیْهِ اَحَدٌ سِوَاهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِکَ سِرُّ اتِّصَافِهِ بِصِفَاتِ اللّٰهِ الْمُعَبَّرِ عَنْهَا بِقَوْلٍ لَا یَعْلَمُ مَا هُوَ اِلَّا هُوَ فَافْهَمْ۔ (جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۲۵۷)

’’حضور ﷺ کو جیسا کہ ہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ سوائے حضور ﷺ کے اور یہی صفات خداوندی سے اتصاف کا راز ہے جو اس قول سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ اس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ سمجھ جا‘‘۔

وَاَنْهَارُ اَوْصَافِ مُحَمَّدِیَّةٍ وَاللّٰهِ لَتَجِلُّ عَنِ الْاِحْصَاءِ بِطَرِیْقِ الْحَصْرِ فَاِنَّهُ لَا یَسْتَوْفِیْ حَصْرَ ذٰلِکَ اَحَدٌ بِعِلْمٍ وَلَا اِدْرَاکٍ۔

(جواہر البحار از عارف جیلی، جلد ۱، صفحہ ۲۵۷)

’’اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک حضور کے اوصاف بطریق شمار احاطہ سے زیادہ ہیں۔ علم اور ادراک سے کوئی ان کا حصر نہیں کر سکتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم‘‘۔

وَکَیْفَ یُحْصِرُهَا الْعُلَمَاءُ وَتَحْوِیْهَا الْکُتُبُ وَهِیَ مِنْ فَوْقِ الْحَصْرِ وَوَرَاءِ الْغَایَةِ وَالنِّهَایَةِ۔

(جواہر البحار، جلد ۱، صفحہ ۲۵۸ نقلہ عن عارف جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ)

’’علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا کیسے حصر کریں اور کتب ان کو کیسے جمع کریں حالانکہ وہ حصر سے زائد ہیں اور غایت اور نہایت سے وراء الوراء ہیں۔‘‘

امام نبھانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

عُلُوُّ قَدْرِهٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی دَرَجَةٍ لَّا یُمْکِنُ اَنْ تَتَصَوَّرَهَا عُقُوْلُنَا الْقَاصِرَةُ وَمَعَ ذٰلِکَ فَقَدْ اَقَرُّوْا وَاعْتَرَفُوا (الْاَئِمَّةُ الْعَارِفُوْنَ) بِاَنَّهُمْ لَمْ یُدْرِکُوا الْحَقِیْقَةَ الْمُحَمَّدِیَّةَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی مَاهِیَ عَلَیْهِ عِنْدَ رَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ۔ (جواہر البحار جلد ا۔ صفحہ ۲۵۹)

''حضور کی بلندیٔ مرتبہ اس درجہ پر ہے کہ ہمارے عقول قاصرہ کے لئے اس کا تصور ممکن نہیں۔ اسی لئے بڑے بڑے ائمہ اور عارفوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم نے حقیقت محمدیہ کو جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے نہ پایا۔''

حضور نے قوت بصر سے اُمورِ دُنیا و آخرت کا مشاہدہ کیا۔

وَالْاَحَادِیْثُ فِیْ هٰذَا الْبَابِ کَثِیْرَةٌ لَّا تُحْصٰی۔

(جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۶۳ از جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ)

''اس باب میں حدیثیں بہت ہیں، ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔''

نیز حضور کے غفران کے متعلق بھی یونہی فرماتے ہیں۔ (صفحہ مذکورہ)

امام عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:۔

لِاَنَّهٗ ذُوالْکَمَالِ الَّذِیْ لَا یَتَنَاهٰی اَنَّ الْمَتِیْنَ هُوَ ذُوالْکَمَالِ الْوَاسِعِ الَّذِی لَایَتَنَاهٰی وَلَا شَکَّ اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَوْصُوْفٌ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ (جواہر البحار جلد ا۔ صفحہ ۲۶۶)

''بے شک حضور صفتِ خداوندی (متین) سے بھی متحقق ہیں کیونکہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیر متناہی کمال والے ہیں اور متین کے معنی غیر متناہی کمال والا بلا شک حضور اس صفت سے موصوف ہیں۔''

امام حجۃ الانام فخر اسلام شیخ احمد قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۲۳ھ) کی ایک ایمان افروز عبارت بمع شرح محقق زرقانی:۔

(لَوْ اَعْمَلْنَا اَنْفُسَنَا فِیْ حَصْرِهَا لَفَنَی الْمَدٰی فِیْ ذِکْرِهَا) اَیْ لَانْتَهَی الْعُمْرُ وَفَرَغَ فِیْ عَدِّهَا وَلَمْ یُحِطْ بِهَا (وَلَوْبَالَغَ الْاَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ فِیْ اِحْصَاءِ مَنَاقِبِهٖ لَعَجَزُوْا عَنِ اسْتِقْصَاءِ مَاحَبَاهُ الْکَرِیْمُ بِهٖ مِنْ

مَّوَاهِبِهٖ وَلَكَانَ الْمُسْلِمُ بِسَاحِلِ بَحْرِهَا مُقْصِرًا عَنْ حَصْرِ بَعْضِ فَخْرِهَا وَلَقَدْ صَحَّ لِمُحِبِّيْهِ(1)) اَمْكَنَهُمْ (اَنْ) يَّقُوْلُوْا قَوْلاً يُّقْبَلُ مِنْهُمْ وَلاَ يَكْذِبُوْنَ فِيْهِ كَانَ (يَنْشُدُوْا فِيْهِ) قَوْلَ ابْنِ الْفَارِضِ (وَعَلٰى تَفَنُّنِ(2) وَاصِفِيْهِ لِنَعْتِهٖ(3) يَفْنَى الزَّمَانُ وَفِيْهِ مَالَمْ يُوْصَفُ وَاَنَّهٗ لَخَلِيْقٌ بِمَنْ(4) يَنْشُدُ فِيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَ الْخُنْسَاءِ الَّتِيْ شَهِدَ لَهَا النَّابِغَةُ الذِّبْيَانِيُّ بِاَنَّهَا اَشْعَرُ النَّاسِ وَقَدْ اَسْلَمَتْ وَصَحِبَتْ

فَمَا بَلَغَتْ كَفُّ امْرِئٍ مِتَنَاوِلاً مِنَ الْمَجْدِ اِلاَّ وَالَّذِىْ نَالَ اَطْوَلَ
وَلاَ بَلَغَ الْمَادِحُوْنَ فِي الْقَوْلِ مَدْحَهٗ وَلَوْ حَذَقُوْا اِلاَّ الَّذِىْ فِيْهِ اَفْضَلُ

وَلِلّٰهِ دَرُّ اِمَامِ الْعَارِفِيْنَ سَيِّدِىْ مُحَمَّدْ وَفَا فَلَقَدْ شُفِيَ(5) بِقَوْلِهٖ

وَكَفٰى مَاشِئْتَ قُلْ فِيْهِ فَاَنْتَ مُصَدِّقٌ فَالْحُبُّ يَقْضِىْ وَالْمَحَاسِنُ تَشْهَدُ

وَلَقَدْ اَبْدَعَ الْاِمَامُ الْاَدِيْبُ شَرَفُ الدِّيْنِ الْبُوْصِيْرِىُّ(6) حَيْثُ قَالَ

دَعْ مَاادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِىْ نَبِيِّهِمٖ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمٖ وَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَاشِئْتُ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ حَدٌّ فَيُعْرِبُ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٖ

اِذْ اَوْصَافُهٗ لاَ تُحْصٰى وَفَضَائِلُهٗ لاَ تُسْتَقْصٰى (يَعْنِىْ اَنَّ الْمَدَّاحُوْنَ انْتَهُوْا اِلٰى اَقْصَى الْغَايَاتِ وَالنِّهَايَاتِ لاَ يَصِلُوْنَ اِلٰى شَاوِهٖ(7) اِذْ لاَ حَدَّ لَهٗ وَيُحْكٰى اَنَّهٗ رُؤِىَ الشَّيْخُ عُمَرُ بْنُ الْفَارِضِ فِى الْمَنَامِ فَقِيْلَ لِمَ لاَ مَدَحْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

اَرٰى كُلَّ مَدْحٍ فِى النَّبِيِّ مُقَصَّرًا وَاِنْ بَالَغَ الْمُثْنِىْ عِلَيْهِ وَاَكْثَرَا

1۔ لبعض محبیہ جواہرالبحار جلد ۲، ص۸
2۔ای تنوع ۱۲ف
3۔فی الجواھر بوصفہ۱۲ف
4۔فی الجواھر ان ینشد فیہ
5۔ھذا لفظ الجواھر وفی الزرقانی کفٰی وشفٰی بقولہ ۱۲ف
6۔ھذا فی الجواھر المواھب''الابوصیری''وخطاہ الزرقانی ۱۲ف
7۔الٰی غایتہ ۱۲ف

اِذَا اللّٰهُ اَثْنٰی (1) بِالَّذِیْ هُوَ اَهْلُهٗ عَلَیْهِ فَمَا مِقْدَارُ مَا یَمْدَحُ الْوَرٰی

قَالَ الشَّیْخُ بَدْرُ الدِّیْنِ الزَّرْکَشِیُّ وَلِهٰذَا لَمْ یَتَعَاطَ فُحُوْلُ الشُّعَرَاءِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ کَاَبِیْ تَمَامٍ وَالْبُحْتَرِیِّ وَابْنِ الرُّوْمِیِّ مَدْحَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مَدْحُهٗ عِنْدَهُمْ اَصْعَبَ مَایُحَاوِلُوْنَهٗ فَاِنَّ الْمَعَانِیَ دُوْنَ مَرْتَبَتِهٖ وَالْاَوْصَافَ دُوْنَ وَصْفِهٖ(2) وَکُلُّ غُلُوٍّ فِیْ حَقِّهٖ تَقْصِیْرٌ فَیَضِیْقُ عَلَی الْبَلِیْغِ مَجَالُ النَّظْمِ وَعِنْدَ التَّحْقِیْقِ اِذَا اعْتَبَرْتَ جَمِیْعَ الْاَمْدَاحِ الَّتِیْ فِیْهَا غُلُوٌّ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی مَنْ فُرِضَتْ لَهٗ وَجَدْتَّهَا صَادِقَةً فِیْ حَقِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی کَاَنَّ الشُّعَرَاءَ اِذَا حَاوَلُوا الثَّنَاءَ عَلٰی اَحَدٍ بِاَکْمَلِ الصِّفَاتِ وَصَفُوْهُ بِبَعْضِ اَوْصَافِ صِفَاتِ الْمُصْطَفٰی الْمُمْکِنِ ثُبُوْتُهَا لِلْمَمْدُوْحِ وَکَاَنَّهُمْ عَلٰی صِفَاتِهٖ یَعْتَمِدُوْنَ لِاَنَّهٗ غَایَةُ طَاقَتِهِمْ وَاِلٰی مَدْحِهٖ کَانُوْا یَقْصُدُوْنَ۔

مواہب لدنیہ مقصد رابع و زرقانی شرح مواہب جلد ۵ ،صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۴ او جواہر البحار شریف جلد ۲ صفحہ ۸ و جلد ۲ صفحہ ۹ طبع مصر)

"اگر ہم اپنے نفسوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور کرامات و فضائل کے حصر میں استعمال کریں اور خرچ کریں (تو ان کا اختتام نہ ہوگا ان کے ذکر ہی میں غایت و انتہا فنا ہو جائے گی) یعنی ان کرامات کے شمار کرنے میں عمر فنا ہو جائے گی اور ختم ہو جائے گی اور اُن کا احاطہ بھی نہ ہوگا اگر سب پہلے پچھلے حضور کے مناقب کے شمار کرنے میں مبالغہ کریں تو احاطہ سے عاجز آ جائیں گے جو کچھ اللہ کریم نے اپنے مواہب سے ان کو عطا فرمائے اور حضور کے فضائل کے دیار کے کنارے پر نازل ہونے والا سید عالم کے بعض قابل فخر مناقب کے حصر سے بھی عاجز ہوگا اور حضور کے محبین کے لئے یہ صحیح ہے۔ یعنی ان کو یہ بات سمجھنی ہے کہ ایسا قول کریں ان سے یہ قبول کیا جائے گا اور اس میں جھوٹے نہ ہوں گے یا ان کی تکذیب نہ کی جائے گی کہ ابن الفارض کا قول حضور کے حق میں پڑھیں:

"حضور کی نعت پاک میں واصفین محبوب خدا کے تنوع (یعنی انواع کثیرہ سے مدح کرنے) کے باوجود حضور کے اوصاف و فضائل ختم نہ ہوں گے اور زمانہ فنا ہو جائے گا"

---

1. بنحو قوله تعالیٰ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۰۴۔ ۱۲ فیضی غفرلہٗ

2۔ ای حقیقة صفاته الحمیدة فان وصفوه بها قصروا فی حقه ۱۲ از زرقانی۔ ۱۲ ف

اور بلاشک محبوب خدا اس کے بھی مستحق ہیں کہ ان کے حق میں یہ پڑھا جائے یعنی خنساء نامی عورت کا قول پڑھا جائے جس کے لئے نابغہ نے یہ گواہی دی تھی کہ وہ سب لوگوں سے شعر کہنے میں بڑھ کے ہے وہ مسلمان اور صحابیہ ہے

''مردِ متناول کا ہاتھ اس مجد تک نہیں پہنچا کہ جس کو حضور نے پایا بلکہ وہ بہت دور ہے اجل اور اعظم ہے قول میں ہدایت یافتہ باوجود حاذق ہونے اور تعریف کی باریکیوں کے جاننے کے محبوب خدا کی مدح تک نہ پہنچے کیونکہ جو وصف حضور میں ہے وہ ان کے بیان کردہ اوصاف سے فاضل اور اتم و اکمل ہے''۔

خدا خوش رکھے امام العارفین میرے سردار محمد وفا کو کہ اُنھوں نے اپنے اس شعر سے شفا بخشی اور اُن کا یہ قول کافی ہے

''محبوب خدا کی مدح وثنا میں جو مرضی آئے جو جی چاہے بیان کر تیری تصدیق کی جائے (مدح سید عالم میں کوئی قول قابل رد نہ ہوگا۔ بلکہ قابلِ تصدیق ہوگا) کیونکہ عارفوں کے دل والی محبوب خدا کی محبت، مبالغہ سے اور بڑھ چڑھ کر تعریف کرنے کا حکم کرتی ہے اور پیارے حبیب کے محاسن شریف اس تیری بیان کردہ وصف کے حق ہونے پر گواہی دیتے ہیں''۔

امام ادیب شرف الدین بوصیری نے کتنی ہی بے عیب بات کہی وہ اس طرح فرماتے ہیں

''نصاریٰ والی بات اپنے نبی کے حق میں نہ کہنا (محبوب خدا کو خدا نہ کہنا) پھر اس کے بعد جو مرضی آئے جو تیرا جی چاہے محبوب خدا کی مدح میں بیان کر اور نبی کے دشمن سے جھگڑا کر اور حضور کی ذات کی طرف جو شرف اور بزرگی چاہے منسوب کر۔ اور حضور کے قدر و منزلت اور رتبہ کی طرف جو عزت و عظمت اور تعظیم و رفعت چاہے منسوب کر کیونکہ حضور کے فضل کی کوئی حد نہیں۔ کوئی نہایت اور غایت وانتہا نہیں فضل محبوب خدا بے حد و بے شمار اور غیر متناہی ہے تو کوئی بولنے والا نہ ان کو بیان کر سکتا ہے اور نہ ظاہر کر سکتا ہے''۔

اس لئے کہ آپ کے اوصاف شریفہ بے شمار ہیں اور فضائل رفیعہ غیر متناہی ہیں مدح کرنے والے اگرچہ غایات اور نہایات کے اعلیٰ مرتبہ اور انتہا کو بھی پہنچ جائیں تب بھی ان کی غایت تک نہ پہنچیں گے۔ اس لئے کہ ان کی کوئی حد نہیں۔ اور یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ شیخ عمر بن فارض کو نیند میں دیکھا گیا تو اُن سے کہا گیا کہ آپ نے صراحۃً حضور کی مدح کیوں نہ کی؟ تو آپ نے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

''میں حضور کے حق میں ہر تعریف کو کم دیکھتا ہوں اگر چہ تعریف کرنے والا کتنا ہی مبالغہ سے تعریف کرے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی وہ تعریف کی ہے کہ جس کے وہ اہل تھے تو (رب کی تعریف کے مقابل) مخلوق کی تعریف کی کیا مقدار؟ کیا قدرومنزلت اور اس کا کیا ٹھکانا؟''

شیخ بدرالدین زرکشی نے فرمایا اسی لئے بڑے بڑے متقدمین شعراء (جیسے ابوتمام، حبیب بن اوس طائی صاحب دیوان حماسہ (متوفی ۲۲۸ھ) اور ابوعبادہ، ولید بن عبید بحتری، ابو العباس علی بن رومی) نے آپ کی تعریف نہ کی کیونکہ ان کے نزدیک ان سب عنوانوں (جن پہ رنگ نظم میں طبع آزمائی کرتے) سے مدح سید عالم والاعنوان نہایت صعب وسخت تھا۔ (اِس عنوان کے لئے الفاظ ومعانی کی دنیا تنگ ہے اور عقل ووہم وقیاس کا گھوڑا لنگ ہے۔فیضی) بے شک معانی ان کے مرتبہ سے کم ہیں اور اوصاف بیان کردہ آپ کے حقیقی وصف سے کم ہیں، ہر غلو حضور کے حق میں تقصیر اور کم ہے تو بلیغ پر نظم کی جولان گاہ تنگ ہو جاتی ہے اور از روئے تحقیق ان سب مدحوں اور تعریفوں کو جن میں دوسروں کی نسبت غلو ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اعتبار کرے تو تو اُن کو سچا پائے گا یہاں غلو کا نام ونشان نہ ہوگا حتیٰ کہ جب شعراء کسی کی تعریف اکمل صفات سے کرتے تو ممدوح کو حضور کی ان بعض صفات سے موصوف کرتے جن کا ثبوت ممدوح کے حق میں ہوتا ہے گویا کہ وہ ان کی صفات پر اعتماد کرتے کیونکہ یہ اُن کی طاقت کی غایت ہوتی اور ان کی مدح کا قصد کرتے۔''

نیز محقق زرقانی الشیخ الحلی کا یہ شعر نقل کرتے ہیں۔

دَعْ مَا تَقُوْلُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّہِمِ   مِنَ التَّغَالِیْ وَقُلْ مَا شِئْتَ وَاحْتَکِمِ

(زرقانی جلد ۵، صفحہ ۱۰۴)

''جو غلو نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کیا (ابن اللہ کہنا) اس کو چھوڑ کر باقی جو چاہے حضور کے حق میں بیان کر اور نبی کے دشمن سے جھگڑا کر۔''

امام قسطلانی اصالۃً محقق زرقانی شرحاً شیخ نبہانی نقلاً کرتے ہیں:۔

فَلَا یَکَادُ یَاْخُذُ الْعَدُّ مُعْجِزَاتِہٖ وَلَا یَحْوِی الْحَصْرُ بَرَاہِیْنَہٗ

(مواہب لدنیہ مقصد رابع زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۶۷، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۴)

''نہ حضور کے معجزات کا شمار ہوسکتا ہے اور نہ آپ کے براہین ودلائل کا حصر ہوسکتا ہے۔''

نیز وہی فرماتے ہیں:۔

وَزَادَهُ مِنْ لَطَائِفِ التُّحَفِ وَنَفَائِسِ الطُّرَفِ مَا لَا يُحَدُّ وَلَا يُعَدُّ۔

(مواہب زرقانی جلد ۸، صفحہ ۳۳۹، جواہر البحار، جلد ۲، صفحہ ۳۷)

''اللہ تعالیٰ نے حضور کو بے حد اور بے شمار لطیف تحفوں اور نفیس نوادر سے نوازا۔''

عارف ربانی امام شعرانی نے فرمایا:۔

وَبِالْجُمْلَةِ فَاَوْصَافُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَةُ لَا تُحْصٰى وَلَا تُحْصَرُ (کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۱۔ ۵۲، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ٦٦)

''خلاصہ یہ ہے کہ حضور کے اوصاف غیر محاط اور غیر محصور ہیں۔''

امام حافظ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۹۷۳ھ) حضور کی ترقی حسی بیان فرمانے کے بعد ترقی معنوی کا ذکر کرتے ہیں:۔

وَالْمَعْنَوِيُّ وَهُوَ التَّنَقُّلُ مِنْ كُلِّ صِفَةٍ كَامِلَةٍ عَظِيْمٍ اِلٰى صِفَةٍ اُخْرٰى وَخُلُقٍ اٰخَرَ اَكْمَلَ وَاَعْظَمَ وهٰكَذَا اِلٰى مَا لَا غَايَةَ لَهٗ۔

(شرح ہمزیہ، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ٦٦)

''اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ترقی معنوی یہ ہے کہ ہر صفت کاملہ اور خُلقِ عظیم سے ہر اس دوسری صفت اور دوسرے خلق کی طرف منتقل ہونا جو پہلے کی بہ نسبت اکمل اور اعظم ہے اور اسی طرح انتقال کا سلسلہ جاری ہے جس کی کوئی غایت اور انتہا نہیں:۔''

امام ابن حجر کا ارشاد:۔

واعمالهم المتضاعفة له تضاعفاً يفوق الحصر لان كل عامل يتضاعف له صلى الله عليه وسلّم بحسب عمله وكذلک كل واسطة بينه وبينه لانه الدال للكل ومن دل على خير فله مثل اجر فاعله بكل حال يتضاعف له بحسب يتضاعف من بعده ويضاعف للنبى صلى الله عليه وسلّم بحسب تضاعف الجميع وهذا شىء يقصر عن ادراک كثرته العقل ثم عصر مقامه المحمود و شفاعته العظمٰى فى فصل القضاءِ ثم عصر بقية شفاعاته ثم عصر حوضه ثم عصر وسيلته وفضيلته التى يعطاها

فی الجنة مما لا تدرک غایة ولا تعد نهایة۔

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۷۴)

''متبعین سید عالم (ﷺ) کے اعمال حضور کے حق میں اتنا قدر تضاعف اور ازدیاد میں ہیں کہ ان کا حصر نہیں ہوسکتا وہ حصر سے اوپر ہیں اس لئے کہ ہر عامل اپنے عمل کے مطابق حضور کے لئے دو چند کرتا ہے اور اسی طرح فریقین کے درمیان والا واسطہ کیونکہ ہر ایک کو نیکی پر دلالت کرنے والے حضور ہیں اور جو کسی عمل خیر پر دلالت کرے تو اس کے لئے بھی فاعل کی مثل اجر ہے۔ ہر حالت میں دال کے لئے مابعد کی دو چندگی کے مطابق دو چندگی ہوگی اور حضور کے لئے تمام تضاعفوں (دو چندگیوں) کے مطابق تضاعف اور ازدیاد ثابت ہوگا۔ یہ ایسی شے ہے کہ عقل اس کی کثرت کے ادراک سے قاصر ہے پھر حضور کے مقام محمود والا زمانہ اور فصل خطاب میں شفاعت عظمیٰ والا زمانہ پھر بقیہ شفاعات والا زمانہ پھر آپ کے حوض والا زمانہ، پھر وسیلہ اور فضیلت والا زمانہ جو جنت میں عطا ہوں گے یہ ان چیزوں سے ہیں کہ جن کی غایت کا ادراک نہیں کیا جاسکتا اور جن کی نہایت کی حد نہیں لگائی جاسکتی۔''

نیز فرماتے ہیں:۔

ولاشک ان علومه و معارفه متزایدة متفاوتة الی ما لا نهایة له۔

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۷۴)

''اور بے شک حضور کے علوم و معارف میں لامتناہی ازدیاد اور ترقی ہے لہٰذا ہر لحظہ زیادتی ہے۔''

نیز امام ابن حجر فرماتے ہیں:۔

اجتمع فیه صلی اللّٰه علیه وسلّم من خصال الکمال وصفات الجلال والجمال ما لا یحصره حد ولا یحیط به عد۔

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۸۶)

''حضور ﷺ میں اتنی کمال کی خصلتیں اور جلال و جمال کی صفتیں جمع ہیں بے حد اور بے شمار ہیں۔''

نیز فرماتے ہیں:۔

وعلم من كلام عائشة رضى اللّٰه تعالىٰ عنها ان كمالات خلقه صلى اللّٰه عليه وسلّم لا تتناهى كما ان معانى القرآن لا تتناهى وان التعرض لحصر جزئياتها غير مقدور للبشر۔

(جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۸۶)

''اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کلام (كان خلقه القرآن کہ حضور کا خلق قرآن ہے) سے معلوم ہوا کہ حضور کے کمالات اخلاقیہ غیر متناہی ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے معانی غیر متناہی ہیں اخلاق نبوی کے جزئیات کے حصر کا تعرض ایسی چیز ہے کہ انسان کی قدرت وطاقت سے خارج ہے۔''

نیز فرماتے ہیں:۔

وبالجملة فقد اوتى صلى اللّٰه عليه وسلّم مثلهم(1) وزاد بخصائص لا تحصى اعلاما انه صلى اللّٰه عليه وسلّم الممد لهم دائما۔

(جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۸۹)

''خلاصہ یہ ہے کہ حضور کو انبیاء کرام کے معجزات کی مثل معجزات بھی ملے اور اتنے خصائص ملے کہ جن کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ اس بات کو بتانے کے لئے کہ حضور ہمیشہ سب انبیاء کرام کو امداد دینے والے ہیں۔''

نیز فرماتے ہیں:۔

اعلم ان من تمام الايمان به صلى اللّٰه عليه وسلّم اعتقاد انه لم يجتمع فى بدن آدمى من المحاسن الظاهرة ما اجتمع فى بدنه صلى اللّٰه عليه وسلّم (جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۸۹)

''جاننا چاہیے بے شک تمام اور تکمیل ایمان سے ہے یہ عقیدہ رکھنا کہ کسی آدمی کے بدن میں اتنے محاسن ظاہرہ جمع نہ ہوئے جتنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بدن میں جمع ہیں۔''

نیز ارشاد فرمایا:۔

ومن ثم نقل القرطبى عن بعضهم انه لم يظهر تمام حسنه صلى اللّٰه عليه وسلّم والا لما اطاقت اعين الصّحابة النظر اليه صلى

1۔ای مثل معجزات الانبیاء۔ ۱۲ ف صفحہ ۱۵۳

اللّٰہ علیہ وسلّم (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۸۹)

"اور اسی لئے امام قرطبی نے بعض ائمہ سے یہ نقل کیا کہ حضور کا مکمل حسن ظاہر نہ ہوا۔ ورنہ صحابہ کرام کی آنکھوں کو آپ کی طرف دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی۔"

نیز امام حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:۔

قال تعالی وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وروی مسلم انه صلی اللّٰه علیه وسلّم کان یقول فی دعائه واجعل الحیاة زیادة لی فی کل خیر وطلب کون الفاتحة اوغیرها زیادة فی شرفه طلب لزیادة علمه وترقیه فی مدارج کمالاته العلیة وان کان کماله من اصله قد وصل الغایة التی لم یصل الیها کمال مخلوق فعلم ان کلا من الآیة الشریفة والحدیث الصحیح دال علی ان مقامهٗ صلی اللّٰه علیه وسلّم وکماله یقبل الزیادة فی العلم والثواب وسائر المراتب والدرجات وعلی ان غایات کماله لاحد لها ولا انتهاء بل هو دائم الترقی فی تلک المقامات العلیة والدرجات السنیة بما لا یطلع علیه ولا یعلم کنهه الا اللّٰه تعالیٰ۔

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۹۔ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۹۷۔ وجلد ۲۔ صفحہ ۱۰۰)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اے محبوب تم کہو اے رب مجھے علم میں زیادہ کر اور امام مسلم نے روایت کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی دعا میں کہتے تھے اے اللہ تعالیٰ! میری زندگی کو میرے لئے ہر خیر میں زیادہ کر اور حضور کے شرف میں زیادتی کے لیے فاتحہ یا غیر فاتحہ کا طلب کرنا حضور کی زیادتی علم اور کمالات عالیہ کے مدارج میں ترقی کا طلب کرنا ہے اگرچہ حضور کا کمال اصل سے اس غایت پر ہے کہ اس تک مخلوق کا کمال نہیں پہنچتا تو معلوم ہوا کہ آیت شریفہ اور حدیث صحیح ہر دو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور کا مقام اور کمالِ علم اور ثواب اور تمام مراتب اور درجات میں زیادتی کو قبول کرتا ہے اور نیز اس بات پر بھی دلالت ہے کہ حضور کے کمال کی غایات کی کوئی حد نہیں اور نہ انتہا ہے بلکہ حضور اُن کمالاتِ عالیہ اور درجات رفیعہ میں ہمیشہ ترقی کر رہے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی آپ کی کُنہ (حقیقت) کو جانتا ہے"۔

قال الشيخ الامام ابن حجر المكی اعلم ان نبینا صلی اللّٰہ علیه وسلّم وهو اشرف المخلوقات و اکملهم فهو فی کمال وزیادة ابدا یترقّٰی من کما ل الی کمال الی ما لا یعلم کنهه الا اللّٰہ تعالٰی

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۱۔الفیضی غفرلہ ۱۲)

امام ابن حجر حضور کی افضلیت کی تیسری وجہ بیان فرماتے ہیں:۔

وبالمعجزات التی لاتحصر ولاتفنی

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۳۰ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۰۱)

''اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان معجزات کی وجہ سے بھی افضل ہیں جن کا نہ شمار ہوسکتا ہے اور نہ وہ فنا ہوسکتے ہیں''۔

حضرت امام شیخ علی نور الدین حلبی صاحب سیرۃ (متوفی ۱۰۴۴ھ) فرماتے ہیں:۔

فیکف بمن فاق النبیین رفعة واضحی سماء لا تطاوله سما تقاصر مدح الناس عن مدح من علا علی المدح عبداللّٰہ وهو حبیبه محمد المختار حتی کانما مدیح جمیع العلمین یعیبه۔

(جواہر البحار جلد ۲۔صفحہ ۱۱۹)

''تو اس ذات تک کیسے رسائی ہوسکتی ہے جو بلندی میں تمام انبیاء کرام سے سبقت لے گئے اور شرف کے ایسے آسمان ہوئے کہ بلندی ان کے حضور لمبائی نہیں ظاہر کرسکتی لوگوں کی تعریفیں اس ذات کی مدح سے قاصر ہیں جو مدح سے بلند ہوگئے جو اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے حبیب ہیں حضور محمد مختار ہیں ﷺ حتیٰ کہ تمام جہان والوں کی تعریفیں ان کی رفعت کے مدنظر گویا کہ عیب ہیں۔''

امام عبدالرؤف مناوی (متوفی ۱۰۳۰ھ) اس حدیث صحیح کنت نبیاو آدم بین الروح والجسد ۔ کنت اول الناس فی الخلق و آخرهم فی البعث کے ماتحت فرماتے ہیں:۔

قد جعل اللّٰہ حقیقته صلی اللّٰہ علیه وسلّم تقصر عقولنا عن معرفتها وافاض علیها وصف النبوة من ذلک الوقت۔

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۶۱)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کو اس طرح کیا کہ ہماری عقلیں

اس کی معرفت سے قاصر ہیں اور اسی وقت سے اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدی پہ وصف نبوت کا فیضان کیا۔''

نیز امام مناوی فرماتے ہیں:۔

ولما اجتمع فیه من کمال الخصال و صفات الجلال والجمال ما لا یحصره عد ولا یحیط به حد اثنی اللّٰه علیه به فی کتابه بقوله تعالٰی وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ فوصفه بالعظم وزاده فی المدحة بذکر "علی" المشعرة باستعلائه علی محاسن الاخلاق واستیلائه علیها فلم یصل الیها مخلوق۔ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۶۲)

''اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کمال خصال اور صفات جلال و جمال اس قدر جمع ہوئے جو بے شمار اور بے حد ہیں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان کی تعریف ان الفاظ سے کی (وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ) اور بے شک آپ خلقِ عظیم کے مالک ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضور کے خُلق کو عظمت سے موصوف کیا اور زیادتی مدح کے لئے لفظ (علی) لائے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور محاسن اخلاق کے اوپر بلند اور حاکم ہیں تو اُن تک مخلوق نہیں پہنچی۔''

نیز امام مناوی فرماتے ہیں:۔

وکان صلی اللّٰه علیه وسلّم احسن الناس صورة وسیرةً واجود الناس بکل ماینفع مما لایحصی کثیرة لانه تخلّق بصفات اللّٰه تعالٰی۔ (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۶۳)

''اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صورۃً اور سیرۃً تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے اور ہر نفع دینے والی چیز میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ جن کا بوجہ کثرت کے شمار نہیں ہوسکتا اس لیے کہ حضور صفاتِ خداوندی کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے''۔

فمعجزاته لا تحصی و حیا ای قرآنا

'' حضور کے قرآنی معجزات کا شمار بھی نہیں ہوسکتا۔''

(جواہر البحار، جلد ۲، صفحہ ۱۸۸، نقل عن المناوی)

علامہ فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ (گیارھویں صدی کے امام) فرماتے ہیں:۔

وانقطع عنه حس کل ملک وانسی کما ذکره ابن سبع فی شفائه۔ (مطالع المسرات، جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۱۹۵)

''شب معراج ترقی سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت ہر فرشتہ اور ہر انسان کی حس اس طرح منقطع ہوگئی جیسا کہ ابن سبع نے شفا میں ذکر کیا۔''

شہاب خفاجی حنفی (متوفی ۱۰۶۹ھ) کا ارشاد مقدس:۔

قوله تعالیٰ (فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَآ أَوْحَىٰ) قصد تعالیٰ انه اوحی الیه صلی اللّٰه علیه وسلّم باسرار عجیبة بواسطة غیر البشر وبغیر واسطة لا یمکن تفصیلها ولا تقدر العقول علی ادراک حقائقها۔

(جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۲۱۱)

''اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول (فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَآ أَوْحَىٰ) سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی طرف اتنے اور ایسے اسرارِ عجیبہ بلا واسطہ وحی کئے جن کی تفصیل ممکن نہیں اور عقلیں ان کی حقیقتوں کے ادراک سے عاجز ہیں۔''

غوث دباغ (متوفی ۱۱۳۰ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

وقد ارتقی فی النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم الی حد لا یبلغ کنهه۔

(ابریز شریف، جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۲۹۴)

''حضور ﷺ کا راز اس قدر بلند ہے کہ کوئی اس کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتا۔''

نیز فرمایا:۔

(وتضاء لت الفهوم) ای اضمحلت فیه صلی اللّٰه علیه وسلّم (فلم یدرکه سابق) وهم الانبیاء (ولا لاحق) وهم الاولیاء

(ابریز شریف جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۲۹۶،۲۹۵)

''حضور ﷺ کے حق میں فہم مضمحل ہوگئے نہ حضور کو سابقین یعنی انبیاء پاسکے اور نہ لاحقین یعنی اولیاء پاسکے۔''

امام شیخ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۴۳ھ) کا مقدس ارشاد:۔

وما رام احد منهم بذلک بلوغ معرفة قدر الرسول الکریم ذی القدر العظیم وما یعلمه الا الخبیر العلیم هیهات ان یبلغ احد من

الخلق بمقاله وان وفی بعض احوال الرسول المصطفٰی انما یحومون حول الحمی ولا یلحق احد بیده السماء۔

(جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۳۱۷)

"واصفین سید عالم میں سے کسی نے بھی اس بات کا ارادہ نہ کیا کہ وہ اپنی اس بیان کردہ مدح وثناء سے رسول کریم صاحبِ قدرِ عظیم کی قدر ومنزلت کی معرفت تک پہنچتا اللہ تعالیٰ خبیر وعلیم کے سوا کوئی حضور کے قدر ومرتبہ کو نہیں جانتا کتنا دوری ہے اس سے کہ مخلوق سے کوئی حضور کے بعض احوال تک پہنچے اپنی کلام سے اگر چہ پوری کلام لائے مداحین تو اس چراگاہ کے اردگرد منڈلا رہے ہیں کسی کا ہاتھ اس بلند آسمان تک نہیں پہنچتا"۔

قال (العارف النابلسی) رضی اللّٰہ عنہ عند قولہ(تضاء لت الفھوم فلم یدرکہ منا سابق ولا لاحق) اشار رحمہ اللّٰہ تعالیٰ الی خفی سرہ و روحانیۃ الاحمدیۃ ورفع قدر صورتہ المحمدیۃ اذ حقیقۃ ذلک لم یدرکھا احد بفھمہ ولا یحیطون بشئی من علمہٖ الا بما شاء اللّٰہ من ظواھر الامور دون بواطنھا وجلیھا دون خفیھا فالفھوم کلت والعقول وقفت وتضاء لت عن درک خفی سرہ ولا وقوف علی حقیقتہٖ فی ھذہ الدار بل عن فھم حقیقۃ الرسل علیھم الصلوٰۃ والسّلام فیکف سیدھم و امامھم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم۔ (جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۳۱۹)

"صاحبِ صلوٰۃ مشیشہ کے اس جملہ (تضائلت الفھوم الخ) کی تشریح میں عارف نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صاحبِ صلوٰۃ نے حضور کے مخفی راز اور روحانیۃ احمدیہ اور صورت محمدیہ کے قدر کی رفعت کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ اس کی حقیقت کو کسی نے اپنی فہم سے نہ جانا اور نہ وہاں کی کسی شے کا احاطہ کر سکتے ہیں مگر جس قدر اللہ تعالیٰ چاہے تو صرف ظاہر اور جلی اُمور سے بعض کا انکشاف ہوتا ہے نہ بواطن اور خفی اُمور کا۔ فہمیں تھک گئیں، عقلیں رُک گئیں اور پگھل گئیں حضور کے مخفی راز کے پانے اور اس دار میں حضور کی حقیقت پر مطلع ہونے سے بلکہ رُسل کی حقیقت کے سمجھنے سے پھر ان کے سردار اور امام کا کیا کہنا۔"

عارف باللہ تعالیٰ سید عبدالرحمٰن العیدروس رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۹۲ھ) فرماتے ہیں:۔

ولایعرف قدرہ حقیقة غیر مولاہ عزوجل

(جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۳۴۰)

''اللہ تعالیٰ کے سوا حضور کے مرتبہ کو حقیقۃً کوئی نہیں پہچانتا۔''

نیز یہی حضرت فرماتے ہیں:۔

ولولا ان اللّٰہ تعالیٰ ستر جمال صورتہٖ بالھیبة والوقار لما استطاع احد النظر الیہ بھذہ الابصار الدنیویة الضعیفة ومن ثم قال بعضھم ما ادرک الناس منہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم الا علی قدر عقولھم البشریة فما ظھر لھم من ذالک فھو من نعمة اللّٰہ علیھم لیعرفوا قدرہ ویعظموا امرہ وما خفی علیھم من امرہ فھو رحمة اللّٰہ تعالیٰ بھم اذ لو ظھر لھم مع عدم قیامھم بالحقوق لکان فتنة لھم واللّٰہ تعالیٰ ارسلہ رحمة للعالمین فکانت النعمة فیما ظھر والرحمة فیما استتر وما احسن ما قیل فیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم

واجمل منک لم ترقط عینی　　واکمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأً من کل عیب　　کا نک قد خلقت کما تشاء

فھذا من قبیل صورتہ الظاھرة واما حقیقتہ فلا یعلمھا الا اللّٰہ تعالیٰ کما قال صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لسیّدنا ابی بکر رضی اللّٰہ عنہ والذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقة غیر ربی و من ثم قال سید التابعین اویس القرنی رضی اللّٰہ عنہ مارای اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم الا ظلہ فقیل ولا ابن ابی قحافة قال ولا ابن ابی قحافة۔ (جواہرالبحار جلد ۲ صفحہ ۳۴۷)

''اور اگر اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے جمال صورت کو ہیبت اور وقار سے نہ ڈھانپتا تو کوئی ان دنیوی ضعیف آنکھوں سے حضور کو نہ دیکھ سکتا اسی لئے بعض ائمہ نے فرمایا کہ لوگوں نے حضور کا ادراک نہ کیا مگر اپنے بشری عقول کی مقدار پر وہاں سے جو ان کے لئے ظاہر ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہے ان پر تا کہ لوگ حضور کا قدر جانیں اور حضور کے معاملہ کی تعظیم کریں اور جو کچھ حضور کے معاملہ سے ان پہ مخفی ہے تو وہ ان پہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اس

لئے کہ وہ اگر ظاہر ہوا اور وہ ان کے حقوق کی رعایت نہ کر سکیں تو ان کے لئے یہ فتنہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا تو جو کچھ حضور کے معاملہ سے ظاہر ہوا وہ نعمت ہے اور جو چھپا وہ رحمت ہے حضور کے حق میں کیا خوب کہا گیا ہے

''آپ سے اجمل میری آنکھ نے نہ دیکھا اور آپ سے اکمل کسی عورت نے نہ جنا آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے گویا آپ اپنی چاہت کے مطابق پیدا کئے گئے''۔

یہ بھی آپ کی ظاہر صورت کے اعتبار سے کہا گیا ہے اور رہی آپ کی حقیقت تو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا مجھے حقیقۃً میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا اسی لئے سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور کے اصحاب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے نہ دیکھا مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ تو کہا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے بھی سایہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا فرمایا ہاں ابوبکر نے بھی''۔

عارف عیدروس شیخ کبیر عارف باللہ تعالیٰ محمد بن احمد بلخی قدس سرّہ کے عالم مشاہدہ سے ایک پرکیف مشاہدہ وواقعہ حاضری نقل کرتے ہیں۔ جس میں شیخ بلخی سے آخر میں یہ منقول ہے:

فسمعت قائلا يقول اذا اشتاقت الملائكة المقربون والانبياء والمرسلون والاولياء المحبوبون الىٰ رؤية محمد صلى الله عليه وسلّم ينزل من مقامه الاعلىٰ عند ربه الذى لايستطيع النظر اليه احد فى هذا المقام فتضاعف انوارهم برؤيته وتزكوا احوالهم بمشاهدته ويعلو مكانهم ومقاماتهم ببركته ثم يعود الىٰ الرفيق الاعلىٰ الخ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۴۹۔۳۵۰)

''تو میں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ جب فرشتے اور انبیاء اور مرسلین اور اولیاء محبوبین حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دیدار کا شوق کرتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اس قربِ خداوندی والے مقام اعلیٰ سے نزول کرتے ہیں جس میں کوئی آپ کی طرف نظر کی طاقت نہیں رکھتا تو حضور کے دیکھنے سے اُن کے انوار زیادہ ہوتے ہیں اور حضور کے مشاہدہ سے ان کے حالات کا تزکیہ ہوتا ہے اور حضور کی برکت سے ان کا مکان

اور مقامات بلند ہوتے ہیں۔ (ان کو دیدار سے نوازنے کے بعد) پھر حضور رفیق اعلیٰ کی طرف عود کرتے ہیں۔''

علامہ سلیمان جمل (متوفی ۱۲۰۴ھ) کا ارشاد:۔

ان الفضيلة خصوصية اختص بها صلى الله عليه وسلّم فى دارالآخرة من المعانى العجيبة والاوصاف الغريبة التى ادخرها له مولاه سبحانه و تعالىٰ مما لايخطر بالعقول ولا يحصل لاكابر الفحول۔ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۸۷)

''بے شک فضیلت ایک ایسا درجہ ہے جس سے دار آخرت میں حضور مختص ہیں یہ ایک وہ خصوصیت ہے جس کے عجیب معانی اور عجیب اوصاف ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے حضور کے لئے ذخیرہ کیا ہے اور جو عقلوں میں نہیں آ سکتا اور بڑے بڑے فحول اس کو حاصل نہیں کر سکتے۔''

نیز وہی علامہ سلیمان جمل فرماتے ہیں:۔

ومعجزاته كثيرة وبراهينه قوية غزيرة لاتعد ولاتحصى۔

(جواہر البحار، جلد ۲۔ صفحہ ۳۸۷)

''اور حضور کے معجزات کثیر ہیں اور آپ کے دلائل قوی ہیں بہت ہیں بے شمار اور بے حد ہیں۔''

شیخ سید عبداللہ میرغنی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۲۰۷ھ) فرماتے ہیں:۔

(فاعجز الخلائق) بماحواه صلى الله عليه وسلّم من الحقائق والعلوم والد قائق وبما تجلى به من الانوار الربانية والدقائق التى فى بحرها يغرق كل بحر رائق فسبحان من خصه بما شاء من العلوم واعجز جميع خلقه بمنطوقه والمفهوم ورحم الله العارف البوصيرى حيث قال

وتلقى من ربه كلمات   كل علم فى شمسهن هباء

زاخر بالعلوم يغرق فى   قطراتها العالمون والحكماء

وكيف لا يعجز الخلاق كنهه و وصفه وهوالمتصف بسائر الكمالات والمتحقق باعلى المقامات۔ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۴۱۰)

''تو مخلوق کو عاجز کر دیا بسبب اس چیز کے کہ جمع کیا ہے اس کو حضور نے حقائق اور علوم ودقائق سے اور بسبب ان انوار ربانیہ اور باریکیوں کے جو حضور پر متجلی ہوئے اور وہ اس قدر وسیع اور عمدہ ہیں کہ تمام خالص دریا اس میں غرق ہو جائیں تو پاکی ہے اُس ذات کے لئے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس قدر علوم سے چاہا خاص کیا اور جس نے تمام مخلوق کو حضور کے منطوق اور مفہوم سے عاجز کر دیا اللہ تعالیٰ عارف بوصیری پہ رحم فرمائے کیا خوب فرمایا

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے ایسے کلمات سیکھے کہ تمام علم ان کلمات کے سورج کے سامنے ذرّے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کا ایسا چھلکتا ہوا بھرا ہوا سمندر ہے کہ جس کے قطرات میں علماء اور حکماء غرق ہو جاتے ہیں''۔

اور مخلوق کیسے حضور کی کنہ اور وصف سے عاجز نہ ہو حالانکہ حضور تمام کمالات سے متصف ہیں اور اعلیٰ مقام سے محقق ہیں۔''

نیز الامام العارف باللہ تعالیٰ السید عبداللہ میر غنی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۰۷ھ) فرماتے ہیں:۔

(وله تضاء لت الفهوم فلم يدركه منا سابق ولا لاحق) اى ولاجل كماله صلى الله عليه وسلّم وعظمته تضاغرت الفهوم فلم تدرک شيئا من حقيقته وتحافرت الادراكات فلم تفهم شيئا من كمال حاله و صفته فكل من رام شيئاً من ذالک رجع خاسئ الطرف عما هنالک وكل من قصد ذوق انواره عاد معترفا بعجزه واحتقاره وكل من نوى شم تلک الرائحة الطيبة انحلت نياته و عزماته العيبة فالكل فى بحر عجزه و نقصه غارق فلم يدركه منا سابق ولا لاحق وكيف يدرک من كان خلقه القرآن و ذاته من نور ذات الرحمٰن ومن له كل مراتب الاحسان وهو الحبيب الاكرم والمخصوص بالتجلى الاعظم،ومن هنا قال بعض العارفين رحمهم الله اجمعين لو انكشفت حقيقته صلى الله عليه وسلّم للخلق لارتدوا جميعا اذ من كانت صفاته صفات الرحمٰن وذاته من نور ذات المنان وهو تدرک بالحواس و

العیان لایختلف فی معبودیته اثنان ومن هنا اختلف الناس فی الادیان لما ظهر لهم من تجلیه فی الجمادات والحیوان ولکن سبحان اللّٰه الحنان المنان الذی حفظ من شاء من عباده بالدلیل والبرهان۔ وحجز من احب بالیقین والعیان فاذا کان الامر کذلک فلیس الی ادراکه صلی اللّٰه علیه وسلّم من سبیل بل ولا الی شمه رائحة حقیقة السید النبیل ولکن غایة التحقیق والادراک انه سید المرسلین والاملاک صلی اللّٰه علیه وسلّم وما احسن قول صاحب البردة رحمه اللّٰه تعالیٰ۔

اعیا الوری فهم معناه فلیس یری　　للقرب والبعد فیه غیر منفحم

کالشمس تظهر للعینین من بعد　　صغیرة وتکل الطرف من امم

وکیف یدرک فی الدنیا حقیقته　　قوم نیام تسلوا عنه بالحلم

فمبلغ العلم فیه انه بشر　　وانه خیر خلق الله کلهم

ومن کان هذا شانه وصفاته کیف یمکن وصفه ونعته ام کیف یمدح حاله وذاته ولذا لما رای بعض الاخیار سلطان العشاق العارف باللّٰه سیّدی عمر بن الفارض امده اللّٰه بمدده الفائض فقال له لم لا مدحت النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم ای بالتصریح والا فنظمه لیس هو الا فی الحضرة الالهیة اوالمکانة النبویة فقال رضی الله عنه

اری کل مدح فی النبی مقصر　　اوان بالغ المثنی علیه واکثرا

اذا اللّٰه اثنی بالذی هو اهله　　علیه فما مقدار ماتمدح الوریٰ

وقال ابن خطیب الاندلس یعنی لسان الدین رحمه اللّٰه تعالیٰ۔ مدحتک آیات الکتاب فما عسی۔ یثنی علي علیاک نظم مدیحی۔ واذا کتاب اللّٰه اثنی مفصحاً۔کان القصور قصار کل فصیح۔ فعلم بهذا انه لو بالغ الاولون والاخرون فی احصاء مناقبه لعجزوا عن استقصاء ماحباه به مولاه الکریم من مواهبه ولکان

المسلم بساحل بحرها۔ مقصرا عن حصر بعض فخرها ولقد
صح لمحبیه ان انشدوا فیه صلی اللّٰہ علیه وسلّم

وعلى تفنن واصفيه بحسنه   يفنى الزمان و فيه ما لم يوصف
وانه لجدير بقول القائل   فما بلغت كف امرئ متناولا
من المجد الا والذى نال اطول   ولا بلغ المهدون فى القول مدحة
ولا صفة الا الذى فيه افضل

وقال البدر الزركشي ولهذا لم يتعاط فحول الشعراء المتقدمين
كابى تمام والبحترى وابن الرومى مدحه صلى اللّٰه عليه وسلّم
وكان مدحه عندهم من اصعب ما يحاولونه(1) فان المعانى وان
جلت فهى دون مرتبته والاوصاف وان كملت دون وصفه وكل
غلو فى حقه تقصير ويضيق على البليغ النطاق فلا يبلغ الا قلامن
كثر واذا تقرر ذالک فاعلم ان من اعظم الواجبات على كل
مكلف ان يتيقن ان كمالات نبينا صلى اللّٰه عليه وسلّم لا تحصى
وان فضائله وصفاته الجميلة لا تستقصى وان خصائصه
ومعجزاته لم تجتمع قط فى مخلوق وان حقه صلى اللّٰه عليه
وسلّم على الكمل فضلا عن غيرهم اعظم الحقوق وانه لايقوم
ببعض ذلک الا من بذل وسعه فى اجلاله وتوقيره واعظامه
واستجلاء مناقبه وماثره وحكمه واحكامه وان المادحين لجنابه
العلى۔ والواصفين لكماله الجلى صلى اللّٰه عليه وسلّم۔ لم
يصلوا الا الى بعض من كل لا حد لنهايته وغيض من فيض لا
وصول الى غايته بل فى الحقيقة لم يمدحوه بوصف الا بحسب
فهمهم ذلک وجلت اوصافه صلى اللّٰه عليه وسلّم ان تكون
الاوراء كل ما هنالک فوصف العجز والتقصيرعم الجليل
والحقير۔ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲)

1۔حاول الشئ ارادہ۔ ۱۲ف

''افہام مضمحل ہوئے نہ سابق حضور کا ادراک کر سکے نہ لاحق یعنی کمال وعظمتِ محمدی کی وجہ سے فہمیں کوشش کر کر کے صغیر ونحیف ہوگئیں، حقیقت محمدیہ سے ایک ذرّہ کا بھی ادراک نہ کیا اور ادراکات نے (کھودا) یعنی بہت کچھ سوچا حضور کے کمال حال اور آپ کی صفت سے کچھ نہ سمجھا تو جس نے بھی آپ کے کمالات سے کچھ کے سمجھنے کا ارادہ کیا تو وہاں سے تھکی آنکھ والا ہو کے واپس لوٹا اور جس نے آپ کے انوار کے چکھنے کا ارادہ کیا تو وہ اپنے عجز و احتقار کا معترف ہوکر واپس لوٹا اور جس نے اس پاکیزہ خوشبو کے سونگھنے کی نیت کی اس کے ارادات اور نیات صیبہ کھل گئے ختم ہوگئے تمام کے تمام اپنے عجز ونقص کے دریا میں غرق ہوتے ہیں۔ہم سے کسی نے حضور کا (کما حقہ) ادراک نہ کیا نہ سابق نے نہ لاحق نے اور اس ذات کا ادراک کیسے ہو سکے جس کا خلق قرآن ہو اور جس کی ذات، ذات رحمٰن کے نور سے ہو اور جن کے لئے احسان کے کل مرتبے ثابت ہوں تو آپ حبیب کرم ہیں اور تجلی اعظم سے مخصوص ہیں اسی لئے تو بعض عارفوں نے فرمایا: ان سب پہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کھل جائے تو سب مرتد ہو جائیں گے اس لئے کہ جن کی صفتیں رحمانی صفتیں ہوں اور جن کی ذات اللہ تعالیٰ کے نور سے ہو اور وہ حواس اور معاینہ سے مدرک ہو، ان کی معبودیت میں دو شخص اختلاف نہیں کریں گے اسی وجہ سے لوگوں نے دینوں میں اختلاف کیا جب کہ ان کے لئے اس کی تجلی سے کچھ جمادات اور حیوانات میں ظاہر ہوا لیکن اللہ حنان منان کے لئے پاکی ہے جس نے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہا دلیل اور برہان سے محفوظ رکھا اور جس سے پیار کیا اسے یقین اور مشاہدہ کے ذریعہ سے منع کیا تو جب معاملہ ایسا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادراک کا کوئی چارہ نہیں بلکہ اس سید فاضل علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حقیقت کی خوشبو سونگھنے کی طرف بھی کوئی راستہ نہیں لیکن تحقیق اور ادراک کی غایت یہ ہے کہ حضور تمام رسولوں اور تمام بادشاہوں کے سردار ہیں صلی اللہ علیہ وسلّم صاحب قصیدہ بردہ کا قول کیا ہی اچھا ہے

''آپ کے کمالات دریافت کرنے میں ساری خلقت عاجز رہ گئی پس نہیں دکھائی دیتا قرب اور بُعد میں سوائے اپنے فہم کے عجز کے جیسے آفتاب کہ آنکھوں کو دور سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور قریب سے دیکھو تو آنکھ کو خیرہ کر دیتا ہے اور کیونکر دریافت کرے آپ کی حقیقت دنیا میں جو قوم کہ سوتی ہے اور خواب میں تسلی کئے ہوئے ہے۔سو علم کی رسائی تو اتنی ہے کہ وہ بشر

ہیں اور بے شک وہ اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں''۔

تو جس کی یہ شان اور یہ صفتیں ہوں ان کی نعت اور وصف کا بیان کیسے ممکن ہے یا اُن کے حال اور ان کی ذات کی کیسے تعریف کی جاسکتی ہے یہی وہ ہے کہ جب بعض اخیار نے سلطان العشاق عارف باللہ سیدی عمر ابن الفارض کو دیکھا تو کہا کیا وجہ ہے کہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہیں کی یعنی صراحۃً ورنہ آپ کی نظم یا بارگاہِ الوہیت کے حق میں ہے یا حضور کی تعریف میں تو آپ نے ان اشعار سے جواب دیا

''میں ہر مدح کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں کم دیکھتا ہوں اگر چہ تعریف کرنے والا (اپنے زعم میں) مبالغہ کرے اور بہت بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی کما حقہ تعریف کی ہے تو اب مخلوق کی تعریف کس شمار وقطار میں؟''۔

خطیب اندلس کے بیٹے لسان الدین مرحوم نے عرض کی: (یارسول اللہ) قرآن شریف کی آیات نے آپ کی مدح کی ہے تو اب میری مدحیہ نظم آپ کے بلند مراتب کو کیسے بیان کرسکتی ہے جب کتاب اللہ نے آپ کی فصاحت سے تعریف کی ہے تو اب ہر فصیح کی غایت قصور ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ بے شک اگر اگلے پچھلے سب حضور کے مناقب کے شمار میں مبالغہ کریں تو ان کمالات محمدیہ کا شمار و احاطہ نہ کرسکیں گے جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمائے کمالات سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر بے پید کنار کے ساحل میں غوطہ لگانے والا حضور کے بعض کمالات کے حصر سے بھی عاجز رہے گا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ حضور کے حق میں یہ شعر پڑھیں:

''حضور کے حسن کے بیان کرنے میں تفنن واصفین کے باوجود بھی زمانہ فنا ہو جائے گا اور حضور کے اوصاف بیان نہ ہوں گے بیشک آپ شاعر کے اس قول کا مصداق ہیں کسی مرد طالب مجد (بزرگی) کی ہتھیلی اس مقام تک نہ پہنچی کہ جس مقامِ مجد کو حضور ﷺ نے پایا حضور میں جو صفت ہے اس کے بیان تک تعریفی ہدیہ بھیجنے والے نہ پہنچ سکے''۔

بدر زرکشی نے فرمایا اسی لئے بڑے بڑے متقدمین شعراء جیسے ابوتمام اور بحتری اور ابن رومی نے حضور کی مدح میں غور وخوض نہ کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح ان کے نزدیک سخت ترین مرادات سے تھی کیونکہ معانی کتنے بڑے کیوں نہ ہوں وہ حضور کے مرتبہ سے کم ہیں اور اوصاف اگرچہ مکمل ہوں وہ حضور کے وصف سے قاصر ہیں اور جتنا غلو ہو وہ حضور

کے حق میں تقصیر ہے (مدح سید عالم ﷺ) میں بلیغ پر کمر بند تنگ ہو جاتا ہے تو وہ بلیغ کثیر سے صرف قلیل تک پہنچتا ہے اور جب یہ بات ثابت ہو چکی تو اے مخاطب! یقین کر کہ ہر مکلّف پر یہ واجب بڑے واجبوں سے ہے کہ اس بات پر یقین کرے کہ حضور کے کمالات بے شمار اور حضور کے فضائل اور صفاتِ جمیلہ بے انتہا ہیں اور حضور کے خصائص اور معجزات قطعاً کسی مخلوق میں جمع نہ ہوئے اور حضور کا حق چھوٹے تو چھوٹے بڑوں کاملوں پر اعظم حقوق سے ہے ان حقوق نبویہ سے بعض کو بھی ادا نہ کر سکے گا مگر وہ جو حضور کی تعظیم وتوقیر عظمت میں اور حضور کے مناقب و مآثر اور حکم واحکام بیان کرنے میں اپنی مکمل کوشش خرچ کرے گا اور بے شک حضور کی مدح کرنے والے اور حضور کے کمال کی تعریف کرنے والے نہ پہنچے مگر کل سے بعض کی طرف حضور ﷺ کے کمالات کی نہایت کی کوئی حد نہیں اور کثیر سے صرف قلیل تک پہنچے اور آپ کی غایت تک پہنچنا نہیں ہو سکتا بلکہ حقیقت میں اُنہوں نے جس وصف سے مدح کی وہ اپنے فہم کے اعتبار سے کی ہے اور حضور کے اوصاف اس سے بلند و بالا ہیں کہ ان سب کا احاطہ کر لیا جائے تو عجز اور قصور کا اعتراف واقرار چھوٹی بڑی وصف سب کو عام وشامل ہے۔"

نیز فرماتے ہیں:۔

واذفيه صلّى الله عليه وسلّم من الآيات الباهرة مالم يوجد فى غيره منهامثقال حبة من خردل بل ولا مقدار جوهر فرد من الرمل بل فى الحقيقة هو الدال على مولى الموالى

(جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۴۱۳)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اتنے فضائل وکمالات ہیں کہ ان میں سے رائی کے دانہ کے برابر بھی کسی غیر میں نہیں بلکہ ریت کے ٹیلے سے ایک دانہ کے برابر بھی کسی غیر میں نہیں بلکہ حقیقت میں مولی الموالی پر وہ دال ہیں"۔

اللهم صل على سيدنا محمد عرش رحمانيتك المستوى عليه ذات ربوبيتك (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۴۱۴۔ از میر غنی)

"اے اللہ ہمارے سردار محمد کریم پر درود بھیج جو تیری رحمانیت کے عرش ہیں جن پر تیری ذات ربوبیت مستوی ہے۔"

امام غزالی رحمہ اللہ کا ارشاد:۔

اعلم من شاهد احواله صلی اللّٰه علیه وسلّم من عجائب اجوبته فی مضائق الاسئلة وبدائع تدبیراته فی مصالح الخلق و محاسن اشاراته فی تفصیل ظاهر الشرع الذی یعجز الفقهاء والعقلاء عن ادراک اوائل دقائقها فی طول اعمارهم لم یبق له ریب ولا شک فی ان ذالک لم یکن کسبا بحیلة تقوم بها القوة البشریة بل لا یتصور ذالک الا باستمداد من تائید سماوی وقوة الٰهیة۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۶)۔

''یقین کر کہ جس نے حضور کے احوال کا مشاہدہ کیا (مثلاً سخت سوالوں میں عجیب جوابات دینا اور مصالح خلق میں شاندار تدبیریں اور اظہار شریعت کی تفصیل میں ایسے حسین و جمیل اشارات، کہ فقہاء و عقلاء ان کے دقائق کے اوائل کے ادراک سے تمام عمر عاجز رہے تو ان احوالِ نبویہ کے مشاہدہ کرنے والے کو اس بات کا یقین ہوگا اور ذرہ برابر شک نہ رہے گا کہ یہ کمالات کسی حیلہ و تدبیر سے کسب نہیں کئے گئے کہ جن کے حصول کی طاقت کسی بشر کو ہو بلکہ یہ تو صرف تائید سماوی اور قوتِ الٰہیہ کا فیضان ہے۔''

شیخ احمد صاوی کا مقدس ارشاد:۔

فعلم اٰدم لم یعجز الا الملائکة وعلمه صلی اللّٰه علیه وسلّم اعجز الاولین والآخرین۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۳)

''علمِ آدم علیہ السلام نے تو صرف ملائکہ کو عاجز کر دیا اور حضور کے علم نے تو اوّلین و آخرین کو عاجز کر دیا (صلی اللہ علیہ وسلم)''

نیز ارقام فرمایا:۔

(وله تضائلت الفهوم فلم یدرکه منا سابق ولا لاحق) ای تصاغرت افهام الخلائق عن ادراک حقیقة النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم لذالک قال علیه الصلوٰة والسلام لا یعلمنی حقیقة غیر ربی وهذا معنی قول البوصیری رحمه اللّٰه

اعیاء الوریٰ فهم معناه فلیس

يُرىٰ للقرب والبعدفيه غير منفحم

فلذلک علله بقوله فلم يدرکه منا سابق ولا لاحق ای معشر المخلوقين من اول الزمان الى الآخرة فلم يقف له احد على حقيقته فی الدنيا واما فی الآخرة فتدرک حقيقته صلى اللّٰه عليه وسلّم لكشف الحجاب عن الخلائق۔ (جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۳۳)

"افہامِ خلائق حضور کی حقیقت کے ادراک سے عاجز رہے۔ اسی لئے نہ سابق نے اس کا ادراک کیا، نہ لاحق نے یعنی خلقت کے ذہن حقیقت نبوی کے ادراک لئے چھوٹے واقع ہوئے، اسی لئے حضور نے فرمایا ہے۔" میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔ اور امام ابوصیری کے اس شعر اعیا الوریٰ کا معنی بھی یہی ہے یعنی حضور کی حقیقت کے فہم نے مخلوق کو عاجز کر دیا تو قرب و بعد میں سوائے اپنے فہم کے عجز کے کچھ دکھائی نہیں دیتا اسی لئے صاحب صلوٰۃ نے "فلم يدركه منا" الخ اس کو معلل کیا یعنی اوّل زمان سے لے کر آخر تک گروہ مخلوق سے کوئی دنیا میں آپ کی حقیقت پہ واقف نہیں ہاں آخرت میں آپ کی حقیقت کا ادراک ہوگا اس لئے کہ اس وقت مخلوق سے حجابات دور کر دیئے جائیں گے۔"

نیز شیخ عارف باللہ احمد صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

انه صلى اللّٰه عليه وسلّم احتوى على صفات جمالية ظاهرة وباطنة لا تدخل تحت حصر وصفات جلالية كذالک وقد تبحر فی ذلک العارفون قديما وحديثا كحسان(1) وكعب من الصحابة والبوصيرى والبرعى ولم يقفوا له صلى اللّٰه عليه وسلّم على حد وبالجملة فيكفينا فی جماله وجلاله قول اللّٰه تعالىٰ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وتفصيل ذالک تعجز القوى عن ادراكه قال البوصيرى

وكيف يدرک فی الدنيا حقيقته

قوم نيام تسلوا عنه بالحلم

(جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۳۸ عن الصاوی)

1۔من الحسّ على وزن فعلان غير منصرف ومن الحسن على وزن فعال منصرف مرقات جلد ا۔ صفحہ ۲۱۱ (مختار الصحاح صفحہ ۱۵۴) رقمه الفيضى غفرلهٗ۔

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اتنے صفات جمالیہ ظاہرہ و باطنہ پر مشتمل ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہوسکتا اور اسی طرح صفات جلالیہ کے مالک ہیں۔ مدح سید عالم میں اگلے پچھلے عارفوں نے جیسے حضرت حسان صحابی اور حضرت کعب صحابی اور امام بوصیری و برعی نے بہت کوشش کی تعمق و تبحر کیا لیکن انہیں حضور کا کوئی حدو کنارہ نظر نہ آیا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمیں حضور کے جمال و جلال میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول مبارک کافی ہے۔ (وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ. وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ) ان کی تفصیل قویٰ کو اس کے ادراک سے عاجز کر دیتی ہے۔ امام بوصیری نے فرمایا ہے (و کیف یدرک) الخ اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔''

شیخ امام عارف صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:۔

وتعداد معجزاته صلى الله عليه وسلّم لاتحيط بها الصحائف قال البوصيرى رضى الله عنه

ان من معجزاتک العجز عن وصفک اذ لا يحده الاحصاء

كيف يستوعب الكلام سجاياک وهل تنزح البحار الدلاء

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۴۲)

''صحیفے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی تعداد کا احاطہ نہیں کر سکتے امام بوصیری نے فرمایا: بے شک یہ بھی آپ کے معجزات سے ہے کہ آپ کے وصف سے عاجزی ہے کیونکہ احصاء اس کی حد بندی نہیں کر سکتی کلام کیسے آپ کے خصائل شریفہ کو گھیر سکے کیا ڈول سمندروں کو خشک کر سکتے ہیں۔''

عارف صاوی آیہ مبارکہ (وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ)، (اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ) (وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى) وحدیث شریف (انا سيد ولد آدم) ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

وهذه الكمالات ترجع الى كمال صورته وكمال معناه صلى الله عليه وسلّم وهو غاية لاتدرک (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۴۲)

''یہ کمالات آپ کے کمال صورت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کا کمال معنیٰ جو آپ کی غایت ہے اس کا ادراک نہیں ہوسکتا۔''

امام ابوالعباس تجانی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اما لحقيقة المحمدية فهى فى هذه المرتبة لا تعرف ولا تدرک

ولا مطمع لا حد فی نیلها فی هذا المیدان ثم استاثرت باللباس من الانوار الالٰهیة واحتجبت بها عن الوجود فهی فی هذا المیدان تسمی روحا بعد احتجابها باللباس وهذا غایة ادراک النبیین والمرسلین والاقطاب یصلون الیٰ هذا المحل ویقفون ثم استاثرت باللباس من الانوار الالٰهیة واحتجبت بها عن الوجود فهی فی هذا المیدان تسمی روحا بعد احتجابها باللباس وهذا غایة ادراک النبیین والمرسلین والاقطاب یصلون الیٰ هذآ المحل ویقفون ثم استاثرت باللباس من الانوار الالٰهیة اخری وبها سمیت عقلا ثم استاثرت باللباس من الانوار الالهیة اخری فسمیت بسببها قلبًا ثم استاثرت باللباس من الانوار الالهیة اخری فسمیت بسببها نفسا ومن بعد هذا ظهر جسده الشریف صلی اللّٰه علیه وسلّم والاولیاء مختلفون فی الادراک لهذه المراتب فطائفة غایة ادراکهم نفسه صلی اللّٰه علیه وسلّم وفی ذلک علوم واسرارو معارف وطائفة فوقهم غایة ادراکهم قلبه صلی اللّٰه علیه وسلّم ولهم فی ذلک علوم واسرار ومعارف اخری وطائفة فوقهم غایة ادراکهم عقله صلی اللّٰه علیه وسلّم ولهم فی ذلک علوم واسرار ومعارف اخری وطائفة وهم الاعلون بلغوا الغایة القصوی فی الادراک فادرکوا مقام روحه صلی اللّٰه علیه وسلّم وهو غایة ما یدرک ولا مطمع لاحد فی درک الحقیقة فی ماهیتها التی خلعت فیها وفی هغا یقول ابویزید غصت لجة للعارف طالباً للوقوف علی عین حقیقة النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم فاذا بینی وبینها الف حجاب من نور لو دنوت من الحجاب الاول لاحترقت به کما تحترق الشعرة اذ القیت فی النار وکذا قال الشیخ مولانا عبدالسّلام فی صلاته وله تضاء لت الفهوم فلم یدرکه منا سابق ولا لاحق وفی هذا یقول

اویس القرنی رضی اللّٰہ عنہ لسیدنا عمر وسیدنا علی رضی اللّٰہ عنہما لم تریا من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم الا ظلّہ قال ولا ابن ابی قحافۃ قال ولا ابن ابی قحافۃ فلعلہ غاص لجۃ المعارف طالبا للوقوف علی عین الحقیقۃ المحمدیۃ فقیل لہ ھذا امر عجز عنہ اکابر الرسل والنبیین فلا مطمع لغیرھم فیہ۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۱)

''بہر حال حقیقت محمدیہ تو اس کا اس مرتبہ میں عرفان اور ادراک نہیں ہوسکتا اور نہ کسی کے لئے یہ امید ہے کہ اس کو اس میدان میں پالے پھر وہ حقیقت محمدیہ انوارِالہیہ کے لباسوں سے پوشیدہ ہوگئی اس وجہ سے وہ وجود سے بھی محجوب ہوگئی تو اس کا نام اس میدان میں روح ہے نبیوں اور رسولوں اور قطبوں کے ادراک کی غایت بس یہی ہے وہ حضرات اس محل تک پہنچتے ہیں پھر رک جاتے ہیں۔ پھر وہ حقیقت محمدیہ دوسرے انوارِالہیہ کے لباسوں سے مستور ہوئی اور اس وجہ سے اس کا نام عقل ہوا پھر وہ دوسرے انوارالہیہ کے لباسوں سے ملبوس ہوئی تو اس وجہ سے اس کا نام قلب ٹھہرا پھر اور انوارِالہیہ کے لباسوں سے ملبوس ہوئی تو اس کا نام نفس رکھا گیا اس کے بعد آپ کا جسد شریف ظاہر ہوا صلی اللہ علیہ وسلم تو اولیاء کرام ان مراتب کے ادراک میں مختلف ہیں تو ایک گروہ اولیاء وہ ہے جس کے ادراک کی غایت حضور کا نفس کریم ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس بارے میں بہت سے علوم اور اسرار ومعارف ہیں اور ایک گروہِ اولیاء ان سے فوقیت میں ہے، ان کے ادراک کی غایت حضور کا قلب انور ہے اور ان کے لئے اس بارے میں بہت سے دوسرے علوم واسرار ومعارف ہیں اور ایک گروہ ان سے بھی بلند ہے ان کے ادراک کی غایت حضور کی عقل شریف ہے ان کے لئے اس بارے میں بہت سے دوسرے علوم واسرار ومعارف ہیں اور ایک گروہ وہ ہے جو سب سے بلند ہے جو ادراک کے انتہائی مقام پر پہنچا، انہوں نے حضور کی روح کے مقام کا ادراک کیا بس یہی انتہائی چیز ہے جس کا ادراک کیا جاتا ہے اور کسی کو اس بات کی گنجائش نہیں کہ وہ حقیقت کا اس ماہیت میں ادرک کر سکے کہ جس میں اس کی خلقت ہوئی اسی بارے میں ابویزید (بسطامی) نے فرمایا حقیقت نبویہ کے چشمہ کو طلب کرنے کی غرض سے میں نے معارف کے گہرے سمندر میں غوطہ لگایا تو اچانک میرے اور اس کے درمیان ہزار

نورانی حجابات تھے اگر میں ان حجابوں سے حجابِ اوّل کے قریب ہوتا تو اس کی وجہ سے ایسے جل جاتا جیسے آگ میں بال جل جاتا ہے اور اسی طرح شیخ مولانا عبدالسلام نے اپنے درود میں کہا کہ ولہ تضاء لت الفھوم الخ (کئی بار اس کا ترجمہ گذرا) اسی بارے میں اویس قرنی نے سیدنا عمر و سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا تھا کہ تم نے تو صرف حضور کا ظلِ پاک دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر نے بھی صرف ظل دیکھا ہے؟ کہاہاں انہوں نے بھی صرف ظل و عکس دیکھا ہے، شاید اویس قرنی نے چشمہ حقیقت کی واقفیت کرنے کے لئے معارف کے گہرے سمندر میں غوطہ لگایا ہو اور ان سے کہا گیا ہے کہ یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس سے بڑے بڑے رسول اور انبیاء عاجز آ گئے تو کسی دوسرے کی کیا مجال۔"

قطب تجانی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث (وضع یدہ بین کتفی) نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

وھذا کان فی زمن النبوۃ رفع اللّٰہ عنہ الحجاب واراہ ما ادرجہ اللّٰہ لہ فی الحقیقۃ المحمدیۃ من کنوز المعارف والعلوم والاسرار التی لایحاط بساحلھا ولا ینتھی الی غایتھا۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۲)

"اور یہ (یدقدرت کا پیٹھ پہ آنا) زمانہ نبوت میں تھا اللہ تعالیٰ نے حضور سے حجابات اُٹھا لئے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حقیقت محمدیہ میں درج کیا ہوا تھا معارف، علوم، اسرار کے خزانوں سے جن کے ساحل کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس کی غایت تک رسائی وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو دکھا دیا۔"

حضور ﷺ کے علم غیب کے متعلق لکھا:

الاخبار کثیرۃ متواترۃ حتّٰی لا یکاد ان یرتاب فیھا احد من المسلمین (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۴ عن العارف التجانی)

ان النبوۃ والرسالۃ لا تکون الا عن تجلی الٰھی ولو وضع اقل قلیل منہ علی جمیع ما فی کورۃ(1) العالم کلہ لذابت کلھا لثقل اعبائہ وسطوۃ سلطانہ۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۴ عن القطب التجانی)

1۔ الکورۃ البلد۔ ۱۲ ف

ليس في الامكان اشرف واكمل و اعلىٰ واجمل من هذه الصورة المعلومة الكونية وهي الحقيقة المحمدية عليها من اللّٰه افضل الصلوٰة وازكى السلام۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۵ عن القطب التجانی)

ثم انها في حقيقتها لا تدرک ولا تعقل (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۶)

الذی لا يدركه دارک ولا يلحقه لاحق وصفه بكونه لا علم لاحد به من الموجودات اصلا الا للحقّ سبحانه وتعالىٰ وفي هذا يقول بعض العارفين ماعرف قدر محمد صلى اللّٰه عليه وسلّم الا اللّٰه تعالىٰ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۵۹)

''حدیثیں بہت ہیں متواتر ہیں یہاں تک کہ کوئی مسلمان ان میں شک نہ کرے گا''۔

''بے شک نبوت اور رسالت تجلی الٰہی ہے اور اگر اس نبوت و رسالت سے اقل قلیل تمام عالم پہ رکھ دیا جائے تو اس کے بوجھ کے ثقل اور دبدبہ سلطانی کی وجہ سے وہ سب کا سب پگھل جائے''۔

''اس صور معلومہ، کونیہ، حقیقت محمدیہ سے اشرف، اکمل، اعلیٰ، اجمل صورت کا ہونا امکان میں نہیں اس پہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے افضل درود اور پاکیزہ سلام ہوں''۔

''حقیقت محمدیہ کا نہ ادراک ہوسکتا ہے اور نہ اسے سمجھا جاسکتا ہے''۔

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہیں کہ نہ پانے والا ان کو پاسکتا ہے اور نہ لاحق ہونے والا انہیں لاحق ہوسکتا ہے۔ حضور کا وصف بیان کیا اس طرح کہ موجودات سے کوئی حضور کو نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے اسی بارے میں بعض عارفوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی قدر و منزلت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی نے نہ پہچانا''

قطب عارف تجانی فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

واما مقام سره صلى اللّٰه عليه وسلّم فلا مطمع لاحد في دركه والفرق بين مقام سره وروحه وعقله وقلبه ونفسه فاما مقام سره صلى اللّٰه عليه وسلّم فهي الحقيقة المحمدية التي هي محض النور الالٰهي التي عجزت العقول والادراكات من كل مخلوق من الخاصة العليا عن ادراكها وفهمها هذا معنى سره صلى اللّٰه

عليه وسلّم ثم البست هذه الحقيقة المحمدية لباساً من الانوار الالهية واحتجبت بها عن الوجود فسميت روحا ثم تنزلت بلباس آخر من الانوار الالهية فكانت بسبب ذلک تسمی عقلا ثم تنزلت بلباس من الانوار الالهية الاخر واحتجبت به فسميت بذالک قلبا ثم تنزلت بلباس من الانوار الالهية واحتجبت به فكانت بسبب ذلک نفسا (تنبیہ شریف) اعلم انه لما خلق اللّٰه الحقيقة المحمدية اودع فيها سبحانه وتعالٰى جميع ما قسمه لخلقه من فيوض العلوم والمعارف والاسرار والتجليات والانوار والحقائق بجميع احكامها ومقتضياتها ولوازمها ثم هو صلى اللّٰه عليه وسلّم الى الآن يترقى في شهود الكمالات الالٰهية مما لا مطمع فيه لغيره ولا تنقضى تلک الكمالات بطول ابد الآباد۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۶۵)

’’اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام سِرّ کو پانا کسی کے بس کی بات نہیں حضور کے مقام سِر، مقامِ روح، مقامِ عقل، مقامِ قلب، مقامِ نفس میں فرق یہ ہے کہ مقام سِر تو حقیقت محمدیہ ہے جو محض نورِ الٰہی ہے ہر مخلوق سے خاص خاص کے بھی عقول وادراک اس کے پانے اور سمجھنے سے عاجز ہیں۔ یہ معنی ہے حضور کے سِرّ کا پھر یہ حقیقت محمدیہ انوارِ الٰہیہ کے لباس سے ملبوس ہوکر وجود سے محجوب ہوگئی تو اس کا نام روح رکھا گیا پھر اور انوارِ الٰہیہ کے لباس سے ملبوس ہوکر اس نے تنزل کیا تو اس وجہ سے اس کا نام عقل ہوا پھر اور انوارِ الٰہیہ کے لباس سے اس نے تنزل کیا اور اسی سبب محجوب ہوگئی تو اس کا نام قلب ہوا پھر اور لباس انوارِ الٰہیہ سے اس نے تنزل کیا اور اس وجہ سے محجوب ہوئی تو اس سبب سے اس کا نام نفس ہوا‘‘۔

’’جان لے کہ جب اللہ تعالٰی نے حقیقت محمدیہ کو پیدا کیا تو اس میں وہ تمام چیزیں ودیعت رکھیں جو اپنی مخلوق میں تقسیم کی ہیں جیسے علوم، معارف، اسرار، تجلیّات، انوار، حقائق کے فیوضات بمع ان کے جمیع احکامات مقتضیات اور لوازمات کے، حضور ﷺ اب تک کمالات الٰہیہ کے شہود میں ترقی کررہے ہیں جس میں غیر کے لئے کوئی مطمع نہیں اور نہ طول مدت سے یہ کمالات ختم ہونے والے ہیں۔‘‘

نیز فرماتے ہیں:۔

ثم انها فی نفسها ای الحقیقة الاحمدیة غیب من اعظم غیوب اللّٰه تعالٰی فلم یطلع احد علی ما فیها من المعارف والعلوم والاسرار والفیوضات والتجلیات والمسخ والمواهب والاحوال العلیة والاخلاق الزکیة فما ذاق منها احد شیئا ولا جمیع الرسل والنبیین۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۶۵، ۶۶)

''پھر بے شک حقیقت محمدیہ فی نفسہا ایک غیب ہے اعظم غیوب اللہ سے تو اس حقیقت میں جو معارف اور علوم واسرار اور فیوضات، تجلیات، عطائیں، بخششیں اور احوال علیا اور پاکیزہ اخلاق ہیں، ان پر کوئی مطلع نہیں اور نہ اس سے کسی نے کسی چیز کو چکھا اور نہ تمام رسولوں اور نبیوں نے۔''

قطب تجانی فاسی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:۔

فهو عند ربه صلی اللّٰه علیه وسلّم فی غایة لایمکن وصول غیره الیها ولا یطلب معها من غیره زیادة او افادة یشهد لذلک قوله سبحانه وتعالٰی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی وهذا العطاء وان ورد من الحق بهذهٖ الصفة السهلة الماخذ القریبة المحتد فان لها غایة لاتدرک العقول اصغرها فضلا عن الغایة التی هی اکبرها فان الحق سبحانه وتعالٰی یعطیه من فضله علی قدر سعة ربوبیتهٖ ویفیض علی مرتبته صلی اللّٰه علیه وسلّم علی قدر خطوته ومکانته عنده وما ظنک بعطاء یرد من مرتبة لا غایة لها وعظمة ذلک العطاء علی قدر تلک المرتبة ثم یرد علی مرتبة لا غایة لها ایضا وعظمتهٖ علی قدر وسعها ایضا فکیف یقدر هذا العطاء وکیف تحمل العقول سعته ولذا قال سبحانه وتعالٰی وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۶۷)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب کے ہاں ایسے مقام پر جلوہ گر ہیں کہ کسی غیر کا اس کی طرف پہنچنا ناممکن ہے اس کے ہوتے ہوئے غیر سے زیادتی اور افادہ کا سوال نہیں کیا جا سکتا

اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول گواہی دیتا ہے (وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى) اللہ تعالیٰ عنقریب آپ کو (اے حبیب!) اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اور یہ عطا اگر چہ حق تعالیٰ کی طرف سے اس صفت سہلہ قریبہ قویہ کے انداز میں وارد ہوئی ہے تو بے شک اس کے لئے ایسی غایت ہے کہ عقول اس سے اصغر کا بھی ادراک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ اس کی غایت کا جو اکبر ہے اس کا ادراک کر سکیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے حبیب کو اپنی ربوبیت کی فراخی کی مقدار پر عطا کرے گا اور حضور کے مرتبہ پر فیضان حضور کی قدر و منزلت کے انداز پر عطا کرے گا تیرا اس عطا پر کیا گمان ہے جو ایسے مرتبہ سے وارد ہو جس کی کوئی غایت نہیں اور اس عطا کی عظمت اس مرتبہ کے مقدار پر ہے پھر وارد بھی ایسے مرتبہ پر ہو کہ جس کی غایت نہیں اور اس کی عظمت اس کی وسعت کی مقدار پر ہے تو اب اس عطا کا کیسے اندازہ لگایا جا سکتا ہے؟ عقلیں اس کی فراخی کی کیسے متحمل ہوں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اے حبیب! اللہ تعالیٰ کا آپ پہ بہت بڑا فضل ہے۔''

شیخ نورالدین الجزار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

ومن اراد استقصاء افعال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم واقوالہ واحوالہ وکمالاتہ ومعجزاتہ وجعل البحر لہ مدادًا والاشجار اقلاما وامدہ اللّٰہ بعمر بحیث یفنی الاقلام والمراد لفنیا ولم یبلغ ذلک لان فضل اللّٰہ تعالیٰ واسع ومواھبہ جزیلۃ وقد اسبغ علی نبیہ منھما ما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔ (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۹۳)

''اور جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال، اقوال، احوال، کمالات، معجزات کے حصر و شمار کا ارادہ کرے اور ان کے لیے سمندر کو سیاہی کرے اور درختوں کو قلمیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اتنی لمبی عمر عطا فرما دے کہ فضائل سید عالم کے احاطہ میں قلمیں اور سیاہی ختم ہو جائے تو یہ دونوں ختم ہو جائیں گی لیکن آپ کے فضائل کا احاطہ نہ ہو سکے گا (بلکہ ایک باب بھی بند نہ ہوگا) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے اور اس کے عطیات بہت ہیں اور اللہ نے ان دونوں (فضل و مواہب) سے اپنے نبی کو اتنا عطا فرمایا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال گزرا۔''

امام بدرالدین حسن بن عمر بن حبیب حلبی (متوفی ۷۷۹ھ) فرماتے ہیں:۔

یا راغبا فی حصر فضل محمد ﷺ اخفض علیک فضله لا یحصر
ان قلت مثل الرمل او مثل الحصا او مثل قطر الغیث قلنا اکثر

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۹۹)

"اے فضل سید عالم کے حصر وشمار میں رغبت رکھنے والے، اپنے پر آسانی ونرمی کر کیونکہ حضور کے فضائل کا شمار نہیں ہوسکتا اگر تو کہے کہ ریت کے ذرّوں کے برابر یا سنگ ریزوں کے برابر، یا بارش کے قطرات کے برابر۔ ہم کہیں گے آپ کے فضائل اس سے بھی زیادہ ہیں۔"

نیز وہی امام بدرالدین فرماتے ہیں:۔

واحسن (اللّٰه تعالیٰ) مخاطبته فی سورة نون ووعده فیها باجر غیر ممنوع ولا ممنون واثنیٰ علیه ثناء یعجز ان یحمله رسول النسیم۔وبالغ فی التمجید والتاکید بقوله تعالیٰ (وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ) (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۰۰)

"اللہ تعالیٰ نے سورۃ نون میں حضور سے بہترین باتیں کیں اور اسی میں حضور سے اجر غیر منقطع کا وعدہ کیا اور حضور کی ایسی تعریف کی کہ نسیم کا قاصد اسے اٹھا نہیں سکتا اور اللہ تعالیٰ نے حضور کی بزرگی بیان کرنے اور تاکید کرنے میں اپنے اس قول (وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ) سے مبالغہ کیا"۔(1)

نیز وہی امام فرماتے ہیں:۔

لایحصر الخاطر اوصافها ولو انار الفکر تهبیه وکیف لا واللّٰه ذوالعرش اذ ادبه احسن تادیبه تفصیل تفضیله لا ینتهی ابدا یا ذا الولاء فخذ اوصافه جملا (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۰۵)

"دل ان کے اوصاف کا حصر نہیں کرسکتا اگرچہ فکر اس کو روشن کرنا اختیار کرے اور حصر کیسے ہوسکے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین ادب سکھایا حضور کی فضیلت کی تفصیل کبھی انتہا کو نہ پہنچے گی اے صاحب والا مجملاً حضور کے اوصاف بیان کر۔"

نیز وہی امام فرماتے ہیں:۔

1۔ف۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف میں مبالغہ کرتا ہے۔

ایا من یروم الحصر من نعت احمد　　افق فهو بحر لا تعد جواهره

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۰۷)

"اے تعریف احمد کے حصر کا ارادہ کرنے والے ہوش میں آ، وہ ایسا سمندر ہے جس کے جواہر بے شمار ہیں۔"

نیز وہی امام فرماتے ہیں:۔

واتحفه من نعمه الظاهرة　　والباطنة بما لا یحصر ولا یحصی

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۱۱)

"اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو اتنی ظاہری باطنی نعمتوں کے تحفے دیئے کہ جن کا حصر واحصاء نہیں ہو سکتا۔"

نیز وہی امام فرماتے ہیں:۔

وسما الی رتب هناک یحار فی　　اوصافها فکر البلیغ الحاذق

ومن له فضل ایادیه لاتحصی　　وهل تحصی دراری النجوم

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۱۲)، (جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۱۵)

آیات حق حار کل مورخ　　فی حصرها ومحدث قصّاص

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۲۴)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے بلند مرتبوں کی طرف پرواز کر گئے کہ جن کے بیان کرنے میں بلیغ حاذق کا فکر چکرا جاتا ہے۔
آپ صاحب فضل کے قوی اور نعمتوں کا شمار نہیں ہو سکتا۔ کیا روشن ستاروں کا شمار ہو سکتا ہے؟
آپ کے معجزات اتنے ہیں کہ ان کے حصر و شمار میں ہر مؤرخ، محدث اور قصاص حیران ہو گیا۔"

والاقلام لا تحصر ما له صلی اللّٰه علیه وسلّم من التفضیل۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۱)

لله　ما　افضله　مرسلا　حاز علو ما حصرها لاینال

یا طالب حصرا لوصف منه انته　　من ذاالذی یحصی الحصٰی او الرمال

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۴)

وبالجملة فالادلة على فضله لا تعد ولا تحصرنعم نعم المقفٰى
ليس تحصى وتلخيص المقالة فيه اجدر و فضل البحر لم يدركه
وصف و عد الموج منه ليس يحصر (جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۶)

''قلمیں آپ کی فضیلت کونہیں بیان کرسکتیں'' ''سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے حضور کو کیسا افضل رسول بنایا کہ آپ اتنے علوم کے جامع ہوئے کہ ان کا حصر نہیں ہوسکتا اے وصف سید دو عالم کے حصر کے طالب! رک جا کون ہے جو سنگ ریزوں اور ریت کے ذرات کا شمار کر سکے۔''
''خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ کی فضیلت کے دلائل بے حد وعد ہیں جب مقفی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعمتوں کا شمار نہیں ہوسکتا تو بات کو مختصر کرنا ہی لائق ہے وصف فضل سمندر کا ادراک نہیں کرسکتیں اور اس کی موجوں کا شمار نہیں ہوسکتا۔''

نیز وہی امام بدرالدین فرماتے ہیں:۔

واتبع السلف الصالح فى تعظيمه و بالغ كما بالغوا فى اجلاله
وتكريمه (جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۱۴۳)

اذ قلت فى مدحک ما قلته وهو قليل من كثير جزيل فاقبله منى
وانلنى به جائزة للجميل فضلک لا يحصره واصف ان
الدرارى حصرها مستحيل (جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۱۴۶)

''اے مخاطب! حضور کی تعظیم میں سلف صالحین کی تابعداری کر اور تو بھی حضور کی تعظیم وتکریم میں مبالغہ کر جیسے اُنہوں نے مبالغہ کیا۔
جب میں نے (یارسول اللہ) آپ کی مدح میں کہا جو کچھ کہا حالانکہ وہ کثیر سے قلیل ہی ہے تو اسے قبول فرما کر جامع جلیل عطیہ فرمائیں وصف بیان کرنے والا آپ کے فضل کا حصر نہیں کرسکتا روشن ستاروں کا حصر ناممکن ہے۔''

امام مقری فرماتے ہیں:۔

ليس لمجدة حد ولا طرف (جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۱۵۴)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بزرگی کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی کنارہ۔''

ابن تیمیہ لکھتا ہے:۔

واختصه على (من بين) اخوانه المرسلين بخصائص تفوق

التعداد اما بعد فان الله هدانا بنبيه محمد صلی الله علیه وسلّم واخرجنا به من الظلمات الی النور وآتانا ببرکة رسالته وبمن سفارته خیر الدنیا والآخرة۔ وکان من ربه بالمنزلة العلیا التی تقاصرت العقول والالسنة عن معرفتها ونعتها وصارت غایتها من ذالک بعد التناهی فی العلم والبیان الرجوع الی عیها وصمتها۔

(الصارم المسلول صفحہ ۲، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۹۹)

''سب رسولوں سے اللہ تعالیٰ نے حضور کو ایسے خصائص سے مختص وممتاز کیا جو شمار سے زائد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضور کے طفیل ہدایت عطا فرمائی اور حضور کے صدقہ سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالا اور حضور کی رسالت کی برکت اور سفارت کی سعادت کے سبب ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت کی بھلائی عطا کی حضور اپنے رب کے ہاں ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ عقول اور زبانیں اس کی معرفت اور نعت سے قاصر ہیں علم وبیان میں انتہا تک پہنچنے کے بعد انجام یہ ہوا کہ خاموشی اور عجز کی طرف رجوع ہوا''۔

نیز ابن تیمیہ نے لکھا:۔

اوجب الله من تعزیره وتوقیره (ونصره) بکل طریق وایثاره بالنفس والمال فی کل موطن وحفظه وحمایته من کل مؤذ۔

(الصارم المسلول صفحہ ۲، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۹۹)

نیز لکھا:

لانا نسفک الدماء ونبذل الاموال فی تعزیر الرسول وتوقیره ورفع ذکره واظهار شرفه وعلو قدره

(صارم مسلول، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۴۳)

''ہر طریق سے اللہ تعالیٰ نے حضور کی تعظیم وتکریم واجب کی ہے ہر جگہ پر جان ومال قربان کرنا واجب کیا ہے اور ہر موذی وگستاخ سے آپ کی حفاظت لازم وضروری قرار دی ہے''۔

''ہم مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکریم وتعظیم میں اور آپ کے ذکر کو بلند کرنے میں اور آپ کے شرف اور بلندئ مرتبہ کو بیان کرنے میں اپنا خون بہاتے ہیں اور اپنے اموال خرچ کرتے ہیں''۔

نیز لکھا ہے:۔

ان اللّٰہ فرض علینا تعزیر رسوله وتوقیره وتعریره ونصره ومنعه وتوقیره واجلاله وتعظیمه وذلک یوجب صون عرضه بکل طریق بل ذلک اول درجات التعزیر والتوقیر۔

(الصارم المسلول، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۴۴)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پہ حضور کی تعظیم، توقیر، تکریم، نصرت، رکاوٹ اور اجلال واکرام فرض کیا ہے اور یہ چیز اس بات کو واجب کرتی ہے کہ بہر صورت و بہر طریق حضور کی ناموس و عزت کی حفاظت کی جائے بلکہ یہ تعظیم کے درجات سے اوّل درجہ ہے"۔

نیز لکھا:۔

فقیام المدحة والثناء علیه والتعظیم والتوقیر له قیام الدین کله و سقوط ذلک سقوط الدین کله۔

(الصارم المسلول، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۴۵)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح وثنا اور آپ کی تعظیم وتوقیر کے قیام سے تو کل دین کا قیام ہے اور اس مدح وتعظیم نبوی کے سقوط سے کل دین کا سقوط ہے"۔

امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ معجزات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

وغیر ذلک من المعجزات والآیات البینات التی لاتعد ولاتحد

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۵۱)

"اور اس کے علاوہ اور بہت سے معجزات ہیں جو بے حد وعد ہیں"۔

عارف نابلسی فرماتے ہیں:۔

(لقول ام المؤمنین) کان خلقه القرآن وللشیخ الاکبر قدس اللّٰہ سرهٗ من ابیات یشیر بها الیٰ قولها

انا القرآن والسبع المثانی ۔۔۔ وروح الروح لاروح الاوانی

فؤادی عند محبوبی مقیم ۔۔۔ یناجیه وعند کم لسانی

الیٰ آخره

"حضرت عائشہ کا فرمان ہے کہ حضور کا خلق قرآن ہے شیخ اکبر نے اپنے ابیات میں اس قول

کی طرف اشارہ کیا میں قرآن ہوں اور سبع مثانی (سورۃ فاتحہ) ہوں اور اوانی کی روح نہیں بلکہ روح کی روح ہوں میرا دل تو میرے محبوب کے ہاں قیام پذیر ہو کے اس سے سرگوشی کر رہا ہے اور تمہارے پاس تو میری زبان ہے"۔

والغرض من ذلک ان السالکین کیفما کانوا وان بلغوا الی اعلیٰ المقامات وارفع الدرجات لایمکنهم الوصول بالسعی الی العین المحمدیة والتحقق بالحقیقة الاحمدیة فان دون فهم ذالک خرط القتاد فضلاعن التحقق به فی مرتبتی الوجود والایجاد

(جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۳۰۱)

"غرض اس سے یہ ہے کہ سالکین جیسے بھی ہوں اور اگرچہ اعلیٰ مقامات اور بلند درجات پر پہنچ جائیں انہیں عین محمدیہ تک پہنچنا اور حقیقت احمدیہ سے تحقق ناممکن ہے کیونکہ اس حقیقت کے فہم سے پہلے خرط قتاد ہے یعنی خاردار درخت پر ہاتھ پھیرنا ہے جو بہت ہی دشوار ہے نارسائی کے بارہ میں یہ عربی کی ضرب المثل ہے جب فہم ناممکن تو وجود وایجاد میں اس سے تحقق کیسے ہوسکتا ہے"۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

وفاق علیها بکمالات لا تحصی مفصلة ومجملة۔

(جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۳۲۸)

"ان پر حضور اتنے کمالات سے فوقیت لے گئے کہ جن کا نہ تفصیلی شمار ہوسکتا ہے نہ اجمالی"۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

والفضائل آلتی لا تحصی والشمائل التی لایمکن ان تستقصی ۔
فبالغ واکثر لن تحیط بوصفهٗ ‌ ‌ ‌ ‌ واین الثریا من ید المتناول

(جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۳۳۰)

لم یزل مترقیا فیها الی ما لا نهایة له۔ (جواہرالبحار جلد ۳، صفحہ ۳۳۶)

"حضور ﷺ کے فضائل کا احصا نہیں ہوسکتا اور آپ کے شمائل کا اختتام ناممکن ہے اے مداح مصطفیٰ حضور کی تعریف میں مبالغہ کر اور زیادہ سے زیادہ حضور کی تعریف کر تو ہرگز حضور کے وصف کا احاطہ نہیں کر سکے گا بھلا ثریا تک کیسے ہاتھ پہنچ سکتا ہے"۔

''حضور ہمیشہ غیر متناہی کمالات میں ترقی کر رہے ہیں''۔

علامہ شامی کے بھتیجے احمد عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

لایمکن وصفه لقصورالعبارة عنه قال الامام السبکی فی آخر تأیته یخاطبه صلی الله علیه وآله وسلّم

واقسم لو ان البحار جمیعها　　مدادی واقلامی لها کل غوطة
لماجئت بالمعشار من الآیات التی　　تزید علی عد النجوم المنیرة

ولقد ابدع سید المداح الشرف البوصیری بقوله فی مدحه صلی الله علیه وآله وسلّم

ان من معجزاتک العجز عن وصفک اذ لا یحده الاحصاء

حیث جعل من بعض معجزاته صلی الله علیه وآله وسلّم العجز عن الاحاطة بکل فرد من اوصافه التی اختصه اللّٰه تعالیٰ بها من الاخلاق الکریمة والفضائل الجسیمة والاوصاف البالغة اقصی مایمکن للبشر الرقی الیه فهی لا حد لها باعتبار انه صلی الله علیه وآله وسلّم لایزال یترقی فی مراتب القرب فی الحیاة وبعد الممات وفی المواقف وفی الجنة الی ما لا نهایة له ولا انقضا ثم قال(احمد عابدین) عند قوله(ابن حجر) (وصاحب الشمائل التی لایمکن ان تستقصی)صلی الله علیه وآله وسلّم ۔

فبالغ واکثر لن تحیط بوصفه　　واین الثریا من ید المتناول

کماروی عن العارف السراج عمر بن الفارض رضی اللّٰه عنه انه رؤی فی النوم فقیل له لم لا مدحت النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلّم بنظم صریحًا فقال

اری کل مدح فی النبی مقصرا　　وان بالغ المثنی علیه واکثرا
اذ اللّٰه اثنیٰ بالذی هو اهله　　علیه فما مقدار ماتمدح الوری

قال فی المواهب ورحمه اللّٰه ابن الخطیب الاندلسی حیث قال

مدحتک آیات الکتاب فما عسی

يثنى على علياك نظم مد يحيى   واذا كتاب الله اثنى مفصحا

كان القصور قصار كل فصيح فلو بالغ الاولون والآخرون فى احصاء مناقبه وخصائصه لعجزوا جميعا عن استقصاء ماحباه مولاه الكريم من مواهبه الاحمدية واخلاقه المحمدية وصفاته المصطفوية وما مثل من ارادا حصاء فضائله صلى الله عليه وآله وسلّم بمدحه الاكمثل انسان مد يده ليتناول الثريا بها و اين الثريا من يد المتناول ولذا قال بعض العارفين كما فى اوائل شرح الشفا لعلى القارى (جلد ا،صفحہ ۵۹ علیٰ ہامش۔نسیم الریاض فیضی)

اَلْخَلْقُ عَرَفُوا اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَاعَرَفُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(جواہرالبحار جلد ۳،صفحہ ۳۴۹۔۳۵۰)

وَظَهَرَلَهُ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ الْجَلِيْلَةِ مَا لَايُحْصى

(جواہرالبحار جلد ۳،صفحہ ۳۶۹۔ازشامی مذکور)

''عبارت کے قصور کی وجہ سے حضو کا وصف ناممکن ہے امام سبکی اپنے قصیدہ تائیہ کے آخر میں حضور کی خدمت میں عرض گزار ہیں: (اللہ کی قسم) اگر تمام سمندر میرے لئے سیاہی ہوجائیں اور تمام درخت میرے لئے قلمیں ہوجائیں اور حضور کی تعریف لکھتا رہوں سمندر اور درختوں کی قلمیں ختم ہوجائیں گی لیکن یارسول اللہ! آپ کے ان فضائل کا دسواں حصہ بھی بیان نہ ہوگا جو روشن ستاروں سے زائد ہیں۔

سیدالمداح امام بوصیری نے کیا خوب کہا:۔

بے شک یہ بھی یارسول اللہ! ﷺ آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ آپ کے اوصاف میں سے صرف ایک وصف کے بیان سے بھی عاجزی ہے احصاء آپ کی ایک وصف کو بھی نہیں گھیر سکتا۔ امام بوصیری نے حضور کے بعض معجزات میں سے ایک یہ معجزہ بیان کیا کہ آپ کے ان اوصاف سے ایک فرد کا احاطہ بھی ناممکن ہے کہ جن سے اللہ تعالیٰ نے حضور کو خاص کیا اخلاقِ کریمہ ہوئے فضائل جسیمہ ہوئے اور ایسے اوصاف کثیرہ ہوئے کہ جن تک انسان کی انتہائی ترقی ہے پھر وہی فضائل وکمالات غیر محدود اور بے حد ہیں اس اعتبار سے کہ حضور ہمیشہ حیات دنیاوی میں بعد پردہ پوشی کے اور موقف میں اور جنت میں ان مراتب قرب میں ترقی کررہے ہیں جن کی نہ انتہا ہے نہ اختتام۔ پھر احمد

عابدین نے امام ابن حجر کے اس قول ''صاحب الشمائل'' الخ (حضور ان شمائل کے مالک ہیں جن کا شمار ناممکن ہے) کے ماتحت لکھا حضور کی تعریف میں مبالغہ کر تو ہرگز حضور کے وصف کا احاطہ نہ کر سکے گا ثریا تک متناول کا ہاتھ کیسے پہنچ سکتا ہے جیسا کہ امام ابن الفارض سے مروی ہے کہ ان کو نیند میں دیکھا گیا تو ان سے کہا گیا کہ آپ نے صراحۃً نظم میں حضور کی مدح کیوں نہیں کی تو جواب دیا کہ میں ہر مدح کو حضور کی شان میں کم دیکھتا ہوں اگر چہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور زیادہ بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے شایان شان مدح کی ہے تو مخلوق کی مدح کا کیا ٹھکانا۔ مواہب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابن الخطیب اندلسی پر رحم کرے کیا ہی اچھا کہا جب قرآن شریف کی آیات آپ کی مدح ہیں تو میری مدحیہ نظم آپ کی بلندی کی کیسے تعریف کر سکے اور جب کتاب اللہ نے فصاحت سے تعریف کی تو اب ہر فصیح کی غایت قصور ہی ہے اور اگر اوّلین وآخرین حضور کے مناقب اور خصائص کے شمار کرنے میں مبالغہ کریں تو سب کے سب آپ کے ان مواہب احمدیہ اور اخلاق محمدیہ اور صفات مصطفویہ کے شمار کرنے سے عاجز آ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمائے ہیں اس شخص کی مثال جو حضور کی مدح سے حضور کے فضائل کے احاطہ کا ارادہ کرتا ہے اُس انسان جیسی ہے جس نے اپنے ہاتھ کو لمبا کیا تا کہ ثریا کو پالے حالانکہ کہاں ثریا (کہکشاں) اور کہاں اس کا ہاتھ۔ اسی لیے بعض عارفوں نے فرمایا جیسا کہ شرح شفا للقاری کے اوّل میں ہے''۔ ''خلق نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا لیکن حضور کو نہ پہچانا''۔ ''حضور کے اتنے معجزات ظاہر ہوئے کہ جن کا شمار نہیں اور آپ کے جلیل معجزات بے حساب ظاہر ہوئے''۔

شامی مذکور حضور ﷺ کی کف شریف کے متعلق لکھتے ہیں:۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ الدَّاوُدِیُ وَلَعَمرِیُ لَقَدْ کَانَ لِهٰذَا الکَفِ الشَّرِیْفَةِ صِفَاتٌ جَمِیْلَةٌ لاتَدْخُلُ تَحْتَ الْحَصْرِ وَالْعَدِ وَمُعجزَاتٌ کَثِیْرَةٌ خَارِجَةٌ عَنِ الْحَدِّ کَمَا هُوَ مُقَرَّرٌ وَمَعْلُوْمٌ لِلَاوْلِیَاءِ وَالْخُصُوْمِ۔

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۳۷۱)

شَانُ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَظِیْمٌ وَجَاهٌ جَسِیْمٌ وَقَدْرُهٗ لَایُقْدَرُ۔ (جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۹۲۔ از میر غنی)

''علامہ داؤدی نے فرمایا مجھے اپنی عمر کی قسم حضور کی ہتھیلی شریفہ کی اتنی صفات جمیلہ ہیں جو حصر اور شمار سے باہر ہیں اور اتنے معجزات کثیرہ ہیں جو بے حد ہیں جیسا کہ یہ بات ہر موافق

ومخالف کے نزدیک مسلم ہے حضور کی شان عظیم ہے مرتبہ جسیم ہے قدر ومنزلت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے''۔

ابن زملکانی رحمہ اللہ تعالیٰ چند معجزات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

اِلٰی غَیۡرِ ذٰلِکَ مِنَ الۡخَوَارِقِ الَّتِیۡ لَا تُحۡصٰی۔

(جواہر البحار، جلد ۴، صفحہ ۱۲۰)

''حضور ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں''۔

کمال الدین ابن زملکانی فرماتے ہیں:۔

وَاِذَا تَاَمَّلۡتَ عُظۡمَ(1) الۡمُعۡجِزَاتِ لِلۡاَنۡبِیَاءِ وَجَدۡتَّ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مِثۡلَ کُلِّ وَاحِدَةٍ وَاَحۡسَنَ وَاَبۡلَغَ وَلَا یَلِیۡقُ بِهٰذِهِ الۡعُجَالَةِ اسۡتِقۡصَاءُ ذٰلِکَ فَلَوۡ فَنِیَتِ الۡاَیَّامُ فِیۡ حَصۡرِ مَنَاقِبِهٖ وَفَضَائِلِهٖ وَخَصَائِصِهٖ لَفَنِیَتۡ وَلَمۡ یَبۡلُغِ الۡقَائِلُ نِهَایَةَ ذٰلِکَ مِمَّا قَدَّرَهُ النَّاسُ حَقَّ قَدۡرِهٖ وَلَا عَرَفُوۡا مِنۡهُ اِلَّا ظَاهِرًا مِّنۡ خَیۡرِهٖ دُوۡنَ حَقِیۡقَةِ اَمۡرِهٖ۔

(جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۱۲۷)

هٰذَا الَّذِیۡ لَوۡ اَرَدۡنَا حَصۡرَ مُعۡجِزِهٖ وَفَضۡلِهٖ انۡقَطَعَتۡ مِنۡ دُوۡنِهٖ الۡکَلِمُ۔

(جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۱۲۹)

''اور جب تو انبیاء کرام کے اکثر معجزات میں غور وفکر کرے گا تو اُن کی طرح بلکہ اُن سے احسن وابلغ حضور کے لئے بھی پائے گا اس مختصر رسالہ میں ان سب کا احاطہ ناممکن ہے اگر ایام حضور کے مناقب، فضائل، خصائص کے حصر کرنے میں فنا ہوجائیں تو فنا ہوجائیں گے قائل ان کی انتہا تک نہ پہنچے گا لوگوں نے کماحقہٗ حضور کی قدر نہ کی اور لوگوں نے نہ پہچانا مگر حضور کی خبر سے صرف ظاہر کو، نہ حضور کے امر کی حقیقت کو یہ ایسی ذات ہیں کہ اگر ہم اُن کے معجزات اور فضائل کے حصر کرنے کا ارادہ کریں تو اُن کے حصر سے پہلے کلمات کی دنیا ختم ہوجائے گی''۔

امام عبداللہ یافعی فرماتے ہیں:۔

رَاَیۡتُ مَقَامًا تَزِلُّ اَقۡدَامُ الۡعُقُوۡلِ فِیۡ سِرِّهٖ وَتَضِلُّ اَفۡهَامُ الۡاَفۡکَارِ فِیۡ

1۔عظم الشیء اکثرہ۔ ۱۲ مختار

جَلَالِهٖ وَ تَخْضَعُ رِقَابُ الْاَوْلِيَاءِ لِهَيْبَتِهٖ وَتَذْهَلُ اَسْرَارُ السَّرَائِرِ فِيْ بَهَائِهٖ وَتَدْهَشُ اَبْصَارُ الْبَصَائِرِ لِاَشِعَّةِ اَنْوَارِهٖ لَا تُسَامِتُهٗ(1) طَائِفَةُ الْمَلٰئِكَةِ الْكَرُوْبِيْنَ وَالرُّوْحَانِيَةِ وَالْمُقَرَّبِيْنَ اِلَّا حَنَتْ(2) ظُهُوْرُهَا عَلٰى هَيْئَةِ الرَّاكِعِ تَعْظِيْمًا لِقَدْرِ ذٰلِكَ الْمُقَامِ وَسَبَّحَتِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِاَنْوَاعِ التَّقْدِيْسِ وَالتَّنْزِيْهِ وَسَلَّمَتْ عَلٰى اَصْلِ ذٰلِكَ الْمُقَامِ وَيَقُوْلُ الْقَائِلُ اِنَّهٗ لَيْسَ فَوْقَهٗ اِلَّا عَرْشُ الرَّحْمٰنِ يَتَحَقَّقُ النَّاظِرُ اِلَيْهِ اَنَّ كُلَّ مَقَامٍ لِّوَاصِلٍ اَوْحَالٍ لِمَجْذُوْبٍ اَوْ سِرٍّ لِّمَحْبُوْبٍ اَوْ عِلْمٍ لِعَارِفٍ اَوْ تَصْرِيْفٍ لِّوَلِيٍّ اَوْ تَمْكِيْنٍ لِّمُقَرَّبٍ مَبْدَؤُهٗ وَمَوْئِلُهٗ وَجُمْلَتُهٗ وَتَفْصِيْلُهٗ وَكُلُّهٗ وَبَعْضُهٗ وَاَوَّلُهٗ وَآخِرُهٗ فِيْهِ اسْتَقَرَّ وَمِنْهُ نَشَا وَعَنْهُ صَدَرَ وَبِهٖ كَمُلَ فَمَكَثْتُ مُدَّةً لَّا اَسْتَطِيْعُ النَّظَرَ اِلَيْهِ ثُمَّ طَوَّقْتُ النَّظَرَ اِلَيْهِ وَمَكَثْتُ مُدَّةً لَّا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اُسَامِتَهٗ ثُمَّ طَوَّقْتُ مُسَامَتَتَهٗ وَمَكَثْتُ مُدَّةً لَآ اَسْتَطِيْعُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهِ ثُمَّ بَعْدَ مُدَّةٍ عَلِمْتُ بِمَنْ فِيْهِ فَاِذَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۱۹۸، ۱۹۹)

”میں نے ایسا مقام دیکھا کہ عقول کے اقدام اس کے راز میں پھسلتے ہیں فکروں کے افہام اس کے جلال میں گمراہ ہوجاتے ہیں اولیاء کی گردنیں اس کی ہیبت سے جھک جاتی ہیں اور رازدں کے راز اس کے حسن میں غافل ہوجاتے ہیں اور بصائر کی آنکھیں اس کے انوار کی شعاعوں سے دہشت زدہ ہوجاتی ہیں جب مقرب فرشتوں کا گروہ اس کے مقابل ہوتا ہے تو ان کی کمریں اس مقام کی تعظیم کرنے کے لئے رکوع کرنے والے کی شکل وصورت پر ٹیڑھی ہوجاتی ہیں اور انواع تقدیس سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے لگتے ہیں اور اس مقام والے پر سلام بھیجنا شروع کردیتے ہیں اور کہنے والا کہتا ہے کہ اب اس کے اُوپر عرشِ رحمٰن ہے اور اس کی طرف نظر کرنے والا اس بات کا یقین کرلیتا ہے کہ واصل کا ہر مقام یا مجذوب کا ہر حال یا محبوب کا ہر راز یا عارف کا ہر علم یا ولی کی ہر تصریف یا مقرب کی ہر قدرت اس کا مبدا اور منتہیٰ، جملہ اور تفصیل اور کل اور بعض اور اوّل، آخر اسی میں قرار پذیر ہے اسی سے پیدا ہوا

1۔ای لا تقابلہ۔۱۲ف 2۔ای عطفت۔۱۲ف

اور اسی سے ظاہر ہوا اور اسی سے مکمل ہوا تو میں وہاں اتنی مدت ٹھہرا کہ اس طرف دیکھنے کی طاقت نہ رکھتا تھا پھر میں نے نظر کو اُدھر دیکھنے کا طوق ڈالا اور ایک مدت تک ٹھہرا رہا اس بات کی طاقت نہ رکھتا تھا کہ اس کے مقابل ہوں پھر میں بالمقابل طوق ڈالے رہا اور ایک مدت تک ٹھہرا رہا میں اس بات کی طاقت نہ رکھتا تھا کہ یہ جانوں کہ اس میں کون ہیں پھر ایک مدت کے بعد میں نے جانا کہ اس میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں''۔

امام محقق عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وَاَمَّا کَمَالُهُ الْحَقِّیُّ الَّذِیْ قَدْ حَبَاهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ بِهٖ فَاَعْظَمُ مِنْ اَنْ یُدْرَکَ لَهُ غَوْرٌ اَوْ یُعْرَفَ لَهُ غَایَةٌ اِذْ کَانَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَحَقَّقاً بِجَمِیْعِ الْاَخْلَاقِ الْاِلٰهِیَّةِ قَالَ وَقَدْ اَوْرَدْتُّ ذٰلِکَ صِفَةً صِفَةً وَاِسْمًا اِسْمًا فِیْ کِتَابِنَا الْمَوْسُوْمِ بِالْکَمَالَاتِ الْاِلٰهِیَّةِ فِی الصِّفَاتِ الْمُحَمَّدِیَّةِ۔ (جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۲۱۵)

''اور حضور علیہ السلام کا کمال حقی جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمایا ہے وہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کی گہرائی کا ادراک کیا جائے یا اس کی غایت کو جانا جائے اس لئے کہ حضور جمیع اخلاق الٰہیہ سے متحقق تھے امام جیلی نے فرمایا میں نے اس سے ایک ایک صفت اور ایک ایک اسم کا ذکر اپنی کتاب ''کمالات الالٰہیۃ فی الصفات المحمدیۃ'' میں وارد کیا''۔

امام محقق عبدالکریم جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

(مَکَارِمُ اَخْلَاقِهٖ) وَهِیَ لَا تُحْصٰی کَثْرَةً بَلْ وَاللّٰهِ اَنَّ کُلَّ مَا وَرَدَ عَنْهُ مِنْ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ الَّتِیْ لَهُ هِیَ کَالْقَطْرَةِ اِلَی الْبَحْرِ بِالنِّسْبَةِ اِلیٰ مَا لَمْ یَرِدْ وَلَمْ یُحْکَ عَنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ لَهُ حَقِیْقَةً وَتَحْقِیْقًا فَمَا وَرَدَ یَسِیْرٌ فِیْ جَنْبِ مَا لَمْ یَرِدْ عَلٰی اَنَّ مَا وَرَدَ لَا یُجْمِعُهُ هَیْکَلٌ سِوَاهُ الخ وَلَمْ یُحِطْ بِهٖ اَحَدٌ غَیْرُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَلِمْتُ بِذٰلِکَ کَمَالَهُ الْخلقِیَّ وَاَمَّا کَمَالُهُ الْحَقِّیُّ الَّذِیْ قَدْ حَبَاهُ اللّٰهُ بِهٖ فَاَعْظَمُ مِنْ اَنْ یُّدْرَکَ لَهُ غَوْرٌ اَوْ یُعْرَفَ لَهُ غَایَةٌ اِذْ کَانَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَحَقِّقًا بِجَمِیْعِ الْاَخْلَاقِ الْاِلٰهِیَّةِ۔ (جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۲۲۵)

''کثرت کی وجہ سے حضور ﷺ کے مکارم اخلاق کا احصاء نہیں ہوسکتا بلکہ اللہ کی قسم جو کچھ حضور ﷺ کے مکارم اخلاق سے بیان کیا جاتا ہے اس کی مثال ایک قطرہ کی ہے سمندر کی طرف نظر کرتے ہوئے بہ نسبت ان مکارم کے جو حضور ﷺ سے بیان نہ ہوئے حالانکہ وہ غیر مروی مکارم جو سمندر کی طرح ہیں حضور ﷺ کے لئے حقیقۃً اور تحقیقاً ثابت ہیں تو جو کچھ وارد ہوا وارد نہ ہونے والے کے پہلو میں ایک ذرہ ہے علاوہ ازیں جو کچھ وارد ہوا اُس کو بھی حضور کے سوا کسی ہیکل نے جمع نہ کیا اور حضور ﷺ کے سوا کسی نے ان کا احاطہ نہ کیا اس بیان سے تو نے حضور ﷺ کا کمالِ خلقی جان لیا باقی رہا حضور ﷺ کا کمال حقی جو اللہ نے حضور ﷺ کو عطا فرمایا تو وہ اس سے بلند ہے کہ اس کی گہرائی معلوم ہوسکے یا اس کی غایت کا پتہ چلے اس لئے کہ حضور ﷺ جمیع اخلاق الٰہیہ سے متحقق تھے''۔

نیز فرمایا:

لَا خِلَافَ عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّصِفٌ مُّتَحَقِّقٌ بِجَمِیْعِ الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰی وَالصِّفَاتِ الْعُلْیَا

(جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۲۲۶)

اِعْلَمْ اَنَّ الْقُرْآنَ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ وَکَلَامُہٗ سُبْحَانَہٗ صِفَتُہٗ لِاَنَّ الْکَلَامَ صِفَۃُ الْمُتَکَلِّمِ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کَانَ خُلُقُہٗ الْقُرْآنَ تَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا اَعْرَفَھَا بِہٖ اُنْظُرْ کَیْفَ جَعَلَتْ صِفَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی خُلُقًا لِّمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاِطِّلَاعِھَا مِنْہُ عَلٰی حَقِیْقَۃِ ذٰلِکَ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ وَھُوَ عَلَی الْحَقِیْقَۃِ قَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی فَانْظُرْ اِلٰی ھٰذَا التَّحْقِیْقِ الْعَظِیْمِ بِصِفَاتِ اللّٰہِ تَعَالٰی حَیْثُ اَقَامَہٗ مَقَامَہٗ فِیْ صِفَاتِہٖ وَاَسْمَائِہٖ وَمُقَامُ الْخَلِیْفَۃِ مُقَامُ الْمُسْتَخْلِفِ

(جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۲۲۶)

''محققین کے نزدیک اس بات میں بالکل خلاف نہیں کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم جمیع اسماء حسنیٰ اور صفات عُلیا سے متحقق اور متصف ہیں جان لے کہ قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے اور اللہ کا کلام اس کی صفت ہے اس لئے کہ کلام متکلم کی صفت ہوتی ہے اُمّ

المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے حضور کا خلق قرآن تھا آپ کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، کیا خوب پہچانا۔ دیکھ صدیقہ پاک نے کیسے صفت خداوندی کو حضور کا خُلق بتایا کیونکہ صدیقہ پاک ان کی طرف اِس حقیقت پر مطلع تھیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ قرآن رسول کریم کا قول ہے حالانکہ وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے دیکھ یہ کیسے صفات اللہ سے متحقق ہونے کا روشن بیان ہے اس طرح کہ اپنی صفات اور اپنے اسماء میں حضور کو اپنا قائم مقام کیا اور خلیفہ کا مقام مستخلف کا مقام ہوا کرتا ہے''۔

نیز فرمایا:

فَلَهٗ اَجْرُ جَمِیْعِ الْخَلْقِ بَلِ الْکُلُّ فِیْ مِیْزَانِهٖ بَلِ الْکُلُّ قَطْرَةٌ مِن بَحْرِهٖ لِاَنَّهُ الْاَصْلُ وَهُمُ الْفَرْعُ۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۲۲۸)

''تمام مخلوق کا اجر حضور ﷺ کے لئے ثابت ہے بلکہ کل کا کل حضور کے میزان میں ہے بلکہ کل کا کل حضور کے سمندر (ناپید کنار) سے ایک قطرہ ہے اس لئے کہ حضور اصل ہیں اور ساری مخلوق فرع ہے''۔

نیز فرمایا:۔

ظُهُوْرُهٗ عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی فَوْقَ الْعَرْشِ حَیْثُ لَا اَیْنَ وَلَا کَیْفَ۔ (جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹)

''اللہ کے نزدیک حضور کا ظہور عرش کے اُوپر ہے جہاں نہ این ہے نہ کیف''۔

نیز فرمایا:

لَایَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّرٰی فِیْهِ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ

(جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۲۳۸)

''حضور ﷺ کو آخری محل میں نہ انبیاء سے کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ اولیاء سے''۔

اُوْتِیْتَ مِن فَضْلِ الْمُهَیْمِنِ مِنْحَةً — مَا تَسْتَطِیْعُ تَخُطُّهَا الْاَقْلَامُ
اَنْتَ الَّذِیْ حَارَ النُّهٰی فِیْ وَصْفِهٖ — وَتَوَلَّهَتْ فِیْ حُسْنِهٖ الْاَحْلَامُ

(جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۳۴۹)

''(یارسول اللہ) اللہ کے فضل سے آپ کو اتنا عطا ہوا کہ اس کو قلمیں نہیں لکھ سکتیں۔ آپ وہ

ہیں کہ عقول جن کی وصف میں حیران ہوئے اور دانا جس کے حسن میں سرگردان ہوئے''۔

شاہ ولی اللہ کا بیان:۔

می گوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ مدح سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ونشر مناقب آں حضرت وذکر دلائل نبوت آں جناب بے شبہ مثمر برکات وموجب درجات ست (شرح قصیدہ اطیب النغم صفحہ ۲)

''فقیر ولی اللہ کہتا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اور آپ کے مناقب کی اشاعت اور دلائل نبوت کا ذکر کرنا بلاشبہ سبب برکات وموجب درجات ہے''۔

نیز شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بَدِیْعُ کَمَالٍ فِی الْمَعَانِیْ فَلَا امْرُؤٌ   یَکُوْنُ لَهٗ مِثْلًا وَّلَا بِمُقَارِبٖ

''یعنی بے نظیر است کمالِ او در جمیع اوصاف پس نیست ہیچ مردے مانند او ونیست ہیچ مردے نزدیک باؤ'' (قصیدہ بائیہ مسمی بقصیدہ اطیب النغم بمع شرح صفحہ ۸)

''تمام اوصاف میں حضور ﷺ کا کمال بے نظیر ہے تو کوئی مرد نہ حضور کی مثل ہے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے''۔

نیز شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا بیان:

وَلَیْسَ مَلُوْمًا حَیُّ صَبٍّ (1) اَصَابَهٗ   غَلِیْلُ الْهَوٰی فِی الْاَکْرَمِیْنَ الْاَطَابِ

''یعنی نیست ملامت کردہ شدہ زبان بند شدن عاشقی کہ رسیدہ باشد اورا سوزش عشق در مدح بزرگاں و پاکاں وایں بیت اشارت است بہ ختم سخن وعجز ادائے مدح کہ لائق آن جناب باشد بدو سبب یکے آں کہ عشق مقتضی سکوت است دیگر آں کہ مدح بزرگاں و پاکاں راپایانی نیست (قصیدہ اطیب النغم بمع شرح صفحہ ۲۳) ہیچ کس رابلوغ بہ مبلغ اخلاق آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممکن نہ (شرح قصیدہ ہمزیہ صفحہ ۲۵ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

''بزرگوں اور پاکوں کی مدح میں اس عاشق کی بندش زبان قابل ملامت نہیں جس کو عشق کی سوزش پہنچی ہوئی ہو تو اس بیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سخن کو ختم کرنا اور اس مدح کی ادائیگی سے عاجز آنا جو حضور کے لائق ہو، دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ عشق خاموشی کا تقاضا کرتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ بزرگوں اور پاک لوگوں کی مدح کی کوئی انتہا نہیں کسی شخص کے

1۔الصَّبُّ العاشق

لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ حضور کے اخلاق کو پہنچے"۔

شاہ صاحب قصیدہ ہمزیہ اور اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

وَاِنْ تَمْدَحْ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَوْمًا فَحَاذِرْ اَنْ تُقَصِّرَ فِی الثَّنَاءِ
وَحَاشَا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ الْمَعَالِیْ بِہٖ کُلَّ الْمَعَالِیْ وَالْعُلَاءِ
کَرِیْمٌ اِنْ تَجَمَّعَتِ الْمَعَالِیْ تَرٰی فِیْ جَنْبِہٖ مِثْلَ الْھَبَاءِ

"واگر مدح کنی پیغامبر خدا را روزے پس احتیاط بکن از اں کہ تقصیر کنی در ثنائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا پناہ دہد ترا از اں کہ گوئی آں حضرت را ست بلند قدریہا کہ ایں تقصیر ست در مدح وے صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ حق سخن آنست کہ بآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متقوم است بانواع بلند قدریہا مفصلاً وتمام بلند قدری مجملاً آں کریم است کہ اگر جمع شوند ہمہ بلند قدری ہا دیدہ شود۔ آں خوبی ہا در پہلوئے آں حضرت ﷺ مانند غبار"۔ (ہمزیہ وشرح صفحہ ۲۹، ۳۰)

"اگر تو کسی دن حضور کی مدح کرے تو اس بات سے احتیاط کرنا کہ تعریف میں قصور نہ ہونے پائے خدا تعالیٰ تجھے اس بات سے پناہ دے کہ تو کہے حضور کے مراتب بلند ہیں کیونکہ یہ حضور کی تعریف میں قصور ہے بلکہ حق سخن یہ ہے کہ بلند قدری کی اقسام حضور سے متقوم ہیں مفصلاً اور تمام بلند قدری اجمالاً حضور ایسے کریم ہیں کہ اگر سب بلندی مراتب جمع ہوں وہ سب خوبیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں مثل غبار نظر آئیں گی"۔

نیز شاہ ولی اللہ صاحب رقمطراز ہیں:۔

"حقیقت معالی متقوم بذات اوست صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس مدح کامل آں حضرت است(1) صلی اللہ علیہ وسلم کہ گوئیم در ذات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع شد اخلاق فاضلہ چناں کہ جمہور مادحان می گویند"۔

(شرح ہمزیہ صفحہ ۳۰، ۳۱)

نیز شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

وَآخِرُ مَا لِمَادِحِہٖ اِذَا بَاءَ اَحَسَّ الْعِجْزَ عَنْ کُنْہِ الثَّنَاءِ

(شرح قصیدہ ہمزیہ۔ صفحہ ۳۳)

1۔ ہم چنیں در نسخہ مطبوعہ است ومناسب عبارت ایں است"۔ پس مدح کامل آں حضرت ﷺ ایں نیست الخ ۱۲۔ فیضی۔

"وآخر حالتی کہ ثابت است مادح آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا"۔

امام ابراہیم باجوری(1) فرماتے ہیں:

فَلَا يَعْلَمُ اَحَدٌ حَقِيْقَةَ وَصْفِهٖ اِلَّا خَالِقُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(المواہب صفحہ ۱۹)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت وصف اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔

امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں:۔

وَلَا يَصِحُّ الْاِيْمَانُ اِلَّا بِتَحْقِيْقِ اِعْلَاءِ قَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْزِلَتِهٖ عَلٰى قَدْرِ كُلِّ وَّالِدٍ وَ وَلَدٍ وَّمُحْسِنٍ وَمُفَضِّلٍ وَمَنْ لَّمْ يَعْتَقِدْ هٰذَا وَاعْتَقَدَ مَاسِوَاهُ فَلَيْسَ بِمُؤْمِنٍ۔"هٰذَا كَلَامُ الْقَاضِيْ"

(نووی شرح صحیح مسلم جلد ۱، صفحہ ۴۹)

"ایمان صحیح نہیں ہوتا مگر قدر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند کرنے سے اور ہر والد اور اولاد اور محسن اور مفضّل کے قدر و مرتبہ پہ آپ کی منزلت کے بلند کرنے سے جو اس بات کا معتقد نہ ہوا اور اس کے ماسوا کا اعتقاد رکھا وہ مومن نہیں"۔ (یہ قاضی عیاض کا کلام ہے)

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمہ الغفار (متولد ۵۱۳ھ متوفی ۶۲۹ھ) فرماتے ہیں:۔

مہدی اسلام ہادیٔ سبل مفتیٔ غیب و امام جزو و کل

خواجۂ کز ہرچہ گویم بیش بود و ز ہمہ چیز از ہمہ در پیش بود

(منطق الطیر، صفحہ ۱۵)

در پناہِ اوست موجودے کہ ہست در رضائے اوست مقصودے کہ ہست

دعوتش فرمود بہر خاص و عام نعمت خود را برو کردہ تمام

(منطق الطیر، صفحہ ۱۷)

1۔عطایائی الٰہی کہ در حق آں جناب از ابتدائے آفرینش روح مبارک ایشاں تا انتہائے دخول بہشت واقع شدہ وے شود و خواہد شد بیرون از حیطۂ قیاس وحد و بیانست۔اھ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰۔صفحہ ۲۱۸۔زیر آیت وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اما خصوصیت ایشاں کہ بحسب مراتب باطنی بود انوار و تجلیات کہ روز بروز ترقی و تضاعف و احوال و مقاماتے کہ ایشاں ایشاں را بہ طفیل اتباع ایشاں تا قیامت حاصل شدہ وے شود و علوم و معارفی کہ بر ایشاں فیضان نماید پس حکم غیر متناہی دارد۔(اھ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰۔صفحہ ۲۱۹،۲۲۰)

وصفِ او در گفت چوں آید مرا | چوں عرق از شرم خوں آید مرا
او فصیح عالم و من لالِ او | کے توانم داد شرح حال اُو
وصفِ او کے لائق ایں ناکس ست | واصفِ او خالق عالم بس است
انبیاء در وصف او حیران شدہ | سر شناساں نیز سرگرداں شدہ

(منطق الطیر، صفحہ ۲۰)

شرف الحق والملۃ والدین مصلح الاسلام والمسلمین شیخ شرف الدین مصلح الدین سعدی شیرازی متوفی ۶۹۱ھ فرماتے ہیں:۔

در نعتِ او زبانِ فصاحت کجا رسد | خود پیش آفتاب چہ رونق دہد سہا(1)

(کلیات سعدی، صفحہ ۱۳)

ندانم کدامیں سخن گوئمت | کہ والا تری زانچہ من گوئمت
چہ وصفت کند سعدیٔ ناتمام | علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

(بوستان صفحہ ۱۰)

حضرت مولانا عارف عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی حنفی متولد ۸۱۷ھ متوفی ۸۹۸ھ فرماتے ہیں:

معراج

قدم زنگ حدوث از جان او شست | وجوب آلائش امکانِ او شست
یکے ماندہ ہم از قیدِ یکے پاک | ز بسیاری بروں وز اند کے پاک
دیدہ آں چہ از دیدن بروں بود | مپرس از ما ز کیفیت کہ چوں بود
نہ چندے گنجد آنجا و نہ چونے | فرو بند از کی لب وز فزونے
شنید آں گہ کلامے (2) نے بآواز | معانی در معانی راز با راز
نہ آگاہی ازو کام و زباں را | نہ ہمراہی بدو نطق و بیاں را
ز دور کش گوش جاں را با دور مشت | زحرفش دست دل را کوتہ انگشت
لباس فہم بر بالائے او تنگ | سمندِ وہم در صحرائے او لنگ
ز گفتن برتر ست آں وز شنیدن | زباں زیں گفتگو باید بریدن
منہ جامی ز حد خود بروں پا | وزیں دریائے جاں فرسا بروں آ

1۔نام ستارہ۔۱۲ف   2۔کلام نفسی۔۱۲ف

دریں مشہد زگویائی مزن دم سخن را ختم کن واللہ اعلم

(زلیخا صفحہ ۱۴۔۱۵)

''نعت سوم نبی از بعضی معجزات وے کہ از حد عد متجاوز است ونطاق نطق از احاطۂ آں عاجز۔ صلی اللہ علیہ وسلم'' (تحفۃ الاحرار صفحہ ۱۲)

حد ثنایش بجز خدا کہ شناسد من کہ و اندیشۂ ثنائے محمد
لیس کلامی یعنی بنعت کمالہٖ صلِ الٰہی علی النّبی وآلہٖ

(کلیات جامی صفحہ ۱۲)

سلطان الہند حضرت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؎

از فلک بگذر کہ فوق العرش منزل گاہِ اوست چوں کند عزم سفرایں خواجۂ عالی جناب
سرِ ما اوحیٰ نگنجد در ضمیر جبرئیل کشفِ اسرارِ لدنی کے کند اُم الکتاب
در مقام لی مع اللہ از کمالِ اتصال از خدا نبود جدا ہمچو شعاع از آفتاب

(دیوانِ خوجہ اجمیری صفحہ ۵)

حضرت خواجہ غلام حسن صاحب شہید ملتانی متوفی ۱۲۶۵ھ فرماتے ہیں:۔

حسن چوں من بدل آگاہ دیدم محمد خود جمال اللہ دیدم

(دیوان حسن، صفحہ ۲)

گرچہ پا یانی ندارد نورِ تو اِجتَذب قَلبِی اِلٰی مامنتھٰی

(دیوان حسن، صفحہ ۱۰)

در حضرت ایشاں نبود بار ملک را جبریل نہ شد واقف اسرار محمد

(دیوان حسن، صفحہ ۴۳)

در وصفِ کمالت اہل عرفاں گفتند ہمہ کہ ماعرفناک
قدر تو فزوں زوسع اوہام مدح تو بروں ز حد ادراک

(دیوان حسن، صفحہ ۶۹)

ذات حق با ہمہ صفات کمال ظاہر از مظہر رسول اللہ
کمال حسن ازل راست مظہر اعلیٰ جمال روئے نکوئے تو یا رسول اللہ

(دیوان حسن صفحہ ۱۰۷)

شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب متوفی ۱۳۴۰ھ فرماتے ہیں:۔

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو — عقل عالم سے ورا ہو
کنز مکتوم ازل میں — دُرِ مکنون خدا ہو
سب جہت کے دائرے میں — شش جہت سے تم ورا ہو

(حدائق بخشش صفحہ ۴۹)

حاجی امداداللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:

ہے وہ آئینہ جمال ذوالجلال — محرم خلوت سرائے لایزال

(مثنوی تحفۃ العشاق، صفحہ ۵، کلیات امدادیہ)

کس سے ہووے نعت ختم المرسلین — جز بذات پاک رب العالمین
ذات احمد ہے وہ بحر بیکراں — جس کا اک قطرہ ہے یہ کون و مکان

(غذائے روح صفحہ ۲ کلیات امدادیہ)

محمد ہے ممدوح ذات خدا — محمد کا ہو وصف کس سے ادا
محمد سا مخلوق میں کون ہے — اسی کا طفیلی ہے یاں جون ہے

(جہاد اکبر صفحہ ۳ کلیات امدادیہ(1))

حضرت مولانا محمد یار فریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

محمد مصطفیٰ ثانی ندارد — ندارد شان جسمانی ندارد
ظہورش حادث و ذاتش قدیم است — چو ممکن لوث امکانی ندارد
میان خالق و مخلوق برزخ ایست — عجب شانے کہ پایانی ندارد

نیز فرمایا:

---

1 ۔اقول اتماما للحجۃ امت کے ہر ہر [illegible] کامل کی ہر ہر شان نبی کی شانوں کا پرتو ہوتی ہے اس لئے کہ نبی مجموعہ شیون ہوتا ہے جس کی جامع شان سے امت میں مختلف انفرادی شانوں کا ظہور ہوتا ہے اور ہم جب امت کے اہل اللہ کے احوال و عیبوں کا ادراک کرنے کی بھی پوری صلاحیت نہیں رکھتے تو کون ہے کہ شان رسالت و نبوت کی کیفیات و احوال کا تصور بھی کر سکے۔ پھر بھلا ان احوال و کیفیات کا جو قلب محمدی پر طاری ہوئیں بیان کر سکے اور وہ بھی احاطہ کی ساتھ تو بھلا کس کے بس کی بات ہے۔ ہم اس کی کیا تاب و طاقت رکھتے ہیں کہ احوال محمدی کی کنہ و حقیقت کا پتہ چلا کر اس کے مکنونات کو بیان میں کھول سکیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی ہر شان شان الٰہی سے بنتی ہے اور اس کے تابع ہے۔ تو جو اللہ کی ساری شانوں سے واقف ہو وہی حضور کی بھی شانوں سے واقف ہو سکتا ہے اور کون ہے کہ جو فنون خداوندی کا احاطہ کر سکے۔ اس لئے کون ہے جو شان رسالت کو بیان کر سکے۔ (شانِ رسالت صفحہ ۳۹۔۴۰ القاری طیب مہتمم دیوبند ۱۲۔ فیضی عفی عنہ)

ز سر تا پا نور علی نور　　از انجا ظل ظلمانی ندارد

(دیوان محمدی، صفحہ ۲۹)

از مقام مصطفیٰ پرسی اگر　　بر سر عرش خدا پائے نبی

(دیوان محمدی، صفحہ ۶۳)

نیز فرمایا:

مظہر حسن الٰہی الصلوٰۃ والسلام　　مظہر ذات کماہی الصلوٰۃ والسلام

(دیوان محمدی، صفحہ ۶۶)

نیز فرمایا:

کیا کہوں حیرت میں ہوں رتبہ رسول اللہ کا　　سب بڑوں سے ہے بڑا چھوٹا رسول اللہ کا

نعت خواں بلبل تو اب بس کر بیان مصطفیٰ　　تیرے لفظوں میں نہیں معنیٰ رسول اللہ

(دیوان محمدی، صفحہ ۸۸)

حقیقت محمد دی پا کوئی نہیں سکدا　　ایتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نہیں سکدا

حقیقت محمد والا حل معمہ　　نہ حل تھیا اینکوں حل کرا کوئی نہیں سکدا

(دیوان محمدی، صفحہ ۱۲۱)

حقیقت محمد والا حل معمہ　　نہ حل تھیا اینویں ہل وہیندیں گذر گئی

(دیوان محمدی، صفحہ ۱۴۷)

اُستاذ العلماء صاحب الوجد والبکاء مشاہد سید الانبیاء العارف الکامل العلام الشیخ سیدی وسندی وہادی ومرشدی ووالدی حضرت قبلہ مولانا محمد ظریف صاحب فیضی حضوری فرماتے ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

تواں در بلاغت بسحباں رسید　　نہ در کناہ بے چوں جاناں رسید

(شعر سعدی بتغیر ما)

جتنا کسی نے تیری بڑھ چڑھ کے وصف کی ہے

سچ ہے کہ اب تک اس میں بے شک رہی کمی ہے(1)

1۔ اقول اتماماً للحجة۔ نانوتوی صاحب نے کہا ہے۔

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی　　کہ جس پہ ایسا تیری ذات خاص کو ہو پیار

کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی　　کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اوّلاً یہ خیال تھا کہ دو تین آئمہ کے وہ چند اقوال ذکر کروں گا جن میں انہوں نے تصریح کی ہے کہ حضور ﷺ کی تعریف میں مبالغہ کرو جتنا کرو کم ہے ہم سے حضور کی تعریف کماھقہٗ نہیں ہوسکتی لیکن شوق ومحبت سے اتنا طویل رسالہ ہوگیا ابھی سمندر سے ایک قطرہ بیان نہیں ہوا دفتر کے دفتر سامنے موجود ہیں رسالہ طویل ہونے کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔ بھلا اس محبوب رب کی تعریف کوئی کیسے کرسکتا ہے جس کا نام مُحَمَّدٌ (بمعنی بار بار تعریف کیا ہوا) ہو۔ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ ناقلا عن الجمل) (جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۱۸۱ نیز دیکھو زرقانی بحث اسماء وحاشیہ جمع الوسائل۔ نسیم الریاض وشرح قاری الشفاء باب اسماء مطالع المسرات نووی شرح مسلم مسک الختام)

جن کا مقام محمود (بمعنی تعریف کیا ہوا) جس کے ہاتھ میں لواء الحمد یعنی تعریف کا جھنڈا۔ اب جس کے اوپر حمد، قدم کے نیچے حمد، خود سراپا محمد۔ اب اس کی تعریف کیسے ہوسکتی ہے۔ مسلمانو! جس کی ہمیشہ ہمیشہ خدا تعریف کرے اس کی اور کوئی کیسے تعریف کرسکتا ہے؟

دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

"اللہ اور اُس کے سارے فرشتے اس غیب کی خبریں دینے والے نبی پر درود بھیجتے ہیں"۔

رب کا درود کیا ہے؟ سنو: قال ابو العالیة صَلوٰة اللّٰه ثناء ه علیه عند الملائکة (صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۷۰۷، شفا شریف جلد ۲، صفحہ ۵۱۔ فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر مکی صفحہ ۱۶)

"حضرت ابو العالیہ نے فرمایا کہ اللہ کا درود یہ ہے ملائکہ کے سامنے حضور کی تعریف کرنا"۔

تو اب ہم کیسے کماھقہٗ حضور کی تعریف کرسکتے ہیں"۔

دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر ما ہمچناں در اول وصفِ تو ماندہ ایم

مذکورہ عبارات کے لکھتے وقت خیال آیا کہ حضور کے کچھ معجزات اور بعض خصائص ذکر کروں تاکہ مقام رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام واضح وممتاز ہو لیکن اب رسالہ طویل ہوچکا ہے اب معجزات کا ذکر تو نہیں کرتا اگر خدا نے توفیق بخشی تو معجزات میں علیحدہ رسالہ لکھوں گا فی الحال بعض کتابوں کے نام بتا دیتا ہوں جو چاہے ان کی طرف رجوع کرے۔

دلائل النبوۃ، بیہقی وابی نعیم۔ شفا شریف قاضی عیاض، مواہب لدنیہ قسطلانی خصائص کبریٰ سیوطی،

(بقیہ صفحہ گزشتہ) چراغ عقل ہے گل اس کے نور کے آگے زبان کا منہ نہیں جو مدح میں کرے گفتار
جہاں کہ جلتے ہوں پر عقل کل کے بھی پھر کیا لگی ہے جان جو پہنچیں وہاں میرے افکار

مدارج النبوۃ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی۔ جواہر البحار نبہانی۔ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین نبہانی۔ کلام مبین فی معجزات سید المرسلین قاضی عنایت احمد کاکوروی صاحب، صاحب علم الصیغہ۔ جامع معجزات وغیرہا۔ چند خصائص ضرور ذکر کرتا ہوں ازالۂ شبہات اور لطیفہ کے بعد دوسرا باب مکمل ذکر خصائص میں ہے۔

شبہات اوران کا قلع قمع

سوال نمبر ۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَآهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ (النساء:۱۷اور مائدہ:۷۷)

''اے کتاب والو! اپنے دین میں غلو نہ کرو''۔

ان آیتوں میں غلو کی نہی ہے۔

جواب: اِن آیات میں ندا و خطاب یہود اور نصاریٰ دونوں کو ہے چنانچہ قاضی بیضاوی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

(يَآهْلَ الْكِتٰبِ......) الخطاب للفريقين غلت اليهود فى حط عيسٰى عليه الصلوٰة والسّلام حتى رموه بانه ولد من غير رشدة والنصارىٰ فى رفعه حتى اتخذ وه اِلٰها

(تفسیر انوار التنزیل واسرار التاویل صفحہ ۱۰۶ مصر)

''یعنی يَآهْلَ الْكِتٰبِ...... الخ والا خطاب یہود نصاریٰ دونوں کو ہے یہود کا غلو تو یہ ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص کرتے ہوئے ان کو ولد الزنا کہتے اور مانتے ہیں (نعوذ باللہ) اور نصاریٰ کا غلو یہ ہے کہ انہیں معبود ٹھہراتے ہیں''۔

ونحوہ فی صفحہ ۱۲۲، تفسیر ابو سعود جلد ۳، صفحہ ۶۳۲۔ تفسیر مفاتیح الغیب جلد ۳، صفحہ ۶۴۵۔ تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۴۱۹۔ تفسیر خازن جلد ۱۔ صفحہ ۴۱۹، ۴۷۷۔ تفسیر روح البیان جلد ۲۔ صفحہ ۸۲۔ تفسیر جلالین صفحہ ۱۰۵ تفسیر صاوی جلد ۱۔ صفحہ ۲۲۶، ۲۵۹۔ تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۲۷۹ وجلد ۲ صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱۔

لفظ غلو زیادتی اور کمی دونوں میں مستعمل ہے۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ نے لکھا ہے:۔

الغلو التجاوز عن الحد بالافراط او التفريط تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۱۶۰ ونحوہ فی تفسير ابی السعود علی هامش الكبير جلد ۳ صفحہ ۵۰۲

اِن دونوں چیزوں کو ذہن نشین کرنے کے بعد ان آیات کا مطلب یہ ہوا۔ اے یہودیو! نبی اللہ کی توہین تنقیص کر کے غلو نہ کرو اور اے نصرانیو! نبی اللہ کی تعریف میں حد سے بڑھ کر انہیں خدا یا خدا کا بیٹا، یا خدا کا تیسرا حصہ کہہ کر غلو نہ کرو اور یہی تو اہل سنت کہتے ہیں کہ نبی اللہ کی توہین و کمی کر کے غلو کرنا بھی

ممنوع ہے جیسا کہ نبی اللہ کی تعریف میں ایسی زیادتی والا غلو ممنوع ہے کہ نبی اللہ کو اللہ کہا جائے یا اللہ تعالیٰ کا جز یا شریک کہا جائے (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی) بس یہی غلو ممنوع ہے کہ ان کو خدا یا خدا کا شریک یا خدا کا جز یا بیٹا کہا جائے یا اتحاد و حلول کا قول کیا جائے۔ تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ۔ اس کے علاوہ ان کی تعریف میں جتنا بظاہر غلو و مبالغہ کیا جائے وہ درحقیقت نہ غلو ہے نہ مبالغہ، بلکہ وہ جائز ہے اور ہم اس کے مامور ہیں۔

سوال نمبر ۲۔ اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان صفحہ ۶۶ میں لکھا ہے کہ:۔

''مشکوٰۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ رزین نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بے شک میں نہیں چاہتا کہ بڑھاؤ تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھ کو سو میں تو وہی محمد ہوں بیٹا عبداللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اُس کا رسول''۔

جواب نمبر ا: صاحب تقویۃ الایمان نے مسئلہ امکان (وقوع) کذب باری تعالیٰ والے اپنے غلط عقیدہ کو سامنے رکھ کر دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔ مشکوۃ شریف کے باب المفاخرہ میں یہ حدیث موجود نہیں اگر کسی میں ہمت ہے تو اس میں دکھادے۔

جواب نمبر ۲۔ برتقدیر ثبوت حدیث مذکور ہم مانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابن عبداللہ ہیں، رسول اللہ ہیں عبداللہ ہیں، حضور اللہ نہیں اللہ کا جز و شریک و حصہ نہیں اور جتنا مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشا ہے ہم اس سے انہیں نہیں بڑھاتے اگر اس مرتبہ سے بڑھاتے تو حضور کو خدا کہتے باقی یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جتنا مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشا ہے ہم سب مل کے اس کے احاطہ اور ادراک اور شمار اور بیان سے عاجز ہیں حضور سے الوہیت کی نفی کرتے ہوئے جتنا مبالغہ اور غلو سے حضور کی تعریف کریں ان کو ان کے موہوبہ مرتبہ سے بڑھانا تو درکنار کما حقہ، موہوبہ مرتبہ کا بیان بھی نہ ہو سکے گا(1)۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (بے شک ہم نے آپ کو ہر خیر کثیر عطا فرمائی ہے۔ ترجمہ تھانوی صاحب) فرما کر جتنی چیزیں حضور کو عطا کر دینے کی خبر دی ہے ان کو شمار کر دے۔

سوال نمبر ۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی مدح و ثناء و تعریف و تعظیم میں مبالغہ ناجائز ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: **لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم فانّما انا عبداللّٰہ ورسُولہ**(2) ''مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا سوائے اس کے نہیں کہ

1۔ جیسا کہ آیات قرآنیہ اور احادیث اور اقوال آئمہ سے گزرا ہے۔

2۔ متفق علیہ (قیل فیہ تامل ۱۲ مرقات) مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۷ باب المفاخرۃ شمائل ترمذی صفحہ ۲۳، بخاری جلدا صفحہ ۴۹۰ و جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۰۹۔ ۱۲ فیضی

میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں''۔

اس شبہ کے متعدد جوابات ہیں، بعض الزامی اور بعض تحقیقی ہیں۔ فتدبر

جواب نمبرا۔ جب اللہ تعالیٰ کے لاریبی کلام قرآن شریف میں یہ حکم خداوندی آ چکا وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مبالغہ کرو) علاوہ ازیں اور بہت سی آیات اس موضوع پر پیش ہوئیں اور ہمارا اصل مدعا آیات قرآنیہ سے ثابت ہے، احادیث و آثار و اقوال ثمہ تو بطور شواہد پیش ہوئے تو قرآن شریف کے مقابلہ میں حدیث کو پیش کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ خبر واحد کتنا اعلیٰ درجہ کی صحیح ثابت ہو جائے تو نہایت کار یہ ہے کہ وہ ظنی دلیل ہے، مفید گمان ہے، مفید علم نہیں، اس سے عقائد قطعیہ ضرور یہ کا ثابت کرنا انتہا درجہ کی جہالت ہے۔ ہمارا مسئلہ کہ مبالغہ سے حضور کی تعظیم و توقیر ہو، صاف قرآن شریف سے ثابت ہے، ہمارے مولیٰ حاکم مطلق کا ضروری حکم ہے۔

جواب نمبر ۲۔ اس حدیث کی سند میں (براویت حمیدی (بخاری جلدا، صفحہ ۴۹۰، بروایت احمد بن منیع وسعید بن عبدالرحمٰن مخزومی، شمائل صفحہ ۲۲) سفیان بن عیینہ ہے۔ آخر عمر میں ان کا حافظہ تبدیل ہو گیا تھا۔ (تقریب جلدا، صفحہ ۳۱۲) تو جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حدیث اُنہوں نے آخر عمر سے قبل بیان کی ہے احتجاج موقوف ہے۔

جواب نمبر ۳۔ نیز سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ مدلس ہے (کوثر النبی صفحہ ۳۰، تقریب جلدا صفحہ ۳۱۲) ابن حزم(1) نے کہا کہ ہم سفیان بن عیینہ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ سفیان نے کہا عن الزھری، سائل نے کہا کیا تجھ سے زہری نے بیان کیا؟ سفیان خاموش ہو گئے۔ پھر کہا قال الزھری۔ تو اس سے کہا گیا کیا تو نے یہ روایت زہری سے سنی تو سفیان نے جواب دیا کہ نہ میں نے زہری سے اور نہ اُس سے جس نے زہری سے سنا۔ (کوثر النبی صفحہ ۳۰) خیال رہے کہ اس حدیث کو بھی سفیان زہری سے روایت کر رہے ہیں۔ اور تدلیس اتنا سخت عیب ہے کہ شعبہ نے فرمایا کہ تدلیس جھوٹ کا بھائی ہے اور فرمایا کہ مجھے تدلیس زنا سے زیادہ مبغوض ہے، سلیمان نے فرمایا کہ مدلس اور مفتری، کذاب کا ایک ساتھ حشر ہو گا۔

المدلّس مجروح مردر: الروایۃ مطلقاً عند قوم

(کوثر النبی صفحہ ۳۰)

''محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک مدلس مجروح ہے مطلقاً اس کی روایت مردود ہے''۔

1۔ اگر یہ ابن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ ہے تو پھر سفیان متوفی ۱۹۸ھ کا ہم زمان ہونا محل نظر ہے۔ اگر کوئی اور ہے مثلاً ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم متوفی ۱۲۰ھ تو فلا اشکال ۱۲۔ فیضی۔

جواب نمبر ۴۔ نیز اس حدیث کی سند میں (فی روایۃ عبدالعزیز بن عبداللہ بخاری صفحہ ۱۰۰۹) ابراہیم بن سعد ہے جس میں کلام کی گئی ہے (تقریب جلد ۱۔ صفحہ ۳۵) امام محدث یحیٰی بن سعید کے نزدیک یہ ضعیف ہے (ہدی الساری لابن حجر جلد ۲، صفحہ ۱۱۴)

جواب نمبر ۵۔ یہ حدیث معنعن ہے۔ امام مسلم کے نزدیک ہم عصر ہونا شرط ہے۔ امام بخاری وعلی بن مدینی کے نزدیک ہم عصر ہونے کے ساتھ ملاقات بھی شرط ہے۔ حضرت ابومظفر سمعانی کے نزدیک تو طول صحبت شرط ہے۔ ابوعمر دوانی نے کہا اس کا معروف الروایہ ہونا واجب وضروری ہے۔ بعض محدثین کے نزدیک تو جب تک اتصال بیان نہ ہو حدیث منقطع ہے۔

(کوثر النبی صفحہ ۶۴ ونووی شرح مسلم جلد ۱، صفحہ ۲۱)

اذا امکن التلاقی ولم یثبت فانه لا یغلب علی الظن الاتصال فلایجوز الحمل علی الاتصال ولیصیر کالمجهول فان روایته مردودة لا للقطع بکذبه اوضعفه بل للشک فی حاله (نووی شرح مسلم جلد ۱، صفحہ ۲۱) وذهب بعض اهل العلم انه لا یحتج بالمعنعن مطلقاً لاحتمال الانقطاع۔ (نووی جلد ۱، صفحہ ۲۱)

ہمارے امام امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو صحت حدیث کی شرائط سے یہ شرط بھی ہے کہ محدث کے منہ سے سنے، پھر اُسے یاد کرلے یا پھر بیان کرے ورنہ نہیں۔

عن ابی حنیفة انه قال لا یحل للرجل ان یروی الحدیث الا اذا سمعه من فم المحدث فیحفظهٗ ثم یحدث به" اخرجه الحاکم النیشابوری فی المدخل صحفه۱۵ ۔

معترض جب تک مذکورہ چیزیں نہ بیان کرے اس وقت تک اس کا استدلال تمام نہیں۔ اگر کوئی کہے یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے اور اس کی سب حدیثیں صحیح قابل احتجاج واستدلال ہیں اور صحیح بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے تو جواباً عرض ہے کہ یہ دعویٰ نہ آیت قرآنی سے ثابت ہے نہ صحیح حدیث نبوی سے، نہ اجماع اُمت سے۔ اگر ان سے ثابت ہے تو هل من مبارز۔ بخاری پرستوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ دعویٰ کرنے والے بعض محدثین غیر معصوم انسان ہیں اور صحیح بخاری کی بعض احادیث پر جرح وطعن کرنے والے اور اس کے راویوں کو مجروح کہنے والے بھی ائمہ حدیث ہی ہیں جو اس کی تفصیل دیکھنا چاہے وہ فقیر کی تقلید والی کتاب دیکھے دماغ ٹھکانے لگ جائے گا۔

مذکورہ بالا جرح نقل کرنے کے بعد کہتا ہوں: **آمنا بکل ما جاء به محمد صلی الله علیه وسلّم**۔ اس جواب کا اکثر حصہ معترضین کے ذوق کے مطابق ہے۔ "**طابق النعل بالنعل**" تاکہ ان حضرات کو پتہ چلے کہ "جیسی کرنی ویسی بھرنی" وہ لوگ بغض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آکر شان و مناقب وفضائل سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح حدیثوں کو بلاتحقیق بیک جنبش قلم، موضوع وضعیف گردانتے ہیں اور فضائل میں وارد ہونے والی مستند ضعیفوں کو موضوع پکار اُٹھتے ہیں۔

ذکر رو کے فضل کاٹے، نقص کا جویاں رہے　　پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی

جواب نمبر ٦۔ اگر اس حدیث کا مطلب وہی ہے جو معترض نے پیش کیا تو اتنے صحابہ کرام اور آئمہ عظام جنہوں نے فرمایا کہ کماحقہٗ حضور کی تعریف نہیں ہوسکتی، آپ کی تعریف میں مبالغہ کرو، جتنا مبالغہ اور غلو سے کروگے، وہ کم ہے۔ کیا یہ حضرات اس حدیث سے بے خبر تھے

جواب نمبر ٧:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تواضعاً فرمایا۔ خصوصاً آخری جملہ (عینی جلد ١٦ صفحہ ٣٧) شفا شریف جلد ا، صفحہ ٧٦، نسیم الریاض جلد ٢، صفحہ ٩٨)

شمائل میں اس کا ترجمۃ الباب بین شاہد ہے اگرچہ ہر کمال غیر متناہی بمعنی **لاتقف عند حد و الا عبده ورسولهٗ** میں ہے۔ فافہم

جواب نمبر ٨۔ اس حدیث میں مطلقاً مبالغہ اور اطراء کی نہی نہیں بلکہ ایسے مبالغہ کی نہی ہے جو نصاریٰ کے مبالغہ کی طرح ہو یعنی عبداللہ کو یعنی اللہ یا ابن اللہ یا اللہ تعالیٰ کا تیسرا جز وغیرہ کہنا جو عبد کی عبدیت کا انکار کرکے اس کو معبود کہنا اور سمجھنا ہے۔ مخلوق کو خالق، حادث کو قدیم، ممکن کو واجب کہنا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور اہل سنت و جماعت علی الاعلان کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خالق نہیں، معبود نہیں، اللہ نہیں، اللہ کا جز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے عبد مقرب اور اس کے پیارے رسول ومحبوب ہیں اور آپ کے لئے ہر وصف کمال جو ممکن ہے وہ ثابت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس عبدیت کا اقرار کرتے ہوئے اور آپ سے الوہیت کا انتفاء کرتے ہوئے آپ کی جتنی تعریف کرو، تعظیم میں غلو کرو، ثناء میں بزعم خود جتنا تجاوز کرو، مبالغہ کرو، وہ درحقیقت مبالغہ نہ ہوگا، تجاوز عن الحد نہ ہوگا، ایسی مدح کے بعد بھی مقام رسول اس سے بے شمار مراتب وراء الورٰی ہے۔

شیخ المحدثین سید المحققین شاہ محمد عبدالحق محدث محقق مدقق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں:۔

واطراء ومبالغہ بمدح آں حضرت راہ ندارد وہر وصف کمال کہ اثبات کنند وبہر کمالے کہ مدح گویند

از رتبہ او قاصر است الا اثبات صفت الوہیت کہ درست نیاید۔ بیت

مخواں او را خدا از بہر امر شرع و حفظ دین
دگر ہر وصف کش می خواہی اندر مدحش انشا کن

وبحقیقت ہیچ یکے جز خدا حقیقت او ر انداند وثنائے او نتواند گفت زیرا کہ اورا چنانچہ اوست ہیچ کس جز خدا نشناسد چنانکہ خدارا چوں اوکس نشناخت صلی اللہ علیہ وسلم (اشعۃ اللمعات جلد ۴، صفحہ ۹۳۔ ۹۴)

''اطراء اور مبالغہ کو حضور کی تعریف میں راستہ نہیں ملتا، حضور کے لئے جو وصف کمال ثابت کریں اور جس کمال سے آپ کی تعریف کریں، آپ کے رتبہ سے قاصر ہے مگر صفت الوہیت وہ نامناسب ہے۔
''امر شرعی وحفاظت دین کے سبب آپ کو خدا نہ کہنا۔ اس کے علاوہ جو وصف تو چاہے آپ کی تعریف میں بیان کرنا''
حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حضور کی حقیقت کو نہیں جانتا اور نہ کوئی حضور کی تعریف کرسکتا ہے اس لئے کہ حضور کو جیسے کہ ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا، جیسا کہ خدا کو حضور کی طرح کسی نے نہ پہچانا''۔

اسی حدیث کی شرح میں حضرت علامہ علی قاری حنفی فرماتے ہیں:۔

(لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم)ای مثل اطرائهم ایاه مفهومه ان اطراء ه من غیر جنس اطرائهم جائز ولله درصاحب البردة حیث قال

دع ما ادعتهُ النصاریٰ فِی نبیهم واحکم بما شئت مدحاً فیه واحتکم

(فانما انا عبده) ای الخاص فی مقام الاختصاص وهو فی الحقیقة افضل مدح عند الفاضل الکامل

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۴، صفحہ ۶۵۶۔ ۶۵۷)

''اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس طرح نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کو ایسا بڑھانا جو نصاریٰ کے بڑھانے کی جنس سے نہ ہو تو وہ بڑھانا جائز ہے اللہ تعالیٰ جزادے صاحب قصیدہ بردہ کو کیا خوب فرمایا:
''صرف وہ بات نہ کہنا جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں کہی، اس کے علاوہ جو چاہے آپ

کی تعریف میں بیان کر اور مخالف سے جھگڑ''۔

سوائے اس کے نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا مقام اختصاص میں خاص بندہ ہوں حقیقت میں فاضل کامل کے نزدیک یہ بہترین مدح ہے''۔

نیز علامہ علی قاری حنفی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

وفيه اشعار بان ماعدا نعت الالوهية ووصف الربوبية يجوز ان يطلق عليه صلى الله عليه وسلّم والٰى هذه الزبدة اشار صاحب البردة بقوله

دع ما ادعته النصارىٰ فى نبيهم   واحكم بما شئت مدحاً فيه واحتكم

هذا وقوله انما انا(1) عبدالله لقصر القلب اى لست شيئا مما قالت النصارىٰ اوالقصر فيه اضافى فلا ينافى انّ له او صافا من الكمال غير العبودية والرسالة منها انه سيد ولد آدم والله تعالىٰ اعلم وما احسن قول ابن الفارض ؎

ارىٰ كل مدح فى النبى مقصرا   وان بالغ المثنى عليه واكثرا

اذا لله اثنى بالذى هو اهله   عليه فما مقدار ما يمدح الورىٰ

ولقد احسن من قال من ارباب الحال   ما ان مدحت محمدا بمديحتى

بل قد مدحت مديحتى بمحمدا

قول ويكفى فى مدحه صلى الله عليه وسلّم اجمالاً إنه محمد يحمده الاوّلون والآخرون وانه احمد من حمد واحمد من حمد وله المقام المحمود واللواء الممدود والحوض المورود والشفاعة العظمىٰ فى يوم مشهود وآدم ومن دونه تحت لوائه فلا يستغنى احد عن حمده وثنائه ثم هذا الحديث من باب تواضعه حيث اقتصر امره على مجرد الرسالة والعبودية نظرا الى كمال نعوت ربه من الالوهية والربوبية فهو ليس من قبيل التنزل عمن هو دونه بل من باب تعظيم من فوقه۔

(جمع الوسائل لعلی القاری جلد ۲، صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰)

1۔ مثلہ فی شرح الشمائل للمناوی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۔ ۱۲ ف

''اور اس حدیث میں اس بات کی طرف آگاہ کرنا ہے کہ نعت الوہیت اور وصف ربوبیت کے علاوہ ہر مدحیہ اطرائیہ چیز کا اطلاق حضور پر جائز ہے اور اسی چیدہ برگزیدہ خلاصہ کی طرف صاحب قصیدہ بردہ نے اپنے اس شعر دع ماادعتہ الخ میں اشارہ کیا ہے، اس کو خوب یاد رکھنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ قول انما انا عبد اللہ قصر قلب کے لئے ہے یعنی نصاریٰ نے جو کچھ کہا ان سے میں کچھ نہیں (نہ اللہ نہ ابن اللہ نہ ثالث ثلاثہ) یا اس میں قصرِ اضافی ہے تو یہ اس بات کے منافی نہیں کہ حضور کے لئے عبودیت اور رسالت کے علاوہ اور اوصاف کمال ثابت ہیں جیسے ان سے یہ کہ حضور اولادِ آدم کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ ابن الفارض نے کیا اچھا کہا۔

میں ہر مدح کو حضور ﷺ کے حق میں کم دیکھتا ہوں اگرچہ تعریف کرنے والا مبالغہ کرے اور زیادہ بیان کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی تعریف کی ہے جس کے حضور ﷺ اہل تھے۔ تو اب مخلوق کی تعریف کس قطار وشمار میں اور ارباب حال سے جس نے یہ کہا اُس نے بھی اچھا کہا میں اپنے مدحیہ کلمات سے حضور کی تعریف نہیں کرتا بلکہ حضور کے نام نامی اسم گرامی سے اپنے کلمات کی مدح کرتا ہوں، میں کہتا ہوں ا[illegible] حضور کی [illegible]ح میں اتنا کافی ہے کہ آپ محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم، اگلے اور پچھلے آپ کی مدح کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ آپ حمد سے احمد ہیں ہر حمد کرنے والے کی نسبت اور آپ احمد ہیں ہر حمد کئے ہوئے کی نسبت حضور کے لئے ہی مقام محمود ہے اور حمد کا جھنڈا ہے اور قیامت میں حوض کوثر اور شفاعت عظمیٰ آپ کے لئے ہے، حضرت آدم اور غیر آدم سب آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے کوئی آپ کی تعریف سے مستغنی نہ ہوگا پھر یہ حدیث باب تواضع سے ہے اس حیثیت سے کہ حضور نے اپنے معاملہ کو محض رسالت اور عبودیت پر بند کیا، اپنے رب کے کمال نعوتِ الوہیت اور ربوبیت کی طرف نظر کرتے ہوئے یہ اپنے سے نیچے سے تنزل کے قبیل سے نہیں بلکہ اپنے سے اوپر والے کی تعظیم کے باب سے ہے''۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال ابن التین معنی قوله لا تطرونی لاتمدحونی کمدح النصاری حتی غلا بعضهم فی عیسیٰ فجعله الها مع الله و بعضهم ادعی انه هو الله وبعضهم ابن الله۔

(فتح الباری جلد ۱، صفحہ ۱۲۴)

''ابن تین نے فرمایا لاتطرونی کا معنی یہ ہے کہ میری مدح نصاریٰ کی مدح کی طرح نہ کرنا ،بعض نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ غلو کیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ ان کو بھی خدا مانا اور بعض نے کہا کہ وہی اللہ ہیں اور بعض نے کہا ابن اللہ ہیں''۔

ان کے گھر کی گواہی

قوله لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ ابن مریم الخ فالحدیث لم یشدد فیه تشدید القرآن وعد قولهم من باب الاطراء فقط لامکان التاویل فیه بادعاء وحدة الوجود اوغیره (فائدة) واعلم انه لا حجر فی وحدة الوجود فیمکن ان یکو ن کذلک (فیض الباری الکشمیر ی الدیوبندی جلد ۴، صفحہ ۴۲)(1)

قال الامام البوصیری دع ماادعته النصاریٰ...... الیٰ...... ناطق بفم والاطراء الذی نهی عنه صلی اللّٰه علیه وسلّم هو ان یدعوالالوهیة فیه کما ادعا ها النصاریٰ فی المسیح علیه السّلام ولذلک قال صلی اللّٰه علیه وسلّم لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم عیسیٰ ولم یوجد احد ادعی فیه الالوهیة صلی اللّٰه علیه وسلّم مع کمال فضائله و کثرة معجزاته الی الغایة التی لم توجد فی احد من خلق اللّٰه تعالیٰ حمایة من اللّٰه له

(جواہر البحار شریف جلد ۲ صفحہ ۳۱۶ من جواہر الزرقانی)

''حضور کا قول لاتطرونی الخ حدیث میں قرآن جیسی تشدید (سختی) نہیں اور ان کے قول کو صرف باب اطراء سے شمار کیا کیونکہ اس میں تاویل ممکن ہے وحدۃ الوجود وغیرہ کا دعویٰ کرکے''۔

فائدہ۔یقین کرکہ وحدۃ الوجود (کے قول کرنے) میں کوئی رکاوٹ نہیں تو ممکن ہے کہ ایسے ہو۔

امام بوصیری نے فرمایا۔

دع ماادعتہ الخ اور وہ اطراء (مبالغہ) جس سے حضور نے روکا وہ یہ ہے کہ حضور میں الوہیت کا

1۔جو دیکھیں اتنے کمالوں پر تیری یکتائی رہے کسی کو نہ وحدت وجود کا انکار

(قصائد قاسمی صفحہ ۶ للنانوتوی ۱۲ ف)

دعویٰ کرے جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام میں کیا تھا اسی لئے حضور نے فرمایا کہ مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بڑھایا اور ایسا کوئی نہ پایا گیا کہ حضور کے کمالِ فضائل اور اتنے معجزات کثیرہ جو مخلوق سے کسی میں نہ پائے گئے، کے باوجود جس نے حضور ﷺ کو خدا کہا ہو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حمایت ہے، تائید ایزدی ہے"۔

لطیفہ

جب یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ حضور سید عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتعریف میں غلو در حقیقت یہ ہے کہ حضور کے لئے صفت الوہیت ثابت کی جائے اور صرف یہی غلو ممنوع ہے، اس کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح وتعظیم میں جتنا مبالغہ ہو، جتنا غلو ہو، وہ غلو ومبالغہ بحکم خدا جل جلالہٗ، وبفرمان سید الانبیاء وبارشادات صحابہ وائمہ واولیاء وعلماء موجب قرب خداوندی ہے اور باعث برکت وسبب ثواب ہے، ایسا غلو اگر چہ کتنا ہی سخت ہو، وہ در حقیقت غلو نہیں بلکہ صورۃً غلو ہے! اور حقیقۃً قصور ہے مقام سید عالم کا کروڑواں حصہ بھی نہیں، باوجود اتنی وضاحت اور صراحت کے پھر بھی دشمنان نبوت وگستاخان بارگاہِ رسالت عاشقانِ نبوت ومداحان رسالت کے حق میں غالی کا لفظ استعمال کرتے ہیں چلو اب ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے اللہ ہمیں غالی کہا جاتا ہے بطفیل سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں حقیقۃً اپنے ہاں غالی کر اور ہم جب مریں تو تیرے نزدیک غالی ہوں اور اٹھیں تو بھی غالی ہوں۔ اس معنی سے غالی ہوں، جس معنی سے حضور نے اپنے عاشق کو غالی فرمایا۔ سنیے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عاشق کو غالی فرمایا:۔

" حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد دیہاتی جس کا نام زاہر تھا دیہات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ہدایا، تحفے، نذریں پیش کیا کرتا تھا اور جب وہ شخص واپس جانے کا ارادہ کرتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو شہری اشیاء وسامان عطا فرماتے تھے، حضور نے فرمایا زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اس کے شہری ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس سے پیار تھا حالاں کہ وہ حضرت زاہر بظاہر حسین نہ تھے۔ ایک دن وہی زاہر اپنا سامان بیچ رہے تھے کہ اچانک حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے پیچھے سے اس سے معانقہ کیا اور اس کی آنکھوں پہ ید اللّٰہی (1) ہاتھ رکھ دیئے وہ دیکھ نہ سکا کہ کون ہیں تو وہ کہنے لگا کون ہے مجھے چھوڑ دے۔ (کون ہے مجھے چھوڑ دے) جب اس زاہر نے توجہ کی تو تاڑ گیا کہ محبوب رب کی ذات بابرکات ہے۔ جب اسے

1۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں (جو قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب تفسیر مظہری کے مرشد ہیں) نے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے متعلق کہا۔ "ز انگشت ید اللّٰہی امیر المومنین حیدر" (مکتوبات صفحہ 78۔ 12 الفیضی غفرلہ

معلوم ہوا کہ حضور ہیں تو (تبرک ولذت حاصل کرنے کی غرض سے) اپنی پیٹھ حضور کے سینے، وحی کے گنجینے سے جدا نہ کرے تو حضور نے اس کی نیلامی شروع کردی حضور نے فرمایا اس غلام کو کون خرید کرتا ہے؟ تو زاہر نے عرض کیا، یارسول اللہ! اگر آپ نے مجھے بیچا تو اللہ کی قسم مجھے کم قیمت (کھوٹا) پاؤ گے (بوجہ حسین الصورت نہ ہونے کے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس پیارے سے فرمایا کہ تو عند اللہ کم قیمت نہیں بلکہ تو عند اللہ غالی (1) (بھاری قیمت والا) ہے''۔ (شمائل ترمذی صفحہ ۱۷)

مسلمانو! سنیو، دعا کرو کہ اس زاہر پیارے کے صدقے میں ہم بھی عند اللہ غالی ہوں۔ اب دشمن سید عالم لاکھ مرتبہ ہمیں کہے کوئی حرج نہیں۔

اے سنیو! حضور کی تعریف وتعظیم میں غلو ومبالغہ کرو کیونکہ یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے اور پیچھے گزرا کہ **کل غلو فی حقه تقصير**، ہر غلو حضور کی شان میں تقصیر ہے، جتنا غلو کرو تھوڑا ہے، ہم محبوب رب کے حق میں غلو کریں گے تو عند اللہ غالی ہوں گے۔

1۔ انت عند الله غال۔ ۱۲ الفیضی غفرله

باب دوم

میرے آقا و مولیٰ نبی کریم رؤف ورحیم حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعض خصائص وفضائل

میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کو علماء اہل سنت نے آٹھ قسموں میں تقسیم کیا۔ اور اُن کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱)۔ وہ خصائص جو دنیا میں حضور ﷺ کی ذات میں موجود تھے۔

(۲) وہ خصائص جو دار دنیا میں حضور ﷺ کی شریعت اور اُمت میں ہیں۔

(۳) وہ خصائص جو آخرت میں حضور ﷺ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۴) وہ خصائص جو آخرت میں حضور ﷺ کی اُمت کے ساتھ خاص ہیں۔

(۵) جو واجبات حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہیں، بعض میں دیگر انبیاء علیہم السلام بھی شریک ہیں۔

(۶) حضور ﷺ کی تکریم و تعظیم کے لئے جو چیزیں خاص حضور ﷺ پر حرام ہیں۔

(۷) جو مباحات حضور سے خاص ہیں۔

(۸) جن کرامات وفضائل سے حضور مختص ہیں۔

یہ تقسیم اور جو خصائص کشف الغمہ سے نقل ہوں گے، عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۴۳ میں سیدنا وشیخنا وشیخ مشائخنا خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے منقول ہیں، فقیر ان آٹھ قسم کے خصائص میں سے بعض خصائص کا ذکر کرے گا، مولیٰ کریم توفیق عطا فرمائے۔

فائدہ۔ خیال رہے کہ امام سیوطی اور امام شعرانی رحمہما اللہ ہر دو فریق یعنی علماء اہل سنت اور فریق مخالف (جو دن رات بے عیب حضور کی طرف نقص وعیب کو منسوب کرتے ہیں) کے نزدیک مسلم پیشوا مقتداء وامام ہیں، مزید اطمینان کے لئے فریق مخالف کے مسلم پیشوا یعنی محمد انور کشمیری دیوبندی کی گواہی پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو:۔

نقل عن السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ انہ رآہ صلی اللہ علیہ وسلّم اثنین و عشرین مرۃ وسالہ عن احادیث ثم صححہا بعد تصحیحہ صلی اللہ علیہ وسلّم الخ (فیض الباری جلد ۱، صفحہ ۲۰۴)

''امام سیوطی سے نقل کیا گیا کہ آپ س نے بائیس مرتبہ جاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حضور ﷺ سے بہت سی حدیثوں کے متعلق پوچھا کہ یارسول اللہ یہ آپ کی حدیث ہے یا نہیں؟ حضور کے صحیح فرمانے کے بعد امام سیوطی نے ان احادیث کی تصحیح کی''۔

یہ کشمیری صاحب کا وہم ہے یا قوت حافظہ کا زور ہے کہ ۷۵ کو ۲۲ بنا دیا حالاں کہ امام سیوطی نے بوقت ضرورت جب اس نعمت عظمیٰ کا اظہار کیا تو ۷۵ مرتبہ دیکھنے کی بات کی، خدا جانے اس اظہار کے بعد کتنی مرتبہ کرم ہوا''۔

ملاحظہ ہو عارف صمدانی قطب ربانی امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کتاب المیزان جلد ۱، صفحہ ۴۱ پر رقم طراز ہیں:

رَایت ورقة بخط الشیخ جلال الدین السیوطی عند احد اصحابه وهو الشیخ عبدالقادر الشاذلی مراسلة لشخص سأله فی شفاعة عند السلطان قایتبای رحمه اللّٰه تعالیٰ اعلم یا اخی اننی قد اجتمعت برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم الی وقتی هذا خمس وسبعین مرة یقظة ومشافهة ولول اخوفی من احتجابه صلی اللّٰه علیه وسلّم عنی بسبب دخولی للولاة لطلعت القلعة وشفعت فیک عند السلطان وانی رجل من خدام حدیثه صلی اللّٰه علیه وسلّم واحتاج الیه فی تصحیح الاحادیث الّتی ضعفها المحدثون من طریقهم ولا شک ان نفع ذلک ارجح من نفعک۔

''امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے امام سیوطی کے خط کا ایک ورقہ ان کے اصحاب میں سے ایک صاحب یعنی شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس دیکھا جو مراسلہ تھا اُس شخص کے لئے جس نے آپ سے بادشاہ قایتبای کے پاس سفارش کا سوال کیا تھا (وہ مراسلہ جوابیہ بدیں مضمون تھا) جان لے اے بھائی کہ اس وقت تک میں ۷۵ مرتبہ عالم بیداری میں بالمشافہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت سے مستفیض ہوا ہوں۔ اگر حاکموں کے پاس جانے کی وجہ سے حضور ﷺ کی زیارت کی محرومی کا خوف نہ ہوتا تو میں قلعہ شاہی میں داخل ہوتا اور بادشاہ کے ہاں تیرے حق میں سفارش کرتا اور میں خدام حدیث سے ایک مرد ہوں۔ ان

احادیث کی تصحیح کے بارے میں میں حضور کا محتاج ہوں جن کو محدثین نے اپنے طریقہ میں ضعیف کر دیا اور بے شک یہ نفع تیرے نفع سے بہت زیادہ ہے''۔

نیز علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی عبارت اپنی کتاب ''سعات دارین'' کے صفحہ ۴۳۸ پر نقل کی ہے۔اب امام شعرانی کے متعلق کشمیری صاحب کی گواہی سنیئے:۔

والشعرانی رحمه اللّٰه تعالیٰ ایضًا کتب انه رآه صلی اللّٰه علیه وسلّم وقراء علیه البخاری فی ثمانیة رفقة معه ثم سماهم و کان واحد منهم حنفیا و کتب الدعاء الذی قرأ عند ختمه

(فیض الباری جلد ۱، صفحہ ۲۰۴)

''امام شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی لکھا ہے کہ میں نے حضور کو عالم بیداری میں دیکھا اور آٹھ ساتھیوں کے ساتھ حضور پر ساری بخاری شریف پڑھی، ایک ساتھی حنفی تھا اور امام شعرانی نے وہ دعا بھی لکھی ہے جو حضور نے بخاری شریف کے ختم کے وقت پڑھی''۔

اب اس گواہی سے فریق مخالف کو مزید اطمینان ہو گیا ہو گا کہ جن دو اماموں کا نام اوّلاً آیا وہ کیسے جلیل القدر ہیں:۔

خصوصیت نمبر ۱

۱۔سب نبیوں سے (حتیٰ کہ حضرت آدم سے بلکہ سب مخلوق سے) پہلے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ (کشف الغمہ لامام شعرانی جلد ۲، صفحہ ۴۳ مطبوعہ مصر نسیم الریاض جلد ۲، صفحہ ۳۸۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۳۔مرقات جلد ۱۔صفحہ ۱۳۹)

۲۔حضور باعتبار حقیقت کے اوّل انبیاء ہیں۔کشف الغمہ شعرانی جلد ۲ صفحہ ۴۳، و مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۳۔۱۱۴، مدارج النبوۃ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی جلد ۲ صفحہ ۲ و مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳، صحائف السلوک صفحہ ۲۹ صفحہ ۷۰ لقطب الاقطاب وغوث الاغواث ناصر الحق والدین حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی، نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۲۵، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۴۵، ناقلاعن الکمالات الالھیة فی الصفات المحمدیه للشیخ عبدالکریم الجیلی۔اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۴، شیخ المحقق علی الاطلاق محمد عبدالحق المحدث الدهلوی الحنفی رضی اللّٰه عنه۔جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۲۷۷، ناقلاعن الشیخ عبدالله الرومی المتوفی ۱۰۵۴ھ۔زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۹۷

مواہب لدنیہ نقلہ الزرقانی فی شرحہ جلد ا صفحہ ۲۷، مدارج النبوۃ جلد ۲، صفحہ ۶۰۹ ۔ ۶۱۰۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۵۵ عن عبدالقادر الجزائری التوفی ۱۳۰۰ھ، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۵، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۳، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۲۵۔۲۲۶۔ امیر ابن الحاج، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۴۵ از جیلی جلد ا صفحہ ۳۶۴۔ از سبکی، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۔ حضور جسماً بھی اوّل، جواہر البحار منقول از شیخ اکبر جلد ا صفحہ ۱۲۷۔ ۱۲۸، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۹ ناقلاعن المواھب نبوت حقیقیہ اولاً وصفحہ ۱۰۔ حضور اوّل خلقاً اولیت بالا حادیث۔ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۲۳۔ از نابلسی، اولیت پر احادیث صحیحہ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۴۰۷ حضور اوّل آخر ظاہر باطن اور اس پر دلائل از خفاجی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۱۶۔

(نوٹ:۔ ضرورت تو نہیں کہ ایسے معتمدین ائمہ کے حوالہ کے بعد مزید تائیدیں نقل کی جائیں لیکن قوم نڈر ہوچکی ہے۔ لہٰذا حتی الوسع ہر خصوصیت وفضیلت کے بعد قرآن وحدیث اور مزید حوالہ جات ائمہ اہل سنت سے مزین کرتا جاؤں گا اور کہیں کہیں اتمام حجت کے لئے فریق مخالف کے پیشواؤں سے بھی نقل پیش کروں گا۔ (وماتوفیقی الا باللّٰہ تعالیٰ)

حضور کے اوّل مخلوق ہونے پہ پہلی قرآنی دلیل

مسلمانو! ہمارا مولیٰ کریم ارشاد فرماتا ہے:۔

هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (الحدید)

''وہی (اللہ ورسول) اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن وہی اور وہی سب کچھ جانتا ہے''۔

شیخ المحدثین امام المحققین برکت رسول اللہ فی الہند شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

> ایں کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر حمد وثنائے الٰہی ست تعالیٰ وتقدس کہ در کتاب مجید خطبہ کبریائی خود بداں خواندہ وہم متضمن نعت ووصف حضرت رسالت پناہی ست صلی اللہ علیہ وسلم (مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۲)

یہ کلمات اعجاز کی علامت والے (یعنی پانچ صفتیں (۱) اوّل (۲) آخر (۳) ظاہر (۴) باطن (۵) اور ہر چیز کو جاننا، حمد وتعریف خدا پر بھی مشتمل ہیں اس لئے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کبریائی کا خطبہ انہی کلمات سے پڑھا اور نیز یہ کلمات اور پانچ صفات حضور کی نعت وتعریف بھی ہیں۔ یعنی حضور سب سے اوّل ہیں باعتبار پیدائش کے، اور سب نبیوں سے آخر باعتبار تشریف آوری

کے اور حضور ﷺ کے انوار ظاہر ہیں اس طرح کہ تمام کو گھیرے ہوئے ہیں اور حضور ﷺ کے انوار نے تمام جہان کو روشن کر دیا۔ کوئی ظہور حضور ﷺ کے ظہور کی مثل نہیں اور کوئی نور حضور ﷺ کے نور کی مثل نہیں اور باطن (پوشیدہ) ہیں حضور کے اسرار کہ کسی کو حضور کی حقیقت معلوم نہ ہو سکی اور تمامی حضور ﷺ کے کمال وجلال کے نظارہ میں حیران وخیرہ رہ گئے اور حضور ﷺ ہر چیز جاننے والے ہیں، ذات الٰہی کی شانیں اور صفات حق کے احکام اور اسماء افعال وآثار کے جاننے والے ہیں اور تمامی علوم ظاہر و باطن اوّل آخر سب کا حضور ﷺ نے احاطہ کرلیا، سب کو گھیر لیا۔ (مدارج جلد ۱، صفحہ ۲)

قال الامام عبدالقادر الجزائری ،هو (صلی اللّٰه علیه وسلّم) الانسان الازلی وهوالاوّل والأخر والظاهر والباطن وهو بكل شیء علیم كما ان الحق تعالیٰ لهٗ هذه الصافات

(جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۶۰)

عارف باللہ، حاضر بارگاہِ رسُول اللہ علامہ شیخ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین امام العلماء المحققین والاولیاء المکاشفین سید شیخ اکبر محی الدین ابن العربی المتوفی ۶۳۸ھ کی کتاب مستطاب فتوحات مکیہ کے دسویں باب صفحہ ۱۷۴ سے ناقل:۔

فهو صلی اللّٰه علیه وسلّم الاوّل والأخر والظاهر والباطن وهو بكل شیءٍ علیم فانه قال اوتیت جوامع الكلم وقال عن ربه ضرب بیده بین كتفی فوجدت برد انامله بین ثدیّ فعلمت علم الاوّلین والأخرین فحصل له التخلق والنسب الالهی من قوله تعالیٰ عن نفسه هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (جواہر البحار شریف جلد ۱، صفحہ ۱۱۳)

"حضور ﷺ اوّل ہیں اور آخر ہیں اور ظاہر ہیں اور باطن ہیں اور حضور ﷺ ہر چیز کے جاننے والے ہیں حضور نے فرمایا کہ میں جامع کلمات دیا گیا اور حضور ﷺ نے اپنے رب سے یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا قدرت والا ہاتھ میرے دو کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کے قدرتی پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی تو میں نے اوّلین اور آخرین کے علم کو جان لیا تو حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے تخلق اور نسبت حاصل ہو گئی کہ وہ اوّل ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور پوشیدہ ہے اور وہ ہر چیز کے جاننے والا

ہے"۔

اوّل آخر، ظاہر باطن کا اطلاق حضور پر۔ (نسیم الریاض وشرح شفا لعلی القاری جلد ۲، صفحہ ۴۲۵،۴۲۶)

ہم پس وہم پیش از عالم توئی   سابق و آخر بیک جا ہم توئی

(شیخ عطار منطق الطیر صفحہ ۲۰)

حضور کے اوّل مخلوق ہونے پر دوسری قرآنی دلیل

مسلمانو! ہمارا رب کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًاۙ﴿۷﴾ لِّیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا۠﴿۸﴾ (الاحزاب)

"اور اے محبوب یاد کر جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے سخت عہد لیا تا کہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

قرآن کا ترجمہ وتفسیر حضور کی حدیث سے:۔

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی قوله تعالٰی وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ قال کنت اول النبیین فی الخلق وآخرهم فی البعث(1)۔ (رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۱۱،۱۲) ذکره السیوطی وقال اخرجه ابن ابی حاتم فی تفسیرہٖ

1۔ فی المقاصد "کنت اول النبیین فی الخلق وآخرهم فی البعث" من حدیث سیعد بن بشیر وله شاهد فی تاریخ البخاری وغیرہٖ وصححه الحاکم بلفظ "کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد" والذی اشتهر بلفظ کنت نبیا و آدم بین الماء والطین فلم نقف علیه بهذا اللفظ فضلا عن زیادة وکنت نبیا ولا آدم ولا ماء ولاطین وقد قال شیخنا (ای العسقلانی) ان الزیادة ضعیفة والذی قبلها قوی" تذکرة الموضوعات للعلامة محمد طاهر الفتنی المتوفی ۹۸۶ھ صفحہ۸۶ وکذا ذکره العلامه ملا علی القاری الحنفی المجدد للمائة الحادی عشر (کما انار به مولانا عبدالحی اللکهنوی فی فتاواہ) مرقاة شرح مشکوٰة جلد۵۔ صفحہ۳۶۷۔ ذکر هذا الحدیث کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین۔ الشیخ المحقق علی الاطلاق المحدث محمد عبدالحق الدهلوی الحنفی فی اشعة اللمعات جلد۴ صفحہ۴۷۴ ذکرهٗ العارف الجامی قدس سرّہ السامی"۔ شواهد النبوة صفحہ۶۔ ۱۲ فیضی

وابونعیم فی الدلائل وزاد فی آخر فبدا به قبلهم۔

(خصائص الکبریٰ جلد ا، صفحہ ۳)

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان خداوندی وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ میں تمام انبیاء علیہم السلام سے پیدائش میں مقدم ہوں، اوّل ہوں اور مبعوث ہونے میں آخر ہوں۔ امام سیوطی نے اتنا اور ذکر کیا۔ پس اسی لئے رب کریم نے انبیاء سے پہلے حضور سے شروع کیا۔ (یعنی پہلے منک فرمایا) بعد میں وَمِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی الخ فرمایا۔

جواہر البحار جلد ا، صفحہ ۱۲ ناقلاعن الشفا۔ نسیم ریاض خفاجی حنفی مصری جلد ۲، صفحہ ۴۴۴ وشرح شفا علی قاری حنفی علی ھامشہ جلد ۲، صفحہ ۴۴۴۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری حنفی جلد ۵، صفحہ ۳۶۷، شفا شریف جلد ا، صفحہ ۲۰۰۔۲۰۱، رواہ ابن ابی حاتم والدیلمی وابونعیم وغیرھم عن ابی ھریرۃ مرفو عا بلفظ کنت اوّل النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث زرقانی شرح مواھب لدنیہ جلد ۵، صفحہ ۲۴۲ شفا شریف جلد ا صفحہ ۳۷ نقلہ عن قتادۃ مرفوعا ، نسیم الریاض شرح شفاء جلد ا صفحہ ۲۵۰ وشرح شفاء، القاری جلد ا، صفحہ ۲۵۰۔ جواہر البحار ابونعیم جلد ا، صفحہ ۶۸ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۸۱۔ از خصائص الکبریٰ سیوطی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:۔

وقدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی الذکر تعظیما لہ واشعارا بما اخبر عنہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم حیث قال کنت اوّل الناس فی الخلق وآخرھم فی البعث رواہ سعد عن قتادۃ مرسلاً ورواہ البغوی متصلاً عن قتادہ عن الحسن عن ابی ھریرۃ وقال قال قتادۃ وذلک قول اللّٰہ عزوجل وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ الآیۃ فبدأ بہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قبلھم وروی ابن سعد وابونعیم فی الحلیۃ عن میسرۃ الفجر بن سعد عن ابی الجدعاء والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس بلفظ کنت نبینا وآدم بین الروح والجسد۔ (تفسیر مظہری جلد ۷، صفحہ ۳۱۰) قولہ صلی

اللّٰہ علیہ وسلّم کنت نبیا وآدم بین الرّوح والجسد۔

(الحدیقة الندیة شرح طریقه محمدیه لامام عبدالغنی النابلسی الحنفی ج ا ص ۳۰)

''حضور ﷺ کی تعظیم کے لئے اس آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پہلے کیا اور اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے جس کی حضور ﷺ نے خبر دی کہ میں پیدا ہونے کے لحاظ سے تمام لوگوں سے اوّل ہوں اور تشریف لانے کے اعتبار سے آخر ہوں اس حدیث کو سعد نے قتادہ سے مرسلاً روایت کیا اور بغوی نے قتادہ سے اور قتادہ نے حسن سے اور حسن نے ابوہریرہ سے متصلاً روایت کیا ہے اور کہا کہ قتادہ نے فرمایا کہ اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ الآیۃ میں ہے کہ انبیاء کرام سے پہلے حضور ﷺ کا ذکر کیا اور ابن سعد اور ابونعیم نے حلیہ میں میسرہ سے اور میسرہ نے ابوالجدعاء سے اور طبرانی کبیر میں ابن عباس سے بدیں الفاظ راوی ہے کہ میں (اس وقت بھی) نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے''۔

علم الائمہ ناصر الشریعۃ محی السنہ علامہ خازن رحمہ اللہ اسی آیت کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:۔

وقدم البنی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی الذکر تشریفا له وتفضیلا ولما روی البغوی(1) باسناد الثعلبی عن ابی هریرة ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال کنت اوّل النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث قال قتادہ وذلک قول اللّٰہ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَ مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ فبدأ به صلی اللّٰہ علیہ وسلّم

(تفسیر خازن جلد ۳، صفحہ ۴۵۳)

''اس آیت میں حضور ﷺ کا ذکر پہلے کیا حضور ﷺ کی تعظیم اور فضیلت کے لئے اور اس وجہ سے جس کو امام بغوی نے باسناد ثعلبی ابوہریرۃ سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں پیدائش میں انبیاء سے اوّل ہوں اور تشریف آوری میں ان سے آخر ہوں۔ حضرت قتادہ نے فرمایا اسی کا بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک میں ہے: وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ اسی لئے پہلے حضور ﷺ کا ذکر کیا۔

ابن تیمیہ گمراہ کا پورا پورا متبع شاگرد ابن کثیر لکھتا ہے:۔

خیال رہے کہ ابن کثیر کے حوالے اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ فریق آخر اس کو بہت

1۔ معالم التنزیل جلد ۵ صفحہ ۱۹۲ و تفسیر خازن جلد ۵ ص ۱۹۲ مطبوعہ بیروت۔ لبنان۔ ف

مانتا ہے۔

قال ابن ابی حاتم حدثنا ابو ذرعة الدمشقی حدثنا محمد بن بکار حدثنا سعید بن بشیر حدثنی قتادة عن الحسن عن ابی هریرة رضی اللّٰہ عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم فی قول اللّٰہ تعالیٰ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ الآیة قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم کنت اوّل النبیین فی الخلق وآخرهم فی البعث فبدأ بی قبلهم وقد رواه سعید ابن ابی عروبة عن قتادة به مرسلا وهو اشبه۔ ورواه بعضهم عن قتادة موقوفا واللّٰہ اعلم

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳، صفحہ ۴۶۹)

"ابن ابوحاتم، ابوذرعۃ محمد بن بکار، سعید بن بشیر، قتادہ، حسن، ابوہریرہ، حضور سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَ اِذْ اَخَذْنَا الآیۃ میں راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں خلقاً اوّل انبیاء ہوں اور بعثاً ان سے آخر ہوں اسی لئے میرا ذکر ان سے پہلے کیا اور اس حدیث کو سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے مرسلاً روایت کیا وہ بہت مشابہ ہے اور بعض نے اسے قتادہ سے موقوفاً روایت کیا ہے واللہ اعلم"۔

اسی آیت کے ماتحت امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل احادیث نقل فرمائیں:۔

واخرج ابن مردویه عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما قال قیل یا رسول اللہ متی اخذ میثاقک قال و آدم بین الروح والجسد۔

"ابن مردویہ ابن عباس سے مخرج کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا میثاق کب لیا گیا فرمایا جب کہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے"۔

عن ابی هریرة قال سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم متی وجبت لک النبوة قال بین خلق آدم ونفخ الروح فیه جواهر امام ابونعیم جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۷۱)

۱۔ واخرج ابن سعد قال قال رجل للنبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم متی استنبئت قال و آدم بین الروح والجسد حین اخذمنی المیثاق۔

۱۔ "ابن سعد نے اخراج کیا کہا کہ ایک مرد نے حضور سے کہا کہ کب آپ سے خبر طلب کی گئی

فرمایا کہ جب مجھ سے وعدہ لیا گیا تو آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے"۔

۲۔ واخرج البزار والطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال قیل یارسول اللہ متی کنت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد

۲۔"بزار اور طبرانی اوسط میں اور ابونعیم دلائل میں ابن عباس سے راوی ومخرج کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عرض کی گئی یارسول اللہ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا (کہ میں اُس وقت بھی نبی تھا) جب کہ آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے (یعنی پیدا نہ ہوئے تھے)"۔

۳۔ واخرج احمد والبخاری فی تاریخہٖ والطبرانی والحاکم وصححہ وابو نعیم والبیھقی معا فی الدلائل عن میسرۃ الفخر رضی اللہ عنہ قال قلت یارسول اللّٰہ متی کنت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد۔

۳۔"امام احمد اور بخاری تاریخ میں اور طبرانی اور حاکم بافادہ صحت اور ابونعیم اور بیہقی دونوں دلائل میں میسرہ سے راوی ہیں کہا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ کب نبی تھے؟ فرمایا اُس وقت کہ آدم روح اور جسد کے درمیان تھے"۔

۴۔ واخرج الحاکم وابونعیم والبیھقی عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قیل للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم متی وجبت لک النبوۃ قال بین خلق آدم ونفخ الروح فیہ۔

۴۔"حاکم، ابونعیم، بیہقی حضرت ابوہریرہ سے راوی ہیں کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ سے عرض کی گئی کب سے آپ کے لئے نبوت ثابت ہے؟ فرمایا کہ ابھی آدم علیہ السلام کی پیدائش مکمل نہ ہوئی تھی۔ (کہ میرے لئے نبوت ثابت ہے)"۔

۵۔ واخرج ابونعیم عن الصنابحی قال عمر رضی اللہ عنہ متی جعلت نبیا قال وآدم منجدل فی الطین۔

۵۔"ابونعیم صنابحی سے راوی، فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کب سے نبی ہیں؟ فرمایا (اس وقت سے) کہ آدم علیہ السلام گارے میں خلط ملط تھے"۔

۶۔ واخرج ابن سعد عن ابی الجدعاء رضی اللّٰہ عنہ قال قلت

یارسول اللّٰہ متی جعلت نبیا قال وآدم بین الروح والجسد

۶۔ ''یعنی ابن سعد ابن ابی الجدعاء سے مخرج ہیں اُنہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی (یارسول اللہ) آپ کب سے نبی بنے؟ فرمایا آدم کی خلقت سے پہلے''۔

۷۔ واخرج ابن سعد عن مطرف بن عبد اللّٰہ بن الشخیر رضی اللّٰہ عنہ ان رجلا سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم متی کنت نبیا قال وآدم بین الروح والطین۔

۷۔ ''یعنی ابن سعد مطرف سے مخرج کہ ایک مرد نے حضور ﷺ سے سوال کیا آپ کو نبوت کب سے ملی فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور گارے کے درمیان تھے''۔

۸۔ واخرج ابن ابی شیبۃ عن قتادۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اذا قرأ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ قال بدیٔ بی فی الخیر وکنت آخرھم فی البعث۔

۸۔ ''یعنی ابن ابی شیبہ قتادہ سے راوی ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وَ اِذْ اَخَذْنَا الخ پڑھتے، فرماتے، بھلائی میں مجھ سے ابتداء کی گئی اور میں ان انبیاء سے تشریف لانے میں آخر ہوں''۔

۹۔ واخرج ابن جریر عن قتادۃ رضی اللّٰہ عنہ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ قال ذکر لنا ان نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کان یقول کنت اوّل الانبیاء فی الخلق وآخرھم فی البعث۔

۹۔ ''ابن جریر قتادہ سے راوی ہیں وَ اِذْ اَخَذْنَا الآیۃ۔ فرمایا کہ ہمارے لئے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ میں پیدائش میں اوّل انبیاء ہوں اور بعثت میں آخر ہوں''۔

۱۰۔ واخرج الحسن بن سفیان وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابونعیم فی الدلائل والدیلمی وابن عساکر من طریق قتادۃ عن الحسن عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی قول اللّٰہ تعالیٰ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ الآیۃ قال کنت اوّل النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث فبدیٔ بہ قبلھم

۱۰۔ ''حسن بن ابی سفیان، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ ابونعیم دلائل میں۔ دیلمی اور ابن عساکر بطریق قتادہ حسن سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (وَاِذْ اَخَذْنَا ۔الآیۃ) میں راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خلقت میں اوّل انبیاء ہوں۔'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تخلیق میں سب انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخر' اسی لئے اُن سے پہلے میرا ذکر ہوا''۔

(تفسیر درمنثور جلد ۵، صفحہ ۱۸۴)، مطالع المسرات صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱

۱۱۔ قال علیه الصلوٰۃ والسّلام کنت اولهم خلقا و آخرهم بعثا۔

''حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا میں انبیاء سے خلقت کے اعتبار سے اول اور بعثت کے اعتبار سے آخر ہوں''۔ (تفسیر روح البیان جلد ۵، صفحہ ۶۶۱)

حضور کی اوّلیت پر تیسری قرآنی دلیل

مسلمانو! ہمارا مولیٰ کریم ارشاد فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ۬ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾ (الانعام)

''تم فرماؤ بے شک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی ٹھیک دین ابراہیم کی ملت جو ہر باطل سے جدا تھے اور مشرک نہ تھے تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہان کا اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں''۔

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اوّلیت یا تو اس اعتبار سے ہے کہ انبیاء کا اسلام ان کی امت پر مقدم ہوتا ہے۔ یا اس اعتبار سے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اوّل مخلوقات ہیں تو ضرور اوّل المسلمین ہوئے''۔

(تفسیر خزائن العرفان صفحہ ۲۴۲)

القرآن حجة من کل الوجوه(1)۔ ''قرآن ہر وجہ سے حجت ہے''۔

1۔ کما فی التفسیر الکبیر و شرح المواهب للزرقانی وغیرهما۔ الزبدۃ الزکیه صفحه ۱۴۔ شمول الاسلام صفحه ۶ کلاهما لسیدنا اعلیٰ حضرت۔ ۱۲۔ الفیضی غفرله۔

علامہ سلیمان جمل رحمۃ اللہ علیہ امام قرطبی سے ناقل ہیں:۔

فان قیل اولیس ابراھیم والنبیون قبلہ قلنا عنہ جوابان احدھما انہ اولھم من حیث انہ مقدم علیھم فی الخلق وفی الجواب یوم اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ثانیھما انہ اول المسلمین من اھل ملتہٖ اھ

(تفسیر الفتوحات الالٰہیہ جلد ۲۔ صفحہ ۱۱۷)

''اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا ابراہیم علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور ﷺ سے پہلے (مسلمان) ہیں؟ ہم کہیں گے اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ حضور ﷺ سب انبیاء سے اوّل ہیں اس حیثیت سے کہ پیدائش اور اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں حضور ﷺ ان سب پر مقدم ہیں، دوسرا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنے دین والوں سے اوّل المسلمین ہیں''۔

عارف باللہ علامہ شیخ احمد صاوی رقم طراز ہیں:۔

قولہ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ...... واستشکل بانہ تقدمہ الانبیاء وامم‍ھم فاجاب المفسر (ای سیوطی) بان الاولیۃ بالنسبۃ لامتہٖ۔ واجیب ایضا بان الاولیۃ بالنسبۃ لعالم الذر فھی حقیقیۃ

(حاشیہ الصاوی علی الجلالین جلد ۲ صفحہ ۵۴)

''ان کا قول وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ حضور کے اول مسلمین ہونے پر یہ اشکال پیش کیا گیا کہ حضور ﷺ سے تو انبیاء اور اُن کی اُمتیں پہلے ہوگزری ہیں (لہٰذا حضور ﷺ اوّل مسلمین کیسے ہوئے) تو مفسر سیوطی نے جواب دیا کہ حضور کی اوّلیت اپنی امت کی بہ نسبت ہے اور یہ جواب بھی دیا گیا ہے کہ حضور کی اوّلیت عالم ذر کی بہ نسبت ہے تو یہ اوّلیت حقیقت ہے''۔

علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:۔

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی اول من استسلم عند الایجاد لامر کن وعند قبول فیض المحبۃ لقولہ یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ والاستسلام للمحبۃ فی قولہ یحبونہ دل علیہ قولہ علیہ السلام اوّل ماخلق اللّٰہ نوری کذا فی التاویلات النجمیۃ۔

(تفسیر روح البیان جلد ۲۔ صفحہ ۲۳۸۔۲۳۹)

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ عند الایجاد لامر کن کما قال اول ما خلق اللّٰہ نوری۔ (تفسیر نیشاپوری جلد ۸، صفحہ ۵۵ بحوالہ مقیاس نور)

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی امر کن کے ایجاد کے وقت اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے فیض محبت کے قبول کے وقت پہلا فرمان بردار میں ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول یحبونہ میں محبت کے لئے پہلا فرمان بردار میں ہوں۔ اس پر حضور ﷺ کے قول مبارک اول ماخلق اللّٰہ نوری (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا) نے دلالت کی ہے۔ تاویلات نجمیہ میں ایسا ہے"۔

"امر کن کی ایجاد کے وقت میں پہلا مسلمان ہوں۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا"۔

اشارۃ الی تقدم روحہ وجوھرہ علی جمیع الکون فی الحضرۃ حین خاطبہ بالرسالۃ والولایۃ والمحبۃ والخلۃ فانقاد فی اول الاول الازلی الابدی تعالیٰ اللّٰہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا اشارۃ الی ماذکرنا قولہ علیہ السّلام کنت نبیا (وآدم بین الماء والطین) وقولہ علیہ الصلوۃ والسّلام اول ماخلق اللّٰہ نوری۔

(تفسیر عرائس البیان جلد ۱، صفحہ ۲۳۸، بحوالہ مقیاس نور)

"اوّل مسلمین میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح اور جوہر شریف کے تمام عالم پر مقدم ہونے کی طرف اشارہ ہے جب کہ حضرت الوہیت میں اللہ تعالیٰ نے ان سے رسالت اور ولایت اور محبت اور خلقت سے خطاب کیا تو مصطفیٰ ﷺ کو ازلی ابدی اوّل الاوّل میں برگزیدہ فرمایا اللہ تعالیٰ ظالموں کی بات سے بہت بلند تر ہے۔ ہمارے مذکور کلام کی طرف حضور کے قول کنت نبیا کہ میں نبی تھا (اور آدم علیہ السلام پانی اور گارے کے درمیان تھے) اور حضور کے قول "اوّل ما خلق اللّٰہ نوری" کہ اولاً اللہ نے میرا نور بنایا" نے اشارہ کیا۔

حضور کی اوّلیت پر چوتھی قرآنی دلیل

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝

(الانعام)

فهو اول المسلمین علی الاطلاق۔ (تفسیر صاوی جلد ۲، صفحہ ۷)

''تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں اور ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہونا''۔

''حضور علی الاطلاق بغیر کسی قید کے اوّل مسلمین ہیں'' اس آیت وتفسیر سے بھی حضور کا سب سے اوّل ہونا ظاہر ہے۔

پانچویں قرآنی دلیل

ہمارا رب ارشاد فرماتا ہے:۔

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۲﴾ (زمر)

''اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن رکھوں''۔

چھٹی قرآنی دلیل

ہمارا رب فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ (زخرف)

''تم فرماؤ بالفرض (محال) رحمٰن کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا''۔

جو اوّل نہ ہو وہ اوّل العابدین کیسے ہوسکتا ہے؟ فلہٰذا حضور ﷺ سب سے پہلے ہوئے۔

ساتویں قرآنی دلیل

ہمارا مولیٰ کریم فرماتا ہے:۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ (الم نشرح)

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ وصدر الشی ایضاً اولہ ففی التعبیر بہ ایماء الی انہ اول الرسل وجودًا لما انہ آخرھم شھودًا علی ما ورد اوّل ما خلق اللّٰہ نوری اوروحی، وکنت نبیا وآدم بین الماء والطین (شرح بدأالامالی لعلی قاری صفحہ ۳۴۔ بحوالہ مقیاس نور)

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا نہیں کھولا ہم نے آپ کے لئے ابتداء کو''۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ صدر الشیٔ شے کے اوّل کو کہا جاتا ہے۔ یہاں صدر کے لفظ کو استعمال کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ تمام رسولوں سے اوّل ہیں جیسا کہ آپ کا ظہور آخر میں ہوا۔ آپ نے

فرمایا: ”سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا یا میری روح کو پیدا فرمایا اور میں نبی تھا اُس وقت جب حضرت آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے“۔

احادیث سے ثبوت کہ سب سے اوّل حضور ہیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اخرج البزار و ابو یعلٰی وابن جریر ومحمد بن نصر المروزی فی کتاب الصلوٰۃ وابن ابی حاتم وابن عدی وابن مردویہ والبیھقی فی الدلائل عن ابی ھریرۃ فی قولہ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی الخ...... حدیث طویل...... فقال لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ۔ الرب عزوجل...... وجعلتک اول النبیین خلقاً وآخرھم بعثا.......... وجعلتک فاتحا وخاتما۔ (انتھیٰ بقدر الضرورۃ)

۱۔حدیث قدسی کہ سب سے اوّل حضور ہیں:۔

”اللہ تعالیٰ کے اس قول سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی الخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (شب معراج) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے فرمایا کہ میں نے تمہیں بلحاظ پیدائش کے اوّل انبیاء کیا اور باعتبار بعثت کے ان سے آخر کیا...... اور تمہیں فاتح (اوّل) خاتم (آخر) کیا“۔

(تفسیر دُرِ منثور جلد ۴، صفحہ ۴۴ اور ۱۴۶۔ خصائص کبریٰ شریف جلد ۱، صفحہ ۱۷۵۔ تفسیر ابنِ کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۰ تفسیر ابن جریر جلد ۱۵۔ صفحہ ۸، ۹ شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۴۷۔ شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۲، صفحہ ۲۵۶ زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۲)

۲۔حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد، شیخ محقق فرماتے ہیں:۔

درحدیث صحیح وارد شدہ کہ اول ماخلق اللّٰہ نوری

”حدیث صحیح میں آیا کہ حضور نورِ مجسم اوّل عالم نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا کی وہ میرا نور تھا“۔

مدارج النبوۃ فخرمحدثین وامام محققین شیخ محمد عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ دائما ابدا جلد ۲، صفحہ ۲ ومدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲، معارج النبوۃ جلد ۵، صفحہ ۱۳۵ وصفحہ ۱۸۲ تفسیر روح البیان جلد ۲، صفحہ ۲۳۔ تفسیر روح البیان جلد ۲، صفحہ ۲۳۹۔ تفسیر نیشاپوری جلد ۸، صفحہ ۵۵۔ تفسیر عرائس البیان لشیخ اکبر جلد ۱ صفحہ ۲۳۸۔ شرح بدا الامالی لملاعلی القاری صفحہ ۳۵۔ جواہر البحار شریف جلد ۲، صفحہ ۱۹۱ از مکتوبات امام ربانی۔ جواہر البحار جلد ۲،

صفحہ ۴۳۔ازالیواقیت شعرانی۔مرقات شرح مشکوٰۃ ملا قاری جلد ا۔صفحہ ۱۴۰۔جواہر البحار، جلد ۲۔
صفحہ ۱۹۶و۲۰۱،از فاسی۔جواہرالبحار جلد ۲ صفحہ ۲۲۰۔ازروح البیان۔زرقانی شرح مواہب لدنیہ
جلدا،صفحہ ۲۷۔صحائف السلوک صحیفہ ۲۹ صفحہ ۷۰ لقطب الاقطاب غوث الاغواث ناصرالحق والدین
حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔صحائف السلوک صحیفہ ۴۸ صفحہ ۱۰۷۔
صحائف السلوک صحیفہ ۴۲ صفحہ ۹۶۔جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ عن الزرقانی۔شرح شفا علی قاری
حنفی جلد ۲ علی ھامش نسیم الریاض صفحہ ۴۲۴۔شرح شفاللقاری جلد ۲،صفحہ ۴۱۶۔شواہدالنبوۃ للعارف
الجامی قدس سرہ السامی صفحہ ۶۔صلاۃ الصفانی نورالمصطفیٰ لشیخ الاسلام والمسلمین سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا
احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۔بعضوں نے کہا کہ یہ حدیث تاریخ خمیس، اور سرالاسرار للغوث
الاعظم میں بھی ہے۔واللہ اعلم (صلوٰۃ الصفل فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی صفحہ ۹۷ مطبوعہ
دیوبند۔الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۰ شعرانی۔تواریخ حبیب اللہ علامۃ قاضی مفتی محمد عنایت احمد
صاحب کاکوروی صفحہ ۳ (جو تھانوی صاحب کے معتمد و مستند ہیں) نشر الطیب صفحہ ۴،۱۶،۸۲،۲۲۵۔
بہشتی زیور جلدا،صفحہ ۶۷۔مکتوبات امام ربانی شیخ احمد صاحب سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جلد سوم
مکتوب نمبر ۱۲۲ صفحہ ۲۳،۷،۲۳۷۔انفاس رحیمیہ،صفحہ ۱۳۔الشاہ عبدالرحیم صاحب والد شاہ ولی اللہ،
جواہرالبحار جلدا صفحہ ۲۰۵ بتغیر یسیر۔جواہرالبحار جلد ۳ صفحہ ۳۵۴۔از احمد عابدین علامہ شامی کا بھتیجا
جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۶۹ الحدیث المشہور از علی دوہ رضی اللہ عنہ۔جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۷۱۔
الحدیث الحسن از علی دوہ۔جواہر البحار، جلد ۴،صفحہ ۱۷۸،ازدوہ جواہرالبحار جلد ۴ صفحہ ۱۷۲ اس حدیث
کوالشیخ الامام الاوحد الامجد محمد مہدی بن احمد بن علی بن یوسف الفاسی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا اور اخیر میں
اتنا جملہ اور زیادہ نقل کیا ہے۔

ومن نوری خلق کل شیء

''اور میرے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا''۔

مطالع المسرات صفحہ ۱۲۹،۲۲۱ واستشہاد منہ مطالع المسرات صفحہ ۱۰۶۔موضوعات قاری صفحہ ۹۹۔استناداً

اتمام حجت

شیخ محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ اول ماخلق اللہ نوری کونقل کیا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے فقط
واللہ تعالیٰ اعلم۔بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (رشید احمد ۱۳۰۱) فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۴۔محدث

ابن جوزی(1) نے ''میلادنبوی'' مولوی ذوالفقارعلی دیوبندی نے عطرالوردہ شرح قصیدہ بردہ'' مولوی حسین، احمد دیوبندی نے ''الشہاب الثاقب(2)'' اور پیشوائے غیر مقلدین و دیوبند مولوی اسمٰعیل دہلوی نے رسالہ ''یک روزہ'' میں اول ماخلق اللّٰہ نوری کو بلاانکار بطور حجت ودلیل نقل کیا ہے۔

بحوالہ رضائے مصطفیٰ جلد ۷ نمبر ۱۷۔ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ صفحہ ۶ کالم ۳۔

۳۔امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری وامام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنے مصنف میں حضرت سیدنا وابن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کی:

قال قلت یارسول اللّٰہ بابی انت و امی اخبرنی عن اول شیء خلقه اللّٰه تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللّٰه تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ فجعل ذٰلک النور یدور بالقدرة حیث شاء اللّٰه تعالیٰ ولم یکن فی ذٰلک الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملک ولاسماء ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی(3)۔(الحدیث بطولہٖ)

''میں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور ﷺ پہ قربان! مجھے بتادیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا اے جابر! بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا تعالیٰ نے چاہا دورہ کرتا رہا، اس وقت لوح وقلم، جنت ودوزخ، فرشتگان، آسمان، زمین، سورج چاند، جن، آدمی کچھ بھی نہ تھا''۔

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں بنحوہٖ روایت کی ہے۔ امام قسطلانی رضی اللہ عنہ نے

1۔صفحہ ۲۳۔۲۴ طبع لاہور۔ ۱۲ف   2۔صفحہ ۷ ۴ طبع دیوبند۔ ۱۲ فیضی

3۔(وما بعدہٗ) فلما اراد اللّٰه تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذٰلک النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح و من الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش و من الثانی الکرسی و من الثالث باقی الملائکة ثم قسم الرابع اربعة اجزاء۔ فخلق من الاول السمٰوٰت ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول نور ابصار المؤمنین ومن الثانی نور قلوبهم وهی المعرفة بالله ومن الثالث نور انسهم وهو التوحید لا اله الا الله محمد رسول الله۔ الحدیث ۔(زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۴۶۔۴۷۔ ۱۲ منہ)

مواہب لدنیہ میں، علامہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی شرح میں مذکورہ حدیث کو نقل کیا۔ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۶۔ مطالع المسرات للامام الفاسی صفحہ ۲۲۰۔۲۲۱، افضل القراء لابن حجر المکی، خمیس لعلامہ دیار بکری۔ مدارج النبوت میں شیخ محقق نے اسی حدیث سے استناد کیا(1)۔ جواہر البحار شریف جلد ۴ صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷ پر یہ حدیث جابر بالفاظ متقاربہ عارف باللہ شیخ عبداللہ بسنوی(2) رومی شارح فصوص متوفی ۱۰۵۴ھ سے مکمل منقول ہے۔ اور وہ منتقی سے ناقل۔ یہ حدیث جابر مکمل اکمل بتغیر ما دیکھو جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۴۰۷ از میر غنی۔ فریق مخالف کے گھر کی گواہی نشر الطیب صفحہ ۶ للتھانوی۔ فتوحات احمدیہ للشیخ سلیمان جمل صفحہ ۵، مدح خیر البریہ لابن حجر المکی صفحہ ۱۵۔ مجموع الاربعین اربعین من احادیث سید المرسلین محدث الکبیر الشیخ الامام یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ صفحہ ۳۶۷، زرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۷ جامع المعجزات صفحہ ۲۔ ۳ المورد الروی فی المولد النبوی علامہ الامام علی قاری حنفی صفحہ ۲۳۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۵۵۔۲۵۷ اور ۲۸۱ و ۲۹۴ من جواہر عبد القادر الجزائری۔ فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر المکی صفحہ ۵۱، ۵۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۴۶۔ از جیلی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ از ابن حجر مکی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۰۔ از فاسی۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۲۳۔ از نابلسی وصفحہ ۳۴۵۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ عن الصاوی وفیہ انہ فی شرح شمائل سلیمان جمل وفی شرح بردہ تفتازانی، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۵۴، ۴۹۱۔ از احمد عابدین شامی کا بھیجا ؎

آنچہ اوّل شدید پدید از جیب غیب	بود نور پاک او بے ہیچ ریب
بعد ازاں آں نورِ عالی زد علم	گشت عرش و کرسی و لوح و قلم
نور او چوں اصل موجودات بود	ذات اوچوں معطی ہر ذات بود

(منطق الطیر، شیخ عطار رحمۃ الغفار، صفحہ ۱۶)

تو اصل وجود آمدی از نخست	دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

(بوستان سعدی صفحہ ۹)

۴۔ وفی حدیث عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یا عمر اتدری من انا انا الذی خلق اللہ عزوجل اول کل شیء نوری فسجد للہ فبقی فی سجودہٖ سبع مائۃ عام فاول کل شیء سجد للہ نوری

1۔ نیز علامہ ابن جوزی نے "المیلاد النبوی" صفحہ ۱۶۔۱۷ پر اس سے استناد کیا ہے۔ ۱۲ف

2۔ ذکرہ صاحب کشف الظنون۔ ۱۲ف

ولا فخر یا عمر اتدری من انا انا الذی خلق اللّٰہ العرش من نوری والکرسی من نوری واللوح والقلم من نوری والشمس والقمر ونورالابصار من نوری(1) والعقل من نوری ونور المعرفۃ فی قلوب المؤمنین من نوری ولا فخر۔

(جواہرالبحار جلد ۲، صفحہ ۳۴۵، از عارف سید عبدالرحمٰن عیدروس)

''یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) اے عمر! تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا تو میرے نور نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا، سات سو سال سجدہ میں رہا تو سب سے پہلے جس نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا وہ میرا نور تھا۔ یہ بات میں فخر سے نہیں کہتا۔ اے عمر! کیا تو مجھے جانتا ہے میں کون ہوں میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو میرے نور سے بنایا اور کرسی کو میرے نور سے بنایا اور لوح و قلم کو میرے نور سے بنایا اور شمس و قمر اور آنکھوں کے نور کو میرے نور سے پیدا فرمایا اور عقل کو میرے نور سے پیدا فرمایا۔ مومنوں کے دلوں میں نورِ معرفت کو میرے نور سے پیدا فرمایا۔ (یہ بات میں) فخراً نہیں کہتا''۔

خورشید کہ آفاق جہاں زوشدہ روشن
یک ذرہ نور است ز انوار محمد ﷺ

(دیوان حسن، صفحہ ۴۳)

۵۔ وفی حدیث ابن القطان کنت نورا بین یدی ربی قبل آدم باربعۃ عشر الف عام الخ

''ابن القطان کی حدیث میں ہے (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) کہ میں پیدائش آدم سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے سامنے نور تھا''۔

(جواہرالبحار جلد ۳ صفحہ ۲۹۴۔ از عارف نابلسی از ابن حجر مکی۔ جواہرالبحار جلد ۳ صفحہ ۳۱۹۔ از مغربی جواہرالبحار جلد ۳۔ صفحہ ۳۵۷۔ از احمد عابدین شامی صفحہ ۴۹۱ و جلد ۲۔ صفحہ ۴۰۸۔ از میر غنی)

فی احکام ابن القطان (الحافظ الناقد ابی الحسن علی بن محمد بن عبدالملک الحمیری الکنانی الفاسی سمع اباذر الخشنی

1۔ اوتفلقت الانوار جمع نور وھی حسیۃ ومعنویۃ فالحسیۃ بجمیع انواعھا منفلقۃ من نورہٖ ومنفجرۃ من کمال بطونہٖ وظھورہٖ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (جواہرالبحار، جلد ۲، صفحہ ۴۰۹۔ ۱۲ منہ)

وطبقته وكان من ابصر الناس بصناعة الحديث واحفظهم لا سماء رجاله واشدهم عناية في الرواية معروفا بالحفظ والاتقان ومات سنة ثمان عشرة وست مائة ۔ (زرقانی) فیماذکره ابن مرزوق (عرف بالخطیب ۔زرقانی) عن علی بن الحسین عن ابیه عن جده (علی کرم الله وجهه) ان النبی صلی الله علیه وسلّم قال کنت نوراً بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام(لاینافی عام ان نوره مخلوق قبل الاشیاء...... لان نوره خلق قبل الاشیاء۔ زرقانی) (زرقانی شرح المواہب جلد ۱ صفحہ ۴۹)

۶ ۔ عن ابی هریرة قال قالوا یارسول الله(صلی الله علیه وسلّم) متی وجبت لک النبوة قال وآدم بین الروح والجسد۔

(رواہ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۱ ۔ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل النبی صلی الله علیه وسلم وصححه شرح شفا خفاجی و قاری جلد ۲ صفحہ ۲

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کب سے آپ کے لئے نبوت ثابت ہے؟ فرمایا اُس وقت سے ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کی درمیان تھے یعنی ابھی اُن کی پیدائش نہ ہوئی تھی کہ میں نبی تھا۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۱، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۹ ۔ مشکوۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فصل ثانی ۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۴ ۔ المورد الروی للقاری صفحہ ۱۷ واخرج الحاکم والبیهقی وابونعیم نحوه عن ابی هریرة واخرج البزارو الطبرانی فی الاوسط وابونعیم عن ابن عباس نحوه واخرج ابونعیم عن عمر نحوه واخرج ابن سعد عن ابن ابی الجدعاء نحوه واخرج ابن سعد عن مطرف بن عبدالله بن الشخیر نحوه واخرج ابن سعد عن عامر،الخصائص الکبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۴ ۔ کنت نبیا و آدم فی الروح والجسد'' اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۰۴ ''کنت نبیا و آدم بین الماء والطین'' یہ حاصل معنی احادیث وارده ہے۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۴ ۔نقله بهذه الالفاظ الشیخ الاکبر، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۵، ۱۲۸، ۱۲۹، جلد ۱ وصفحہ ۱۳۱، ۱۴۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۵۲، ۱۷۴ از رازی ۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۴۷ ۔از جیلی۔

جواہرالبحار جلد ۲ صفحہ ۴۲۔ ازشعرانی وصفحہ ۲۳۰ عن روح البیان میلادنبوی محدث ابن جوزی صفحہ ۲۲ طبع لاہور نیز تحذیرالناس لنانوتوی صفحہ ۷) جواہرالبحار جلد ۳ صفحہ ۵۳۔ ازتجانی۔

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:

ورد من قوله عليه السلام "كنت نبيا وآدم بين الماء والطين" وهو وان قال بعض الحفاظ نقف عليه بهذا اللفظ لكن جاء معناه في طرق صحيحة۔ المورد الروى فى المولد النبوى صفحه ١٦،

٧۔ عن ميسرة الضبى الفجرقال قلتُ يارسول الله متى كنت نبيا فقال وآدم بين الروح والجسد۔ رواه احمد والبخارى فى تاريخه وابونعيم فى الحلية وصححه الحاكم والطبرانى والبيهقى ايضاً الخصائص جلد ١ صفحه٣۔

(موردروی لقاری صفحہ ۱۷۔ مواہب وشرح زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۵۶)

٨۔ وروى فى التشريفات عن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلّم سأل جبريل عليه السلام كم عمرت من السنين قال والله لا ادرى غير ان كوكبًا فى الحجاب الرابع يظهر فى كل سبعين الف سنة مرة رايته اثنين وسبعين الف مرة فقال النبى صلى الله عليه وسلّم يا جبريل وعزة ربى انا ذلك الكوكب (جواہرالبحار جلد ۲ صفحہ ۴۰۸ ازمیرعلی روح البیان جلد ۲ صفحہ ۶۱۸ زیرآیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔ سیرت حلبیہ جلد ۱، صفحہ ۳۴۔

"تشریفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السّلام سے سوال کیا کہ تونے عمر کے کتنے سال گزارے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: اللہ کی قسم سوائے اس کے میں کچھ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے نورانی حجابات سے چوتھے پردہ میں ستر ہزار سال کے بعد ایک دفعہ نوری تارا ظاہر ہوتا تھا میں نے اُسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے جبریل میرے رب کی عزت کی قسم وہ تارا میں ہی ہوں۔

خصوصیت نمبر ۳

سیدعالم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم حسی وحقیقی نور ہیں۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۶۔ نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ والقاری فی شرحہ صفحہ ۳۹۶۔ ۴۱۶ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۶۰۔ از امام حکیم ترمذی نیز امام محدث حکیم ترمذی فرماتے ہیں:۔

فاین ما حل ببقعة اضاء ت تلک البقعة بنورہ

(جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۶۱)(1)

''یعنی زمین کے جس خطہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قدم رکھتے وہ ٹکڑا آپ کے نور سے روشن ہو جاتا''۔

اہل نور وبیت نور وبلد نور جائیکہ آمد محمد کرد نور

پہلی قرآنی دلیل

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ (المائدہ:۱۵)

''بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا (یعنی حضور) اور روشن کتاب''۔

اس آیت میں نور سے مراد حضور ﷺ کی ذات بابرکات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات (2) ہے۔

(شفا شریف)

جلد ۱ صفحہ ۱۴، ۱۹۷ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس صفحہ ۷۲۔ خازن و مدارک جلد ۱ صفحہ ۴۴۱۔ تفسیر ابی سعو حنفی برحاشیہ کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۴۳۔ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۶۶۔ تفسیر بیضاوی شریف صفحہ ۱۱۱۔ تفسیر جلالین صفحہ ۹۷۔ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۲۔ تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۶۷۔ تفسیر حقانی جلد ۲ صفحہ ۲۱۔ تفسیر روح المعانی پارہ ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۸۷۔ ۹۷ میں ہے ''ھو نور الانوار النبی المختار'' (علیہ صلوٰۃ الغفار وسلام الستار) مطالع المسرات صفحہ ۱۰۴۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۶۱ نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۱۱۴۔ شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۲ صفحہ ۳۹۶۔ ۴۱۶ وجلد ۳ صفحہ ۲۸۲۔ زرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۱۴۹ وجلد ۶ صفحہ ۲۳۶ وصفحہ ۲۴۰۔ جمل جلد ۳ صفحہ ۲۲۴، ناقلاً عن القرطبی جلد ۶ صفحہ ۱۱۸۔ شمائل الاتقیا العلامہ رکن الدین المتعلم ۷۲۵ھ صفحہ ۴۴۲، صحائف السلوک لخواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی صحیفہ نمبر ۲۴ صفحہ ۱۵ وصحیفہ نمبر ۴۶ صفحہ

1۔ وفی الشمائل المجدیہ قالت حلیمة ماکنا نحتاج الی سراج من یوم اخذناہ لان نور وجهه کان انور من السراج فاذا احتجنا الی السراج فی مکان جئنا به فتنورت الامکنة ببرکته صلی الله علیه وسلم (تفسیر مظھری جلد ۶ صفحه ۵۲۸) ن شمائل محمدیه

یہ قول کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں۔ ھذا ضعیف یہ ضعیف ہے۔ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۶۶۔ ۱۲ ف

۱۶۴ مطبوعہ وصفحہ ۱۰۴ غیر مطبوعہ قلمی وصفحہ نمبر ۷ ۴ صفحہ ۱۰۵۔ تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۲۳ للشوکانی

وسمی نورا لانه ینور البصائر ویهدیها للرشاد ولانه اصل کل نور حسی ومعنوی (تفسیر صاوی جلد ا)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام (اس آیت میں) نور رکھا گیا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ عقول کو روشن کرتے ہیں اور ان کو رشد کے لئے ہدایت کرتے ہیں اور اس لئے کہ آپ ہر نور حسی اور معنوی کی اصل ہیں''۔

علامہ فاسی فرماتے ہیں:۔

ونوره صلی اللّٰه علیه وسلّم الحسی والمعنوی ظاهر واضح لامع للابصار والبصائر لائح وقد سماه اللّٰه تعالیٰ نورًا فقال سبحانه قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ (مطالع المسرات صفحہ ۲۲۰)

''حضور کا نور حسی اور معنوی ظاہر ہے، واضح ہے، آنکھوں اور عقلوں کے لئے چمکنے والا ہے، ظاہر ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور رکھا چنانچہ فرمایا: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔

علامہ علی قاری حنفی فرماتے ہیں:۔

وای مانع من ان یجعل النعتان للرسول صلی اللّٰه علیه وسلّم فانه نورعظیم لکمال ظهوره بین الانوار وکتاب مبین حیث انه جامع لجمیع الاسرار ومظهر الاحکام والاحوال والاخبار۔

(شرح شفا علی هامش نسیم جلد ا صفحہ ۱۱۴)

''اور کون سی رکاوٹ ہے اس بات سے کہ دونوں نعتیں یعنی نور اور کتاب مبین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہوں۔ بے شک حضور ﷺ نورِ عظیم ہیں بوجہ اُن کے کمال ظہور کے انوار میں اور حضور ﷺ کتاب مبین ہیں اس حیثیت سے کہ آپ جمیع اسرار کے جامع ہیں اور احکام واحوال واخبار کے مظہر ہیں''۔

دوسری قرآنی دلیل

مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ

زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ (النور:۳۵)

''اس محمد عربی (ﷺ) کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے، وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے، موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے، برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ مشرق کا نہ مغرب کا، قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے اگر چہ اُسے آگ نہ چھوئے، نور پر نور ہے، اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے''۔

مَثَلُ نُوْرِهٖ۔ اس نور سے مراد حضور ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

جمع الوسائل شرح شمائل للقاری جلد ا صفحہ ۴۷۔ شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۲، صفحہ ۴۴۹۔ اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۷۲۵، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۶۔ از شفا۔ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۲۴۔ از نابلسی وجلد ۳ صفحہ ۳۰۷ از نابلسی وصفحہ ۳۵۴۔۳۵۵۔ از بھتیجا شامی۔ مطالع المسرات لسید العلماء المحققین العلامۃ الفاسی رحمہ اللہ تعالیٰ صفحہ ۱۰۴۔ تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۵۲۲۔ درمنثور للسیوطی جلد ۵ صفحہ ۴۸، ۴۹، تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۴۰۳ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۱۴۱، تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۳۳۲، زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۳۸، تفسیر حقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۴۔ شمائل الاتقیاء لعلامہ رکن الدین المتعلم ۷۲۵ھ صفحہ ۴۴۲۔ موضوعات قاری صفحہ ۹۹۔ شواہد النبوت للعارف الجامی قدس سرہ السامی صفحہ ۳۔

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وقال اللّٰه تعالیٰ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آلایه قال کعب وابن جبیر المراد بالنور الثانی هنا محمد صلی اللّٰه علیه وسلّم وقوله تعالیٰ مَثَلُ نُوْرِهٖ ای نور محمد صلی اللّٰه علیه وسلّم وقال سهل بن عبد اللّٰه المعنی اللّٰه هادی اهل السمٰوات والارض ثم قال مثل نور محمد اذ کان مستودعا فی الاصلاب كَمِشْكٰوةٍ صفتها كذا واراد بالمصباح قلبه و اَلزُّجَاجَةُ صدرهٗ ای کانه كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ لما فیه من الایمان والحکمة يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ای من نور ابراهیم علیه الصلوٰة والسّلام وضرب المثل بالشجرة المبارکة وقوله يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ ای تکاد نبوة محمد صلی اللّٰه علیه وسلم

تبین للناس قبل کلامہ کھذا الزیت۔

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (پوری آیت) اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے حضرت کعب اور ابن جبیر نے فرمایا نور ثانی سے مراد حضور ﷺ ہیں اس کے نور کی مثل یعنی نور محمد ﷺ کی مثل، حضرت سہل تستری نے فرمایا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ'' اللہ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہے پھر فرمایا نور محمد ﷺ کی مثل جب کہ وہ پیٹھوں میں امانت تھا طاق کی طرح ہے یعنی اس کی صفت اس طرح تھی اور مصباح سے مراد حضور کا قلب پاک ہے اور زجاجہ (فانوس) حضور کا سینہ ہے یعنی وہ موتی سا چمکتا روشن ستارہ ہے، اس لئے کہ اس میں ایمان اور حکمت ہے۔ برکت والے درخت یعنی نورِ ابراہیم سے منور ہے۔ نور ابراہیم کی مثال شجر مبارکہ سے بیان کی گئی ہے اور قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اُٹھے یعنی حضور کی نبوت کلام سے قبل اس تیل کی طرح خود بخود لوگوں کے لئے ظاہر ہو جائے''۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳، نسیم الریاض وشرح الشفا للقاری جلد ۱ از صفحہ ۱۰۸ تا صفحہ ۱۱۳ زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹۔

تیسری قرآنی دلیل

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا﴿۴۶﴾ (الاحزاب)

''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب''۔

اس آیت میں سراج اور منیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا۔

(نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۳۹۶ وغیرہ سب تفاسیر)

خیال رہے کہ سراج سورج کے لئے ہے۔ دیکھو قرآن شریف وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا اور منیر قمر کے لئے ہے۔ وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا چونکہ سراج کی ضوفشانی صرف دن کو ہوتی ہے اور قمر منیر کی نورافشانی صرف رات کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نور علیٰ نور منور منیر جن کے انوار دن اور رات کو نمایاں ہیں، صرف سراج نہ فرمایا اور صرف منیر نہ فرمایا بلکہ سِرَاجًا مُّنِیْرًا فرما کر آپ کے انوار کی ہر وقت ضیاباری کی طرف اشارہ فرمایا''۔

دن کو اسی سے روشنی، شب کو اسی سے چاندنی
سچ تو یہ ہے کہ روئے یار شمس بھی ہے قمر بھی ہے

چوتھی قرآنی دلیل

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ (توبہ)

''چاہتے ہیں (کفار) کہ اللہ نور (حضرت محمد مصطفیٰ) اپنے مونہوں (کی پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے برا مانیں کافر''۔

یہاں بھی نور سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۳۱۔ نسیم الریاض جلد ۲، صفحہ ۳۹۶۔ استناداً ایماء۔ مطالع المسرات استناداً صفحہ ۱۰۴۔ موضوعات علی قاری صفحہ ۹۹۔ زرقانی علی المواہب جلد ۳ صفحہ ۱۴۹ تحت اسمہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام۔ نور اللّٰہ الذی لایطفأ۔

پانچویں قرآنی دلیل

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾

''چاہتے ہیں (کفار) کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں (کی پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے۔ اگرچہ کافر برا مانیں''۔ (الصّف)

ملا علی قاری نے موضوعات کبیر کے آخر میں فرمایا۔ قرآن کریم میں ہر جگہ نور سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ (بحوالہ نور العرفان مفتی احمد یار خان صفحہ ۳۰۵ وصفحہ ۸۸۲) واللّٰہ اعلم بالصواب۔

چھٹی قرآنی دلیل

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ (النجم)

''اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے''۔ (ترجمہ اعلیٰ حضرت)

نجم سے مراد حضور ﷺ ہیں۔ تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۹۰، تفسیر صاوی جلد ۴ صفحہ ۱۱۴۔ تفسیر خزائن العرفان لصدر الافاضل صفحہ ۶۲۵

وقال جعفر بن محمد فی تفسیر وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى انه محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلّم.......... (هوىٰ) انشرح من الانوار وقال انقطع عن غیر اللّٰہ

''امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''النجم'' کی تفسیر میں فرمایا نجم محمد کریم ﷺ ہیں ھویٰ کے معنی آپ انوار سے کشادہ (سینہ والے) ہوئے اور فرمایا غیر اللہ سے منقطع ہوئے''۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸، ۳۰۔ شرح شفا قاری وخفاجی جلد ۱ صفحہ ۲۰۱۔ ۲۱۴ تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۴ تفسیر مظہری جلد ۹ صفحہ ۱۰۳۔ مواہب لدنیہ قسطلانی جلد ۲ وشرحہ زرقانی جلد ۶ صفحہ ۲۱۶۔

ساتویں قرآنی دلیل

وَالْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿٢﴾ (الفجر)

''اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی قسم''۔

فجر سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

وقال ابن عطاء فی قولہٖ تعالیٰ وَالْفَجْرِ ﴿١﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ الفجر محمد صلی اللہ علیه وسلّم لان منه تفجر الایمان۔

''حضرت ابن عطاء نے اللہ تعالیٰ کے اس قول والفجر ولیال عشر کی تفسیر میں فرمایا فجر سے مراد حضور ﷺ ہیں اس لئے کہ حضور ﷺ ایمان کا مطلع ہیں، ایمان انہیں سے ظاہر ہوا''۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۲۸ شرح شفا خفاجی وقاری جلد ۱ صفحہ ۲۰۲

آٹھویں قرآنی دلیل

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿١﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿٢﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿٣﴾

''آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی قسم اور کچھ تم نے جانا۔ وہ رات کو آنے والا کیا ہے خوب چمکتا تارا''۔ (الطارق)

یہاں بھی النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد نور مجسم سید عالم ﷺ کی ذات ہے۔

ان النجم هنا ایضاً محمد صلی اللہ علیه وسلّم۔

''یہاں بھی نجم سے مرا حضور محمد مصطفیٰ ہیں'' علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۳۰۔ ۱۹۴۔ نسیم الریاض وشرح شفاء للقاری جلد ۱ صفحہ ۲۱۵ وجلد ۲ صفحہ ۳۹۸۔

نویں قرآنی دلیل

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ﴿١﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿٢﴾ (شمس)

''سورج اور اس کی روشنی کی قسم اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے''۔

اس آیت میں شمس سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دلِ انور ہے اور ضحیٰ سے مراد نورِ نبوت کی روشنی اور قمر سے مراد مرشدِ کامل ہے۔ جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

''وَالشَّمْسِ یعنی قسم می خورم بآفتاب کہ مثالِ دلِ پیغمبر زمان است وَضُحٰهَا یعنی وقسم می خورم بشعاع آں کہ مثال اشراق نورِ نبوت است بر کل مخلوقات وَالْقَمَرِ یعنی وقسم می خورم مہتاب کہ مثالِ مرشد صاحب طریقہ است وخلیفۂ پیغمبر است درحالت غیبت پیغمبر یا بعد مکانی اِذَا تَلٰهَا یعنی چوں پیروی آفتاب کند وایں شرط برائے آں آوردہ کہ حرمت مرشد مشروط است باتباع نورِ نبوت و بہ سبب کمالِ اتباع او منصب خلافت نصیب شدہ''۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۱۸۸)

دسویں قرآنی دلیل

وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ (الضحیٰ)

''چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے''۔

ضحیٰ اشارہ ہے نورِ جمال مصطفیٰ ﷺ کی طرف اور لیل کنایہ ہے حضور ﷺ کے زلف عنبریں سے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

مراد از ضحیٰ روئے پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم واز لیل موئے او کہ در سیاہی ہمچوں شب است (1)

''ضحیٰ (چاشت) سے مراد حضور ﷺ کا چہرۂ انور ہے اور لیل سے مراد حضور ﷺ کے گیسوئے عنبریں ہیں جو سیاہی میں رات کی طرح ہیں صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ بقدر حسنہٖ و جمالہٖ۔

تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ، تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۵۹۶۔ تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۷۱۳۔ تفسیر خزائن العرفان لصدر الافاضل صفحہ ۷۰۸

باوصف رخش وَالضُّحٰی گشت نازل   کہ واللیل سرِ زلف و خال محمد ﷺ

1۔ بطور جملہ معترضہ مفیدہ شاہ صاحب کی آگے والی تفسیر حبیب بھی ملاحظہ ہو۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی یعنی والبتہ ہر حالت آخر بہتر باشد ترا از معالمت اول تا آنکہ بشریت ترا اصلاً وجود نماند وغلبہ نور حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۷۔ وھکذا فی الکبیر ج ۵۔ صفحہ ۵۹۸، ۱۲ فیضی

دوچشم نرگسینش راکہ مازاغ البصر خوانند   دو زلف عنبرینش راکہ واللیل اذا یغشیٰ

عارف جامی

والشمس کنایت بود از روئے محمد ﷺ
واللیل اشارت کند از موئے محمد ﷺ

ولی

اے زلف سیاہ عنبرینت واللیل   وے روئے تو والضحیٰ علیک الصلوٰۃ

(دیوانِ حسن صفحہ ۱۳۱ خواجہ منشی غلام حسن صاحب شہید ملتانی متوفی ۱۲۶۵ھ)

والشمس چہ باشد صفت وجہ شریفش   واللیل چہ باشد صفت موئے محمد ﷺ

(دیوان حسن صفحہ ۶۴)

اے کہ شرح والضحیٰ آمد جمالِ روئے تو   نکتۂ واللیل وصفِ زلفِ عنبر بوئے تو

(دیوان حسن صفحہ ۱۰۱)

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ تری چہرۂ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

(حدائق بخشش اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۲)

احادیث وآثار سے

حضور پرنور نور مجسم ﷺ کی نورانیت کا ثبوت

رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی کچھ حدیثیں خصوصیت نمبر ۱ اور ۲ میں ذکر ہو چکی ہیں وہاں دیکھو اُن حدیثوں کے علاوہ کچھ اور حدیثیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

اخرج الدارمی والترمذی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر عن ابن عباس قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم افلج الثنیتین اذا تکلم(1) رؤی(2) کالنور یخرج من بین ثنایاہ۔

(خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ا صفحہ ۶۲۔ زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۹۵۔ (ت) فی الشمائل (طب) (اے فی الکبیر وقال الامام المناوی وکذافی الاوسط ۱۲ فیضی) والبیہقی عن ابن عباس (صح) الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۹۹۔ فیض القدیر جلد ۵ صفحہ ۷۲ ضرور۔ شرح شمائل صفحہ ۵۵ جلد ا، للمناوی۔ قال العزیزی فی السراج المنیر جلد ۳ صفحہ ۱۱۲۔ قال الشیخ حدیث صحیح، وسائل الوصول للنبہانی صفحہ ۲۰ آخری جملہ شفا شریف جلد ا صفحہ ۵۰۔ شرحہ للخفاجی والقاری الحنفیین جلد ا صفحہ ۳۳۵ وفی شرح الخفاجی۔ "وروی ابن کثیر رحمہ اللہ، ری ء النور من ثنیتہ وھی الاظھر ولذا قیل الکاف زائدۃ (اے فی کالنور یخرج" ۱۲۔ الفیضی) جلد ا صفحہ ۳۳۵۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱۔ جواہر البحار، جلد ا صفحہ ۱۷۔ از شفاء

"دارمی، ترمذی، شمائل میں بیہقی، طبرانی اوسط میں ابن عساکر حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا حضور رسول انور ﷺ کے ثنیہ شریف (سامنے کے اوپر کے دو دانت اور نیچے کے دو دانت) کشادہ تھے فاصلہ والے تھے جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں سے نور دکھائی دیتا۔"

معلوم ہوا حضور ﷺ کی نورانیت حسی بھی تھی جو محسوس اور مبصر تھی۔

قال الامام الشیخ المحدث عبدالرؤف المناوی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ

1۔ الجملۃ الشرطیۃ خبرثان لکان والتقیید بہ بظھور النور الحسی والمعنوی حینئذ (جمع الوسائل شرح الشمائل للقاری الحنفی جلد ا۔ صفحہ ۵۵۔ ۱۲ فیضی

2۔ ریء کقیل فیض القدیر للمناوی، جلد ۵۔ صفحہ ۷۲۔ ۱۲ فیضی

فی شرح هذا الحدیث "فذلک النور حسی ومن صار الی انه معنوی وزعم ان المراد الفاظه علی طریق التشبیه وانه اشار بذالک الی انه لایقول الا حقا او الی القرآن او السنة فقد وهم وما فهم قوله "رِیءَ" (شرح الشمائل للمناوی علی ہامش جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۵۵۔۵۶)وقال الزرقانی نحوهٗ"شرح مواہب ج ۴ ص ۹۵)

''امام شیخ محدث عبدالرؤف مناوی نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا'' وہ نور حسی تھا''(جو نظر آتا تھا)اور جو شخص اس طرف گیا کہ وہ معنوی نور تھا اور یہ گمان کیا کہ بر طریق تشبیہ مراد حضور ﷺ کے الفاظ ہیں اور راوی نے اس سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ حضور ﷺ حق ہی بولتے ہیں یا قرآن یا سنت کی طرف اشارہ کیا۔ایسے شخص نے وہم کیا اور ابن عباس کے قول''رِیءَ'' کو نہیں سمجھا''۔

"وایضا" قال فی شرح هذا الحدیث" کانت ذاته الشریفة کلها نوراً ظاهراً وباطناً حتی انه کان یمنح (ای یعطی ۱۲ ف) لمن استحقه من اصحابه ساله الطفیل بن عمرو آیة لقومه وقال اللّٰهم نور له فسطع له نور بین عینیه فقال اخاف ان یکون مثلة فتحول الی طرف سوطهٖ وکان یضیئی فی اللیل المظلم فسمی ذاالنور واعطی قتادة(1) بن النعمان لَمَّا صلی معه العشا فی لیلة مظلمة ممطرة عرجونا وقال انطلق به فانه سیضیء لک من بین یدیک عشرا ومن خلفک عشرا فاذا دخلت بیتک فستری سوادا فاضربه لیخرج فانه شیطان فکان کذلک ومسح وجه رجل فما علی زال علی وجهه نورا ومسح وجه قتادة ابن ملحان فکان لوجه بریق حتی کان ینظر فی وجهه کما ینظر فی المرأة الی غیر ذالک (فیض القدیر جلد ۵ صفحہ ۷۳ ومنه فی الجواهر جلد ۲ صفحہ ۱۶۴ وذکر بعضه فی الخصائص جلد ۲ صفحہ ۸۱۔۸۲،والشفا جلد ا صفحہ ۲۷۶۔۲۷۹۔

''نیز اسی حدیث کی شرح میں امام مناوی نے فرمایا حضور پرنور ﷺ کی کل ذات شریفہ

1۔اخرجه ابونعیم عن ابی سعید الخدری۔ الخصائص الکبریٰ،جلد ۲،صفحہ ۸۱۔ ۱۲ف

ظاہراً باطناً نور تھی۔ یہاں تک کہ حضور پرنور معطی نور مستحقین اصحاب کو نور (حسی) عطا فرماتے تھے۔ حضرت طفیل بن عمرو نے اپنی قوم کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی نشانی طلب کی حضور قاسم نور نے فرمایا: "اللّٰھم نور له" اے اللہ اس کے لئے نور کردے۔ تو حضرت طفیل کی آنکھوں کے درمیان نور بلند ہوا۔ عرض کی میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مثلہ (صورت بگڑا ہوا آفت زدہ) ہو تو وہ نور حضرت طفیل کے کوڑے (چابک) کی طرف منتقل ہوا اور اندھیری رات میں وہ چابک روشن رہتا تھا اسی لئے طفیل کا نام "ذوالنور" نور والا رکھا گیا اور حضرت قتادہ بن نعمان نے جب اندھیری، بارش والی رات میں حضور معطی نور کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی حضور ﷺ نے ان کو عرجون (کھجور کے گچھے کی جڑ جو ٹیڑھی ہوتی ہے) عطا فرمائی اور فرمایا اس کو لے کر چل دس (ہاتھ یا گز واللہ اعلم) تیرے آگے اور دس تیرے پیچھے روشنی ہوگی اور جب تو اپنے گھر داخل ہوگا تو سیاہی دیکھے گا تو تو اسے مارنا تاکہ وہ نکل جائے بے شک وہ شیطان ہے تو ایسا ہی ہوا۔ اور حضور معطی نور نے ایک مرد کے چہرہ پر مبارک نورانی ہاتھ پھیرا تو اس شخص کے چہرہ پر ہمیشہ نور رہا اور حضرت قتادہ بن ملحان کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو ان کے چہرہ میں روشنی اور چمک تھی۔ یہاں تک کہ ان کے چہرہ میں ایسے دیکھا جاتا جیسے آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اور بہت سے ایسے واقعات ہیں"۔ (ملاحظہ ہو خصائص جلد ۲ صفحہ ۸۰۔۸۱)

اذا افتر ضاحکاً افتر عن مثل سنا البرق شفا شریف جلد ا صفحہ ۵۰

هذا رواه البیهقی مسندًا ......ای اذا کشف ﷺ عن اسنانه فی حال ضحکه ظهر من فمه وبیاض اسنانه لمعان کلمعان البرق۔

(نسیم الریاض جلد ا صفحہ ۳۳۴)

"یعنی جب نورِ مجسم ﷺ بوقت تبسم اپنے مبارک دانت ظاہر فرماتے تو آپ کے نورانی منہ مبارک اور منور دانتوں کی سفیدی سے بجلی کی چمک کی طرح چمک ظاہر ہوتی"۔

امام سیوطی سے عارف ربانی امام شعرانی اور ان سے عارف نبہانی ناقل ہیں۔ رحمہم اللہ

وکان اذا تبسم فی البیت فی اللیل اضاء البیت

(کشف الغمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ از سیوطی جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ٦٦۔)

"جب حضور پرنور مشرق انوار گھر میں رات کے وقت تبسم فرماتے تو گھر کو روشن کردیتے

تھے''۔

اخرج الطبرانی عن ابی قرصافه قال بایعنا رسول الله ﷺ انا وامی وخالتی فلما رجعنا قالت لی امی وخالتی یا بنی مارأینا مثل هذا الرجل احسن وجهاً ولا انقی ثوبا ولا الین کلاماً ورأینا کان النور یخرج من فیه۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۲)

''امام طبرانی ابوقر صافہ سے روای ہے حضرت ابوقر صافہ نے فرمایا میں، میری والدہ اور میری خالہ نے حضور ﷺ سے بیعت کی جب ہم واپس لوٹے مجھ سے میری والدہ اور خالہ نے فرمایا اے پیارے بیٹے! ہم نے حضور کی مثل حسین چہرے والا اور صاف کپڑوں والا اور نرم کلام والا نہ دیکھا اور ہم نے دیکھا آپ کے منہ مبارک سے نور نکلتا تھا''۔ اللّٰھم صل وسلم علی مشرق الانوار ومظهر الانوار ومطلع الانوار۔

برکتہ رسول اللہ فی الہند شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی مجددی نے کیا ہی ایمان افروز جملہ ارقام فرمایا:

اما وجہ شریف وے ﷺ مرآۃ(1) جمال الٰہی است ومظہر انوار نا متناہی وے بود۔

(مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۴)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرۂ انور جمال الٰہی کا آئینہ ہے اور اس کے غیر متناہی انوار کا مظہر تھا''۔

ودر حدیث ابی ہریرہ آمدہ ''مارایت شیئًا احسن من رسول الله ﷺ(2) ودر قول وے مارایت شیئا ونہ گفت انسانًا رجلاً مبالغة بیشتر ست کہ خوبی وحسن وَے فائق بر ہمہ اشیاء بود۔

''حدیث ابو ہریرہ میں آیا۔ فرمایا میں نے حضور سے بہتر، خوشتر، حسین تر کوئی چیز نہ دیکھی حضرت ابو ہریرہ کے قول مارایت شیئًا میں (اور یہ نہ فرمایا انسانًا رجلاً) بہت مبالغہ ہے کہ حضور کی خوبی اور آپ کا حسن (صرف انسان یا مرد کیا بلکہ) ہر چیز پہ فائق تھا''

1۔روی عنه علیه الصلوٰة والسلام ''انا مرأة جمال الحق'' ۔تفسیر شیخ اکبر۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی نے کہا ہے۔ تو آئینہ ہے کمالات کبریائی وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوۂ دیدار

(قصائد قاسمی صفحہ ۶ ۔ ۱۲ الفیضی عفی عنہ)

2۔ای کان الشمس تجری فی وجهه شفا شریف جلد ۱، صفحہ ۵۱۔ وسائل الوصول صفحہ ۲۱۔ شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۳۴ رواه الترمذی والبیهقی واحمد و ابن حبان و ابن سعد زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۳۔ الخ۔ مکمل وجہ شریف کا بیان ملاحظہ ہو۔ نیز چہرۂ انور اور احادیث دیکھو جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۔ ۱۲ الفیضی غفرلہ۔

واخرج ابن عساكر عن عائشة قالت كنت اخيط فی السحر فسقطت منی الابرة فطلبتها فلم اقدر علیها فدخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم فتبینت الابرة بشعاع نور وجهہ فاخبرته فقال یا حمیرا الویل ثم الویل ثلاثا لمن حرم النظرالی وجهی۔

(خصائص کبریٰ شریف جلد ا صفحہ ۶۲ ـ ۶۳ للسیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ شواہد النبوۃ للعارف الجامی صفحہ ۱۳۵ ـ شمائل الاتقیاء صفحہ ۲۴۲، جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۴۵ ـ ۲۲۶ ـ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۰ عن الصاوی وقریبہ فی سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۸)

''ابن عساکر اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روای ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں سحری کے وقت سی رہی تھی تو مجھ سے سوئی گر گئی۔ میں نے اسے تلاش کیا وہ مجھے نہ مل سکی پھر حضور رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور کے نور کی شعاع سے سوئی ظاہر ہوگئی تو میں نے اس کی حضور کو خبر دی فرمایا ہلاکت ہلاکت اس کے لئے جس نے نظر کو میرے چہرہ سے محروم رکھا''۔

اخرج الشیخان عن انس قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم یرفع یدیه فی الدعاء حتی یری بیاض ابطیه (الخصائص الکبریٰ للسیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ جلد ا صفحہ ۶۳ ـ بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۳۸)

''بخاری، مسلم حضرت انس سے مخرج فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حضور دعا میں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی''۔

واخرج ابن سعد عن جابر قال کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم یری بیاض ابطیه وقد ورد ذکر بیاض ابطیه صلی اللّٰہ علیهٖ وسلّم فی عدة احادیث عن جماعة من الصحابة ۔

(الخصائص الکبریٰ جلد ا صفحہ ۶۳)

''ابن سعد نے حضرت جابر سے اخراج کیا فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بغلوں کی سفیدی کا ذکر بہت سی احادیث میں صحابہ کرام کی ایک جماعت سے وارد ہوا ہے۔

امام، احمد، دارمی، حاکم بفتوی صحت، بیہقی، طبرانی، ابونعیم نے عتبہ بن عبد سے ایک لمبی حدیث

روایت کی جس میں سیدہ طاہرہ طیبہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا والدہ ماجدہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان مذکور ہے۔

قالت انی رایت انه خرج منی نور اضاء ت له قصور الشام۔

(خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۴)

''فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ مجھ سے نور خارج ہوا جس کی وجہ سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔''

امام بیہقی، طبرانی، ابونعیم، ابن عساکر، عثمان بن ابی العاص سے راوی حضرت عثمان نے کہا کہ میری والدہ آقا کی ولادت کی رات وہاں حضرت آمنہ کے پاس موجود تھیں اور یہ بیان فرمایا:۔

قالت (ام عثمان) فما شیء انظر الیه فی البیت الا نور وانی لانظر الی النجوم تدنو حتی انی لاقول لیقعن علی فلما وضعت خرج منها نور اضاء له البیت والدار حتی جعلت لا اری الا نوراً۔

(خصائص شریف جلد ۱ صفحہ ۴۵)

''ام عثمان نے فرمایا کہ اس گھر میں میں جس چیز کی طرف نظر کرتی وہ منور نظر آتی اور اس رات میں نے دیکھا کہ تارے بالکل قریب آ گئے یہاں تک میں کہتی تھی کہ مجھ پر گر پڑیں گے پھر جب حضرت آمنہ نے حضور کو جنا حضرت آمنہ سے نور ظاہر ہوا جس کی وجہ سے گھر اور دار روشن ہو گئے یہاں تک کہ میں نور ہی نور دیکھتی تھی''۔

اخرج احمد والبزار والطبرانی والحاکم والبیهقی وابونعیم عن العرباض بن ساریة...... وان ام رسول الله صلی الله علیه وسلّم رات حین وضعته نورا اضاء ت له قصور الشام۔

(خصائص شریف جلد ۱ صفحہ ۴۶)

''احمد، بزار، طبرانی، حاکم، بیہقی، ابونعیم، عرباض بن ساریہ سے راوی کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ نے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنا تو نور دیکھا جس کی وجہ سے شام کے محلات روشن ہو گئے''۔

واخرج ابن سعد من طریق ثور بن یزید عن ابی العجفاء عن النبی صلی الله علیه وسلّم قال رات امی حین وضعتنی سطع منها نور

اضاء ت له قصور بصری۔ (خصائص شریف جلد ا صفحہ ۴۶)

''ابن سعد نے ثور بن یزید کے طریق سے ابوالعجفاء سے روایت کی اور وہ حضور سے راوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری والدہ ماجدہ نے جب مجھے جنا تو ان سے نور چمکا جس کی وجہ سے بصری کے محلات منور ہو گئے''۔

رات امی حین حملت بی انه خرج منها نور اضاء له قصور بصری من ارض الشام۔ (شفا جلد ا صفحہ ۱۳۶)

''(نیز فرمایا) میری والدہ ماجدہ نے جب مجھے بطن شریف میں اٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ اُن سے نور ظاہر ہوا جس کی وجہ سے زمین شام سے شہر بصری کے محلات روشن ہو گئے''۔

ابن کثیر مشدد کا بیان:

فولدته علیه الصلوٰۃ والسّلام فی هذه اللیلة الشریفة المنیفة فظهر له من الانوار الحسیة والمعنویة ما بهر العقول والابصار، کما شهدت بذالک الاحادیث والاِخبار عند علماء الاخیار (مولد رسول اللّٰه لابن کثیر صفحه ۱۹)

''تو حضرت آمنہ نے اس رات شریفہ بلند قدر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنا تو حضور کے انوار حسیہ اور معنویہ اتنے ظاہر ہوئے جنہوں نے عقلوں اور آنکھوں کو حیران کر دیا جیسا کہ علماء اخیار کے نزدیک اس کی احادیث واخبار گواہی دیتی ہیں''۔

اس قسم کی اور بھی بہت حدیثیں ہیں کہ حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ بوقت ولادت سید عالم نور ہی نور ظاہر ہوا میرے سے نور ظاہر ہوا ایسی حدیث کوئی نظر سے نہیں گزری کہ حضور کی والدہ طیبہ نے یہ ارشاد فرمایا ہو کہ مجھ سے بشر ظاہر ہوا۔ اگر چہ دیگر دلائل سے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور پر نور محض لباس بشری پہن کر تشریف لائے اور صورۃً بشر ہیں بے عیب و پاک وصاف وشفاف بشریت (1) آپ کا اعلیٰ وصف ہے۔ آپ بے مثل بشر ہیں۔ سید البشر ہیں۔ افضل البشر ہیں۔

خوبی و شمائل میں ہر آن نرالے ہیں انسان ہیں وہ لیکن انسان نرالے ہیں

1۔ امام المحدثین قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ زکاہ روحا و جسما (شفا شریف جلد ا، صفحہ ۲) اللہ تعالیٰ نے حضور کو باعتبار روح اور جسم کے مزکی اور مطہر کیا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی اس کے ماتحت فرماتے ہیں۔ التزکیة التطهیر والتقدیس والتنمیة والزیادة ای خلقهٗ زائدًا علی من سواه منزها عن دنس البشریة ووسخ العناصر (نسیم الریاض جلد ا۔ صفحہ ۱۷۔ ۱۸) ۱۲۔ فیضی غفرلہٗ۔

محمد بشر لا کالبشر فالیاقوت حجر لا کالحجر

بایں ہمہ یہ بھی قرآن حدیث سے گذرا کہ ابھی بشریت کا وجود نہ تھا ابوالبشر حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تھے تو کیا تھے خود سوچئے...... نیز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام صورۃً بشر ہیں حقیقت اور باطن کچھ اور ہے۔

سلطان الہند حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کہ حضور ﷺ صورۃً بشر ہیں

بصورت از بشر آمد و لے زروئے حقیقت

زفرق تا بقدم رحمت خدا ست مجسم

(دیوان خواجہ اجمیری صفحہ ۴۱)

عارف نبہانی اور حضرت شیخ علی ددہ رضی اللہ عنہما کا عقیدہ کہ حضور ﷺ صورۃً بشر ہیں:۔

انه نور محض ولیس للنور ظل و فیه اشارة الی انه افنی الوجود الکونی الظلی وهو نور متجسد فی صورة البشر قیل کذالک الملک اذا تجسد بصورة الانسان لایکون له ظل

(جواہر البحار جلد ۴ ۱۸۲۔ از شیخ علی ددہ)

''حضور نور محض ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا (اسی لئے حضور کا سایہ نہیں تھا) اور اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وجود کونی ظلی کو فنا کر دیا اور حضور صورۃً بشر ہیں متجسد نور ہیں کہا گیا ہے کہ اسی طرح فرشتہ جب انسانی صورت میں متجسد ہوتا ہے اس کا بھی سایہ نہیں ہوتا''۔

لانه نور محض ولیس للنور ظل وفیه اشارة الی انه افنی الوجود الکونی الظلی وهو متجسد فی صورة البشر اھ روح البیان جلد ۴ صفحہ ۶۳۰۔ قال ابن عباس (فی اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) علم اللّٰه تعالٰی رسوله محمدا صلی اللّٰه علیه وسلّم التواضع

(تفسیر خازن جلد ۳ صفحہ ۲۱۴)

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ شفا شریف میں فرماتے ہیں:۔

فاقام بینهم وبینه مخلوقا من جنسهم فی الصورة والبسه من نعته

الرافة والرحمة۔ (جواہر البحار جلد ا صفحہ ٦)

نیز بے عیب بشریت حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس ہے لباس، پردہ ہے، پردہ، ملبوس اور ہوتا ہے لباس اور پردہ اور ہوتا ہے پردہ نشین اور۔ سردست چند حوالے لیجئے کہ بشریت سید عالم حضور انور کا پردہ ولباس ہے۔

عارف قطب سید ابوالعباس تجانی فاسی کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا پردہ ہے:

وقد كان صلى الله عليه وسلّم قبل النبوة من حين خروجه من بطن امه لم يزل من الاكابر العارفين ولم يطرأ عليه حجاب البشرية الحائل بينه وبين مطالعة الحضرة الالهية القدسية۔

(جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۵۲)

"حضور ﷺ قبل از اعلان از نبوت، والدہ ماجدہ کے بطن مقدس سے ظاہر ہونے کے وقت سے اکابرین عارفین سے تھے اور آپ پر حجاب بشریت کا طاری ہونا حضرت الوہیت کے مطالعہ سے مانع نہیں ہوا۔

امام محققین سید محدثین شیخ محمد عبدالحق محقق محدث حنفی دہلوی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا پردہ ہے:۔

آنحضرت تمام از فرق تا قدم ہمہ نور بود کہ دیدۂ حیرت در جمال باکمال وے خیرہ می شد مثل ماہ و آفتاب تاباں و روشن بود واگرز نقاب بشریت پوشیدہ نبودے ہیچ کس را مجال نظر وادراک حسن او ممکن نبودے۔ (مدارج النبوت شریف جلد ا صفحہ ۱۰۹۔ ۱۱۰)

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم سر سے لے کر قدم تک سارے کے سارے نور تھے کہ حیرت کی آنکھ آپ کے جمال باکمال میں خیرہ ہو جاتی حضور چاند اور سورج کی طرح منور اور روشن تھے اور اگر حضور بشریت کا پردہ پہنے ہوئے نہ ہوتے تو کسی کو دیکھنے کی طاقت نہ ہوتی اور آپ کے حسن کا ادراک ممکن نہ ہوتا۔"

ملا علی قاری حنفی کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا پردہ ہے:

اكثر الناس عرفوا الله عزوجل وما عرفوا رسول الله صلى الله عليه وسلّم لان حجاب البشرية غطى ابصارهم۔

(شرح شمائل علامہ علی قاری صفحہ ۹)

''اکثر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا اس لئے کہ بشریت کے پردہ نے ان کی آنکھوں کو چھپا دیا بند کر دیا۔''

امام محدث عبدالرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ حسن ونورانیت سید عالم ﷺ کے بارے میں ایک وجدآور وروح پرور، ایمان افروز باطل سوز عبارت ارقام فرمانے کے بعد فرماتے ہیں:۔

لکن لا بد للشمس من سحاب وللحسناء من نقاب

(شرح شمائل جلد ۱ صفحہ ۴۷)

''لیکن سورج کے لئے ابر ضروری ہے اور حسینوں کے لئے پردہ ضروری ہے''۔

شاہ ولی اللہ اپنے والد مرحوم سے واقعہ نومی کے ناقل کہ والد صاحب سے حضور نے فرمایا:۔

جمالی مستور عن اعین الناس غیرة من اللّٰہ عزوجل ولو ظهر لفعل الناس اکثر مما فعلوا حین رأوا یوسف۔ (درالثمین صفحہ ۷)

''میرا حسن وجمال لوگوں کی آنکھوں سے چھپا ہوا ہے رب تعالیٰ کی غیرت کی وجہ سے کہ اگر ظاہر ہو تو لوگ اس سے زیادہ کچھ کریں گے جو کہ یوسف علیہ السلام (کو دیکھنے) کے وقت کیا تھا۔''

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، قاطع بدعت، حامی سنت، مجدد ملت نے کیا خوب فرمایا رضی اللہ عنہ:۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں ۔۔۔ سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب

اس شعر کے دونوں مصرعوں میں ایک ایک لفظ ایسے تقابل سے ہے کہ مفید تفضیل حضور انور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔(۱) وہاں حسن یہاں نام (۲) وہاں کٹنا کہ عدم قصد پر دال ہے یہاں کٹانا کہ قصد وارادہ بتاتا ہے (۳) وہاں مصر یہاں عرب کہ زمانہ جاہلیت میں اس کی سرکشی وخودسری مشہور تھی (۴) وہاں انگشت یہاں سر (۵) وہاں زناں یہاں مرداں (۶) وہاں اُنگلیاں کٹیں ایک بار وقوع بتاتا ہے یہاں کٹاتے ہیں کہ استمرار پر دلیل ہے ۱۲ منہ ایضاً۔

فریق مخالف کے گھر کی بنیادی گواہی

نانوتوی صاحب کا عقیدہ کہ بشریت حضور ﷺ کا حجاب ہے

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت ۔۔۔ نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے بجز ستار

حضرت حسان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علامہ عیدروس اور عارف نبہانی۔

وانما ستر حسنه بالهیبة والوقار لتستطیع رویته الابصار ومع

ذالک فقد قال سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ لما نظرت الی انوارہٖ صلی اللہ علیہ وسلّم وضعت کفی علی عینی خوفا من ذھاب بصری (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۴۷۔ از عیدروس)

''اور جز ایں نیست کہ آپ کا حسن ہیبت اور وقار سے پوشیدہ کردیا گیا۔ تاکہ آنکھوں کو اس کے دیکھنے کی طاقت ہو اور اس کے باوجود بھی بے شک (صحابی رسول) حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نے حضور کے انوار کی طرف دیکھا تو اپنی آنکھوں پر ہتھیلی رکھ لی اس خوف سے کہ کہیں میرے دیکھنے کی قوت نہ چلی جائے''۔

امام عبد الکریم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فان بشریتہ صلی اللہ علیہ وسلّم معدومۃ لا اثر لھا بخلاف غیرہٖ من الانبیاء والاولیاء فانھم وان زالت عنھم البشریۃ فانما زوالھا عبارۃ عن انستارھا کما تنستر النجوم عند ظھور الشمس فانھا وان کانت مفقودۃ العین فھی موجودۃ الحکم جقیقۃ و بشریتہ صلی اللہ علیہ وسلّم مفقودۃ (جواہر البحار جلد ا۔ صفحہ ۲۵۰)

''بے شک حضور ﷺ کی بشریت معدوم ہے، اس کا کوئی اثر باقی نہ رہا بخلاف دیگر انبیاء اور اولیاء کے کہ اگرچہ ان سے بشریت زائل ہوئی سوائے اس کے نہیں کہ اس کا زوال عبارت ہے پوشیدہ ہونے سے جیسے تارے سورج کے ظہور کے وقت چھپ جاتے ہیں اگرچہ عین مفقود ہے لیکن وہ حقیقۃً موجود کے حکم میں ہیں اور حضور کی بشریت تو مفقود ہے۔''

خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار اور حسن و جمال پر ایک پردہ نہیں بلکہ کئی پردے ہیں۔

غبیط العالمین مرجع الفاضلین قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شیخ رکن الدین بن عماد الدین دبیر کاشانی خلدآبادی (جو آٹھویں صدی کے جید عالم و کامل عارف ہیں اور ۷۳۲ھ میں خواجہ برہان الدین کے مرید ہوئے) فرماتے ہیں:

فرمان شد آں نور را بہفتاد ہزار حجاب بپوشند تا روشنائی ماہ و آفتاب ناپدید نشود

(شمائل الاتقیاء صفحہ ۴۴۲)

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمان ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کو ستر ہزار پردوں میں چھپائیں تاکہ چاند اور سورج کی روشنی چھپ نہ جائے''۔

اگر حضور ﷺ بے پردہ تشریف لاتے تو کس کو دیکھنے کی تاب تھی؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

با پردہ ہا چوں آمدی شورِ قیامت شد عیاں
بے پردہ گر آئی بروں سوزد ہمہ کون ومکان

سنو علامہ عارف الغوث المعظم عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:۔

واعلم ان انوار المکونات کلها من عرش وفرش وسموات وارضین وجنات وحجب وما فوقها وما تحتها اذا جمعت کلها وجدت بعضها من نور النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم وان مجموع نورہٖ صلی اللّٰہ علیه وسلّم لو وضع علی العرش لذاب ولو وضع علی الحجب السبعین التی فوق العرش لتهافتت ولوجمعت المخلوقات کلها ووضع علیها ذالک النور العظیم لتهافتت وتساقطت۔

(کتاب الابریز۔ صفحہ ۲۵۳۔ مطبعہ از ہریہ وجواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۸۵)

''اور اس بات کا یقین کر کہ بے شک تمام موجودات کے تمام انوار عرش اور فرش اور آسمانوں اور زمینوں اور بہشتوں اور پردوں اور ان کے اوپر اور نیچے سے ان سب کے انوار جب تو جمع کرے تو ان سب انوار کو نور نبی سے بعض (ایک حصہ) پائے گا اور اگر حضور کا سارا نور عرش پر رکھا جائے تو عرش پگھل جائے گا اور اگر عرش کے اوپر والے ستر حجابوں پر رکھا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر باریک پر یا اُون کی طرح اڑنے لگیں گے اور اگر تمام مخلوق کو جمع کر کے اس پر یہ نورِ عظیم رکھا جائے تو وہ تمام مخلوق ریزہ ریزہ ہو کر گر جائے گی''۔

اسی طرح اگر رب تعالیٰ کی ذات بے پردہ ہو تو سب کچھ جل جائے۔

(دیکھو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۱)

قال علیه الصلوٰۃ والسّلام ان اللّٰہ تعالیٰ خلق نوری من نور عزتہٖ

(شمائل الاتقیاء صفحہ ۴۴۲ لشیخ عارف رکن الدین متعلم ۷۲۵ھ)

اخرج الدارمی والبیهقی والترمذی فی الشمائل عن جابر بن سمرۃ قال رأیت النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم فی لیلۃ اضحیان وعلیه حلۃ حمراء فجعلت انظر الیه والی القمر فلهو کان احسن

فی عینی(1) من القمر۔

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو اپنی عزت کے نور سے پیدا کیا ہے''۔

''دارمی اور بیہقی نے اور امام ترمذی نے شمائل میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے اخراج کیا، انہوں نے فرمایا میں نے صاف ظاہر بے ابر چاندنی رات میں دیکھا اور حضور ﷺ پر سرخ کپڑا تھا تو میں نے حضور کی طرف اور چاند کی طرف دیکھنا شروع کیا تو حضور ﷺ میری نظر میں چاند سے زیادہ حسین تھے علیہ الصلوٰۃ والسلام''۔

خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ا صفحہ ۱۷، شمائل ترمذی صفحہ ۲۔ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۶۔ وسائل الوصول صفحہ ۲۱ شرح شمائل للمناوی والقاری جلد ا صفحہ ۴۶۔

یہ جو مہر و ماہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا
چاند سے تشبیہ دینا یہ کوئی انصاف ہے
چاند کے منہ پہ ہیں چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

واخرج البخاری عن کعب بن مالک قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم اذا سرّ استنار وجههٗ کانه قطعة قمر وکنا نعرف ذالک منه

''امام بخاری کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی فرمایا کہ حضور ﷺ جب خوش ہوتے آپ کا چہرہ ایسا چمکتا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے ہم اس چمک سے حضور کی خوشی معلوم کرتے تھے''۔

خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۷۲۔ بخاری جلد ا صفحہ ۵۰۲۔ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۶۔ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۸۴، اس کے مناسب روایات جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۹۔ ۸۰

واخرج الدارمی والبیهقی والطبرانی وابونعیم عن عبیدة قال قلت للربیع بنت معوذ صفی لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم قالت لورأیته لقلت الشمس طالعة (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۷۲،

1۔فی روایته عندی بدل عینی(الفیضی) والتقیید بالعندیة لیس للتخصیص فان ذالک عند کل احد راہ کذالک" المواهب علی الشمائل للبیجوری صفحه ۲۴ وهکذا فی شرح الشمائل للمناوی والقاری جلد ا صفحه ۴۶۔۴۷۔۱۲ ف

زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۸)

''دارمی بیہقی ۔طبرانی ابونعیم۔ابوعبیدہ سے راوی وہ فرماتے ہیں میں نے ربیع سے کہا میرے لئے حضور ﷺ کا وصف بیان کرانہوں نے فرمایا اگر تو حضور کو دیکھتا تو کہتا سورج طلوع ہوگیا ہے''۔

اخرج البزار والبیھقی عن ابی ھریرۃ قال کان صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ...... اذا ضحک یتلألأ فی الجدر لم ار مثلہ قبلہ ولا بعدہ۔

''بزار اور بیہقی حضرت ابوہریرہ سے راوی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تبسم فرماتے تو دیواروں پر چمک پڑتی میں نے حضور کی مثل نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ حضور کے بعد''۔

خصائص کبریٰ شریف للسیوطی جلد ا صفحہ ۷۴، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۱، شفا شریف جلد ا، صفحہ ۵۱، جواہرالبحار، جلد ا صفحہ ۱۷، وسائل الوصول صفحہ ۲۱۔ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۱۸۱، مواہب لدنیہ جلد ا، صفحہ ۲۷۱۔ رواہ (ای یتلألأ فی الجدر) احمد والترمذی وابن حبان۔

امام قسطلانی یتلألأ فی الجدر کی تفسیر فرماتے ہیں:۔

ای یضیء فی الجدر جمع جدار وھو الحائط ای یشرق نورہ علیھا اشراقا کاشراق الشمس علیھا۔

(مواہب وشرح زرقانی جلد ۴، صفحہ ۱۸۱)

(شمائل ترمذی صفحہ ۲۔زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۹۔۸۰، شفاء شریف جلد ا صفحہ ۵۱۔۱۲۱، جمع الوسائل للقاری وشرح شمائل للمناوی جلد ا۔صفحہ۔ ۳۴، وسائل الوصول صفحہ ۱۸۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ (حضرت حسن کے خالو اور حضور کے ربیب) فرماتے ہیں:۔

یتلألأ وجھہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر۔

اسی حدیث میں کچھ آگے فرماتے ہیں:۔

لہٗ نور یعلوہ (زرقانی جلد ۴ صفحہ ۹۳۔ کنز العمال جلد ۷، صفحہ ۱۹۔۱۰۰)

''حضور کی بینی مبارک کا نور بینی مبارک پر یا آپ کی ذات منورہ کا نور ذات انور پر غالب رہتا''۔

عن ابی اسحٰق قال سال رجل البراء بن عازب اکان وجہ رسول اللّٰہ ﷺ مثل السیف قال لا بل مثل القمر

(صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۵۰۲، فی الشفاء جلد ا صفحہ ۵۱، لابل مثل الشمس والقمر)(1) حدیث جابر بن سمرة هی روایة مسلم من زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۵، شرح شمائل للمناوی جلد ا صفحہ ۴۷، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۲، مشکوٰۃ شریف باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصل اوّل، اشعۃ اللمعات جلد ۴۔ صفحہ ۴۸۲ ۴۸۳

''ابو اسحاق سے روایت ہے فرمایا کہ ایک مرد نے حضرت براء سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار کی طرح تھا فرمایا نہ، بلکہ چاند کی طرح تھا۔ شفا شریف میں ہے نہ بلکہ سورج اور چاند کی طرح تھا''۔

ثم تشبیه بعض صفاته بالنیرین انما هو جری علی التمثیل العادی والا فلا شیء یماثل شیئًا من اوصافه

(شرح شمائل للمناوی جلد ا صفحہ ۴۴)

''پھر حضور کی بعض صفات کو سورج اور چاند سے تشبیہ دینا تمثیل عادی کی طرز پر جاری ہونا ہے ورنہ کوئی چیز حضور کے اوصاف سے کسی چیز کے مماثل نہیں''۔

شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی کا فرمان مقدس اسی حدیث کی شرح میں:۔

ودر مواہب لدنیہ مے گوید کہ ایں تشبیہات است کہ مردم بحسب فہم خود ورعایت عرف وعادت کردہ اندو الا ہیچ یکے ازیں امور درا بہت وجلالت وحسن وملاحت بجمال وکمال وے وہیچ چیزے ازمخلوقات و محدثات معادل ومشارک صفاتِ خَلقیہ وخُلقیہ وے نبود

''مواہب میں امام قسطلانی نے فرمایا یہ ایسی تشبیہات ہیں کہ لوگوں نے اپنے فہم کے مطابق اور عرف اور عادت کی رعایت کرتے ہوئے دی ہیں ورنہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز حضور کے جمال وکمال کے حسن، خوبصورتی اور جلالت اور حسن وملاحت میں برابر نہیں اور مخلوقات سے کوئی چیز حضور کے صفات خَلقیہ اور خُلقیہ کے برابر اور شریک نہیں''۔

نظم

کسے بحسن وملاحت بیار ما نرسد　　ترا دریں سخن انکار کار ما نرسد
ہزار نقش برآیدز کلک منع ولے　　یکے بخوبیِ ونقش نگارِ ما نرسد

صلی اللّٰه علیه وسلّم وعلیٰ وآله واصحابه بقدر حُسنه وجماله و

1۔ فی قوة الضیاء وکثرة النور کان الشمس فی نهایة الاشراق والقمر فی الحسن والملاحة جلد ۵۔ صفحہ ۳۷۷ مرقات۔ ۱۲ ف

کمالہ

اخرج ابو نعیم عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال کان وجہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کدارۃ القمر۔

(خصائص جلد ا صفحہ ۷۲، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۷، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۹۹)

''ابونعیم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مخرج فرمایا حضور ﷺ کا چہرہ چاند کے ہالہ کی طرح تھا''۔

ہمدان کی کسی ایک عورت نے کہا (جس نے حضور کے ساتھ حج کیا تھا) کہ حضور کی شبیہ:۔

کالقمر لیلۃ البدر لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم۔

(اخرجہ البیہقی خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۷۲، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۷۸)

''چودھویں رات کے چاند کی طرح تھی میں نے حضور کی مثل نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔''

عن عائشۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم دخل علیہا مسرورًا تبرق اساریر وجہہ۔

(صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۵۰۲)

''ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ان پر بحالت خوشی داخل ہوئے تو آپ کے چہرۂ انور کے خطوط بجلی کی طرح چمکتے تھے''۔

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال لم یکن لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ظل ولم یقم مع شمس (قط) الا غلب ضوءہ ضوءھا ولا مع سراج (قط) الا غلب ضوءہ ضوءہ

(نسیم الریاض جلد ۳۔ صفحہ ۲۸۲ وھکذا فی زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۲۰ وجلد ۵ صفحہ ۲۴۹۔ ونحوہ فی مواھب لدنیہ علی شمائل محمدیہ بیجوری صفحہ ۲۴ فی مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر ۱۳۷۵ھ وصفحہ ۳۰ (فی مطبعۃ) نا قلاعن ابن المبارک وابن الجوزی فی روایۃ لابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس بزیادۃ لفظ (قط) فی الموضعین ووضع المظھر موضع المضمر الثانی فی الموضعین وشرح شمائل للمناوی جلد ا صفحہ ۴۷

''صحابی رسول حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور کا سایہ نہ تھا حضور جب بھی

سورج کے مقابل ٹھہرتے تو آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب رہتی اور جب بھی سراج کے مقابل ٹھہرتے تو آپ کی روشنی سراج کی روشنی پر غالب رہتی۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم بقدر انوارہٖ''

وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نورًا فکان اذا مشی بالشمس والقمر لایظھر لہ ظل (وسائل الوصول صفحہ ۲۱۔ للنبہانی)

''حضور نور تھے جب سورج اور چاند (کی روشنی) میں چلتے آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا''۔

مطالع المسرات میں امام علامہ ابن سبع سے منقول ہے:۔

کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یضیء البیت المظلم من نورہٖ

(بحوالہ السعید صفحہ ۲۳ شوال ۱۳۷۹ھ)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلّم تاریک گھر کو اپنے نور سے روشن کر دیتے تھے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہر طرف اور اپنے ہر عضو کی نورانیت کی دعا مانگی ہے اور یہ بھی فرمایا (فی روایۃٍ) واجعلنی نورًا(1)۔ ''اے اللہ مجھ سارے کے سارے کو نور بنا دے۔'' (مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۲۶۰۔ ۲۶۱، ابوداؤد شریف جلد ۱ صفحہ ۱۹۲۔ صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۹۳۵۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۶

اور حضور مستجاب الدعوات ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش کے پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے عرض کرتی ہیں:۔

ما اری ربک الا یسارع فی ھواک

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۶۔ ۷۶۶، متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۲۸۱)

''یارسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی وشتابی کرتا ہوا''۔

ابو طالب نے حضور سے عرض کی۔ ''ان ربک لیطیعک فقال علیہ الصلوٰۃ والسّلام وانت یا عماہ لو اطعتہ لیطیعنک''۔ رواہ ابن عدی۔ الامن والعلیٰ صفحہ ۸۴ واللفظ لہ۔ اخرجہ ابن عدی والبیھقی و ابو نعیم۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۲۴۔ مدارج النبوت شریف جلد ۱۔ صفحہ ۴۳۸ فانظر فیہ۔

''بے شک آپ کا رب آپ کی اطاعت کرتا ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے (اس کلمہ پر انکار

1۔ مواہب، زرقانی جلد ۴۔ صفحہ ۲۲۰۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸ شرح شفا للقاری جلد ۲۔ صفحہ ۴۱۶، جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۲۸۰۔ ۱۲ فیضی غفرلہٗ

نہ فرمایا بلکہ اور تاکیدًا وتائیدًا) ارشاد کیا کہ اے چچا اگر تو اُس کی اطاعت کرے تو وہ تیرے ساتھ بھی یوں ہی معاملہ فرمائے گا۔

دلائل النبوۃ لابی نعیم کی صفحہ ۳۷۵ پر ہے:

وعن عائشه قالت قال رسول صلی اللّٰه علیه وسلّم ...... کل نبی یجاب ای مستجاب الدعوات رواه البیهقی ورزین مشکوٰۃ صفحہ ۲۲ قال القاری تحته یعنی من شأن کل نبی ان یکوّن مستجاب الدعوۃ الخ جلد ا صفحہ ۱۵۰۔ ۱۲ وقال الشیخ تحته، وہر پیغمبر قبول کردہ شدہ است دعائے او۔ اھ اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۰۵، ۱۲ اف

ان اللّٰه تعالیٰ یعطیه اذا سأل

"بے شک اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرماتا ہے جب مانگیں (اور جو مانگیں)"۔

امام قسطلانی امام بدرالدین محمود عینی حنفی سے ناقل:۔

وانا لا اشک ان جمیع دعوات النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم مستجابة۔

"اور میں اس بات میں شک نہیں کرتا کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب دعائیں منظور ہیں"۔ مواہب لدنیہ جلد ۲۔ زرقانی، جلد ۸، صفحہ ۲۳۷ و مدارج النبوت جلد ا، صفحہ ۴۳۷

وماشک نداریم کہ جمیع دعواتِ انبیاء صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین مستجاب اند مراد بقول وے لکل نبی دعوۃ مستجابة حصر نیست انتہیٰ و بعضی محققین گفتہ اند کہ آں حضرت اعز و اکرم است ازاں کہ چیزے خواہد از پروردگار خود و وے اجابت نکند بآں و نقل کردہ نشدہ است کہ آن حضرت دعا کرد بچیزے و مستجاب نشد۔ ھ ۱۲ اف

امام قسطلانی فرماتے ہیں:۔

ولم ینقل انه صلی اللّٰه علیه وسلّم دعا بشیء فلم یستجب له۔

"اور یہ بات منقول نہ ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی دعا مانگی ہو اور وہ منظور نہ ہوئی ہو"۔

(مواہب لدینہ جلد ۲، زرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۳۷، جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۳)

اعلیٰ حضرت مولنا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

• اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا　　بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ
اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا　　دلہن بن کے نکلی دعائے محمد ﷺ

مولانا حسن رضا خاں فرماتے ہیں:

مقبول ہیں ابرو کے اشارہ سے دعائیں　　کب تیر کماندارِ نبوت کا خطا ہو

بلکہ حضور محبوب خدا مستجاب گر ہیں مثلاً حضرت سعد ابن ابی وقاص کو مستجاب الدعوات بنا دیا اخرجه الترمذی والحاکم و صححه وغیره۔ الخصائص الکبریٰ جلد ۲، صفحہ ۱۶۵۔ اگر کوئی یہ شبہ پیدا کرے کہ حضور پہلے نور نہ تھے تو جواباً عرض ہے کہ تھے اس کے بعض دلائل گزرے اور یہ دعا دوام، استمرار، استقامت اور ترقی کے لئے مانگی جیسے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ آخر عمر تک پڑھتے رہے، کیا معترض اس دعا کے بعد حضور کی نورانیت کا قول کرے گا۔

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ویجعل لی نورا من شعر راسی الی ظفر قدمی۔

''اللہ تعالیٰ میرے لئے نور (ظاہر) کرے گا سر کے بال سے لے کر قدم کے ناخن تک''۔

اخرجه الطبرانی فی الکبیر و ابن ابی حاتم وابن مردویه عن عقبة بن عامر خصائص کبریٰ جلد ۲، صفحہ ۲۲۲، ۲۲۵ واز ودر جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۱۸ تا ۳۲۱

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

خلقت من نور اللّٰه والمؤمنون من نوری۔

''میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا اور تمام مومن میرے نور سے''

مکتوبات امام ربانی جلد ۳ صفحہ ۲۳۱ ومنہ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۱۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کیا خوب فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

انا من نور اللّٰه والمؤمنون من نوری

مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۶۱۰ ۔ وفی روایة ''من فیض نوری''، جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۱۸۸۔

قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ''انا من اللّٰه والمؤمنون منی'' جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۴۶۔ از جیلی

وفی النهایة لابن الاثیر انه علیه الصلوٰة والسّلام کان اذا سر فکان وجهه المرأة وکان الجدر تلاحک وجهه قال والملاحکة

شدة الملأمة ای یری شخص الجدر فی وجهه صلی اللّٰہ علیه وسلّم۔

''یعنی نہایۃ ابن اثیر میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسرور ہوتے آپ کا چہرہ آئینہ کی طرح چمکتا تھا اور دیواروں کا عکس آپ کے چہرہ انور میں نظر آتا تھا''۔

زرقانی جلد ۴ صفحہ ۸۰۔ مواہب جمع الوسائل، جلد ۲ صفحہ ۷ ونحوہ شرح شمائل للمناوی جلد ۱، صفحہ ۳۴ مدارج جلد ۱ صفحہ ۶

حضور ﷺ کی چوتھی خصوصیت

حضور تاریک سایہ سے پاک تھے۔ آپ کا سایہ نہ تھا۔ نہ ظل تھا نہ فَی من وجہ نئی خصوصیت اور من وجہ دلیل نورانیت۔ آپ کے سایہ نہ ہونے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ (۱) بعض نے کہا کہ بوجہ نور ہونے کے سایہ نہ تھا۔ (۲) بعض نے کہا حضور ظِلّ الٰہی ہیں اور سایہ کا سایہ نہیں ہوتا۔ (۳) بعض نے کہا اس لئے نہیں تھا کہ قدموں کی روندگی نہ ہو۔ (۴) اور بعض نے کہا کہ سایہ سایہ والے سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور حضور کے جسم سے زیادہ کوئی چیز لطیف نہیں اسی لئے آپ کا سایہ نہیں (۵) بوجہ بے مثلیت سید عالم (۶) تاکہ نجس زمین پہ نہ پڑے وغیرہ۔

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے بعض ان حضرات کے اسماء درج کر دیتا ہوں جو صراحۃً حضور کے سایہ نہ ہونے کے قائل ہیں اور سلفاً خلفاً کوئی ان کے اس قول کا منکر نہ ہوا بلکہ غیر مصرحین خاموش رہے تو یہ اجماع سکوتی ہے حضور کے سایہ نہ ہونے پر بوقت ضرورت وفرصت اس موضوع پر مفصل تحریر ہوسکتا ہے

۱۔ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی شہید ۳۵ھ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کے سامنے حضور ﷺ کا بے سایہ ہونا بیان کیا تھا حضور اور صحابہ خاموش رہے۔ تردید نہ کی۔ (تفسیر مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۲۲ علی ہامش خازن، مدارج النبوۃ جلد ۲، صفحہ ۱۶۱۔ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۱۱۲ طبع قدیم تحت آیت اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ۔ کتاب الاشارات للرازی بحوالہ روح البیان

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابی متوفی ۶۸ھ (زرقانی شرح مواہب جلد ۴، صفحہ ۲۲۰ شرح شمائل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۴۷، جمع الوسائل للقاری الحنفی جلد ۱ صفحہ ۱۷۶۔

۳۔ حضرت ذکوان تابعی متوفی ۱۰۱ھ(1) (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۸، زرقانی علی المواہب جلد ۴

1۔ ذکوان اسم رجلین من التابعین وکل منهما ثقة احدهما ابوصالح السمان الزیات المتوفی ۱۰۱ھ والآخر ابو عمرو مولی عائشة المتوفی بعد المائة قبل المأتین ولم یعین ذکوان فی هذا المقام بل ذکرهما الزرقانی بلفظ "او" ملتقط من التقریب وشرح المواهب جلد ۴ صفحه ۲۲۰۔ ۱۲ الفیضی غفرلهٗ

صفحہ ۲۲۰، مدارج جلد ا، صفحہ ۲۱۔

۴۔حضرت عبداللہ ابن مبارک تابعی متوفی ۱۸۱ھ (زرقانی علی المواہب جلد ۴، صفحہ ۲۲۰)

۵۔محدث حکیم ترمذی متوفی ۲۵۵ھ (خصائص کبریٰ جلد ا، صفحہ ۶۸) زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰ مدارج جلد ا صفحہ ۲۱)

۶۔حافظ رزین محدث متوفی ۵۲۰ھ (زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

۷۔محدث امام ابن سبع متوفی (زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

۸۔امام المحد ثین قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ (شفا شریف جلد ا صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳ فی مطبع وفی آخر صفحہ ۳۰۶)

۹۔محدث ابن جوزی متوفی ۵۸۷ھ (زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰)

۱۰۔امام راغب اصفہانی متوفی ۵۰۴ھ (مفردات امام راغب صفحہ ۳۱۷)

۱۱۔امام ابوالبرکات نسفی صاحب کنز الدقائق و منار و تفسیر مدارک متوفی ۷۰۱ تفسیر مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۲۲)

۱۲۔امام قسطلانی شارح بخاری متوفی ۹۲۳ھ (مواہب جلد ا صفحہ ۲۸۰، زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰، جواہر البحار، جلد ۲، صفحہ ۱۲)

۱۳۔علامہ امام سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۷۵۶، ۷۴۶ھ (سیرت حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۹۴)

۱۴۔خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی (متوفی ۷۵۸ھ) صحائف السلوک صحیفہ ۲۴ صفحہ ۵۱)

۱۵۔علامہ حسین بن دیار بکری کتاب الخمیس

۱۶۔علامہ زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ (زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۲۲۰ وجلد ۵، صفحہ ۲۴۹)

۱۷۔امام مناوی متوفی ۸۹۱ھ (فیض القدیر للمناوی جلد ا، صفحہ ۱۴۵، وشرح شمائل للمناوی جلد ا صفحہ ۷۴ علی ہامش جمع الوسائل۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

۱۸۔امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ انہوں نے اس موضوع پر پورا باب منعقد کیا۔ (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۸۔ انیس الجلیس صفحہ ۱۴۱)

۱۹۔صاحب سیرت شامی (سیرت شامی)

۲۰۔علامہ شہاب الدین خفاجی متوفی ۱۰۲۹ (نسیم الریاض جلد ۳، صفحہ ۲۸۲)

۲۱۔علامہ ابراہیم بیجوری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۲۷۶ھ (المواہب علی الشمائل للبیجوری صفحہ ۲۴، فی روایۃ لابن المبارک وابن الجوزی)

۲۲۔علامہ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ (جمع الوسائل شرح شمائل جلد ا صفحہ ۱۷۶ عن ابن عباس و شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۲۸۲ علی ہامش نسیم الریاض ذکرہ الترمذی فی نوادر الاصول ونقلہ الحلبی عن ابن سبع......

۲۳۔علامہ سلیمان جمل متوفی ۱۱۹۶ھ (فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ۔جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۷۲ النورہ الحسی

۲۴۔عارف باللہ السید عبدالرحمٰن العیدروس المتوفی ۱۱۹۲ھ وقال یرحم اللہ من قال:

دخل العالم فی ظل الذی ما لہ ظل ولا غیار یمحو

(جواہر البحار جلد ۲۔صفحہ ۳۴۷)

۲۵۔شیخ محمد بن احمد مبتولی مصری شافعی متوفی رواہ ابن سبع والنیساپوری

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۸۲،۱۸۳)

۲۶۔ومنہ الامام المقری شریف الدین اسمٰعیل بن المقری الیمنی الشافعی متوفی ۸۳۹ھ

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔۱۸۳)

۲۷۔والعلامۃ ابن اقبرص (جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔۱۸۳)

۲۸۔قاضی القضاۃ محمد بن ابراہیم القتائی المالکی المصری متوفی (جلد ۳ صفحہ ۱۸۲۔۱۸۳)

۲۹۔شیخ علی بن ددہ رضی اللہ عنہ متوفی ۱۰۰۷ھ

۳۰۔امام نیشاپوری (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۸۳۔وجلد ۴، صفحہ ۱۸۲)

۳۱۔علامہ امام ابن حجر مکی متوفی ۹۷۳ھ (افضل القریٰ صفحہ ۲۷، جواہر البحار صفحہ ۸۵)

۳۲۔علامہ برہان الدین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ (سیرہ حلبیہ۔ج ۲ ص ۴۲۲)

۳۳۔علامہ شیخ محمد طاہر صاحب مجمع بحار الانوار متوفی ۹۸۶ھ

(مجمع بحار الانوار ج ۳ ص ۴۰۲ تا ۴۰۵)

۳۴۔علامہ عارف جلال الدین رومی یعنی مولانا روم متوفی ۶۷۳ھ

(مثنوی شریف(1) دفتر پنجم صفحہ ۱۹۔طبع نولکشور)

۳۵۔شیخ المحدثین حضرت شاہ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ

(مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۸، ۲۱ وجلد ۲ صفحہ ۱۶۱)

1۔ ہر کہ خواند مثنوی را صبح وشام آتش دوزخ بود بروے حرام

(فیوض الرحمٰن جلد ۲۔صفحہ ۵۶۔ملفوظات تھانوی)

۳۶۔شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۹۲۸ھ (جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۷۹)

۳۷۔علامہ سید مرتضٰی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)

۳۸۔امام ربانی شیخ احمد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۲۴ھ، ۱۰۳۴ھم (مکتوبات جلد ۳ صفحہ ۱۸۷)

۳۹۔علامہ بحرالعلوم لکھنوی متوفی ۱۲۲۵ھ (شرح مثنوی دفتر پنجم)

۴۰۔عارف سبحانی مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی حنفی متوفی ۸۹۸ھ (زلیخا صفحہ ۱۱، تحفۃ الاحرار صفحہ ۲۱)، سبحۃ الابرار صفحہ ۱۳۔کلیات جامی صفحہ ۱۱، ۱۳ کلہم للعارف الجامی وعزیز الفتاویٰ دیو بند جلد ۸ صفحہ ۲۰۲)

۴۱۔علامہ امام عارف اسمٰعیل حقی حنفی صاحب تفسیر روح البیان متوفی ۱۱۱۷ھ (تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۱۱۲)

۴۲۔عارف ربانی علامہ محمد یوسف نبہانی قاضی القضاۃ بیروت متوفی ۱۳۵۰ھ
(جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۷۹، صفحہ ۵۸ من الشفا، وسائل الوصول صفحہ ۲۱)

۴۳۔مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی صاحب علم الصیغہ و تاریخ حبیب الہٰ صفحہ ۱۳۷، اس کتاب کی توثیق ''بہشتی زیور'' جلد ا صفحہ ۷۶ میں موجود ہے۔

۴۴۔شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۲۳۹ھ (تفسیر عزیزی پارہ عم۔صفحہ ۲۱۹)

۴۵۔عارف علامہ نظامی گنجوی متوفی ۵۹۲ھ (مخزن الاسرار صفحہ ۲۵)

۴۶۔عارف شیخ احمد صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب تفسیر متوفی ۱۲۴۱ھ (جواہر البحار جلد ۳۔صفحہ ۳۰)

۴۷۔مولانا نور بخش صاحب توکلی رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۳۶۷ھ (سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۷)

۴۸۔عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۲ھ
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۵)

۴۹۔قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ (تذکرۃ الموتیٰ صفحہ ۳۱)

۵۰۔اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا احمد رضا خان صاحب رضی اللہ عنہ متوفی ۱۳۴۰ھ مستقل کتاب ''نفی الفی عمن بنورہ انار کل شیء''

۵۱۔مولانا غلام قادر صاحب بھیروی ''اسلام کی کتاب''

۵۲۔مولوی عوض علی محشی تحفۃ الاحرار صفحہ ۲۱۔

۵۳۔حضرت مولانا محمد یار صاحب مرحوم فریدی (دیوان محمدی صفحہ ۲۹۔۸۸)

۵۴۔خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری رحمتہ اللہ علیہ (تکملہ سیر الاولیاء صفحہ ۷)
۵۵۔مولوی عبدالحی لکھنوی (التعلیق العجیب صفحہ ۱۳)
۵۶۔مولوی محمد گھلوی صاحب مرحوم (شرح زلیخا صفحہ ۳۳)

(ان کے گھر کی گواہی)

۱۔مولوی رشید احمد گنگوہی (امداد السلوک فارسی صفحہ ۸۵۔۸۶۔اُردو صفحہ ۵۶)
۲۔مولوی اشرف علی تھانوی (میلاد النبی جلد ۴، المریع فی الربیع صفحہ ۲۷۵۔شکر النعمہ صفحہ ۲۰)
۳۔مولوی نذیر احمد عرشی مداح علماء دیوبند و مردّد وہابیت "مفتاح العلوم" جلد ۳، صفحہ ۱۳۶
۴۔مولوی عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند (عزیز الفتاویٰ جلد ۸۔صفحہ ۲۰۲)
۵۔۶۔مولوی مہدی حسن مفتی دیوبند، مولوی جمیل الرحمٰن نائب مفتی دیوبند ماہنامہ تجلی دیوبند بابت ماہ فروری۔مارچ ۱۹۵۹ھ میں مفتیٔ دیوبند کا فتویٰ بدیں الفاظ منقول ہے۔

"آں حضرت کا سایہ نہ تھا اور اسی کے ہم معتقد ہیں" سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند۔الجواب صحیح محمد جمیل الرحمٰن نائب المفتی بدار العلوم دیوبند (بحوالہ "رضائے مصطفےٰ" جلد ۷ شمارہ ۱۷۔۱۴ ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ صفحہ ۶۔۱۰ کالم ۲

مزید برآں یہ کہ ہندو تک اس عدم سایہ والے معجزہ کے قائل ہیں

رغما علی انوف...... ملاحظہ ہو:۔

۱۔۲۔تھانوی صاحب نے ایک رسالہ لکھا جس کا اصلی نام "شہادۃ الاقوام علی صدق الاسلام" ہے۔المعروف "حقانیت اسلام غیروں کی زبان پر" جو پہلی مرتبہ ۱۳۶۸ھ میں ادارہ اشرف العلوم دیوبند ضلع سہارن پور سے شائع ہوا اس کے صفحہ ۱۴۳ پر ہے:۔

بیاس جی مشہور ہندو رشی کی گواہی

مولوی عبدالرحمٰن چشتی کا مزار لکھنؤ میں ہے یہ بڑے پایہ کے صوفی گذرے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ ہندوؤں میں ایک کتاب "بھوتک اوتر پران ہے" اس کتاب کی تالیف کرنے والے بیاس جی مشہور ہندو رشی ہوئے ہیں، وہ اس کتاب میں لکھتے ہیں" کہ آئندہ زمانہ میں مہامت (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔از فیضی) پیدا ہوں گے، ان کا نشان یہ ہوگا، اُن کے سر پر بدلی سایہ کرے گی، ان کے جسم کا سایہ نہ ہوگا"۔الخ ۱۲۔یہ کتاب حضور کے ظہور سے پہلے کی معلوم ہوتی ہے۔سبحان اللہ اہل اسلام تو اہل اسلام، اہل سنت تو اہل سنت حضور کے ظہور سے قبل بھی اگلی قوموں میں یہ مشہور تھا کہ حضور ﷺ بے

سایہ ہوں گے صلی اللہ تعالیٰ وسلّم علیہ وعلیٰ اصحابہٖ و آلہٖ بقدر حسنہٖ و جمالہٖ ۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا ۔۔۔ سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

قدِ بے سایہ کے سایہ مرحمت ۔۔۔ ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت)

اس فہرست کا اکثر حصہ ضیغم اسلام رازی وقت شیخ الحدیث اُستاذی وشیخی سبط النبی الہاشمی حضرت سید احمد سعید کاظمی دامت برکاتہ العالیہ (قدس اللہ سرہ) کے فیوضات سے ماخوذ ہے پھر مزید اضافہ ان کی نگاہِ عنایت سے فقیر فیضی کی جستجو کا نتیجہ ہے۔

خصوصیت نمبر ۵

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا جسم پاک صاف وشفاف تھا اور کثافتوں سے پاک تھا اتنا کہ دیکھنے والا آپ کے جسم کے اندر سے سورج کو دیکھ لیتا، جسم شریف دیکھنے سے مانع نہ ہوتا۔

حضرت علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وکان جسمه شفافا فلم یقع له ظل علی الارض ولم یمنع رائی الشمس مع حیلولتهٖ (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۹۷ للنبہانی)

''یعنی حضور کا جسم شفاف تھا۔ اسی لئے حضور کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ اور اس جسم پاک کے حائل ہونے کے باوجود سورج کو دیکھنے والا سورج کو دیکھ لیتا''۔

دیوبندیوں کے مولوی محمد انور کشمیری لکھتے ہیں:۔

وفی کنز العمال ان اجساد الانبیاء نابتة علی اجساد الملائکة واسنادهٗ ضعیف(1)

''یعنی کنز العمال میں ایک حدیث ہے کہ انبیاء کے اجساد ملائکہ کے اجساد پر نشو ونما پانے

1۔ حدیث ضعیف فضائل ومناقب میں باتفاق محدثین مقبول ومعمول بہا ہوتی ہے۔ قد اتفق الحفاظ (ولفظ الاربعین قد اتفق العلماء ولفظ الحرز جواز العمل به فی فضائل الاعمال بالاتفاق ۔ از فیوضات شیخ الاسلام سیدنا اعلیٰ حضرت (الهادالکاف صفحه ۴۱) علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال مرقات جلد ا۔ صفحہ ۲۵۳ وحرز ثمین شرح حصنِ حصین للقاری وشرح مشکوٰۃ لابن حجر مکی واربعین لابی زکریا نووی فتح القدیر لابن ہمام جلد ا صفحہ ۲۴۶،

کتاب الاذکار شیخ الاسلام ابی زکریا۔ فتح القدیر جلد ا، صفحہ ۴۶۷، غنیۃ، موضوعات علی قاری صفحہ ۷۳ تعقبات صفحہ ۷۳، مقدمہ شیخ محقق صفحہ ۶، ان سے تائید، اعلام السنن جلد ۴ صفحہ ۱۵، مسک الختام بھوپالی غیر مقلد جلد ا صفحہ ۵۷۲، رسالہ دعائیہ لحزم علی ومظاہر حق مزید حوالے وتحقیق اعلیٰ حضرت مجدد ملت شیخ الاسلام کی کتاب لاجواب ''الهاد الکاف'' میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲ فیضی

والے ہیں''۔

ومراده ان حال الانبياء عليهم السلام فى حياتهم كحال الملائكة بخلاف عامة الناس فان ذالک حالهم فى الجنة فلا تكون فضلاتهم غير رشحات عرق۔ (فیض الباری جلد ا، صفحہ ۲۵۱)

''اس کا مطلب یہ ہے کہ حیات دنیاوی میں انبیاء کا حال ملائکہ کے حال کی طرح ہے بخلاف عام لوگوں کے کہ ان کا یہ حال جنت میں ہوگا انبیاء کے فضلات شریفہ پسینے کے چند قطرات کے سوا کچھ نہیں ہوتے۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ان اجسادنا تنبت على ارواح اهل الجنة، (اخرجه البيهقى عن عائشة) (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۷۰، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۲۹)

''بے شک ہمارے اجساد اہل جنت کی ارواح پر نشو ونما پاتے ہیں''۔

نیز حضور نے ارشاد فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم :۔

انا معشر الانبياء تنبت اجسادنا على ارواح اهلِ الجنة۔ اخرجه ابو نعيم عن ليلى ۔ خصائص کبریٰ جلد ا، صفحہ ۷۰، شرح شفاللقاری علی ہامش نسیم جلد ا۔ صفحہ ۳۶۰

وقد ذكروا ان جبريل عليه السّلام اخذ طينة النبى صلى اللّٰه عليه وسلّم بمياه الجنة و غسلها من كل كثافة و كدورة فكأن جسده الطاهر كان من العالم العلوى كروحه الشريف۔

(تفسیر روح البیان جلد ۳، صفحہ ۴۵۵)

''بلا شک (علماء کرام نے) ذکر کیا کہ بے شک جبریل علیہ السلام نے حضور ﷺ کی طینت پاک کو لیا اور اُسے جنت کے پانیوں سے گوندھا اور اسے ہر کثافت اور کدورت، میل سے دھویا تو گویا کہ حضور کا پاک جسم آپ کی روح کی طرح عالم علوی سے تھا۔''

خصوصیت نمبر ۶

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا، سب کچھ حضور کے سبب پیدا ہوا اور حضور ﷺ کے لئے پیدا ہوا۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۶، سیرت رسول عربی

صفحہ ۶۴۳،۶۴۴ جواہر البحار از خصائص جلد ا صفحہ ۲۸۱، جواہر از مواہب جلد ۲ صفحہ ۱۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۰، از شیخ ہندی وصفحہ ۲۳۰ از روح البیان، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۵۶،۶۱۔ از عارف تجانی وجلد ۲ صفحہ ۲۴۶۔۲۹۶۔ از ابریز، وصفحہ ۳۲۰، از نابلسی۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا:۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

احادیث قدسیہ سے اس کا ثبوت

لولاک لما خلقت الافلاک(1)۔

(مکتوبات مجدد سرہندی جلد ۳ صفحہ ۲۳۲)

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔"

صحائف السلوک لخواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفحہ ۱۰۵۔ صحیفہ ۴۷، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۴۷ از امام عبدالکریم جیلی۔ شرح شفا للقاری جلد ۲ صفحہ ۲۲۵، جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۴۴، از شیخ محمد قادری مدنی، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ عن تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۸۳۹ تحت آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۳۵ از تفسیر روح البیان جلد ۲ ص ۲۶۷ زیر آیت يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ (صف:۶)۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۷۴ از احمد عابدین۔ جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۲۷۱ از عارف ددہ۔ غیاث اللغات صفحہ ۳۸۸ ان الله تعالی قال له فی لیلة المعراج لولاك لما خلقت الافلاك۔ جواہر البحار جلد ۴، صفحہ ۲۳۱۔ از جیلی فیوض الحرمین لشاہ ولی اللہ صفحہ ۵۲، شرح زلیخا احمد گھلوی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۷، دُر یکتا شرح کریما لمولانا حافظ محمد نذیر رام پوری صفحہ ۱۱۔ انیس الجلیس صفحہ ۱۳۰۔ الشہاب الثاقب صفحہ ۴۷۔

ولقد خلقت الدنیا واهلها لاعرفهم کرامتک و منزلتک عندی ولولاک ماخلقت الدنیا۔ (روایۃ ابن عساکر)

"(اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب) میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا کیا کہ ان کو تمہاری اس کرامت اور قدر منزلت سے آگاہ کروں جو میرے ہاں ہے اور اگر تم نہ ہوتے تو

1۔ هذا الحدیث صحیح معنیً ومفهوماً وان لم انظر تخریجه بهذا اللفظ هکذا قال القاری فی موضوعاته ۶۷۔ ۶۸ حاشیه نمبر ۴ المصنوع فی احادیث الموضوع صفحه ۲۲ وشرح شفا للقاری الحنفی جلد ا صفحه ۱۷۔ ۱۲ الفیضی

میں دنیا کو پیدا نہ کرتا۔"

مواہب و شرحہ للزرقانی جلد ا صفحہ ۶۳ وجلد ۵ صفحہ ۲۴۲، صلاۃ الصفا لاعلیٰ حضرت صفحہ ۱۳، موضوعات کبیر للقاری الحنفی صفحہ ۶۸، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ و جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۸۹ از خصائص۔

وفی حدیث سلمان عند ابن عساکر قال ھبط جبریل علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال ان ربک یقول لک ان کنت اتخذت ابراھیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا الخ

جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ از مطالع المسرات فاسی ۲۶۴ و جواہر البحار، جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ از عیدروس، مجموع الاربعین صفحہ ۸۷

قال اللّٰہ تعالیٰ لآدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام لولاہ ماخلقتک

"اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا اگر حضور نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔"

زرقانی شرح مواہب جلد ا صفحہ ۴۴۔۶۲، اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۶۶، جواہر البحار، جلد ا صفحہ ۲۴ و صفحہ ۲۰۶ از دیرینی و صفحہ ۲۵۲ از جیلی شفا شریف وشرحیہ للقاری والخفاجی، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۱۰۷ عن الشفا شرح البردہ للبیجوری صفحہ ۲۶۔

لولا محمد ماخلقتک

"اگر محمد کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے (تو اے آدم) میں تجھے پیدا نہ کرتا۔"

رواہ البیھقی ورواہ الحاکم وصححہ ورواہ الطبرانی، زرقانی علی المواھب جلد ا، صفحہ ۶۲۔۶۳ وابونعیم وابن عساکر ایضاً۔ خصائص کبریٰ جلد ا۔ صفحہ ۶، صلاۃ الصفا للمجدد البریلوی صفحہ ۱۳، شفا شریف جلد ا، صفحہ ۱۳۸ وشرحہ للخفاجی والقاری جلد ۲۔ صفحہ ۲۲۵، قال الحاکم ھذاالحدیث صحیح الاسناد مستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۱۵...... ورواہ البیھقی ایضاً فی دلائل النبوۃ...... وذکرہ الطبرانی، شفا السقام للامام السبکی صفحہ ۱۶۲۔ نشر الطیب صفحہ ۱ از زرقانی جلد ۶ صفحہ ۳۴ وجلد ۵ صفحہ ۱۹۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۷ و صفحہ ۱۰۷ از ابن حجر و جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ عن روح البیان جلد ۲ صفحہ ۳۳، جواہر البحار ۴ ص ۳۲ از خلاصۃ الوفاء، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۰۰۔ از مطالع المسرات فاسی صفحہ ۲۶۴ و مولد رسول اللہ لابن کثیر

صفحہ ١٦، اخرجه الطبرانی والضیاء و ابونعیم فی الدلائل والحاکم والبیهقی فی الدلائل وابن عسا کر عن عمر رضی الله عنه الاتحافات السنیة فی الاحادیث القدسیه صفحہ ١٤٠۔ مجموع الاربعین صفحہ ٨٧)(1)

لولاہ ما خلقتك ولا خلقت سماءً ولا ارضاً (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ''اگر محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ہوتے (تواے آدم) میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔ زرقانی جلد ١ صفحہ ٤٤۔ نسیم الریاض جلد ٣ صفحہ ٣٩٨، جواہر البحار جلد ٢ صفحہ ٤٠٧۔ ٤١٢ عن المیر غنی و جلد ٣ صفحہ ٣٣١، از ابن حجر مکی وجلد ٤ صفحہ ٨٧۔ ١٩٦ از میر غنی وجلد ٢ صفحہ ٢٠٠ از فاسیؒ مطالع صفحہ ٢٦٤۔

لولاك ما خلقت سماءً ولا ارضاً۔ (جواہر البحار جلد ٣ صفحہ ٢٩ عن الصاوی)

''اللہ عزوجل نے فرمایا: اے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو۔''

لولاک ماخلقت سماءً ولا ارضا ولا جنا ولا ملکاً۔

(جواہر البحار جلد ٣ صفحہ ١٣٧ از صاوی)

''اے حبیب علیک الصلوٰۃ والسلام اگر تم نہ ہوتے تو میں نہ آسمان کو پیدا کرتا اور نہ زمین کو، نہ جن کو نہ فرشتہ کو۔''

امام بوصیری نے فرمایا:۔

وکیف تدعوا الی الدنیا ضرورة من
لولاه لم تخرج الدنیا من العدم

لولاک یا محمد لما خلقت الکائنات

صلی الله علیه وسلم۔ (جواہر البحار جلد ٢ صفحہ ٢٣٥۔ عن روح البیان جلد ٦ صفحہ ٢٦٧ عن کتاب البرہان لکرمانی)

''اے محمد (صلی اللہ علیک وسلّم) اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔''

٩۔ فلولاه ماخلقتک ولا خلقت عرشا ولا کرسیًا و لا لوحًا ولا قلمًا ولا سماء ولا ارضًا ولا جنة ولا نارًا ولا دنیا ولا اخریٰ

(جواہر البحار جلد ٣ صفحہ ٢٣٥، از محمد مغربی)

1۔ تفسیر در منثور جلد ١۔ صفحہ ٥٨ ولآ جری ایضا تجلی الیقین صفحہ ٣٣ لاعلیٰ حضرت۔ وحلیة لابن امیر الحاج افضل الصلوٰت صفحہ ١١٧۔ اس کے مزید حوالے پیچھے گذرے۔ ١٢

''اللہ جل وعلا نے فرمایا اگر حضور نہ ہوتے تو اے آدم! میں تمہیں پیدا نہ کرتا، نہ عرش کو پیدا کرتا، نہ کرسی کو، نہ لوح کو، نہ قلم کو، نہ آسمان کو، نہ زمین کو، نہ بہشت کو، نہ دوزخ کو، نہ دنیا کو اور نہ آخرت کو۔''

روی ابوالشیخ فی طبقات الاصفهانیین والحاکم عن ابن عباس اوحی اللّٰہ الی عیسیٰ آمن بمحمد صلی اللّٰہ علیه وسلّم ومر امتک ان یؤمنوا به فلولا محمد ماخلقت آدم و لا الجنة ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیه لا اله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ فسکن صححه الحاکم

(مستدرک جلد ۲ ص ۶۱۵ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۷، واقره السبکی فی شفاء السقام ۱۶۳ ولبلقینی فی فتاواه مثله لایقال رأیا فحکمه الرفع۔ زرقانی شرح مواہب ج ۱ ص ۴۴، ج ۵ ص ۲۴۲، ج ۶ صفحہ ۳۴، قال الامام الحافظ ابن حجر المکی صح عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما وله حکم المرفوع، شرح همزیه له۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۷۔۱۰۷، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۴۳، از عارف عیدروس۔

''ابوالشیخ طبقات اصفہانیین میں اور امام حاکم حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی (فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ وحی کی کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا اور اپنی امت کو بھی یہ حکم دے کہ وہ بھی حضور پہ ایمان لائیں، اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت کو نہ دوزخ کو اور بے شک میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ مضطرب ہونے لگا پھر میں نے اس پر لا اله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا تو وہ سکون میں آیا۔ اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح کہا۔ الخ

اوحی اللّٰہ الی عیسیٰ آمن بمحمد صلی اللّٰہ علیه وسلّم ومر من ادرکه من امتک ان یومن به فلولا محمد ماخلقت آدم ولا الجنة ولا النار۔ (جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۳۷ از امام رملی)

شیخ اکبر فتوحات میں فرماتے ہیں:۔

للحدیث المروی ان اللّٰہ یقول لولاک یا محمد ماخلقت سماء ولا ارضا ولا جنة ولا نارًا۔ (جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۳)

عن الديلمی عن ابن عباس رفعه اتانی جبریل فقال ان الله یقول لولاک ماخلقت الجنة ولولاک ما خلقت النار

(زرقانی، جلد ۱، صفحہ ۴۴، موضوعات کبیر لعلی القاری، صفحہ ۶۸)

''دیلمی کی روایت میں حضرت ابن عباس سے مرفوعاً ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے پھر کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔''

خلد تو گھر ہے غلامانِ رسول اللہ کا

اور جہنم دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے

وذکر ابن سبع رحمه الله تعالیٰ والعزنی رحمه الله تعالیٰ عن علی رضی الله تعالیٰ عنه ان الله قال لنبیه من اجلک اسطح البطحاء واموج الموج و ارفع السماء واجعل الثواب والعقاب

(زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۴ و جلد ۶ صفحہ ۳۴)

''یعنی امام ابن سبع اور عزنی نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ذکر کیا، انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) سے فرمایا، تیری وجہ سے میں پتھریلا نالہ اور سنگریزوں والی زمین بچھاتا ہوں اور تیری وجہ سے موج کو موج دیتا ہوں اور تیری وجہ سے آسمان کو بلند کیا اور تیری وجہ سے ثواب وعذاب مقرر کیا۔''

امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں:

وفی روایات اخر لولاه ماخلقت السماء والارض ولا الطول ولا العرض ولا وضع ثواب ولا عقاب ولا خلقت جنة ولا ناراً ولا شمسا ولا قمرًا (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۷۔ ۳۴۳، از عارف عیدروس)

''یعنی اور روایتوں میں ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اگر میرا حبیب نہ ہوتا تو نہ میں آسمان کو پیدا کرتا نہ زمین کو اور نہ لمبائی اور نہ چوڑائی کو اور نہ ثواب وعذاب کا تقرر ہوتا اور نہ جنت کو پیدا کرتا نہ دوزخ کو نہ سورج کو نہ چاند کو۔''

قال علی...... فقال الله عزوجل انت المختار المنتخب وعندک مستودع نوری وکنوز هدایتی من اجلک اسطح البطحاء

وامرح الماء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنة والنار الخ (مطالع المسرات للفاسی وعنہ فی جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

''یعنی مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم سے فرمایا تو مختار ہے برگزیدہ ہے اور تیرے ہاں میرا نور امانت ہے اور تیرے ہاں میری ہدایت کے خزانے امانت رکھے گئے ہیں تیری وجہ سے میں پتھری پستی والی زمین پھیلاتا ہوں اور پانی برساتا اور بہاتا ہوں اور آسمانوں کو بلند کرتا ہوں اور تیری وجہ سے ثواب وعذاب اور جنت و دوزخ مقرر کی۔''

نیز امام ابن حجر فرماتے ہیں:

وفی حدیث رواہ صاحب شفاء الصدور وغیرہ قال اللّٰہ تعالیٰ یا محمّد (صلی اللّٰہ علیک وسلّم) وعزتی وجلالی لولاک ماخلقت ارضی ولا سمائی ولا رفعت ھذہ الخضراء ولا بسطت ھذہ الغبراء (جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

''ایک اور حدیث میں ہے جس کو صاحب شفاء الصدور وغیرہ نے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے میری عزت وجلال کی قسم اگر تم نہ ہوتے تو نہ میں اپنی زمین پیدا کرتا اور نہ اپنا آسمان نہ اس آسمان کو بلند کرتا اور نہ اس زمین کو بچھاتا پھیلاتا۔''

وفی روایۃ من اجلک اسطح البطحاء واموج الماء وارفع السماء واجعل الثواب والعقاب والجنۃ والنار۔

(جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰۷)

لولاک لما اظھرت الربوبیۃ (مکتوبات مجدد سرہندی جلد ۳، صفحہ ۲۳۲)

جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰ اعنہ۔ شرح زلیخا لمولانا محمد گھلوی صفحہ ۱۷، دریکتا صفحہ ۱۱)

''(اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب) اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔''

ترا عز لولاک تمکیں بس است
ثنائے تو طٰہٰ و یٰسٓ بس است

(بوستان سعدی صفحہ ۱۰)

رفعت ازو منبر افلاک را   رونق ازو خطبۂ لولاک را

(تحفۃ الاحرار جامی صفحہ ۱۷)

خصوصیت نمبر ۷

الست والے دن سب سے پہلے حضور ﷺ سے وعدہ لیا گیا۔

(مواہب وشرحہ للزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲۔کشف الغمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ للشیخ المحقق جلد ا، صفحہ ۱۱۵، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹

خصوصیت نمبر ۸

میثاق والے دن سب سے پہلے "بَلیٰ" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

(کشف الغمہ جلد ۲۔صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۵ رواہ ابوسهل القطان فی جزء من امالیه عن علی۔مواہب وشرحہ للزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۳)

خصوصیت نمبر ۹

اللہ تعالیٰ نے عرش (کے پائے) پر اور ہر آسمان پر اور بہشت کے درختوں اور محلات پر اور حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان ان سب پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف لکھا۔

(اخرجه الحاکم والبیهقی والطبرانی فی الصغیر والا وسط وابونعیم و ابن عساکرو ابن عدی وابویعلیٰ والحسن بن عرفة فی جزء ٥ والبزار والدارقطنی والخطیب۔ اِن محدثین کی مجموعہ روایتوں سے اُوپر والی خصوصیت ثابت ہے تفصیل خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ا صفحہ ۶۔۷ میں ملاحظہ ہو۔کشف الغمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۶ رواہ ابن عساکر عن کعب الاحبار۔مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲۔ ۲۴۳ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۔جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۰۵۔ازشیخ دیرینی جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۸۱ ازخصائص کبریٰ، جواہر از مواہب جلد ۲ صفحہ ۱۰۔سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴۔

خصوصیت نمبر ۱۰

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے ہمارے آقا و مولیٰ سید عالم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا پختہ وعدہ کرایا۔ (قرآن شریف وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ الآیة۔مواہب وشرحہ للزرقانی جلد نمبر ۵ ۲۴۳، کشف الغمہ جلد ۲۔صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۶)

خصوصیت نمبر ۱۱

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (وصحابہ وخلفاء اور اُمّت) کی تعریف اور آپ کی تشریف آوری کی خوش خبری پہلی کتابوں میں تھی۔ (زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۴۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴)

خصوصیت نمبر ۱۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب نسب شریف زنا سے مبرا ہے، طیب وطاہر ہے (حضرت آدم و حوا سے لے کر حضرت عبداللہ وآمنہ تک سب کے سب پکے موحد، مومن، مسلمان تھے۔) (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶، شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۶۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴، اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۷۱۸ وجلد ۴ صفحہ ۴۶۶، زرقانی جلد ۱، صفحہ ۶۶ و جواہر البحار عن الشفاء جلد ۱ صفحہ ۶۔۱۹ وعن ابی نعیم جلد ۱ صفحہ ۷۱۔۷۲، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۲۵۔ ازامیر ابن الحاج مستقل بحث، مرام الکلام صفحہ ۶۰ اس خصوصیت کی بہت سی دلیلیں قرآن وحدیث میں موجود ہیں اور اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔تسعہ رسائل سیوطی شمول الاسلام لاباء ہ الکرام شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تفسیر مظہری جلد ۱ صفحہ ۱۲۰۔۱۲۱ بلکہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کا اس موضوع پر مستقل رسالہ ہے۔مظہری جلد ۱ صفحہ ۱۲۱) نیز حافظ مرتضیٰ زبیدی کا رسالہ ''الانتصار لوالدی النبی المختار''۔امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے والدین کریمین معظمین کے متعلق فقہ اکبر میں رقمطراز ہیں۔'' ما ماتا علی الکفر '' فی اکثر النسخ ''مقدمۃ العالم والمتعلم '' صفحہ ۷ مطبوعہ مصر۔'' الانتصار'' للزبیدی شارح الاحیاء وفی نسختہ۔ماتا علی الفطرۃ''۔ مقدمۃ العالم والمتعلم صفحہ ۷ مطبوعہ مصر۔وقیل فی نسخۃ ماتا مؤمنین''۔(نیز ایمان والدین شریفین مع عم ابوطالب ذکرہ الامام القرطبی صفحہ مختصر تذکرہ امام قرطبی للشعرانی صفحہ ۶ مطبوعہ مصر۔تفسیر امام المعانی بحوالہ اخبار الاخیار صفحہ ۱۳۵) احیا ابویہ حتی آمنا۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ از خصائص کبریٰ سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۸۵، نسب پاک از ابن حجر مکی۔ جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۶۹ تا ۷۲ تا ۷۲ مکمل رسالہ طہارت نسب پر، جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۲۷۳ سے صفحہ ۳۲۸ تک

خصوصیت نمبر ۱۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت بت گر گئے۔ (رواہ الخرائطی وابن عساکر مواہب

وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۶، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴)

خصوصیت نمبر ۱۴۔ ۱۵

آپ ختنہ کیے ہوئے پیدا ہوئے، آپ ناف بریدہ پیدا ہوئے، صلی اللہ علیہ وسلم۔
رواہ الطبرانی، مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۴، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۶ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰۔ صفحہ ۲۱۹، شفا شریف جلد ا صفحہ ۵۴، شرح شفا للخفاجی والقاری الحنفیین جلد ا صفحہ ۳۶۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴، جواہر البحار جلد ا، صفحہ ۱۹۲۔ ۳۳۵ ناقلاعن الامام النووی، جواہر البحار (از مواہب) جلد ۲ صفحہ ۱۱، جلد ۳ صفحہ ۳۳۹۔ از ابن حجر مکی، مولد رسول الله صلی الله علیه وسلم لابن کثیر صفحہ ۱۹، رواه ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۱۱۰، قال ابن حجر تواترت به الاخبار، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۹۱، رواه الطبرنی فی الاوسط و ابونعیم وللخطیب وابن عساکر من طرق عن انس مرفوعا...... وصححه الضیاء فی المختاره...... ورواه ابن سعد عن العباس بن عبدالمطلب۔ اخرجه البیهقی و ابو نعیم و ابن عساکر و اخرجه ابن عدی و ابن عساکر عن ابن عباس۔ واخرجه ابن عساکر عن ابوهریرة واخرجه ابن عساکر عن ابن عمر۔ قال الحاکم فی المستدرک تواترت الاحادیث ولد مختونا الخ الخصائص الکبریٰ جلد ا، صفحہ ۵۳۔

خصوصیت نمبر ۱۶

آپ صاف ستھرے پیدا ہوئے کسی قسم کی میل کچیل نہیں تھی۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۴، رواہ ابن سعد، کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، شفاء شریف جلد ا، جلد ۵۴، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴، نسیم الریاض، جلد ا، صفحہ ۳۶۳، نیز ولدته امه علیه الصلوة والسلام بغیر دم ولا وجع، شرح شفا شریف، جلد ا۔ صفحہ ۳۶۳)

خصوصیت نمبر ۱۷

آپ سجدہ کرتے ہوئے پیدا ہوئے۔ (رواہ ابونعیم مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۴، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴، مولد رسول الله صلی الله علیه وسلم لابن کثیر صفحہ ۱۹)

خصوصیت نمبر ۱۸

آپ کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ نے نور دیکھا جس سے شام کے محلات نظر آئے، اسی طرح ہر نبی کی والدہ دیکھتی ہے۔(رواہ احمد والبزار و الطبرانی وصححہ ابن حبان والحاکم،زرقانی جلد ۵،صفحہ ۲۴۴۔کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱،مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶،تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴)

خصوصیت نمبر ۱۹

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جھولا (گہوارہ) فرشتے جھلاتے تھے۔(ذکرہ ابن سبع۔مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۴،کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱،مدارج النبوۃ جلد ۱،صفحہ ۱۱۶۔تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۴)

خصوصیت نمبر ۲۰

مدینہ کے چاند سے آسمان کا چاند گہوارہ میں باتیں کرتا تھا اور جس وقت جدھر اشارہ فرماتے چاند اُدھر جھک جاتا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

رواہ ابن طغربک...... وغیرۃ کالبیھقی والصابونی والخطیب وابن عساکر عن العباس بن عبدالمطلب قلت یارسول اللّٰہ دعانی الی الدخول فی دینک امارۃ لنبوتک رأیتک فی المھد تناغی القمر وتشیر الیہ باصبعک فحیث اشرت الیہ مال قال انی کنت احدثہ ویحدثنی ویلھینی عن البکاء واسمع وجبتہ حین یسجد تحت العرش۔

"اسے ابن طغربک نے روایت کیا اور اس کے غیر نے بھی جیسے بیہقی،صابونی،خطیب،ابن عساکر حضرت عباس بن عبدالمطلب سے راوی (وہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ کے دین میں داخل ہونے کی طرف مجھے آپ کی نبوت کی ایک علامت نے

بلایا (وہ یہ) کہ میں نے آپ کو گہوارے میں دیکھا کہ آپ چاند سے باتیں کر رہے تھے اور اس کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تو جس وقت (جدھر کو) آپ اسے اشارہ کرتے وہ اِدھر کو جھک جاتا! فرمایا میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ میرے سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے باز رکھتا اور میں اس کے دھماکے کی آواز سنتا جب کہ وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا"۔

(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۴۔۲۴۵ خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۵۳، فتاویٰ عبدالحی جلد ا صفحہ ۴۳ وذکر الشعرانی القول الاخر کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔)

وذکر الشیخ التکلم مع القمر و میلہ بایمائہ مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۵)۔ مجموعہ فتاویٰ عبدالحی میں اتنا اور زائد ہے حضرت عباس نے عرض کی کہ آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے، یہ حال کیوں کر معلوم ہوا فرمایا لوحِ محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالاں کہ شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا۔ مثلہ فی "علم غیب رسول" صفحہ ۳۴۔ و دلائل النبوۃ للبیہقی

اس حدیث پاک سے دو اور مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان زمین سب عالم کے ذرہ ذرہ پر حاکم و متصرف ہیں اور جب یہ کمال بچپن میں حضور کو حاصل تھا کہ جدھر اشارہ فرماتے چاند اُدھر کو جھک جاتا تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی کہ آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے، افضل و اعلیٰ ہے تو اب حضور کے صفات کمالیہ کا کیا کہنا۔"

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں

دوسرا یہ معلوم ہوا کہ جو ذات والا صفات گہوارہ میں رہ کر بحالتِ بچپن اتنی دور کی بات اور وہ بھی بے روح (چاند) کی سن لیں جو ہزاروں لاکھوں کروڑوں میل دور ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کی آواز سن لیں اور شکم مادر میں رہ کر عرش کے قریب رہنے والے فرشتوں کی تسبیح کی آواز سن لیں اور شکم مادر طیبہ میں رہ کر لوح پر قلم چلنے کی آواز سن لیں وہ اب مدینہ منورہ سے ہمارا درود اور ہماری فریاد نہیں سن سکتے؟ افسوس، صد افسوس! ہاں ہاں سنتے ہیں ضرور سنتے ہیں، خوش نصیب واپسی کا جواب بھی سنتے ہیں۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

خصوصیت نمبر ۲۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گہوارہ میں کلام فرمائی۔ (رواہ الواقدی و ابن سبع' زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۵، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹

خصوصیت نمبر ۲۲

گرمی میں ابر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سایہ کرتا تھا۔ (رواہ ابونعیم والبیہقی' مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۵، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۶، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۹۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۵۸، شفا شریف، جلد ا، صفحہ ۴۹، سیرت رسول عربی، صفحہ ۶۴۵)

خصوصیت نمبر ۲۳

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی درخت کے سایہ کی طرف جاتے تو وہ سایہ خود بخود آپ کی طرف تعظیم کے لئے جھک آتا۔ (رواہ البیھقی والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۵، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۵، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۵۸)

خصوصیت نمبر ۲۴

چار دفعہ آپ کا صدر شق ہوا، نہ خون نکلا، نہ درد ہوا، دل باہر تھا، پھر بھی زندہ رہے۔ (شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۲ صفحہ ۲۲۰۔ ۲۲۱ نیز انہیں میں وجہ شق صدر کا بہترین بیان ہے اور زرقانی جلد ۶، صفحہ ۲۴۔ ۲۳ پر بھی۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۵۸، زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۵ و جلد ۶ صفحہ ۱۴، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۶، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۵، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۳۰)

خصوصیت نمبر ۲۵

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضور کے ایک ایک عضو ذکر کیا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴) دل مبارک مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (نجم: ۱۱) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ (شعراء) (زبان مبارک) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ (نجم) فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ (دخان: ۵۸) آنکھ مبارک مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ (نجم) چہرہ شریف قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ (بقرہ: ۱۴۴) ہاتھ شریف اور گردن مبارک وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ (اسراء: ۲۹) پیٹھ شریف اور گردن مبارک اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ

ظَهْرَكَ ۙ (الانشراح) مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۵-۲۴۶، مدارج النبوۃ جلد ۱، صفحہ ۱۱۶ (تکمل سید عالم) وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۞ (قلم) شرح شمائل للمناوی جلد ۱ صفحہ ۴۵ علی ہامش جمع الوسائل۔

خصوصیت نمبر ۲۶

حضور کا اسم شریف ''محمد واحمد'' اللہ تعالیٰ کے نام ''محمود'' سے مشتق ہوا۔ (زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۶، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۶-۱۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اکثر (بل بجمیع الاسماء کما قال الجیلی، الفیضی) ناموں سے موسوم ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۶۱۲-۶۱۳۔ جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۲۲۵، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۶۔

خصوصیت نمبر ۲۷

حضور علیہ السلام بھوکے سوتے سیراب اٹھتے رب جنت سے کھلاتا پلاتا۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۶، مدارج النبوۃ جلد ۱، صفحہ ۱۱۷، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۴۶)

خصوصیت نمبر ۲۸

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیچھے ایسے دیکھتے تھے جیسے آگے دیکھا کرتے تھے یعنی آگے پیچھے برابر دیکھتے (رواہ مسلم والبخاری و مالک مواہب وزرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۶۔ شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۵۶، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۹۷ وجلد ۱ صفحہ ۱۸ وجلد ۲ صفحہ ۸۰ از ابن حجر وصفحہ ۱۲۸ از مناوی و جلد ۳، صفحہ ۱۰۳، تحفۃ الاحرار جامی صفحہ ۲۱، وسائل الوصول صفحہ ۲۵، تکملہ خواجہ گل محمد صاحب صفحہ ۵، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷) بلکہ ہر طرف سے دیکھتے تھے کیونکہ نور ہیں لہٰذا سایہ نہیں تھا۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، زرقانی جلد ۴، صفحہ ۸۳-۸۴، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۳۳ از شیخ اکبر وجلد ۲ صفحہ ۶۴ از شعرانی وصفحہ ۲۷۶ از ابن مقری وزکریا انصاری، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۶، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۴ از نووی، فیض القدیر للمناوی جلد ۱ صفحہ ۱۴۵۔

خصوصیت نمبر ۲۹

حضور علیہ السلام رات اور اندھیرے میں ایسے دیکھتے تھے جیسے دن اور روشنی میں دیکھتے تھے۔ (رواہ البیہقی مواہب لدنیہ وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۶ وجلد ۴ ص ۸۲-۸۳، وسائل الوصول ص ۲۵، جواہر البحار ج ۲ ص ۲۹۷، فیض القدیر للمناوی ج ۱ صفحہ ۱۴۵، السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۴۵، حاشیہ شیخ

الاسلام محمد بن سالم حنفی بہامش السراج المنیر جلد ا صفحہ ۴۵، تکملہ خواجہ گل محمد صاحب صفحہ ۵، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۷ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸ شفاء شریف ج ا ص ۵۶ کشف الغمہ ج ۲ ص ۵۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۴۶، شرح شمائل للمناوی علی جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۴۵، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۹۸ وعن عائشۃ جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۰۳، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۸۳ وھو حدیث حسن قال خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی رواہ البیھقی فی الدلائل عن ابن عباس وابن عدی فی الکامل عن عائشة وھو حدیث حسن قالہ برمزہ المقررہ۔ جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۷، فیض القدیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۴ نقلہ القاری وقال رواہ البخاری۔ جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۴۶

خصوصیت نمبر ۳۰

حضور ﷺ قریب وبعید کو برابر دیکھتے ہیں۔ (جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۹۷، فیض القدیر للمناوی جلد ا، صفحہ ۱۴۶، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۸۴ رویۃ نجاشی، رویۃ بیت المقدس۔ رویۃ کعبہ۔ شفا شریف جلد ا صفحہ ۵۶ انی واللّٰہ لانظر الیٰ حوضی الآن (رواہ الشیخان مجموع الاربعین اربعین صفحہ ۹۳، شفا شریف جلد ا صفحہ ۱۳۳، دن اور رات کو ثریا کہکشاں) میں گیارہ ستارے دیکھتے زرقانی جلد ۴، صفحہ ۸۷، وعند السھیلی انہ کان یریٰ فی الثریا اثنی عشر نجمًا وفی الشفا احد عشر نجمًا۔ جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۴۶)

خصوصیت نمبر ۳۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہو رہا ہے یا ہوا، سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو۔ طبرانی ابونعیم۔ اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی علیہ وسلّم ان اللّٰہ قد رفع ای اظھر وکشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیھا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الیٰ یوم القیٰمة کانما انظر الی کفی ھذہٖ اشارۃ الی انہ نظر حقیقة دفع بہ احتمال انہ ارید بالنظر العلم۔ مواہب وزرقانی جلد ۷، صفحہ ۲۰۴۔ فتح الکبیر جلد ا صفحہ ۳۴۰، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵، طبع قدیم مخرج ابونعیم وصفحہ ۱۰۵، مخرج طبرانی وابونعیم، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۱۳۳ از صاوی، جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۳۰۶۔ از نابلسی۔ مفھومہ من حدیث آخر وھو ان اللّٰہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا۔ مرقات جلد ۵ صفحہ ۳۶۱

خصوصیت نمبر ۳۲

کھاری پانی کو حضور کا لعاب مبارک میٹھا کر دیتا تھا۔ رواہ ابو نعیم۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۶۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۶

خصوصیت نمبر ۳۳

دودھ پینے والے بچے کو لعاب نبوی مل جاتا تو دودھ کی پروانہ ہوتی۔ رواہ البیہقی مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۶، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۷، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۶

خصوصیت نمبر ۳۴

پتھر پر قدم شریف رکھتے تو نقش ہو جاتا، پتھر موم بن جاتا، قدم نیچے چلا جاتا۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۶، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۷، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۶

خصوصیت نمبر ۳۵

حضور ﷺ کے بغل شریف میں بال نہیں تھے علی قول کما قیل (جمع الوسائل جلد ا صفحہ ۱۴، فیض القدیر للمناوی جلد ۵، صفحہ ۱۰۴، ۱۲) پاک وصاف اور خوشبودار سفید تھے، بہترین رنگ تھا، اس میں کسی قسم کی ناخوش بو نہ تھی مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۷، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۷، تفسیر عزیزی، پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۸، (سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۶)

خصوصیت نمبر ۳۶

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی آواز وہاں پہنچاتے جہاں دوسرے اپنی آواز عادۃً نہیں پہنچا سکتے تھے حضور دور و نزدیک سے سنتے تھے اور سنتے ہیں (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۸، طبرانی صغیر صفحہ ۲۱۰، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۷، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۸۹۔ تاریخ حبیب الٰہ صفحہ ۱۰۰ مستند تھانوی بہشتی زیور) سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۷، سمع درود و سلام از دور بلا واسطہ، طبرانی کبیر، جلاء الافہام صفحہ ۷۳ طبع مصر، الجوہر المنظم لابن حجر صفحہ ۷۳ طبع مصر، حجة الله على العالمين للنبهانی صفحہ ۷۱۳، اربعین نبویہ للفقیہ الاعظم ۳۹، انوارِ احمدی لمولانا انوار اللہ صفحہ ۶، انیس الجلیس للسیوطی صفحہ ۲۲۲، دلائل الخیرات صفحہ ۳۲ مطالع المسرات للفاسی صفحہ ۸۱ مطبوعہ مصر

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

خصوصیت نمبر ۳۸

آپ کی آنکھ سوتی دل نہ سوتا تھا ایسے ہی سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (رواہ الشیخان) نام ولم یتوضا۔ رؤیا الانبیاء وحی، تنام عینہٗ ولاینام قلبہٗ اِنِّیٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ الآیۃ۔ صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۲۵۔ رؤیا الانبیاء وحی ثم قرأ اِنِّیٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ الخ صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۱۱۹، مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲، کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۱ مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۷ تفسیر عزیزی پ ۳۰، صفحہ ۲۱۸، شفاء شریف ج ا ص ۶۶۔۱۱۷، نیز حضور کی نیند بیداری ہے، شرح شفاء للخفاجی والقاری ج ا ص ۴۴۸ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۷

خصوصیت نمبر ۳۹

حضور علیہ السلام نے کبھی جماہی نہیں لی، اسی طرح سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام (رواہ ابن ابی شیبہ والبخاری فی تاریخہ، مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۸، کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۷۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۷ (ف) جب جمائی آنے لگے تو دل میں یہ خیال کرے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام اس سے محفوظ تھے تو جماہی نہیں آئے گی۔ (مجرب) ردالمحتار جلد ا، صفحہ ۳۵۳۔ وکذا قال الفاضل المجدد البریلوی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ

خصوصیت نمبر ۴۰

حضور ﷺ ودیگر سب انبیاء احتلام سے بری تھے علی نبینا وعلیھم الصلوٰۃ والسلام (رواہ الطبرانی، مواھب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۸، حیات الحیوان لدمیری جلد ۲، صفحہ ۳۸۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۷، جواہر البحار از نووی جلد ا صفحہ ۲۰۴ وجلد ا صفحہ ۲۷۹ از ابن مقری وزکریا انصاری، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۱۳۵۴ از خصائص کبری جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

خصوصیت نمبر ۴۱

آپ کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا (رواہ ابونعیم۔ مواہب زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۹،

کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۷، تکملہ خواجہ گل محمد صاحب صفحہ ۷)

خصوصیت نمبر ۴۲

جب آپ لمبے سے لمبے قد والے کے ساتھ چلتے ارفع و اعلیٰ بلند آپ ہی نظر آتے۔ رواہ البیہقی۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۸، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۷۔

خصوصیت نمبر ۴۳

آپ کے (بدن مبارک اور) کپڑوں پہ مکھی نہیں بیٹھتی تھی (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۹، کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۱، تفسیر مدارک جلد ۳، صفحہ ۳۲۲، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۹، شرح شفا العلامۃ الخفاجی والقاری جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۸، جواہر البحار جلد ا، صفحہ ۵۸)

خصوصیت نمبر ۴۴

مچھر نے کبھی آپ کا خون نہیں چوسا۔

(مواہب زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۹، مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۱۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

خصوصیت نمبر ۴۵

آپ کے بدن اور کپڑوں میں جونک نہیں ہوتے تھے (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۴۹، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۸، شرح للقاری والخفاجی جلد ۲، صفحہ ۱۰۳، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۶۸)

خصوصیت نمبر ۴۶

حضور ﷺ نے معراج کیا، رب نے لگام دار سواری (براق) بھیجی، اس پر زین وہاں سے رکھی آئی، سب انبیاء علیہم السلام کے امام بنے، ملائکہ کے امام بنے، جنت و دوزخ کا معاینہ کیا (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۱، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ جلد ا، صفحہ ۱۱۹، تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۱۹۔

خصوصیت نمبر ۴۷

آپ نے اپنے مولیٰ کریم کو جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے دیکھا راز و نیاز کی باتیں کیں (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۱، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوۃ جلد ۱، صفحہ ۱۱۹، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰، صفحہ ۲۱۹، شفا شریف عن ابن عباس جلد ۱، صفحہ ۱۵۸ طبع مصر، شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۲، صفحہ ۲۸۷۔

خصوصیت نمبر ۴۸

آپ جب کہیں تشریف لے جاتے ملائکہ کا دستہ پیچھے پیچھے بطور غلامی چلتا تھا۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۲، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوت جلد ۱، صفحہ ۱۱۹، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۸)

خصوصیت نمبر ۴۹

ملائکہ نے آپ کے غلاموں کے ساتھ مل کر بدر و حنین میں جنگ کی۔ (مواہب و زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۵۲، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳، مدارج النبوت جلد ۱، صفحہ ۱۱۹، تفسیری عزیزی پ ۳۰، ص ۲۱۹، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۲)

خصوصیت نمبر ۵۰

اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں فلہٰذا جس کو جو نعمت ملی یا مل رہی ہے یا ملے گی وہ حضور قاسم مطلق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں سے ملی اور مل رہی ہے اور ملے گی (آپ تکوین میں مختارِ کل ہیں مملکت خداوندی کے مالک و متصرف و مدبر اعظم ہیں) (مواہب لدنیہ و شرحہ للزرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۶۰ وعن الغزالی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۵۰)

ثبوت خصوصیت نمبر ۵۰

اللہ تعالیٰ کے ارشادات عالیہ

اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (توبہ: ۷۴) ”انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔“

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ

فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ (توبہ:۵۹) اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیئے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے۔"

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (احزاب:۳۷) "اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی"۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾(1) (انبیاء) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے"۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ (کوثر) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں (بہت بھلائی) بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں) (ترجمہ اعلیٰ حضرت)

اور فضائل کثیرہ عنایت کر کے تمام خلق پر افضل کیا، حسن ظاہر بھی دیا، حسن باطن بھی، نسب عالی بھی، نبوت بھی، کتاب بھی، حکمت بھی، علم بھی، شفاعت بھی، حوضِ کوثر بھی، مقام محمود بھی، کثرت اُمت بھی، اعدائے دین پر غلبہ بھی، کثرت فتوح بھی اور بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں جن کی نہایت نہیں (تفسیر خزائن العرفان لصدر الافاضل صفحہ ۷۱۵)

دیکھا آپ نے کہ کوثر کے معنی میں کتنی وسعت ہے کہ دارین کی ہر نعمت اس میں داخل ہے، ہر خزانہ اور ہر خزانہ کی چابی اس میں داخل ہے، پھر بھی اس کا مفہوم اتنا وسیع ہے کہ اہل عالم لفظ کوثر کے مفہوم اور ماصدق علیہ کا احاطہ وشمار نہیں کر سکتے۔ العاقل تكفيه الاشارة ومر نبذة من تشريحه في اول الكتاب کوثر کا معنی خیر کثیر (بہت بھلائی بے شمار بھلائی) ہے ملاحظہ ہو:۔

> اخرج ابن ابی شيبة واحمد والترمذی وصححه وابن ماجة وابن جرير وابن مردويه عن عطاء ابن السائب قال قال لی محارب بن دثار ما قال سعيد بن جبير فی الكوثر قلت حدثنا عن ابن عباس انه الخير الكثير فقال صدقت والله انه للخير الكثير۔

درمنثور جلد۶ صفحہ ۴۰۲، تفسیر ابن عباس صفحہ ۳۹۷، تفسیر ابوسعود علی ہامش الکبیر جلد ۸، صفحہ ۷۰۴، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۵۸، تفسیر مدارک وخازن جلد ۴، صفحہ ۴۱۳، تفسیر روح البیان جلد۶، صفحہ ۷۷۶، تفسیر جلالین صفحہ ۵۰۷، تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۲، تفسیر حقانی جلد ۸ صفحہ ۲۵۸، زرقانی جلد۶ صفحہ ۱۵۸۔

1۔ای راحما۔۱۲ف

اخرج البخاری وابن جریر والحاکم من طریق ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم انہ قال الکوثر الخیر الذی اعطاہ اللّٰہ ایاہ قال ابوبشر قلت لسعید بن جبیر فان ناسًا یزعمون انہ نھر فی الجنۃ قال النھر الذی فی الجنۃ من الخیر الذی اعطاہ ایاہ۔ درمنثور جلد ۶ صفحہ ۴۰۲۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۵۷ ونحوہ فی ابی سعود جلد ۸ صفحہ ۷۰۴۔

واخرج ابن جریروابن عساکر عن مجاھد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال الکوثر خیر الدنیا والآخرۃ (درمنثور جلد ۶ صفحہ ۴۰۳)

" قولہ " إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ھو الخیرا لعظیم الذی اعطاہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم۔ مفردات امام راغب صفحہ ۴۳۹ (الکوثر) ای الخیر المفرط الکثیر، تفسیر ابوسعود جلد ۸ صفحہ ۷۰۱، امام فخر الدین رازی کی تفسیر إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ای الخیر الکثیر فی الدنیا والدین...... الکوثر وھذا اللفظ یتناول خیرات الدنیا وخیرات الآخرۃ إِنَّآ أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ای اعطاک خالق السموات والارض خیرات الدنیا والآخرۃ۔ (تفسیر مفاتیح الغیب مطبوعہ مصر جلد ۸ صفحہ ۷۰۳۔ (الکوثر) وھو ما یفید المبالغۃ فی الکثرۃ...... فھھنا الکوثر ان کان فی نفسہٖ فی غایۃ الکثرۃ لکنہ بسبب صدورہٖ من ملک الخلائق یزداد عظمۃً وکمالاً...... الکوثر شیء عظیم (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۷۰۴) اما الکوثر فھو فی اللغۃ فوعل من الکثرۃ وھو المفرط فی الکثرۃ۔ (کبیر ج ۸ ص ۷۰۶) الکوثر الفضائل الکثیرۃ التی فیہ (کبیر ج ۸ ص ۷۰۹) (القول الخامس عشر) ان المراد من الکوثر جمیع نعم اللّٰہ علی محمد (صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) وھو المنقول عن ابن عباس لان لفظ الکوثر یتناول الکثرۃ الکثیرۃ، (تفسیر کبیر للرازی جلد ۸ صفحہ ۷۱۱ وعنہ زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۵۸۔۱۵۹) عن ابن عباس قال الکوثر الخیر الکثیر وھذا

التفسیر یعم النھر وغیرہ لان الکوثر من الکثرۃ وھو الخیر الکثیر
من ذالک النھر کما قال ابن عباس و عکرمۃ وسعید بن جبیر و
مجاھد ومحارب بن دثار والحسن بن ابی الحسن البصری حتی
قال مجاھد ھو الخیر الکثیر فی الدنیا والآخرۃ۔ (تفسیر ابن کثیر
جلد ۴ صفحہ ۵۵۸) (الکوثر) ھو فوعل من الکثرۃ وھو المفرط
الکثرۃ (مدارک جلد ۴ صفحہ ۴۱۳) (الکوثر) ای الخیر المفرط الکثرۃ
من العلم والعمل وشرف الدارین (تفسیر البیضاوی، صفحہ ۸۰۶) قال
فی القاموس الکوثر الکثیر من کل شیء والاظھر ان جمیع نعم(1)
اللّٰہ داخلۃ فی الکوثر۔ (تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۷۷۶) عبارۃ
السمین والکوثر فوعل من الکثرۃ وصف مبالغۃ فی المفرط
الکثرۃ اھ...... وفی الشھاب انہ صفۃ لموصوف محذوف ای انا
اعطیناک الخیر الکثیر ای المفرط فی الکثرۃ اھ والکوثر فی
کلام العرب الخیر الکثیر (تفسیر جمل ج ۴ ص ۵۹۴) (الکوثر)
فوعل من الکثرۃ وصف مبالغۃ فی البالغ الغایۃ فی الکثرۃ......
(القول السادس عشر فی تفیسر الکوثر) الخیر الکثیر الدنیوی
والاخروی وکل من ھذہ الاقوال تحقق بہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلّم وفوق ذالک مما لا یعلم غایتہ الا اللّٰہ تعالیٰ (تفسیر
صاوی جلد ۴ صفحہ ۳۰۶) کوثر درلغت چیزے بسیار را گویند...... پس شامل
است...... علم بسیار را...... ونیز شامل است عمل بسیار وخزائن بسیار ومملکت بسیار را
تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۸۶)۔ ملخصًا بلفظہ

مولوی عبدالحق صاحب تفسیر حقانی فاضل دیوبند نے اسی آیت کے ماتحت لکھا:۔

1۔ وقال تعالیٰ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ (فتح: ۲) اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے (ترجمہ اعلیٰ حضرت) دینوی بھی، اُخروی بھی (تفسیر خزائن العرفان) ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام (شیخ محقق) قال ابوسعود العارف اسمٰعیل الحقی والبیضاوی فی تفسیر ھا "واللفظ الاولین والثالث ذکر الی "النبوۃ" وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ باعلاء الدین وضم الملک الی النبوۃ وغیرھما مما افاضہ علیہ من النعم الدینیۃ والدنیویۃ۔ تفسیر ابوسعود جلد ۷ صفحہ ۵۵۷، روح البیان جلد ۵ صفحہ ۶۱۸، بیضاوی صفحہ ۵۱۲ وقال تعالیٰ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۱۲ ف نحوہ فی التفسیر الحقانی جلد ۸ صفحہ ۲۵۷ وزرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۵۸۔ ۱۲ ف

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اے پیغمبر ہم نے تمہیں بہت کچھ دیا ہے کوثر سے مراد خیر کثیر یعنی ہر قسم کی بھلائی اور بہتری اور نعمت اور برتری ہے..........اور پھر یہ لفظ کوثر جس کے معنی خیر کثیر کے ہیں بڑا وسیع المعنی ہے ہر ایک قسم کی خیر کثیر کو شامل ہے (تفسیر حقانی جلد ۸، صفحہ ۲۵۸)

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے مالک کل کہلاتے یہ ہیں

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ساری کثرت پاتے یہ ہیں

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم

رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

(اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ الاستمداد صفحہ ۷)

فریق مخالف پر اتمام حجت کے لئے ان کے گھر کی گواہی

ترجمہ آیت مذکورہ از تھانوی صاحب۔ "بے شک ہم نے آپ کو کوثر (ایک حوض کا نام ہے اور ہر خیر کثیر بھی اس میں داخل ہے) عطا فرمائی ہے۔"

کوثر بمعنی خیر کثیر است یعنی نکوئی و بہتری زیادہ، صاحب بحر محیط بیست و شش قول ذکر کردہ در نتیجہ ایں قول را ترجیح دادہ کہ ایں کلمہ بر ہمہ انواع نعمت ہائے دینی و دنیاوی، حسی و معنوی شامل است کہ خواہ بخود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ است خواہ بطفیل حضرت وے مر اُمتان او را رسیدنی است حوض کوثر...... نیز دریں نعمت ہا داخل است (تفسیر عثمانی فارسی بر ترجمہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۲۰۴)

"کوثر کے معنی "خیر کثیر" کے ہیں یعنی بہت زیادہ بھلائی اور بہتری۔ یہاں اس سے کیا چیز مراد ہے "البحر المحیط" میں اس کے متعلق چھبیس اقوال ذکر کئے ہیں اور اخیر میں اس کو ترجیح دی کہ اس لفظ کے تحت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں داخل ہیں جو آپ کو یا آپ کے طفیل میں اُمت مرحومہ کو ملنے والی تھیں، ان نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت وہ حوضِ کوثر بھی ہے"

(تفسیر عثمانی اردو محمود صاحب کے ترجمہ پر صفحہ ۷۸۸، حاشیہ نمبر ۷)

امام الطائفہ کے چچا حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ میں زبور مقدس سے نقل کرتے ہیں:

وامتلأت الارض من تحميد احمد و تقديسه وملك الارض ورقاب الامم

تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱۶۹، الامن والعلی صفحہ ۳۸، الاستمداد صفحہ ۳۰، کلاهما للفاضل المجدد

البریلوی ۔

''بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مالک ہوا ساری زمین اور تمام اُمتوں کی گردنوں کا۔''

لہٰذا امام اجل سیدی سہل بن عبداللہ تستری سے امام قاضی عیاض اور امام احمد قسطلانی نقلا اور علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی و علامہ علی قاری حنفی و علامہ محمد بن الباقی زرقانی شرحا فرماتے ہیں رضی اللہ عنہم:

من لم یر ولایۃ الرسول علیہ(1) فی جمیع احوالہ ویری نفسہ فی ملکہٖ صلی اللہ علیہ وسلّم لایذوق حلاوۃ سنتہٖ۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶، باب لزوم محبتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مطبوعہ مصر و صفحہ ۱۷۱ مطبع لاہور، شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۳، صفحہ ۳۴۶ ۔ ۳۴۷، مواہب لدنیہ جلد ۲، زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۳۱۳، جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۳۱، مدارج النبوۃ جلد ۱، صفحہ ۲۹۴)

''جو ہر حال میں نبی کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملک نہ جانے وہ سنت نبوی کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔''

آیات و احادیث عطائے مفاتیح عالم بحضور پرنور مولائے اعظم ﷺ

آیت از توریت شریف(2)، بیہقی و ابونعیم، دلائل النبوۃ میں حضرت اُم الدرداء سے راوی کہ میں نے ''کعب احبار(3)'' سے پوچھا تم توریت میں حضور اقدس کی نعت کیا پاتے ہو؟ کہا توریت مقدس میں حضور ﷺ کا وصف یوں ہے:

محمد رسول اللّٰہ...... واعطیٰ المفاتیح مختصراً ''محمد اللہ کے رسول ہیں، وہ کنجیاں دیئے گئے ہیں۔'' (ﷺ)

(خصائص کبریٰ جلد ۱، صفحہ ۱۱، الامن والعلی صفحہ ۴۰)

آیت از انجیل جلیل۔ حاکم بافادۂ تصحیح اور ابن سعد و بیہقی و ابونعیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ فرماتی

1۔ نیز امام قسطلانی فرماتے ہیں:۔قال شیخ المحققین وامام العارفین تاج الدین ابن عطاء اللہ الشاذلی (التوفی ۷۰۹ھ) اذا قناء اللہ حلاوۃ مشربہ فی ھذہ الآیۃ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ دلالۃ علی الایمان الحقیقی.لایحصل الا لمن حکم اللہ ورسولہ ﷺ علی نفسہٖ قولاً وفعلا واخذا وترکا و حبا وبغضا۔ مواہب جلد ۲۔ صفحہ زرقانی جلد ۶۔ صفحہ ۳۱۱)

2۔ کتب سماویہ سابقہ سے حضور کی مدح نقل کرنا اہل اسلام محدثین، سلف صالحین

3۔(تابعی) ادرک زمن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ولم یرہ واسلم فی زمن عمر الخ اکمال صفحہ ۶۱۵ ثقۃ، تقریب صفحہ ۱۳۵۔جلد ۲۔ ۱۲منہ

ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلّم کی صفت وثناء انجیل پاک میں مکتوب ہے۔

واعطی المفاتیح۔ (الامن والعلیٰ صفحہ ۴۰)

''انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں''۔

حضرت عقبہ سے روایت ہے کہ حضور مالک مفاتیح صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض۔ هذا لفظ للبخاری و المسلم ''(انی قد اعطیت الخ) صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۵۸۵ وصفحہ ۹۷۵و صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۴۷، زجاجۃ المصابیح جلد ۵، صفحہ ۱۸۹)

''بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں''۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کنجیوں کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''**بینا انا نائم اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت(1) فی یدی**'' صحیح بخاری جلد ۱، صفحہ ۴۱۸۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۸ وجلد ۲ صفحہ ۱۰۸۰ و صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۹۹، دلائل النبوۃ لابی نعیم صفحہ ۳۰، الی لفظ'' الارض ''(نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۴۷۱)**وهكذا فی شرح الشفا للقاری۔**

''میں سورہا تھا کہ تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔''

فی روایۃ عنہ: بینا انا نائم اذ اوتیت خزائن الارض(2)

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۲، صحیح مسلم شریف جلد ۲، صفحہ ۲۴۴، ابوعواز جلد ۱، صفحہ ۳۹۵، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۹۰، جواہر جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ عن المناوی، جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۱۱۲، از ابن زملکانی متوفی ۷۲۷ھ)

و فی روایۃ عنہ "بینا انا نائم اذ جیئ بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی"

وفی روایۃ عنہ " وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض"

(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۳۳ باب ۳ فصل اوّل، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۴۰)

1۔ قال القسطلانی قد حمل بعضهم علی ظاهره فقال هی خزائن اجناس ارزاق العالم لیخرج لهم بقدر مایطلبونه لذواتهم الخ ارشاد الساری جلد۵ صفحہ ۱۲۹۔

2۔ یہ جملہ مستقل و مکمل ہے اور مرکب تام ہے۔ اگلا جملہ سواران والا علیحدہ ہے۔ سواران والے جملہ کو خزائن الارض والے جملہ کی جز بتا کر اور خزائن ارض کو سواران کر محمول کرنا لاعلمی یا عناد کی سند ہے۔ ۱۲ منہ

''نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں مفاتیح خزائن ارض پیش کی گئیں اور جبال تہامہ کو زمرد اور یاقوت اور سونا اور چاندی بنا دینے کی پیش کش کی گئی۔ اخرجه الطبرانی بسند حسن والبیهقی فی الزهد عن ابن عباس (خصائص جلد ۲ صفحہ ۱۹۴، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۹۰)

''نیز رضوان خازن جنان نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں دنیا کے خزانوں کی چابیاں پیش کیں۔ رواہ ابن عساکر عن ابن عباس (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قد اوتی صلی اللّٰہ علیه وسلّم خزائن الارض ومفاتیح البلاد
(شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۷۲ فصل واما الضرب الثالث الخ۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰)

عن ابی هریرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم قال...... بینا انا نائم رأیتنی اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔ متفق علیه۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ زجاجۃ المصابیح جلد ۵ صفحہ ۸)

مالک خزائن دنیا حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

بینا انا نائم اوتیت بمفاتیح خزائن الدنیا(1)۔ متفق علیه
''میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن دنیا کی کنجیاں مجھے دی گئیں''۔
(بخاری مسلم کنوز الحقائق للمناوی ج ۱ ص ۱۰۰)

حضرت علی سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا:

اعطیت مفاتیح الارض
''مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں''۔ (رواہ احمد فی مسندہ حدیث صحیح جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۴۶ ورواه ابوبکر بن ابی شیبة والبیهقی، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۹)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور ﷺ مالک دنیا نے فرمایا:

اوتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاء نی به جبریل علیه قطیفة من سندس۔
''دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں۔ جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش ونگار پڑا ہوا تھا''۔

1۔ ساتوں آسمان ساتوں زمین دنیا ہے اھ ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۴ صفحہ ۸۶۔ ۱۲ منہ

(رواہ احمدفی مسندہٖ وابن حبان فی صحیحہ ، والضیاء المقدسی فی صحیحہ المختارۃ وابونعیم فی دلائل النبوۃ بسند صحیح جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۹ خصائص کبریٰ جلد ۲، صفحہ ۱۹۵۔ موارد الظلمان الی زوائد ابن حبان صفحہ ۵۲۵، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۹۱ وجلد ۲ صفحہ ۱۲۸، الفتح الکبیر جلد ۱، صفحہ ۴۰، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۱، فیض القدیر جلد ۱ صفحہ ۱۴۷۔ ۵۶۴، السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۴۶، مجموع الاربعین اربعین صفحہ ۹۰، کشف الغمہ استناذا، جلد ۲، صفحہ ۴۴، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۶، عنہ، نسیم الریاض جلد ۱، صفحہ ۱۷۴، کتاب الوفا بحوالہ نسیم جلد ۱ صفحہ ۱۷۴، الامن والعلٰی صفحہ ۴۱)

والیہ اشار الصرصری رحمہ اللّٰہ تعالیٰ بقولہٖ

بعثت مقالید الکنوز جمیعھا تھدی الیہ علی سراۃ حصان
جعلت علیہ قطیفۃ من سندس فلہ استقام الزھد عن امکان

(نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۱۷۴)

ہر چیز کی کنجیوں کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اوتیت مفاتیح کل شی الا الخمس (رواہ احمد فی مسندہٖ جلد ۲ صفحہ ۸۵) والطبرانی فی المعجم الکبیر عن ابن عمر۔ جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۱۱۰۔ وقال السیوطی بسند صحیح۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، الفتح الکبیر جلد ۱، صفحہ ۲۶۱، کنز العمال جلد ۶۔ صفحہ ۱۰۶، تفسیر درِ منثور جلد ۵ صفحہ ۱۶۹، الاربعین اربعین صفحہ ۱۳۶۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۵۴، تفسیر روح المعانی جلد ۲۱ صفحہ ۹۹) قال العزیزی قال الشیخ حدیث صحیح، السراج المنیر جلد ۲، صفحہ ۷۹، فیض القدیر جلد ۳ صفحہ ۶۹، فتح الباری جلد ا صفحہ ۱۰۲، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۹۱)

''مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سوا ان پانچ کے یعنی غیوب خمسہ۔''

بعینہٖ یہی مضمون احمد وابویعلیٰ نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے (خصائص کبریٰ جلد ۲، صفحہ ۱۹۵، الامن والعلٰی صفحہ ۴۱، اخرجہ احمدوابویعلیٰ وابن جریر (جلد ۷، صفحہ ۱۲۶۔ ۱۲۷) وابن المنذر وابن مردویہ، تفسیر درِ منثور جلد ۵، صفحہ ۱۶۹۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۵۴، فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۴۱۷، فتح الباری جلد ا صفحہ ۱۰۲، جواہر البحار جلد ۱، صفحہ ۲۹۱، فتح الباری جلد ۸۔ صفحہ ۲۳۴ ولفظہ روی الطبری من طریق ابن مسعود قال اعطی نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم علم کل شیء الا مفاتیح الغیب۔ فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۲۳۴۔ واخرج احمد عن ابن مسعود اوتی نبیکم علم کل شیء سویٰ ھذہ الخمس واخرجہ عن ابن عمر

بنحوہٖ مرفوعًا اھ مرقات ج۱ص۷۵۔ عن ابن مسعود کل شیء اوتی نبیکم غیر خمس، (ابن جریر جلد ۷ صفحہ ۱۲۶، ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۵۴، خازن جلد ۲ صفحہ ۱۱۶، البحر المحیط جلد ۴ صفحہ ۱۴۵، قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۸۲) واللفظ لہ (روح المعانی جلد ۲۱ صفحہ ۱۱۱)

اوتی نبیکم مفاتیح الغیب الا الخمس، اخرجہ الطیالسی فی مسندہٖ (فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۴۱۷)

''پانچ کے علاوہ اور تمام غیبوں کی چابیاں تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دی گئیں۔''

''وقیل لفظہ'' اعطی نبیکم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم مفاتیح الغیب الا الخمس اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ الخ

مسند طیالسی صفحہ ۵۱، مسند امام احمد جلد ۴۔ صفحہ ۴۳۸، قالہ ابن مسعود

(ف) شیخ الاسلام علامہ حقی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

ثم اعلم بھا بعد ذالک (ھامش السراج المنیر صفحہ ۷۹ جلد ۲)

''یعنی پھر یہ پانچ (غیوب خمسہ) بھی عطا ہوئے ان کا علم بھی دے دیا گیا۔''

نیز علامہ نبہانی حدیث مذکور نقل کرنے کے بعد ارقام فرماتے ہیں:

وقد قال ھذا صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قبل ان ینعم اللّٰہ علیہ بعلم الخمسة المذکورة ایضاً ثم انعم علیہ بھا کما ذکرہ السیوطی۔

(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ و جواہر البحار ج۱ صفحہ ۲۹۱) وغیرہ کما انعم علیہ بعلم الروح وانہ امر بکتم ذالک۔ (مجموع الاربعین اربعین صفحہ ۱۳۶)

علامہ عزیزی اسی حدیث مرفوع کے ماتحت فرماتے ہیں: وقیل انہ اعلمھا بعد ھذا الحدیث۔ (السراج المنیر جلد ۲ صفحہ ۷۹)

علامہ مدابغی شرح فتح المبین امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں یہی حق ہے وللّٰہ الحمد (الامن صفحہ ۴۱)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ طیبہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی ولادت کا واقعہ بیان فرماتی تھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے فوراً بعد یہ اعلان ہوا:۔

واذا قائل یقول قبض محمد علیہ الصلوٰۃ والسّلام علی مفاتیح

النصرة ومفاتيح الربح ومفاتيح النبوة...... بخ بخ قبض محمد
على الدنيا كلہ لم یبق خلق من اهلها الا دخل فی قبضتہ
(هذا مختصر بغیر تغیرلفظ) رواه ابو نعیم عن ابن عباس عن آمنه دلائل النبوۃ صفحہ ۵۳۸ الی قوله النبوة۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۸۳، رواه الخطيب البغدادي، جواہر البحار ۲ صفحہ ۷۷ عن الامام ابن حجر و جلد ۳ صفحہ ۴۳۴ عنہ خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۴۷۔۴۸ مواہب لدنیہ، زرقانی علی المواہب جلد ا صفحہ ۱۱۴)

''اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں سب پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا، واہ واہ! ساری دنیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی، زمین وآسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جوان کے قبضہ میں نہ آئی۔''

حضرت آمنہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں کہ رضوان خازن جنت نے بعد ولادت سرکار مدینہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی:

معک مفاتیح النصر یا خلیفة اللّٰه

''حضور! علیہ السلام آپ کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں اے اللہ کے نائب''

(ملخص بغیر تبدل لفظ) (رواه ابو زکریا یحیٰ بن عائذ فی مولده عن ابن عباس عن آمنة (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۴۹)(1)

حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: الکرامة(2) والمفاتیح یومئذٍ بیدی (رواه الدارمی فی سننہ صفحہ ۶۲)

''عزت دینا اور کنجیاں اس دن (قیامت میں) میرے ہاتھ میں ہوں گی۔''

جواہر البحار جلد ۲، صفحہ ۴۴۳ عن عیدروس، جواہر جلد ۴ صفحہ ۱۱۲۔ ابن زملکانی، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل ۲ صفحہ ۵۱۲ رواه الدارمی والترمذی والبیهقی عن انس، مواہب، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۸ عنہ و جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ عن مکتوبات المجدد ونحوه فی الدلائل

---

1. اتماما للحجة یہ حوالہ بھی ملاحظہ ہو:۔
فریق مخالف کے پیشوا تھانوی صاحب کی نشر الطیب کے صفحہ ۱۲۴ پر ہے:۔
ولقد اوتی خزائن الارض ومفاتیح البلاد۔ اور آپ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں (عالم کشف میں) عطا کی گئی تھیں۔ ۱۲ فیضی

2. بزرگی دادن وکلید ہائے بہشت وابواب رحمت آں روز بدست من است۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴۔ صفحہ ۴۷۷۔

لابی نعیم صفحہ ۲۸ و لفظه لواء الکرامة ومفاتیح الجنة ولواء الحمد یومئذ بیدی "جواہرالبحار جلدا صفحہ ۷۲۔ ۷۳ لواء الکرم بیدی ومفاتیح الجنة بیدی۔ اخرجه الدارمی والترمذی وابویعلیٰ والبیهقی وابونعیم عن انس، خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۱۸، جواہرالبحار جلدا صفحہ ۳۱۳)

انا سید ولد آدم یوم القیامة واول من ینشق عنه القبر واول شافع واول مشفع (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

قال تحته النووی قال الهروی السید هوالذی یفوق قومه فی الخیر وقال غیره هوالذی یفزع الیه فی النوائب والشدائد فیقوم بامرهم ویتحمل عنهم مکارههم ویدفعها عنهم قال النووی هو سیدهم فی الدنیا والآخرة وانما یظهر لکل احد۔ یقول ان اللّٰه عزوجل اصطفیٰ کنانة من ولد اسماعیل علیه الصلوٰة والسّلام واصطفی قریشا من کنانة واصطفی من قریش بنی هاشم واصطفانی من بنی هاشم (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

اسی لئے شیخ المحدثین والمحققین حضرت مولانا محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔
دراں روز ظاہر گردد (کہ) وے صلی اللہ علیہ وسلم محبوب الٰہی وسرور کائنات ومظہر فیوض نامتناہی اوست جل وعلا وخلیفہ رب العلمین و نائب مالک یوم الدین است روز روزِ اوست وحکم حکمِ او بحکم رب العالمین (مدارج النبوۃ شریف جلدا صفحہ ۲۶۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن خازن نار فرشتہ اہل محشر سے کہے گا:۔

ان اللّٰه امرنی ان ارفع مفاتیح جهنم الیٰ محمد صلی اللّٰه علیه وسلّم

"اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو دے دوں۔"

پھر رضوان خازن جنان کہے گا:

ان اللّٰه امرنی ان ارفع مفاتیح الجنة الیٰ محمد صلی اللّٰه علیه وسلّم۔

"مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو دے دوں۔"

رواه ابن عبد ربه فی کتاب بهجة المجالس " اورده العلامه
ابراهیم بن عبدالله المدنی الشافعی فی الباب السابع من کتاب
التحقیق فی فضل الصدیق من کتابه الاکتفاء فی فضل الاربعة
الخلفاء" وروی نحوه الحافظ ابو سعید عبدالملک بن عثمان
فی کتاب شرف النبوة عن ابن عباس الامن والعلے صفحہ ۴۳-۴۴
مدارج شریف جلدا صفحہ ۲۶۶ پر ہے" وکنیته ابوالقاسم لانه یقسم
الجنة بین اهلها۔ (سطر ۱، ۲۰، زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۵۱)

شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

آمدہ است کہ ایستادہ می کند اورا پروردگار روے یمین عرش ودر روایتے بر عرش ودر روایتے بر کرسی وے سپارد بوے کلید جنت" (مدارج شریف جلدا صفحہ ۲۷۴)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ حضور مالک وقاسم جنت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

والیّ مفاتیح الجنة یوم القیامة ولا فخر۔ (رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۲۸ خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۲۴، جواہر جلدا صفحہ ۳۲۱)

"یعنی قیامت کے دن جنت کی کنجیاں میرے پاس ہوں گی، یہ فخراً نہیں فرماتا۔"

علم، رزق، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کے قاسم وخازن حضور ہیں۔

قاسم نعم اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

الله یعطی وانا اقسم۔ (طحاوی شریف جلد ۴ صفحہ ۵۳۶ عن ابی ہریرہ) "اللہ تعالیٰ ہی (ہر شے) عطا فرماتا ہے اور میں ہی (ہر شے) تقسیم فرماتا ہوں۔"

انما انا قاسم اقسم بینکم (طحاوی شریف جلد ۴ صفحہ ۵۳۶ عن جابر بن عبداللہ)

عن معاویة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم انما انا قاسم واللّٰه یعطی متفق علیه ۔ (صحیح بخاری جلدا، صفحہ ۱۶، مشکوٰۃ شریف جلدا صفحہ ۳۲۔ طب عن معاویۃ حسن جامع صغیر جلدا، صفحہ ۱۰۳ وفی روایة عنه۔ وانما انا قاسم ویعطی اللّٰه"۔

(صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۱۰۸۷)

عن معاویة یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم...... والله

المعطی وانا القاسم۔ (صحیح بخاری، جلد ا، صفحہ ۴۳۹)

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم انما انا قاسم وخازن واللّٰہ یعطی (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۴۳۹)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا) میں ہی قاسم اور خازن ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔"

عن معاویة مرفوعاً انما انا خازن" ...... انما انا قاسم ویعطی اللّٰہ

(مسلم جلد ا صفحہ ۳۳۳)

ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم کان یقول والذی نفسی بیدہٖ ما اعطیکم شیئا ولا امنعکموہ انما انا خازن۔

(تفسیر ابن جریر جلد ۶ صفحہ ۱۰۹۔ وابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۳)

انما جعلت قاسما اقسم بینکم

(عن جابر متفق علیہ، مشکوۃ شریف صفحہ ۴۰۷)

بعثت قاسما اقسم بینکم رق ای للشیخین عن جابر (صح)

(جامع صغیر جلد ۲ صفحہ ۳۴)

فانما انا قاسم (عن جابر)

انما انا قاسم اضع حیث امرت (عن ابی هریرة) (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۴۳۹ ونحو روایة جابر فی المستدرک جلد ۴ صفحہ ۲۷۷ ونحو روایة ابی هریرة فی المستدرک جلد ۲ صفحہ ۶۰۴)

مشکوۃ باب رزق الولاۃ ص ۳۲۵

والترمذی...... اللّٰہ یرزق وانا اقسم (مولد رسول اللہ لابن کثیر صفحہ ۲۰)

"اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتا ہے اور میں ہی (اُسے) تقسیم فرماتا ہوں۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے۔" الخازن لمال اللّٰہ "ابن دحیہ نے یہ نام اس حدیث سے لیا۔

ان انا الا خازن اضع حیث امرت (رواہ احمد وغیرہ) (زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ کا سب کارخانہ سب لینا دینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر لکھا:

لا اله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ به اخذ واعطی۔ (الحدیث)
(اخرجه الرافعی عن سلمان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه
(کنزالعمال جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۱)

''اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں اُنہیں کے واسطے سے لوں گا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا۔''

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا اور ثابت ہوا کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ کا تمام لینا دینا، اخذ وعطا سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں، ان کے واسطے، ان کے وسیلے سے ہے اسی کو خلافت عظمیٰ کہتے ہیں۔ (از فیوضات امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰ حضرت)

ان آیات واحادیث سے ثابت ہوا کہ مالک الملک شہنشاہ قدیر جل جلالہ، نے اپنے نائب اکبر خلیفۂ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، نار کی کنجیاں، ہر شے کی کنجیاں عطا فرمائی ہیں۔ وللّٰہ الحمد وعلیٰ حبیبہٖ الصلوٰۃ والسلام

حضور محبوب خدا احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے قاسم نعم اللہ نہ ہوں جب کہ آپ کے غلام یعنی ملائکہ قاسم نعم اللہ ہیں۔ تو جو کمال فرع میں موجود اصل میں بطریق اولیٰ موجود''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝ (ذاریات)۔ ''پھر حکم سے بانٹنے''۔ (کنزالایمان)

یعنی فرشتوں کی وہ جماعتیں جو بحکم الٰہی بارش ورزق وغیرہ تقسیم کرتی ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مدبرات الامر کیا ہے اور عالم میں تدبیر وتصرف کا اختیار عطا فرمایا ہے (خزائن العرفان ۱۶، صفحہ ۶۱۹)

اخرج عبدالرزاق والفریابی وسعید ابن منصور والحارث بن ابی اسامه وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن الانباری فی المصاحف والحاکم و صححه والبیهقی فی شعب الایمان من طرق عن علی ابن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه فی قوله۔

فریق مخالف کے پیشوا مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:۔

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا قال الریاح فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا قال السحاب فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا قال السفن فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا قال الملائکة۔ (تفسیر درمنثور للسیوطی

جلد٦ صفحہ ۱۱۱ ونحوہ عن علی تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۳۱،تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۶۵۴ (حاشیہ القرآن صفحہ ۶۷۵)

''اور حضرت علی وغیرہ سے منقول ہے کہ ''ذاریت'' ہوائیں ''حاملات'' بادل جاریات کشتیاں اور مقسمات فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے رزق وغیرہ تقسیم کرتے ہیں''۔

واخرج البزار والدارقطنی فی الافراد وابن مردویه وابن عسا کر عن سعید بن المسیب قال جاء صبغ التمیمی الی عمر بن الخطاب رضی الله عنه فقال اخبرنی...... عن المقسمات امرا قال هن الملائکة ولولا انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلّم یقوله ما قلته الحدیث ''(تفسیر درمنثور جلد ۶،صفحہ ۱۱۱ ومثله فی تفسیر ابن کثیر جلد ۴،صفحہ ۲۳۱،وایضا فیهٗ' وهکذا فسر ها ابن عباس وابن عمر رضی الله عنهم ومجاهد وسعید بن جبیر والحسن والقتاده والسدی وغیر واحد، صفحہ ۲۳۲۔

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ای الملائکة التی تقسم الامور من الامطار والارزاق وغیرها'' تفسیر ابی سعود جلد ۷ صفحہ ۶۵۲،تفسیر مظہری، جلد ۹ صفحہ ۷۹، ونحوه فی الکبیر جلد ۷، صفحہ ۶۵۴۔۶۵۵ (تفسیر مدارک وخازن ج ۴ ص ۱۸۰) ولفظ الاوّل الملائکة لانها تقسم الامور من الامطار والارزاق وغیرهما، (تفسیر جلالین صفحہ ۴۳۲) ولفظه الملائکة تقسم الارزاق والامطار وغیرها بین العباد والبلاد۔

مسلمانو! قرآن اور مفسرین جن جن چیزوں کی تقسیم کی تولیت حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نوابوں، خادموں، غلاموں، امتیوں یعنی ملائکہ کے لئے ثابت کر رہے ہیں انہیں فریق مخالف مانتا ہے جیسا کہ ابھی عثمانی صاحب کے حوالے سے گذرا لیکن انہیں (رزق وغیرہ) چیزوں کی تقسیم کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو متولی مانیں (جو بطور اصالت وآمریت سید عالم واز روئے احادیث صحیحہ صریحہ مذکورہ حضور علیہ السلام کے لئے ثابت ہے) تو انہیں فریق مخالف شرک، مناقض توحید اور دخیل صفت قسمت ربانیہ کہنے لگتا ہے اگر باذن اللہ وماموں من اللہ ہو کر بھی غیر اللہ کی تقسیم شرک ہے اور غیر ثابت ہے تو ملائکہ کے لئے کیوں ثابت ہے اور وہ شرک کیوں نہیں۔ کیا کریں ان کو تو دشمنی حضور

سے ہوئی (العیاذ باللّٰہ) فَاعْتَبِرُوْا یَآاُولِی الْاَبْصَارِ

قارئین کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خزانوں کی چابیوں کی عطا کی احادیث اور اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاسم مطلق ہونے کی احادیث اپنے مفہوم میں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار کل اور قاسم مطلق ہونے میں بالکل صاف، صریح اور واضح ہیں۔ صرف ترجمہ ہی سے مطلب واضح ہو جاتا ہے لیکن خدا برا کرے تعصب، بغض، حسد اور عناد کا کہ یہ جہاں گھسا اس نے صاف صریح آیات واحادیث میں رکیک و باطل تاویلیں نکلوائیں۔ فقیر اگرچہ اس تالیف میں صرف اثباتی پہلو اختیار کئے ہوئے ہے لیکن دل چاہتا ہے کہ بطور اختصار فریق مخالف کے شبہات کا قلع قمع کرتا چلوں۔ فریق مخالف کی تمام پونجی کا جائزہ اور شبہات و شکوک اور اوہام اور عیاریوں اور خیانتوں کا تفصیلی رد اگر مولیٰ کریم نے توفیق بخشی تو انشاء اللہ تعالیٰ بعد میں کیا جائے گا۔

حدیث صحیح انما انا قاسم اور مؤلف ''دل کا سرور'' کے شبہات

شبہ نمبر ا۔ یہ خبر واحد ہے لہٰذا اثبات عقیدہ کے لئے ناکافی ہے۔

شبہ نمبر ۲۔ کتاب وسنت میں قاسمیت کا ثبوت بلکہ قاسمیت کی تخصیص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے لہٰذا قرآن کے مقابلہ میں خبر واحد کا پیش کرنا بالکل ناجائز ہے۔

شبہ نمبر ۳۔ قاسمیت میں عموم نہیں بلکہ صرف علم اور مال غنیمت کی تقسیم مراد ہے۔ محدثین نے اس حدیث کو باب العلم، باب غنیمت میں ذکر کیا ہے۔

شبہ نمبر ۴۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر چیز تقسیم فرماتے ہیں تو بدکاروں کو بدکاری تقسیم فرماتے ہیں۔ مخالفوں (کافروں، مشرکوں) پر یہ فیاضی کہ ان کو مالی، ملکی وسعت عطا کی اور اپنوں (مسلمانوں) پر یہ ستم کہ اُن کی بہو بیٹیاں کفار و مشرکین کے قبضہ میں دیں اور مالی ملکی عطا سے بھی بے رخی۔ (ملخصاً از ''دل کا سرور'' از صفحہ ۱۱۴ تا ۱۲۳)

ازالہ شبہات مذکورہ

جواب شبہ نمبر ا۔ علی الاطلاق احاد کو باب عقائد میں ناکافی بتانا علم کلام، علم عقائد اور تحقیق سے بیگانگی کی دلیل ہے۔ بعض عقائد کا قطعیات پر مدار اور بعض عقائد کے لئے ظنیات اور احاد قابل اعتبار، اگر زاغ کے شوربے سے فرصت ملے تو ملاحظہ ہو۔ نبراس شرح شرح عقائد صفحہ ۲۴۔ ۵۹۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰)

عقیدۂ قاسم مطلق کے اثبات کے لئے صحیحین وغیرہما کی یہ خبر صحیح بالکل کافی ووافی ہے۔

۲۔ علی سبیل التنزل حضور ﷺ کی قاسمیت میں عموم والا مسئلہ باب عقائد سے نہیں بلکہ باب فضائل سے ہے اور اثبات فضیلت و منقبت کے لئے خبر واحد صحیح درکنار حدیث ضعیف بھی بالاتفاق قابل اعتبار، ملاحظہ ہو مرقات جلد ا صفحہ ۲۵۳)

جواب شبہ نمبر ۲۔ جن آیات اور احادیث میں اللہ تعالیٰ ہی کی تقسیم کا ذکر و ثبوت ہے اس سے حقیقی، ذاتی، خودمختاری، غیر ماموری، غیر محکومی تقسیم مراد ہے اور ایسی تقسیم کا مالک و متولی ہم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں مانتے اور جن احادیث میں حضور ﷺ کے قاسم ہونے کا ثبوت ہے، اس تقسیم سے تقسیم ماموری، ماذونی، محکومی کا مالک و متولی ہونا مراد ہے۔ جس طرح آیت مثبتۂ تقسیم ملائکہ فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا دلائل مثبتۂ تقسیم ربانی کے منافی نہیں اسی طرح احادیث مثبتہ تقسیم نبوی بھی ان کے منافی و مقابل نہیں۔ فرشتے مامور و ماذون من النبی ہو کر تقسیم کرتے ہیں۔ (کیونکہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں (خصائص کبریٰ) اور آپ نذیر للعالمین (قرآن) اور رحمۃ للعالمین (قرآن) اور ارسلت الی الخلق کافۃ (صحیح مسلم) کی وجہ سے حاکم و مطاع جمیع خلق ہیں نیز تمام ملائکہ جبریل علیہ السلام کے محکوم و مطیع ہیں کیونکہ وہ ان سب کے رسول ہیں اور جبرائیل و میکائیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو آسمانی وزیر ہیں (حدیث) جبریل امین خادم دربان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (سعدی) مطیع کا مطیع مطیع ہوا کرتا ہے محکوم کا محکوم محکوم ہوا کرتا ہے۔ تو حضور سلطان دارین اور سید الکونین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مامور و ماذون من اللہ ہو کر تقسیم فرماتے ہیں۔ تقسیم ملائکہ درحقیقت تقسیم نبوی ہے۔ اور تقسیم نبوی درحقیقت تقسیم ایزدی ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ہر قول و فعل وحی ہے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ (قرآن) (اور آپ کی ہر ادا وحی کے مطابق ہے) یہ تو تلخیص اور مختصر معانی پڑھنے والے طالب علم بنی امیر المدینہ کو سامنے رکھ حل کر سکتے ہیں کہ ایک ہی فعل آمر و حاکم کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے اور مامور و محکوم کی طرف بھی۔ عبد ماذون کا تصرف اس کے آقا و مولیٰ کا تصرف ہے۔ وکیل کی جیت ہار مؤکل کی جیت ہار ہوا کرتی ہے۔ تدبر فافهم و لاتكن من الغافلين المعاندین۔

جواب شبہ نمبر ۳۔ (ا) قاسمیت میں عموم ہے کیونکہ یہ مسلمہ اصول سے ہے کہ ایسی(1) جگہ مفعول، متعلق کا ذکر نہ ہونا، محذوف ہونا مفید عموم ہے دیکھو تلخیص المفتاح صفحہ ۲۳، ۲۴ مختصر المعانی صفحہ ۱۶۸، ۱۷۵، مطول صفحہ ۱۶۵، ۱۷۶، ۱۷۹، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۵۰ عن المناوی) یہاں اس حدیث پاک میں بھی یعطی، المعطی اور قاسم، اقسم کا مفعول مذکور نہیں جو مفید عموم ہے تو اس

1۔ مقام خطابی میں ۱۲ فیضی عفی عنہ

قانون کی رو سے اس حدیث کا صحیح ترجمہ یہی ہوا کہ "اللّٰه یعطی" اللہ تعالیٰ ہی (ہر شے) عطا فرماتا ہے وانا اقسم اور میں ہی (ہر شے) تقسیم فرماتا ہوں۔

۲۔شراح محدثین نے بھی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے عطا اور تقسیم میں عموم بیان فرمایا۔

علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں:۔

(فانی انما جعلت قاسما لاقسم بینکم) ای العلم والغنیمة ونحوهما ویمکن ان تکون قسمة الدرجات والدرکات مفوضة الیه صلی اللّٰه علیه وسلّم ولا منع من الجمع کما یدل علیه حذف المفعول لتذهب انفسهم کل المذهب ویشرب کل واحد من ذلک المشرب بل لوحظ فی معنی القاسمیة باعتبار القسمه الازلیة فی الامور الدینیة والدنیویة فلست کاحدکم لا فی الذات ولا فی الاسماء والصفات(1) قال الطیبی لانه صلی اللّٰه علیه وسلّم یقسم بین الناس من قبل اللّٰه تعالیٰ اما بوحی الیه وینزلهم منازلهم التی یستحقونها فی الشرف والفضل وقسم الغنائم ولم یکن احد منهم یشارکه فی هذا المعنی

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۵۹۸)

شیخ محقق اس حدیث کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:

"قسمت مے کنم میان شما از جانب حق وآن چہ وحی کردہ شدہ است بسوئے من وفرستادہ شدہ برمن از علم وعمل و مے رسانم ہر یکے را آں چہ نصیب اوست و مستحق است مرآنرا و مے کنم ہر کس را در جائے کہ در مرتبۂ اوست از فضل وشرف.......... وایں صفت در ہیچ کس جز من وجود ندارد وہیچ کس دریں صفت شریک من نبود"......(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۴)

امام اوحد امجد محمد مہدی فاسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقمطراز ہیں۔جن سے علامہ شامی رد میں جگہ جگہ استناد کرتے ہیں:۔

قال صلی اللّٰه علیه وسلّم انما انا قاسم واللّٰه یعطی واخرج الحاکم فی المستدرک عن ابی هریرة یرفعه انا ابوالقاسم اللّٰه یعطی وانا اقسم وکان یوصل الی کل احد نصیبه الذی کتب له

1۔ حاشیہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۷ ہے ۱۲ فیضی غفرلہ وعفی عنہ

من الصدقات والمغانم وغيرها وهو خليفة الله فی العالم وواسطة حضرته والمتولی لقسمة مواهبہ و اعطیتہ (جمع عطاء) فكل من حصلت له رحمة فی الوجود اوخرج له قسم من رزق الدنيا والآخرة والظاهر والباطن والعلوم والمعارف والطاعات فانما خرج له ذلک علی يديه و بواسطته صلی الله عليه وسلّم وهو الذی يقسم الجنة بين اهلها ولاجل هذا عد من خصائصه صلی الله عليه وسلّم انه اعطی مفاتيح الخزائن قال بعض العلماء وهی خزائن اجناس العالم فيخرج لهم بقدر ما يطلبون فكل ما ظهر فی هذا العالم فانما يعطيه سيدنا محمد صلی الله عليه وسلّم الذی بيده المفاتيح فلا يخرج من الخزائن الالهية شیء الا علی يديه صلی الله عليه وسلّم۔ (مطالع المسرات صفحہ ۲۴۶، مطبوعہ مصر، وزاد العيدروس، وهو معنی اسم الخليفة وخليفة اللّٰہ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۵۴)

''یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں ہی تقسیم فرمانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے امام حاکم مستدرک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مخرج کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں ابوالقاسم ہوں، اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کو اس کا وہ حصہ جو صدقات اور غنیمت وغیرہ سے مقدر ہو چکا تھا، پہنچاتے رہتے تھے۔ جہان میں حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ونائب ہیں اور حضرت الوہیت کا واسطہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے متولی ہیں تو جس کسی کو اس وجود میں کوئی رحمت ملی ہے یا جس کسی کو دنیا اور آخرت، ظاہر، باطن، علوم، معارف، طاعات سے جو رزق ملا تو وہ بجز این نیست اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ہاتھوں اور آپ کے واسطہ سے ملا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہی ہیں جو مستحقین جنت میں جنت تقسیم فرماتے ہیں اور ائمہ کرام نے آپ کے خصائص سے گنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو (اللہ تعالیٰ کے) خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔ بعض علماء نے (صراحۃً) فرمایا ان خزانوں سے اجناس عالم کے خزانے مراد ہیں تو حضور ﷺ ہر ایک کو اس کی طلب کے مطابق عطا فرماتے ہیں تو جو کچھ (یعنی ہر نعمت) اس جہان میں ظاہر ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عطیہ ہے۔ جن کے پاس

(اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی) چابیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے کوئی چیز کسی کو نہیں ملتی مگر حضور ﷺ ہی کے ہاتھوں سے ملتی ہے۔''

مسلمانو! دیکھا آپ نے حدیث قاسمیت میں کتنا عموم ہے۔ ہر شے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں سے تقسیم ہو رہی ہے۔ حضور قاسم مطلق ہیں۔ عالم ربانی عارف صمدانی استاذی سیدی ومولائی و والدی حضرت قبلہ مولانا محمد ظریف صاحب فیضی دام رضاہ علی لامعۃ نے کیا خوب فرمایا ہے:

قاسم مطلق ہے تو یا رحمۃ للعالمین
بخشش ورحمت کی دولت آپ کے قدموں میں ہے

قارئین! ایک صاحب کہ جس نے عموم حدیث کو دیکھتے ہوئے یہ جملہ لکھا۔ کائنات میں آپ قاسم نعم الٰہی ہیں اس پر خود حدیث شاہد ہے'' اس پر محرر مذہب وہابیہ یوں برسے ہیں:

کونسی حدیث؟ کن الفاظ سے اور کہاں اس میں نعم الٰہی کا ذکر؟ مگر سچ ہے کہ

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

(دل کا سرور صفحہ ۱۲۳) طابق النعل بالنعل ان کی خدمت میں گذارش ہے۔'' انما انا قاسم واللہ یعطی حذف مفعول سے۔ حذف مفعول میں۔ مگر سچ ہے کہ مصرعہ کے بجائے مکمل بیت ملاحظہ فرمائیں

مبیں اصول وشروح روسیاہی کن
بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

باقی رہا یہ شبہ کہ محدثین نے اس حدیث کو چونکہ باب علم اور باب غنیمت میں ذکر کیا ہے لہٰذا اس سے علم اور غنیمت کی تقسیم مراد ہے تو جواباً عرض ہے کہ اولاً جن حضرات نے حضور ﷺ کی قاسمیت کے عموم پر نص فرمائی۔ کیا ان کو چودھویں صدی کے ایک چالاک مؤول(1) ملا کے برابر اتنا علم نہیں تھا کہ محدثین نے تو اس حدیث کو مخصوص بابوں میں ذکر کیا ہے اور کسی حدیث کو مخصوص باب میں ذکر کرنا اس کے عموم کے منافی ہے؟ ثانیاً محدثین نے اس حدیث کو صرف باب علم اور باب غنیمت ہی میں ذکر نہ فرمایا بلکہ اور بھی بہت بابوں میں حضور ﷺ کی قاسمیت والی احادیث موجود ومذکور ہیں اسی لئے تو خصم بہت چالاکی کے باوجود بھی ان چیزوں کی تعیین نہ کرسکا اور ان اجناس کا حصر واحاطہ نہ کرسکا جن سے حضور کی تقسیم کو تعلق ہے، خصم کا جگہ جگہ دو، تین اجناس بتقسیم سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر کر کے لفظ'' وغیرہ''

1۔ جس کی علمی حالت یہ ہے کہ تحفہ نصائح کا مؤلف خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کو گردانتا ہے۔ (راہِ سنت صفحہ ۲۴۷) تحفہ نصائح کے ابتدائی اوراق اگر سامنے ہوتے تو اتنی فحش غلطی نہ کرتا۔ یہ تو وہ درسی ومروج کتاب ہے جس کے مؤلف کو تحفہ پڑھنے والے چھوٹے بچے بھی جانتے ہیں۔ ناظرین جب یہ مولوی صاحب ایسی متداول درسی کتاب میں بھی ایسا ہتھکنڈا استعمال کر گیا۔ تو بالائی کتب کے حوالوں، عبارتوں اور مؤلفین کے بارہ میں کتنا دیانت سے کام لیا ہوگا یہ آپ خود سوچ لیں۔ ۱۲ منہ

کا بڑھانا(1) اس کا بین ثبوت ہے کہ حضور صرف میری معدودہ اجناس کو ہی نہیں تقسیم فرماتے بلکہ اس کے علاوہ اور چیزیں تقسیم فرماتے ہیں۔ ثالثاً یہ کس آیت اور حدیث صحیح میں وارد ہوا کہ وہ نصوص جن میں عموم ہو کسی خاص باب یا خاص ابواب میں مذکور ہونے کی وجہ سے مخصوص ہو جایا کرتی ہیں؟ ان کا عموم ختم ہو جاتا ہے؟ باقی رہا خصم کا یہ کہنا کہ رزق تقسیم کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس میں کسی دوسری ذات اور ہستی کو کوئی دخل نہیں'' (دل کا سرور صفحہ ۱۲۲) تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم بھی باعتبار حقیقت کے رزق (کیا بلکہ ہر چیز کے) تقسیم کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی کو مانتے ہیں اور کسی کو اس میں شریک نہیں سمجھتے۔ باقی رہا ماذونی طور پر رزق تقسیم کرنا (فریق مخالف اسی کی نفی کرنا چاہتا ہے) یہ تو حضور سید المرسلین اور فرشتوں کے لئے ثابت ہے۔ ابن تیمیہ (2) متشدد کے شاگرد خاص ابن کثیر کے حوالہ سے یہ حدیث مذکورہ ہوئی''۔ اللہ یرزق وانا اقسم اور فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا کی تفسیر میں کتب تفاسیر سے یہ جملہ مذکور ہوا''۔ الملائکۃ...... تقسم الارزاق اور خود فریق مخالف کے گھر سے یعنی مولوی عثمانی صاحب سے بحوالہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ گواہی ملی کہ فرشتے رزق تقسیم کرتے ہیں۔

یوں نظر دوڑا نہ برچھی تان کر — اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ع — اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سنیو! ان سے پوچھو کہ عثمانی صاحب سچے یا گکھڑوی صاحب؟ بقول ثانی اوّل مشرک ہوئے یا نہ؟ یا بقول اوّل ثانی کا دعویٰ غلط ہوا یا نہ؟

من نگویم کہ ایں بکن آں کن — مصلحت بین وکار آساں کن

جواب شبہ نمبر ۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مامور و ماذون من اللہ ہو کر تقسیم فرماتے ہیں۔ اس محبوب خدا کی تقسیم پر اعتراض درحقیقت ان کے آمر اور اذن عام دینے والے مولیٰ پر اعتراض ہے جس نے یہ کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ اور جو نبی کی ہر تقسیم اپنے امر اور حکم اور وحی سے کراتا ہے۔ (کیونکہ حضور معصوم ہیں) نیز یہی اعتراض اس وقت یاد نہیں آتا جب کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کے تقسیم کرنے والا مانتے ہو۔ یہ مانا کہ اللہ تعالیٰ کسی حکم اور قانون کا پابند نہیں لیکن جو تقسیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زیب نہیں دیتی رب قدوس وسبحان کے لئے کیسے سجتی ہے۔

نیز حضور جس کے حکم کے پابند ہیں اس کے حکم اور ارادے کے مطابق تو تقسیم فرماتے ہیں۔ پھر اعتراض کیسا۔ نیز اعتراض اگر حضور کی قاسمیت عامہ کی طرف راجع ہو سکتا ہے۔ تو اس جیسا اعتراض

1۔ دیکھو دل کا سرور'' صفحہ ۱۲۰ تا ۱۲۲۔ ۱۲ فیضی

2۔ ابن تیمیہ وابن کثیر وغیرہ سارے گروپ کا تعارف فقیر کی تالیف ''تعارف'' میں ملاحظہ ہو جو طبع ہو چکی ہے۔ ۱۲ فیضی غفرلہ

قاسمیت خاصہ اگرچہ صرف تقسیم علم کو ہی لو تو اس کی طرف بھی راجع ہوسکتا ہے۔ توما جوابکم فھو جوابنا کاش فریق مخالف کا یہ عیار خصم اپنی کتاب کی ایک دو عبارات پر نظر کرتا تو یہ اعتراض ہرگز نہ کرتا۔ وہ عبارات یہ ہیں:۔

علامہ عزیزی علامہ مناوی کے حوالہ سے اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

فلا تنکر والتفاضل ای کونی افضل بعضکم علیٰ بعض فانہ بامر اللّٰہ...... (شرح جامع الصغیر جلد ۲۔ صفحہ ۴۷)

''یعنی اگر میں تم میں سے بعض کو کم اور بعض کو زیادہ دیتا ہوں تو یہ قابل انکار امر نہیں۔ کیونکہ میں خدا کے حکم سے ایسا کرتا ہوں''۔

اور علامہ الحفنی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

اقسم بینکم ما امرنی اللّٰہ بقسمتہٖ ...... (ہامش عزیزی جلد ۲۔ صفحہ ۴۷) دل کا سرور صفحہ ۱۲۱

ع چاہ کن راچاہ درپیش

هکذا ینبغی التحقیق واللّٰہ تعالیٰ ولی التوفیق

یہ بطور اختصار مخالف کے شبہات کا رد ہے۔ مافی الصدر والنظر تفصیلی رد پہ اکساتا ہے۔ لیکن اب حالات اجازت نہیں دیتے۔ اگر توفیق ایزدی شامل حال رہی تو خصم کی ساری پونجی کا جائزہ لیا جائے گا۔

احادیث عطائے مفاتیح پہ فریق مخالف کے اعتراضات اور اُن کے جوابات

سوال:۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ (قرآن شریف)

جواب:۔ (۱) قول اور دعویٰ کی نفی اصل شے کی نفی کو مستلزم نہیں۔ دعویٰ نہ کرنا اور ہے اصل چیز کا نہ ہونا اور ہے۔

۲۔ تواضعاً نفی فرمائی (خازن جلد ۲۔ صفحہ ۱۷، جمل جلد ۲۔ صفحہ ۳۲) احادیث میں بطور تحدیث نعمت ثبوت ہے۔

۳۔ خزائن اللہ سے اللہ تعالیٰ کے مقدورات ممنوعہ مراد ہیں۔

(مفردات راغب صفحہ ۱۴۶، تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۶۵)

۴۔ خزائن اللہ محدود و متناہی نہیں جن کا کوئی احاطہ کرسکے تو تمام خزائن غیر محدودہ وغیر متناہیہ کی نفی سے

بعض (مثبتہ فی الحدیث) کی نفی نہیں ہوتی۔

۵۔ قبل از عطا کی نفی ہے۔

۶۔ خزائن اللہ سے قدرت خداوندی مراد ہے۔ فالمعنی لیس عندی خزائن قدرتہ (قرطبی جلد ۶ صفحہ ۴۳۰)

۷۔ ای لا ادعی ان خزائن مقدوراتہ تعالیٰ مفوضۃ الی اتصرف فیھا کیف یشاء استقلالا۔ (روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

سوال:۔ لَہٗ مَقَالِیۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (شوریٰ: ۱۲)

اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ (الحجر: ۲۱)

وَ لِلّٰہِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (منافقون: ۷)

جواب:۔ مالک حقیقی کے لئے ذاتی ملکیت کا ثبوت عطا کی نفی کو مستلزم نہیں ورنہ دیابنہ (فریق مخالف) کی مملوکہ اور مقبوضہ چیزیں بنص قرآنی "وَلَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ" ان کی ملکیت سے خارج متصور ہوں گی۔

سوال:۔ عطاء مفاتیح خزائن، فتح بلاد سے استعارہ وکنایہ ہے بقول نووی وعزیزی وبحدیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جواب:۔ جب احادیث کے الفاظ کا معنی ومطلب بالکل صاف وصریح ہے صرف لفظی ترجمہ ہی سے مطلب واضح ہے تو کسی اور کا بیان کردہ معنی اور مطلب (جو احادیث عبارت النص کے صاف صریح ظاہری معنی سے پھیرتا ہے) کیونکر حجت ہوسکتا ہے؟(1) اور آخر بعض شراح محدثین نے بھی تو صراحۃً مذکورہ احادیث کے صریحی معنی ومطلب کی تائید کی ہے (عبارات ائمہ کرام عنقریب پیش ہوں گی، بعض گذر چکی ہیں) نووی کی عبارت فریق مخالف کے موافق نہیں بلکہ مخالف ہے۔ ارے خدا کے بندے تم جن کے آقا ومولیٰ کیلئے خزائن ارض کی ملکیت نہیں مانتے (بلکہ تمہارا بڑا تو یوں لکھ گیا" جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۲) امام نووی تو ان کے غلاموں کے لئے خزائن ارض کی ملکیت مان رہے ہیں۔ بغور ملاحظہ ہو۔ "ان امتہ تملک خزائن الارض" (نووی شرح مسلم، ج ۲، ص ۲۵) سچ ہے فرّمن المطر و قام تحت المیزاب۔ غلام تو خزائن ارض کے مالک ان کے آقا فارغ! یہی امام نووی ایک مقام پہ اسی حدیث کی شرح یوں فرماتے ہیں: قال العلماء

1۔ ھکذا قال خصمنا (دل کا سرور صفحہ ۱۵۲۔ ۱۵۳) ۱۲ منہ

هذا محمول علی سلطانها وملکها وفتح بلاد ها واخذ خزائن اموالها

(نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

عزیزی کی عبارت تو دیکھی اوپر علامہ حفنی کی شرح حدیث مذکور بھی ملاحظہ فرما لیتے تو ہمارے بیان کردہ مطلب جو درحقیقت عبارت النص احادیث کا واضح اور صاف وصریح مطلب ہے اس کی تغلیط نہ کرتے،

ملاحظہ ہو علامہ حفنی فرماتے ہیں:۔

ویحتمل ان المراد جمیع الارض لا خصوص بلاد الکفار ای ان جمیع ما فی ایدی الناس ملکه الله ایاه صلی الله علیه وسلّم.

(ہامش السراج المنیر جلد ۱ صفحہ ۲۴۵)

''اعطیت مفاتیح الارض والی حدیث میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس سے ساری زمین مراد ہے نہ صرف کفار کے شہر یعنی جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں (ملکیت میں) ہے اس تمام کے تمام کا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مالک بنا دیا۔''

باقی رہا یہ کہنا کہ خود حضور نے حدیث عطاء مفاتیح کی تشریح وتفسیر فتح بلاد سے کی ہے کس حدیث میں کن الفاظ سے اور کہاں اس میں یہ ذکر ہے کہ احادیث عطاء مفاتیح ارض اور مقالیدِ دنیا فتح بلاد سے استعارہ وکنایہ ہیں مگر سچ ہے کہ ع

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

اور سچ فرمایا حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے: من کذب علیّ متعمداً فلیتبوّا مقعده من النار۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۷)

بہرحال احادیث مفاتیح سے مفاتیح حقیقی کی عطا مراد ہے۔ اس مطلب کی تغلیط کرنا الفاظ حدیث اور ائمہ محدثین سے بغاوت کی دلیل ہے۔

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی حدیث وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض کے ماتحت رقمطراز ہیں:۔

وامادر خزائن معنوی مفاتیح آسمان وزمین وملک(1) وملکوت است تخصیص زمین ندارد۔

(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۰۵)

1۔نووی صحیح مسلم جلد ۲۔ صفحہ ۲۵۰۔ ۱۲ منہ

''یعنی خزائن معنوی میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان، زمین، ملک، ملکوت کی چابیاں عطا ہوئیں۔ صرف زمین کی تخصیص نہیں۔''

علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی حدیث صحیح مفاتیح خزائن الارض اور حدیث، مقالید الدنیا نقل فرمانے کی بعد رقم طراز ہیں:

ومثله ثابت من طریق(1) عدیدة وهذا یدل علی ان اللّٰه تعالیٰ اعطاه ذالک حقیقة۔ (نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۴۷۱)

''یعنی اور اس کی مثل بہت سے طریقوں سے ثابت ہے اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خزانوں کی یہ عطا عطاء حقیقی ہے (نہ یہ کہ صرف فتح بلاد سے کنایہ ہے)''۔

علامہ علی قاری حنفی فوضعت فی یدیَ کی شرح کرتے ہیں:

ای فی تصرفی و تصرف امتی (شرح شفا جلد ۱ صفحہ ۴۷۱): ''یعنی خزائن میرے اور میری امت کے تصرف میں ہیں''۔

سوال:۔خزانوں کی چابیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش تو ضرور ہوئی ہیں لیکن حضور نے ان کو قبول نہ فرمایا بلکہ ردّ فرمایا۔

جواب:۔اس کا جواب علامہ شہاب الملت والدین خفاجی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبانی سنئے مفاتیح خزائن الارض والی حدیث کے ماتحت رقمطراز ہیں:۔

وفی المواهب اللدنیة انها خزائن من اجناس العالم بقدر ما یطلبون فان الاسم الالهی لا یعطیه الا محمدًا صلی اللّٰه علیه وسلّم الذی بیده مفاتیح الغیب التی لا یعلمها الا هو...... والقول بان المراد العناصر وما یتولد منها وانه لم یقبل ذلک تعسف وکونه صلی اللّٰه علیه وسلّم لم یقبله یاباه عده خاصیة له بل قبله فان عطاء الکریم لایلیق رده۔ (نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

''یعنی مواہب لدنیہ میں ہے کہ ان خزائن سے اجناس عالم کے خزانے مراد ہیں کہ جس قدر لوگ طلب کرتے ہیں تو اسم الٰہی جس کے ہاتھ میں مفاتیح غیب ہیں، جن کو (ذاتی طور) پر اس کے سوا کوئی نہیں جانتا لوگوں کی مطلوبہ چیزیں تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی

1۔ ملک بالضم ماسوی اللہ از ممکنات موجودہ ومقدرہ در اصطلاح صوفیہ از عالم شہادت عبارت است چنانچہ ملکوت عالم غیب۔ غیاث اللغات صفحہ ۴۴۲۔ فاحفظه فانه یفیدک فی مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ۔ ۱۲ فیضی غفرله

عطا فرماتا ہے، اور یہ قول کہ ان سے عناصر اور ما یتولد من العناصر مراد ہے اور حضور نے ان خزانوں کو قبول نہ کیا، یہ تعسف ہے۔ حضور ﷺ کا اس عطاء خزائن کو اپنی خصوصیات میں گننا عدم قبول کا انکار کرتا ہے بلکہ حضور نے یہ خزانے قبول فرمائے، کریم کی عطا کو رد کرنا لائق نہیں۔

علاوہ ازیں الفاظ احادیث ''اعطیت فوضع فی یدی۔ فوضعت فی یدی۔ اوتیت وغیرہ امثلہ پر غور ہو تو یہ اعتراض سرے سے ھباء منثورا ہو جاتا ہے۔ بطور اختصار یہ جملہ معترضہ مفیدہ واقعہ اعتراضات دیابنہ بر احادیث قاسمیت و مفاتیح خزائن ختم ہوا۔ اب آئندہ احادیث کو سابقہ احادیث مثبتۂ اختیار فی التکوین لسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا کر تسلسل قائم کر لو۔ بعدہٗ حضور کے اختیار فی التکوین پہ عبارات ائمہ کرام و محدثین اعلام پیش ہوں گی۔

عن ثوبان قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ...... واعطیت الکنزین الاحمر والابیض۔ (رواہ مسلم و مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۱۲)

''حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے سرخ اور سفید (سونا اور چاندی) دو خزانے عطا فرمائے گئے۔''

عن ربیعة بن کعب الاسلمی قال کنت اتی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم بوضوئہ وبحاجتہ فقال سلنی(1) فقلت مرافقتک (ولفظ المسلم اسئلک مرافقتک) فی الجنة قال اوغیر ذالک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرة السجود۔ رواہ النسائی فی کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود واللفظ لہ (جلد ا صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ رحیمیہ) مطابق مطبع مجتبائی جلد ا صفحہ ۱۱۳۔ مطابق مطبع نور محمد۔ ومسلم فی صحیحہ باب فضل السجود والحث علیہ جلد ا صفحہ ۱۹۳ وقال القاری فی المرقاة جلد ا صفحہ ۵۵۱ قال میرک رواہ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ شریف باب السجود وفضلہ جلد ا، صفحہ ۸۴۔ زجاجہ جلد ا صفحہ ۲۶۹ قال المنذری رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ ولفظہ ''سلنی فاعطیک''۔ (الفیضی))

1۔ طرق واللہ اعلم۔ ۱۲ منہ

2۔ سلونی عما شئتم۔ رواہ البیہقی، الترغیب والترہیب جلد ۲ صفحہ ۵۳، ورواہ البخاری جلد ا۔ صفحہ ۱۹۔ ۱۲ منہ

''یعنی حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وضو کا پانی اور جس چیز کی آپ کو ضرورت ہوا کرتی تھی (مسواک، مصلیٰ وغیرہ) لایا کرتا تھا (تو ایک مرتبہ دریائے رحمت جوش میں آیا) آپ نے فرمایا اے ربیعہ مجھ سے مانگو کیا مانگتے ہو (جو جی میں آئے مجھ سے مانگو) میں تجھے عطا کروں گا۔ انہوں نے کہا۔ حضرت میں تو آپ سے یہی مانگتا ہوں کہ بہشت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا کچھ اور بھی مانگتے ہو؟ حضرت ربیعہ نے کہا بس حضرت یہی مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پس تم کثرت سجود سے میری مدد کرو''۔

ورواہ مسلم وابوداؤد مختصر او لفظ مسلم...... فقال لی سلنی الحدیث (الترغیب والترہیب جلد ۱ صفحہ ۲۴۹۔ ۲۵۰ مطبوعہ مصر) اس حدیث صحیح کے ان لفاظ ''**سلنی فاعطیک، اسئلک مرافقتک فی الجنۃ اوغیر ذالک**، اعنی سے عالم سنیت میں ایمان افروز بہار آجاتی ہے لیکن بیچاری وہابیت اپنے مصنوعی دھرم کو گرتا دیکھ کر پگھلنے لگ جاتی ہے، مجنون بلّی کی طرح اچھلتی ہے، کودتی ہے کبھی شاخیں نکالتی ہے۔ کبھی پنجے مارتی ہے لیکن اس صحیح حدیث کے صاف صریح الفاظ کی سلاخیں اور مزید برآں علامہ ملا علی قاری اور شیخ محقق کی تشریحانہ الفاظ کی میخیں اس بیچاری کو نکلنے نہیں دیتیں۔ کبھی کہتی ہے کہ صحیح مسلم اور نسائی شریف کے الفاظ کو میر ا اسلام میں تو بدایہ نہایہ کی طرف جاتی ہوں، کبھی کہتی ہے کہ شیخ محقق اور ملا علی قاری غیر معصوم شخصیتوں کی لغزشوں کا نام ایمان نہیں یہ علماء کی غلطیاں اور لغزشیں ہیں۔ اری مظلومہ! جب ائمہ محدثین کے تشریحانہ وتفسیرانہ کلمات وعبارات لغزشیں ہیں، جو ہزاروں لاکھوں کے مقتدیٰ ومستند ہیں تو تیری کون سنتا ہے، جا جہنم میں۔ تیری بات جو ائمہ محدثین اور الفاظ حدیث کے مخالف ہے اس کو رڑی کے ٹوکرے میں ڈال کر آگ لگا دے۔

اس صحیح حدیث پاک کی شرح میں علامہ امام ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز و باطل سوز کلمات طیبات ملاحظہ فرمائیں:۔

> **ویؤخذ من اطلاقہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام الامر بالسوال ان اللّٰہ تعالیٰ مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق ......وذکر ابن سبع فی خصائصہ وغیرہ ان اللّٰہ تعالیٰ اقطعہ ارض الجنۃ یعطی منھا ما شاء لمن یشاء۔** (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۵۵۰)

''یعنی حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا۔ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل

نے حضور ﷺ کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔ (پھر لکھا) امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کردی ہے (آپ کے نام الاٹ ہوچکی) اس میں سے جو چاہیں، جس کے لئے چاہیں، بخش دیں۔"

شیخ المحدثین سند المحققین مجدد مائۃ حادی عشر امام شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مقتدائے وہابیت میاں صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد اس حدیث کا معنی اور مطلب بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

(فقال لی سل) پس گفت آں حضرت مرا بطلب ہر چہ می خواہی از خیر دنیا و آخرت و از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ و تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔

"یعنی حضرت ربیعہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا، دنیا اور آخرت کی جو خیر چاہے مانگ اور اطلاق سوال سے جو فرمایا سل مانگ کسی مطلوب خاص سے تخصیص نہ کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں جس کے لئے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرماتے ہیں:

بیت

فان من جودک الدنیا وضرتها   ومن علومک علم اللّوح والقلم

"دنیا اور آخرت یارسول اللہ آپ کے جود و سخا سے کچھ حصہ ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم سے کچھ حصہ ہے"۔

بیت

اگر خیریت دنیا و عقبےٰ آرزو داری   بدرگاہش بیا و ہر چہ مے خواہی تمنا کن

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۳۹۶ واللفظ لہٗ ونحوہ فی مسک الختام، شرح بلوغ المرام لبھوپالی جلد ا، صفحہ ۵۲۱)

"(اے مسلمان) اگر تو دنیا اور آخرت کی خیریت کی آرزو رکھتا ہے تو حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو جو جی میں آئے مانگ"۔

۳۱۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا و مولانا الامام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ

عنہ فرماتے ہیں اور خوب فرماتے ہیں واقعی کلام الامام امام الکلام، طبرانی (1) معجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص کچھ سوال کرتا اگر حضور علیہ السلام کو منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے۔ کسی چیز کو لا یعنی ''نہ'' نہ فرماتے۔ ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا۔ حضور خاموش رہے اس نے پھر سوال کیا، آپ نے سکوت فرمایا اس نے پھر سوال کیا۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز میں فرمایا: سَلْ مَاشِئْتَ یَااَعْرَابِیُّ اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: فَغَبَطْنَاهُ فَقُلْنَا الاٰ نَ یَسْئَالُ الْجَنَّةَ۔ یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمادیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا۔ ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔ اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اُونٹ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا۔ عرض کی حضور سے زاد راہ مانگتا ہوں۔ فرمایا عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں پھر حضور نے اُس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو دریا میں اُترنے کا حکم ہوا۔ کنار دریا تک پہنچے۔ سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیئے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے عرض کی الٰہی یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو، ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا۔ فرمایا اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو۔ اُس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر معلوم

---

1. واخرج بعضه نحوه ابن ابی حاتم عن سعید بن عبدالعزیز واخرجه ابن اسحق وابن ابی حاتم عن عروة بن الزبیر نحوه۔ تفسیر در منثور جلد۴، صفحه ۳۹۔ اخرجه الحاکم و صححه علی شرطهما۔ تفسیر جلالین صفحه ۳۱۲ ۸ھ ۹ھ ازکمالین۔ تفسیر جمل جلد۳ صفحه ۲۸۱، تفسیر قرطبی جلد۱۳ صفحه ۱۰۸ تفسیر صاوی جلد۳ صفحه ۱۴۴۔ واخرج نحوه بالفاظ مفیدة لاهل السنة وقاتلة للملت الوهابیة عبد بن حمید والفریابی وابن ابی حاتم والحاکم وصححه عن ابی موسیٰ مرفوعاً وفیه قال موسی لها" سلی ماشئت قالت فانی اسئلک ان اکون انا وانت فی درجة واحدة فی الجنة ویرد علی بصری وشبابی الحدیث واخرج نحوه عبد بن حمید وابن المنذر عن عکرمة موقوفا۔ واخرج نحوه ابن عبدالحکم من طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس موقوفاً (تفسیر درمنثور جلد۵ صفحه۸۷۔ ۸۸۔ تحت قوله تعالی فَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ تفسیر روح البیان جلد۳ صفحه ۲۱۳ تحت اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ یوسف۔ رواه ابن ابی حاتم نحو نقل الامام احمد رضا المجدد البریلوی، تفسیر ابن کثیر جلد۳ صفحه ۳۳۵۔ تفسیر جمل جلد۲ صفحه ۴۸۵۔ ۱۲۔ الفیضی عفی عنه)

ہے کہاں۔ فرمایا تو مجھے بتادے۔ عرض کی لا واللّٰہ حتی تعطینی ما اسئلک۔ خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمادیں۔ فرمایا ذالک لک تیری عرض قبول ہے۔ قالت فانی اسئلک ان اکون معک فی الدرجة التی تکون فیھا فی الجنة پیرزن نے عرض کی تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں میں آپ کے ساتھ رہوں اُس درجہ میں جس میں آپ ہوں گے۔ قال سلی الجنة موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جنت مانگ لے۔ یعنی تجھے یہی کافی ہے، اتنا بڑا سوال نہ کر قالت لا واللّٰہ الا ان اکون معک پیرزن نے کہا خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں فجعل موسیٰ یرددھا فاوحی اللّٰہ ان اعطھا ذلک فانہ لن ینقصک شیئًا فاعطاھا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے یہی ردّ وبدل کرتے رہے۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی، موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے عطا کردو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں اپنی رفاقت اُسے عطا کردی۔ اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر بتادی۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا عبور فرما گئے۔ اقول وباللّٰہ التوفیق بحمداللّٰہ تعالیٰ۔

اس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جان وہابی پر کوکب شہابی ہے۔

اوّلاً:۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ جو جی میں آئے مانگ لے۔ حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علماء کرام نے عموم مستفاد کیا۔ یہاں صراحۃً ارشادِ اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے۔ ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم وبارک علیہ وعلیٰ آلہٖ قدر جودہ ونوالہٖ ونعمہٖ وافضالہٖ۔

ثانیًا:۔ یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد واکرام ہمیں نصیب ہوتا۔ حضور تو اسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا معلوم ہوا کہ بحمد اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزائن رحمت دنیا وآخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت، جسے چاہیں بخش دیں۔ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

ثالثًا:۔ خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا اس وقت اس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیارِ عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگنے بیٹھا۔ پیرزن اسرائیلیہ کی طرح جنت، نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم زبان دے ہی چکے تھے۔ اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں

ہے۔ وہی اسے عطا فرمادیتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رابعًا:۔ اُن بڑی بی پر اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں، بھلا اُنہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسا اعلیٰ درجہ عطا کردینے پر قادر مان کر شرک کیا تو موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کیا ہوا کہ یہ بآں شان غضب وجلال اس شرک پر انکار نہیں فرماتے۔ اس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو ان چیزوں کا جو اپنے اختیار کی ہوں۔ بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ خدا کے گھر کے معاملے ہیں۔ ان میں میرا کیا اختیار تو نے نہیں سنا کہ وہابیہ کے امام شہید اپنے قرآن جدید نام کے تقویۃ الایمان اور حقیقت کے کلمات کفر اور کفران میں فرمائیں گے کہ انبیاء علیہم السلام میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کی کچھ قدرت دی ہو۔ میں تو میں مجھ سے اور تمام جہان سے افضل محمد رسول اللہ خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت ان کی وحی باطنی میں اُترے گا۔ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں خود انہیں کے نام سے بیان کیا جائے گا کہ میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا کیا کرسکوں، نیز کہا جائے گا پیغمبر نے سب کو اپنی بیٹی تک کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہوسکتا ہے کہ اپنے اختیار کی ہو، سو یہ میرا مال موجود ہے، اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے. وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے۔ بڑی بی کیا تم سٹھ گئی ہو؟ دیکھو تو تقویۃ الایمان کیا کہہ رہی ہے کہ رسول بھی کون محمد سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور معاملہ بھی کس کا خود اُن کے جگر پارے کا اور وہ بھی کتنا کہ دوزخ سے بچالینا اس کا تو انہیں خود اپنی صاحبزادی کے لئے کچھ اختیار نہیں۔ وہ اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آسکتے تو کہاں وہ اور کہاں میں کہاں ان کی صاحبزادی اور کہاں تم، کہاں صرف دوزخ سے نجات اور کہاں جنت اور جنت کا بھی ایسا اعلیٰ درجہ بخش دینا۔ بھلا بڑی بی تم مجھے خدا بنارہی ہو؟ پہلے تمہارے لئے کچھ اُمید بھی ہوسکتی تو اب تو شرک کرکے تم نے جنت اپنے اُوپر حرام کرلی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ کچھ نہ فرمایا؟ اس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔

خامسًا:۔ انکار درکنار اور رجسٹری کردی سلی الجنۃ اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو، ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرماچکے ہیں۔ عطا کردیں گے، تمہیں یہی بہت ہے، افسوس موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا شکایت کہ امام الوہابیہ اگرچہ یہودی خیالات کا آدمی ہے جیسا کہ ابھی آخر وصل اول میں ثابت

ہو چکا مگر اپنے آپ کو کہتا تو محمدی ہے۔ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جدید قرآن تقویۃ الایمان کو جہنم پہنچایا۔ ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ مانگا۔ اس عظیم سوال کے صریح شرک پر انکار نہ فرمایا بلکہ صراحۃً عطا فرما دینے کا متوقع کر دیا۔ اب اگر وہ جل جل کر اُن کی توہین نہ کرے، اُن کا نام سو سو گستاخیوں سے نہ لے تو اور کیا کرے۔ کیا بیچارہ کلیم کا مردود، حبیب کا مارا اپنے جلے دل کے پھپھولے بھی نہ پھوڑے؟ مثل مشہور ہے کسی کا ہاتھ جلے کسی کی زبان۔ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (منافقون)

سادسًا:۔ سب فیصلوں کی انتہا خدا پر ہوتی ہے کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام الوہابیہ سے یہ رکھائی برتی تو اُسے جائے عذر تھی کہ موسیٰ بدین خود کو مابدین خود حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویۃ الایمان کی یہ صریح تذلیل و تفصیل فرمائی تو اُسے آنسو پونچھنے کو جگہ تھی کہ وہ نبی اُمی ہیں، پڑھے لکھے نہیں کہ تقویۃ الایمان پڑھ لیتے، ان احکام جدیدہ سے آگاہ ہوتے مگر پورا قہر تو خدا نے توڑا کہ بڑی بی کے شرک اور موسیٰ کے اقرار کو خوب مسجل و مکمل فرما دیا۔ وحی آئی تو کیا آئی کہ اعطها ذلک موسیٰ جو یہ مانگ رہی ہے تو اسے عطا کر بھی دو اس کی بخشش فرمانے میں تمہارا کیا نقصان ہے۔ واہ ری قسمت یہ اوپر کا حکم تو سب سے تیز رہا ہے۔ یہ نہیں فرمایا جاتا کہ موسیٰ تم ہو کون بڑھ بڑھ کر باتیں مارنے والے! ہمارے یہاں کے معاملے کا ہمارے حبیب کو تو ذرا بھر اختیار ہے ہی نہیں، یہاں تک کہ خود اپنی صاحبزادی کو دوزخ سے نہیں بچا سکتے، تم ایک بڑھیا کو جنت پھنٹائے دیتے ہو۔ اپنی گرم جوشی اُٹھا رکھو۔ تقویۃ الایمان میں آ چکا ہے کہ ہمارے یہاں کا معاملہ ہر شخص اپنا درست کرے بلکہ علی الرغم اُلٹا یہ حکم آتا ہے کہ موسیٰ تم اسے جنت کا یہ عالی درجہ عطا کر دو۔ اب کہئے یہ بے چارہ کس کا ہو کر رہے؟ جس خدا کے لئے توحید بڑھانے کو تمام انبیاء سے بگاڑی، دین و ایمان پر دولتی جھاڑی، صاف کہہ دیا کہ خدا کے سوا کسی کو نہ مان، اوروں کو ماننا محض خبط ہے، اسی خدا نے یہ سلوک کیا، اب وہ بے چارہ ازیں سو ماندہ وزاں سو راندہ سوا اس کے کیا کرے کہ اپنی اکلوتی چہر توحید کا ہاتھ پکڑ کر جنگل کو نکل جائے اور سر پر ہاتھ دھر کر چلائے۔

ما زیاراں چشم یاری داشتیم　　　خود غلط بود آں چہ ما پنداشتیم

سابعًا:۔ پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صور ہے۔ فاعطاها موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیرزن کو وہ جنت عالیہ عطا فرما دی۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الامن والعلیٰ شریف از صفحہ ۱۵۷ تا صفحہ ۱۶۲)

وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ما من نبی الا ولہ وزیران من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اهل الارض فابوبکر وعمر (رواہ الترمذی جلد ۲، صفحہ ۲۰۸، وقال هذا حدیث حسن غریب)(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۶۰) وقال القاری ورواہ الحاکم عن ابی سعید والحکیم عن ابی هریرہ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵۵۰ فتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۲۳)

''حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں تو میرے دو وزیر آسمان والوں سے جبرئیل اور میکائیل ہیں اور میرے دو وزیر زمین والوں سے ابوبکر اور عمر ہیں۔''

بلاتشبیہ وتمثیل جس بادشاہ کا ایک گورنر مشرقی پاکستان کا ہے اور دوسرا گورنر مغربی پاکستان کا تو اس بادشاہ کی صدارت اور آمریت وحکومت وتصرف دونوں صوبوں کو محیط ہے۔ اسی طرح جس بادشاہ معظم خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وزیر آسمانوں کے ہیں اور دو زمین کے اس کی سلطنت وحکومت آسمان وزمین کو محیط ہے اور آسمان وزمین کے ذرہ ذرہ پر ان کا قبضہ وتصرف ہے(1) اور ذرہ ذرہ پر ان کی حکومت جاری وساری۔ فللّٰہ الحمد۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یخطب الی جذع فاتخذ لہ منبر فلما فارق الجذع وعمد الی المنبر الذی صنع لہ جذع الجذع فحن کما تحن الناقۃ فرجع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فوضع یدہ علیہ وقال اختر ان اغرسک فی المکان الذی کنت فیہ فتکون

1۔ حضور تو حضور، بلکہ آسمان وزمین کا ہر ذرہ غلامانِ سید عالم کے تابع ہے کما قال تعالیٰ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (قرآن۔ کلیاتِ امدادیہ صفحہ ۲۹۔۳۰) نیز ارواح اولیاء مملکت خداوندی کے مدبر ومتصرف ومنتظم ہیں کما قال تعالیٰ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (قرآن۔ بیضاوی صفحہ ۵۸۶، کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۵۰۔ روح البیان جلد ۶ صفحہ ۵۹۰۔ مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷۔ ۱۲ منہ

كما كنت وان شئت ان اغرسک فی الجنة فتشرب من انهارها وعیونها فیحسن نبتک وتثمر فیاکل اولیاء اللّٰہ من ثمرتک فسمع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم وهو یقول نعم قد فعلت مرتین فسئل النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم فقال اختار ان اغرسه فی الجنة اخرجه الدرامی صفحہ ۵۵۔ واخرجه الطبرانی فی الاوسط۔ وابونعیم مثله من طریق عبداللّٰہ بن بریدة عن عائشة به۔ (دلائل النبوۃ، صفحہ ۳۴۴۔۳۴۵ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۷۵۔۷۶ حاشیہ نمبرا مولوی اعزازعلی دیوبندی علی نورالایضاح صفحہ ۲۱۳ طبع نورمحمد اتماما للحجة)

''یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم خشک کھجور کے تنا سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے تو جب حضور کے لئے منبر تیار کیا گیا تو آپ نے جب اس تنا کو چھوڑ کر اس منبر کا ارادہ کیا جو آپ کے لئے تیار کیا گیا تھا تو وہ تنا گھبرا کر اس طرح رویا جیسے اُونٹنی روتی ہے، تو حضور اس کی طرف گئے، اس پر ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا (اے تنا ان دو باتوں سے ایک چن لے) اگر تو چاہے تو میں تجھے اس مکان میں گاڑ دوں کہ جہاں تو تھا تو تو ایسا سرسبز و شاداب ہو جائے گا جیسا کہ تھا اور اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں بو دوں تو تو اس جنت کی نہروں اور چشموں سے سیراب ہوگا اور اچھی طرح اُگے گا اور پھل دے گا اور تیرا پھل یعنی کھجور اولیاء اللہ کھائیں گے۔ حضرت بریدہ نے حضور ﷺ سے سنا کہ آپ نے دو دفعہ فرمایا کہ ہاں میں نے ایسا کر دیا۔ حضور سے پوچھا گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس تنے نے اس بات کو پسند کیا کہ میں اُسے جنت میں بو دوں۔''

واخرج البغوی وابونعیم (فی دلائل النبوة، صفحہ ۳۴۳) وابن عساکر عن ابی بن کعب قال کان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم یخطب الی جذع فصنع له منبر فلما قام علیه حن الجذع فقال اسکن ان تشاء اغرسک فی الجنة فیاکل منک الصالحون وان تشاء ان اعیدک رطبا کما کنت فاختار الآخرة علی الدنیا

(الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۷۶)

حدیث نمبر ۳۳۔۳۴ میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختار اور متصرف ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خشک تنے کو سرسبز وشاداب بنا سکتے ہیں۔ جنت حضور کا اپنا مملوکہ باغ ہے۔ اُس تک ہاتھ پہنچا کر خشک تنا وہاں لگا کر سرسبز کر سکتے ہیں (چنانچہ ایسا کر بھی دیا) درخت کی سن سکتے ہیں اور اُس کو سنا سکتے ہیں اور خاموش کرا سکتے ہیں۔ یہ اختیار فی التکوین کے جلوے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم بقدر تصرفہ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لو شئت لسارت معی جبال الذهب

''اگر ہم چاہیں تو ہمارے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں''۔

رواہ فی شرح السنة مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۲۱ ورواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ صفحہ ۵۲۲ وفی روایة فو اللّٰه لو شئت لاجری اللّٰه معی جبال الذهب والفضة. اخرجه ابن سعد والبیهقی عن ام المؤمنین۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۹۱ معلوم ہوا کہ حضور مالک ومختار ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

انی رایت الجنة فتناولت منها عنقودا ولو اخذته لاکلتم منها ما بقیت الدنیا (بخاری مسلم مشکوٰۃ شریف باب صلوٰۃ الخسوف صفحہ ۱۲۹)

''یعنی ہم نے اس گرہن کی نماز میں جنت کو دیکھا اور اس کا ایک خوشہ پکڑا۔ اگر ہم وہ خوشہ توڑ لیتے تو تم اس کو قیامت تک کھاتے رہتے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر جنت دیکھ لیتے ہیں اور اپنی اس مملوکہ و مقبوضہ جنت تک زمین سے کھڑے ہو کر ہاتھ مبارک پہنچا کر خوشہ توڑ کر غلاموں کو دنیا میں جنت کے پھل کھلا سکتے ہیں باقی ایسا نہ کیا اپنی مرضی سے نہ کیا۔ رب کی طرف سے تو کوئی رکاوٹ نہ تھی یہ ہے اختیار وقدرت وتصرف وملکیت وسلطنت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے حضور ﷺ کا تصرف واختیار وقدرت نمایاں ہے۔ یہاں سب معجزات کا حصر تو نہیں ہو سکتا۔ بطور اجمال بعض کا ذکر ہوتا ہے۔

۳۷۔ حضرت جابر کے طعام قلیل کو لعاب مبارک سے کثیر بنا دیا۔

۳۸۔ پیالہ میں ہاتھ مبارک رکھ کر پیالہ میں پانچ دریا بہا دیئے۔ (گویا کہ پیالہ مرکز پنجاب

رحمت(1) بنا ہوا تھا)

۳۹۔ کنوئیں میں تیر ڈال کر اس کا پانی بڑھا دیا۔

۴۰۔ ایک بڑھیا کے مشکیزہ سے سب کو سیراب کیا لیکن مشکیزہ ویسے کا ویسا بھرا رہا۔

۴۱۔ استنجا کرنے کے لئے درختوں کو پکڑ کر پردہ بنا دیا۔

۴۲۔ سرکش گھوڑے پر قدم رکھا ہمیشہ کے لئے وہ مطیع ہو گیا۔

۴۳۔ درخت نے جھک کر آپ پہ سایہ کیا۔

۴۴۔ سوکھی بکری کے تھنوں سے دودھ کے برتن بھر لئے۔

(حدیث نمبر ۳۷ تا ۴۴ از مشکوۃ شریف باب المعجزات)

۴۵۔ حضرت انس کے باغ میں قدم رکھا وہ سال میں دو دفعہ پھلنے لگا۔ (مشکوۃ باب الکرامات)

۴۶۔ حضرت عثمان نے حضور علیہ السلام سے جنت خریدی۔ **اشتری عثمان من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم الجنة ۔ راوی الحاکم وابن عدی وابن عساکر ۔**

۴۷۔ سورج پر حضور علیہ السلام کی حکومت، ایک دفعہ سورج غروب ہونے سے روک دیا (جب کہ معراج سے واپس تشریف لائے تھے) (شفا شریف جلد ا صفحہ ۲۴۰ نشر الطیب صفحہ ۶۰)

۴۸۔ نیز ایک دفعہ ایام خندق میں بھی سورج کو غروب سے روک دیا۔

(شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۳، صفحہ ۱۴)

۴۹۔ نیز طلوع سے روک دیا۔ (نسیم الریاض جلد ۳، صفحہ ۱۴)

۵۰۔ نیز غروب شدہ سورج کو واپس لوٹایا۔ (شفا شریف جلد ا صفحہ ۲۴۰، صحیح الطحاوی (مشکل الآثار، جلد ۲ صفحہ ۸ تا ۱۱۔ ۱۲ فیضی) **والقاضی عیاض واخرجه ابن منده وابن شاهین من حدیث اسماء وابن مردویه من حدیث ابی هریرة...... قال القسطلانی وروی الطبرانی ایضاً فی معجمه الکبیر باسناد حسن...... وروی الطبرانی ایضا فی معجمه الاوسط بسند حسن عن جابر** ۔ شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۱۳ وشرحہ للخفاجی صفحہ ۱۱۔ ۱۲ ج ۳ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۲)

۵۱۔ چاند پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت (چاند کو اشارے پر چلاتے تھے۔ کمامر۔ فیضی) دو دفعہ چاند کو انگلی سے چیر دیا (قرآن، صحیح بخاری، صحیح مسلم عن انس، البخاری ومسلم عن ابن مسعودٌ البیہقی عنہ وابو

1۔ انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

(اعلیٰ حضرت) ۱۲ ف

نعیم ایضا عنہ، الشیخان عن ابن عباس مسلم عن ابن عمر، البیہقی وابونعیم عن جبیر بن مطعم۔ ابونعیم عن ابن عباس۔ خصائص کبریٰ جلد ا، صفحہ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ شفا شریف جلد ا۔ صفحہ ۲۳۷)

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(اعلیٰ حضرت)

۵۲۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو چادر میں قوت حافظہ عطا فرما دی۔
(صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۲۲ الشیخان، خصائص جلد ا صفحہ ۷۳)

۵۳۔ حضرت عثمان بن ابی العاص کو لعاب مبارک اور سینہ پر ہاتھ مبارک رکھنے سے قوت حافظہ عطا فرما دی۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم، صفحہ ۴۰۰، ۴۰۱)

۵۴۔ کھجور کی ٹہنی کو تلوار بنایا۔ (خصائص جلد ا صفحہ ۲۱۷)

۵۵۔ حضرت قتادہ کی آنکھ جوڑ دی۔ (خصائص جلد ا، صفحہ ۲۰۴۔ ۲۱۷)

۵۶۔ حضرت ابوذر کی آنکھ درست کر دی۔ (خصائص جلد ا صفحہ ۲۱۸)

۵۷۔ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عصا منور کر دیا۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۸۰)

۵۸۔ حضور نے کوڑا منور کر دیا۔ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۸۰)

۵۹۔ حضور نے حمزۃ الاسلمی کی اُنگلیوں کو منور فرما دیا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۰)

۶۰۔ ابونعیم عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخرج، انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم پر تشریف لائے اور فرمایا۔ ان جبریل اتانی فبشرنی ان اللّٰہ ایدنی بالملائکۃ و آتانی النصر و جعل بین یدی الرعب و آتانی السلطان و الملک۔ الحدیث۔
(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۹۰)

"جبریل میرے پاس آئے اور مجھے خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے میری امداد کی اور مجھے نصرت عطا فرمائی اور میرے آگے رعب کیا اور مجھے سلطنت اور ملک عطا فرمایا۔"

اختیار فی التکوین میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحیح تابعداروں فرمانبرداروں کی زبان کن کی کنجی ہے اس سے بڑھ کر امور تکوینیہ میں اختیار کیا ہوگا؟

ملاحظہ ہو فرمانِ الٰہی، حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قولہ جل و علا فی بعض کتبہٖ " یا ابن آدمٰ انا اللّٰہ الذی لا الہ الا

انا اقول لشیء کن فیکون اطعنی اجعلک تقول للشیء کن فیکون" (فتوح الغیب شریف مقالہ نمبر ۴۶ صفحہ ۱۰۹ علی ہامش بہجۃ الاسرار شریف مطبوعہ مصر، شرح فتوح الغیب صفحہ ۸۷۔۱۰۰، مقالہ ۱۳۔۱۶)

"اللہ تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اے ابن آدم میں اللہ ہوں وہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، کسی چیز کے لئے کن فرماتا ہوں وہ ہو جاتی ہے تو میرا فرمانبردار بن جا۔ تجھے ایسا مقام عطا فرماؤں گا کہ تو بھی جب کسی چیز کے لئے کن کہے گا وہ فوراً ہو جائے گی۔"

نیز حضرت غوث اعظم اور شیخ محقق فرماتے ہیں رضی اللہ عنہما

(ثم یرد علیک التکوین) بعد ازاں رد کردہ مے شود برتو و سپردہ می شود بتو ہست کردن و پیدا گردانیدن کائنات و تصرف دادہ مے شود ترا در عالم بروجہ کرامت و خرق عادت (شرح فتوح الغیب صفحہ ۹۹۔۱۰۰)

"یعنی اے بندے جب تو مقام فنائیت میں پہنچے گا تو تجھ پر تکوین رد کی جائے گی یعنی فنائیت کے بعد موجود کرنا اور کائنات پیدا کرنا تیرے سپرد کر دیا جائے گا اور عالم میں تجھے تصرف کرنے کی طاقت دی جائے گی کرامات اور خرق عادت کے طور پر تو جہان میں تصرف کرے گا۔"

نیز رسالہ غوث الاعظم میں ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الفقیر الذی لہ امر فی کل شی کن فیکون۔ (شمائل الاتقیاء صفحہ ۷۱)

"یعنی فقیر وہ ہے جس کو ہر شئی میں کن فیکون حاصل ہو، یعنی جب جس چیز کے متعلق کہے کن (ہو جا) وہ فوراً ہو جائے۔"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ از عارف ہمچو کن است از پروردگار تعالیٰ وتقدس۔ اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۲۲۶، جواہر البحار جلد ۳، صفحہ ۲۶۲ عن الامیر عبدالقادر، مطالع المسرات صفحہ ۳۲۳، الکہف والرقیم صفحہ ۵)

اب چند حدیثیں ایسی ملاحظہ فرماویں جن میں امام الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین، مالکِ کون و مکان سید الانس والجان، مختار کل، فخر رسل، نائب اکبر اللہ الاکبر خلیفۂ اعظم مولائے اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کن کے

جلوے نظر آتے ہیں۔

۶۱۔ امام ابن سعد حضرت عمرو بن میمون سے راوی کہ مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر کو آگ میں ڈالا تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان پہ گذرے۔ حضور حضرت عمار کے سر پہ ہاتھ پھیرتے اور یوں فرماتے تھے:

يَنَارُ كُونِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ۔

(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۸۰)

''اے آگ عمار پر ایسی سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا جیسا کہ تو حضرت ابراہیم پہ ٹھنڈی ہوگئی تھی۔''

۶۲۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرمایا کہ حکم بن ابی العاص حضور بے عیب محبوب کے پاس بیٹھتا تو حضور جب کلام فرماتے تو حکم اپنا چہرہ بگاڑتا (تو ایک دن) حضور نے اُس سے فرمایا:۔

کن کذلک فلم یزل یختلج حتی مات اخرجه الحاکم وصححه والبیهقی والطبرانی (خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۷۹)

''ایسا ہی ہو جا تو مرتے دم تک اس کا چہرہ بگڑا رہا۔''

۶۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا، ایک مرد حضور کے پیچھے شکل بگاڑ کر آپ کی نقلیں اُتارنے لگا۔ کن فیکون کے مالک ﷺ نے فرمایا:

کذالک فکن ''ایسا ہی ہو جا۔''

تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا تو اس کو اس کے گھر اُٹھا لے گئے، دو ماہ تک بے ہوش رہا پھر جب اسے بے ہوشی سے افاقہ ہوا تو اس کا منہ ویسے ہی بگڑا ہوا تھا جیسا کہ نقل کے وقت تھا۔

(اخرجہ البیہقی، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۷۹)

۶۴۔ حکم بن عاص نے بطور استہزاء حضور کے چلنے کی نقل اتاری تو حضور مالک کن نے فرمایا:۔

کن کذلک فکان یرتعش حتی مات۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۹ عن الغزالی)

''ایسا ہو جا تو مرتے دم تک اس کو رعشہ رہا۔''

بخورد نزد آں حضرت مردے بدست چپ پس امر کرد بدست راست بخور گفت نمے توانم فرمود ہرگز نتوانی پس نتوانست برداشت دست راست را بسوئے دہان خود بعد ازاں اھ

(مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۴۳۹۔ للشیخ المحقق ومثلہ فی جواہر البحار۔ ۱۲ف)

۶۵۔ حضور مالک کل نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، اس کے والد نے حضور ﷺ سے کہا اسے برص کا مرض ہے حالاں کہ برص نہ تھا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

فلتکن کذلک فبرصت۔ (جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۱۹ عن الامام الغزالی)

''وہ برص والی ہو جائے تو وہ برص میں مبتلا ہو گئی۔''

۶۶۔ امام عبدالکریم جیلی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کا اسماء الٰہیہ سے ایک ایک اسم سے متصف ہونا ثابت کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

واما المصور فانه كان صلى الله عليه وسلّم متصفاً بذلك والدليل على ذلك قوله للاعرابى كن زيدا فاذا هو زيد۔

(جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۶۰)

''بہر حال اللہ تعالیٰ کا اسم مصور (تصویر بنانے والا) تو حضور ﷺ بے شک اس اسم سے بھی متصف تھے اور اس پر دلیل حضور ﷺ کا وہ قول ہے جو اعرابی کے لئے فرمایا (جو در حقیقت زید نہ تھا) کہ زید ہو جا تو وہ زید ہو گیا۔''

۶۷۔ راى النبى صلى الله عليه وسلّم راكبا من بعيد فقال له كن اباذر فكانه (جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۶۰)

''یعنی حضور ﷺ نے دور سے ایک سوار دیکھا تو اسے یہ حکم دیا کہ ابوذر ہو جا تو ابوذر ہی ہو گیا۔''

۶۸۔ اس قسم کے الفاظ صحیح مسلم میں بھی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس ایک مرد کو دیکھا تو فرمایا

كن ابا خيثمة فاذا هو ابو خيثمة الانصارى (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۶۱) وغير ذلك من الاحاديث الكثيرة۔

کیا خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے ؎

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اختتام احادیث پر پھر قرآن پاک کی ایک آیت سن لیجئے جس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ

کے بعض بندے جہان میں تصرف کرتے ہیں اور نظام عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (نازعات)

''قسم ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔''

یہاں مدبرات امر سے مراد فرشتے ہیں جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں (تفسیر معالم التنزیل جلد ۷ صفحہ ۱۷۰، تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۵۹۰، تفسیر خازن و مدارک جلد ۴ صفحہ ۳۴۹۔ ۳۵۰، مفردات امام راغب صفحہ ۱۶۴، تفسیر جلالین صفحہ ۴۸۸، تفسیر صاوی جلد ۴ صفحہ ۲۴۱، تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷۔ تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۸۶ مطبوعہ مصر۔ تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۳۱۰۔۳۱۱ عن علی وابی صالح ومجاهد وقتاده وعبدالرحمن بن سابط وابن عباس ۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۶۶ عن علی و مجاهد و عطاء وابی صالح والحسن وقتاده والربیع بن انس و اسدی رضی الله عنهم ۔ تفسیر ابن جریر جلد ۳۰ صفحہ ۲۰ تفسیر ابی سعود جلد ۸ صفحہ ۴۴۸ تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۴۸)(1) اتمام اللحجت ملاحظہ ہو اس آیت کی تفسیر میں مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔'' یا وہ فرشتے مراد ہوں جو عالم تکوین کی تدبیر پر مسلط ہیں۔'' حاشیہ نمبر ۷ صفحہ ۷۵۹ حدیث میں فرمایا القرآن ذو وجوه رواه ابونعيم عن ابن عباس مرفوعاً۔ قرآن شریف متعدد معنی رکھتا ہے، علماء کرام فرماتے ہیں قرآن کریم اپنے ہر معنی پر حجت ہے۔ اب ائمہ کرام کے دوسرے معنے ملاحظہ ہوں:۔

او صفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع من الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیه فتسبق الی خطائر القدس فتصیر لشرفها وقوتها من المدبرات ۔

(تفسیر بیضاوی صفحہ ۵۸۶۔ تفسیر مظہری جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۷) واللفظ لهما ونحوه فی تفسیر مفاتیح الغیب للرازی جلد ۸ صفحہ ۴۵۰۔۴۵۱۔ تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۵۹۰)

یا ان آیات میں اللہ عزوجل ارواح اولیائے کرام کا ذکر فرماتا ہے۔ جب وہ اپنے پاک مبارک

1۔ دا یمان آری بفرشتگان اللہ تعالیٰ کہ.......... متصرف اندر عالم باذن وے تعالیٰ (اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۴۰) ۱۲۔ فیضی

بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتے خطیر ہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی وطاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔"

شیخ محقق امام محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ اولیاء را (بعد از وصال) کرامات وتصرف در اکوان حاصل است وآن نیست مگر ارواح ایشاں راوارواح باقی ست

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۷۱۶)

اب تو بحمد اللہ یہ ثابت ہو گیا کہ اولیاء کرام بعد انتقال تمام عالم میں تصرف کرتے ہیں اور کاروبار جہان کی تدبیر کرتے ہیں۔ علامہ خفاجی عنایت القاضی و کفایة الراضی میں امام غزالی اور امام رازی سے اس معنی کی تائید نقل کر کے فرماتے ہیں۔

ولذا قيل اذا تحيرتم في الامور فاستعينوا من اصحاب القبور(1)

"یعنی اسی لئے فرمایا گیا کہ جب تم کاموں میں متحیّر ہو جاؤ تو مزارات والے اولیاء سے مدد مانگو"۔ (از افادات مجدد بریلوی رضی اللہ عنہ)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں (فرشتوں اور ولیوں) کے لئے عالم میں تصرف کرنا اور کاروبار جہان کی تدبیر کرنا ثابت ہے اور وہ شرک نہیں (حالاں کہ یہ صفت بھی بالذات اللہ تعالیٰ کی ہے قال تعالیٰ **يدبر الامر**) تو ان کے آقا ومولیٰ (جو ہر کمال کا مرکز ومصدر اور ہر نعمت کے قاسم ہیں) کے لئے یہ کمال ثابت ہو تو کیوں شرک لازم آتا ہے۔ شرک مقید بافراد وازمان وامکنہ نہیں ہوا کرتا شرک ہر مکان میں شرک ہی ہوگا۔ اور شرک ہر زمان میں شرک ہی ہوگا اور اگر بعض غیر اللہ کے لئے کسی کمال وصفت کا اثبات شرک نہیں تو غیر اللہ کے ہر فرد کے لئے اس کا اثبات شرک نہ ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ عدم ثبوت کی وجہ سے اس کے لئے ثابت نہ ہو بہر حال اگر بالفرض اثبات کیا جائے تو شرک ہرگز نہ ہوگا **فاحفظه فانه يفيدك في عدة مواضع**۔

اب حضور مالک کون ومکان متصرف ومدبر دو جہاں قاسم نعم رب رحمٰن کے مختار کل ہونے پر عبارات ائمہ ملاحظہ ہوں:۔

1۔ قول بزرگیست (فتاوی عزیزی جلد ا۔ صفحہ ۱۲۱   ۱۲ف

وقد ورد في الحديث اذا تحيرتم في الامور فاستعينوا من اهل القبور"۔ ذكره الكاشفي في الرسالة العلية وابن الكمال في الاربعين حديثا۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۲۳۔ زیر آیت وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا صفحہ ۷۰۶۔ زیر آیت قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى۔ ۱۲ منہ

فضیلت وخصوصیت نمبر ۵۰ یعنی مسئلہ مختار کل سید رُسل کے اثبات کے لئے عبارات ائمہ کرام وعلماء عظام:۔

۱۔ حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی(1) (متوفی ۵۰۵ھ) رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ:۔

خاتم الحفاظ امام جلال الملت والدین متوفی ۹۱۱ھ ارقام فرماتے ہیں:۔

وکان یحمی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم بقطع الاراضی (ھذا لفظ الخصائص وفی الجواھر وکان صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یقطع الاراضی الخ۔ف) قبل فتحھا لان اللّٰہ تعالیٰ ملکہ ایاھا یفعل فیھا ما یشاء وقد اقطع تمیم الداری وذریتہ قریۃ ببیت المقدس قبل فتحہٖ وھی فی ید ذریتہٖ الی الیوم واراد بعض الولاۃ التشویش علیھم فافتی الغزالی بکفرہ قال لان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کان یقطع ارض الجنۃ فارض الدنیا اولٰی۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲۔ جواہر البحار جلد ۱۔صفحہ ۳۳۸ عنہ۔ ونقلہ الامام القسطلانی فی المواھب وزاد الزرقانی فی شرحہٖ ما بین القوسین (الغزالی الفیضی) انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کان یقطع ارض الجنۃ۔ (ما شاء لمن یشاء) فارض الدنیا اولٰی (ونقلہ عن الغزالی ابن العربی فی القانون واقر وافتی بہ السبکی ایضا روی الشافعی والبیھقی عن طاوس مرسلا عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم عادی الارض للّٰہ ولرسولہ(2) ثم لکم من بعد...... المراد ھنا (من عادی الارض۔ ف) الارض غیر المملوکۃ الآن زرقانی علی المواہب جلد ۵۔ صفحہ ۲۴۲

''یعنی ارض دنیا اور ارض جنت کے مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین فتح ہونے سے پہلے جس کے نام چاہتے الاٹ کردیتے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام زمین کا مالک بنا دیا

1۔ جن کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی تفسیر وتائید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کیا اور غزالی پر فخر کیا۔ جواہر البحار، جلد ۲ صفحہ ۲۱۹ عن الامام الخفاجی شرح للشفا جلد ۴ صفحہ ۴۹۴ نبراس صفحہ ۳۸۸۔ شمائم امدادیہ صفحہ ۳۴ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۰۷ زیر آیت وَلِیَ فِیْھَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی نیز مدح غزالی ''تعریف الاحیاء'' علی ھامش الاحیاء اور جامع کرامات جلد ۱ صفحہ ۱۸۰۔۱۸۱ میں ملاحظہ ہو۔ ۱۲ منہ

2۔ عن ابی ھریرۃ مرفوعاً اعلموا ان الارض للّٰہ ولرسولہٗ' متفق علیہ، مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۵۔ ۱۲ منہ

ہے۔اس ارض دنیا میں جس طرح چاہیں تصرف کریں اور بے شک حضور ﷺ نے بیت المقدس میں ایک بستی فتح ہونے سے پہلے حضرت تمیم داری اوران کی اولاد کے نام جاگیر کردی۔وہ بستی آج تک ان کی اولاد کی ملکیت وقبضہ میں چلی آتی ہے۔بعض حاکموں نے اس بستی کی ملکیت میں ان کی اولاد پر تشویش کاارادہ کیا تو امام غزالی نے اس حاکم پر کفر کا فتویٰ دیا۔فرمایا کہ حضور علیہ والسلام جنت کی زمین جس کے نام چاہتے جاگیر کردیتے تو دنیا کی زمین بطریق اولیٰ (جس کے نام چاہیں الاٹ کردیں)''

۲۔ قال الغزالی فی الاحیاء لاجل اجتماع النبوۃ والملک والسلطنۃ لنبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کان افضل من سائر الانبیاء فانہ اکمل اللّٰہ تعالیٰ بہ صلاح الدین والدنیا۔

(خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۲۔صفحہ ۱۹۴۔جواہر البحار جلد ۱۔صفحہ ۲۹۰ عنہ)

''یعنی امام غزالی نے احیاء العلوم میں فرمایا۔چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبوت، ملک اور سلطنت کے جامع ہیں اسی لئے باقی سب انبیاء سے افضل ہیں۔بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے واسطہ اور وسیلہ سے دین ودنیا کی صلاح مکمل فرمائی''۔

۳۔شیخ الاسلام امام بوصیری رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۹۵۔۶۹۴ھ) فرماتے ہیں:

فان من جودک الدنیا وضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم(1)

یعنی دنیا وآخرت (کی ہر نعمت) یارسول اللہ! آپ کے خوان سخاوت سے ایک ذرہ ہے اور لوح وقلم کا سارا علم آپ کے علوم غیر متناہی یعنی لایقف عند حد سے ایک قطرہ ہے''۔

(نوٹ:۔ یہ قصیدہ حضور کی بارگاہ میں مقبول ومنظور ہو چکا ہے (شرح للباجوری وخالد صفحہ ۴۔۵)
تھانوی صاحب کے نزدیک بھی قصیدہ بردہ شریف مستند ہے۔(نشر الطیب صفحہ ۳۔۴)

۴۔امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۹۲۳ھ) مواہب میں اور علامہ زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ) اس کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

ھو صلی اللّٰہ علیہ وسلّم خزانۃ السر (ای محل لاسرارہٖ تعالیٰ وکمالاتہٖ) وموضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ولا ینقل خیر الا عنہ۔

الابابی من کان ملکا وسیدا وآدم بین الماء والطین واقف

1۔ نیز فرمایا
وکلھم من رسول اللّٰہ ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الدیم (قصیدہ بردہ) ۱۲ف

اذا رام امرا لایکون خلافہ ولیس لذاک الامر فی الکون صارف

(مواہب وزرقانی جلدا۔صفحہ ۲۸۔۲۹)البیتین فتوحات مکیہ باب ۱۲۔صفحہ ۱۸۵۔جواہرالبحار جلدا۔ صفحہ ۱۱۳۔۱۱۴عنہ جواہرالبحار جلد ۲۔صفحہ ۳۔۴،عن المواہب۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ راز الٰہی اور جائے نفاذ امر ہیں۔کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ علیہ وسلم خبردار ہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ اور سردار ہیں اُس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی آب وگل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا۔تمام جہان میں کوئی ان کے حکم کو پھیرنے والا نہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم"۔

کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں:۔

ما اری ربک الا یسارع فی ھواک۔

"یارسول اللہ ﷺ میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش کے پورا کرنے میں جلدی کرتا ہوا"۔

(رواہ البخاری جلد ۲۔صفحہ ۷۰۶۔۷۶۶)مسلم جلدا صفحہ ۴۷۳ والنسائی جلد ۲۔صفحہ ۵۵ طبع نور محمد۔ذکر امر رسول اللہ فی النکاح الخ وجلد ۲۔صفحہ ۶۷ مطابق مطبع رحیمیہ۔مشکوٰۃ شریف جلد ۲۔صفحہ ۲۸۱۔

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں ے دہد حق آرزوے متقین

(مثنوی شریف صفحہ ۴۔و۴)

۵۔علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

فجعلہ حاکمًا فی خلقہٖ (زرقانی جلد ۶۔صفحہ ۵۳)

"اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم مقرر کیا"۔

۶۔امام حافظ ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوفی ۹۷۳ھ۔۹۷۴ھ۔۹۷۵ھ فرماتے ہیں:۔

انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم خیفۃ اللّٰہ الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ طوع یدیہ وتحت ارادتہٖ یعطی منھما من یشاء و یمنع من یشاء۔ (الجواہر المنظم ،صفحہ ۴۲)

"بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم عزوجل کے خلیفہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی

نعمتوں کے خوان حضور کے دست رحمت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم وزیر ارادہ و اختیار کر دیئے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے''۔

اس موضوع پر شیخ المحدثین سند المحققین مجدد مائتہ حادی عشر برکتہ رسول اللہ فی الہند شیخ محمد عبدالحق محدث محقق دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاعنا کے جواہر کثیرہ سے بعض جواہر پارے:۔

۷۔ سرورِ انبیاء و امام و اولیاء و مفخر رسل و اُستادِ کل معدن علوم اوّلین و آخرین منبع فیض انبیاء و مرسلین واسطہ ہر فضل و کمال و مظہر ہر حسن و جمال ہم شاہد ہم مشہود و ہم وسیلہ و ہم مقصود۔

(مدارج شریف جلد ا۔ صفحہ ۳)

۸۔ وازاں جملہ آنست کہ دادہ شدہ آں حضرت راصلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح خزائن و سپردہ شد بوے وظاہرش آنست کہ خزائن ملوک فارس و روم ہمہ بدست صحابہ اُفتادہ باطنش آں کہ مراد خزائن اجناس عالم است کہ رزق ہمہ در کف اقتدار وے سپرد و قوت تربیت ظاہر و باطن ہمہ بوے داد۔ چناں کہ مفاتیح غیب در دست علم الٰہی است نمید اند آں را مگر وے مفاتیح خزائن رزق و قسمت آں در دست ایں سید کریم نہادند قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا قاسم و المعطی ھو اللّٰہ مدارج النبوۃ شریف جلد ا۔ صفحہ ۱۲۰ ونحوہ فی المواہب وجواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۳ عنہ

''یعنی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص اور فضائل سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور ﷺ کو دی گئیں اور آپ کے سپرد کی گئیں۔ اس (حدیث) کا ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ فارس اور روم کے بادشاہوں کے خزانے صحابہ کے ہاتھ آئے۔ اور اس کا باطنی مطلب یہ ہے کہ اس سے تمام عالم (جہان) کی ہر جنس کے خزانے مراد ہیں۔ اس طرح کہ سب کا رزق حضور کے طاقت ور ہاتھ کے سپرد کیا اور ظاہر و باطن کی تربیت کی قوت حضور کو عطا کی جیسا کہ مفاتیح غیب علم الٰہی کے دست قدرت میں ہیں (جس کے لئے چاہے کھولے چاہے نہ کھولے) ان مفاتیح غیب کو (ذاتی طور پر) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (اسی طرح) رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور اس کی تقسیم اس سید کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک میں رکھ دی۔ حضور ﷺ کا ارشاد: میں ہی (ہر شے) تقسیم فرماتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی (ہر شے) عطا فرماتا ہے''۔

احادیث عطائے مفاتیح اور احادیث قاسمیت کے صحیح مطلب سمجھنے کے لئے معترضین (فریق مخالف) شیخ محقق محدث دہلوی کی اس عبارت کو بار بار دیکھیں۔ ع

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

۹۔ بود آں حضرت کہ تصرف مے کرد درایشاں ومی گردانید۔ غنی رافقیر و مے ساخت شریف را برابر وضیع...... داد خدائے تعالیٰ عزت وقدرت ومکنت ومدد ونصرت وقوت اختیار اولا دالله سوگند بخدائے کہ مسخر گرادنید اورا ایں ہمہ امور شک نمی کند دریں ہیچ عاقلے۔

(مدارج النبوۃ جلد ا۔ صفحہ ۱۷۴۔ نحوہ فی المواھب وعنہ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ٦)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان میں تصرف کرتے تھے غنی کو فقیر کر دیتے اور شریف کو وضیع (ادنیٰ) بنا دیتے...... اللہ تعالیٰ نے حضور کو اتنی عزت، قدرت، طاقت، مدد، نصرت، قوت اور شکوت عطا فرمائی کہ سب سے حضور ﷺ کا کام نمبر لے گیا اور سب سے حضور ﷺ کا اختیار بڑھ گیا۔ اللہ کی قسم یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے مسخر اور تابع کر دی تھیں اس میں کوئی عاقل شک نہ کرے گا''۔

۱۰۔ ہم چناں کہ حیوانات ہمہ مطیع ومنقاد امر آنحضرت بودند نباتات نیز در حیطہء فرمانبرداری وطاعت وے بودند (مدارج النبوت جلد ا۔ صفحہ ۱۹۳)

''جس طرح حیوانات (جاندار اشیاء) سب کے سب حضور (حاکم مطلق) کے حکم کے مطیع اور فرمانبردار تھے۔ نباتات (اُگنے والی چیزیں) بھی آپ کی فرمانبرداری اور طاعت کی دائرے میں تھیں (حیوانات پر بھی آپ کی حکومت اور نباتات پر بھی آپ کی حکومت) صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وصحبہٖ بقدر تصرفہٖ و نفاذ امرہٖ وسلم''

۱۱۔ ہم چناں کہ نباتات را منقاد و مطیع امر وے صلی اللہ علیہ وسلم ساختہ بودند جمادات نیز ہمیں حکم دارند۔

(مدارج شریف جلد ا۔ صفحہ ۱۹۴)۔

''جس طرح نباتات کو حضور کے حکم کا فرماں بردار اور مطیع بنایا ہوا تھا۔ جمادات (وہ چیزیں جن میں حس وحرکت اور نشو ونما کی قوت نہیں جیسا کہ پتھر وغیرہ) بھی یہی حکم رکھتی ہیں۔ یعنی نباتات اور جمادات سب پر حضور کی حکومت جاری وساری ہے''۔ یہ ہے سلطنت مصطفیٰ فی کل الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۲۔ وکنیتہ ابو القاسم لانہ یقسم الجنۃ بین اھلھا

(مدارج شریف جلد ا، صفحہ ۲٦٦۔ سطر ۲)

''یعنی حضور کی کنیت ابو القاسم تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ چونکہ مستحقین میں قاسم جنت ہیں بہشت تقسیم فرماتے ہیں''۔

۱۳۔ تصرف وے صلی اللہ علیہ وسلم بتصرف الٰہی جل جلالہ وعم نوالہ زمین وآسمان را شامل است بلکہ تمامتہ شراب ہا وطعام ہائے دنیا وآخرت وارزاق حسی وروحانی ونعمت ہائے ظاہری وباطنی بواسطہ وطفیل

آں حضرت است۔

"یعنی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصرف زمین اور آسمان کو شامل ہے بلکہ دنیا اور آخرت کے ہر قسم کے شراب اور طعام اور حسی و روحانی رزق اور ظاہر و باطنی نعمتیں حضور ﷺ کے طفیل اور واسطہ سے ہیں"۔

ع آخر اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردہ تست

"اے بادِ صبا یہ سب کچھ تیرا ہی لایا ہوا ہے"۔

بیت

شکر فیض تو چمن چو کند اے ابر بہار که اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست

"چمن تیرے فیض کا شکر کس طرح کرے اے ابر بہار کیونکہ کانٹا اور پھول سب تیرے ہی پروردہ ہیں"۔

وانشد الشیخ العالم العارف محمد البکری قدس سرہٗ شیخ عالم عارف بکری قدس سرہ نے پڑھا:

نظم

ما ارسل الرحمٰن او یرسل
من رحمة یتصعد او یتنزل
فی ملکوت اللّٰہ او ملکہ
من کل ما یختص او یشمل
الا وطه المصطفےٰ عبده
ونبیه المختار المرسل
واسط فیها واصل لها
یعلم هذا کل من یعقل

اللہ تعالیٰ نے جو رحمت بھیجی ہے یا بھیجتا ہے یا بھیجے گا۔ اور جو رحمت چڑھتی ہے یا نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ملک اور ملکوت میں جو جس کو ملتا ہے۔ اس میں اصل اور واسطہ حضور ہی ہیں۔ ہر عاقل اس بات کو جانتا ہے"۔ (مدارج شریف جلد ۱۔ صفحہ ۴۱۱۔ مطالع المسرات صفحہ ۲۶۲ تحت درود و خزائن رحمتک جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۹۹)

۱۴۔ روح آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم در آں عالم مربی ارواح انبیاء و مفیض علوم الٰہیہ بود برایشاں (مدارج شریف جلد ۲۔ صفحہ ۳)

"عالم ارواح میں حضور کی روح مبارک ارواح انبیاء کی مربی (پرورش کرنے والی تھی) اور ان پر علوم

الٰہیہ کے فیضان کرنے والی تھی''۔

۱۵۔تصرف وقدرت سلطنت وے صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ براں بود و ملک وملکوت جن وانس وتمامۂ عوالم بتقدیر وتصرف الٰہی عز وعلا درحیطۂ قدرت وتصرف وے بود۔(اشعۃ اللمعات جلدا۔صفحہ ۴۳۲)

حضور ﷺ کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور سلطنت سے زیادہ تھی۔ ملک اور ملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب بلکہ کل ماسوی اللہ) جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالیٰ کے تابع کردینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف اور قدرت کے احاطہ میں تھے (اور ہیں)''

نیز حضرت شیخ محقق، شیخ اجل اکرم اوحد محمد البکری المصری رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل:

۱۶۔آنحضرت متولی امور مملکت الٰہیہ وگماشتہ درگارہ عزت بود کہ تمامہ امور احکام کون ومکان بوے مفوض بود کدام دائرۂ مملکت واسع تر از مملکت وسلطنت وے نبود۔(اشعۃ اللمعات جلدا۔صفحہ ۶۴۴)

''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مملکت خداوندی کے امور (کاروبار) کے متولی تھے (اور ہیں) اور بارگاہِ خداوندی کے (مختار عام) مقرر تھے (اور ہیں) اس طرح کہ تمام امور اور کون ومکان کے احکام حضور کے سپرد تھے۔(اور ہیں) حضور کی مملکت اور سلطنت سے کسی مملکت کا دائرہ وسیع نہ تھا (اور نہ ہے)''

سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ علی ذالک صلی اللّٰہ علیہ وسلّم بقدر وسعۃ تصرفہ ومملکتہ۔

۱۷۔نیز شیخ محقق حدیث عادی الارض للہ ورسولہ ثم ھی لکم منی(1) کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:۔

زمین قدیم......مر خدای راست ورسول خدای راپستر آں زمین مر شمار است از من۔یعنی من تصرف مے کنم دارں بہروجہ کہ مے خواہم ومی بخشم ہر کرا کہ میخواہم وظاہر آں بود کہ گفتہ شود منی ومن اللّٰہ۔ زیرا کہ ہمہ از خدا است وخدا در ہمہ جا پیغمبر خود را تصرف دادہ است

(اشعۃ اللمعات جلد۳۔صفحہ ۶۷۔نحوہ فی المرقات جلد ۳۔صفحہ ۳۷۱)

''(حضور نے فرمایا ہے) قدیم زمین اللہ اور رسول کی ملکیت ہے۔ پھر وہ زمین میری طرف سے تمہارے لئے ہے۔یعنی میں اس زمین میں جس طرح چاہتا ہوں تصرف کرتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں بخشتا ہوں اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کہا جاتا صرف منی کے بجائے ''منی ومن اللّٰہ'' ہوتا یعنی پھر وہ

1۔مشکوٰۃ صفحہ ۲۵۹ باب احیاء الموات الخ۔۱۲ منہ

زمین میری اور اللہ کی طرف سے تمہیں عطا ہوئی تمہاری ملکیت ہے، اس لئے کہ ہر چیز (کی عطا) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ میں اپنے رسول کو تصرف عطا فرمایا ہوا ہے"۔

۱۸۔وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ مطلق ونائب کل جناب اقدس است مے کند و مے دہد ہر چہ خواہد باذن وے

فان من جودک الدنیا وضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم

(اشعۃ اللمعات جلد ۴۔ صفحہ ۳۱۵)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں (چونکہ ماذون من اللہ ہیں) یارسول اللہ دنیا اور آخرت کی ہر نعمت آپ کے جود لامحدود سے کچھ حصہ ہے اور آپ کے علوم کثیرہ سے لوح وقلم کا علم بعض حصہ ہے"۔

۱۹۔وجود شریف وے پشت و پناہ عالمیان ست صلی اللہ علیہ وسلم۔

(اشعۃ اللمعات۔ جلد ۴۔ صفحہ ۴۷۲)

۲۰۔قدرت وقوت تصرف پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم در کائنات وقرب وعزت او در حضرت صمدیت بیش ازاں (از قدرت وتصرف سلیمان علیہ السّلام) بود۔ دریں قوت وتصرفات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راتمام بود۔ (شرح سفر السعادت صفحہ ۴۴۲ للشیخ المحقق)

"ہمارے نبی کی قدرت اور کائنات میں تصرف کی قوت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت اور قرب، سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور تصرف اور عزت سے زیادہ تھی اور یہ قوت اور تصرفات حضور کو مکمل اور علی وجہ الاتم حاصل تھے۔

۲۱۔چوں روح مقدس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جان ہمہ عالم ست باید کہ در ہمہ اجزائے عالم متصرف باشد۔ (اخبار الاخیار للشیخ المحقق صفحہ ۲۵۵۔ اخبار میر سید عبد الاوّل)

"یعنی حضور کی روح مقدس تمام جہان کی جان ہے تو اس کا تمام اجزائے عالم میں متصرف ہونا مسلم ہے"۔

۲۲۔ملک مملکت احدیت۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (اخبار الاخیار للشیخ۔ صفحہ ۴)

۲۳۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا...... ای نورث تلک الجنة محمدًا صلی الله علیه وسلّم ویعطی من یشاء ویمنع عمن یشاء وهو السلطان فی الدنیا والآخرة فله الدنیا وله

الجنة وله المشاهدات صلی اللہ علیہ وسلّم۔ (اخبار الاخیار صفحہ ۲۱۶۔ للشیخ از شیخ عبدالوھاب بخاری متوفی ۹۳۲ھ)

''یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اُسے بناتے ہیں جو متقی ہوا۔ (قرآن) یعنی ہم اس جنت کا وارث محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو بناتے ہیں۔ پس ان کی مرضی جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جس سے چاہیں منع کریں۔ دنیا اور آخرت میں وہی سلطان ہیں۔ انہیں کے لئے دنیا ہے اور انہیں کے لئے جنت (دونوں کے مالک وہی ہیں) اور انہیں کے لئے مشاہدات ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلّم۔

۲۴۔ امام محدث محمد عبدالرؤف المناوی (المتوفی ۱۰۳۱ھ)

حدیث: اعطیت مفاتیح خزائن الارض کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

المراد خزائن العالم باسره لیخرج لهم بقدر ما یستحقون فكما ظهر فی ذلک العالم فانما یعطیه الذی بیده المفتاح باذن الفتاح وكما اختص سبحانه بمفاتیح علم الغیب الكلی فلا یعلمها الا هوخص حبیبه باعطاء مفاتیح خزائن المواهب فلا یخرج منها شیء الا علی یده صلی اللّٰه علیه وسلّم۔

(فیض القدیر جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۲ اعنہ)

''یعنی حدیث شریف میں جن خزانوں کی چابیوں کی عطا کا ذکر ہے ان سے تمام جہان کے تمام خزانے مراد ہیں تاکہ حضور ﷺ ان لوگوں کو بقدر استحقاق عطا فرمائیں تو جو چیز جب اس جہان میں ظاہر ہوتی ہے سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا وہی فرماتے ہیں جن کے ہاتھ کنجی ہے (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) جیسا کہ اللہ تعالیٰ علم غیب کلی کی کنجیوں سے مختص ہے کہ اُس کے سوا (ذاتی طور پر) کوئی ان کو نہیں جانتا۔ اپنے حبیب کو بخششوں کے خزانوں کی کنجیوں کی عطا سے خاص فرمایا تو اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے کوئی چیز کسی کو نہیں ملتی مگر حضور ﷺ کے ہاتھ ہی سے ملتی ہے''۔

نیز امام مناوی فرماتے ہیں:۔

۲۵۔عوض التصرف فی خزائن السماء برد الشمس بعد غروبها وشق القمر و رجم النجوم واخترق السموات وحبس المطر و ارساله وارسال الریاح وامساكها وتظليل الغمام وغير ذلک من الخوارق۔ (فیض القدر جلد ۱۔ صفحہ ۱۴۸ ونحوه علی هامش السراج

المنیر جلد ا۔ صفحہ ۴۶۔ للحفنی)

"یعنی حضور ﷺ کو آسمانوں کے خزانوں میں تصرف ملا جیسے غروب شدہ سورج کو رد کرنا۔ چاند چیرنا، رجم نجوم، آسمانوں کو چیرنا، بارش روکنا اور برسانا، ہوائیں چلانا اور اُن کا روکنا، ابر کا سایہ کرنا اور اس کے علاوہ جو خوارق ہیں"۔

امام ربانی عارف شعرانی متوفی ۹۷۳ھ خاتم الحفاظ امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ سے ناقل:

۲۶۔ وكان صلى الله عليه وسلّم يقطع الاراضى قبل فتحها لان اللّٰه ملكه الارض كلها وله ان يقطع ارض الجنة من باب اولٰى صلى الله عليه وسلّم ۔ (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۰)

"حضور ﷺ زمینوں کو فتح ہونے سے پہلے (جس کے نام چاہتے) الاٹ کر دیتے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ساری زمین کا مالک بنا دیا تھا۔ اور حضور ﷺ کو بطریق اولیٰ اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ جنت کی زمین (جس کو چاہیں) جاگیر کر دیں"۔

۲۷۔ امام قسطلانی اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں:۔

وفى هذا الحديث (قال انس فما يشير صلى الله عليه وسلّم بيده الى ناحية من السماء الا تفرجت رواه الشيخان) دليل عظيم على عظم معجزاته عليه الصلوٰة والسّلام وهو ان سخرت السحاب له كلما اشار اليها امتثلت امره بالاشارة دون الكلام۔

(زرقانی جلد ۸۔ صفحہ ۵۶۔ ۵۸۔ ونحوہ فی فتح الباری)

"اور اس حدیث میں (کہ حضور ﷺ نے ابر کو اشارے سے ہٹا دیا، حضور ﷺ کے معجزات کی عظمت پر دلیل عظیم ہے اور وہ یہ کہ ابر حضور ﷺ کے لئے مسخر کر دیا گیا۔ آپ جب اس کی طرف اشارہ فرماتے وہ فوراً حکم بجالاتا صرف اشارہ سے بغیر کلام کئے"۔

۲۸۔ امام عارف عبد الکریم فرماتے ہیں:۔

فی کل وقت للامور مدبر قطب علیه مدار امر ملزم
مستخلف لله فی ارض له جاء ته تلک وراثة عن آدم
خلفاء حق للاله بملکہ یقضون ما یبغونه بتحلم
اوتوا مقالید السموات والعلا والملک والملکوت حقا فاعلم
فهم الملوک ومن سواهم اعبد لهم علی المخلوق کل تحکم
نفذت اوامرهم علی کل الوریٰ من غیر ما نقض وغیر تلوم
لا یسئلون اذا اتوا فعلا ولا یعصون امرا معقبا متندم

انه علیه الصلوٰة والسّلام الراعی الاعظم
المتصرف والمتخلف علی تدبیر العالم

(جواہرالبحار، جلد ۴، صفحہ ۲۴۹)

۲۹۔ نیز فرمایا:

هوالعاقب الماحی الذی عم فضله جمیع البرایا من عدو و صاحب
اتی آخرا ان السلاطین یا فتی یکونون حقآ آخرا فی المواکب
فکل الوریٰ للهاشمی رعیة نعم وهو راعی شرقها والمغارب
الیه مقالید الامور جمیعها بدنیا واخریٰ وهو معطی المآرب

(جواہرالبحار، جلد ۴، صفحہ ۲۴۹۔ ۲۵۰)

۳۰۔ لانه علیه الصلوٰة والسّلام روح العالم المدبرة له والمتصرفة فیه۔ (جواہرالبحار، جلد ۴۔ صفحہ ۲۶۹)

حضور عالم کی وہ روح ہیں جو اس کی مدبر ہے اور اس میں متصرف ہے۔

۳۱۔ اعطاه علیه الصلوٰة والسّلام رتبة الفاعلیة بان جعله خلیفة متصرفا فی الوجود العینی معطیا لکل من الوجود العینی فی العالم کماله فالروح المحمدی هو المظهر الرحمانی الذی استوی علی العرش فتعم رحمته علی العٰلمین کما قال تعالیٰ وَ مَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (جواہرالبحار، جلد ۴ صفحہ ۲۷۱)

"اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو رتبہ فاعلیت عطا فرمایا اس طرح کہ ان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ وجود

عینی میں ان کو متصرف کیا۔ عالم میں ہر وجود عینی کو کمال عطا کرنے والا بنایا۔ روح محمدی مظہر ربانی ہے جو عرش پر مستوی ہے۔ ان کی رحمت عالمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحم کرنے والا سب جہان والوں پر"۔

۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ نیز ملاحظہ ہو جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۷۸۔ ۷۹ عن ابی نعیم۔ اعطی مفاتیح خزائن الارض ۔ فتوحات ۔ باب ۶۵۔ صفحہ ۴۱۶۔ جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۰۔ فهو الملک والسید......انه ملک وسید علی جمیع بنی آدم......فهو الحاکم غیبًا وشهادةً......جنس الانسان وهو الخلیفة علی هذه المملکة۔ جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۱۱۲۔ ۱۱۳ عن الشیخ الاکبر تظهر فی هذه المرتبة (آدم فمن دونه تحت لوائی) خلافة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم علی الجمیع۔ فتوحات مکیہ باب ۷۵ (جواہر البحار جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۵ عنہ)

۳۶۔ شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقدس سرہٗ متوفی ۸ ۶۳ھ فرماتے ہیں:

اخبر صلی اللّٰه علیه وسلّم انه اعطی مفاتیح الخزائن وهی خزائن اجناس العالم لیخرج لهم بقدر ما یطلبونه بذواتهم وما اعطیها صلی اللّٰه علیه وسلّم حتی کان فیه الوصف الذی یستحقها به ولهذا طلب یوسف علیه سلام من الملک صاحب مصر ان یجعله عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ لانه حفیظ علیم لیفتقر الکل الیه فتصح سیادته علیهم واخبر بالصفة التی یستحق من قامت به هذا المقام فقال اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ حفیظ علیها فلا یخرج منها الا بقدر معلوم کما انه سبحانه وتعالیٰ یقول وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ فاذا کانت هذه الصفة فی من کان ملک مقالیدها ثم قال بعد قوله حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ اخبرانه علیم بحاجة المحتاجین لما فی هذه الخزائن التی خزن فیها ما به قوامهم علیهم بقدر الحاجة۔

فلما اعطی صلی اللّٰه علیه وسلّم مفاتیح خزائن الارض علمنا انه حفیظ علیم فکل ما ظهر من رزق العالم فان الاسم الالهی لا یعطیه الا عن امر محمد صلی اللّٰه علیه وسلّم الذی بیده المفاتیح کما اختص الحق بمفاتیح الغیب لا یعلمها الا هو واعطی هذا السید منزلة الاختصاص باعطائه مفاتیح الخزائن۔

(فتوحات مکیہ باب ۳۳۷۔صفحہ ۱۸۶ وعنہ جواہر البحار جلد ا۔صفحہ ۱۳۳)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ مجھے تمام خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ان خزانوں سے اجناس عالم کے خزانے مراد ہیں تا کہ ان کے لئے بقدرِ طلب ان کو عطا فرمائیں اور حضور کو خزائن کی یہ کنجیاں نہ دی گئیں مگر اس وصف سے عطا ہوئیں کہ جس کی وجہ سے آپ اس عطیہ کے مستحق تھے اور اسی لئے یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے یہ طلب کیا کہ مجھے خزائن ارض کا متولی بنا دے کیونکہ میں حفیظ وعلیم ہوں تا کہ کل ان کی طرف محتاج ہوں اور آپ کی سرداری ان پر صحیح ہو اور اس صفت کی بھی خبر دی کہ جس کی وجہ سے وہ اس کے مستحق ہیں۔چنانچہ فرمایا میں حفیظ وعلیم ہوں محافظ ہوں بقدر معلوم ہی نکلے گا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم بقدر معلوم اسے نازل فرماتے ہیں۔پس جب کہ یہ صفت ہے اس کی جو ان خزائن کی کنجیوں کا مالک ہے پھر فرمایا حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ اس میں اس بات کی خبر دی کہ وہ محتاجوں کی اس حاجت کو جانتا ہے جو ان خزائن میں ہے وہ خزائن کہ ان کا قوام ہے اور علیم یعنی بقدر حاجت کو جانتا ہے۔تو جب زمین کے خزانوں کی کنجیاں حضور کو عطا کی گئیں۔ہم نے جان لیا کہ حضور بھی حفیظ اور علیم ہیں تو جو کچھ بھی رزق عالم سے ظاہر ہوتا ہے اسم الٰہی وہ عطا نہیں کرتا مگر حضور کے حکم سے۔صلی اللہ علیہ وسلم کہ جن کے ہاتھ میں کنجیاں ہیں جیسا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ مفاتیح غیب سے مختص ہے (ذاتی طور پر) ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اس مولیٰ نے اس سید کریم کو خزانوں کی کنجیوں کی عطا سے مختص فرمایا۔

۳۷۔امام شعرانی اپنے شیخ علی الخواص سے ناقل رحمہما اللہ تعالیٰ:

وما بقی (باب) مفتوحا الا باب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم فانزل کل شیء توجه به الناس الیک برسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه

وسلّم فانه شیخ الناس کلهم وحکم الخلق کلهم بالنسبة الیه کالعبید والغلمان الذین فی خدمته فهو یحکم بینهم فیما فیه یختلفون واللّٰه اعلم (درر الغواص، جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۵۲ عنہ)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازہ کے علاوہ کوئی دروازہ کھلا نہیں ہر اس چیز کو حضور ﷺ کے توسط سے نازل کر کہ جس کے سبب لوگ تیری طرف متوجہ ہوئے حضور ﷺ تمام لوگوں کے شیخ ہیں۔ سب مخلوق حضور ﷺ کی بہ نسبت ان عبدوں اور غلاموں کی طرح ہے جو ان کی خدمت میں ہیں۔ حضور ﷺ ان کے ہر مختلف معاملہ میں حکم ہیں۔ وہی فیصلہ فرمائیں گے۔

۳۸۔ امام مناوی فرماتے ہیں:

فانه علیه الصلوٰة والسّلام انقذک وانقذ اباک من النار............ انه علیه الصلوٰة والسّلام الواسطة لکل فیض۔

"حضور ﷺ نے تجھے اور تیرے باپ کو آگ (جہنم) سے نجات دی۔ حضور ﷺ ہر فیض کے لئے واسطہ ہیں"۔ (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۴۱)

۳۹۔ وهو علیه الصلوٰة والسّلام واسطة کل فیض۔

حضور ﷺ ہی ہر فیض کا واسطہ ہیں۔ (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۰) عن الامام المناوی۔

۴۰۔ (حضور) الخلیفة الاکبر الممد لکل موجود (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۵ عن الامام المناوی)

"حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب وخلیفۂ اکبر ہیں۔ ہر موجود کے آپ ہی ممد ومعاون ہیں"۔

۴۱۔ مجدد سرہندی فرماتے ہیں:

ویکون وصول احد الی المطلوب بلا توسطه علیه الصلوٰة والسّلام محالا ...... ان وصول الفیوض من المبداء الفیاض سبحانه الی الظل انما هو بتوسط الاصل(وهو محمد علیه السّلام)

(مکتوب نمبر ۱۲۲ جلد ۳۔ صفحہ ۲۳۱۔ جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۹۱ عنہ)

"یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسط کے بغیر مطلوب تک پہنچنا محال ہے۔ مبدا فیاض تعالیٰ سے ظل تک فیوض کا پہنچنا وہ اصل ہی کے توسط سے ہوتا ہے۔ اور اصل حضور ہیں (اور کل عالم ظل وفرع ہے)"

۴۲۔ علامہ فاسی فرماتے ہیں:

هو الواسطة بين الله وبين خلقه فی الجنة لا یصل الی احد شیء .
الا بواسطته (مطالع المسرات۔ جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۹۷۔۱۹۸ عنہ)

''جنت میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان حضور ہی واسطہ ہیں۔ کوئی چیز کسی کو نہ پہنچے گی مگر حضور کے واسطے سے''۔

۴۳۔ نیز علامہ فاسی، دلائل شریف کے لفظ و خزائن رحمتک کے تحت فرماتے ہیں:

وهو صلى الله عليه وسلم خزائن رحمة الموضوعة فی العالم فلا یرحم احد الا علی یدیه وبما خرج له من خزانته

(مطالع المسرات صفحہ ۲۶۲۔ جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۱۹۸۔۱۹۹)

''حضور ﷺ اس عالم میں رکھی ہوئی رحمت کے خزانے ہیں۔ کسی پر رحم نہیں کیا جاتا مگر حضور ﷺ کے ہاتھوں سے اور اس چیز سے جو اس کے لئے آپ کے خزائن سے نکلا''۔

۴۴۔ علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

عرض علیه مفاتیح خزائن السموٰت والارض۔

(جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۲۱۴)

''حضور ﷺ پر آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں''۔

۴۵۔ کھیعص کاف انت کهف الوجود الذی یاوی الیه کل موجود انت کل الوجودها وهبنا لک الملک وهیئنا لک الملکوت۔ (جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۲ عن الابریز، صفحہ ۱۲۸)

''(کھیعص) کاف سے مراد یارسول اللہ آپ کہف الوجود ہیں یعنی وجود کی جائے پناہ ایسی کہ جس کی طرف ہر موجود پناہ لیتا ہے۔ آپ کل موجود ہیں۔ ہاء سے مراد ہے کہ ہم نے آپ کو ملک بخشا اور ملکوت آپ کے لئے تیار کیا''۔

۴۶۔ انه فی الجنة بمنزلة الوزیر من الملک بغیر تمثیل لا یصل الی احد شیء الا بواسطته ۔

(شفاء السقام صفحہ ۲۲۰ للامام السبکی، جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۱۰ عن الزرقانی عن القصری)

''بلا تشبیہ و تمثیل حضور ﷺ جنت میں بمنزلہ وزیر کے ہوں گے بادشاہ سے۔ کوئی چیز کسی کو نہ ملے گی مگر حضور ﷺ کے واسطے سے''۔

۴۷۔ فهو ملكوتى الباطن بشرى الظاهر وهذه الرتبة لها الاحياء والاماتة واللطف والقهر والرضا والسخط وجميع الصفات تتصرف فى العالم۔ (جواہر البحار جلد ۲۔صفحہ ۳۴۸ عن العیدروس)

''حضور ﷺ باطن میں ملکوتی ہیں اور ظاہر میں بشری ہیں اور اس رتبہ کے لئے زندہ کرنا ہے اور مارنا ہے اور لطف کرنا اور قہر کرنا ہے اور رضا ہے اور ناراضگی ہے اور جمیع صفات اس رتبہ کے لئے ثابت ہیں تاکہ عالم میں تصرف کریں''۔

۴۸۔علامہ سلیمان جمل حضور کے اسم '' قثم'' کا معنیٰ کرتے ہیں:۔

القائم بامور الخلق ومدبر العالم فى جميع امورهم۔

(جواہر البحار جلد ۲۔صفحہ ۳۶۴)

''امور خلق کے منتظم اور جمیع امور عالم کی تدبیر کرنے والے''۔

۴۹۔نیز علامہ سلیمان جمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم ''وکیل'' کا معنیٰ بیان فرماتے ہیں:۔

انه بمعنى اسم المفعول بمعنى انه الموكول والمفوض اليه جميع الامور و القائم بهما ويكون على هذا فيه اشارة الى تولية الله تعالىٰ له التصرف فى الكون على سبيل الخلافة والنيابة وذلك امر ثابت قطعا لا شك فى ثبوته و حصوله للنبى صلى الله عليه وسلّم۔ (جواہر البحار جلد ۲۔صفحہ ۳۸۲)

''یعنی وکیل اسم مفعول کے معنیٰ میں ہے یعنی جن کی طرف تمام کاروبار عالم سپرد کر دیئے گئے۔ اور ان امور کے منتظم ہیں۔ تو اس معنیٰ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بطور نیابت وخلافت کون ومکان میں تصرف کرنے کا متولی بنایا ہے۔ یہ امر قطعی طور پر ثابت ہے جس کے ثبوت میں اور حضور ﷺ کے لئے حصول میں شک نہیں''۔

۵۰۔نیز وہی فرماتے ہیں:۔

فلا نعيم فى الدنيا والآخرة ولا نعم تصل للخلق فيها الا بسببه صلى الله عليه وسلّم وبواسطته (جواہر البحار جلد ۲۔صفحہ ۳۹۰)

''یعنی دنیا اور آخرت میں ہر نعمت مخلوق کو حضور ﷺ کے سبب اور واسطہ سے پہنچ رہی ہے''۔

۵۱۔عارف صاوی فرماتے ہیں:

وهذه الآية (اى اَلنَّبِىُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ) اعظم دليل على انه صلى اللّٰه عليه وسلّم هو الواسطة العظمٰى فى كل نعمة وصلت للخلق......لانه صلى اللّٰه عليه وسلّم الواسطة العظمى فى كل نعمة وصلت لهم۔ (جواہر البحار جلد ۳۔صفحہ ۲۴)

''یعنی اور یہ آیت (اَلنَّبِىُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ) بڑی دلیل ہے اس بات پر کہ ہر نعمت جو مخلوق تک پہنچی اس میں واسطہ عظمٰی حضور ہی ہیں۔ ہر نعمت جو ان تک پہنچی اس میں واسطۂ عظمٰی حضور ہی ہیں''۔

۵۲۔ نیز عارف صاوی نے فرمایا:

انه صلى اللّٰه عليه وسلّم الخليفة على الاطلاق الذى صرفه اللّٰه فى الملك والملكوت بسبب انه خلع عليه اسرار الاسماء والصفات ومكنه من التصريف فى البسائط والمركبات۔

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۸)

''حضور علی الاطلاق ایسے خلیفہ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ملک وملکوت میں تصرف بخشا ہے اس سبب سے کہ ان پر اسماء وصفات کے راز اُتارے اور بسائط ومرکبات میں ان کو تصرف کرنے کی قوت بخشی''۔

۵۳۔ نیز عارف صاوی نے فرمایا:۔

(اللهم انه عليه الصّلوٰة والسّلام) خزائن رحمتک اى انعاماتک دنيا و اخرىٰ فمفاتيحها بيده صلى اللّٰه عليه وسلّم۔

(جواہر البحار جلد ۳۔صفحہ ۳۶)

''اے اللہ حضور تیری رحمت کے خزانے ہیں۔یعنی تیری دنیاوی اخروی انعامات کی کنجیاں ان کے پاس ہیں''۔

۵۴۔ نیز عارف صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فتح اللّٰه به على عباده انواع الخيرات وابواب السعادات الدنيوية والاخروية فكا الارزاق من كفه صلى اللّٰه عليه وسلّم وفى الحديث اوتيت مفاتيح خزائن السمٰوٰت والارض۔ اى التى قال اللّٰه تعالٰى فيها لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اى مفاتيحها فقد اعطا ها عزوجل لحبيبه صلى اللّٰه عليه وسلّم وفى الحديث ايضا

اللّٰہ معط و انا القاسم۔ (جواہرالبحار جلد ۳۔ صفحہ ۳۷)

''یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کے سبب اپنے بندوں پر قسم وقسم کی خیرات اور دنیوی واُخروی سعادتوں کے دروازے کھولے۔ ہر قسم کا رزق حضور کے ہاتھ مبارک سے تقسیم ہورہا ہے۔ حدیث میں ہے مجھے زمین وآسمان کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ وہ کہ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے'' اللہ کے لئے کنجیاں آسمان اور زمین کی'' وہ کنجیاں اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کو عطا فرمائیں۔ نیز حدیث میں ہے اللہ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں''۔

۵۵۔ عارف تجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ان اللّٰہ تعالیٰ اتخذ خلیفته فی الاکوان منه (ای من جنس الانسان وھو الفرد الجامع المحیط بالعالم کله والعالم کله فی قبضته وتحت حکمه وتصرفه یفعل فیه کل مایرد بلا منازع ولا مدافع وقصاریٰ امرہ انه کان حیثما کان الرب الھاً کان ھو خلیفته فلا خروج لشیء من الاکوان عن الوھیة اللّٰہ تعالیٰ کذلک لا خروج لشیء من الاکوان عن سلطنة ھذا الفرد الجامع یتصرف فی المملکة باذن مستخلفه۔ (جواہرالبحار جلد ۳۔ صفحہ ۶۰)

''اللہ تعالیٰ نے جنس انسان سے اکوان میں خلیفہ مقرر فرمایا اور وہ فرد جامع ہیں۔ کل عالم کو محیط ہیں کل عالم ان کے قبضہ میں ہے۔ اور ان کے حکم اور تصرف کے ماتحت ہے۔ اس میں جس طرح چاہتے ہیں کرتے ہیں بغیر منازع اور مدافع کے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاں رب کی الوہیت وہاں مصطفیٰ کی خلافت۔ کوئی چیز اکوان سے اللہ کی الوہیت سے خارج نہیں۔ اور اسی طرح اکوان سے کوئی چیز اس فرد جامع صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت سے خارج نہیں۔ اس مملکت خداوندی میں رب کے اذن سے تصرف فرماتے ہیں''۔

۵۶۔ امام حلبی متوفی ۸۷۷ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قد اوتی خزائن الارض ومفاتیح الکنوز (جواہرالبحار جلد ۳ صفحہ ۱۱۰)

''حضور کو خزائن ارض اور خزانوں کی چابیاں دی گئیں''۔

۵۷۔ نبی وافت الدنیا الیه......وجاء ته مفاتیح الکنوز۔

(جواہرالبحار جلد ۳۔ صفحہ ۱۱۱)

امیر عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

۵۸۔ حقیقة الکامل ھوالذی لا یمتنع عن قدرتہٖ ممکن کما لا یمتنع عن قدرة خالقہٖ فان خزائن الامور فی حکمه و مفاتیحها بیدہٖ ینزل بقدر ما یشاء فکیف به صلی اللّٰه علیه وسلّم الذی ھو البرزخ بین الحق و الخلق...... فھو المنفذ لمرادہٖ تعالٰی فی عبادہ من ضلال وھدی وکفر و ایمان من حیث حقیقةٖ فھو مظھر العلم القدیم والارادة الازلیة فلا ارادة له الا ارادة الحق تعالٰی۔

(جواہر البحار جلد ۳۔صفحہ ۲۶۲)

''یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کامل کی حقیقت ہیں۔آپ وہ ہیں کہ کوئی ممکن آپ کی قدرت سے خارج نہیں جیسا کہ آپ کے خالق کی قدرت سے کوئی ممکن خارج نہیں۔تمام کاروبار کے خزانے حضور کے زیر فرمان ہیں۔اور تمام کاروبار کی کنجیاں حضور کے ہاتھ مبارک میں ہیں۔جتنا چاہتے ہیں نازل فرماتے ہیں۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حق اور خلق کے درمیان برزخ ہیں۔اللہ تعالٰی کی مراد(گمراہی، ہدایت،کفر،ایمان وغیرہ) کو عباداللہ میں جاری کرنے والے حضور ہی ہیں۔درحقیقت حضور علم قدیم اور ارادہ ازلیہ کے مظہر ہیں۔حضور ﷺ کا ارادہ حق تعالٰی کا ہی ارادہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم''۔

۵۹۔نیز امیر عبدالقادر فرماتے ہیں:

لا یرید رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم الا ما اراد اللّٰه تعالیٰ ولا یحب الا ما احبه اللّٰه تعالٰی وھو واسطة بین الحق والخلق ولاشیء الا وھو به منوط اذ لولا الواسطة لذھب کما قیل الموسوط فھو مظھر مرتبة الصفات التی لھا الفعل والتاثیر...... ففی الآیة اِنَّكَ لَتَهۡدِیۡۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ اثبات لما قلنا من نیابتہٖ صلی اللّٰه علیه وسلّم فی الھدایة وغیرھا و خلافته الکبریٰ وانه الھادی من یشاء بھدایة اللّٰه تعالٰی (جواہر البحار جلد ۳۔صفحہ ۲۶۳)

۶۰۔علامہ مولانا علی قاری حنفی زیر حدیث الکرامة والمفاتیح یومئذ بیدی فرماتے ہیں:

ومفاتیح کل خیر یوم القیمٰة بتصرفی (مرقات جلد ۵ صفحہ ۳۷۱)

''قیامت میں ہر چیز کی کنجی میرے تصرف میں ہوگی''۔

۶۱۔علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

وھو واسطة کل فیض (زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۲۷۹)

''ہر فیض کا واسطہ حضور ہی ہیں''۔

۶۲۔علامہ زرقانی فرماتے ہیں:

فھو قائم بامرھم فی الدارین فی حال حیاتہ وموتہ۔

(زرقانی علی المواہب جلد ۸۔صفحہ ۲۵۱)

''دونوں عالم میں مخلوق کے معاملہ کے منتظم حضور ہی ہیں حال حیات میں بھی اور بعد پردہ پوشی کے بھی''۔

۶۳۔ وکنیته ابو القاسم لانه یقسم الجنة بین اھلھا

(شرح شمائل للمناوی جلد ۲، صفحہ ۱۸۴)

''حضور کی کنیت ابوالقاسم اس لئے ہے کہ آپ اہل جنت میں جنت تقسیم فرماتے ہیں''۔

۶۴۔امام محمد مہدی فاسی حضور کے اسم قیم کا معنی بیان فرماتے ہیں:

القائم بامور الخلق ومدبر العالم فی جمیع امورھم...... کل خیر وبرکة قلت او جلت منه حصلت الخ عجیب جدا۔

(مطالع المسرات صفحہ ۹۳)

''حضور تمام مخلوق کے کاروبار کے منتظم ہیں اور مخلوق کے جمیع کاروبار میں مدبر عالم ہیں۔ ہر خیر و برکت بڑی ہو یا چھوٹی حضور ہی سے ملی ہے''۔

۶۵۔نیز وہی امام فرماتے ہیں:

وھو مؤمل اصحابه وامته فی تعلیم دینھم وامدادھم واصلاح حالھم وشفاعته فیھم دنیا واخریٰ وکل خیر و برکة انما یوملونه من قبله وبواسطته وکرم وسیلته واتساع جاھه

(زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۲۷۹ مطالع المسرات صفحہ ۱۱۳)

''اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دینی تعلیم اور امداد اور اصلاح حال اور دنیا اور عقبیٰ کی شفاعت میں اپنے اصحاب اور اپنی امت کی امیدگاہ ہیں اصحاب اور امت ہر خیر اور برکت میں حضور کی طرف اور آپ کے توسط اور آپ کے وسیلہ اور فراخی جاہ منزلت سے امیدوار ہیں''۔

۶۶۔ نیز وہی امام فاسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم ''وکیل'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ویحتمل انه بمعنی الموکول والمفوض الیه الامر والقائم به ثم یحتمل مع ذلک ان یکون اشارة الی تولیة التصریف فی الکون علی سبیل الخلافة والنیابة وذلک ما لا شک فی ثبوته وحصوله له للنبی صلی اللّٰه علیه وسلّم علی وجه اخص مما ثبت منه لغیره وانما ثبت ما ثبت منه لغیره صلی اللّٰه علیه وسلّم والتبع له کیف وهو صلی اللّٰه علیه وسلّم الخلیفة الاکبر والواسطة فی الدارین والرابطة لکل المخلوقین۔

(مطالع المسرات شریف صفحہ ۱۲۳)

''اور اس بات کا بھی احتمال ہے کہ وکیل بمعنی موکول ہو اور آپ کی طرف کاروبار عالم سپرد ہوں اور آپ امر عالم کے منتظم ہوں۔ اس کے ساتھ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ اس اسم وکیل میں بطور خلافت ونیابت کون میں تصرف کرنے کی تولیت کی طرف اشارہ ہو۔ یہ ایسی بات ہے کہ بلاشک جس کا ثبوت اور حصول حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ثابت ہے۔ وجہ اخص پر اس سے کہ جو کچھ اس سے غیر کے لئے ثابت ہوا۔ اور جو کچھ اس تولیت اور تصرف سے حضور کے غیر کے لئے ثابت ہوا وہ حضور ہی کی تولیت وتصرف اور تبع سے ان کو ملا، کیسے حضور کے لئے ثابت نہ ہو۔ حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خلیفۂ اکبر ہیں اور ہر مخلوق کے لئے دارین کے واسطہ اور رابطہ ہیں''۔

۶۷۔ نیز وہی امام فاسی الفاتح لما اغلق کا معنی کرتے ہیں:

فالمعنیٰ انه فتح اللّٰه به صلی اللّٰه علیه وسلّم علی عباده انواع الخیرات وابواب السعادات الدنیویة والاخرویة۔

(مطالع المسرات صفحہ ۱۶۶)

''کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطہ سے اپنے بندوں پر انواع خیرات سعادت دنیویہ اور سعادت اخرویہ کے دروازے کھولے''۔

۶۸۔ نیز وہی امام فاسی فرماتے ہیں:

وکل شیء یشهد اللّٰه سبحانه بالوحدانیة فانه یشهد لنبیه صلی

اللّٰه علیه وسلّم بالرسالة وکل من اللّٰه ربه محمد صلی اللّٰه علیه وسلّم رسوله ولا یصل الیه مدد الا بواسطته. الخ

(مطالع المسرات صفحہ ۱۷۹)

''اور ہر وہ چیز جو اللہ تعالٰی کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہے وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کی گواہی دیتی ہے۔ اور وہ جو جس کا رب اللہ ہے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے رسول ہیں۔ ہر ایک کے پاس مدد حضور ہی کے واسطہ سے پہنچ رہی ہے''۔

۶۹۔ نیز وہی امام فاسی فرماتے ہیں:۔

ویمکن(1) ان یقال هو امام للخیر یقتدی به الخیر و یتبعه فیو صله لاهله بمقتضی الرحمة الممتدة منه الساریة فی اطوار العالم بحکم وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (مطالع المسرات صفحہ ۱۸۲)

''اور ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ حضور امام خیر ہیں۔ خیر حضور کا اقتدا اور اتباع کرتی ہے۔ تو حضور اس خیر کو اس رحمت کے سبب جو آپ کی طرف سے ممتد ہے اور اطوار عالم میں جاری وساری ہے بحکم وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اہل تک پہنچاتے ہیں''۔

۷۰۔ نیز وہی فرماتے ہیں:

جمع له بین النبوة والسلطان. (مطالع المسرات صفحہ ۲۷۶)

''حضور کے لئے نبوت اور سلطنت کو جمع فرمادیا''۔

۷۱۔ نیز امام فاسی فرماتے ہیں:

(السید الکامل) السیادة لصیطرة ریاستها علی الدنیا بما فیها من الانس والجن وغیرهم فی البر والبحر والمتقدم والمتأخر و ساکنی السموات واهل عرصات القیامة کلهم واهل الجنة باجمعهم. (مطالع المسرات صفحہ ۲۹۷)

''اور حضور سید کامل ہیں۔ سیادت بوجہ حفاظت ریاست علی الدنیا و ما فیہا انس اور جن وغیرہ کے ہے جو بحر و بر میں نافذ متقدم اور متاخر ساکنان سمٰوٰت اور اہل قیامت کل کے کل اور اہل جنت سب کے سب کو شامل ہے''۔

1۔ امکان ہی سہی، احتمال ہی سہی شرک تو نہیں۔ کیونکہ وہ ممکن نہیں بلکہ ممتنع ہے۔ ''دعوی مسلم'' اس کے بعض دلائل قطعی الدلالۃ اور بعض ظنی الدلالۃ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ فافہم ۱۲ منہ

۷۲۔ نیز امام فاسی فرماتے ہیں:۔

والمصطفٰی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ھو الانسان الکبیر الذی ھو الخلیفۃ علی الاطلاق فی الملک والملکوت قد خلعت علیہ اسرار الاسماء والصفات ومکن من التصرف فی البسائط والمرکبات۔ (مطالع المسرات صفحہ ۲۲۳)

''حضور انسان کبیر ہیں جو علی الاطلاق ملک اور ملکوت میں خلیفہ ہیں جن پر اسماء اور صفات کے اسرار نازل فرمائے اور جن کو بسائط اور مرکبات میں تصرف کی قدرت بخشی''۔

۷۳۔ نیز فرماتے ہیں:۔

والناس یحشرون الیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم من کل مکان یستظلمون فی ظل جاھہٖ ویلوذون بہ السلطان ظل اللّٰہ فی الارض فھو سلطان ذلک الیوم العظیم یرغب الیہ فیہ الخلائق کلھم حتی ابراھیم الخلیل الخ (مطالع المسرات صفحہ ۸۷)

''تمام لوگ بروزِ قیامت ہر مکان سے حضور کی طرف اٹھائے جائیں گے۔ حضور کے ظل مرتبت میں پناہ اور ظل طلب کریں گے اور حضور ﷺ سے التجا کریں گے۔ سلطان زمین میں اللہ کا ظل ہے تو حضور اس دن سلطان ہیں۔ تمام مخلوق حضور ﷺ کی طرف رغبت کرے گی۔ حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا   ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

(اعلحضرت)

۷۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ''سید'' ہیں اس کا معنی علماء کرام کی زبانی سنئے:

(السیّد) ھو الکامل المحتاج الیہ باطلاق او العظیم المحتاج الیہ غیرہ (مطالع المسرات صفحہ ۹۱)

''سید کا معنی علی الاطلاق محتاج الیہ ہے یا غیر کا عظیم محتاج الیہ''۔

۷۵۔ والسیّد ھو الذی یلجأ الناس الیہ فی حوائجھم

(شفا شریف جلد ۱۔ صفحہ ۱۷۰)

''سید وہ ہے کہ لوگ قضاء حوائج میں جس سے التجا کریں''۔

فصل فی ذکر تفضیله صلی اللّٰه علیه وسلّم فی القیامة بخصوص الکرامة(1) وشرحه للقاری و الخفاجی جلد۲ صفحہ ۳۲۰ وقال الخفاجی تحته.

۷۶۔ اذ المعنی (انا سیّد ولد آدم) انا من یقضی حوائج جمیع الناس فی الموقف...... وقد کان صلی اللّٰه علیه وسلّم یحب قضاء الحاجة وهو دأبه فی الدنیا والآخرة وللّٰه درالصرصری فی قوله ؎

الا یا رسول الاله الذی هدانا به اللّٰه فی کل تیه
سمعت حدیثا من المسندات یسر فؤاد النبیل النبیه
وانک قد قلت فیه اطلبوا(2) الحوائج عند حسان الوجوه
ولم ار احسن من وجهک الکریم فجد لی بما ارتجیه

"حدیث انا سید ولد آدم کا معنی یہ ہے کہ میں موقف میں (یعنی میدانِ حشر میں) تمام لوگوں کی حاجات کو پورا کروں گا۔ اور حضور قضاء حاجت کو محبوب رکھتے۔ دنیاوآخرت میں حضور کا یہی دستور ہے امام صرصری نے کیا خوب فرمایا ؎

1۔ ونحوه فی الزرقانی علی المواهب جلد۳ صفحه ۱۳۳ ولفظه الذی یلجأ الیه فی الحوائج"

2۔ اقول ایماء الی قوله علیه الصّلوٰة والسّلامُ اطلبوا الخیر عند حسان الوجوه". رواه البخاریؒ فی التاریخ وابن ابی الدنیا فی قضاء الحوائج ابویعلی فی مسندهٖ والطبرانی فی الکبیر عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها والطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی شعب الایمان عن ابن عباس وابن عدی فی الکامل عن ابن عمر وابن عساکر عن انس والطبرانی فی الاوسط عن جابر ۔ وتمام والخطیب فی التاریخ وقیل بدل الخطیب الدارقطنی فی السنن. فیض القدیر جلد ۱ صفحه ۵۴۰۔ فی روایة مالک عن ابی هریرة و تمام فی فوائدهٖ عن ابی بکرة الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحه۴۴۔ و اوماً فیه انه حدیث حسن۔ وقال فی اللآلی هذا الحدیث فی نقدی حسن صحیح (فیض القدیر للمناوی جلد ۱ صفحه ۵۴۰) ونحوه قوله علیه الصلوٰة والسّلام اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمة من امتی ترزقوا و تنجحوا الحدیث ، رواه العقیل فی الضعفاء والطبرانی فی الاوسط عن ابی سعید الجامع الصغیر جلد ۱ صفحه۴۴ ونحوه قوله علیه الصلوٰة والسّلام ابتغوا الخیر عند حسان الوجوه" رواه الدارقطنی فی الافراد عن ابی هریرة الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحه ۵ ونحوه قوله علیه الصلوٰة والسّلام "سل الصالحین". رواه ابوداؤد والنسائی مشکوٰة جلد ۱ صفحه ۱۶۳ باب من لا تحل له المسئلة فی هذه الاحادیث تدبروا وصدورکم تبردوا، ووجوه الوهابیة سودوا، وبالعمل علیهن لی ولکم تزودوا کتبهُ منظور احمد الفیضی السنی الحنفی غفر اللّٰه له ولوالدیه واحسن الیهما والیه وعفی عنه ذنبه الخفی والجلی بحرمت النبی (علیه الصلوٰة والسّلام) والولی ۱۲

اے اللہ کے وہ رسول کہ جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہر میدان میں ہدایت عطا فرمائی۔ میں نے ایک حدیث سنی ہے جو نبیل نبیہ کے دل کو مسرور کر دیتی ہے اس میں آپ نے فرمایا کہ حسین چہرے والوں (یعنی اولیاء اللہ) سے اپنی حاجات طلب کرو''۔

۷۷۔علامہ زرقانی حدیث ''انا سید النّاس'' کی تشریح کرتے ہیں:۔

ای انا الفائق المفزوع الیه فی الشدائد (زرقانی جلد ۸۔صفحہ ۳۷۰)

''میں وہ ہوں کہ فائق ہوں اور جس کی طرف سختیوں میں جزع فزع کی جائے''۔

۷۸۔علامہ زرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''مفاتیح الجنة یومئذ بیدی'' کی شرح میں رقم طراز ہیں:۔

یعنی اشفع فیمن شئتُ فکان المفاتیح بیدی افتح بها لمن شئت و ادخله وامنع من شئتُ۔ (زرقانی جلد ۸۔صفحہ ۳۹۹)

''یعنی جس کے حق میں چاہوں گا شفاعت کروں گا کنجیاں تو میرے ہاتھ ہوں گی۔ان کنجیوں سے جس کے لئے چاہوں گا۔(جنت) کھولوں گا۔اور اس کو اس میں داخل کروں گا اور جسے چاہوں گا منع کروں گا''۔

۷۹۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خلق عظیم کے مالک ہیں اور خلق عظیم کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ:۔

هو الجود بالکونین والتوجه الی خالقها (نورالانوار صفحہ ۵)

''کونین پر سخاوت کرنا اور خالق کی طرف توجہ کرنا''۔

۸۰۔عارف صاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ''لیس لک من الامر شیء'' کے تحت رقم طراز ہیں:۔

فهو صلی اللّٰه علیه وسلّم الدلیل الشفیع المشفع جعل اللّٰه مفاتیح خزائنهٖ بیدهٖ فمن زعم ان النبی کاحاد الناس لایملک شیئاً اصلا ولا نفع بهٖ لا ظاهرا ولا باطنا فهو کافر خاسر الدنیا والآخرة واستدلاله بهذه الآیة ضلال مبین

(تفسیر صاوی جلد ۱۔صفحہ ۱۵۸)

''حضور دلیل ہیں۔شفیع (سفارش کرنے والے) مشفع (سفارش قبول کئے ہوئے) ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی کنجیاں ان کو دے دیں۔تو جس نے یہ گمان کیا کہ حضور عام لوگوں کی طرح ہیں کسی چیز کے مالک نہیں، حضور سے کوئی نفع نہیں[1] نہ ظاہری اور نہ باطنی تو وہ کافر ہے اور دنیا و آخرت میں خاسر

1۔فریق آخر کے عثمانی صاحب نے زیر آیت قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ لکھا ہے ''سید الانبیاء (جو) علوم اوّلین و آخرین کے حامل اور خزائن ارضی کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے''۔ ۱۲ منہ

ہے اس کا اس آیت سے استدلال صاف گمراہی ہے''۔

۸۱۔فریق مخالف کی اگر مذکورہ بالا حوالوں پر نظر نہیں جچتی، تو خاندان دہلوی کے ایک حبر کی گواہی بھی سن لے۔شاید یہ دل میں اتر جائے۔شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

صلی علیک اللہ یا خیر خلقہٖ یعنی رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین خلق خدا واے بہترین کسے کہ اُمید او داشتہ شود واے بہترین عطا کنندہ۔	ویا خیر مامولٍ و یاخیر واھب ''اے بہترین خَلق خدا اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت بھیجے اور اے بہترین اُمید کئے ہوئے اور اے بہترین عطا فرمانے والے''۔
یا خیر من یرجی لکشف رزیۃ یعنی واے بہترین کسے کہ امید او داشتہ شود برائے ازالہ مصیبتے واے بہترین کسیکہ سخاوت اوزیادہ است از باران بارہا	ومن جودہ قد فاق جود السحائب ''اور اے وہ بہترین کہ جن سے ازالۂ مصیبت کے لئے امید کی جائے اور اے بہترین ان کے کہ جن کی سخاوت بارش سے زیادہ ہے''۔
فاشھد ان اللّٰہ رام خلقہ یعنی گواہی مے دہم کہ خدا تعالیٰ رحمت کنندہ بر بندگان خود است وتو اَے رسولِ خدا کلید گنج بخشش ہائے۔	وانک مفتاح لکنز المواھب ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرنے والا ہے اور آپ اَے رسول خدا بخششوں (نوازشوں) کے خزانہ کی چابی ہیں''

(قصیدہ اطیب النغم بمع شرح از شاہ صاحب صفحہ ۲۲)

(نوٹ) خط کشیدہ الفاظ پر غور ہو بہت سے مسئلے حل ہو جائیں گے۔اگر اس پر بھی گزارہ نہیں تو لیجئے فریق مخالف اپنے گھر کی گواہیاں سن لیجئے۔ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

۱۔ اتانا(اللّٰہ تعالیٰ) ببرکۃ رسالتہٖ ویمن سفارتہٖ خیر الدنیا والآخرۃ۔

''اللہ تعالیٰ نے حضور کی رسالت کی برکت سے ہم کو خیر دنیا اور خیر آخرت عطا کی''۔(الصارم المسلول صفحہ ۲)

بن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

لںس فی الارض مملکۃ قائمۃ الا بنبوۃ او اثر نبوۃ وان کل خیر الارض فمن آثار النبوات (الصارم المسلول صفحہ ۲۵۰)

''کوئی مملکت زمین میں قائم نہیں مگر نبوت یا اثر نبوت کی وجہ سے قائم ہے۔ زمین میں ہر خیر آثار نبوت سے ہے''۔

۳۔ نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

ان جهة حرمة الله تعالى ورسوله جهة واحدة فمن آذى الرسول فقد آذى الله، فمن اطاعه فقد اطاع الله لان الامة لايصلون ما بينهم وبين ربهم الا بواسطه الرسول ليس لاحد منهم طريق غيره ولا سبب سواه و قد اقام الله مقام نفسه فى امره و نهيه واخباره وبيانه فلا يجوز ان يفرق بين الله ورسوله فى شىء من هذه الامور۔ (الصارم المسلول صفحہ ۴۱)

''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حرمت اور عزت ایک ہی جہت سے ہے۔ تو جس نے حضور کو ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے حضور کی فرمان برداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کی۔ اس لئے کہ اُمت تک جو چیز بھی رب کی طرف سے پہنچتی ہے وہ حضور کے واسطہ سے پہنچتی ہے۔ کسی کے لئے بھی حضور کے راستہ کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے امر اور نہی اور خبر دینے اور بیان کرنے میں حضور کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تو ان امور میں سے کسی ایک امر میں بھی اللہ اور رسول میں فرق کرنا ناجائز ہے''۔

۴۔ ابن تیمیہ کے شاگردِ خاص ابن قیم نے لکھا ہے:۔

ان كل خير نالته امته فى الدنيا والاخرة فانما نالته على يده صلى الله عليه وسلم ۔ (زاد المعاد علی ہامش الزرقانی جلد ۱۔ صفحہ ۳۷۔ مواہب وشرحہ للزرقانی جلد ۲۔ صفحہ ۳۵۷۔ مدارج النبوۃ جلد ۱۔ صفحہ ۳۲۴۔ مطالع المسرات صفحہ ۳۳)

۵۔ امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے:۔

(انبیاء) افسران املاک قدس بتفویض مناصب عظیمہ لائق اند و در سرانجام مہمات فخیمہ فائق۔ (منصب امامت صفحہ ۴)

''انبیاء اللہ تعالیٰ کی املاک کے افسر ہیں۔ مناصب عظیم کی سپردگی کے لائق ہیں اور مہمات عظیمہ کے سرانجام کرنے میں سب سے فائق ہیں''۔

نیز لکھا ہے:۔

(انبیاء) درحلِ مشکلات فہم ممتاز دارند و درسرانجام مہمات ہمت بلند پرواز (منصب امامت صفحہ ۷)
سیادت عبارت از وساطت ایشاں (انبیاء) درمیان حق جل وعلا وبندگان او درباب وصول فیض غیبی (منصب امامت صفحہ ۱۱)

''انبیاء کرام مشکلات کے حل کرنے میں ممتاز فہم رکھتے ہیں اور مہمات کے سرانجام کرنے میں بلند پرواز رکھتے ہیں۔ سیادت سے مراد انبیاء کرام کا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان فیض غیبی کے لئے واسطہ ہونا ہے''۔

نیز اسی دہلوی بہادر صاحب نے لکھا ہے کہ انبیاء میں ایک کمال کا نام ''سیاست'' ہے۔

۷۔ سیاست دریں مقام عبارت ست از تربیت بندگان الٰہی برقانون اصلاح معاش ومعاد بطریق امامت وحکومت۔ پس مقصود از سیاست اصلاح ایشاں است بحکمرانی خود ونفع رسانی ایشاں درمعاش ومعاد (منصب امامت صفحہ ۲۲)

''سیاست اس مقام میں عبارت ہے بطریق امامت اور حکومت موافق قانون اصلاح معاد ومعاش بندگان الٰہی کی تربیت کرنا۔ تو سیاست سے مقصود ان کا اپنی حکمرانی سے اصلاح کرنا ہے اور معاش اور معاد میں ان کی نفع رسانی ہے''۔

۸۔ نیز دہلوی مذکور نے لکھا ہے:۔

حالِ ایشاں (بزرگاں) مثل حال ملائکہ است۔ پس چناں کہ ملائکۃ اللہ دو قسم ملاء اعلیٰ ومدبرات الامر، اما ملاء اعلیٰ پس شانِ ایشاں اطلاقی است کہ باصلاح قومے خاص یا شہرے خاص اختصاص ندارد بلکہ نظر ایشاں متوجہ است باصلاح تمام عالم وخدمت کافہ بنی آدم واما مدبرات الامر پس ہر یکے از ایشاں موکل ست بکارخانہ معین وہمت ایشاں مصروف ست باصلاح ہموں کاروبار۔ کسے از ایشاں موکل ست برکارخانہ ابر ومیغ وکسے موکل ست برارحام بنا بر تصویر صورت وکسے از ایشاں موکل ست بر حفاظت بنی آدم الی غیر ذلک وہم چنیں بعضے ازیں بزگواراں بنا بر اصلاح حال مطلق بنی آدم مامور اند اختصاص بقومی از اقوام یا ببلدے از بلدان نمی دارند مثل خضر علیہ السلام وابدال واوتاد وافراد وبعضے دیگر بقومے خاص یا ببلدے خاص یا بعسکرے خاص اختصاص مے دارند الخ (منصب امامت صفحہ ۵۱۔۵۲)

''بزرگان دین کا حال ملائکہ کی طرح ہے۔ تو جس طرح ملائکہ دو قسم ہیں ایک ملاء اعلیٰ اور دوسرا مدبرات

الامر، ملاء اعلیٰ کی شان اطلاقی ہے جو کسی ایک قوم اور خاص شہر کی اصلاح سے اختصاص نہیں رکھتے بلکہ ان کی نظر تمام عالم کی اصلاح اور سب بنی آدم کی خدمت میں متوجہ ہے۔ اور مدبرات امر تو ان میں سے ہر ایک فرشتہ کسی معین کارخانہ پر مقرر ہے اور ان کی ہمت اسی کام کی اصلاح میں مصروف ہے۔ کوئی ان میں سے ابر کے کارخانہ پر مقرر ہے اور کوئی رحموں میں تصویر بنانے پر مقرر ہے اور کوئی بنی آدم کی حفاظت پر مقرر ہے وغیرذلک۔ اور اسی طرح بعض بزرگ مطلقاً بنی آدم کی اصلاح پر مامور ہیں کسی خاص قوم اور خاص شہر سے اختصاص نہیں رکھتے جیسے خضر علیہ السلام اور ابدال اور اوتاد اور افراد اور بعض بزرگ کسی خاص قوم یا خاص شہر خاص لشکر سے اختصاص رکھتے ہیں وہ صرف ان کی ہی تدبیر کرتے ہیں''

۹۔ نیز وہی مولوی اسمٰعیل دہلوی عبد مقرب ولی کامل کی مثال دے کر اس کا مقام بتاتا ہے۔

جیسے ایک غلام فرماں بردار اپنے مولیٰ کے مال و ملک میں اس کی اجازت سے بے کھٹکا تصرف کرتا ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ ۵۲)

ایک اور مقام پر ان کا مقام بیان کرتا ہے:

۱۰۔ جس طرح کہ بعض مہربان مولیٰ اپنے برگزیدہ غلاموں کو اپنے مال و متاع میں تصرف کرنے کی مطلق اجازت دے دیتے ہیں۔

(یعنی اولیاء کو بھی اسی طرح اجازت تصرف حاصل ہے) صراط مستقیم صفحہ ۵۵

۱۱۔ اور جو صاحب کمال نوع انسانی کی تربیت کے واسطے نیابت عن اللہ کے مقام میں قائم ہو چکا ہو۔ صراط مستقیم صفحہ ۷۷۔

۱۲۔ نیز دہلوی بہادر صاحب نے لکھا ہے۔

(حضرت علی کی) وہ فضلیت آپ کے فرماں برداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسی باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا ہے۔ اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ (صراط مستقیم صفحہ ۱۰۹) نیز لکھا ہے:۔

۱۳۔ خلیفۃ اللہ وہ ہے جس کو تمام مہموں کے فیصلے کے واسطے نائب کی مانند مقرر کریں۔ (حضور خلیفۃ اللہ ہیں) کما مر فی الحدیث۔ (صراط مستقیم صفحہ ۲۴۵)

۱۴۔ نیز لکھا ہے: کہ اللہ والے کو خلافت عن اللہ کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ (محصلہ صراط مستقیم صفحہ ۲۷۰)

۱۵۔ نیز دہلوی صاحب نے لکھا ہے:۔

آئمہ ایں طریق واکابرایں فریق درزمرۂ ملائکہ مدبرات الامر کہ درتدبیر امور ازملاء اعلیٰ ملہم شدہ دراجرائے آں مے کوشند۔ (صراط مستقیم فارسی صفحہ ۱۳۲) صراط مستقیم اردو صفحہ ۶۵)

''اس راستے کے امام اوراس گردہ کے بزرگ ان فرشتوں کے زمرے میں شمار کئے ہوئے ہیں جن کوملاء اعلیٰ کی طرف سے تدابیر امور کے بارے میں الہام ہوتا ہےاوراس کے جاری کرنے میں کوشش کرتے ہیں''۔

۱۶۔ نیز مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے:۔

اسی طرح ان مراتب عالیہ اورمناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے ماذون مطلق اورمجاز ہوتے ہیں۔

(صراط مستقیم اردو خاتمہ تیسراافادہ۔ صفحہ ۱۰۳) ماخوذ از سلطنت صفحہ ۳۴)

۱۷۔ یہی مولوی اسمٰعیل صاحب اسی جگہ لکھتے ہیں:۔

''مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے'' (ماخوذ)

۱۸۔ علماء دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداداللہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

''دریں مرتبہ عارف متصرف عالم گردد سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ظہور پذیرد وصاحب اختیار باشد''۔

''اس مرتبہ پر پہنچ کرعارف عالم پر متصرف ہوجاتا ہے۔ اور سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا انکشاف ہوتا ہے وہ ذی اختیار ہوجاتا ہے''۔ (ضیاء القلوب فارسی اردو مطبع مجیدی صفحہ ۴۴۔۴۵ وکلیات امدادیہ، منشورہ از کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند صفحہ ۲۹۔۳۰)۔

۱۹۔ ضیاء القلوب کے حاشیہ پر مولوی صبغت اللہ صاحب شہید آیت مذکورہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:۔

''جو کچھ زمین اورآسمان میں ہے اس کوتمہارے قبضہ اورتمہارے اختیار میں کردیا''۔

۲۰۔ نیز مولوی صبغت اللہ صاحب ضیاء القلوب کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں:۔

''عالم ملک اور عالم ملکوت میں خدا کے حکم سے تصرف کرنے اوراختیار پاجانے کومشیخت کہتے ہیں''۔ (حاشیہ نمبر ۱، ضیاء القلوب کلیات امدادیہ صفحہ ۱۲، مطبوعہ مجیدی صفحہ ۱۹)۔

۲۱۔ نیز علماء دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداداللہ صاحب حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتے ہیں:

اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جوبھی ہوں سو ہوں — پر ہوں تمہارا تم مرے مختار یارسول اللہ

تم نے بھی گر نہ کی خبر اس حال زار کی — اب جائے کہاں بتاؤ یہ ناچار یارسول اللہ

دونوں جہاں میں مجھ کو وسیلہ ہے آپ کا ۔ کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یارسول اللہ
کیا ڈر ہے اس کو لشکر عصیان و جرم سے ۔ تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یارسول اللہ
شفیع عاصیاں ہو تم وسیلۂ بے کساں ہو تم ۔ تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں یارسول اللہ
جہاز اُمت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں ۔ بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ

انہار فیوضات ہیں علم میں جہاں تک
ہے اصل مگر سب کی وہی جوئے مدینہ

(گلزار معرفت صفحہ ۴۔۵ کلیات امدادیہ منشورہ از دیوبند)

۲۲۔ نیز حاجی امداداللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

حکم ان کا ہے جہاں میں سربسر ۔ وہ یہاں آئے ہیں سب سے پیشتر

(غذائے روح صفحہ ۲ کلیات امدادیہ)

۲۳۔ نیز اُنہوں نے فرمایا۔

بے وسیلوں کا وسیلہ ہے وہی ۔ بلکہ ساروں کا وسیلہ ہے وہی

(مثنوی تحفۃ العشاق صفحہ ۵)

۲۴۔ بانی دیوبند مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے کہا ہے:

فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی ۔ زمیں پر جلوہ نما ہیں محمد مختار
ثنا کر اس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے ۔ تو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار
خدا تیرا تو جہاں کا ہے واجب الطاعت ۔ جہاں کو تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا ۔ نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا ۔ بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(قصائد قاسمی صفحہ ۵، ۷، ۸)

۲۵۔ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن نے ادلہ کاملہ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے:۔

"آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات ہوں یا حیوانات، بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم۔ القصہ آپ اصل میں مالک ہیں"۔ (ماخوذ)

۲۶۔ میاں صدیق حسن بھوپالی کا حوالہ حدیث ربیعہ کے تحت گزرا وہاں دوبارہ دیکھ لیں۔

۲۷۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب نے لکھا ہے:۔

''اولیاء اللہ کی دو جماعتیں ہیں۔ایک وہ ہیں جن کے سپرد خلق اللہ کی ہدایت وارشاد، قلوب کی اصلاح، نفوس کی تربیت اور قرب حق حاصل کرنے کی تعلیم ہے۔یہ اہل ارشاد کہلاتے ہیں............دوسرے وہ حضرات جن کے متعلق معاش خلق کی اصلاح اور امور دنیا کا انتظام اور دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور میں تصرف کرتے رہتے ہیں۔ان کو اہل تکوین کہتے ہیں۔(کلید مثنوی مفتاح العلوم دفتر اوّل جلد ۲۔صفحہ ۲۶۷ تا ۲۷۲ ملخصاً بلفظہ)

(جن کے غلاموں کی یہ شان ہے ان کے آقا کتنے مدبر ومتصرف وحاکم ہوں گے۔فیضی)

۲۸۔مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:۔

''اُمت کو جو کچھ بھی ظاہری اور باطنی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں تو وہ آپ ہی کی بدولت اور آپ ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں۔(دل کا سرور صفحہ ۱۵۲)

۲۹۔جو کچھ بھی ہے اور جتنا کچھ بھی ہے وہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی بدولت ہے اور آپ ہی کے واسطہ سے ہے''۔(بانی دار العلوم دیوبند صفحہ ۴۷۔از سرفراز گکھڑوی دیوبندی)

۳۰۔عرش پر گر فرش بھاری ہے تو ہے اس خاک سے
جس میں محو خواب ہے کون ومکان کا تاجدار

(ایضاً بانی دار العلوم دیوبند صفحہ ۴۷)

اس مسئلہ پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور اقوال آئمہ واقوال مخالفین کا استیعاب نہیں کیا گیا ہے۔بہت کچھ بوجہ خوف طوالت ترک کیا ہے۔ع

بمیرد تشنہ مستقی ودریا ہم چناں باقی

یہ بطور اختصار، تفصیل کے لئے دفتر درکار۔**وصلی اللہ وسلم علی النبی المالک المتصرف المختار وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ واولیا ئہ الاخیار**

اس مسئلہ کی مزید تحقیق شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی کتاب لاجواب'' سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الوریٰ'' اور الامن والعلیٰ شریف میں مذکور ہوئی۔

خصوصیت نمبر ۵۱

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ماذون من اللہ ہو کر شارع ہیں۔شریعت گر ہیں۔شریعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کا نام ہے۔اللہ تعالیٰ نے احکام حضور کو سپرد کر دیئے) جو چاہیں جس کے لئے چاہیں احکام شریعت سے خاص فرمادیں۔(اور جو چاہیں جس کے لئے چاہیں حلال وحرام فرمادیں۔آپ

حلال بھی فرماتے ہیں حرام بھی فرماتے ہیں اور فرض بھی فرماتے ہیں)

(مواہب لدنیہ قسطلانی، زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۲)

ولفظهما "ومن خصائصه عليه الصلوٰة والسّلام انه كان يخص من شاء بما شاء(1) من الاحكام وغيرها" وقال السيوطى باب اختصاصه صلى الله عليه وسلّم بانه يخص من شاء بما شاء من الاحكام. (الخصائص الکبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۲)

آیات شریفہ

آپ حلال اور حرام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

۱۔ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (اعراف: ۱۵۷)

''اور حلال کرے گا (وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے لئے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں''۔

۲۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (حشر: ۷)

''اور جو چیز تمہیں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے تمہیں منع کریں اس سے رک جاؤ''۔

۳۔ ارشاد باری ہے:۔

وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (حشر: ۲۹)

''اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام کیا اس کو وہ (کفار) حرام نہیں سمجھتے''۔

۴۔ فرمان خداوندی ہے:۔

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (احزاب: ۳۶)

''کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ صادر فرمائیں تو وہ اپنے معاملہ میں اپنی رائے اور اختیار کو دخل دیں''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف پیغام رساں ہی نہیں بلکہ شارع ہونے کی وجہ سے مطاع بھی ہیں۔ آمر

1۔ ونحوه فى صفحة ۳۲۴۔ ۱۲

اور حاکم اور قاضی بھی۔

۵۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ (النساء:۵۹)

''اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اللہ ﷺ کا''

۶۔ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ (النساء:۵۹)

۷۔ تَعَالَوۡا اِلٰی مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَی الرَّسُوۡلِ (النساء:۶۱)

۸۔ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ (النساء:۶۴)

وغیر ذلک من آیات الاطاعة

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریع میں حاکم ہیں (نیز تکوین میں بھی)

۹۔ فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَهُمۡ (النساء:۶۵)

''تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ جانیں''۔

ان مذکورہ بالا آیات قرآنیہ ارشادات ربانیہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی حیثیت صرف پیغام رساں کی طرح نہیں بلکہ ماذون من اللہ ہو کر شارع، محلل، محرم، حاکم ومطاع ہوتا ہے۔

احادیث منیفہ

سولہ حدیثیں کہ مدینہ طیبہ کو نبی اکرم ﷺ نے حرم کر دیا۔

۱۔ عن انس (1) مرفوعًا انی احرم مابین لابتیها (2) رواه الشیخان(3) واحمد والطحاوی(4) فی شرح معانی الآثار

۲۔ عن عبد اللّٰه بن زید مرفوعاً وانی حرمت المدینه کما حرم ابراهیم مکة (الحدیث) رواه الشیخان

(صحیح بخاری، صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۰)

۳۔ عن ابی هریرة مرفوعاً۔ وانی احرم ما بین لابتیها۔ رواه الشیخان(5) لفظ البخاری "حرم ما بین لابتی المدینة علی لسانی"۔

1۔ رضی اللہ عنہ

2۔ دونوں سنگستان مدینہ طیبہ ۱۲ ف

3۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۱ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۱۔ ۱۲

4۔ جلد ۲ صفحہ ۲۵۸

5۔ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۱ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۲۔

۴۔ عن سعد بن ابی وقاص مرفوعاً۔ "انی احرم ما بین لابتی المدینة" رواہ مسلم جلد ا۔ صفحہ ۴۴۰) واحمدو الطحاوی۔

۵۔ عن رافع ابن خدیج مرفوعاً وانی احرم مابین لا بتیھا"۔

(رواہ مسلم جلد ا، صفحہ ۴۴۱، والطحاوی)

۶۔ عن ابی سعید الخدری مرفوعاً۔ "وانی حرمت المدینة حراما ما بین مازمیها(1)" رواہ مسلم (فی صحیحہ جلد ا۔ صفحہ ۴۴۳)

۷۔ عن ابی قتادة مرفوعاً۔ "وانی حرمت المدینة ما بین لابتیھا"۔

(رواہ مسلم احمد والرویانی)۔

۸۔ عن جابر مرفوعا وانی حرمت المدینة ما بین لا بتیھا مسلم والطحاوی،

۹۔ عن ابی ھریرة۔ حرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ما بین لابتی المدینة الشیخان واحمد وعبدالرزاق و نحوہ ابن جریر۔

۱۰۔ عن رافع بن خدیج، ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم حرم ما بین لابتی المدینة، مسلم والطحاوی۔

۱۱۔ عن عاصم الاحول،قلت لانس بن مالک احرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم المدینة قال نعم۔ مسلم والطحاوی۔

۱۲۔ عن سعد بن ابی وقاص، ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم حرم ھذا الحرم ابوداؤد

۱۳۔عن زید بن ثابت، " ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم حرم صیدھا"۔ الطحاوی ونحوہ ابوبکر بن ابی شیبة۔

۱۴۔ عن ابی سعید الخدری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حرم ما بین لابتی المدینة

۱۵۔ عن عبدالرحمٰن بن عوف، حرم رسول صلی اللّٰہ علیه وسلم صید ما بین لابتیھا۔

1۔ دونوں کنارے اس کے ۱۲ف رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲

۱۶۔ عن صعب بن جثامة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم حرم البقیع وقال لا حمی الا للّٰہ ورسولہ۔ الثلاثه الامام الطحاوی۔ (رضی الله عنهم رضواعنه وارضاه عنا)

۸۵ حدیثیں، جن سے مستفاد کہ احکام نبی ﷺ کو سپرد ہیں

۱۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرم مکہ کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی۔ حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ گیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا اچھا نکال دی،،۔ عن ابن عباس متفق علیہ۔ عن ابی هریرة نحوه متفق علیه۔ عن صفية بنت شيبة رواه ابن ماجه۔ یہ مضمون کہ میں نماز عشاء کو موخر فرما دیتا۔ رواه الطبرانی فی الکبیر واحمد والشیخان والنسائی۔ عن ابن عباس واحمد وابوداؤد ابن ماجة، وابن ابی حاتم والنسائی والترمذی عن ابی هريرة واحمد والترمذی والضياء عن زيد بن خالد الجهنی والبزار عن علی۔ نیز یہ مضمون کہ میں ہاں فرمادوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے۔ متعدد احادیث صحاح میں ہے رواہ احمد و مسلم والنسائی۔ عن ابی هريرة ورواه احمد والترمذی وابن ماجه، عن علی کرم الله تعالیٰ وجهه واحمد والدارمی والنسائی عن ابن عباس، ابن ماجه، عن انس بن مالک۔

واقعات اختیار فی التشریع

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو بردہ کے لئے شش ماہ بکری کے بچہ کی قربانی جائز فرما دی۔ رواه الشیخان (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۳۴۔ مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۵۴) عن البراء مواہب وزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۵، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۳

۲۔ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقبہ بن عامر کو (بھی) اس کی اجازت عطا کی رواہ الشیخان عن عتبة (مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۵۵) وزاد البیہقی بسند صحیح ولا رخصة فیها لاحد بعدک۔ مشکوٰۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۷

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام عطیہ کو ایک جگہ نوحہ کرنے کی رخصت بخش دی۔ رواہ مسلم جلد ۱۔ صفحہ ۳۰۴ عن ام عطیه ورواه النسائی والترمذی واحمد نحوهٗ۔ البخاری وابن مردویه والطبرانی (زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۴) خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۳

۴۔ نیز ایک بار خولہ بنت حکیم کو بھی اس کی اجازت فرمادی۔ ابن مردویه عن ابن عباس۔

۵۔ یوں ہی اسماء بنت یزید کو ایک دفعہ کی پروانگی عطا فرمائی۔ الترمذی عن اسماء۔ نیز ایک بڑھیا کو بوقت بیعت نوحہ کا بدلہ اُتارنے کا اذن دیا۔ احمد و الطبرانی عن مصعب۔

۶۔ اسماء بنت عمیس کو عدت وفات کا سوگ معاف فرمادیا۔ ابن سعدنی الطبقات عنهامواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۵۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۳۔

۷۔ ایک صاحب کو مہر کی جگہ صرف سورت قرآن سکھانا کافی کردیا۔ ابن سکن عن ابی نعمان، الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنه ورواه سعید بن منصور مواہب و زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۴۷ وابوداؤد عن مکحول وابن عوانه، عن اللیث بن سعد نحوه۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۴۔

۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خزیمہ ابن ثابت ایک کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے قائم مقام کردیا۔ ابوداؤد(1) والنسائی و طحاوی وابن ماجه وابن خزیمه عن عم عماره بن خزیمه بن ثابت وابن ابی شیبه فی المصنف والبخاری فی التاریخ وابو یعلیٰ فی المسند وابن خزیمه فی صحیحه والطبرانی فی الکبیر عن خزیمه وحارث ابن (ابی) اسامه عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنهم۔ بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۹۴ وجلد ۲ صفحہ ۷۰۵۔ جامع مسانید الامام الاعظم جلد ۲ صفحہ ۲۷۱ طبع دکن مسند امام اعظم طبع نور محمد صفحہ ۱۸۵۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۲۔ ۲۶۳

۹۔ ایک صاحب کے لئے روزے کا کفارہ خود ہی کھالینا جائز فرمادیا۔ البخاری و مسلم ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجه (والطحاوی جلد ۲۔ صفحہ ۸۴ طبع لاہور وجلد ۱ صفحہ ۲۷۷، طبع رحیمیہ) عن ابی هریرة و مسلم (والطحاوی، جلد ۲، صفحہ ۸۴ طبع لاہور وجلد ۱، صفحہ ۲۷۶ طبع رحیمیہ)۔ نحوه عن الصدیقته والبزار فی مسنده والطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر والدارقطنی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنه و فیه قال کله انت وعیالک فقد کفر اللہ عنک (ہدایہ جلد ۱۔ صفحہ ۲۰۰ میں ہے۔ فرمایا کل انت وعیالک یجزئک ولا تجزئ احدا بعدک، سنن ابی داؤد(2) میں امام ابن شہاب زہری تابعی سے ہے: انما کان هذه

1۔ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۵۲

2۔ جلد ۱ صفحہ ۳۲۵ مطبع کانپور کتاب الصیام باب کفاره من اتی اهله فی رمضان ۱۲ف (فیض الباری جلد ۳ صفحہ ۱۶۲۔ ۱۳

رخصة له خاصة ولو ان رجلا فعل ذلک الیوم لم یکن له بد من التکفیر) امام سیوطی وغیرہ علماء نے بھی اسے خصائص سے گنا۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔ مسک الختام جلد ۲ صفحہ ۴۲۱)

۱۰۔ ایک صاحب (سالم) کو جوانی میں ایک بی بی کا دودھ پینے کی اجازت دی اور اس سے حرمت رضاعت ثابت فرمادی۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۶۹ والنسائی وابن ماجه وا حمد فی مسندہ عن زینب بنت ام سلمه وابن سعد والحاکم عن سهلته۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۳ والبخاری عن ام سلمة۔

۱۱۔ حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت زبیران دو صاحبوں کو ریشمین کپڑے پہننے کی اجازت فرمادی۔ الصحاح الستته عن انس۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۱۲۔ مولیٰ علی کو بحالت جنابت مسجد اقدس میں رہنا مباح فرمایا۔ الترمذی وابویعلیٰ و بیهقی عن ابی سعید الحاکم فی المستدرک عن ابی هریرة عن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸ وخصائص کبریٰ ج ۲ صفحہ ۲۴۳۔ کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۰، فتح الکبیر جلد ۳۔ صفحہ ۳۹۹۔ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴، تحفۃ الاحوذی جلد ۴۔ صفحہ ۳۳۰۔ کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۱۔ منتخب کنز العمال علی ہامش مسند احمد جلد ۵۔ صفحہ ۲۹۔ جمع الفوائد جلد ۲ صفحہ ۳۶۶۔ مستدرک جلد ۳۔ صفحہ ۱۲۵۔ تعقبات سیوطی صفحہ ۶۸۔ ۶۹ مع تائید حافظ ابن حجر و قاضی اسماعیل والکلابادی والطحاوی ونووی مزید تائیداز ترمذی الاباب علی تحفۃ الاحوذی جلد ۴۔ صفحہ ۳۳۱ ولمعات شرح مشکوٰۃ وفتح الباری فی المناقب جلد ۷۔ صفحہ ۱۱۔ ۱۲۔ مشکوٰۃ لایحل) مناقب علی عن ابی سعید صفحہ ۵۶۴۔ الاباب علی (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵۔ مرقات جلد ۵ صفحہ ۵۷۶۔ مرقات جلد ۵۔ صفحہ ۵۷۵۔ تائیداز احمد والضیاعن زید بن ارقم واحمد بن معرواحمد عن سعد بن مالک۔ عمدۃ القاری جلد ۱۶۔ صفحہ ۱۷۶۔ ارشاد الساری جلد ۶ صفحہ ۸۴۔ ۸۵۔ ارشاد الساری جلد ۱ صفحہ ۴۵۳۔ لفظ الطبرانی " الا ان هذا المسجد لا یحل لجنب ولا لحائض الا للنبی صلی اللّٰه علیه وسلّم وازواجه وفاطمة بینت محمد وعلی الا نبیت لکم ان تضلوا (الامن والعلی الاعلیٰ حضرت صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ حزب الاحناف لاہور)۔ واخرج البیهقی عن ام سلمة قالت قال رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلّم لایحل هذا المسجد الجنب ولا لحائض الالرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم وعلی وفاطمة والحسن والحسین (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴۳) قال السیوطی فی التعقبات صفحہ ۶۹) واخرج البیهقی

فی (سننہ) عن عائشة ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم قال الی لا احل المسجد لحائض ولاجنب الالمحمد وآل محمد (خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ سنن کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۳۰۷۔ سنن کبریٰ جلد ۶ صفحہ ۴۴۲۔ اخرجه فی سننه وتعقبات صفحہ ۶۸۔ کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۸۶۔ ۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰ ومنتخب کنز العمال علی هامش۔ مسند امام احمد

۱۳۔ ازواج مطہرات اور خاتون جنت کو بحالت عارضہ ماہانہ مسجد مبارک میں آنا جائز فرمادیا الطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی السنن وابن عسا کر فی التاریخ عن ام سلمة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها

۱۴۔ حضرت براء بن عازب کو سونے کی انگوٹھی کا پہننا جائز فرمادیا۔ ابن ابی شیبة بسند صحیح عن ابی السفر و روی نحوہ البغوی فی الجعدیات عن شعبة عن ابی اسحاق واحمد فی مسندہٖ عن محمد بن مالک عن البراء ۔زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۱۵۔ سراقہ کو سونے کے کنگن حضور کی اجازت سے پہنائے گئے ۔ بیھقی فی الدلائل بطریق الحسن۔

۱۶۔ مولیٰ علی کو اپنا نام وکنیت جمع کرنے کی اجازت فرمادی۔ ابن سعد فی الطبقات عن المنذر الثوری عن علی عن جماعت قریش وعن علی احمد وابوداؤد ۔والترمذی وصححه ابویعلیٰ والحاکم فی الکنی والطحاوی جلد ۴ صفحہ ۵۳۳، ۵۳۴ والحاکم فی المستدرک والبیھقی فی السنن والضیاء فی المختارہ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۸۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔ صفحہ ۲۶۴۔

۱۷۔ عثمان غنی کو بے حاضری جہاد سہم غنیمت کا مستحق فرمادیا اور عطا کیا۔ البخاری والترمذی واحمد وابو داؤد عن ابن عمر زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۱۸۔ معاذ بن جبل کو اپنی رعیت سے تحائف لینا حلال فرمادیا۔ کتاب الفتوح۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸

۱۹۔ ایک صاحب کے لئے بیع میں خیار غبن مقرر فرمادیا(1)۔ الشیخان عن ابن عمر۔ مسلم جلد ۲۔ صفحہ ۷ والحمیدی وابوداؤد۔ والترمذی والنسائی وابن ماجةعن انس۔ زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

1۔ قال النووی فی شرحه، اختلف العلماء فی هذا الحدیث فجعله بعضهم خاصًا فی حقهٖ (وهو) الصحیح ۔ نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحه ۷۔ ۱۲ الفیضی غفرلهٗ

۲۰۔اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ کو عصر کے بعد دو رکعت نفل جائز فرما دیئے۔رواہ الشیخان۔زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔

۲۱۔ایک بی بی کو احرام میں شرط لگا لینا جائز فرمادیا اس طرح کہ ان محلی حیث حبستنی۔ الطبرانی والنسائی عن ابن عمر۔ عدۂ ائمتنا من مخصصاتہ بل وافقنا علی اختصاصہ بھا بعض الشافعیۃ کالخطابی ثم الرویانی کما فی عمدۃ القاری من باب الاحصار زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔

۲۲۔ایک شخص سے اس شرط پر اسلام قبول فرمالیا کہ دو نماز سے زائد نہ پڑھے گا۔رواہ الامام احمد فی مسندہ(1)بسندرجال ثقات ۔ بل رجالہ رجال مسلم۔زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔

۲۳۔حضرت عباس سے دو سال کا صدقہ پہلے وصول فرمایا۔اخرجہ ابن سعد عن علی وعن الحکم بن عیینہ۔خصائص کبریٰ جلد ۲۔صفحہ ۲۶۳۔خصوصیت علی وجہ،زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔

۲۴۔تین طلاقوں کے بعد بغیر حلالہ کے ابی رکانہ کو بیوی واپس پھیر دی۔زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔

۲۵۔حضرت انس کو سورج نکلنے کے وقت سے روزہ رکھنے کی اجازت عطا کی۔ تدبر۔زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸

۲۶۔حضرت علی کے لئے ان کے گھر سے مسجد میں دروازہ کھولنے کی اجازت عطا کی۔تدبر۔زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔

۲۷۔حضرت ابوبکر کے لئے مسجد میں خوخہ (روشندان ۔ پھاٹک میں چھوٹا درازہ) کھولنے کی اجازت بخشی۔(بخاری جلد ا صفحہ ۵۱۶ وزرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸)

۲۸۔موالی بریرۃ کے لئے ولا کی شرط کو برقرار رکھا۔تدبر۔زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔

۲۹۔بنی عباس اور بنی ہاشم کے لئے بوجہ سقایہ منیٰ میں رات گزارنا ترک فرمادیا۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۸

۳۰۔ابوطلحہ کے اسلام کو ام سلیم کا مہر مقرر کیا۔ الحاکم فی المستدرک وغیرہ عن انس جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔

۳۱۔صحابۂ کرام میں مواخات کر کے ان میں توارث ثابت کردیا۔ زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۳۲۸۔ اخرجہ ابن جریر عن علی بن زید۔خصائص کبریٰ جلد ۲۔صفحہ ۲۶۴۔

1۔مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۵۔ ۱۲ فیضی

۷۲۔مہاجرین کی عورتوں سے یہ خاص کرفرمایا کہ وہ تو وارث ہوں گی نہ ان کے شوہر۔زرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۲۸۔

۷۳۔ام ایمن جب حضور کے ہاں آتی سلام لاعلیکم کہتی۔حضور نے صرف ''السلام'' کہنے کی رخصت عطا کر دی۔ علی وجه ابن سعد عن جعفر بن محمد عن ابیه۔ خصائص کبریٰ جلد ۲۔صفحہ ۲۶۴۔

۷۴۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فضالہ کو صرف فجر وعصر کی محافظت کا حکم دیا نہ باقی نمازوں کا باقی نمازوں کی محافظت سے بوجہ ان کے سوال کے انہیں مستثنیٰ فرمادیا۔رواہ ابوداؤد عن فضالہ جلدا۔صفحہ ۶۱۔باب المحافظة علی الصلوٰة (وغیر ذلک من الواقعات۔ الفیضی)

۷۹،حضرت خزیمہ سے روایت ہے کہ:۔

جعل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم للمسافر ثلثا ولو مضٰی السائل علی مسألته لجعلها خمسًا رواه ابن ماجه(1) (واللفظ له) وفی روایة ابی داؤد(2) وفی روایة للطحاوی(3) وللبیهقی۔

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسح موزہ کی مدت تین رات مقرر فرمائی۔اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کر دیتے''۔

ولواستزدناه لزادن اوفی روایة للطحاوی ولو اطنب له السائل فی مسألته لزادهٗ

''اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے اور اگر مانگنے والا مانگے جاتا تو حضور اور زیادہ مدت عطا فرماتے''۔

وفی روایة للبیهقی ''وایم اللّٰه مضی السائل فی مسئالته لجعله خمساً''(4) قال

1۔طبع نور محمد ۱۲ 2۔جلد ا صفحہ ۲۱۔ ۱۲منہ 3۔شرح معانی الآثار جلد ا صفحہ ۱۱۸ طبع لاہور ۱۲منہ

4. اقول ونحوه هذا الحدیث، عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم من عال ثلاث بنات اومثلهن من الاخوات فادبهن ورحمهن حتی یغنیهن اللّٰه تعالٰی او جب اللّٰه له الجنة فقال رجل یارسول اللّٰه او اثنتین قال او اثنتین حتی لو قالوا او واحدة رواه البغوی فی شرح السنة مشکوٰة شریف کتاب الآداب باب الشفقة والرحمة فصل ثانی جلد۲ صفحه ۴۲۳ وایضاً نحوه هذا الحدیث" عن ابی هریرة قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لنسوة من الانصار لایموت لاحد اکن ثلثة من الولد فتحتسبه الا دخلت الجنة فقالت امراة منهن او اثنان یارسول اللّٰه قال او اثنان رواه مسلم وفی روایة لهما (ای للشیخین) ثلثه لم یبلغوا الحنث ونحوه عن ابن عباس رواه الترمذی وعن (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لمجدد البریلوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ۔ اقول یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفویض واختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا مؤکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کردیتے۔ اصلاً گنجائش نہ رکھتا کما لا یخفی اور یہاں جزم خصوص بے جزم عموم نہ ہوگا کہ اس خاص کی نسبت کوئی خبر خاص تخییر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا منشا وہی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار سید الانام ہیں۔ علیہ وعلیٰ آلہٖ فضل الصلوٰۃ والسلام۔ انتھیٰ کلام الامام۔

احادیث وضوومسواک

۸۰۔۸۱۔ لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوٰۃ۔

"حضور نے فرمایا اگر مشقت اُمت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرمادیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں"۔

رواہ مالک واحمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ وابوداؤد والنسائی عن زید بن خالد (جامع صغیر جلد ۲۔ صفحہ ۱۳۲۔ علماء فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے۔ " قال المصنف وھو متواتر"۔ (فیض القدیر جلد ۵۔ صفحہ ۳۳۷ وفی روایتہ احمد والنسائی عنہ) "لولا ان اشق علی امتی لامرتھم عند کل صلاۃ بوضوء ومع کل وضوء بسواک"۔ قال الامام المجدد البریلوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ۔ اقول امر دو قسم ہے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اس کی مخالفت معصیت دوسرا ندبی جس کا حاصل ترغیب اور اس کے ترک میں وسعت، امر ندبی تو یہاں قطعاً حاصل ہے۔ تو ضرور نفی حتمی کی ہے۔ امر حتمی بھی دو قسم ہے۔ ظنی جس کا مفاد وجوب اور قطعی۔ جس کا مقتضی فرضیت ظنیت خواہ من جھتہ الروایتہ یا من جھتہ الدلالہ ہمارے حق میں ہوتی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں جس کے سراپردۂ عزت کے گرد ظنون کو اصلاً بار نہیں تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں متحقق نہیں۔ وہاں یا فرض ہے یا مندوب نص علیہ الامام المحقق حیث اطلق فی الفتح

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ابی سعید رواہ البخاری وعن معاذ رواہ احمد وعن ابن مسعود رواہ الترمذی وابن ماجہ کلھم فی المشکوۃ باب البکاء علی المیت صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۳ زدت لک ستۃ احادیث ان تدبرت وفکرت فیھم تجدھم دالین علی اختیارہ فی التشریع والتکوین فلہ الحمد ۱۲ کتبۂ منظور احمد الفیضی غفرلہٗ و عفی عنہ

اب واضح ہوگیا کہ ان ارشادات کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہیں۔ کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے لئے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرما دیتا(1) مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے۔ اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں؟۔ وللّٰہ الحمد۔ انتہیٰ کلام المجدد ملخصاً۔

۸۲۔ لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواک مع کل وضوء"۔ رواه مالک والشافعی والبیهقی عن ابی هریرة والطبرانی فی الاوسط عن علی کرم اللّٰه تعالیٰ وجههٗ۔

۸۳۔ ولولا انی اخاف ان اشق علی امتی لفرضته (السواک) علیهم" اخرجه ابن ماجة عن ابی امامة۔

۸۴۔ لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیهم السواک عند کل صلاة (زاد غیر الدارقطنی) کما فرضت(2) علیهم الوضوء۔ اخرجه الطبرانی والبزار والدارقطنی) والحاکم عن عباس بن عبدالمطلب رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما۔

۸۶.۸۵ لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواک والطیب عند کل صلوٰة ۔ رواه ابونعیم فی کتاب السواک عن ابن عمر وبسند حسن وسعید بن منصور فی سننهٖ عن مکحول مرسلاً۔

۸۷۔ لو لا ان اشق علی امتی لامرتهم ان یستاکوا بالاسحار۔ ابونعیم عن ابن عمر۔

۸۹.۸۸۔ لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواک عند کل

1. قال الکشمیری "قال لولا ان اشق علی امتی لامرتهم ای لاجعلهٗ علیهم واجباً، العرف الشذی صفحه ۴۸۔ ۱۲ منه

2۔عن ابن عمر قال فرض رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم زکوٰة الفطر الحدیث متفق علیه (بخاری جلد۱ صفحه ۲۰۴، مسلم جلد۱ صفحه ۳۱۷) عن ابن عباس قال ...... فرض رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم هذه الصدقة (ای صدقة الفطر۔ ف) رواه ابوداؤد جلد۱ صفحه ۱۶۲) والنسائی (جلد۱ صفحه ۳۴۹ عن ابن عمر صفحه ۲۵۰۔۲۵۱ عن ابن عباس وعن ابی سعید الخدری ۔ مطبع نور محمد۔ کتاب الزکوٰة باب فرض زکوٰة رمضان الخ) عن ابن عباس قال فرض رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم زکوٰة الفطر۔ الحدیث رواه ابوداؤد (جلد۱ صفحه۱۶۳ عنه) وعن ابن عمر الثلاثة فی المشکوٰة جلد۱ صفحه ۱۶۰ باب صدقة الفطر فرضها (عمرہ کا احرام) رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لاهل نجد من قرن الحدیث بخاری جلد۱ صفحه ۲۰۶۔ ۱۲ الفیضی

صلاۃ، الحدیث رواہ احمد والترمذی والضیاء عن زید بن خالد الجھنی بسند صحیح، والبزار عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وروی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ وروی عن زید احمد ابوداؤد والنسائی کحدیث ابی ہریرۃ والحاکم والبیھقی بسند صحیح عن ابی ہریرۃ کحدیث زید وفیہ(1) لفرضت علیھم السواک مع الوضوء الحدیث وللنسائی عن ابی ہریرۃ بلفظ ، لامرتھم بتاخیر العشاء بالسواک عند کل صلاۃ"۔

۹۰۔قد عفوت عن الخیل والرقیق۔

"گھوڑوں اورغلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف فرمادی"۔

(الحدیث،رواہ احمد وابوداؤد والترمذی عن علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح)۔

۹۱۔حضور نے صحابہ سے فرمایا: ماتقولون فی الزنا۔عرض کی،حرام حرمہ اللّٰہ ورسولہ رواہ احمد بسند صحیح والطبرانی فی الاوسط والکبیر عن المقداد۔

۹۲۔انی احرّم علیکم حق الضعیفین الیتیم والمرأۃ۔ رواہ الحاکم علی شرط مسلم والبیھقی فی الشعب واللفظ لہ عن ابی ہریرۃ۔

۹۳۔ ان اللّٰہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام، رواہ الشیخان عن جابر مرفوعا۔

۹۴۔ انی حرّمت کل مسکر رواہ النسائی بسند حسن عن ابی موسیٰ الاشعری۔

۹۵۔ حرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لحوم الحمرالاھلیۃ۔رواہ البخاری فی صحیحہ جلد ۲۔صفحہ ۸۳۰ عن ابی ثعلبۃ۔

۹۶۔سیدہ طیبہ خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے مولیٰ علی کو اور نکاح کرنے سے منع کردیا۔شیر خدا کے لئے دوسرا نکاح حرام ہوگیا۔

(بخاری جلد ۱۔صفحہ ۴۳۸ وجلد ۲ صفحہ ۷۸۷ ومسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ والترمذی وصححہ)

ویحتمل ان المراد تحریم جمعھا (نووی شرح مسلم جلد ۲۔صفحہ ۲۹۰)

۱۔نیل الاوطار للشوکانی جلد ۱ صفحہ ۱۱۸۔ ۱۲منہ

اگر یہ یحتمل سے ہے تو اول بھی قالوا سے ہے۔ جو صیغہ تمریض وتضعیف ہے فان قلت ذلک جائز شرعا فلم منع صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ذلک قلت لانہ موجب لایذاء فاطمۃ المستلزم لایذاء الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کذا فی الکرمانی والخیر الجاری۔

ہامش بخاری جلد ا سطر ۸ صفحہ ۴۳۸۔

عیار مؤول اینڈ پارٹی کے لئے لمحہ فکریہ، درج ذیل عبارت بغور ملاحظہ ہو۔

قال ابن التین اصح ما تحمل علیہ ھذہ القصۃ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم حرم علٰی علی ان یجمع بین ابنتہٖ وبین ابنۃ ابی جھل لانہ علل بان ذلک یوذیہ واذیتہ حرام بالاتفاق ومعنی قولہ لا احرم حلالاً ای ھی لہ حلال لولم تکن عندہٗ فاطمۃ واما الجمع بینھما الذی یستلزم تاذی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لتاذی فاطمۃ بہ فلا۔ ہامش صحیح بخاری حاشیہ نمبر ۶ جلد ۲۔ صفحہ ۷۸۴۔ عن الفتح)

قال ابن داؤد حرم اللّٰہ علٰی علی ان ینکح علی فاطمۃ حیاتھا لقولہ عزوجل وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ ۚ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا فلما قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لا آذن لم یکن یحل لعلی ان ینکح علی فاطمۃ الا ان یاذن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم الخ نحوہ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت جلد ۵۔ صفحہ ۵۹۳)

۹۷۔ ما امرتکم بہ فخذوہ وما نھیتکم عنہ فانتھوا(1)

(ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ صفحہ ۲)

۹۸۔ من اطاعنی فقد اطاع اللّٰہ ومن عصانی فقد عصی اللّٰہ"

(ابن ماجۃ عنہ صفحہ ۲)

1۔ روی البیھقی ۔ فی باب صلوۃ المسافر من سننہ عن عمر رضی اللّٰہ عنہ انہ سئل عن قصر الصلوٰۃ فی السفرو قیل لہ انا نجد فی الکتاب العزیز صلاۃ الخوف ولا نجد صلاۃ السفر فقال للسائل یا ابن اخی ان اللّٰہ تعالیٰ ارسل الینا محمدًا صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ولا نعلم شیئاً وانما نفعل ما رأینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یفعلہ قصر الصلاۃ فی السفر سنۃ سنھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اھ فتامل ذلک فانہ نفیس کتاب المیزان للشعرانی فصل شریف فی بیان الذم الخ جلد ا صفحہ ۵۲۔۵۳ حجازی و صفحہ ۵۶ حلبی ۱۲ منہ

۹۹۔ انی لا احل المسجد لحائض و لاجنب (ابوداؤد، کنوز الحقائق جلد ا۔صفحہ ۸۳۔ابوداؤد جلد ا۔صفحہ ۱۳۰۔ الحدیث صحیح نیل الاوطار للشوکانی جلد ا۔صفحہ ۲۵۰)

۱۰۰۔ ان ما حرّم رسول اللّٰہ مثل ما حرم اللّٰہ۔ رواہ احمد والدارمی وابودؤد (جلد ۲ صفحہ ۲۷۲) والترمذی وابن ماجۃ (صفحہ ۳)عن المقدام بسند حسن (مشکوٰۃ صفحہ ۲۹)

۱۰۱۔ جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے قصیدہ عرض کیا۔ اس کے بعض اشعار یہ ہیں:۔

الاِ یا رسول اللّٰہ انت مصدق   فبورکت مھدیا وبورکت ھادیا

شرعت لنا دین الحنیفۃ بعد ما   عبدنا کامثال الحمیر طواغیا

"یارسول اللہ حضور تصدیق کئے گئے ہیں حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے (شریعت اسلامی حضور کی مقرر ہوئی ہے) بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے"۔

(رواہ ابن مندہ عن ابی ھریرۃ)

حدیثیں تو ابھی بہت ہیں۔لیکن اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب کچھ آ گیا۔ ایک لفظ شارع تمام احکام تشریعیہ کو جامع ہوا۔ ابھی اَمرَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ونھیٰ وقضی کی احادیث یہاں نقل نہ ہوئیں۔ان کے لئے دفتر کے دفتر درکار۔

(اقوالِ رفیعہ، عبارات ائمہ)

۱۔ عارف صمدانی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں:

۱۔ کان الامام ابوحنیفة رضی اللّٰہ تعالٰی عنه من اکثر الائمة ادباً مع اللّٰہ تعالٰی ولذلک لم یجعل النیة فرضاً وسمی الوتر واجباً لکونهما ثبتا بالسنة لا بالکتاب فقصد بذلک تمییز ما فرضه اللّٰہ تعالٰی وتمییز ما اوجبه رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلّم...... فان ما فرضه اللّٰہ تعالٰی اشد مما فرضه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم من ذات نفسه حین خیره اللّٰہ تعالٰی ان یوجب ما شاء او لا یوجب (کتاب میزان الشریعته الکبری باب الوضوء جلد۱۔صفحہ ۱۱۵ مطبعہ حجازی بالقاہرہ و جلد۱ صفحہ ۱۲۴ وصفحہ ۱۲۵۔ مطابق مطبعه مصطفٰی البابی الحلبی بمصر)۔

''یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان اکابر ائمہ میں سے ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے۔ اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا کہ یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے۔ تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالٰی کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرض میں فرق وتمیز کر دیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا۔ جب کہ اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں نہ کریں''۔

۲۔ امام ربانی عارف شعرانی رحمہ اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا:۔

کان الحق تعالٰی جعل له صلی اللّٰہ علیه وسلّم ان یشرع قبل نفسه ما شاء کما فی حدیث تحریم شجر مکة فان عمه العباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنه لمّا قال له یارسول اللّٰہ الا الاذخر فقال صلی اللّٰہ علیه وسلّم الا الاذخر ولو ان اللّٰہ تعالٰی لم یجعل له ان

يشرع من قبل نفسہٖ لم يتجرء صلى الله عليه وسلّم ان يستثنى شيئًا مما حرّمه اللّٰه تعالٰى۔ (کتاب میزان جلد ا صفحہ ۴۵ مطبعۃ حجازی بالقاهرة ۱۳۵۴ھ وصفحہ ۴۸ مطبعۃ مصطفےٰ البابی الحلبی بمصر)

''یعنی حضرت عزت جل جلالہٗ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں۔ جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ گیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا اچھا نکال دی۔ اس کا کاٹنا جائز کردیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمادیں۔ تو حضور ہرگز جرأت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں''۔

۳۔ نیز انہیں امام شعرانی نے شریعت کی کئی قسمیں بیان کیں ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی۔

الثانى ما اباح الحق تعالٰى لنبيه صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلّم ان يسنه على رأيہٖ هو...... كتحريم لبس الحرير على الرجال وقوله فى حديث تحريم مكة الا الاذخر...... ولولا ان اللّٰه تعالٰى كان يحرم جميع نبات الحرم لم يستثن صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلّم الاذخر...... ونحو حديث لولا ان اشق على اُمتى لاخرت العشاء الى ثلث الليل ونحو حديث لو قلت نعم لوجبت ولم تستطيعوا فى جواب من قال له فى فريضة الحج اكل عام يا رسول اللّٰه قال لا ولوقلت نعم لوجبت...... وقد كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالٰى عليه وسلّم يخفف على امتہٖ وينهاهم عن كثرة السوال ويقول اتركونى ما تركتم اھ باختصار''۔ (کتاب المیزان جلد ا صفحہ ۵۲ موافق مطبعۃ حجازی وصفحہ ۵۵ مطابق مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی۔

''شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمادیں۔ مردوں پر ریشم کا پہننا حضور ﷺ

نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی طرح حرمت مکہ سے گیاہ اذخر کو استثناء فرمادیا۔ اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔ اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹادیتا اسی بات سے ہے کہ جب حضور ﷺ نے فرض حج بیان فرمایا۔ کسی (اقرع بن حابس) نے عرض کی یارسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے۔ فرمایا نہ اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہوجائے اور پھر تم سے ادا نہ ہوسکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت پر تخفیف وآسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے۔ مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں''۔

۴۔ نیز وہی عارف ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رحم اللّٰہ الامام اباحنیفة حیث غایر بین لفظ الفرض والواجب وبین معناهما فجعل مافرضه اللّٰہ تعالٰی اعلٰی مما فرضه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلّم وان کان لاینطق عن الهوی ادبا مع اللّٰہ تعالٰی و نفس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلّم یمدح الامام اباحنیفة علٰی مثل ذلک لانه صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلّم یحب رفع رتبة تشریع ربه علٰی تشریعه هو ولو کان ذلک باذنه تعالٰی۔ (کتاب المیزان باب صلوٰة النفل جلد ۱ صفحہ ۱۶۷ مطبعه حجازی وصفحہ ۱۸۲ مطابق مطبعه مصطفٰی البابی الحلبی بمصر)

۵۔ امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

" ان للشارع(1) صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلّم ان یبیح ماشاء لقوم ویحرمه علی قوم آخرین''۔ کتاب المیزان فصل قال المحققون الخ جلد ۱ صفحہ ۷۰ حجازی وصفحہ ۷۵ حلبی)

'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لفظ شارع (شریعت ساز، شریعت گر، موجد شریعت) کا اطلاق ائمہ کرام و علماء عظام کی عبارات میں اس قدر واقع ہے کہ جس کے احصاء کے لئے کئی مجلد درکار ہوں گے۔ خصوصا کتاب المیزان تو اس سے مملوء ہے۔'' چلتے چلتے ایک درسی کتاب کے چند حوالے پیش کرتا جاؤں'' (نور

1۔ کواکب الدراری۔ کرمانی۔ میں زیر حدیث "ای یوم هذا فسکتنا" فیه اشارة الی تفویض الامور بالکلیة الی الشارع"۔ حاشیہ بخاری جلد ۱ صفحہ ۲ ۔ ۱۲ منہ

الانوار صفحہ ۲۵۶، قمر الاقمار (لوالد مولانا عبدالحی لکھنوی علی نورالانوار صفحہ ۱۶۷، ۲۳ ونور الانوار صفحہ ۶ حاشیہ ۱۹

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''قدیم سے عرف علماء کرام میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کو شارع کہتے ہیں۔ علامہ زرقانی شرح مواہب(1) میں فرماتے ہیں: قد اشتهر اطلاقه صلى الله تعالى عليه وسلّم لانه شرع الدين والاحكام

''سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور معروف ہے۔ اس لئے کہ حضور نے دین متین واحکام دین کی شریعت نکالی''۔ (الامن والعلیٰ صفحہ ۱۳۱۔ ۱۳۲)

۶۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں حدیث ابو بردہ کے ماتحت ہے جو پچھلے صفحات پر گزری ہے:۔

خصوصية له لاتكون لغيره اذ كان له صلى الله تعالى عليه وسلّم ان يخص من شاء بما شاء من الاحكام۔

''یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں۔ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں''۔

۷۔ حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی اسی حدیث ابو بردہ کے نیچے رقم طراز ہیں:۔

وفي الحديث من الفوائد غير ما تقدم، ان المرجع للاحكام انما هو الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلّم وانه قد يخص بعض امته بحكم ويمنع غيره منه ولو كان بغير عذر۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ا۔ صفحہ ۱۳)

''گذشتہ فوائد کے علاوہ اس حدیث شریف میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ احکام شریعت میں جن کی طرف رجوع کیا جائے وہ حضور ہی ہیں۔ اور آپ بغیر کسی عذر کے اپنے بعض امتیوں کو کسی ایک حکم سے خاص فرماتے ہیں اور دوسرے کو اس حکم سے منع فرماتے ہیں''۔

۸۔ شیخ المحدثین وسند المحققین حضرت الشاہ الشیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث عقبہ کے نیچے رقمطراز ہیں۔

1۔ جلد ۳ صفحہ ۱۳۴ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام'' شارع'' ہے مواہب وزرقانی صفحہ مذکور ومدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۲۶۵۔ ۱۲ الفیضی غفرلہ وعفی عنہ

آں حضرت را مے رسد کہ تخصیص کند بعض احکام را بہ بعض اشخاص واحکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم بر قول صحیح۔ (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۶۰۹)

''یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا حق پہنچتا ہے (اور اس بات کا اختیار ہے) کہ بعض احکام کی بعض اشخاص سے تخصیص فرما دیں اور جمیع احکام حضور کے سپرد تھے۔ (ان میں جس طرح چاہیں کٹ وٹ کریں) صحیح بات یہی ہے''۔

۹۔امام نووی شرح صحیح مسلم میں حدیث ام عطیہ کے نیچے یوں گوہر فشاں ہیں:۔

وللشارع علیه الصلوٰة والسّلام ان یخص من العموم ما شاء(1)۔

(نووی تحت مسلم جلد ا صفحہ ۳۰۴، مرقات جلد ا۔صفحہ ۵۵۰۔مدارج النبوۃ جلد ا۔صفحہ ۱۳۷)

''نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام (شریعت ساز) کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرما دیں''۔

۱۰۔علامہ خفاجی قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی شرح فرماتے ہیں:

نبینا الآمر الناهی فلا احد ابر فی قول لا منه ولا نعم

''ہمارے نبی صاحب امر ونہی ہیں تو ان سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں''۔

معنی نبینا الآمر الخ انه لا حاکم سواه صلی اللہ علیه وسلم فهو حاکم غیر محکوم الخ (نسیم الریاض (ذکر فی فضل جودہ) جلد ۲۔ صفحہ ۳۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب امر ونہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور حاکم ہیں۔حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۱۔شیخ المحدثین سند المحققین مجدد مائۃ حادی عشر شاہ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر حدیث لو قلت نعم لو جبت رقمطراز ہیں:۔

وظاہر ایں حدیث در آن است کہ احکام مفوض اند بآں حضرت (اشعۃ اللمعات جلد ۲۔صفحہ ۳۰۲)

''یعنی اس حدیث کی ظاہر دلالت اس بات پر ہے کہ احکام حضور کو سپرد کر دیئے گئے (اس میں جس طرح چاہیں ترمیم واضافہ فرما دیں)''

۱۲۔نیز وہی شیخ محقق محمد عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زیر حدیث الا الاذخر ارقام فرماتے ہیں:۔

1.وقال " فهذا صواب الحکم فی هذا الحدیث اه وزاد الزرقانی بعد قوله ماشاءُ "لمن شاء" زرقانی علی المواهب جلد۵ صفحه ۳۲۵۔ ۱۲ منه

مذہب بعضے آنست احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و بر ہر کہ خواہد حلال وحرام گرداند بعضے گویند با جتہاد گفت و اول اصح اظہر ست (اشعۃ اللمعات جلد ۲۔ صفحہ ۳۸۵)

یعنی یہ استثناء بعض آئمہ کے نزدیک اس حقیقت پر مبنی ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جو چاہیں جس پر چاہیں حلال اور حرام فرمادیں۔ اور بعض نے کہا یہ استثناء اجتہاد پر مبنی ہے۔ شیخ محقق فرماتے ہیں پہلا قول بہت صحیح اور زیادہ ظاہر ہے کہ احکام سپرد ہونے کی وجہ سے یہ استثناء فرمایا''

۱۳۔ نیز وہی شیخ محقق حضرت محمد عبدالحق محدث دہلوی مدارج کے باب پنجم ذکر فضائل میں رقم طراز ہیں:۔

واز اں جملہ آنست کہ آنحضرت تخصیص مے کرد بہ ہر کرا ہر چہ مے خواست از احکام

(مدارج النبوت جلد ا۔ صفحہ ۱۳۷)

''یعنی حضور ﷺ کے خصائص اور فضائل سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور جس کو جس سے چاہتے خاص فرمادیتے''۔

پھر آگے شیخ نے بطور دلیل پانچ نظیریں۔'' شہادت خزیمہ، نوحہ اُم عطیہ، ترک سوگواری اسماء، اضحیہ ابو بردہ، مہر سورت قرآن'' والے واقعات بیان فرمائے ہیں جو گزرے۔

۱۴۔ شیخ المحدثین وسند المحققین مجدد مائۃ حادی عشر برکت رسول اللہ فی الہند حضرت شاہ شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ نور اللہ مرقدہٗ وقدس سرہٗ فرماتے ہیں:

مذہب صحیح ومختار آن ست کہ احکام مفوض است بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بہر کہ و بہر چہ خواہد حکم کند یک فعل بر یکے حرام کند بر دیگرے مباح گرداند واین را امثلہ بسیار ست کما لایخفی علی المتبع حق جل و علی پیدا کردہ وشریعتے نہادہ وہمہ بر رسول خود وحبیب خود سپردہ است صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مدارج النبوت شریف جلد ۲۔ صفحہ ۱۸۳)

''یعنی صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ احکام حضور ﷺ کے سپرد ہیں جس پر جو چاہیں حکم کریں۔ ایک کام ایک پر حرام کرتے ہیں اور دوسرے پر مباح۔ اس کی بہت مثالیں ہیں جیسا کہ متبع پر مخفی نہیں۔ حق تعالی نے شریعت مقرر کر کے ساری کی ساری اپنے رسول اور اپنے محبوب کے حوالے کر دی کہ اس میں جس طرح چاہیں ترمیم و اضافہ فرمائیں''

۱۵۔ شیخ محقق حدیث من عال ثلاث بنات الذی مر فی الحاشیۃ کے تحت رقمطراز ہیں:۔

واین بر مذہب مختار کہ مے گویند احکام مفوض است بآں حضرت ہر چہ خواہد کند و بہر کہ خواہد نہ کند و ہر کرا

خواہد تخصیص نماید ظاہر است۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴۔ صفحہ ۱۲۳۔ ۱۲۴)

''یعنی یہ کہ حضور ﷺ کا اولاً تین لڑکیوں کی پرورش پر جنت کی خوشخبری دینا پھر سوال کرنے پر دو کی پرورش پر بشارت جنت۔ پھر راوی حضرت ابن عباس کا یہ فرمانا کہ اگر ایک کی پرورش کے متعلق بھی پوچھتے تو ایک کی پرورش پر بھی بشارت جنت عطا فرماتے۔ مذہب مختار پر تو ظاہر ہے کہ احکام حضور کے سپرد ہیں جو چاہیں کریں اور جس کے لئے چاہیں نہ کریں اور جس کے لیے چاہیں تخصیص فرمادیں''۔

شیخ کی اس عبارت پر مولوی امیر علی یوں حاشیہ آرائی کرتے ہیں:۔

مذہب مختار و در توریت وانجیل نیز آمدہ کہ خاتم النبیین پیغمبرے باشد کہ اللہ تعالیٰ کلام خود را در دہن وے انداز د ہر چہ گوید از کلام حق بود۔ ہر کہ سر تسلیم بروے فرود نیارد حق تعالیٰ از وے انتقام کشد وتصدیق ایں درقرآن ہم آمدہ است لقولہ تعالیٰ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ ودر حدیثے آمدہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے درختے یکے را در جنت درختے داد اگر فلاں محتاج را بدہد اونکرد۔ باز یکے از صحابہ بخدمت مبادرت کردہ عرض کرد کہ اگر بمن ہماں ارزانی فرمائی من آں درخت را خریدہ بداں کس دہم فرمود برائے تو گردانیدم پس رفتہ بقیمت گران خریدہ بداد سبحان اللہ جمادے چند دادہ جاں کریدہ۔ وللہ الحمد والمنۃ (اشعۃ اللمعات جلد ۴۔ صفحہ ۱۲۳)

۱۶۔ امام شعرانی امام سیوطی سے ناقل:

> وكان له ان يخص من شاء بما شاء من الاحكام كجعل شهادة خزيمة بشهادة رجلين وكما رخص في النياحة لخولة بنت حكيم وفي الاحداد لاسماء بنت عميس واسلم رجل علىٰ انه لا يصلي الا صلاتين فقبل منه ذلك نساء المهاجرين بان يرثن دون ازواجهن لكونهن غرائب لا ماوىٰ لهن...... وكان انس رضي الله عنه يصوم من طلوع الشمس لا من طلوع الفجر فالظاهر انها خصوصية له الخ (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۰ مطبعة مصطفى البابى الحلبى بمصر، وعنه جواهر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۶۴)

۱۷۔ علامہ ملا علی قاری حنفی حدیث ربیعہ کے تحت رقم طراز ہیں:۔

> عد ائمتنا من خصائصه عليه الصلوٰة والسّلام انه يخص من شاء بما شاء كجعله شهادة خزيمة بن ثابت بشهادتين رواه البخاري

وکثر(1) خیصه فی النیاحة لام عطیة فی آل فلان خاصة رواه مسلم...... وبالتضحیه بالعناق لابی بردة بن دینار وغیره۔

(مرقات، جلدا۔صفحہ ۵۵۰)

''یعنی ہمارے آئمہ نے حضور کے خصائص سے یہ گنا کہ آپ کو یہ اختیار تھا کہ جس کو جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں جیسے شہادت خزیمہ دو کے قائم مقام کردی (بخاری) ام عطیہ کو خاص جگہ نوحہ کی اجازت بخشی (مسلم) شش ماہہ بکری کے بچے کی قربانی ابو بردہ کے لئے جائز فرمادی۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں''۔

۱۸۔علامہ نور بخش توکلی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۶۷ھ رقم طراز ہیں:۔

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس شخص کے لئے جس حکم کی تخصیص چاہتے کردیتے۔الخ''

(سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۷)

فریق مخالف کے گھر کی گواہی

۱۔علامہ ابن تیمیہ رقم طراز ہیں:۔

وقد اقامه اللّٰه (الصلوٰة والسّلام) مقام نفسه فی امره ونهيه واخباره وبيانه (الصارم المسلول صفحہ ۴۱)

''یعنی امر اور نہی اور خبر دینے اور بیان میں حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے قائم مقام ہیں''۔

کانت اقضیته علیه الصلوٰة والسّلام الخاصة تشریعا عاما

(زاد المعاد علی الزرقانی جلد ۶۔صفحہ ۲۷۳)

۳۔غیر مقلدوں وہابیوں کے پیشوا قاضی شوکانی زیر حدیث ''لو قلت نعم لوجبت'' لکھتے ہیں:۔

استدل به علی ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم مفوض فی شرع الاحکام (نیل الاوطار جلد ۲۔صفحہ ۲۹۵ مطبعہ مصطفےٰ البابی الحلبی بمصر)

''یعنی اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ احکام کی مشرعیت حضور ﷺ کے سپرد ہے''۔

1۔قال الفاسی تحت اسمه "وکیل" ویحتمل ان یکون المراد التفویض الیه فی الاحکام الشرعیة فیحکم باجتهاده حسبما ذکروا فی خصائصه انه یجوز ان یقال له احکم بما تشاء فما حکمت به فهو صواب موافق لحکمی علی ما صححه الاکثرون فی الاصول ولیس ذلک لغیره"۔

(مطالع المسرات صفحہ ۱۲۳۔۱۲ منہ)

۴۔۵۔ان تشریع الاحکام واقع علی یدہ۔(نیل الاوطار جلد ۸۔صفحہ ۲۹۱)

۶۔وہابیوں، غیر مقلدوں کے پیشوا میاں صدیق بھوپالی زیر حدیث الا الاذخر "لکھتے ہیں:

ومذہب بعضے آنست کہ احکام مفوض بود بوے صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد بر ہر کہ خواہد حلال وحرام گرداند وبعضے گویند باجتہاد گفت واول اصح واظہر ست (مسک الختام صفحہ ۵۱۲۔۵۱۳)

"یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام حضور ﷺ کے سپرد ہیں جو چاہیں اور جس پر چاہیں حلال اور حرام فرمادیں۔اور بعض کہتے ہیں یہ استثناء اجتہاد سے فرمایا۔ پہلا قول ومذہب زیادہ صحیح اور بہت ظاہر ہے۔

۷۔شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام۔(فتاوی رشیدیہ جلد ۱۔صفحہ ۹۱)

۸۔دیوبندیوں کے مولوی محمد انور کشمیری زیر حدیث "مجامع فی رمضان" لکھتے ہیں:۔

وھو عندی محمول علی خصوصیتہ......فحملوہ علی الخصوصیة (فیض الباری جلد ۳۔صفحہ ۱۶۲۔۱۶۳)

۹۔نیز وہی صاحب زیر حدیث "لوقلت نعم لوجب" رقم طراز ہیں:۔

ولیعلم ان الفرض والحرام یثبت بالحدیث ایضا کما یدل حدیث الباب" (العرف الشذی صفحہ ۳۱۱)

الحمد للّٰہ تعالیٰ کہ بطور اختصار خصوصیت ۵۱ اختیار فی التشریع کا ثبوت مکمل ہوا فضیلت و خصوصیت ۵۰ (جس میں اختیار فی التکوین کا ثبوت گزرا) اور ۵۱ کے ملانے سے "مختار کل" کا رسالہ تیار ہوجائے گا۔جس کا نام یہ تجویز کرتا ہوں:۔

القول الرفیع فی بیان انہ مختار فی التکوین والتشریع والحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین۔

خصوصیت وفضیلت نمبر ۵۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے، تمام جنوں کے بلکہ تمام فرشتوں کے، نباتات کے، جمادات کے، تمام مخلوق کے، عالمین کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:۔

۱۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ (سبا)

''اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے''۔

۲۔ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اعراف:۱۵۹)

''تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں''۔

۳۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا۝

(فرقان:۱)

''بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تاکہ وہ (محبوب) سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو''۔

۴۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۝

''وہ (قرآن شریف) تو نصیحت ہی ہے سارے جہان کے لیے''۔

(ف) جس قدر کتاب (قرآن) کا دائرہ اس قدر صاحب کتاب کی رسالت کا دائرہ، اگر قرآن شریف ذکر للعالمین ہے تو صاحب قرآن بھی رسول للعالمین ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس جیسی آیات قرآن شریف میں بہت ہیں۔

۵۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ (انبیاء)

''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ارسلت الی الخلق کافۃ (صحیح مسلم جلد ا۔ صفحہ ۱۹۹)

''میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا''۔

مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل اوّل

امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوری حنفی متولد ۲۳۹ھ متوفی ۳۲۱ھ۔

وهو (صلى الله تعالى عليه وسلم) المبعوث الى عامة الجن
وكافة الورى بالحق والهدى وبالنور والضياء

عقیدہ اہل السنت والجماعت المعروف عقیدہ طحاویۃ وشرحہ صفحہ ۱۱۴ طبع دمشق۔

علامہ ابن ابی شریف قدسی متوفی ۹۰۶ھ فرماتے ہیں کہ خوارق بمع دعویٰ نبوت کی وجہ سے گویا کہ حضور ہروقت یوں فرماتے ہیں (انی رسول اللّٰہ) الى الخلق مسامرہ شرح مسایرہ صفحہ ۲۴۴ مطبعۃ السعادۃ بمصر۔ بحث معجزہ واثبات نبوت۔

محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام متولد ۷۹۰ھ متوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں:۔

نشهد ان محمّدا رسول الله ارسله الى الخلق اجمعين۔ مسایرہ مع شرح مسامرہ، اصل عاشر صفحہ ۲۳۶ وجواہر البحار جلد ا۔ صفحہ ۳۶۵ عنہ

امام ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقمطراز ہیں:۔

انه صلى الله عليه وسلم مبعوث اليهم (اى الى الملائكة)
ورجحه التقى السبكى وزاد انه صلى الله عليه وسلم مرسل الى
جميع الانبياء والامم السابقة وان قوله بعثت الى الناس كافة
شامل لهم من لدن آدم الى قيام الساعة ورجحه ايضا البارزى
وزاد انه مرسل الى جميع الحيوانات والجمادات...... قال
الجلال السيوطى وانا ازيد على ذلك انه مرسل الى نفسه

(فتاویٰ حدیثیہ۔ صفحہ ۱۸۱)

نیز وہی امام ابن حجر مکی ایک اثر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں (جس اثر میں یہ بیان ہوا کہ عالم بالا کے ذرہ ذرہ پر حضورؐ کا نام لکھا ہوا۔

وفى هذا الاثر فائدة لطيفة هى انه صلى الله عليه وسلم ارسل الى
الحور العين والى الولدان وصح كذالك انه لم يدخل احد
الجنة ولم يستقر بها ممن خلق فيها الامن آمن به صلى الله عليه
وسلم ولعل من فوائد الاسراء ودخوله الجنة تبليغ جميع من فى

السموٰت من الملائکة ومن فی الجنان من الحور العین والولدان ومن فی البرزخ من الانبیاء رسالته لیومنوا به ویصدقوه فی زمنه مشافهة بعد ان کانوا مومنین به قبل وجوده۔

(فتاوی حدیثیه صفحه ۱۸۳)

نیز وہی امام ابن حجر مکی ارشاد فرماتے ہیں:۔

الذی رجحه شیخ الاسلام التقی السبکی وجماعة من محققی المتأخرین انه ارسل الیهم (ای الی الملائکة) ویدل له ظاهر قوله تعالٰی لیکون للعالمین نذیرا وهم الانس والجن والملائکة) ومن زعم انه صلی اللّٰه علیه وسلم ارسل الٰی بعض الملائکة دون بعض فقد تحکم من غیر دلیل کما ان من ادعی خروج الملائکة کلهم من الآیة یعجز عن دلیل یدل علی ذلک کفی بالاخذ بظاهرالآیة دلیلا سیما و خبر مسلم الذی لا نزاع فی صحته صریح فی ذلک وقوله صلی اللّٰه علیه وسلم وارسلت الی الخلق کافة فتأمل قوله الخلق وقوله کافة ومن ثم اخذ من هذا شیخ الاسلام الجمال البارزی انه صلی اللّٰه علیه وسلم الی جمیع المخلوقات حتی الجمادات الخ فتاوی حدیثیه صفحه ۱۳۳ ونحوه فی الیواقیت والجواهر للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۳۹۔۴۰ وجواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۴۸، والخصائص للسیوطی جلد ا صفحہ ۴ وجواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵ عن ابن حجر۔

امام رازی زیر آیت تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فرماتے ہیں:

انه علیه الصلوٰة والسلام بعث الی کل الخلق۔

(تفسیر کبیر جلد ۲۔ صفحہ ۴۵۱، جواہر البحار جلد ا۔ صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹ عنہ)

"حضور ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے (بھیجے گئے)"۔

نیز امام رازی تحت قولہ تعالٰی لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فرماتے ہیں:۔

انه صلی اللّٰه علیه وسلم مبعوث الی کل العالمین تفسیر کبیر جلد ۳،

صفحہ ۱۳۰، جواہر البحار جلد۱۔ صفحہ ۱۵۶ عنہ۔ ونحوہ عنہ فی جواہر البحار جلد۱۔ صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۷۲ وعن الشفاء جلد۱۔ صفحہ ۱۴۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسّلام انہما (ابرھیم وعیسٰی) من امتی۔ جواہر البحار جلد۱ صفحہ ۴۷، عن الشفاء جلد۱ صفحہ ۶۲۔ عموم بعثت الی الاسود والاحمر و الخلق عن الحکیم الترمذی۔ علامہ فاسی فرماتے ہیں: وھو الرسول المطلق لکافۃ الخلق من الاولین والآخرین فرسالتہ عامۃ ودعوتہ تامۃ ورحمتہ شاملۃ وامدادہ فی الخلق عاملۃ وکل من تقدم من الانبیاء والرسل قبلہ فعلی حسب النیابۃ عنہ فھو الرسول علی الاطلاق"۔ (مطالع المسرات صفحہ ۹۲)

امام قسطلانی اور علامہ زرقانی فرماتے ہیں:۔

(انہ ارسل الی الملائکۃ...... رجحہ السبکی) والبارزی وابن حزم والسیوطی ...... ودلیل رحجان ھذا القول ما(قال تعالٰی تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ولا نزاع ان المراد من العبد ھھنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسّلام والعالم ھو ما سوی اللّٰہ)...... قال المجد الخلق کلہ...... فیتناول جمیع المکلفین) علی انہ الخلق کلہ......(...... وبطل بذلک قول من قال انہ کان رسولا الی البعض دون البعض) لمخالفۃ التخصیص لصریح الآیۃ (لان لفظ العالمین یتناول جمیع المخلوقات فتدل الآیۃ علی انہ رسول الی الخلق) کلھم...... (ولو قیل لمدعی خروج الملائکۃ من ھذا العموم اقم الدلیل علیہ ربما عجز عنہ، اھ باختصار۔

(مواہب لدنیہ، وشرح زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۳)

علامہ فاسی شیخ ابوعبداللہ عربی فاسی سے ناقل:

(ورسول رب العلمین) اضافۃ الرسول الی ھذا الاسم الکریم الاضافی الذی ھو رب العالمین اشعار بعموم رسالتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من حیث کان الرسول لفظا مطلقاً لا تقیید فیہ من

حیث المرسل الیه وانما هو مقید بالاضافة الی المرسل المقتضی...... استغراق الربوبیة لکل العالمین فحیث تعینت الربوبیة استتبعت الرسالة والربوبیة مستولیة علی الجمیع فالرسالة تابعة لها بالتوجه الی الجمیع والقول ببعثہٖ صلی اللّٰہ علیه وسلم الیهم (ای الی الملائکة) رجّحه التقی السبکی محتجا بآیة الفرقان المتقدمة اذ لا نزاع ان المراد بالعبد فیها محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم والعالم هو ما سوی اللّٰہ تعالٰی وقال ابن حجر الهیتمی هو الاصح عند جمع المحققین وقال صاحب المواهب نقل بعضهم الاجماع علی ذلک وزاد البارزی والی الحیوانات والجمادات والحجر والشجر...... وقال بارساله الی الجمادات جماعة واختاره بعض المحققین لتصریح خبر مسلم" اھ باختصار۔ (مطالع المسرات صفحہ ۱۸۰۔۱۸۱)

علامہ قاری حنفی حدیث مسلم کے تحت رقم طراز ہیں:۔

(وارسلت الی الخلق کافة) ای الی الموجودات باسرها عامة من الجن والانس والملک والحیوانات والجمادات کما بینت فی الصلوٰة العلیة علی الصلوٰت المحمدیة۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵۔ صفحہ ۳۶۱)وقال نحوه فی جمع الوسائل شرح الشمائل۔ جلد ۲، صفحہ ۱۵۰

"یعنی حضور نے جو فرمایا کہ میں ساری مخلوق کا رسول ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تمام موجودات کے رسول ہیں، جن ہوں، انسان ہوں، فرشتے ہوں، جاندار چیزیں ہوں، یا جمادات ہوں۔ جیسا کہ میں نے الصلوٰۃ العلیہ میں اس کو بیان کیا ہے"۔

علامہ صاوی مالکی زیر آیت "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ" رقم طراز ہیں:

وتعظیم رسوله اعتقاد انه رسول اللّٰہ حقا وصدقا لکافة الخلق"۔

(تفسیر صاوی جلد ۴۔ صفحہ ۸۲)

علاوہ ازیں درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ مدراج نبوت شیخ محقق جلد ۱ صفحہ ۱۲۰، جواہر البحار

جلد ۲۔صفحہ ۲۔ ازقسطلانی وصفحہ ۷۲، ۷۳، ازابن حجر۔ وصفحہ ۱۹۴۔ ازفاسی وصفحہ ۲۲۸۔۲۲۹ از روح البیان وصفحہ ۳۵۲۔ ازعیدروس وجلد ۳۔صفحہ ۲۶۔ ازصاوی مرقات جلد ۲۔صفحہ ۱۰)

شیخ عطار علیہ رحمۃ الستار فرماتے ہیں:۔

گشت او مبعوث تا روز شمار　　از برائے کل خلق روزگار

چوں طفیل نور او آمد امم　　سوئے کل مبعوث زاں شد لاجرم

(منطق الطیر صفحہ ۱۶)

۵۳۔ایک ماہ کی مسافت تک حضور کا رعب تھا۔(مواہب وزرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۶۳، کشف الغمہ جلد ۲۔صفحہ ۴۴، مدارج النبوت جلد ا۔صفحہ ۱۲۱ شفا شریف جلد ا۔صفحہ ۱۳۳)

۵۴۔حضور سراپا نور ومعجزہ وبرہان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات سب انبیاء کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ساٹھ ہزار معجزہ قرآن شریف میں ہے اور تین ہزار معجزہ اس کے علاوہ ہیں (حکاہ البیہقی) مواہب وزرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۶۵۔ بلکہ بے شمار ہیں۔زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۶۷، شفا شریف جلد ا۔صفحہ ۲۱۲ وشرحہ خفاجی وقاری جلد ۲۔صفحہ ۴۶۰، ۴۶۱، مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۱۱۹، جواہر البحار جلد ۳۔صفحہ ۳۲۸

نیز حضور ہر نبی کے معجزات وفضائل کے جامع ہیں۔کشف الغمہ شعرانی جلد ا۔صفحہ ۴۳۔

۵۵۔حضور آخری رسول وآخری نبی ہیں (نہ اصلی نبی آپ کے بعد ہوگا نہ ظلی نہ بروزی) مواہب وزرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۶۷ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۔مدارج النبوۃ جلد ا۔صفحہ ۱۲۴۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے:۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

(احزاب: ۴۰)

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے آخری نبی ہیں"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روای کہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا:۔

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی

"بے شک (اب) رسالت اور نبوت تحقیق منقطع ہوگئی۔میرے بعد کسی قسم کا رسول نہیں اور نہ میرے بعد کوئی نبی ہے"۔(رواہ احمد والترمذی والحاکم باسناد صحیح۔ زرقانی جلد ۵۔

صفحہ ۲٦۷)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی آپ نے فرمایا:۔

انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لانبی بعدی۔ (رواہ ابن مردویہ۔ تفسیر درمنثور جلد ۵، صفحہ ۲۰۴)

''بے شک میری امت میں تیس کذاب (جھوٹے) ایسے ہوں گے کہ ہر ایک ان میں یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور متمم قصر نبوت ہیں۔ (احمد و مسلم عن ابی سعید، البخاری و مسلم و الترمذی و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ عن جابر، احمد و البخاری و مسلم و ابن مردویہ عن ابی ھریرۃ، احمد و الترمذی و صححہ عن ابی کعب، الفیضی۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فی امتی کذابون و دجالون سبعۃ و عشرون منھم اربع نسوۃ و انی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (رواہ احمد (تفسیر درمنثور جلد ۵۔ صفحہ ۲۰۴) والطبرانی والطحاوی فی مشکل الآ ثار جلد ۴۔ صفحہ ۱۰۴ (وخاتم النبیین) ختم اللّٰہ بہ النبیین قبلہ فلا یکون نبی بعدہ (تفسیر ابن عباس صفحہ ۲٦۲) (وخاتم النبیین) فیہ انہ لا نبی بعدہ و ان من ادعی النبوۃ بعدہ قطع بکذبہ (الاکلیل للسیوطی صفحہ ۱۷۸)

(تنبیہات) (۱) لفظ نبی و رسول نکرہ ہے۔ جو لا نافیہ کے بعد واقع ہوا۔ نکرہ تحت نفی کے مفید عموم ہوا کرتا ہے۔ (اصول) تو حضور ﷺ کے بعد ہر قسم کے نبی کی نفی ہوئی۔ (۲) لانبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں، میں آخری نبی ہوں) قرآن پاک کے لفظ خاتم النبیین کا وہ معنی ہے جو زبان رسالت کا بیان کیا ہوا ہے۔ پھر جو کوئی اس معنی کو عوام کا خیال بتائے وہ کتنا کور باطن اور فرمان رسول کا باغی اور معنی قرآن کا منکر ہے۔ ۳۔ اختلاف عدد میں تناقض نہیں ہوا کرتا جیسا کہ محدثین نے متعدد مقامات پر فرمایا۔ عدد قلیل زیادتی سے ساکت نہ زائد کا نافی اور عدد کثیر زیادتی کا مثبت فلاتنا قض بینھما۔
۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام (بظاہر) حضور ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔ نہ یہ کہ وہ نزول کے

بعد نبی بنیں گے یا اپنی شریعت کی طرف بلائیں گے۔ بلکہ وہ امتی کی حیثیت سے حضور ﷺ کی شریعت کے متبع وناشر ہوں گے۔ اورآپ ہی کی شریعت کی طرف بلائیں گے۔

علامہ علی قاری فرماتے ہیں:۔

ودعوى النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالاجماع

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۰۲)

''اورنبوت کا دعویٰ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باجماع کفر ہے''۔

۵۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم کے ذرہ ذرہ پہ رحم کرنے والے ہیں۔

(مواہب زرقانی جلد ۵، صفحہ ۲۷۲ مدارج النبوۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۳)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (1) (الانبیاء)

''اورنہ بھیجا ہم نے تم کومگر رحم کرنے والا تمام جہان والوں پر''۔

۵۷۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کونام لے کر پکارا۔ اوراپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو القاب سے پکارا (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۴) دیکھو۔

يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرہ:۳۵)

''اے آدم تم اورتمہاری بیوی جنت میں رہو''۔

يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا	''اے نوح ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اترو''
يٰٓاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا	''اے ابراہیم اس سے اعراض کرو''۔
وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝	''اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے''۔
يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ	''اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا''
يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ	''اے زکریا ہم تجھے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں''

1۔ اقول قال العلامة ابوسعود ما ارسلناک فی حال من الاحوال الا حال کونک رحمة لهم (تفسیر ابوسعود) جلد۶ صفحه ۲۰۰ الا رحمة ينتصب على الحال ...... بمعنى راحم تفسیر جمل جلد۳ صفحه ۱۴۹۔ الا رحمة...... يجوز ان يكون حالا...... بمعنى راحم، املأ ما من به الرحمن لابى البقا جلد۲ صفحه ۲۰، ۲۱۔ ۱۲ منه

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ''اے یحییٰ کتاب کو قوت سے پکڑو''۔

يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ ''اے عیسیٰ میں تمہیں پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔اور تمہیں اپنی طرف اُٹھالوں گا''۔

اور جب اپنے محبوب کی باری آئی تو یوں فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

''اے رسول جو آپ کی طرف نازل ہوا آپ اس کی تبلیغ کر دیں''۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

''اے غیب کی خبریں دینے والے ہم نے تمہیں (ساری امت) پر حاضر و ناظر بنا کر بھیجا''۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ ''اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما''۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ ''اے بال پوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ''۔

۵۸۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر یہ حرام کیا کہ آپ کو نام (یا کنیت) لے کر پکارے۔ بلکہ تعظیم و توقیر سے یارسول اللہ یا نبی اللہ کہے۔

(مواہب و زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۷۷، کشف الغمہ جلد ۲۔صفحہ ۴۴، مدارج النبوۃ جلد ۱۔صفحہ ۱۲۳)

فرمان باری ہے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (نور:۹)

''رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے''۔

اس کے دو مطلب بیان کئے گئے۔ ایک یہ کہ اسم ذاتی اور کنیت اور ہر لفظ غیر مفید تعظیم سے ندا نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ اوروں کی دعائیں بعض مقبول اور بعض نا مقبول بخلاف حضور کی دعاؤں کے کہ وہ مقبول ہیں(1)۔

1۔ هكذا قال الشيخ المحقق. مدارج جلد ا صفحہ ۴۳۷۔۱۲ف

وقال البغوى قال ابن عباس معنى الآية احذروا عن دعاء الرسول عليكم اذا اسخطتموه فان دعاءه موجب ليس كدعاء غيره. روى البخارى فى الصحيح عن عائشة قالت ان اليهود اتوا النبى صلى الله عليه وسلم فقالوا السام عليك قال وعليكم فقالت عائشة السام عليكم ولعنكم الله وغضب عليكم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مهلاً يا عائشة عليك بالرفق واياك العنف والفحش قالت اولم تسمع ما قالوا قال اولم تسمعى ماقلت رددت عليهم فيستجاب لى فيهم ولا يستجاب لهم فى ...... يمكن على هذا معنى الآية لاتجعلوا دعاء الرسول ربه كدعاء صغيركم كبير كم يجيبه مرة ويرده اخرى فان دعاءه مستجاب لا يرد لامحاله''۔تفسیر مظہری سورہ نور جلد ۶ صفحہ ۵۶۸ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ازالہ شبہ۔سالت ربی ثلثا کا مطلب یہ ہے کہ میں زمانہ مستقبل میں مانگنے والا تھا۔ مانگنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک سے منع کر دیا۔ جو چیز زمانہ مستقبل میں ہونے والی ہو اس کو بصیغہ ماضی بیان کرنا کتاب وسنت میں واقع ہے یہ تاویل ادلۂ استجابت ادعیہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہوئے کی گئی ہے۔ وہ ادلہ یہ ہیں جو تفصیلا اس کتاب کے دوسرے مقام پر مذکور ہوئے۔ "لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ(القرآن) لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ(قرآن)ماارى ربک الا یسارع فی هواک (بخاری)ولئن سالنی لاعطینه (بخاری)لو اقسم علی اللّٰه لابره (بخاری)وغیرہ دعویٰ امام عینی وامام قسطلانی مواہب وزرقانی وجواہر نبہانی(1))

۵۹۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔حضور ﷺ کے لئے محبت اور خلوت کلام اور رؤیت کو جمع کیا گیا۔(مواہب وزرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۷۸۔مدارج جلد ۱۔صفحہ ۱۴۳)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۚ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ(توبہ:۸۰) قال الرازی تحتها. ومنهم من قال ان المنافقين طلبوا من الرسول عليه الصلوٰة والسّلام ان يستغفر لهم فاللّٰه تعالیٰ نهاه عنه والنهی عن الشیء لايدل علی كون المنهی مقدما علی ذلک الفعل وانما قلنا انه عليه الصلوٰة والسّلام ما اشتغل بالاستغفار لهم لوجوه ......الرابع انه تعالیٰ اذا كان لايجيبه اليه بقی دعاء الرسول عليه الصلوٰة والسّلام مردودا عند اللّٰه وذلک يوجب نقصان منصبه. ا ھ تفسیر کبیر جلد ۴ صفحہ ۷۰۲

(حديث) ان لكل نبی دعوة الخ حم ق. بخاری جلد ۲ صفحه ۹۳۲

عن انس (جامع صغير جلد ۱ صفحه ۹۷ قال العزيزی المتوفی ۱۰۷۰ تحته وقال بعض شراح المصابيح مالفظه اعلم ان جميع دعوات الانبياء مستجابة. (السراج المنیر جلد ۲۔صفحہ ۱۷)

وقال الحفنی المتوفی ۱۰۸۱ھ تحتهٗ (قوله دعوة) ای مرة من الدعاء متيقنا اجابتها فی حال دعائه فلا ينافی ان بقية دعوات الانبياء كلها مستجابة الا انها حال الدعاء بها كانت مرجوة الاجابة وقد تحقق اجابتها بعد. حاشية شيخ الاسلام الحفنی علی سراج المنير جلد ۲ صفحه ۱۷

امام بدرالدین عینی حنفی حدیث ان لکل نبی دعوة کے تحت رقم طراز ہیں:۔

قلت لايحسن ان يقال فی حق نبی من الانبياء ان يقال من دعواته ما لايستجاب والمعنی الذی يليق بحالهم ان يقال من دعواتهم مايستجاب فی الحال ومنها ما يؤخر الی وقت اراد اللّٰه عزوجل. (عمدة القاری شرح بخاری جلد ۲۲۔صفحہ ۲۷۷۔اول کتاب الدعوات۔حاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۳۰۲ ۱ھ

هلک كسری. متفق عليه مشكوٰة صفحه ۴۶۶. انما عبر عنه بالماضی لتحقق وقوعه مرقات ۴ھ وبين السطور

حتی دخل اهل الجنة منازلهم. اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ، (طور: ۲۱) عمدة القاری ۲۵۰.

اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ الخ

1۔حق آنست کہ دعوت (دعا) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمہ مقبول ومستجاب ست۔ چنانچہ گفتہ شد۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۴۳۹ للشیخ المحقق محمد عبدالحق المحدث الدہلوی ۱۲۔الفیضی عفی عنہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ(1) (آل عمران:۳۱)

''اے محبوب تم فرما دو لوگو اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا''۔

جب حضور ﷺ کے تابعدار اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو حضور بطریق اولیٰ محبوب خدا ہوئے۔

امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ سے راوی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اتخذ اللّٰه ابراهيم خليلا وموسٰى نجيًا واتخذنی حبيبًا ثم قال وعزتی و جلالی لاؤثرن حبيبی علی خليلی ونجيی

(مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

''اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا اور موسیٰ کو نجی (رہائی پانے والا، راز دار) بنایا اور مجھے اپنا محبوب بنایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں اپنے محبوب کو اپنے خلیل ونجی پر ترجیح دوں گا''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی کہ حضور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الاوانا حبيب اللّٰه۔ ''خبردار (میرے غلاموسن لو) میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں''۔

(رواہ الترمذی۔ جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۲ والدارمی۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۱۳، ۵۱۴ باب فضائل سید المرسلین)

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء عارفین نے حبیب اور خلیل کے فرق میں بہترین بات کہی ہے۔ وہ یہ کہ خلیل خلت سے ہے بمعنی حاجت تو ابراہیم علیہ السلام خدا کی طرف محتاج ومفتقر تھے۔ تو اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیل بنایا اور حبیب فعیل کے وزن پر ہے۔ فاعل یا مفعول کے معنی میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ السلام بے وساطت غرض محب بھی ہیں اور محبوب بھی اور فرمایا کہ خلیل وہ ہے کہ جس کا کام خدا کی رضا کے مطابق ہو اور حبیب وہ ہے کہ خدا کا کام جس کی رضا کے مطابق ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا(2)۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى(3)۔ اور خلیل کبھی محبوب کی ملاقات کی طرف جلدی نہیں کرتا۔ جیسا کہ آیا ہے کہ جب ملک

1۔ قال العلام علی القاری الحنفی "والاظهر فی الاستدلال علی ان مرتبة محبوبيته فی درجة الكمال قول ذی الجلال والجمال" قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

مرقات جلد ۵ صفحہ ۳۶۹ وهامش صفحہ ۵۱۳ ۱۱ء ۱۲۔ الفيضی عفی عنه ص جلد ۱ صفحہ ۴۳۹ باب دهم مقام رسول خصوصیت نمبر ۳ نورانیت قبل الاختتام ۱۲ ف

2۔ تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری رضا ہے۔ (قرآن شریف) ۱۲

3۔ اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ ۱۲ منہ

الموت ابراہیم علیہ السلام کے پاس روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے توقف فرمایا اور فرمایا خدا سے پوچھو کہ کیا حکم ہے۔ جلدی آنا ہے یا کچھ دیر سے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اخترت الرفیق الاعلیٰ(1) اور دعا میں عرض کرتے تھے: اللھم انی اسئلک النظر الی جلال وجھک والشوق الیٰ لقائک(2)

اور خلیل کی مغفرت حد طمع میں ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ۔ اور حبیب کی مغفرت حد یقین میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ اور خلیل نے عرض کیا: وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ۔ اور حبیب سے فرمایا گیا: یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ (شیخ فرماتے ہیں) بلکہ اس پر زائد یوں فرمایا: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ خلیل نے فرمایا اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ اور حبیب سے فرمایا۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔ خلیل نے عرض کیا: وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ۔ اور حبیب سے فرمایا۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ خلیل نے عرض کیا: وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ اور حبیب سے فرمایا: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔ مدارج النبوۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴ ونحوہ فی اللمعات للشیخ والمرقات للقاری جلد ۵۔ صفحہ ۳۶۹ وفیہ والخلیل محب لحاجتہٖ الیٰ من یحبہ والحبیب محب لا لغرض وحاصلہ ان الخلیل فی منزلۃ المرید السالک الطالب والحبیب فی منزلۃ المراد المجذوب المطلوب۔" ہامش مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳، ۱۱ عن المرقات ونحوہ فی ہامش الترمذی جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۲ حاشیہ نمبر ۱

۶۰۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی رسالت پہ قسم اُٹھائی۔ مواہب وزقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۷۸، کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۴۔

یٰسٓ ۞ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۞ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۞

"حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تم رسولوں سے ہو"۔

۶۱۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی حیات کی قسم یاد فرمائی۔ مواہب وزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۷۸۔ کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۴۔

1۔ میں نے رفیق اعلیٰ کو پسند کیا۔ ۱۲

2۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے جلال وجہ کی طرف نظر کرنے اور تیری ملاقات کے شوق کو طلب کرتا ہوں۔ ۱۲

فرمان باری ہے:۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ ۔(الحجر:۷۲)

''اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں''۔

۶۲۔اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر بلکہ خاک قدم کی قسم یاد فرمائی۔

(مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ (البلد)

''مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو''

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝ (والتین)

''اور اس امان والے شہر کی قسم''۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:۔

بابی انت وامی یارسول اللّٰہ قد بلغت من الفضیلة عندہ تعالیٰ ان اقسم بتراب قدمیک فقال لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض جلد ا صفحہ ۱۹۶۔فصل ۴) مواہب لدنیہ، لامام قسطلانی مقصد سادس، زرقانی، جلد ۶، صفحہ ۲۳۴۔ مدارج النبوۃ جلد ا،صفحہ ۶۵۔ قال المجدد البریلوی نقلہ الامام الغزالی فی الاحیاء وابن الحاج فی المدخل''۔ تجلی الیقین صفحہ ۲۰)

''یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان بے شک آپ اللہ کے ہاں اس فضیلت اور مرتبہ پر پہنچے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدمین شریفین کی خاک پاک کی قسم اٹھائی ہے۔ چنانچہ (قرآن شریف میں) فرمایا: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ

۶۳۔ نیز اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے زمان اقدس کی قسم اُٹھائی ہے۔

(مواہب زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ (عصر)

''اس زمانہ محبوب کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

ماحلف اللّٰہ بحیاۃ احد الا بحیاۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم ۔

رواہ ابن مردویہ۔ (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)

''اللہ تعالیٰ نے کسی کی حیات کی قسم یاد نہ فرمائی مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات کی قسم اُٹھائی ہے''۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان نے کیا خوب کہا ہے ۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام (1) و بقا کی قسم

۶۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ حتی کہ تمام رسولوں سے افضل، سب فرشتوں سے افضل، جبریل امین سے افضل، (مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۸۰ و جلد ۶۔ صفحہ ۱۳۴۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴، مدارج النبوۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۴۔ ۱۴۳، شفا شریف جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۱ و صفحہ ۱۳۶)

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا: صلی اللہ علیہ وسلم

ثم اقوم عن یمین اللّٰہ تعالٰی مقاما یغبطنی الاولون والآخرون ۔

رواہ الدارمی (مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ۔ فصل ۲، صفحہ ۴۹۳)

''پھر میں اللہ تعالیٰ وتقدس کے دائیں ہاتھ کی جانب (2) ایسے مقام پر کھڑا ہوں گا اوّلین اور آخرین مجھ پر رشک کریں گے''۔

شیخ محقق اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:۔

ودریں حدیث دلالت ظاہرست بر فضل پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم بر کافہ کائنات از ملائکہ وانبیاء ومرسلین و سائر مقربین صلی اللہ علیہ وآلہ وعلیہم اجمعین''۔ (اشعۃ للمعات جلد ۴ صفحہ ۴۰۴ **وفی الحدیث (انا سید ولد آدم) دلیل علی فضلہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم علی کل الخلق** (مرقات جلد ۵۔ صفحہ ۳۵۷۔ ۳۵۸) اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۶۔ نووی شرح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۵۔ جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۴۱۔ الیواقیت والجواہر، مبحث ۳۴ للشعرانی۔ حضور کی افضلیت مطلقہ پر اجماع ہے معتزلہ (سابقین وہابیہ کما بین فی کتابی ''تعارف'') بھی اس مسئلہ میں اہلسنت سے متفق ہیں۔ زمخشری

1۔ وَ قِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ''مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم ہے کہ اے میرے رب یہ لوگ ایمان نہیں لاتے''۔ ۱۲۔

2۔ جیسا کہ اس کی شایان شان ہے۔ یہ متشابہات سے ہے۔ ۱۲ منہ

معتزلی اپنے مذہب سے جاہل ہے۔ زرقانی جلد ۵۔صفحہ ۲۸۰ جواہر البحار، جلد ۶،صفحہ ۱۶،زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۳۲۔حضور کی افضلیت مطلقہ پر اجماع اُمت۔ جواہر البحار ۲ صفحہ ۵۳۔ ۵۴ ضرور جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۶۷۔۶۸ ضرور از ابن حجر وصفحہ ۱۰۷،۱۰۹۔از ابن حجر وصفحہ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔از مناوی و صفحہ ۱۹۶۔۱۹۷۔ از فاسی وصفحہ ۲۱۲۔از خفاجی ۔اجماع امت صفحہ ۲۶۷۔ از ابریز صفحہ ۳۱۱، از زرقانی وصفحہ ۳۴۲۔ ۳۴۴ از عیدروس ضرور بہترین اجماع اُمت صفحہ ۳۸۵۔از سلیمان جمل۔مکمل رسالہ افضلیت جواہر البحار جلد ۳۔صفحہ ۸۱۔از امام ابن الجزار۔ کتاب الاربعین لاصول الدین للفخر الرازی مسئلہ ۳۳۔صفحہ ۳۶۸۔ تفسیر کبیر جلد ۲۔صفحہ ۴۵۱ وجلد ۴ صفحہ ۱۲۳۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں رحمہ اللہ المنان نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین جس میں دس آیتوں اور سوا سو سے زیادہ حدیثوں سے حضور کے افضل الخلق ہونے کا بیان ہے۔اسی میں فرماتے ہیں۔حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا افضل المرسلین وسید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی ایقانی مسئلہ ہے۔جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بد دین بندہ شیاطین۔تجلی الیقین صفحہ ۲/۲ مطبع مراد آباد۔نیز اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی

سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

ناظرین فقیر بطور اجمال ایک ایک مسئلہ پر بہت کچھ نشان دہی کرتا جا رہا ہے۔عقیل،فہیم ایک ایک مسئلہ پر مستقل کتاب تیار کر سکتے ہیں۔مستفیدین دعاء خیر سے یاد فرماویں۔اور ناقلین امام قسطلانی وامام سیوطی والا نقشہ نہ جمائیں۔ کما ذکر فی بستان المحدثین للمحدث الدهلوی ۔ العارض والملتمس هو الفيضي۔

۶۵۔حضور ﷺ کے اجتہاد میں خطا نہیں۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ ۔صفحہ ۲۸۱،جواہر البحار جلد ۲۔صفحہ ۱۶۔مدارج النبوۃ جلد ۲۔صفحہ ۳۶۔نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۱۸۳۔

فریق مخالف کی گواہی

رہا آپ کا اجتہاد تو وہ بھی حق اور وحی کی ایک قسم ہے''۔دل کا سرور صفحہ ۱۳۵

۶۶۔میت سے حضور کے متعلق سوال ہوتا ہے۔مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۸۱۔کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۴۔مدارج النبوۃ جلد ۱۔صفحہ ۱۲۵۔کیا میت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کرائی

جاتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں نہیں اور بعض کہتے ہیں ہاں۔ فقیر کے نزدیک قول اخیر راجح ہے۔ فقیر نے اس مسئلہ کی تحقیق پر ایک رسالہ کی بنیاد ڈالی ہوئی ہے۔ اس سے کچھ بطور اجمال یہاں پیش ہوتا ہے۔ اقول و باللہ التوفیق۔ میت سے فرشتوں کا حضور کے متعلق لفظ ھذا۔ کہنا سات صحابہ (1) (انس۔ جابر۔ ابوسعید خدری۔ ابوہریرہ۔ اسماء۔ عائشہ صدیقہ۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ائمہ محدثین مخرجین نے تعدد طرق سے روایت کیا ہے۔ اور ذا اسم اشارہ سے محسوس مبصر قریب کی طرف اشارہ ہونا یہ اس کا حقیقی معنی ہے اور معہود فی الذہن کی طرف اشارہ ہونا یہ اس کا مجازی معنی ہے۔ شرح جامی صفحہ ۲۲۳ پر ہے: اسماء الاشارة ماوضع لمشار الیہ ای لمعنی مشار الیہ اشارة حسیة بالجوارح والاعضاء لان الاشارة عند اطلاقها حقیقة فی الاشارة الحسیة...... ومثل ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ مما لیست الاشارة الیہ حسیة محمول علی التجوز" اور کافیہ صفحہ ۶۹ پر ہے۔ "ذا للقریب" ای للمشار الیہ القریب۔ اور جب تک معنی حقیقی پر عمل ممکن معنی مجازی ساقط و مدفوع ہوا کرتا ہے۔ متی امکن العمل بها۔ (ای بالحقیقة) سقط المجاز"۔ نور الانوار شرح منار صفحہ ۹۶۔ تو ثابت ہوا کہ حضور میت کے قریب ہوتے ہیں۔ اور میت کے سامنے محسوس و مبصر ہوتے ہیں۔ یہ حدیث کے لفظ ھذا کا صریح و صحیح اور حقیقی معنی ہے۔ جو لوگ ہذا سے اشارۂ ذہنی مراد لیتے ہیں۔ انہیں اس مجازی معنی کی طرف آنے سے پہلے پہلے" معنی حقیقی کا غیر ممکن محال، ممتنع ہونا ثابت کرنا ہوگا(2)۔ اور ہرگز ہرگز یہاں معنی حقیقی کا محال و ممتنع ہونا ثابت نہیں کر سکتے۔ اب ان حوالوں کی فہرست ملاحظہ ہو کہ جن میں میت کے لئے دیدار نبوی کی نشان دہی کی گئی ہی۔ حاشیہ ۲ نسائی جلد ا صفحہ ۲۸۸ طبع رحیمیہ دیوبند۔ اشعۃ اللمعات جلد ا۔ صفحہ ۱۱۵، شرح الصدور صفحہ ۶۰، مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ فتاویٰ عبدالحیٔ جلد ۲ صفحہ ۲۴ فیہ ادعاہ بعض مستند (هم) هذا الرجل قیل

1۔ فی علمی بغیر الاستقراء التام وفوق کل ذی علم علیم۔ ۱۲ منہ

2۔ اس کا ثبوت تو مشکل ہاں اس کا خلاف ثابت ہے۔ "قال الامام الغزالی رحمه الله تعالیٰ والرسول علیه الصلوٰة والسلام له الخیار فی طواف العوالم مع ارواح الصحابة لقد رآه کثیر من الاولیاء الخ۔ تفسیر روح البیان اختتام سورۂ ملک جلد ۶ صفحہ ۳۹۳۔ خیال رہے کہ امام غزالی ابن حجر اور سیوطی اور قسطلانی سے پہلے کے ہیں نیز خود امام سیوطی کے فتاویٰ میں ہے، ولایمتنع رویة ذاته الشریفة بجسده وروحه وذلک لانه صلی الله علیه وسلم وسائر الانبیاء احیاء ردت الیهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم بالخروج من قبورهم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی" الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ وزرقانی جلد ا صفحہ ۸۔ دیوبندیوں کے مولوی محمد انور کشمیری زیر حدیث" من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة" لکھتے ہیں۔" فالرؤیة فی الیقظة متحققة وانکارها جهل۔" فیض الباری جلد ا صفحہ ۲۰۴۔ ۱۲ الفیضی عفی عنہ۔

یکشف للمیت حتی یری النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۳۹۰ للقسطلانی حاشیہ مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۲۴۔ حاشیہ بخاری جلد ا صفحہ ۱۸۴ صفحہ ۳۲۵۔ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۹۷ ترمذی جلد ا صفحہ ۱۲۷ ابن ماجہ صفحہ ۳۲۵ ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۴، صفحہ ۱۰۶۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

جان دے دو وعدۂ دیدار پر　　　نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

(حدائق بخشش جلد ا۔ صفحہ ۱۴)

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے　　　کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارا تیرا

(حدائق جلد ا صفحہ ۵)

وہابی مولوی وحید الزمان مترجم ابوداؤد نے لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا آپ کی صورت مبارک اس کو دکھائی جاتی ہے''۔ جلد ۳۔ صفحہ ۵۱۱

وله الحمد وعليه الصلوٰة والسّلام اللهم ارزقنا النظرالى وجه حبيبک دائمًا ابدًا

۶۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پردہ پوشی کے بعد بھی حضور کی ازواج پاک سے نکاح حرام ہے۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۸۱، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۔ مدارج النبوت جلد ا۔ صفحہ ۱۲۶۔

۶۸۔ اللہ تعالیٰ پر حضور کی قسم ڈالنا جائز ہے۔ مواہب وزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۲۸۲، کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۴، مدارج النبوت جلد ا۔ صفحہ ۱۲۶

۶۹۔ محمد واحمد نام رکھنا بڑا مبارک ہے۔ دنیا وآخرت میں نافع ہے۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۰۱۔ مدارج النبوت جلد ا۔ صفحہ ۱۳۲

۷۰۔ نمازی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز میں خطاب(1) کرتا ہے اور پکارتا(2) ہے۔ السّلام

---

1 جس پر شاھد علیک کا کاف ہے۔ جو واحد مذکر مخاطب کی ضمیر ہے۔ ۱۲

2۔ فریق مخالف کے بعض رہنماؤں (جو بزعم خویش علم کے اعلیٰ ٹھیکیدار ہیں اور حق یہ ہے کہ نرے جاہل ہیں) سے جب یہ کہا گیا کہ اگر ندا غیر اللہ شرک دنا جائز ہے تو نماز میں ایھا النبی کہہ کر کیوں حضور کو ندا کی جاتی ہے تو وہ علم کے دعوے دار نحو سے بے خبر فرمانے لگے۔ یہ ندا نہیں اس میں کون سا حرف ندائیہ ہے۔ استہزاء فرمایا کہ ای حرف ندا ہے یا ھا حرف ندا ہے۔ حالانکہ ان بے علموں کو اتنا پتہ بھی نہیں کہ اَیْ اور ھا تنبیہ کا ایسے مقامات پر آنا دہ محض اس لیے ہے تا کہ دو آلۂ تعریف جمع نہ ہوں ایک آلۂ تعریف تو لام تعریف ہوا جو ایھا کے بعد ہے اور دوسرا آلۂ تعریف ایھا سے پہلے کون سا ہے کہنا پڑے گا کہ وہ ''یا'' حرف ندائیہ ہے جو کبھی محذوف اور کبھی ملفوظ ہوا کرتا ہے۔ کافیہ میں ہے۔ ''واذا نودی المعرف باللام قیل یاایھا الرجل'' ...... (اگلے صفحہ پر)

علیک ایھا النبی ورحمة اللّٰہ وبرکاتہ۔ مواہب وزرقانی جلد ۵، صفحہ ۳۰۸۔ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵، ومنھم عون المعبود جلد ۱ صفحہ ۳۶۵، تھذیب الاسماء واللغات للنووی نقل عنہ فی جواھر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۴۔

شب معراج ان ہی الفاظ میں تحیات وسلام پیش ہوئے تھے۔ قال الکشمیری فی العرف الشذی صفحہ ۱۳۹ لم اجد سندھذہ الروایة اورتو حکایت ہی ختم ہوگئی۔ ۱۲ فافہم ف۔

نمازی کو چاہیے کہ یہ الفاظ سلام بلکہ تمیع الفاظ تشہد بطور حکایت واخبار نہ کہے بلکہ انشاء کا قصد کرے اور نبی کو پکار کر اور خطاب کر کے اپنی طرف سے سلام بھیجے۔

تنویرالابصار، پھر اس کی شرح درمختار، پھر اس کے حاشیہ ردالمحتار میں ہے:۔

(ویقصد بالفاظ التشھد(معانیھا مرادة لہٗ علی وجہ) (الانشاء) کانہ یحیّی اللّٰہ تعالٰی ویسلم علی نبیہٖ وعلٰی نفسہٖ واولیائہ) (لا الاخبار) (عن ذلک) ای لا یقصد الاخبار والحکایة عما وقع فی المعراج منہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومن ربہ سبحانہ(1)

''یعنی نمازی الفاظ تشہد کے معانی کا ارادہ کر کے ان کو بطریق انشاء کہے گویا کہ وہ نمازی اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تحیہ پیش کر رہا ہے اور اپنی طرف سے اپنے نبی پہ اور اپنے نفس پر اور اولیاء اللہ پر سلام پیش کر رہا ہے ان الفاظ تشہد کے ادا کرتے وقت اس چیز کے خبر دینے اور حکایت کا ارادہ نہ ہو جو شب معراج حضور اور رب سے واقع ہو'' صلی اللہ علیہ وسلم وجل جلالہٗ

(ردالمحتار المعروف فتاویٰ شامی جلد ۱ صفحہ ۳۷۷ ونحوہ فی عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۳۷ مطبوعہ کانپور، وصفحہ ۲۷ ط، والدرالمنتقی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰، مراقی الفلاح صفحہ ۷۰ ومنہم، اوجز المسالک جلد ۱، صفحہ ۲۶۵)

'' الصلوٰة والسلام علیک یارسول اللّٰہ پڑھنے کا ثبوت اور وہابیہ کا رد''۔ الشھاب الثاقب صفحہ ۶۵، کلیات امدادیہ صفحہ ۹۔۵۵۔ بعد الاذان درود وسلام اصل سنت ہے۔ مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۶۶

(بقیہ حاشیہ) ویجوز حذف حرف النداء (لقیام قرینة)، ... نحو ... ایھا الرجل اھ ملخصًا صفحہ ۳۰ وصفحہ ۳۳۔۳۴، ایھا الرجل کے تحت یوں مرقوم ہے ای یاایھا الرجل لان صورة ایھا یختص بالنداء اھ ولکن الوھابیة قوم جاھلون۔ ۱۲ الفیضی عفی عنہ

1۔ نیز ان الفاظ تشہد کو بطور انشاء نہ کہ بطور اخبار وحکایت کہنے کی شہادت صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی ملتی ہے۔'' فانکم اذا قلتموھا اصابت کل عبد للّٰہ صالح فی السماء والارض جلد ۱ صفحہ ۱۱۵۔ ۱۲ منہ

......نسائی جلد ا صفحہ ۷۰، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۷۷، ترمذی بیہقی۔ ابن زنجویہ۔ ابن ابی عاصم۔ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۸۶۔ مشکوۃ باب فضل الاذان صفحہ ۶۴۔ ۶۵۔ جامع صغیر، جلد ا صفحہ ۲۹ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۶۸، سعادت الدارین صفحہ ۱۶۹، صراحۃ کیفیت جدیدہ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۹۲۔ ۱۹۳، مرقات جلد ا، صفحہ ۴۲۳، درمختار و ردالمحتار جلد ا۔ صفحہ ۲۸۷، سعادت الدارین صفحہ ۱۷۲۔ ۱۷۳، فتاویٰ رضویہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۵۳۔ ۳۷۷، بہار شریعت جلد ۳۔ صفحہ ۷۳۔ ۱۲ الفیضی عفی عنہ

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ العالی کا نورانی ارشاد مبارک:۔

واحضر (1) فی قلبک النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ" (احیاء علوم الدین جلد ا صفحہ ۱۵۱ ونقلہ العلامۃ علی القاری الحنفی۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ا۔ صفحہ ۵۵۷)

"یعنی التحیات پڑھتے وقت جب تو السلام علیک ایھا النبی تک پہنچے تو اپنے دل میں نبی پاک اور آپ کی ذات بابرکات کو حاضر سمجھ اور پھر عرض کر السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اے (غیب کی خبریں دینے والے) نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں میں موجود حاضر ہوتے ہیں۔ لہٰذا نمازیوں کو چاہیے کہ حضور پر سلام پیش کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ سید عالم یہاں موجود ہیں۔ برکت رسول اللہ فی الہند شیخ اجل شاہ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حدیث تشہد کے ماتحت السلام علیک ایھا النبی کے خطاب کی وجہ بیان فرماتے ہیں:۔

آں (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ نصب العین (2) مومناں وقرۃ العین عابداں است درجمیع احوال واوقات خصوصاً درحالت عبادت وآخراں کہ وجود نورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی تر است۔ وبعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب

---

1. وقال شیخ الشیوخ الامام العارف السہروردی فی عوارف المعارف جلد ۳ صفحہ ۱۹۲ علی ہامش الاحیاء. "ویسلم علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ویمثلہ بین عینیہ ۱۲ منہ

2. ولنعم ما قال مولانا محمد یار دامہ الستار فی جوار حبیبہ المختار

محمد مصطفی ثانی ندارد — نہ دارد شان جسمانی ندارد
ہماش نصب عین مومناں است — خیالش لطفہ زانی ندارد ۱۲ فیضی

بجہت سریان(1) حقیقت محمدیہ است درذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آں حضرت درذات مصلیان موجود حاضر است۔ پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائض گردد(2)۔

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۴۰۱)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے سامنے ہیں۔ اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ ہر وقت اور ہر حالت میں خصوصاً عبادت کے وقت کیونکہ نورانیت کا موجود ہونا اور انکشاف اس وقت بہت زیادہ اور بہت قوی ہوتا ہے اور بعض عرفاء نے فرمایا کہ یہ خطاب (السلام علیک ایھا النبی) بوجہ جاری ہونے حقیقت محمدیہ کے ہے جو موجودات کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں جاری وساری ہے تو حضور نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں پس نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ ہو اور اس حضور حاضری سے غافل نہ ہو۔ تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے رازوں سے روشن اور فیضیاب ہو''۔

(ونقلہُ الشیخ مولانا سراج احمد السرھندی النقشبندی فی شرح الترمذی (شروح اربعہ ترمذی جلد ا۔ صفحہ ۲۹۷ مطبع نظامی کانپور) اتمام حجت کے لئے مزید سنیں۔ یہی عبارت حدیث تشہد کے ماتحت غیر مقلدوں کے پیشوا نواب صدیق خاں بھوپالی نے بھی بتغیر یسیر لکھی ہے۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام جلد ا۔ صفحہ ۴۵۹۔ ۴۶۰)

نیز شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:۔

در بعضے کلام بعضے عرفا واقع شدہ کہ خطاب از مصلی بملاحظہ شہود روح مقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وسریان وے در ذرائر موجودات خصوصاً درارواح مصلیین ست و بالجملہ دریں حالت از شہود وجود وحضور از آں حضرت غافل وذاہل نباید بود بامید ورود فیوض از روح پرفتوح وے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مدارج النبوت جلد ا۔ صفحہ ۱۳۵)

امام بدر الملت والدین محمود عینی حنفی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ زرقانی، شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی اور ان کے والد مولانا عبدالحلیم صاحب سب کے سب بیک زبان حدیث تشہد کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

1۔ وانہ النور الاعظم الساری فی جمیع الموجودات ۱۲ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۴۔ ۱۲ فیضی

2۔ بعینہ یہی عبارت تیسیر القاری شرح صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۲۸۱ مطبع علوی لکھنوی صفحہ ۱۷۲۔ ۱۷۳ باب التشہد فی الآخرۃ میں بھی موجود ہے۔ ۱۲ منہ

ویحتمل ان یقال علی طریق اهل العرفان ان المصلین لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات اذن لهم بالدخول فی حریم الحی الذی لایموت فقرت اعینهم بالمناجات فنبهوا علی ان ذالک بواسطة نبی الرحمة وبرکة متابعته فاذا التفتوا فإذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیه قائلین السلام علیک ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته۔ (عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد۶۔صفحہ ۱۱۱۔فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد۲۔صفحہ ۲۵۰ مواہب لدنیہ، جلد۲ صفحہ ۲۳۰۔زرقانی شرح مواہب جلد۷ صفحہ ۳۲۹۔ ۳۳۰، زرقانی شرح موطا جلد۱صفحہ ۱۹۰،مدارج النبوت جلد۱۔صفحہ۳۶۶،سعایہ جلد۲ صفحہ ۲۲۷،نورالایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمٰن صفحہ ۱۰۔ بلکہ یہی عبارت ان کے گھر میں بھی ہے دیکھو فتح الملہم جلد ۲ صفحہ ۴۳،اوجز المسالک جلد۱ صفحہ ۲۶۵۔

’’اہل عرفان کے طریق پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لایموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف باریابی حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت متابعت کا طفیل ہے۔نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہوکر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اُٹھائی تو دیکھا کہ حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہیں حضور کو دیکھتے ہی السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاتهٗ کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے‘‘۔

مولوی عبدالحئی لکھنوی نے مذکورہ عبارت نقل کر کے کہا:۔

وقال والدی العلام واستاذی القمقام ادخله اللّٰه فی دارالسلام فی رسالة ”نورالایمان بزیارة آثار حبیب الرحمٰن“ السر فی خطاب التشهد ان الحقیقة المحمدیة کانها ساریة فی کل وجود وحاضرة فی باطن کل عبد وانکشاف هذه الحالة علی الوجه الاتم فی حالة الصلوٰة فحصل محل الخطاب وقال بعض اهل

المعرفة ان العبد لما تشرف بثناء اللّٰه فكانه فی حریم الحرم
الالٰهی ونور بصیرة ووجد الحبیب حاضراً فی حرم الحبیب
فاقبل علیه و قال السلام علیک ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته.
اھ۔ سعایه ۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۲۷۔۲۲۸)

''میرے والد علام اور استاد قمقام نے (اللہ تعالیٰ انہیں دارالسلام میں داخل فرمائے) اپنے رسالہ ''نورالایمان بزیارۃ آثارِ حبیب الرحمٰن'' صفحہ ۱۰ میں فرمایا۔ خطاب تشہد یعنی التحیات میں السلام علیک ایھا النبی کہنے کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں جاری وساری اور بندہ کے باطن میں حاضر وموجود ہے۔ اس حالت کا پورا انکشاف بحالت نماز ہوتا ہے۔ لہٰذا محل خطاب حاصل ہوگیا۔ اور بعض اہل معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب ثناء الٰہی سے مشرف ہوا تو اسے حرم حریم الٰہی میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور اس کی بصیرت کو خوب روشن کردیا گیا۔ حتیٰ کہ اس نے حرم حبیب میں حبیب کو حاضر پایا۔ فوراً ان کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا السلام علیک ایھا النبی اے نبی صلی اللہ علیک وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں''۔

عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ تشہد کے بیان میں ارقام فرماتے ہیں:

سمعت سیدی علیا الخواص رحمه اللّٰه تعالٰی یقول انما امر الشارع المصلی بالصلوٰة والسّلام علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی التشهد لتنبه الغافلین فی جلوسهم بین یدی اللّٰه عزوجل علی شهود نبیهم فی تلک الحضرة فانه لایفارق حضرة اللّٰه تعالٰی ابدا فیخاطبونه بالسلام مشافهة اھ (کتاب المیزان جلد ا صفحہ ۱۵۴ مطبعۃ حجازی بالقاہرہ وصفحہ ۱۶۷ مطابق مطبعۃ مصطفٰی البابی الحلبی ونحوہ فی صفحہ ۱۵۳ مطبعہ حجازی وصفحہ ۱۶۶ مطبعہ البابی الحلبی

''میں نے سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے۔ شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے کہ وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ پس نمازی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں''

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فی کل حین و آن بعدد معلومات اللہ تعالیٰ فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر والی عبارت مواہب لدنیہ شریف سے باترجمہ نقل فرمانے کے بعد ارقام فرماتے ہیں:۔

"وبعضے از ارباب تحقیق گفتہ اند ایں خطاب باعتبار سریان حقیقت محمدیہ ست در ذرائر موجودات وحضور اوست در باطن عبد وانکشاف ایں حال ست در وقت صلوٰۃ کہ افضل حالات واقرب مقاماتست ھذا"

(مدارج النبوت جلد ۱، صفحہ ۳۶۶)

نیز حجۃ اہل التحقیق وامام اہل التدقیق حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث محقق دہلوی فرماتے ہیں۔ وبعضے عرفاء از ارباب تحقیق گفتہ اند کہ آنحضرت باعتبار سریان حقیقت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در ذرائر موجودات واحاطہ ذات بابرکات وے بسائر ممکنات (1) در ذات مصلی حاضر وشاہد است وورود صیغہ خطاب (ای بالسّلام علیک ایھا النبی) در تشہد در حقیقت بملاحظہ وشہود است صلی اللّٰہ علیک یا رسول اللہ وسلم"۔ (مکتوبات شیخ محقق صفحہ ۳۱۶ علی ہامش اخبار الاخیار)

آئمہ محدثین وعلماء کاملین کے یہ کلمات طیبات السّلام علیک ایھا النبی کے ماتحت بیان کئے گئے۔ کہ جن سے حضور ﷺ کا حاضر وناظر ہونا ثابت ہورہا ہے۔ اس مسئلہ حاضر وناظر کے مزید بعض دلائل قاہرہ بطور اجمال ملاحظہ فرمائیں۔ اصل دعویٰ جس کو بغور سمجھنے سے مخالف کے اعتراضات رد ہوجاتے ہیں۔ حضور اکرم روح حیات واصل عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باعتبار حقیقت محمدیہ کے اور باعتبار اصل موجودات کے اور بوجہ علم ونظر اور نورانیت ونور نبوت وروحانیت کے عالم کے ذرہ ذرہ کے قریب اور حاضر ہیں اور خلق کے ایک ایک ذرہ کو ناظر (دیکھنے والے ہیں) موجودات کے ذرہ ذرہ میں حقیقت محمدیہ جاری ساری ہے۔ جسم مثالی ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا جسم مثالی سے آن واحد میں متعدد مقامات میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ جسم بشری وعنصری ایک ہی ہے۔ اس سے ہر جگہ حاضر وناظر ہونے کے ہم دعوے دار نہیں۔ ہاں اس جسم پاک سے جہاں چاہیں آئیں جائیں۔

نقل وحرکت، آمد ورفت فلاں جگہ تھے اور فلاں جگہ نہ تھے۔ یہ سب جسم بشری وعنصری سے متعلق

1۔ قال الامام عبدالکریم الجیلی رحمہ اللّٰہ تعالیٰ "فھو صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سار فی جمیع الموجودات لانہ ھیولی العالم والدلیل علی ذلک ان اللّٰہ تعالیٰ خلق العالم منہ فھو صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سار فی جمیع الموجودات سریان الحیاۃ فی کل حی فھو حیات العالم"۔ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۵۹۔ ۱۱۲ الفیضی عفی عنہ

ہے(جو ہر مسلمان اور کافر کو محسوس مبصر تھا) اور اس کے ہر جگہ حاضر ہونے کے ہم مدعی نہیں (1)۔

خذ هذا فاحفظه۔

اللہ تعالیٰ کے کلام پاک یعنی قرآن شریف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر وناظر ہونے کا ثبوت:۔

ا۔ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (2) (بقرہ: ۱۴۳)

''اور یہ رسول تمہارے گواہ (اور تم پہ حاضر وناظر ہیں)''۔

دو تنبیہیں

نمبر ا: کیا گواہ وہی ہوا کرتا ہے جو نہ موقع میں حاضر ہو نہ واقعات کو دیکھے اور نہ اس کو واقعات کا علم ہو۔

1۔ یہ فہم ظاہر میں ہے۔ ورنہ بعض عرفا و محققین تو کچھ اور زیادہ کہتے ہیں۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ا صفحہ ۱۳۸ میں ہے:

''عرض: حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں۔

ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔

عرض مؤلف حضور اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عالم مثال سے اجسام مثالیہ اولیاء کے تابع ہو جاتے ہیں اس لئے ایک وقت میں متعدد جگہ ایک ہی صاحب نظر آتے ہیں اگر یہ ہے تو اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مثل تو شے کا غیر ہوتا ہے۔ امثال کا وجود شے کا وجود نہیں تو ان اجسام کا وجود اس جسم کا وجود نہ ٹھہرے گا۔

ارشاد، امثال اگر ہوں گے تو جسم کے، ان کی روح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہو کر تصرف فرمائے گی۔ تو از روئے روح و حقیقت وہی ایک ذات ہر جگہ موجود ہے یہ بھی فہم ظاہر میں ورنہ سبع سنابل شریف (سنبلہ ششم قبل از اختتام صفحہ ۹۶۔ فیضی) میں حضرت سید فتح محمد ابو الفتح قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمالیا ہے یہ کیونکر ہو سکے گا۔ شیخ نے فرمایا کرشن کنھیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا۔ فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو گیا تعجب ہے۔

یہ ذکر کر کے علامہ عارف باللہ تعالیٰ میر سید عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی مؤلف سبع سنابل شریف ممدوح علماء دیوبند نے (دیکھو مجلہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور شمارہ اوّل صفحہ ۱۰۰ الخ) فرمایا

(خرد مند اتو انیر ابر تمثیل حمل مکن یعنی پندار کہ تمثیل ہائے شیخ بچندیں جاہا حاضر شدہ است لا واللہ بلکہ عین ذات شیخ بہر جا حاضر شدہ بود) کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے۔ اسرار باطن فہم ظاہر سے وراء ہیں۔ خوض وفکر بے جا ہے۔ اھ۔

میرے استاذ مکرم حضرت قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی شیخ الحدیث مدظلہ العالی تسکین الخواطر'' (جلد ا صفحہ ۱۶۔ ۱۷ طبع دوم) میں رقم طراز ہیں:۔

'' سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور نور نبوت سے یہ امر بعید نہیں کہ آن واحد میں مشرق و مغرب جنوب و شمال تحت وفوق تمام جہات و امکنہ بعیدہ متعددہ میں التعدد والاختلاف میں سرکار اپنے وجود مقدس بعینہ یا جسم اقدس مثالی کے ساتھ تشریف فرما کر اپنے متوسلین کو اپنے جمال کی زیارت اور نگاہ کرم کی رحمت و برکت سے سرفراز فرمائیں''۔ ۱۲۔ الفیضی غفرلہ

2۔ قال البیضاوی تحت هذه الآیة. کان الرسول علیه الصلوٰة والسّلام کالرقیب المهیمن علی امته'' (تفسیر بیضاوی علی ہامش القرآن صفحہ ۳۴۔ ۱۲ منہ)

ذرا سوچو تو سہی۔ جو گواہ جس واقعہ کی گواہی دے۔ اصلاً اور حقیقۃً یہ ہے کہ وہ اس واقعہ میں حاضر ہو اور اس کا مشاہدہ کرے۔ اور مجازاً یہ کہ اس کو اس واقعہ کا علم ہو۔ ورنہ اس کی گواہی مردود قابل رد ہے۔ حضور کس پر گواہ ہیں۔ علیکم اُمت پر۔ تو ثابت ہوا کہ حضور امت کے جمیع حالات و واقعات پر حاضر و ناظر ہیں۔ جب تک حقیقی معنی ممکن مجاز کی طرف آنا مشکل اور اگر مجاز کی طرف آ بھی جائیں تو علم جمیع احوال امت سے گواہی ثابت اور علمی اعتبار سے پھر بھی حاضر و ناظر ہونا ثابت فاین المفر۔ اس میں مخالفین کے اعتراضات کا بھی جواب ہو گیا جو شاہد اور شہید کا لفظ اوروں کے لئے دکھا کر ان کے حاضر و ناظر ہونے کا قائل کرانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی شہادت کا دائرہ اتنا وسیع نہیں جتنا حضور ﷺ کی شہادت کا دائرہ وسیع ہے۔ لہٰذا وہ اپنے متعلقات شہادت کے مشاہد یا عالم اور حضور ﷺ اپنے متعلقات شہادت کے مشاہد و عالم ہیں۔ بہر حال کماً کیفاً شہادت شہادت اور شہود شہود میں فرق ہے۔ اشتراک لفظی وحدت مفہوم کا مقتضی نہیں ہوا کرتا۔ کمامر منی ورنہ معترضین یہ بتائیں کہ حضور ﷺ کے لئے بھی شہید کا لفظ ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بھی شہید کا لفظ ہے۔ تو دونوں کے شہید ہونے میں کماً کیفاً کچھ فرق اگر نہیں تو توحید صاف ہے۔ اور اگر ہے تو جس طرح خالق اور حبیب خالق میں فرق اسی طرح نبی اور امتی کی شہادت میں فرق ہو گا فاحفظہ''

۲۔ ''شھیدًا'' کا معنی حاضر و ناظر ہے(1)۔ دیکھو دیو بندیوں کے تھانوی صاحب کا ترجمہ (آیت نمبر ۵۵ سورہ احزاب) ''دیو بندیوں کے گھر کی لغت'' مصباح اللغات صفحہ ۴۲۶ میں شہد شہودا کا معنی حاضر ہونا'' لکھا ہے۔ اور شہید کا معنی حاضر...... وہ ذات جس کے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو''۔ یہ گھر کی گواہی بہت بھاری رہی۔ فللہ الحمد۔

۳۔ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (2) (النساء)

''اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ (اور حاضر ناظر) بنا کر لائیں گے''۔

۴۔ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا (النحل: ۸۴)

''اور جس دن ہم اُٹھائیں گے ہر اُمت میں سے ایک گواہ (وہ اس اُمت کا نبی ہو گا)''۔

۵۔ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ (النحل: ۸۹)

''اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر لائیں گے''۔

آیت نمبر ۱ کی تفسیر میں عمدۃ المفسرین فاضل علام عارف باللہ حضرت شیخ اسمٰعیل حقی حنفی اور خاتم

1۔ روح البیان جلد ۴ صفحہ ۶۳۹۔ ۱۲ منہ

2۔ ''لعلمک عقائد هم'' تفسیر بیضاوی صفحہ ۸۷۔ ۱۲ منہ

المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:۔

ومعنی شهادة الرسول علیهم اطلاعه علی رتبة کل متدین بدینہ وحقیقته التی هو علیها من دینہ و حجابه الذی هو به محجوب عن کمال دینه فهو یعرف ذنوبهم وحقیقة ایمانهم واعمالهم وحسنا تهم وسیآتهم واخلاصهم ونفاقهم وغیر ذلک بنورالحق۔اھ(تفسیر روح البیان جلد ا۔صفحہ ۲۳۰۔طبع قدیم۔

''یعنی وباشدرسول شما برشما گواه زیرا کہ او مطلع است بنورِنبوت برر تبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں محجوب ماندہاست کدام است، پس او مے شناسد گناہان شماراو درجات ایمان شمارا واعمال نیک وبدشمارا واخلاص ونفاق شمارا ولہذا شہادت او در دنیا حق امت مقبول و واجب العمل است''۔تفسیر عزیزی پارہ ۲۔صفحہ ۵۱۸۔محمدی لاہوری۔

''وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور نورنبوت سے ہر دین دار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں کہ جس کی وجہ سے وہ رکا ہوا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے گناہوں کو اور تمہارے درجات ایمان کو اور تمہارے اخلاص ونفاق کو (جو قلبی کیفیات ہیں اور مافی الصدور کی چیزیں ہیں) جانتے اور پہچانتے ہیں۔اسی لئے حضور کی شہادت دنیا اور آخرت میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے''۔

۵۔ يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا (الاحزاب:۴۵)

''اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر (بنا کر)''

۶۔ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا[1] (الفتح:۸)

1۔ قال العارف العلام الشیخ اسمٰعیل الحقی الحنفی تحت هذه الآیة فانه لما کان اوّل مخلوق خلقه اللّٰه کان شاهدا بو حدانیة الحق وربوبیتہ وشاهدا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس والاجرام والارکان والاجسام والاجساد والمعادن والنبات والحیوان والملک والجن والشیطان والانسان وغیر ذالک لئلا یشذ عنه ما یمکن للمخلوق درکه من سرار افعاله وعجائب صنعہ وغرائب قدرتہ بحیث لا یشارکه فیه غیرهٗ ولذا قال علیه السّلام علمت ماکان و ماسیکون لانه شاهدا لکل وما غاب لحظة...... فحصل له بکل حادث جری علی الانبیاء والرسل والامم فهوم وعلوم ثم انزل روحه فی قالبه لیزداد له نور علی نور فوجود کل موجود من وجوده و علوم کل نبی وولی من علومه...... وقال بعض الکبار ان مع کل سعید رقیقة من روح النبی صلی اللّٰه علیه وسلم هی الرقیب العتید علیه اھ تفسیر روح البیان جلد۵صفحه ۶۲۵۔۶۲۶۔ ۱۲ منه

''بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر (بنا کر)''

۷۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا ۵ۙ شَاهِدًا عَلَیْکُمْ (مزمل:۱۵)

''بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے ہیں کہ تم پر حاضر وناظر ہیں''۔

ان آیات قرآنیہ کے سمجھنے کے لئے دو باتیں خوب ذہن نشن کرلیں۔ایک یہ کہ ''شاہد'' کس سے ماخوذ ومشتق ہے اوراس کا کیا معنیٰ ہے۔دوسری یہ کہ حضور کس پر شاہد ہیں۔

ا۔''شاہد'' شہودوشہادۃ سے ماخوذ ہے۔ شَهِدَ يَشْهَدُ وَشَهُدَ يَشْهُدُ'' شهود اوشهادة حاضر ہونا۔گواہی دینا۔ان کے گھر کی لغت مصباح۔صفحہ ۴۲۶۔

امام اہل اللغۃ والتفسیر امام راغب اصفہانی (المتوفی ۵۰۲ھ) شہوداور شہادۃ کا معنی بیان فرماتے ہیں:۔
الشهود والشهادة الحضور مع المشاهدة اما بالبصر او بالبصيرة۔ شہوداور شہادت کا معنی، بصر یا بصیرت کے ساتھ مشاہدہ فرماتے ہوئے حاضر ہونا۔

(المفردات فی غریب القرآن فی اللغۃ والادب والتفسیر وعلوم القرآن صفحہ ۲۶۹)۔

تو ثابت ہوا کہ شاہد کے معنی حاضر وناظر ہیں۔ولايجوز للشاهد ان يشهد بشيء لم يعاينه الخ ''قدوری کتاب الشہادات'' صفحہ ۲۵۰۔۱۲ فیضی

۲۔ اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا (الدعا الماثور)

۳۔کتب فی المشکوٰۃ۔صفحہ ۱۹۹۔تحت اسمه تعالیٰ۔الشهيد'' ای الحاضر۔۱۲

۴۔ باقی رہا یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کس پر حاضر وناظر ہیں۔اگر علم معانی بیان سے مس ہے تو تلخیص ومختصر المعانی ومطول وغیرہ سے معلوم ورنہ مفسرین قرآن کی زبانی سنو کہ حضور کس پر حاضر وناظر ہیں۔

آیت نمبر ۵۔کی تفسیر میں مفسر قرآن،امام علامہ ابوسعود حنفی (متوفی ۹۸۱۔۹۸۲ھ) فرماتے ہیں:۔

(يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا) على من بعثت اليهم تراقب احوالهم و تشاهد اعمالهم وتتحمل منهم الشهادة بما صدر عنهم من التصديق والتكذيب وسائر ما هم عليه من الهدىٰ والضلال وتوديها يوم القيٰمة اداء مقبولا فيما لهم وما عليهم تفسير ارشاد العقل السليم الى المزايا الكتاب الكريم المشهور تفسير ابوسعود۔ على هامش تفسير مفاتيح الغيب المشهور

تفسیر کبیر جلد٦۔ صفحہ ٧٩٠۔

''اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی) بے شک ہم نے بھیجا آپ کو شاہد حاضر و ناظر بنا کر۔ ان سب پر جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ان کے احوال کی نگہبانی فرماتے ہیں۔ اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں یعنی ان سب کے کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ اور آپ ان سے تحمل شہادت فرماتے ہیں۔ یعنی ان کے گواہ بنتے ہیں۔ ان تمام چیزوں پر جو ان سے صادر ہوئیں تصدیق سے اور تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں سے جن پر وہ ہیں ہدایت اور گمراہی سے اور آپ اس شہادت کو ادا فرمائیں گے قیامت کے دن جو ادا مقبول ہوگی۔ ان تمام باتوں میں جو ان کے فائدے کے لئے ہوں گی۔ اور ان تمام باتوں میں جو اُن کے نقصان کے لئے ہوں گی''۔

مفسر قرآن امام علامہ قاضی بیضاوی (متوفی ٦٨٦ھ ٦٩٢ھ وقیل ٧٩١ھ) آیت نمبر ٥ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(شاهدًا) على من بعثت اليهم بتصديقهم وتكذيبهم و نجاتهم وضلالهم''

تفسیر ''انوارا لتنزيل واسرار التاويل'' المعروف تفسير بيضاوى صفحہ ٥٢٥ على هامش القرآن مطبعة المصطفیٰ البابى الحلبى بمصر) وزرقانی علی المواہب جلد٦ صفحہ ١٧٤۔ یہی قاضی صاحب آیت نمبر ٦ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''شاهدا على امتک'' تفسیر بیضاوی صفحہ ٥١٢۔

مفسر قرآن امام علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی صاحب کنزالدقائق ومنار رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ٧٠١۔ ٧١٠ھ) آیت نمبر ٥ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:۔

(شاهدا) على من بعثت اليهم وعلى تكذيبهم وتصديقهم اى مقبولا قولک عند الله لهم وعليهم تفسير مدارک التنزيل على هامش الخازن جلد ٣۔ صفحہ ٤٧٢ ونحوه فى روح البيان جلد ٤۔ صفحہ ٦١٩۔

مفسرِ قرآن امام محی السنۃ علاؤالدین رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ٧٤١ھ) زیرِ آیت نمبر ٥ فرماتے ہیں:

شاهدا على الخلق كلهم يوم القيامة ۔ تفسير لباب التاويل فى معانى التنزيل المعروف خازن ۔ جلد ٣۔ صفحہ ٤٧٢۔

مفسر قرآن امام علامہ جلال الدین محلی (متوفی ۸۶۴ھ) آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

شاھدا علی من ارسلت الیھم۔ تفسیر جلالین صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ نور محمد دہلی۔

مفسر قرآن علامہ سلیمان جمل رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۱۹۶۔ ۱۲۰۴ھ) اس کے تحت فرماتے ہیں:

(قوله علی من ارسلت الیھم) ای لتترقب احوالھم وتشاھد اعمالھم و تتحمل الشھادة علی ما صدر عنھم من التصدیق والتکذیب وسائر ما ھم علیه من الھدی والضلال تودیھا یوم القیمة اداءً مقبولاً فیما لھم وفیما علیھم تفسیر الفتوحات الالھیة المعروف تفسیر جمل جلد ۳ صفحہ ۴۴۲۔

علامہ محمود آلوسی حنفی آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:۔

(شاھدا) علی من بعثت الیھم تراقب احوالھم وتشاھد اعمالھم و تتحمل الشھادة علی ما صدر عنھم من التصدیق والتکذیب وسائر ما ھم علیه من الھدی والضلال تودیھا یوم القیمة اداءً مقبولاً فیما لھم وما علیھم (تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲۔ صفحہ ۴۵)

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

انه صلی اللّٰه علیه وسلّم شاھد علی الخلق تفسیر مفاتیح الغیب المعروف تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۷۸۸۔

عن ابن عباس مرفوعاً ...... شاھدا علی امتک۔ اخرجه ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویه والخطیب وابن عساکر (تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۶۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۴۹۷۔ تفسیر روح البیان جلد ۵ صفحہ ۲۲۴ تحت آیت ۶۔ تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۳۸۶۔

ابن تیمیہ کا شاگرد ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) رقم طراز ہے:۔

(شاھدا)...... علی الناس باعمالھم۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳۔ صفحہ ۴۹۷۔

مفسر قرآن عارف باللہ تعالیٰ علامہ احمد صاوی علیہ رحمۃ الباری آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:۔

(شاھدا) (علی من ارسلت الیھم) ای لتترقب احوالھم وتکون

مشاهدا لما صدر منهم من الاعمال الحسنة والقبيحة اھ (تفسیر صاوی شریف جلد ۳۔ صفحہ ۲۳۳)

علامہ زرقانی اور امام قسطلانی آیت نمبر ۵ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

(شاهدا على الوحدانية وشاهدا فی الدنيا باحوال الآخرة) ای يكون فيها ذاتا اوصفة (من الجنة والنار والميزان والصراط وشاهدا فی الآخرة باحوال الدنيا) وذلک بان يشهد للمطيع (بالطاعة) وعلى العاصی (بالمعصية والصلاح) الواقع من المطيع (والفساد) من العاصی۔ زرقانی جلد ۶۔ صفحہ ۱۷۴۔

علامہ ملاعلی قاری حنفی آیت نمبر ۵ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

(شاهدا) ای علی من بعثتک اليهم۔ (شرح شفا جلد ۱، صفحہ ۱۱۴)

نیز علامہ ملاعلی قاری حنفی آیت نمبر ۵ کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

(شاهدًا ای علی ما بعثت اليهم بتصديقهم وتكذيبهم ونجاتهم وضلالهم يوم القيامة (شرح شفا جلد ۱ صفحہ ۱۴۳)

اتمام حجت۔ ''محشر میں بھی امت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کس قدر قبول کیا''۔ تفسیر عثمانی صفحہ ۵۵۰

مفسرین اور محدثین کی عبارات منقولہ بالا ''شاهدا علٰی من بعثت اليهم'' ''علٰی من بعثتک اليهم''۔ ''علٰی ما بعثت اليهم''۔ ''علٰی من ارسلت اليهم'' سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سب پر حاضر و ناظر ہیں۔ جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ تو آپ کائنات میں کس کس کی طرف رسول بن کر تشریف لائے۔ اس کا بیان خصوصیت وفضیلت نمبر ۵۲ میں مذکور ہوا۔ دوبارہ صحیح مسلم شریف کی حدیث سن لیں۔ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

ارسلت الى الخلق كافة۔ (مسلم شریف جلد ۱۔ صفحہ ۱۹۹۔ مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ مطبوعہ نور محمد

''یعنی میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔

عبارات مذکورہ کو حدیث شریف سے ملایئے اور یوں کہیے:۔

شاهدا علی من ما ارسلت اليهم وارسلت الى الخلق كافة.

''حضور ان تمام پر شاہد (حاضر و ناظر) ہیں جن کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور وہ ساری مخلوق

کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں"۔
لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ حضور ساری مخلوق پر حاضر و ناظر ہیں۔ جس کو امام رازی اور علامہ خازن نے ان الفاظ سے بیان کیا۔ (کمامر)

انه شاهد على الخلق (رازی) شاهدا على الخلق كلهم (خازن)

فله الحمد

در نظر بودش مقامات العباد   زاں سبب نامش خدا شاہد نہاد

ناظرین کرام یہ ہے ہمارا وہ قرآنی عقیدہ کہ جس کی وجہ سے دیوبندی، وہابی مکتب فکر کے لوگ ہمیں اور ہمارے سلف صالحین اور بزرگان دین اور عارفین کاملین اور ائمہ محدثین کو مشرک کہتے ہیں اور ابوجہل کے برابر گردانتے ہیں۔
(دیکھو۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۸ باب ۱۔ مطبوعہ فاروقی دہلی ۱۳۱۳ھ، فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ صفحہ ۱۵ و جلد ۲ صفحہ ۴ بہشتی زیور جلد ۱ صفحہ ۳۳۔ ۳۴، وفتویٰ ملحقہ بہلغۃ الحیر ان از صفحہ ۲ تا ۴، تبرید صفحہ ۱۰۔
مسلمانو خدارا انصاف کرنا کہ جو مسئلہ صاف صاف قرآن شریف کی آیتوں سے ثابت ہو اُس کے ماننے کا نام شرک ہے تو "وید" کے ماننے کا نام اسلام ہوگا۔ ان لوگوں کو ہمیشہ کفار و ہنود سے انس و پیار رہا۔ اور اسلام اور بانی اسلام اور مسلمانوں سے بغض وعناد رہا ہے۔ ملاحظہ ہوں۔ (جنگ آزادی مطبوعہ ملتان۔ تاریخی حقائق مطبوعہ لاہور۔ مکالمۃ الصدرین حیات طیبہ (رضائے مصطفےٰ جلد ۶۔ ۸، شمارہ ۱۲۔ ۱۸ نمبر ۱۶ حسینی سبیل نادرست وحرام، فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳۔ صفحہ ۱۱۳۔ اور ہندوؤں کی سودی سبیل درست فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۱۴۔ طعام پر فاتحہ پڑھنا بدعت۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۴ و صفحہ ۱۵۰۔ روایات صحیحہ والا میلاد شریف بھی ناجائز۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۰۔ ۱۵۵۔ جس محفل میلاد شریف اور عرس میں صرف قرآن خوانی ہو اور تقسیم شرینی ہو وہ بھی ناجائز۔ چالیس روزہ روٹی بدعت۔ گیارھویں بدعت۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳۔ صفحہ ۹۴، دیسی کوا کھانا ثواب، چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی ٹھیک۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰۔ ہندو تہوار ہولی، دیوالی کا طعام کھیلیں اور پوریاں درست ہیں فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳۔ اور اس کے علاوہ ان کے اتباع نے اور بہت اضافے کئے ہیں۔ جیسے گاندھی اور نہرو پر سلام کہا گیا اور پڑھایا گیا (ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام بدعت) سچ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ "**یقرء ون القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة ......فیقتلون اهل**

الاسلام ویدعون اهل الاوثان الحدیث) (بخاری ومسلم مشکوٰۃ۔صفحہ ۵۳۵)۔

ناظرین حضور کے حاضر وناظر ہونے کا ثبوت ایک اور آیت قرآنی سے ملاحظہ فرماویں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (احزاب:۶)

''نبی مسلمانوں کی جان سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں''۔

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:۔

روئے مبارک سوئے یاران کرد وفرمود اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ نمے دانید شما کہ نزدیک تر ودوسترم بمومناں از ذات ہائے ایشاں چناں کہ درقران مجید ہم مذکور است کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ...... قَالُوْا بَلٰی گفتند صحابہ آرے تو نزدیک ترین ودوست ترین بمومناں ہستی از نفوس ایشاں (مدارج النبوۃ جلد ۲۔صفحہ ۴۰۱)

''یعنی جب حضور منزل غدیرخم پر پہنچے صحابہ کی طرف رخ انور کیا۔ اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ بے شک میں مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک اور زیادہ دوست ہوں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بھی مذکور ہے۔ کہ نبی مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک ہے۔ صحابہ نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ! آپ مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ نزدیک اور زیادہ دوست ہیں''۔

شیخ محقق کے اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کا مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے نزدیک ہونا۔ (۱) فیصلہ قرآن ہے۔ (۲) اور فرمان محبوب رحمٰن ہے۔ (۳) اور صحابہ کرام کا اقرار و ادعان ہے۔

نیز شیخ محقق فرماتے ہیں:۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ......

پیغمبر نزدیک تر است بمومناں از ذات ہائے ایشاں۔ (مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۸۱)

''حضور منومنوں سے بہ نسبت ان کی ذات کے بھی زیادہ نزدیک ہیں''۔

فریق مخالف کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی مِنْ اَنْفُسِہِمْ

جس کے یہ معنی ہیں کہ نبی زیادہ نزدیک ہے مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے۔ اعنی ان کی جانیں ان سے اتنی نزدیک نہیں جتنا نبی ان سے نزدیک ہے۔ اصل معنی اولیٰ کے اقرب ہیں۔ (آب حیات

صفحہ ۵۸)

(اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی) ای احق واقرب الیہم (مِنْ اَنْفُسِہِمْ) تفسیر روح المعانی، جلد ۱۱، صفحہ ۱۵۱۔ ۱۲ الفیضی عفی عنہ

نیز وہی نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کو بعد لحاظ صلہ من انفسھم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہوا۔ تحذیر الناس صفحہ ۱۰۔

الحمد للہ تعالیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حاضر وناظر ہونے کا مسئلہ آیات قرآنیہ ارشادات ربانیہ سے موافق ومخالف کے ترجموں اور تفسیروں سے روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا۔ ان مذکورہ آیات کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ میں انہیں پر اکتفا کرتا ہوں۔ ماننے والے کے لئے اس قدر کافی اور ضدی لانسلم والے کے لئے مکمل قرآن غیر وافی۔ اس موضوع پر یہ چند حدیثیں ملاحظہ فرماویں:۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

ما من مؤمن الا وانا اولی الناس به فی الدنیا والآخرة۔ اخرجه البخاری جلد ۱ صفحہ ۳۲۳ وجلد ۲ صفحہ ۷۰۵ وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ، تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۲۔

''کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں تمام لوگوں کی بہ نسبت اس سے زیادہ قریب ہوں''۔

ایک اور روایت میں یوں ہے:۔

انا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ۔ اخرجه الطیالسی وابن مردویه عنه۔ تفسیر درمنثور جلد ۵۔ صفحہ ۱۸۲

''میں تمام مومنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے زیادہ قریب ہوں''۔

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے:

انا اولی بکل مومن من نفسه اخرجہ احمد وابوداؤد وابن مردویہ، درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۲

''میں ہر مومن سے اس کی جان کی بہ نسبت زیادہ نزدیک ہوں''۔

۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

یا بریدة الست اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قلت بلٰى يارسول الله اخرجه ابن ابی شيبة واحمد والنسائی

(تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۸۲)

''اے بریدہ! کیا میں تمام مومنوں سے ان کی جانوں کی بہ نسبت زیادہ قریب نہیں ہوں۔ میں نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ واقعی تمام مومنوں سے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں''۔

اولیٰ ولی سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ اور ولی کا معنیٰ ابواب الصرف صفحہ ۱۱۲ ہی میں دیکھ لیں۔ ''الولی'' نزدیک شدن'' نزدیک ہونا''۔ اور صفحہ ۹۲۔ ان کی مصباح صفحہ ۹۵۵ پر ہے۔ ''ولیا''۔ قریب ہونا۔ اگر اب بھی میں اس معنیٰ میں مجرم ہوں تو مجھ سے پہلے شیخ محقق اور فریق مخالف کے پیشوا نانوتوی مجھ سے پہلے مجرم ہوں گے۔ یہ تو پڑھا کہ حضور سب کے قریب ہیں۔ اب یہ سنو کہ حضور سے قریب کون ہیں۔ ان کے قرب سے کون مستفیض ہوتے ہیں۔

عن معاذ بن جبل قال لما بعثه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الى اليمن خرج معه رسول الله صلى الله عليه وسلم يوصيه ومعاذ راكب ورسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم يمشى تحت راحلته فلما فرغ قال يا معاذ انک عسى ان الا تلقانى بعد عامى هذا ولعلک ان تمر بمسجدى هذا وقبرى فبكى معاذ جشعا لفراق رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلّم ثم التفت فاقبل بوجهه نحوالمدينة فقال ان اولى الناس بى المتقون من كانوا وحيث كانوا۔

(رواہ احمد فی مسندہ جلد ۵۔ صفحہ ۲۳۵ مشکوۃ شریف کتاب الرقاق فصل ۳۔ صفحہ ۴۴۵۔۴۴۶)

''یعنی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ساتھ وصیت فرماتے ہوئے تشریف لے گئے۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار تھے اور حضور ﷺ ان کی سواری کے نیچے پیادہ چلتے تھے۔ جب آپ

(وصیت سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: اے معاذ! قریب کہ تو مجھے نہ ملے گا۔ میرے اس سال کے بعد اور شاید تو میری مسجد اور میری قبر پر گذرے۔ یہ سن کر حضرت معاذ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فراق کے غم سے رونے لگے۔ تو آپ نے ادھر سے التفات کر کے مدینہ طیبہ کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ میرے بہت قریب وہ لوگ ہیں جو متقی ہیں جو ہوں اور جہاں ہوں"۔

اس حدیث پاک سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ (۱) حضور فخرِ عالم کی تواضع وانکساری (۲) حضور کو اپنے وصال شریف کا علم (۳) اور حضرت معاذ کی زندگی کا علم (۴) اور حضرت معاذ کے مزار شریف پر آنے کا علم (یہ جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا) (۵) محبوب خدا کے فراق میں رونا (۶) معاذ کو ارشادات نبویہ کے وقوع کا یقین (۷) متقی لوگوں کا حضور کے قریب ہونا اگرچہ ظاہراً کتنا دور کیوں نہ ہوں (۸) حضور کا حضرت معاذ کو تسلی دینا کہ تو بظاہر یمن میں ہوگا اور باطن میں میرے قریب ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ولنعم ماقیل ؂

گر بمنی در یمنی پیش منی　　　گر بے منی پیش منی در یمنی

شیخ محقق اس حدیث پاک کے ماتحت رقم طراز:

ان اولی الناس بی المتقون وفرمود قریب ترین مردم بمن پرہیزگارانند من کانوا وحیث کانوا ہر کسانے کہ باشند و ہر جا کہ باشند ایں وصیت وتسلیہ است مر معاذ را کہ باید تقویٰ ورزی و بر فراق ما غم نخوری چوں از متقیاں باشی بصورت را گر جدا باشی بمعنی با مائی (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۰۸)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تو سب کے قریب اور ہر ایک کے نزدیک ہیں مگر ہیں ملائکہ کی طرح پوشیدہ۔ آپ کے قرب اور دیدار سے وہی فیضیاب ہوتے ہیں جن سے بوجہ مجاہدات وریاضات وکثرت درود شریف کے حجابات دور کر دیئے گئے پھر وہ تقویٰ کی وجہ سے جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے ہیں اور قلوب کو تسکین بخشتے ہیں۔ اور نور ایمان بڑھاتے ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم اللھم اجعلنا من المتقین لکی نبرد انظارنا ونسکن قلوبنا من رویتہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم۔ باقی رہے اندھے نہ دیکھنے والے (یعنی غیر متقی، حضور کے قرب سے فیضیاب نہ ہونے والے) تو وہ دو قسم ہیں۔ ایک تسلیمی اندھے جو آنکھ والوں اور دیدار کرنے والوں کی بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرے وہ ضدی بد بخت اندھے۔ جو خود تو دیکھ نہیں سکتے۔ پھر آنکھ والوں کی بات بھی تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

ان موت الانبیاء انما ھو راجع الی ان غیبوا عنا بحیث لاندرکھم، و ان کانوا موجودین احیاء و ذلک کالحال فی الملائکۃ فانھم موجودون احیاء ولا یراھم احد من نوعنا الا من خصہ اللّٰہ تعالٰی بکرامتہٖ۔ اھ تذکرۃ للقرطبی تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک للسیوطی، الحاوی للفتاوی للسیوطی جلد۲۔صفحہ ۲۶۳۔

''یعنی انبیاء کی پردہ پوشی کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم (عوام) سے غائب ہو گئے۔ہم (عوام) انکاادارک نہیں کرتے۔اگر چہ انبیاء کرام اب بھی بعد پردہ پوشی کے موجود ہیں، زندہ ہیں۔تو یہ ملائکہ کی طرح ہے کہ فرشتے بھی زندہ موجود ہیں ہم میں سے کوئی انہیں نہیں دیکھتا مگر وہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامت وفضل وکرم سے مخصوص فرمایا''

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت سے وقعات واحادیث رؤیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم (یقظۃً) نقل کر کے فرماتے ہیں:

فحصل من مجموع ھذہ النقول والاحادیث ان رسول اللّٰہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام حی بحسدہٖ وروحہ وانہ یتصرف ویسیر حیث شاء فی اقطار الارض وفی الملکوت وھو بھیئتہ التی کان علیھا قبل وفاتہ لم یتبدل منہ شیء وانہٗ مغیبٌ عن الابصار کما غیبت الملائکۃ مع کونھم احیاء باجسادھم فاذا اراد اللّٰہ تعالٰی رفع الحجاب عمن اراد اکرامہ برویتہٖ رآہ علی ھیئتہ التی ھو علیھا لا مانع من ذلک ولا داعی التخصیص برؤیۃ المثال (الحاوی للفتاوی جلد ۲۔صفحہ ۲۶۵۔تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲۔صفحہ ۳۵)۔

''یعنی ان نقول اور احادیث مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم روح بمع جسد زندہ ہیں اور بیشک آپ زمین کے گوشوں میں اور عالم غیب فرشتوں کے عالم میں عالم ارواح میں جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں اور تصرف فرماتے ہیں۔اور آپ اسی ہیئت پر ہیں جس پر قبل از پردہ پوشی تھے۔اس ہیئت وشکل وصورت سے کچھ نہ بدلا۔اور بے شک آپ آنکھوں سے چھپائے گئے ہیں جیسے۔فرشتے چھپائے گئے ہیں حالانکہ وہ بھی بمع اجساد زندہ ہیں۔تو جس کو اللہ تعالیٰ

دیدار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے نوازنا چاہتا ہے اس سے پردے ہٹالیتا ہے تو وہ خوش قسمت حضور کو ان کی اصلی و حقیقی ہیئت و شکل وصورت پر دیکھتا ہے۔ جسد عنصر کے دیکھنے سے کوئی مانع نہیں۔ اور رویۃ جسم مثالی کی تخصیص کی طرف کوئی داعی نہیں"۔

اب ان اولی الناس بی المتقون کے ماتحت واقعات کثیرہ سے چند واقعات ملاحظہ فرماویں کہ متقی لوگ کیسے حضور کے نزدیک ہیں اور آپ کے قرب سے فیضیاب ہوتے رہے ہیں (1)

۱۔ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۵ مرتبہ جاگتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سر کی آنکھوں سے دیکھا اور بہت سی حدیثوں کے متعلق حضور سے پوچھا اور آپ کی تصحیح کے بعد امام سیوطی نے ان کو صحیح کہا جن کو محدثین نے اپنے طریق سے ضعیف کہا تھا کما مر (میزان کبریٰ للشعرانی جلد ا صفحہ ۴۱ مطبعہ حجازی قاہرہ، وجلد ا صفحہ ۴۴ مطابق مطبع مصطفےٰ البابی الحلبی بمصر۔ سعادت دارین للنبہانی صفحہ ۴۳۷۔۴۳۸، الفتح القدیر للنبہانی، جلد ا صفحہ ۷ مطبوعہ مصر و ایضًا فیہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال لہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ یقظۃً "یا شیخ الحدیث" وبشرہ بانہ من اہل الجنۃ من غیر عذاب یسبق۔ ورحمت کائنات وفیض الباری کشمیری جلد ا صفحہ ۲۰۴۔ اس میں ۷۵ کی بجائے ۲۲ مرتبہ کا ذکر ہے)

۲۔ امام عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۸ ساتھیوں کے ساتھ صحیح بخاری جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پڑھی (ان آٹھ میں ایک حنفی تھا) فیض الباری کشمیری جلد ا صفحہ ۲۰۴) وھذا ایضاً مرّ۔

۳۔ امام ابومحمد بن جمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث منتخبہ من البخاری کی تعلیقات میں فرماتے ہیں:۔

وقد ذکر عن بعض الصحابۃ قال السیوطی اظنہ ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما انہ رای النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی النوم فتذکر ہذا الحدیث ۔ یقول الفیضی یعنی الحدیث الصحیح " وہو ہذا" من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ رواہ البخاری و مسلم وابوداؤد عن ابی ہریرۃ والطبرانی من حدیث مالک بن عبداللّٰہ الخثعمی، ومن حدیث ابی بکرۃ والدارمی من حدیث ابی قتادۃ۔ و بقی یفکرفیہ ثم دخل علی بعض ازواج النبی، قال

1۔ وبقول قبلہ عالم مہاروی علیہ الرحمہ انہیں ہر روز نماز صبح کے بعد عالم بیداری میں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی۔ (خلاصۃ الفوائد صفحہ ۲۵۔ ۱۲ف

السیوطی اظنھا میمونة۔ فقص علیھا قصتہ فقامت واخرجت لہ
مرآتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال رضی اللّٰہ عنہ فنظرت فی المراۃ
فرأیت صورة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ولم ارلنفسی صورة اھ
(تنویر الحلک والحاوی للفتاویٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۴۳۸، ۴۳۹ مطبعۃ السعادۃ
بمصر۔سعادت الدارین للنبہانی صفحہ ۴۱۳)

''یعنی صحابہ کرام سے یہ منقول ہے۔امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔میرے گمان میں یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا واقعہ ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔پھر اس حدیث صحیح کو یاد کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ عنقریب مجھے جاگتے ہوئے دیکھے گا۔تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی فکر میں رہے۔پھر ازواج مطہرات سرورکائنات میں سے بعض کے پاس حاضر ہوئے (بظن امام سیوطی وہ اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں) اور ان کو اپنا قصہ سنایا تو ام المومنین اٹھیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کا آئینہ مبارک صحابی رسول کو دیا۔حضور ﷺ کے صحابی فرماتے ہیں میں نے جو آئینہ میں دیکھا تو حضور کی صورت پاک نظر آئی۔مجھے اپنی شکل وصورت آئینہ میں نظر نہ آئی۔''

حجۃ الاسلام امام غزالی صوفیہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"انھم وھم فی یقظتھم یشاھدون الملائکة وارواح الانبیاء ویسمعون منھم اصواتا ویقتبسون منھم فوائد ثم یترقی الحال من مشاھدة الصور والامثال الی درجات یضیق عنھا نطاق النطق" (المنقذ من الضلال للغزالی
والحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۴۴۱ فتاوی حدیثیہ لابن حجر
صفحہ ۲۵۵۔)

شیخ اکمل الدین بابرتی حنفی حدیث من رآنی کے تحت شرح مشارق میں فرماتے ہیں:۔

ومن حصّل الاصول الخمسة (الاشتراک فی الذات او فی صفة فصاعدا او فی حال فصاعد او فی الافعال او فی المراتب) وثبتت المناسبة بینہ وبین ارواح الکمل الماضین اجتمع بھم متی شاء۔
(الحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۴۴۳)

۴۔غوث الثقلین حضرت پیر محبوب سبحانی سیدی الشیخ السید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر سے قبل جاگتے ہوئے بغداد شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔آپ نے فرمایا اے پیارے بیٹے تقریر کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی اے والد مکرم (سید العرب والعجم) میں عجمی مرد ہوں، فصحاء بغداد پر کیسے کلام کروں تو آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو۔ میں نے کھولا تو سات دفعہ حضور نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو اور حکمت و موعظہ حسنہ سے لوگوں کو رب کے راستہ کی طرف بلاؤ۔ پھر میں ظہر کی نماز پڑھ کے بیٹھا ہی تھا کہ میرے پاس لوگ جمع ہوگئے اور مجھ پر کلام ملتبس ہوگیا تو میں نے حضرت علی کو اپنے سامنے مجلس میں کھڑا دیکھا۔آپ نے فرمایا اے پیارے بیٹے وعظ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی اے والد مکرم مجھ پر کلام ملتبس ہوگیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا تم اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھولا تو میرے منہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ دفعہ اپنا لعاب مبارک ڈالا۔ میں نے عرض کی سات دفعہ کیوں نہیں پورا فرماتے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا لحاظ ہے (کہیں برابری نہ ہو) پھر مجھ سے غائب ہوگئے۔ پھر میں نے ان لفظوں سے تقریر شروع کی۔ ''غواص الفکر یغوص فی بحر القلب علی درر المعارف فیستخرجها الی ساحل الصدر فینادی علیها ترجمان اللسان فتشتری بنفائس اثمان حسن الطاعة فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ''۔ (طبقات اولیاء للشیخ سراج الدین بن الملقن، الحاوی للفتاوی للسیوطی ج ۲ ص ۴۴۳، ۴۴۴، سعادۃ الدارین للنبہانی صفحہ ۴۲۱، بہجۃ الاسرار شریف صفحہ ۲۵، ۲۶۔ فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر تحت سوال هل تمكن رؤية النبی علیه الصلوٰة والسّلام فی الیقظة صفحہ ۲۵۶۔تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۵)

۵۔شیخ عبدالغفار بن نوح القوصی اپنی کتاب ''وحید'' میں فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ شریف میں شیخ عبداللہ دلاصی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ تمام عمر میں میری ایک نماز صحیح ہوئی ہے۔فرمایا وہ اس طرح کہ میں صبح کی نماز کے لئے مسجد حرام میں تھا۔ جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی۔ میں نے بھی تکبیر تحریمہ کہی تو مجھ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو دیکھا آپ بحیثیت امام نماز پڑھا رہے ہیں اور آپ کے پیچھے عشرہ (مبشرہ) ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ نماز پڑھتا رہا۔ یہ ۶۷۳ھ کا واقعہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلی رکعت میں سورہ مدثر پڑھی اور دوسری رکعت میں عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ پڑھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے آپ نے یہ دعا مانگی۔

اللھم اجعلنا ھداۃ مھدیین غیر ضالین ولا مضلین، لاطمعانی
برک ولا رغبة فیما عندک لان لک المنة علینا بایجادنا قبل
ان لم نکن فلک الحمد علی ذلک لا الٰہ الاانت۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دعا سے فارغ ہوئے تو ہمارے ظاہر امام نے سلام پھیرا تو میں نے اس کا سلام سنا۔ پھر میں نے بھی سلام پھیرا۔ (الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۴۴۵۔)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تعالیٰ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہِ الْاَعْلٰی کہ میرے استاذ اول ومرشد شیخ کامل قطب العارفین سید الواصلین والموصلین عدیم النظیر فی العلم والعرفان والتدریس والاحسان والخلق واللمعان، سند العشق والوجد محب النبی الاحد حضرت قبلہ سیدی ومولائی فیض محمد الشاہ جمالی قدس سرہ العالی (متوفی ۸۔ رجب ۱۳۶۴ھ مرقدہ فی قریة سندیلہ من مضافات دیرہ غازی خان یزارو یتبرک ویستفادو یستفاض منہ) آپ بارہا عالم رؤیا میں اور جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مستفیض ہوئے اور بہت دفعہ حضور ﷺ سے مسائل دریافت کئے اور حدیثوں کے متعلق پوچھا۔ ایک دفعہ آپ نے حضور قاسم جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنت کی ٹکٹ مانگی۔ حضور نے فرمایا ابوبکر صدیق سے مہر لگوالاؤ۔ چنانچہ آپ ابوبکر صدیق سے مہر لگوالائے۔ پھر جنت کی ٹکٹ حاصل کی۔ اخبرنی بہ ابی قال حدثنی الشیخ الشاہجمالی ۱۲ف

آپ تو آپ آپ کے بعض مریدوں کو بھی شیخ عبداللہ دلاصی مکی جیسی ایک نماز نصیب ہوئی ہے۔ ماہ شوال ۱۳۸۷ھ کا واقعہ ہے۔ جس سال اس فقیر کی دستار بندی ہوئی۔ رازی دوراں شیخ الحدیث حضرت قبلہ علامہ سیدی واستاذی سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی کے مدرسہ انوار العلوم ملتان کا سالانہ جلسہ تھا حضرت مرشد کریم قبلہ شاہ جمالی رحیم کے بعض مریدوں نے انوار العلوم کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے بحالت تشہد حضور سرور کائنات کو مدرسہ انوار العلوم سے جلسہ گاہ انوار العلوم باغ لانگے خان کی طرف جاتے دیکھا کہ حضور مبارک ہاتھ کے اشارہ سے لوگوں کو جلسہ کی شمولیت کے لئے بلاتے تھے۔ فللہ الحمد۔

کاتب الحروف فقیر منظور احمد فیضی ابن اُستاذ العلماء العارف الکامل حضرت مولانا محمد ظریف صاحب دام رضاہ علی لامعہ اپنے مرشد کریم حضرت قبلہ شاہ جمالی غریب نواز کی خدمت عالیہ میں عرض کرتا ہے

خواجہ من قبلہ من دین من ایمان من
یک نگاہے گاہے گاہے از طفیل پنجتن

آناں کہ خاک رابنظر کیمیا کنند
آیا بودٔ کہ گوشئہ چشم بما کنند

۶۔امام سیوطی فرماتے ہیں کہ کسی ولی کی حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ کسی فقیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو اس فقیہ نے ایک حدیث بیان کی۔ولی نے اس فقیہ سے فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔فقیہ نے کہا تجھے کیسے پتہ چل گیا کہ یہ حدیث باطل ہے۔ولی نے فرمایا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سر پر قیام فرما ہیں اور فرمارہے ہیں یہ حدیث میں نے نہیں کہی۔ پھر فقیہ سے بھی پردے ہٹا لئے گئے چنانچہ اس فقیہ نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔(الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۴۴۶۔سعادت دارین۔صفحہ ۴۳۲)

۷۔حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محاصرہ کے وقت حضور میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا:۔

یاعثمان حصروک قلت نعم قال عطشوک قلت نعم فادلی لی دلوًا فیه ماء فشربت حتی رویت حتی انی لاجد برده بین ثدی و بین کتفی فقال ان شئت نصرت علیهم وان شئت افطرت عندنا فاخترت ان افطر عنده فقتل ذلک الیوم۔

’’یعنی اے عثمان تمہیں انہوں نے گھیرا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔یارسول اللہ!حضور نے فرمایا تجھے انہوں نے پیاسا رکھا ہے؟ عرض کی جی ہاں تو حضور ﷺ نے ڈول لٹکا دیا۔اس میں پانی تھا تو میں نے سیراب ہوکر پیا۔ یہاں تک کہ میں اس پانی کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ میں اور دو کندھوں کے درمیان محسوس کرتا ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اگر چاہے تو تیری ان پر امداد کی جائے اور اگر تو چاہے تو ہمارے ہاں افطار کرنا۔تو میں نے حضور کے ہاں افطار کرنے کو پسند کیا۔تو اُسی دن حضرت عثمان شہید کیے گئے۔‘‘

یہ واقعہ حضرت عثمان نے حضرت عبداللہ بن سلام کو بیان فرمایا جب کہ وہ بوقت محاصرہ ان کو ملنے کے لئے گئے۔ **اخرجها الحارث بن ابی اسامة فی مسنده وغیرهٗ۔**

(الحاوی للفتاویٰ جلد ۲۔صفحہ ۴۴۸)

دو حدیثیں اور سن لیں۔اگرچہ وہ نومی واقعے ہیں لیکن میرے موضوع سے کچھ نہ کچھ متعلق ضرور ہیں۔

۸۔امام احمد وبیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ میں نے دیکھا کہ سنبل

معنبر وگیسوئے معطر بکھرے ہوئے اور غبار آلود ہیں۔ دستِ مبارک میں ایک خون بھری شیشی ہے۔ یہ حال دیکھ کر دل بے چین ہوگیا۔ میں نے عرض کیا۔ اے آقا قربانت شوم یہ کیا حال ہے؟ فرمایا حسین اور ان کے رفیقوں کا خون ہے۔ میں اسے آج صبح سے اٹھا تا رہا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے اس تاریخ ووقت کو یاد رکھا۔ جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام اسی وقت شہید کئے گئے (مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت فصل ۳ صفحہ ۵۷۲) احیاء العلوم للغزالی جلد ۴ صفحہ ۴۳۱۔ عجیب جدا اخرجه ابن بنت منیع وابوعمر والحافظ السلفی وفی الذخائر (مرقات جلد ۵ صفحہ ۶۰۹)

۹۔ بی بی سلمٰی سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گئی۔ آپ رو رہی تھیں۔ میں نے عرض کی کس چیز نے آپ کو رلایا۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ آپ کے سراقدس اور داڑھی مبارک پر غبار تھی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ یہ کیا ہے؟ فرمایا شهدت قتل الحسين انفاً۔ ابھی ابھی شہادت حسین پر پہنچا (رواہ الترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۸) قيل والحاكم والبيهقي۔ قواه القاری فی المرقات جلد ۵ صفحہ ۶۰۵) مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل البیت فصل ۲۔ صفحہ ۵۷۰۔ حاضر وناظر ہونے والے محبوب پر اور ان کے پیارے نواسے پر لاکھوں درود وسلام ہوں۔

۱۰۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن وہ بزرگ (جو حافظ قرآن تھے) اور لوگوں کے اختلاط سے بچنے کے لئے جنگل کی مسجد میں رہا کرتے تھے) اور حضرت حافظ سید عبداللہ قدس سرہ قرآن شریف کا دور کر رہے تھے کہ عربی شکل کے لوگ سبز پوش فوج در فوج ظاہر ہوئے اور ان کے سردار مسجد کے قریب کھڑے ہو کر اس حافظ وقاری صاحب سے قرآن شریف سنتے رہے اور فرمایا: بارک اللہ تعالیٰ ادیت حق القرآن ''اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔ تو نے قرآن شریف کا حق ادا کیا''۔ یہ کہہ کر واپس ہوگئے۔ اس حافظ صاحب کی عادت یہ تھی کہ بوقت تلاوت قرآن پاک آنکھوں کو خوب بند کر لیتے تھے اور کسی چیز کی طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ جب حافظ صاحب نے سورۃ ختم کی تو حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب سے پوچھنے لگے کہ یہ کون لوگ تھے کہ جن کی ہیبت کی وجہ سے میرا دل کانپتا تھا لیکن عزت قرآن کی وجہ سے میں نہ اٹھا؟ سید صاحب نے فرمایا۔ اس شکل وصورت ولباس کے لوگ تھے۔ جب ان کے سردار پہنچے تو مجھ سے نہ رہا گیا۔ میں ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوگیا۔ (تعظیمی قیام کیا)

سید صاحب فرمانے لگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم گذشتہ رات اصحاب کے مجمع میں بیٹھے تھے اور اس جنگل کے رہنے والے حافظ صاحب کی تعریف کر رہے تھے اور فرماتے تھے کل علی الصبح اس کو دیکھیں گے اور اس کا قرآن سنیں گے۔ تو کیا حضور تشریف لائے ہیں یا نہ؟ اگر تشریف لائے تھے تو اب کہاں گئے ہیں؟ جب حافظ صاحب اور سید صاحب نے یہ کلمات سنے دائیں بائیں دوڑے اور کچھ اثر نہ دیکھا شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ حضرت والد صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد کافی مدت تک اس جنگل میں خوشبو محسوس ہوتی رہی۔ یہ عالم بیداری کا واقعہ ہے۔

(انفاس العارفین صفحہ ۶۔ ۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

۱۱۔ شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد محترم شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ مجھے بخار چڑھا اور مرض اتنا لمبا ہوا کہ زندگی کی امیدیں ختم ہوگئیں تو اس وقت مجھ پر غنودگی طاری ہوئی، اس غنودگی میں شیخ عبدالعزیز ظاہر ہوئے۔ فرمایا اے بیٹے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیری طبع پرسی کے لئے تشریف لانے والے ہیں اور شاید اس طرف سے آئیں کہ جس طرف تیرے پاؤں ہیں لہٰذا چارپائی کو بدل لو تا کہ حضور ﷺ کی طرف پاؤں نہ ہوں۔ اس کے بعد مجھے افاقہ ہوا۔ بولنے کی طاقت نہ تھی۔ حاضرین کو اشارہ کیا کہ میری چارپائی کو بدلو چنانچہ چارپائی کی سمت کو بدلا گیا۔ اس کے بعد حضور تشریف لائے اور فرمایا کیف حالک یا بنی۔ اے بیٹے! تیرا کیا حال ہے۔ کل تقی فھو آلی کے تحت فرمایا ورنہ آپ ظاہراً آل رسول نہیں، سید نہیں بلکہ فاروقی ہیں) تیرا کیا حال ہے؟ اس پیاری گفتار کی حلاوت مجھ پر ایسی طاری ہوئی کہ وجد اور بکا اور عجیب اضطراب مجھ پر ظاہر ہوا۔ حضور ﷺ نے مجھے اس طرح گلے لگایا کہ حضور کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور آپ کا قمیص مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہوگیا اور آہستہ آہستہ اس وجد سے تسکین ہوئی۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ کافی عرصہ سے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے شریف کی آرزو رکھتا ہوں، کتنا کرم ہوگا اگر اس وقت کچھ عطا فرماویں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے اس دل کے بھید پر مطلع ہوگئے اور اپنی ریش مبارک پر ہاتھ شریف پھیرا اور دو بال مبارک میرے ہاتھ میں دیئے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کیا یہ دو بال مبارک عالم بیداری میں بھی میرے پاس ہوں گے یا نہ؟ میرے اس راز پر بھی حضور مطلع ہوگئے اور فرمایا کہ یہ دونوں بال عالم بیداری میں بھی تیرے پاس باقی رہیں گے۔ اس کے بعد صحت کلی اور درازی عمر کی خوشخبری دی تو اس وقت مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے چراغ طلب کیا اور وہ بال مبارک میں نے اپنے ہاتھ میں نہ پائے۔ میں مغموم ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف میں نے توجہ

کی ۔اونگھ آئی حضور متمثل ہوئے اور فرمایا: اے بیٹے! میں نے وہ دو بال حفاظت کے لئے تیرے تکئے کے نیچے رکھ دیئے ہیں وہاں سے اٹھالینا مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے ان بالوں کو وہاں سے اٹھالیا اور ایک جگہ میں نے ان بالوں کو تعظیم سے محفوظ کرلیا۔ ان دو بالوں کی خاصیتوں سے ایک خاصیت یہ تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے پیچیدہ ہوتے ۔ جب درود شریف پڑھا جاتا ہر ایک ان میں سے جدا جدا کھڑا ہوجاتا۔ دوسری یہ ہے کہ ایک مرتبہ تین شخصوں نے منکرین سے امتحان طلب کیا۔ میں اس بے ادبی پر راضی نہ ہوا (کہ حضور کے بالوں کا امتحان کرتے رہیں۔) جب مناظرہ لمبا ہوگیا تو وہ منکرین ان بالوں کو باہر دھوپ میں لے گئے فوراً اُسی وقت ابر کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور ان پر سایہ کرلیا۔ حالاں کہ سورج سخت گرم تھا۔ ابر کا موسم نہ تھا۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ ان تین میں سے ایک نے توبہ کرلی۔ وہ منکر سے مقر بن گیا کہ یہ واقعی حضور کے بال ہیں اور باقی دو کہنے لگے کہ یہ اتفاقی بات ہے تو دوسری دفعہ بالوں کو باہر لے گئے فوراً ابر ظاہر ہوا اور سایہ کرلیا۔ دوسرے نے بھی توبہ کرلی۔ تیسرے نے کہا یہ بھی اتفاقی بات ہے وہ تیسری بار دھوپ میں لے گیا۔ فوراً ابر نے سایہ کرلیا پھر اس نے بھی توبہ کرلی۔ ایک اور دفعہ بہت سے لوگ زیارت کے لئے جمع ہوئے۔ میں نے قفل (تالا) کھولنے کی ہر چند کوشش کی۔ تالا نہ کھلا۔ میں نے توجہ کی (مراقبہ کیا) معلوم ہوا کہ اس مجمع میں فلاں شخص بحالت جنب (ناپاکی) ہے۔ اس کی ناپاکی کی وجہ سے تالا نہیں کھلتا۔ میں نے عیب پوشی کرتے ہوئے حکم دیا کہ سب غسل کرلیں۔ وہ جنب والا مجمع سے باہر گیا تو اُسی وقت تالا آسانی کھل گیا اور ہم نے زیارت کی۔ (انفاس العارفین صفحہ ۴۱۔ ۴۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

۱۲۔ شیخ عبدالغفار بن نوح قوصی اپنی کتاب ''الوحید'' میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابو یحییٰ کے اصحاب سے ایک بزرگ ابوعبداللہ اسوانی اخمیم میں مقیم تھے۔ وہ خبر دیتے تھے کہ

> انه یری رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم فی کل ساعة۔ (الحاوی للفتاوٰی جلد ۲ صفحہ ۴۴۴ سعادت دارین صفحہ ۴۳۱ مطبوعہ مصر)

''میں ہر وقت حضور کو دیکھتا ہوں۔''

۱۳۔ شیخ ابوالعباس مرسی قدس سرہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

> لی اربعون سنة ما حجبت عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلّم طرفة عین ما عددت نفسی من المسلمین۔ (طبقات کبریٰ للشعرانی جلد ۲۔ صفحہ ۱۴۔ جامع کرامات الاولیاء للنبہانی جلد ۱ صفحہ ۵۲۰۔ لطائف

المنن للشیخ تاج الدین بن عطاء اللہ، تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک۔ الحاوی للفتاویٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۴۴۴۔ طبع ثالث مطبعۃ السعادۃ بمصر ۱۳۷۸ھ۔ سعادت الدارین للنبہانی صفحہ ۴۱۹۔ تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ صفحہ ۳۳۔ ۳۴)

''یعنی مجھے چالیس سال ہوگئے کہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی حضور ﷺ سے اوجھل نہ ہوا۔ ہر وقت حضور کو دیکھتا ہوں۔ اور اگر پلک جھپکنے کے برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اوجھل ہوجائیں اور میں حضور کو نہ دیکھوں تو میں اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کروں۔''

۱۴۔ عارف نبہانی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

وقد بلغنا عن الشیخ ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ الشیخ ابی العباس المرسی وغیرھما انھم کانوا یقولون لواحتجبت عنا رؤیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین ماعددنا انفسنا من جملۃ المسلمین ،فاذا کان ھذا قول آحاد الاولیاء فالائمۃ المجتھدون اولٰی بھذا المقام۔ (کتاب المیزان صفحہ ۱۴ جلد ۱ مطبوعہ حجازی قاہرہ جلد ۱ صفحہ ۴۴ مطبوعہ مصطفٰے البابی الحلبی بمصر)

''یعنی تحقیقاً ہمیں شیخ ابوالحسن شاذلی اور ان کے شاگرد شیخ ابوالعباس مرسی اور ان کے علاوہ اور بزرگان دین اولیاء کاملین سے یہ بات پہنچی ہے کہ ان کا یہ دعویٰ تھا وہ فرماتے تھے کہ اگر پلک جھپکنے کے برابر بھی ہم دیدار مصطفٰے سے محجوب ومحروم ہوں تو ہم اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار نہ کریں۔ جب اولیاء اللہ کا یہ دعویٰ ہے تو ائمہ مجتہدین (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اس مقام کے زیادہ حقدار ہیں۔''

۱۵۔ چونکہ ائمہ مجتہدین اس مقام کے زیادہ حقدار ہیں۔ اسی لئے ہمارے امام، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:

واذا سمعت فعنک قولا طیبًا　　واذ انظرت فما اری الاک

(قصیدۃ النعمان المنسوبۃ الی الامام الاعظم ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجموعہ قصائد صفحہ ۴۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

''یعنی یارسول اللہ (میں ابوحنیفہ) جب بھی سنتا ہوں تو آپ سے قول طیب سنتا ہوں اور

جب بھی دیکھتا ہوں تو مجھے تو آپ کے سوا کوئی نظر نہیں آتا بس آپ ہی ہر وقت نظر آتے ہیں۔"

۱۶۔ شیخ صفی الدین بن ابی المنصور اپنے رسالہ میں اور شیخ عبدالغفار "الوحید" میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن وتانی سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے شیخ ابوالعباس طنجی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ میں سیدی احمد بن رفاعی کے ہاں (مرید ہونے کی غرض سے) حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تیرا پیر میں نہیں بلکہ تیرے مرشد شیخ عبدالرحیم ہیں جو "قنا" میں رہتے ہیں تو میں نے "قنا" کا سفر اختیار کیا اور شیخ عبدالرحیم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت رکھتا ہے؟ میں نے عرض کی نہ، میں حضور کو نہیں پہچانتا۔ آپ نے فرمایا کہ تو بیت المقدس جا، تاکہ تجھے حضور ﷺ کی معرفت ہو تو حسب الحکم جب میں بیت المقدس پہنچا اور میں نے بیت المقدس میں اپنا پاؤں رکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ

واذا بالسماء والارض والعرش والکرسی مملوءة من النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

"سارے آسمان اور سب زمینیں اور عرش اور کرسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے ہوئے ہیں (کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آتی جہاں حضور نہ ہوں، ہر جگہ حضور ہی حضور نظر آتے ہیں"۔

تو میں منظر دیکھنے کے بعد شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اب حضور کو پہچانا ہے، حضور کی شان کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کی۔ جی ہاں۔ فرمایا اب تیرا کام مکمل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کے بغیر اقطاب اقطاب نہیں ہوسکتے اور اوتاد اوتاد نہیں ہوسکتے اور اولیاء اولیاء نہیں ہوسکتے (اور معرفت نبی یہی ہے کہ ہر جگہ حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا مشاہدہ کریں۔ فیضی) تنویر الحلک والحاوی للفتاوی کلاھما للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۴۵۔ سعادت دارین صفحہ ۴۳۱ فریق مخالف کی پیاری پیاری تفسیر روح المعانی ج ۱۲ ص ۱۲۲، ۵،۳ مطبوعہ مصر۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

اب ایک دو حوالے خاندان دہلی کے بڑے پیشوا کے دکھاتا ہوں تاکہ ذریت اسماعیل کی بدلگامی کا قافیہ تنگ ہو اور کفر و شرک کی مشین کا منہ بند ہو، نہ تسلیم کرتے بنے اور نہ انکار کرتے، نہ جائے رفتن نہ روئے ماندن۔

شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

لما دخلت المدینہ المنورۃ وزرت الروضۃ المقدسۃ علی صاحبھا افضل الصلوٰۃ والتسلیمات رأیت روحہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم ظاھرۃ بارزۃ لا فی عالم الارواح فقط بل فی المثال القریب من الحس فادرکت ان العوام انما یذکرون حضور النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی الصلوٰت وامامتہ بالناس فیھا وامثال ذلک من ھذہ الدقیقۃ۔

”جب میں داخل مدینہ منورہ ہوا اور روضۂ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ کی روح مبارک ومقدس کو دیکھا ظاہر اور عیاں نہ فقط عالم ارواح میں بلکہ عالم مثال میں ان آنکھوں سے قریب۔ پس میں نے معلوم کیا کہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں خود موجود ہوتے ہیں اور لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے۔“ (نوٹ) یہ ترجمہ بھی ان کے گھر کا ہے۔

فیوض الحرمین لشاہ ولی اللہ صفحہ ۲۷ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند مع ترجمہ اردو۔

نیز وہی شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

ثم توجھت الی القبر الشامخ المقدس مرۃ بعد اخریٰ فبرز النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی رقیقۃ بعد رقیقۃ فتارۃ فی صورۃ مجرد العظموت والھیبۃ وتارۃ فی صورۃ الجذب والمحبۃ والانس والانشراح وتارۃ فی صورۃ السریان حتی اتخیل ان الفضاء ممتلئ بروحہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی تتموج فیہ تموج الریح العاصفۃ حتی ان الناظر یکاد یشغلہ تموجھا عن ملاحظۃ نفسہ الی غیر ذلک من الرفائق (فیوض الحرمین صفحہ ۲۸)

”پھر میں متوجہ ہوا روضۂ عالیہ مقدسہ کی طرف چند بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لطافت میں بعد لطافت کے کبھی تو فقط صورت مجرد عظموت و ہیبت میں اور کبھی صورت جذبہ ومحبت اور انس وانشراح میں اور کبھی صورت سریان میں حتیٰ کہ میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مقدس سے اور روح مبارک اس میں موجیں مار رہی ہے مانند

ہوائے تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والے کو تموج اور لطافتوں کی طرف نظر کرنے سے باز رکھتا تھا۔"

نیز وہی شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

لم یزل صلی اللّٰہ علیه وسلّم ولایزال متوجها الی الخلق مقبلا الیهم بوجهه...... لما کان وجهه صلی اللّٰہ علیه وسلّم الی الخلق کان قریباً جدا من ان یرتفع انسان الیه بجهد همته فیغیثه فی نائبته اویفیض علیه من برکاته (فیوض الحرمین صفحہ ۳۰)

"ہمیشہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہیں خالقت کی طرف اور منہ کئے ہوئے ہیں ان کی طرف۔ جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی کریں اس کی مصیبت میں یا اس پر برکتیں افاضہ فرمائیں۔"

ان اولی الناس بی المتقون کی یہ چند جھلکیاں ہیں اس قسم کے عالمِ بیداری کے سب مشاہدات کا اگر احصاء واحاطہ کیا جائے تو کئی دفتر بھی ناکافی ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے "حاضر وناظر" ہونے کی دوسری شق یعنی آپ کے "ناظر" ہونے کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔ (قوت باصرہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم یری فی الظلماء کما یری فی الضوء۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اندھیرے میں ایسے دیکھتے تھے جیسا کہ روشنی میں دیکھا کرتے تھے۔"

(یعنی روشنی اور اندھیرے میں یکساں دیکھتے تھے) اخرجه ابن عدی والبیهقی وابن عساکر۔ الخصائص الکبریٰ للسیوطی جلد ا صفحہ ٦١۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للامام العینی جلد ۵ صفحہ ۲۵۴ باب تسویة الصفوف)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:۔

کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم یری باللیل فی الظلمة کما یری بالنهار فی الضوء اخرجه البیهقی (الخصائص الکبریٰ جلد ا صفحہ ٦١)

''حضور رات کے اندھیرے میں ایسے دیکھا کرتے تھے جیسے کہ دن کو روشنی میں دیکھتے تھے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔''

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

هل ترون قبلتي هٰهنا والله ما يخفى علي ركوعكم ولا خشوعكم واني لادراكم وراء ظهري(1)۔ (رواہ البخاری جلد ا صفحہ ۱۰۲)

''یعنی تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا رخ اس طرف ہے اللہ کی قسم نہ تمہارا رکوع مجھ پر مخفی ہے اور نہ تمہارا خشوع (جو دل کی کیفیت ہے اور سینہ کا راز ہے) مجھ سے پوشیدہ ہے اور بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے دیکھتا ہوں۔''

وفي رواية مسلم عنه۔ " اني والله لابصر من ورائي كما ابصر من بين يدي" وفي رواية مسلم عنه "هل ترون قبلتي هاهنا فو الله ما يخفى علي ركوعكم ولا سجودكم اني لاراكم من وراء ظهري"۔ (صحیح مسلم جلد ا۔ صفحہ ۱۸۰، خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ا صفحہ ۶۱ في رواية عبدالرزاق في جامعه والحاكم وابي نعيم عنه مرفوعاً"۔ اني لانظر الى ماورائي كما انظر الى ما بين يدي"۔

(خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۶۱)

۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فاني اراكم خلف ظهري رواہ البخاری وفی روایۃ۔ "فاني اراكم من وراء ظهري"

(صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۱۰۰۔ مشکوٰۃ باب تسویۃ الصف صفحہ ۹۸)

''بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے دیکھتا ہوں۔''

وفي رواية مسلم عنه۔ " فوالله اني لادراكم من بعد ظهري"

وفي رواية مسلم عنه۔فاني اراكم امامي ومن خلفي ثم قال والذي نفس محمد بيده لو رايتم مارايت لضحكتم قليلاً ولبكيتم كثيرا قالوا وما رايت يارسول الله قال رايت الجنة والنار۔

1۔ ورواه مالك وسعيد بن منصور و مسلم وابن مردويه۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۹۸۔ ۱۲ فیضی

''پس بے شک میں آگے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے بھی دیکھتا ہوں پھر فرمایا قسم اس ذات کی کہ جس کے ید قدرت میں میری جان ہے جو میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھو تو ہنسو تھوڑے اور روؤ زیادہ، صحابہ نے عرض کی آپ کیا دیکھتے ہیں؟ فرمایا میں جنت اور دوزخ کو دیکھتا ہوں۔'' (صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۱۸۰۔ خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ٦١)

۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

انی اراکم من وراء ظهری ۔ اخرجہ ابونعیم ۔ (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ٦١)

٦۔ امام مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ۔ الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾ ۔ کی تفسیر میں فرمایا۔ کان رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلم یری من خلفهٖ من الصفوف کمایری من بین یدیه''۔ اخرجہ الحمیدی فی مسندہٖ وابن المنذر فی تفسیرہٖ والبیہقی خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ٦١۔ وایضاً اخرجه سفیان بن عیینة والفریابی وسعید بن منصور وعبدبن حمید ؛ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویه۔

۷۔ واخرج نحوه ابن مردویه عن ابن عباس ۔ تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۹۸۔ ائمہ کرام اور شراح محدثین فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دیکھنا سر کی آنکھوں سے حقیقی دیکھنا ہے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں:۔

قال العلماء هذا الابصار ادراک حقیقی خاص به صلی اللّٰه علیه وسلّم انخرقت له فیه العادة ثم یجوز ان یکون برؤیة عینیه انخرقت له فیه العادة ایضا فکان یری بهما من غیر مقابلة............ وقیل کانت له صلی اللّٰه علیه وسلّم عین خلف ظهره یری بها من ورائهٖ دائما وقیل کان بین کتفیه عینان مثل سم الخیاط یبصر بهما لایحجبها ثوب ولا غیرهٗ۔ (خصائص کبریٰ، جلد ا صفحہ ٦١)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وردالشرع بظاهره فوجب القول به قال القاضی قال احمد بن حنبل رحمه الله تعالیٰ وجمهو رالعلماء هذه الرؤیة بالعین حقیقة۔ (نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۱۸۰)

امام عینی فرماتے ہیں:۔

قال احمد وجمهور العلماء هٰذه الرؤية رؤيةالعين حقيقة ولا مانع له من جهة العقل وورد الشرع به فوجب القول به ۔(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد۵ صفحہ ۲۵۴۔ ۲۸۱ باب تسوية الصفوف وباب الخشوع فی الصلوٰة)

شاہ ولی اللہ صاحب حدیث" فواللّٰہ مایخفیٰ علی خشوعکم ولا رکوعکم انی لاراکم من وراء ظھری" (رواہ مالک) کے تحت رقمطراز ہیں:۔

اقول الاظهر ان یقال خلق اللّٰہ تعالٰی له ادراکا یدرک بہٖ مالیس فی العادة ادراکه مما قد کان او سیکون ومما هو غائب عنه او لیس فی محاذاة بصرہٖ بمنزلة رؤیة البصر واللّٰہ اعلم۔

(مسوی عربی شرح موطا جلد ۲ صفحہ ۲۹۶ لشاہ ولی اللہ مطبوعہ رحیمیہ دہلی)

ظاہر نزد فقیر آں ست کہ خدائے تعالیٰ خلق فرمود ادراکے رادر قفائے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ ے دید بآں چیزے راکہ خلاف عادت است ادراک آں از آنچہ سابق بود یا آئندہ ے شود وآنچہ پوشیدہ است از چشم او یا آنچہ نیست در برابر بصر او وآں ادراک بمنزلہ رؤیت بصری بوددر حصول علم تام واللہ اعلم۔

(مصفّٰی شرح فارسی موطا لشاہ ولی اللہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۶۔۲۹۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

فواللّٰہ انی لاراکم من بعدی۔ (متفق علیہ، صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۱۰۲۔ صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۱۸۰ مشکوٰۃ شریف باب الرکوع حدیث نمبر ا صفحہ ۸۲)

"یعنی اللہ کی قسم میں تمہیں اپنے بعد دیکھتا ہوں اور دیکھوں گا"۔

امام عینی فرماتے ہیں کہ امام داؤدی نے "بعدی" کی تفسیر میں فرمایا۔ یعنی من بعد وفاتی۔ (عمدہ القاری جلد ۵ صفحہ ۲۸۱ ونووی جلد ا صفحہ ۱۸۰) "یعنی بعد از وفات بھی میں تمہیں دیکھتا رہوں گا"۔ونقد علیہ۔

۸۔حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ان موعدکم الحوض وانی لانظر الیه وانا فی مقامی هذا۔ الحدیث

''تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور بے شک میں اس (حوض کوثر) کو اسی جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔'' (متفق علیہ صحیح بخاری، جلد ۱، صفحہ ۱۷۹، وصفحہ ۵۰۸ جلد ۲ صفحہ ۹۷۵، وصحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)(۱) مشکوٰۃ باب الکرامات کے بعد باب وفات النبی صفحہ ۵۴۷)

خیال رہے کہ حوض کوثر جنت میں ہے اور جنت ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے۔ جن کی نظر ساتوں آسمانوں کے پار جاتی ہے تو زمین کا کون سا گوشہ ان کی نگاہ سے مخفی ہے کوئی نہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

۹۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا:۔

كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فشخص ببصره الى السماء ثم قال هذا اوان يختلس فيه العلم من الناس حتى لايقدروا منه على شيء۔ (رواه الترمذى باب العلم جلد ۲ صفحہ ۹۰، مشکوٰۃ کتاب العلم فصل ۲ صفحہ ۳۵)

''ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھے کہ آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا کہ یہ وقت ہے (مافی المستقبل کو اپنی آنکھ سے دیکھا) جب کہ علم لوگوں سے چھین لیا جائے گا حتیٰ کہ اس پر بالکل قابو نہ پائیں گے۔''

۱۰۔ حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور مدینہ پاک کی پہاڑیوں میں سے کسی پہاڑی پر چڑھے پھر فرمایا:۔

هل ترون ما ارى قالوا لا قال فانى ارى الفتن تقع خلال بيوتكم كوقع المطر۔ (رواہ البخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۲ و مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۸۹، مشکوٰۃ کتاب الفتن فصل ۱ صفحہ ۴۶۲)

''جو میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی دیکھتے ہو؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا میں تمہارے گھر میں بارش کی طرح فتنے گرتے دیکھتا ہوں۔''

۱۱۔ حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا:۔

انى ارى ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون ۔ الحديث۔ رواہ الترمذی و ابن ماجہ مشکوٰۃ باب البکاء والخوف فصل ۲ صفحہ ۴۵۷ والحاکم الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۴۵۰)

۱۔ لفظه والله لانظر الى حوضى الآن۔ ۱۲ منه

''کہ میں جو دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے اور میں جو سنتا ہوں وہ تم نہیں سنتے ۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور کی چشم دور بین وغیب بین اندھیرے میں بھی دیکھتی ہے۔ ہمارے رکوع، سجود اور خشوع کو دیکھتی ہے، آگے پیچھے برابر دیکھتی ہے، جنت و دوزخ دیکھتی ہے، ما کان کو دیکھتی ہے، ما یکون کو دیکھتی ہے، بعد پردہ پوشی کے بھی ہمیں دیکھتی ہے، حوض کوثر کو دیکھتی ہے، سلب علم والے زمانے کو دیکھتی ہے، آنے والے فتنوں کو دیکھتی ہے۔

آیئے اب وسعت نظر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ایک جامع حدیث پڑھئے۔

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید الرسل، عالم کل و ناظر کل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ان اللّٰہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی ھذہ۔ رواہ نعیم بن حماد (المتوفی ۲۲۸ھ) اول من جمع المسند الرسالة المستطرفة صفحہ ۴۳ فی کتاب الفتن والملاحم۔ جمع الجوامع للسیوطی۔ مواہب لدنیہ امام قسطلانی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ و شرحہ للزرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۰۴ کنز العمال لعلی المتقی طبع قدیم دکن جلد ۶ صفحہ ۹۵ و طبع جدید جلد ۱۲ صفحہ ۱۴ نمبر ۵۰، شرح دیوان ابن الفارض للنابلسی وعنہ فی جواہر البحار جلد ۳۔ صفحہ ۳۰۶)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمادیا ہے۔ تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں''۔

(تنبیہ) خیال رہے کہ اصحاب تخریج والے ائمہ محدثین اس حدیث پاک کو حضرت ابن عمر سے اپنے اپنے طریق سے روایت کرنے والے تین (۱) مخرجین محدثین ہیں۔ ایک امام نعیم بن حماد (متوفی ۲۲۸ھ) ہیں جن کی روایت ابھی گذری، دوسرے امام طبرانی (متوفی ۳۶۰) ہیں اور تیسرے امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ (متوفی ۴۳۰ھ) ہیں۔ طبرانی اور ابونعیم کی روایت یوں ہے:۔

ان اللّٰہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیٰمہ کانما انظر الی کفی ھذہٖ جَلِیَّان من اللّٰہ تعالیٰ

1۔ فقیر اپنی معلومات کے مطابق کہہ رہا ہے (کذا قال المجدد البریلوی فی الانباء) ہوسکتا ہے کہ اس سے زیادہ محدثین نے اس کو روایت کیا ہو۔ ۱۲ منہ

جلاہ لنبیہ کما جلاہ النبیین من قبلہ۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیہ عن بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔زیارات جامع صغیر للسیوطی صفحہ، الفتح الکبیر للنبہانی جلد ا صفحہ ۳۴۰ کنز العمال لعلی المتقی طبع قدیم دکن جلد ۶ صفحہ ۱۰۵، انباء المصطفیٰ لسیدنا اعلیٰ حضرت صفحہ ۸ کنز العمال لعلی المتقی طبع جدید جلد ۱۲ صفحہ ۵۳۔۵۴)

"بے شک اللہ عزوجل نے ساری دنیا میرے سامنے کردی ہے تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں اس روشنی کے سبب جو اللہ نے اپنی نبی کے لئے روشن فرمائی جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کے لئے روشن کی تھی"۔

علامہ زرقانی نے اس حدیث پاک کی یوں شرح کی ہے:۔

(ان اللہ قدرفع) اَے اظہر وکشف (لی الدنیا) بحیث احطت بجمیع مافیھا (فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ) اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ احتمال انہ ارید بالنظر العلم زرقانی شرح مواہب جلد ۷ صفحہ ۲۰۴۔۲۰۵۔ قال المناوی" وقد تجلی لہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام الکون کلہ وزویت لہ الارض باسرھا فاری مشارقھا ومغاربھا۔

(فیض القدیر جلد ۳ صفحہ ۵۲۱)

حضور تو سید الانام ہوئے، آپ کے غلام یعنی اولیاء کرام، ان کی وسعت نظری کے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔غوث الثقلین حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً
کخردلۃ علی حکم اتصالٖ

(قصیدہ غوثیہ)

بعض نام کے نقشبندیوں کے لئے لمحہ فکریہ عارف صمدانی مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نفی نقشبندی (متوفی ۸۹۸ھ) حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کا قول نقل فرماتے ہیں۔کہ حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ والغفران مے گفتند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرۂ الیست وما میگوئیم

چوں روئے ناخنے است ہیچ چیز از نظر ایشان غائب نیست۔ (نفحات الانس شریف فارسی، حالات خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۸۴، مطبع نولکشور لکھنؤ)

"حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ والغفران فرماتے ہیں کہ اس گروہ (اولیاء) کے نزدیک (ساری) زمین ایک دستر خوان ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ایک ناخن کے برابر ہے، ان کی نظر سے کوئی چیز غائب نہیں۔ نفحات الانس اردو صفحہ ۴۱۸ مطبوع اللہ والے کی قومی دکان لاہور)

"خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ناظر کل اور عالم کل ہونے پر قطعی الدلالۃ ہے جس کو فریق مخالف کا عیار مئوڈل بھی تسلیم کرتا ہے ہاں فریق مخالف تھانوی صاحب سے لے کر عیار مؤول تک) اس حدیث شریف کو رد کرنے کے لئے ایک حربہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

سوال۔ یہ حدیث ضعیف(1) ہے کیونکہ اس حدیث کے بعد کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵ میں ہے کہ سندہ ضعیف حدیث ضعیف سے تو عمل بھی نہیں ثابت ہوسکتا چہ جائیکہ تم لوگ اس سے علم کلی اور حاضر وناظر کا عقیدہ ثابت کرتے ہو۔

جواب۔ مسئلہ علم کلی وحاضر وناظر سید عالم ﷺ (جس کو عقائد ظنیہ میں بھی شمار کیا جاسکتا ہے۔ اور ان کے اثبات کے لئے دلیل ظنی کافی ووافی ہوتی ہے (کمافی النبراس) تو نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ صحیحہ سے ثابت ہے۔ یہ حدیث تو بطور مزید تائید پیش کی جاتی ہے نہ یہ کہ سرے سے اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے واحد اور صرف یہی حدیث ہے۔ اس حدیث پاک سے کوئی نیا مسئلہ نہیں ثابت کیا گیا بلکہ اس حدیث سے اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے جو آیاتِ قرآنی اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا اور اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اور جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا، عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ، عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ، وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وغیرہا سے ثابت ہے۔ یہ کہاں کا قانون ہے کہ جو مسئلہ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو اُس کی تائید میں حدیث ضعیف نہیں پیش کی جاسکتی بلکہ ایسی جگہ کوئی تائیدی حدیث ضعیف بھی آجائے تو اصل مسئلہ جو قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت تھا وہ بھی قابل رد ہوگا اور باطل ہوجائے گا۔ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ۔

جواب نمبر ۲۔ فقیر ابتداء میں کہہ آیا ہے کہ تین محدثوں نے اس حدیث کا اخراج کیا۔ نعیم بن حماد،

1۔ تسکین الخواطر جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ پر حضرت قبلہ شیخ الحدیث علامہ کاظمی صاحب نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور علامہ غلام محمود صاحب پپلانوی نے نجم الرحمٰن کے صفحہ ۸۵ پر فرمایا یہ حدیث مسند صحیح سے مروی ہے ۱۲ منہ

طبرانی، ابونعیم (كذا قال المجدد البريلوى فى الانباء) "سنده ضعيف" والا جملہ نعیم بن حماد کی روایت سے متعلق ہے جو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵ پر ہے یہ فتویٰ "سنده ضعيف" والا طبرانی اور ابونعیم کی روایت مندرجہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ کے بعد نہیں۔

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

اس شخص کو دیا جائے گا جو یہی جملہ (سنده ضعيف) کنز العمال میں طبرانی اور ابونعیم کی روایت کے بعد دکھادے جو جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ پر ہے۔ یہ قیامت تک کوئی نہیں دکھا سکتا تو جب یہ معلوم ہوا کہ سنده ضعيف نعیم بن حماد کی روایت سے متعلق ہے نہ کہ طبرانی اور ابونعیم کی روایت سے۔ تو ایک حدیث کا ایک سند سے ضعیف ہونا اس بات کو کب مستلزم ہے کہ اس کی سب سندیں ضعیف ہیں۔ مزید معلومات کے لئے الهاد الكاف الىٰ حكم الضعاف کا افادہ یازدہم ملاحظہ ہو۔

جواب نمبر ۳۔ کسی حدیث کے متعلق ایک محدث کا فتویٰ ضعف اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ حدیث سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہو۔ بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ ایک محدث ایک حدیث کو ایک سند کے اعتبار سے ضعیف کہتا ہے۔ پھر وہی محدث اسی حدیث کو دوسری سند کے اعتبار سے صحیح کہتا ہے (چنانچہ اس حدیث کے متعلق نعیم کی روایت کے بعد امام علی متقی کا سنده ضعيف کہنا اور طبرانی اور ابونعیم کی روایت کو یہاں جمع نہ کرنا اور پھر وہاں علیحدہ ذکر کر کے ان کی روایت کے بعد فتویٰ ضعف نہ دینا اس بات کی طرف مشیر ہے کہ طبرانی اور ابونعیم کی روایت ضعیف نہیں بلکہ ان روایتوں سے یہ حدیث صحیح ہے۔ هكذا قالوا وفيه ومافيه اور بسا اوقات یوں ہوتا ہے کہ ایک محدث ایک حدیث کو ضعیف یا موضوع لکھتا ہے اور دوسرا محدث اسی حدیث کو صحیح کہتا ہے۔ امام دار قطنی صحیح بخاری کی بہت سی حدیثوں کو ضعیف کہتے ہیں اور بہت سے محدثین صحیح بخاری کی سب حدیثوں کو صحیح کہتے ہیں (دیکھو مقدمہ فتح الباری) ابن جوزی نے بہت سی حدیثوں کو موضوع کہا اور امام سیوطی نے ان کا تعاقب کیا۔ ملاحظہ ہوں "تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی" اور ملاحظہ ہو حدیث "انا مدينة العلم وعلى بابها" کے متعلق بخاری کہتے ہیں۔ "ليس له وجه صحيح" ترمذی کہتے ہیں۔ "منکر" ابن معین کہتے ہیں "کذب" ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا۔ ذہبی اس کا متبع ہوا۔ ابن حجر مکی اور ابن حجر عسقلانی اور امام سیوطی اور حافظ ابوسعید علائی کہتے ہیں کہ "حسن" ہے اور امام حاکم فرماتے ہیں کہ "صحیح" ہے (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۳۰ والدرداء المنشرہ صفحہ ۴۹، ۵۱، ۵۲) تو اب آپ اندازہ کریں کہ صرف علی متقی یا امام سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) کے فتوائے ضعف اور وہ بھی صرف درباره

روایت نعیم سے یہ کیسے ثابت ہوسکتا ہے کہ اصل حدیث سب محدثین کے نزدیک ضعیف وقابل رد ہے۔ حالانکہ امام قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) شارح بخاری کا مواہب میں اور علامہ زرقانی کا اس کی شرح میں اور امام عارف عبدالغنی نابلسی کا شرح دیوان ابن الفارض میں اور علامہ نبہانی کا جواہر البحار میں اس حدیث سے حضور کی وسعت علمی پر استناد کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ حدیث قوی ہے اور مقبول و مسلم ہے لائق حجت وقابل استناد ہے نہ یہ کہ قابل رد ہے کیونکہ اہل علم کے عمل کر لینے سے حدیث قوت پاتی ہے اگر چہ سند ضعیف ہو۔ (مرقات، جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

جواب نمبر ۴۔ اور اگر بالفرض تینوں روایتوں کے اعتبار سے اس حدیث کو سب محدثین کے نزدیک ضعیف مان لیا جائے پھر بھی ہم سنیوں کا کام چلتا ہے وہ اس طرح کہ یہ حدیث موضوع تو ہرگز نہیں کیونکہ کنز العمال امام سیوطی کی تین کتابوں جامع کبیر، جامع صغیر، زیادت جامع صغیر کا مجموعہ ہے۔ دیکھو مقدمہ کنز العمال، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵ پر جو روایت درج ہے وہ امام سیوطی کی جمع الجوامع سے منقول ہے اور امام سیوطی کی جمع الجوامع (جامع کبیر) کی کوئی حدیث موضوع نہیں جعلی نہیں۔ امام سیوطی نے جمع الجوامع میں جن کتب حدیث سے حدیثیں نقل فرمادیں، ان کتب کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا

۱۔ ایک وہ کہ جن کتب حدیث کی ہر حدیث صحیح ہے۔

۲۔ دوسری وہ کہ جن کتب حدیث کی حدیثیں بعض صحیح ہیں اور بعض حسن اور بعض ضعیف طبرانی اور ابونعیم کی روایات کو اسی قسم میں شمار فرمایا اور ایسی کتب سے جو ضعیف حدیثیں نقل ہوئیں غالباً اکثر و بیشتر ان کا ضعیف ہونا بیان فرمایا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حدیث زیر بحث کو جب طبرانی اور ابونعیم سے نقل فرمایا۔ اس کے بعد اس کا ضعف نہ بتایا۔

۳۔ تیسری وہ کہ جن کتب حدیث کی حدیثیں ضعیف ہیں ان سے احادیث نقل کرنے کے بعد ان کے ضعف بتانے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ ان کتب کی طرف نسبت ہی ضعف کی واضح علامت ہے۔ اس تقسیم سے جمع الجوامع یعنی جامع کبیر کی احادیث کی صحت اور ضعف کا آسانی پتہ چل سکتا ہے۔ دیکھو مقدمہ جمع الجوامع ومقدمہ کنز العمال ومقدمہ الفتح الکبیر)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

''وسیوطی در جمع الجوامع احادیث از کتب کثیرہ آوردہ از پنجاہ متجاوز است مشتمل بر صحاح وحسان وضعاف وگفتہ کہ درو ے حدیثے نیاوردم کہ موسوم بوضع باشد''۔

(اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۸ والمقدمہ للشیخ فی اول المشکوٰۃ۔ صفحہ ۷)

اور کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ طبع قدیم دکن پہ جو طبرانی اور ابو نعیم کی روایت درج ہے وہ زیادت جامع صغیر سے منقول ہے (دیکھو الفتح الکبیر جلد ا۔ صفحہ ۳۴۰) جامع صغیر کی احادیث اور زیادت کی ترتیب جامع صغیر کی طرح ہے اور زیادت کی احادیث کے حکم میں ہیں۔ (دیکھو مقدمہ زیادۃ وکنز العمال جلد ا صفحہ ۶ طبع جدید دکن والفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۳۔ ۴ مطبوعہ مصر اور جامع صغیر کی کوئی حدیث موضوع نہیں۔ وصفته عما تفرد به وضاع او کذاب (جامع صغیر صفحہ ۳ مطبوعہ مصر)

علامہ نبہانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> ولایخفاک ان انتخابه (ای انتخاب السیوطی) الجامع الصغیر منه (ای من جمع الجوامع) ثم انتخابهُ الزیادة یقتضی انه لم یذکر فیه شیئاً من الاحادیث الواهیة فاذن جل احادیثهما هی ما بین صحیح وحسن والضعیف قلیل بالنسبة الیهما...... مع ان الحدیث الضعیف یعمل به فی فضائل الاعمال کما هو مقرر۔

(الفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۵)

اس بیان سے واضح ہوگیا کہ حدیث مذکور "ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا" ہرگز ہرگز موضوع نہیں نہ بروایت نعیم اور نہ بروایت طبرانی وابو نعیم۔ باقی رہا ہمارا بر سبیل تنزل فریق مخالف کو طبار سادینا کہ بالفرض بروایت طبرانی وابو نعیم حدیث مذکورہ روایت نعیم کی طرح باتفاق جمیع محدثین ضعیف ہوتو پھر بھی ہمارا مدعا ثابت وہ یوں کہ اصول حدیث کا یہ مسلم قانون ہے کہ حدیث ضعیف تعدد طرق سے قوت پاتی ہے بلکہ حسن بن جاتی ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

وتعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حد الحسن وقال ابن الهمام وقول من یقول فی حدیث انه لم یصح ان سلم لم یقدح لان الحجة لاتتوقف علی الصحة بل الحسن کاف"۔ مرقات جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ آخر فصل الثانی باب ما لا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ ونحوہ فی آخر الموضوعات للقاری ونحوہ فی فتح القدیر جلد ا صفحہ ۲۱۵ و جلد ا صفحہ ۳۱۸ وکتاب المیزان للشعرانی الفصل الثالث من فصول فی الاجوبة عن الامام ابی حنیفة۔ وصواعق محرقه لابن حجر، تعقبات للسیوطی باب المناقب حدیث النظر الیٰ علیٰ عبادة، واشعة اللمعات للشیخ جلد ا صفحہ ۴ وصفحہ ۷ ومقدمہ شیخ صفحہ ۵۔۶ حدیث ضعیف کے قوت پانے کے لئے بہت طرق کی ضرورت نہیں بلکہ صرف دو روایتوں

اورطریقوں سے مل کر قوت پا جاتی ہے۔ دیکھو لآلی للسیوطی زیر حدیث من ولد له ثلثة اولاد وتیسیر شرح جامع صغیر للمناوی تحت حدیث مذکور۔ نیز تیسیر میں ایک حدیث کے متعلق ہے۔ ضعیف لضعف عمر وبن واقد لکنه یقوی بورودہ من طریقین اور یہاں تو یہ حدیث ان الله قد رفع لی الدنیا دو نہیں بلکہ تین طرق اور تین روایتوں سے ثابت ہے لہٰذا یہ حدیث قوت پا کر مقبول و مسلم ہو کر حسن بن گئی اور حدیث حسن فضائل و مناقب درکنار وہ تو اس سے بڑھ کر احکام میں حلت و حرمت میں بھی قابل احتجاج ولائق استناد ہوا کرتی ہے۔

قاضی شوکانی غیر مقلد نے لکھا ہے:

ان الحسن یجوز العمل به عند الجمهور"۔(نیل الاوطار جلد ا صفحہ ۲۲ ونحوہ فی مقدمه الشیخ واشعة اللمعات وغیرهم)

جواب نمبر ۵۔ نیز بر سبیل تنزل کہتا ہوں کہ بالفرض والمحال مشاہدہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورؤیته جمیع العالم کے ثبوت کے لئے اور کوئی آیت وحدیث وحجت شرعی نہ ہوتی اور طبرانی اور ابو نعیم کی روایت بھی نہ ہوتی اور صرف اور فقط وہی روایت نعیم ہوتی کہ جس کے متعلق امام سیوطی یا امام علی متقی کا یہ فتویٰ مذکور ہوا کہ "سنده ضعیف" اور یہی فتویٰ صرف انہیں کا نہ سمجھیں بلکہ سب محدثین کا بھی سمجھ لیں تو پھر بھی ہمارا مدعا ثابت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تمام دنیا ومافیہا کی رؤیت والی فضیلت ثابت، کیونکہ حضور کا تمام دنیا ومافیہا کو دیکھنا یہ ایک منقبت اور فضیلت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور فضیلت ومنقبت ثابت کرنے کے لئے حدیث ضعیف مفرد کافی ووافی ہوا کرتی ہے۔ حدیث ضعیف فضائل ومناقب میں باتفاق محدثین حجت ہے۔ جن کو اصول حدیث سے مس ہے وہ اس بات سے باخبر ہیں۔ لکن الوهابية قوم جاهلون۔ اس قانون کے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔" وما اشتهر ان الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل الاعمال لا فی غیرها المراد مفرداته لا مجموعها لانه داخل فی الحسن لا فی الضعیف (مقدمہ شیخ صفحہ ۶) ونحوہ قال فی مقدمة اشعة اللمعات صفحہ ۷۔ امام زکریا نووی اربعین پھر امام ابن حجر مکی شرح مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاری مرقات صفحہ ۵۰۔۸۹۔ صفحہ ۶۴۰ جلد ۲)

وحرز ثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں:

قد اتفق الحفاظ ولفظ الاربعین قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال ولفظ الحرز جواز العمل

به فی فضائل الاعمال بالاتفاق۔

''یعنی بے شک حفاظ حدیث وعلماء دین کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔''

امام ابوطالب محمد بن علی مکی فرماتے ہیں:

الاحادیث فی فضائل الاعمال وتفضیل الاصحاب متقبلة محتملة علی کل حال مقاطیعها ومراسیلها لا تعارض ولا ترد کذلک کان السلف یفعلون

(قوت القلوب فصل ۳۱ قبیل الاختتام ملخصاً جلد ا صفحہ ۳۶۳)

''فضائل اعمال وتفضیل صحابہ کی حدیثیں کیسی ہی ہوں، ہر حال میں مقبول وماخوذ ہیں، مقطوع ہوں خواہ مرسل، نہ ان کی مخالفت کی جائے نہ انہیں رد کریں۔ ائمہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔''

مقدمہ امام ابوعمرو ابن صلاح ومقدمہ جرجانیہ وشرح الالفیہ وتقریب النووی اور اس کی شرح تدریب الراوی میں ہے واللفظ لهما۔

یجوز عند اهل الحدیث وغیرهم التساهل فی الاسناد الضعیفة وروایة ماسوی الموضوع من الضعیف والعمل به من غیر بیان ضعفه فی فضائل الاعمال وغیرها مما لا تعلق له بالعقائد والاحکام وممن نقل عنه ذلک ابن حنبل وابن مهدی وابن المبارک قالوا اذا روینا فی الحلال والحرام شددنا واذ روینا فی الفضائل ونحوها تساهلنا اه ملخصًا۔

''محدثین وغیرہ علماء کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل اور بے اظہار ضعف وموضوع کے سوا ہر قسم کی روایت اور اس پر عمل فضائل اعمال وغیرہ امور میں جائز ہے جنہیں عقائد واحکام سے تعلق نہیں۔ امام احمد بن حنبل وامام عبدالرحمٰن بن مہدی وامام عبداللہ بن مبارک وغیرہم آئمہ سے اس کی تصریح منقول ہے وہ فرماتے ہیں۔ جب ہم حلال وحرام میں حدیث روایت کریں سختی کرتے ہیں اور جب فضائل اور اس کی مثل میں روایت کریں تو نرمی کرتے ہیں۔''

شیخ الاسلام زکریا انصاری کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں:۔

قال العلماء من المحدثین والفقهاء وغیرهم یجوز و یستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب بالحدیث الضعیف مالم یکن موضوعا۔

''محدثین وفقہاوغیرہم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی ترغیب اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ومستحب ہے جب کہ موضوع نہ ہو۔''

اس کے علاوہ اس قسم کی بہت عبارات ہیں جن کا حصر کریں تو ایک ضخیم مجلد تیار ہو، صرف بعض مزید حوالوں کی نشان دہی کر دیتا ہوں۔(فتح القدیر جلد ا صفحہ ۲۴۶ و ۴۶۷۔ موضوعات کبیر للقاری صفحہ ۷۳) آخر میں ایک حوالہ غیر مقلد کا بھی ملاحظہ کریں:

احادیث ضعیفہ در فضائل اعمال معمول بہاست''(مسک الختام جلد ا صفحہ ۷۲) تو محدثین کے ان بیانات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا اگر چہ بالفرض بالاتفاق ضعیف بھی ہوتو پھر بھی اس سے حضور کی فضیلت اور منقبت ثابت ہو کے رہے گی۔فَلَہُ الْحَمْدُ۔

جواب نمبر ۶۔ مزید بر سبیل تنزل کہتا ہوں۔ اگر بالفرض والمحال اس حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کی کوئی ایک سند ضعیف سے ضعیف بھی نہ ہوتی تو پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ علیہ والسلام کے لئے رؤیت دنیا و مافیہا کا ثابت کرنا بجا تھا کیونکہ خداداد قوت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام دنیا و مافیہا کو دیکھنا امر ممکن ہے نہ کہ امر محال و ممتنع اور ہر رتبہ وکمال ممکن حضور کے لیے ثابت ہے جیسا کہ اسی کتاب کے باب اول میں ائمہ وعلماء کرام کے اقوال کثیرہ گذرے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا یہ نورانی شعر پیچھے گذرا ہے۔

ہر رتبہ کہ بود بر امکاں بروست ختم ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بر و تمام

نیز امام شعرانی کی یہ عبارت نورانی پیچھے گذری ہے۔ثم اعلم ان کل ما مال الی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لا ینبغی لاحد البحث فیه و لا المطالبة بدلیل خاص فیه فان ذلک سوء ادب فقل ماشئت فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم علی سبیل المدح لاحرج''۔ اور اس قسم کی بیسیوں عبارتیں آئمہ کرام وعلماء عظام گذر چکی ہیں تو ثابت ہوا کہ بالفرض اس حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کا زمین وآسمان میں کہیں نشان نہ ہوتا تو پھر بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے یہ رتبہ وکمال یعنی رؤیت جمیع دنیا و مافیہا پھر بھی ثابت تھا۔اگر کوئی کہے کہ

آئمہ کے اس قول کا کیا اعتبار کہ ہر ممکن کمال حضور کے لئے ثابت ہے؟ اس کے ثبوت کے لئے قرآن حدیث سے سند لاؤ تو اس کا

جواب نمبرا۔ یہ ہے کہ علماء کرام وائمہ اعلام نے جو کچھ فرمایا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمایا ہے۔ ہم تم سے وہ قرآن وحدیث زیادہ سمجھتے تھے اور جو کچھ انہوں نے اس قسم کی مخلصانہ عبارتیں دربارۂ سید عالم تحریر کی ہیں یہ کتاب وسنت کی تائید میں لکھی ہیں اور وہ آیات واحایث وآثار اس کتاب کے باب اول میں مذکور ہو چکی ہیں۔

جواب نمبر ۲۔ جس طرح معترض نے یہ کہا کہ ائمہ کا یہ قول کہ '' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہر ممکن کمال ثابت ہے''۔ نا قابل قبول ہے۔ قرآن وحدیث سے دلیل مطلوب ہے حالانکہ اس کا ثبوت کتاب وسنت سے گذرا تو ہم بھی معترض سے پوچھتے ہیں کہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۹۵، اس حدیث ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا۔ کے بعد یہ جملہ '' سندہ ضعیف '' یہ قرآن شریف کی کون سی آیت ہے؟ کس پارہ اور کس سورہ کی آیت ہے؟ مکی ہے یا مدنی؟ اور اگر یہ قرآن کی آیت نہیں اور یقیناً نہیں تو اتنا بیان فرمادیں کہ یہ ارشاد رسول ہے؟ صحیح بخاری میں ہے یا صحیح مسلم میں کہ حضور نے فرمایا ہو کہ حدیث ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا کی سند ضعیف ہے۔ ایک لاکھ روپیہ انعام اس شخص کو دیا جائے گا جو یہ ثابت کردے کہ '' سند ضعیف '' والا جملہ فرمان خدا ہے یا ارشادِ مصطفیٰ ہے جل جلالہ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسلمانو! یہ فتویٰ ضعف نہ آیت ہے اور نہ حدیث بلکہ ایک محدث کا قول ہے۔ ناظرین یہ اُلٹی منطق سمجھ سے وراء الوریٰ ہے کہ شان مصطفیٰ کے متعلق تو محدثین کے اقوال غیر معتبر قرآن وحدیث سے سند لاؤ اور فرمان مصطفیٰ کی صحت وضعف محدث کی تصحیح وتضعیف پر مبنی جب تک محدثین اور آئمہ دین کی بات نہ مانیں اس وقت تک کسی ایک حدیث پر عمل نہیں ہوسکتا۔ یہ کون سی آیت میں آیا کہ امام علی متقی بلکہ حافظ ابن حجر بلکہ ترمذی بلکہ ابوداؤد بلکہ مسلم بلکہ بخاری بلکہ امام احمد حنبل بلکہ یحییٰ بن معین بلکہ دار قطنی جس حدیث کو صحیح کہہ دیں وہ صحیح ہے اور جس کو ضعیف کہہ دیں وہ ضعیف ہے۔ ماننا پڑے گا کہ ارشاد آئمہ کے بغیر دین کی گاڑی چل نہیں سکتی۔ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ۔

جواب نمبر ۷۔ جوضرب کاری ہے۔ بلکہ جان وہابیت پر کوکب شہابی ہے وہ یہ کہ '' سندہ ضعیف '' یہ جرح مبہم ہے جس میں اس کی تفصیل نہیں کہ نعیم کی روایت کیوں ضعیف ہے۔ اس میں کونسا راوی ضعیف ہے اور اس راوی کی وجہ ضعف کیا ہے۔ کیا اس میں ایسا طعن تو نہیں جو بعض محدثین کے نزدیک

طعن ہی نہ ہو۔ اور جرح وطعن مبہم سے حدیث مجروح نہیں ہوتی بلکہ وہ قابل عمل رہتی ہے۔ دیکھو منار لابی البرکات نسفی صاحب تفسیر مدارک پھر اس کی شرح نور الانوار میں ہے:

”والطعن المبهم من ائمة الحديث لايجرح الراوى عندنا بان يقول هذا الحديث مجروح او منكر او نحوهما فيعمل به الا اذا وقع مفسرًا بما هو جرح متفق عليه الكل لا مختلف فيه بحيث يكون جرحًا عند بعض دون بعض ومع ذلك يكون الجرح صادرًا ممن اشتهر بالنصيحة دون التعصب“۔ (نور الانوار صفحہ ۱۹۶ مبحث طعن يلحق الحديث وکوثر النبی صفحہ ۱۰۱) انشاء المولیٰ یہ جوابات معترض کے عذر لنگ کو ایسا ختم کر دیں گے کہ اس کے لئے میدان فرار تنگ ہو جائے گا۔

فریق مخالف

مولوی سرفراز دیوبندی

یہ حدیث (ان الله قد رفع لى الدنيا) طبقہ رابعہ کی ہے جس کے متعلق تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ اس طبقہ کی حدیثیں قابل اعتبار نہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ (حجۃ اللہ البالغہ جلد ا۔ صفحہ ۲۶۰ (1) میں) اور شاہ عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں۔ ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآں ہا تمسک کردہ شود۔ (عجالہ نافعہ صفحہ ۷) تبرید النواظر صفحہ ۱۸۴۔ طبع چہارم بلفظہ۔

خویدم علماء اہلسنّت منظور احمد فیضی

قولہ (اس کا قول) یہ حدیث طبقہ رابعہ کی ہے۔ اقول۔ (میں کہتا ہوں) یہ سفید جھوٹ ہے۔ یہ دن دہاڑے علمی ڈاکہ ہے۔ یہ خیانت اور کذب کی بدترین مثال ہے۔ یہ جھوٹ کیوں بولا گیا۔ محض اس لئے کہ ان لوگوں کو احادیث نبویہ کا باغی بنا کر ان کے ایمان کی صفائی کی جائے کہ جن کے پاس عجالہ نافعہ نہیں۔ آخر وہ جھوٹ بول کر وہ اپنے رب کی سنت کیوں نہ ادا کریں کہ جن کے نزدیک ان کے اللہ کا جھوٹ بولنا ممکن ہو (دیکھو فتاویٰ رشیدیہ جلد ا۔ صفحہ ۱۹، براہین قاطعہ صفحہ ۲) بلکہ جن کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حق میں وقوع کذب کا قائل بھی سنی مسلمان ہو (قلمی فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

1۔ فقیر کے ہاں جو حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ منیر یہ دمشق ہے اس طبع کے اعتبار سے طبقات کتب حدیث کی جو بحث ہے وہ جلد ا صفحہ ۱۳۵ تک ہے۔ طبقہ رابعہ کا ذکر صفحہ ۱۳۲ سے ۱۳۵ پر ہے۔ ۱۲ فیضی

ارے شان مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث پاک کو جھوٹ سے رد کرنے والو سنو اور ایسی سنو کہ سن کے سن ہو جاؤ! شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب ہی کے قول کے مطابق اور انہیں ''حجۃ اللہ البالغہ'' اور ''عجالہ نافعہ'' ہی کی رو سے یہ حدیث (ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا) طبقہ رابعہ کی نہیں بلکہ طبقہ ثالثہ کی ہے کیونکہ اس حدیث شریف کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے جیسے کہ حوالے گذرے ملاحظہ ہو (زیادت جامع صغیر للسیوطی الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۰۔ کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۔ مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ اور زرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۰۴)(1) اور تصانیف طبرانی کو شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے نہ کہ طبقہ رابعہ میں۔ آنکھوں کے ناخن اُتار کر بغور ملاحظہ ہو۔(حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ منیریہ دمشق طبع اول ۱۳۵۲ھ۔ عجالہ نافعہ صفحہ ۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی و صفحہ ۵ دراول فوائد جامعہ مطبوعہ نور محمد)

مسلمانو! جن کتابوں کے نام لے کر عیار مؤول و محرف وخائن شان سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو رد کرنا چاہتا تھا انہیں کتابوں نے اس کے جھوٹ کو ظاہر کر دیا۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دراد

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

پانچ سو روپیہ نقد انعام اُس شخص کو دیا جائے گا جو یہ ثابت کر دے کہ الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۰ مطبوعہ مصر کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۰۵ طبع قدیم دکن۔ مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ زرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۰۴ میں یہ حدیث (ان اللّٰہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا) طبرانی کے حوالہ سے منقول نہیں اور شاہ ولی اللہ نے (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ منیریہ دمشق میں) اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے (عجالہ نافعہ صفحہ ۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی میں) تصانیف طبرانی کو طبقہ ثالثہ سے نہیں گنا بلکہ طبقہ رابعہ سے گنا ہے هل من مبارز۔ ہمیں میداں ہمیں گوئے۔!

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

اور اگر کوئی یہ کہے کہ چونکہ اس حدیث کو ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے اور تصانیف ابو نعیم بقول شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ ولی اللہ طبقہ رابعہ میں شمار ہیں(2) لہٰذا یہ حدیث طبقہ رابعہ کی ہوئی تو میں کہوں گا

کاش کہ فریق مخالف کا عیار محرف و مؤول وخائن مواہب اور زرقانی سے حدیث مذکور نقل کرتے وقت اخرج الطبرانی کے الفاظ کو دیکھ لیتا۔ ۱۲ ف

2۔ اگرچہ بہ تشریح خصم شاہ صاحبان کے اس قول میں نظر ہے یعنی ابو نعیم کی جمیع تصانیف کو طبقہ رابعہ سے شمار کرنا پھر طبقہ رابعہ کی ہر حدیث کو نا قابل اعتبار بتانا اور یہ کہنا کہ ان کتب کی سب حدیثیں یا موضوع ہیں یا ضعیف لاغیر) کیونکہ حلیہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

یہ حماقت اس شخص کی حماقت سے کم نہ ہوگی جو صحیحین کی ان احادیث کو جن کو ترمذی نے جامع میں یا ابوداؤد نے سنن میں یا نسائی نے سنن میں روایت کیا، طبقہ ثانیہ میں شمار کرے اور صحیحین کی ان احادیث کو جو کتب بیہقی وطحاوی وطبرانی وسنن ابن ماجہ میں پائی جائیں طبقہ ثالثہ میں شمار کرے اور صحیحین کی ان روایات کو تصانیف ابی نعیم میں مروی ہونے کی وجہ سے طبقہ رابعہ میں شمار کرے افلاتعقلون۔

ع ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است

قولہ جس کے متعلق تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ اس طبقہ کی حدیثیں قابل اعتبار نہیں۔ اقول تمام محدثین کا اتفاق ہے'' اتنا بڑا دعویٰ اور بلا دلیل۔ ایسے بے سند اور بلا دلیل دعوے کرکے فاسق (1) غیر طیب کو اخوروں اور چوہڑے چمار کی روٹی کھانے والوں (ان کے گنگوہی صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ پر لکھا ہے کہ زاغ معروفہ (دیسی کوا) کھانا ثواب ہے اور اسی صفحہ پر لکھا، چوہڑے چمار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں) اور ہندو تہوار ہولی، دیوالی کے کھانا تناول فرمانے والوں (فتاویٰ رشیدہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳) اور سودی روپیہ سے ہندوؤں کی سبیل سے پانی پینے والوں (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ صفحہ ۱۲۴) کو تو خوش کیا جاسکتا ہے لیکن اہل سنت کے سامنے ایسے بے سند دعوے ناقابل قبول ہیں بلکہ وہ رد کرنے کے لائق ہیں۔ کیا والد صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ'' میں طبقات کتب حدیث کی بدعتی تقسیم فرمانے اور اس کی سب کتب کو موضوع یا ضعیف کہنے اور لائق و فاضل بیٹے مرحوم کے اس کو'' عجالہ نافعہ'' میں نقل کردینے سے تمام محدثین کا اتفاق ثابت ہوگیا؟ گویا کہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ کا فرمان تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

ع ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنندہ

ع دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

قولہ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ صفحہ ۲۶۰ میں) اور شاہ عبدالعزیز صاحب (2)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) لابی نعیم کو خاتم الحفاظ حاضر بارگاہ رسول اللہ۔ شیخ الحدیث بزبان نبی اللہ (مقدمہ الفتح الکبیر ترجمہ سیوطی) امام جلال الملت والدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتب سے گنا ہے کہ جن میں صحیح حدیثیں بھی ہیں اور حسن بھی اور ضعیف بھی (نہ کہ موضوع کما مر عن الشیخ المحقق الدھلوی من تصنیفیہ اشعۃ اللمعات جلد ۱، صفحہ ۸۔ والمقدمہ فی اصول الحدیث صفحہ ۷) ملاحظہ ہو مقدمہ جمع الجوامع للسیوطی و کنز العمال جلد ۱، صفحہ ۷۔۸ طبع جدید دکن والفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۵ مطبوعہ معر۔ ۱۲ فیضی

1۔ عن ابن عمر قال من یا کل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فاسقا واللہ ماھو من الطیبات۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۴۱ باب الغراب ۱۲۔ الفیضی

2۔ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخفف کرکے صلعم وغیرہ لکھنا اور رضی اللہ عنہ کو مخفف کرکے "رض" لکھنا رحمۃ اللہ علیہ یا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لکھتے ہیں''۔ ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآں ہا تمسک کردہ شود (عجالہ نافعہ صفحہ ۷) اقول۔

نمبر ا۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس تقسیم طبقات اور دعوی عدم اعتماد میں اپنے والد مرحوم کے متبع ہیں اور ان کے والد اس بدعتی تقسیم و دعویٰ کے موجد ہوئے اور بڑے شاہ صاحب کی کتب (خصوصاً وہ جو ابن عبدالوہاب نجدی کی تاثرات لے کر حرمین شریفین سے واپس آ کے لکھیں) کیا وزن ہے۔ یہ فقیر کی مطبوعہ کتاب ''تعارف'' میں شاہ ولی اللہ صاحب کے ترجمہ میں مسطور ہے۔ من شاء فلینظر ثم۔

نمبر ۲۔ شاہ صاحبان کی عبارات کا جواب ہمارے فریق مخالف کے عیار مؤول کی زبانی سنئے جو ہم اہل سنت کو بزرگان دین وائمہ محدثین کی عبارت کے جواب میں جگہ جگہ پیش کرتا رہتا ہے۔ بزرگان کی عبارات میں اگر مناسب تاویل کی گنجائش ہوئی تو تاویل کردی جائے گی ورنہ اقبال کی اصطلاح میں

ع اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں

پر عمل کیا جائے گا۔ اھ بلفظہٖ تبرید النواظر صفحہ ۱۸۲) اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر اس نے لکھا ہے۔ ''بزرگان دین اور صوفیہ کرام کی باتیں حجت نہیں کتاب وسنت سے استدلال ہو''۔ محصلہ تو لہٰذا اب ہم فریق مخالف سے پوچھتے ہیں کہ کتب حدیث کے یہ چار طبقات تصانیف ابی نعیم اور تصانیف حاکم وتصانیف خطیب وغیرہ کو چوتھے طبقہ میں شمار کر کے ان کتب کی احادیث کو نا قابل اعتماد بتانا۔ (جیسا کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب نے کیا ہے علی قولکم) کون سی آیت یا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ کیا ہم شاہ صاحب کے قول کو تمہاری تفسیر کے مطابق تسلیم کر کے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان صحیح وحسن حدیثوں کو پس پشت ڈال دیں جو طبقہ رابعہ کی کتب حدیث میں موجود ہیں اور ان کتب کی ضعیف حدیثوں کا باب فضائل اور مناقب میں رد کر کے جمہور محدثین کی مخالفت کریں؟ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بغض سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی اندھی تقلید تمہیں مبارک ہو کہ سیکڑوں صحیح وحسن حدیثیں رد ہوتی ہیں تو ہونے دو، پر اپنے بڑے مولوی کی بات کو پیٹھ نہ ہو۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) رحمہ اللہ تعالیٰ کو مخفف کر کے رح لکھنا نادرست ہے۔ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ مقدمہ نووی شرح مسلم صفحہ ۲۰۔ فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۱۹۶۔ کوثر النبی صفحہ ۷۵۔ فتاویٰ تاتارخانیہ۔ طحطاوی علی الدر۔ فتاویٰ افریقہ صفحہ ۴۵۔۴۶ حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۸۳۔ بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۸۷۔ اس پر وعیدیں اور ترہیبی واقعات۔ سعادت الدارین للنبہانی صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ مصر۔ ۱۲ فیضی۔

نمبر ۳۔ شیخ الاسلام والمسلمین امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والغفران کی زبان اور طبقہ رابعہ کا بیان۔

''کسی حدیث کا کتب طبقہ رابعہ سے ہونا موضوعیت بالائے طاق، ضعف شدید درکنار مطلق ضعف کو بھی مستلزم نہیں۔ ان میں حسن، صحیح، صالح، ضعیف، باطل ہر قسم کی حدیثیں ہیں ہاں بوجہ اختلاط وعدم بیان کہ عادت جمہور محدثین ہے ہر حدیث میں احتمال ضعف قائم۔ لہٰذا غیر ناقد کو بے مطالعۂ کلمات ناقدین ان سے عقائد واحکام میں احتجاج نہیں پہنچتا۔ قول شاہ عبدالعزیز صاحب ''ایں احادیث قابل اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود'' کے یہی معنے ہیں نہ یہ کہ ان کتابوں میں جتنی حدیثیں ہیں سب واہی ساقط ہیں یا موضوع وباطل اور اصلاً در بارہ فضائل بھی ایراد واستناد کے ناقابل کوئی ادنیٰ ذی فہم وتمیز بھی ایسا ادعا نہ کرے گا۔ نہ کہ شاہ صاحب سا فاضل، ہاں متکلمان طائفہ وہابیہ اپنی جہالتیں جس کے سر چاہیں دھریں۔

اولاً۔ خود شاہ صاحب اثبات عقیدہ وعمل کا انکار فرما رہے ہیں اور وہ فضائل اعمال میں تمسک کے منافی نہیں۔ ہم افادۂ بائیس (۲۲) میں روشن کر آئے کہ در بارہ فضائل کسی حدیث سے استناد کسی عقیدہ یا عمل کا اثبات نہیں تو اس بات کو ہمارے مسئلہ سے کیا تعلق؟(1)

ثانیًا:۔ تصانیف خطیب ابونعیم بھی طبقۂ رابعہ میں ہیں اور شاہ صاحب بستان المحدثین میں امام ابونعیم کی نسبت فرماتے ہیں۔ ''از نوادر کتب او کتاب حلیۃ الاولیاء(2) است کہ نظیر آں در اسلام تصنیف نشدہ'' (ان کی نادر وعجیب کتابوں میں سے کتاب حلیۃ الاولیاء ایسی نادر کتاب ہے جس کی نظیر اسلام میں نصیب یا ''تصنیف'' نہیں ہوئی۔) **یقول الفیضی وایضافیہ**۔ کتاب حلیۃ الاولیاء نے ان کی زندگی میں ہی اس قدر شہرت اور رواج حاصل کیا تھا کہ نیشاپور میں اس کا نسخہ چار سو دینار میں خریدا گیا تھا۔ (بستان المحدثین اردو صفحہ ۴۷ مطبوعہ نور محمد) اسی میں ہے(3)۔ کتاب اقتضاء العلم والعمل از تصانیف خطیب است بسیار خوب کتابے است در باب خود۔ اسی (4) میں تصانیف امام خطیب کو لکھا: **التصانیف المفیدۃ التی ھی بضاعۃ المحدثین و عروتھم فی فنھم**۔ (فائدہ بخش تصنیفیں

1۔ اسی طرح حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ فضیلت ثابت کی جاتی ہے کہ حضور نے دنیا ومافیہا دیکھ لیا ہے۔ بالفرض حدیث ضعیف ہی ہو تو ہمارے استناد واستدلال پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ ۱۲ فیضی

2۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حدیث ان اللہ قد رفع لی الدنیا کو ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کیا۔ جس کی مدح میں شاہ صاحب رطب اللسان ہیں۔ ۱۲ فیضی

3۔ صفحہ ۱۰۵۔ ۱۲   4۔ بستان اردو صفحہ ۱۱۸۔ ۱۲

کہ فن حدیث میں محدثین کے بضاعت محل تمسک ہیں) پھر امام حافظ ابوطاہر سلفی سے ان تصانیف کی مدح جلیل نقل کی۔ سبحان اللہ کہاں شاہ صاحب کا یہ حسن اعتقاد اور کہاں ان کے کلام وہ بیہودہ مراد کہ کتب سراسر مہمل و نا قابل استناد۔

ثالثًا۔ جناب شاہ صاحب مرحوم کے والد شاہ ولی اللہ صاحب کہ حجۃ اللہ البالغہ میں اس تقریر طبقات کے موجد اسی حجت بالغہ میں اسی طبقہ رابعہ کی نسبت لکھتے ہیں۔ **اصلح هذه الطبقة ماكان ضعيفا محتملا**(1) یعنی اس طبقہ کی احادیث میں صالح تر وہ حدیثیں ہیں جن میں ضعیف قلیل قابل تحمل ہے۔ ظاہر ہے کہ ضعیف محتمل ادنی انجبار خود احکام میں حجت ہو جاتی ہے اور فضائل میں تو بالا جماع تنہا ہی مقبول و کافی ہے پھر یہ حکم بھی بلحاظ انفراد ہوگا، ورنہ ان میں بہت احادیث منجبرہ حسان ملیں گی اور عند التحقیق یہ بھی باعتبار غالب ہو ورنہ فی الواقع ان میں صحاح حسان سب کچھ ہیں۔ **كما ستسمع بعونه تعالىٰ**

رابعًا۔ یہی شاہ صاحب **قرة العينين فى تفضيل الشيخين**(2) میں لکھتے ہیں: ''چوں نوبت علم حدیث بطبقہ دیلمی وخطیب وابن عساکر رسید ایں عزیزان دیدند کہ احادیث صحاح وحسان را متقدمین مضبوط کردہ اند پس مائل شدند بجمع احادیث ضعیفہ ومقلوبہ کہ سلف آں را دیدہ ودانستہ گذاشتہ بودند وغرض ایشاں ازیں جمع آں بود کہ بعد جمع حفاظ محدثین دراں احادیث تامل کنند وموضوعات را از حسان بغیرہا(3) ممتاز نمایند چنانچہ اصحاب مسانید طرق احادیث جمع کردند کہ حفاظ صحاح وحسان وضعیف از یک دیگر ممتاز سازند۔ ظن ہر دو فریق را خدا تعالیٰ محقق ساخت۔ بخاری ومسلم وترمذی وحاکم تمیز احادیث وحکم بصحت وحسن ومتاخراں در احادیث خطیب وطبقہ او تصرف نمودند، ابن جوزی موضوعات را مجرد ساخت وسخاوی در مقاصد حسنہ حسان لغیرہا از ضعاف ومناکیر ممیز نمود خطیب وطبقہ او در مقدمات کتب خود بایں مقاصد تصریح نمودہ اند۔ **جزاهم اللّٰه تعالىٰ عن امة النبى صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلّم خيرا**

1۔ حجۃ اللہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ منیریہ دمشق۔ ۱۲ فیضی

2۔ قسم دوم از فصل دوم در شبہات ورّاقان (کاتباں) صفحہ ۲۸۲۔ ۲۸۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۲۔ الفہیم

3۔ حافظ ابن حجر ایک روایت ابن عساکر (جو طبقۂ رابعہ سے ہے) کے متعلق فرماتے ہیں۔ ''سندہ حسن'' مرقات جلد ۲ صفحہ ۶۔ **قال القارى تحت حديث صلوٰة قال السخاوى ورواه ابن زنجويه فى ترغيبه باسناد حسن۔ مرقاة جلد۲ صفحه ۱۰ ونحوه فى المرقاة جلد۲ صفحه ۱۱ وهامش جلاء الافهام صفحه ۵۷ لابن القيم الجوزيه** مفسر ابن کثیر۔ ابن جریر (جو بقول شاہ صاحب طبقہ رابعہ سے ہے) کی ایک روایت کے متعلق کہا ''حسن'' تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۱۱ نیز اسی صفحہ پر ابن عساکر کی روایت بھی منقول ہے **وغير ذلك لا تعد ولا تحصى العاقل تكفيه الاشارة۔** ۱۲ فیضی عفی عنہ۔

اھ ملتقطاً۔ دیکھو کیسی صریح تصریح ہے کہ کتب طبقہ رابعہ میں نہ صرف ضعیف محتمل بلکہ حسان بھی موجود ہیں اگرچہ لغیرہا کہ وہ بھی بلاشبہ خود احکام میں حجت نہ کہ فضائل۔

خامسًا۔ انہیں شاہ صاحب نے اسی حجت میں سنن ابی داؤد و ترمذی ونسائی کو طبقہ ثانیہ اور مصنف عبدالرزاق وابوبکر بن ابی شیبہ وتصانیف ابی داؤد طیالسی وبیہقی وطبرانی کو طبقہ ثالثہ اور کتب ابونعیم(1) کو طبقۂ رابعہ میں گنا۔ امام جلیل جلال الدین سیوطی خطبہ جمع الجوامع میں فرماتے ہیں:

(رمزت للبخاری (خ) والمسلم (م) ولابن حبان (حب) وللحاکم فی المستدرک (ک)(2) وللضیا فی المختارہ (ض) وجمیع مافی هذه الکتب الخمسة صحیح...... سوی مافی المستدرک من المتعقب فانه ینبه علیه (وکذا مافی موطا مالک وصحیح ابن خزیمة وابی عوانته وابن السکن والمنتقیٰ لابن الجارو دو المستخرجات فا لعز والیها معلم بالصحة ایضاً) ور مزت لابی دائود (د) ...... وللترمذی (ت) ......وللنسائی (ن) ولابن ماجه (ه) ولابی دائود الطیالسی (ط) ولا حمد(حم) ولزیادات انبه ......(عم) و لعبد الرزاق (عب) ولسعید بن منصور (ص) ولابن ابی شیبه(ش) ولابی لیلیٰ(ع) وللطبرانی فی الکبیر (طب) وفی الاوسط (طس) وفی الصغیر (طص) وللدارقطنی (قط) ...... ولابی نعیم فی الحلیة (حل)وللبیهقی (ق) وله فی شعب الایمان (هب) وهذه فیها الصحیح والحسن والضعیف فابینه غالبًا(3) اھ مختصراً۔

دیکھو امام خاتم الحفاظ نے طبقات ثانیہ وثالثہ ورابعہ سب کو ایک ہی نسق میں گنا اور سب پر یہی حکم فرمایا کہ اس میں صحیح، حسن، ضعیف سب کچھ ہے۔

سادسًا۔ خود جناب شاہ صاحب کی تصانیف تفسیر عزیزی وتحفہ اثناعشریہ وغیرہما میں جابجا طبقہ رابعہ سے بلکہ ان سے بھی اتر کر استناد(4) موجود۔ اب یا تو شاہ صاحب معاذ اللہ خود کلام اپنا نہ سمجھتے۔ یا یہ

1۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو تصانیف حاکم کو بھی طبقہ رابعہ میں گنا ہے۔ (عجالہ صفحہ ۷) ۱۲ف

2۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم کو بھی طبقہ ثالثہ سے شمار کیا۔ حالانکہ ان کی سب حدیثیں صحیح ہیں عندهما و عند بعض المحدثین اور ابن تیمیہ مشدد کے شاگرد ذہبی نے مستدرک کی بعض حدیثوں کا تعاقب کیا اور کئی ان کے ہمنوا ہوئے وقال بعض العلماء کل ما فی المستدرك اما صحیح واما حسن ولا ینزل عن درجة الحسن ''کوثر النبی'' صفحہ ۷۔۸۔ ۱۲ف

3۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۷۔۸۔ والفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۴۔۵۔ ۱۲ف

4۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کی کتاب عزیز الاقتباس [illegible] رابعہ سے استناد: رواہ الفردوس الدیلمی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سفہاء ناحق تحریف معنوی کر کے احادیث طبقہ رابعہ کو مہمل و معطل ٹھہرانا ان کے سر کئے دیتے ہیں (فقیر فیضی کہتا ہے کہ پھر آگے اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی نے شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر عزیزی اور تحفہ سے تمثیلاً چند نقلیں پیش کی ہیں کہ جن سے واضح کہ شاہ صاحب نے ابن عساکر ابوالشیخ، ابن مردویہ، دیلمی، ثعلبی، ابن النجار، ابن جریر خطیب بغدادی، مدارج نبوت، کتاب الوفاء بیہقی، شروح مشکوٰۃ، شرح مشکوٰۃ للشیخ المحقق، ریاض النضرۃ بیہقی، ابن السمان سے روایتیں نقل کر کے ان سے استناد کیا جو اس کی تفصیل دیکھنا چاہے وہاں دیکھ لے)......اس (1) طبقہ والوں کی احادیث متروکہ سلف کو جمع کرنے کے

(بقیہ صفحہ گزشتہ) صفحہ ۳ کتاب مذکور۔ رواہ ابونعیم صفحہ ۴ رواہ ابوالحکیم الترمذی صفحہ ۷ رواہ ابن عساکر صفحہ ۱۵ رواہ ابن عساکر صفحہ ۱۸۔ اس روایت کے ماتحت فرماتے ہیں از یں حدیث مستفاد گشت کہ دوستی چہار یار ایمان است و ترک محبت ایشان علامت صریح نفاق صفحہ ۱۸۔ ابن عساکر صفحہ ۲۱۔ ابن عدی فردوس صفحہ ۲۶۔ فللّٰہ الحمد۔ کتبہ الفیضی عفی عنہ ۱۲

1۔ اعلیٰ حضرت کا یہ کلام شاہ عبدالعزیز صاحب کے اس کلام کو حل کر رہا ہے شاہ صاحب طبقہ رابعہ کے متعلق رقمطراز ہیں۔ "طبقہ رابعہ" احادیثے کہ نام و نشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نہ بود و متاخراں آنرا روایت کردہ اند پس حال آنہا از دو شق خالی نیست (فیہ ما فیہ) یا سلف تفحص کردند و آنہا را اصلے نیافتہ اند تا مشغول بروایت آنہا مے شدند یا یافتند و دراں قدحے و علتے دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہارا بر ترک روایت آنہا اھ (عجالہ صفحہ ۷) پھر آگے شاہ صاحب عدم اعتماد والا دعویٰ اسی بنیاد پر متفرع کرتے ہیں محققین ناظرین شاہ صاحب کے اس کلام کے ساتھ اگلے حوالے بغور ملاحظہ فرماویں اور خود انصاف فرماویں۔ قال الشیخ عبدالقادر الشاذلی تلمیذ المصنف (یعنی السیوطی) فی دیباجة کتابه حلاوة المجامع انه سمع المصنف (السیوطی) یقول اکثر ما یوجد علی وجه الارض من الاحادیث النبوية القولية و الفعلية مائتا الف حديث ونيف فجمع المصنف منها مائة الف حديث فی هذا الكتاب يعنی الجامع الكبير واخترته المنية ولم يكمله اه (الفتح الكبير جلد ا صفحه ٦ مطبوعه مصر) وقال النبهانی واخبر (السيوطی) عن نفسه انه يحفظ مائتی الف حديث قال ولو وجدت اكثر لحفظته قال ولعله لايوجد علی وجه الارض الآن اكثر من ذلک اه (الفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۷ مطبوعہ مصر) وقال الامام عبدالرؤف المناوی (المتوفی ۱۰۳۱ھ) تحت قول السيوطی لانه (ای ان الجامع الصغير) مقتضب من الكتاب الكبير الذی سميته بجمع الجوامع وقصدت فيه جمع الاحاديث النبوية باسرها (انتهی قول السيوطی) وهذا بحسب ما اطلع عليه المؤلف (السيوطی) اعتبار ما فی نفس الامر لتعذر الاحاطة بها وانافتها علی ما جمعه الجامع المذكور لو تم وقد اخترته المنية قبل اتمامه. وفی تاريخ ابن عساكر عن احمد. صح من الحديث سبعمائة الف (سات لاکھ) وكسر (الكسر هو العدد الذی يكون اقل من واحد كالثلث والربع ويقابله الصحيح) وقال ابوزرعة كان احمد يحفظ الف الف (دس لاکھ) حديث صلی الله عليه وسلم فیض القدیر جلد ا صفحہ ۲۴ (مرقات جلد ا صفحہ ۲۰ مقدمۃ الترغیب للمنذری جلد ا صفحہ ۱۷۔ زرقانی علی المواہب جلد ا صفحہ ۳۱۔ الرسالۃ المستطرفۃ صفحہ ۱۷) یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ ایسے حافظہ والے امام نے اپنی مسند میں درج کتنی کیں۔ سنو۔ قال المناوی قال ابن المدينی. مسنده وهو نحو اربعين الفاصل من اصول الاسلام اه فیض القدیر جلد ا صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر۔ قال القاری (المتوفی ۱۰۱۴) فانه (ای ان مسند احمد) اكبر المسانيد واحسنها فانه لم يدخل فيه الا ما يحتج به مع كونه اختصره من اكثر من سبعمائة الف حديث وخمسين الفا اھ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۲۱ مطبوعہ مصر (بقیہ اگلے صفحہ پر)

معنی اسی قدر ہیں کہ جن احادیث کے ایراد سے انہوں نے احتراز کیا انہوں نے درج کیں نہ یہ کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی می فرماید۔'' دراں سند زیادہ از سی ہزار حدیث جمع کردہ گفتہ ایں مسند را انتخاب کردہ ام زیادہ از ہفت صد و پنجاہ ہزار حدیث اھ اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۶۔۱۷۔ وفی مقدمة الترغیب والترهیب للمنذری جلد ۱ صفحه ۱۷۔ تحت عنوان ترجمة الامام احمد رضی الله عنه۔ حفظ الف الف حدیث تنحل منها اربعین الفاونیفا ۔ فدونها فی کتابه المسند اھ وقال الکتانی فی الرسالة المستطرفة صفحه ۱۷ ۔ وقد اشتهر عند کثیر من الناس انه اربعون الف حدیث ...... وکذا صرح بذلك الحافظ شمس الدین محمد بن علی الحسینی فی التذکرة فقال عدة احادیثه اربعون الفا بالمکرر، وقال ابن المنادی انه ثلاثون الفًا والاعتماد علی قوله دون غیره وقد انتقاه (ای المسند) من اکثر من سبعمائة الف و خمسین الف حدیث، ولم یدخل فیه الا ما یحتج به عنده ۔ اھ خود شاہ عبدالعزیز کی زبانی سنئے مشہور ہے کہ مسند میں اصل سے تیس ہزار حدیثیں ہیں اور جب ان کے بیٹے عبداللہ کی زیادات کو ملا لیا جائے تو چالیس ہزار حدیثیں ہوتی ہیں۔ لیکن بعض محدثین نے اپنے شیوخ اور بعض ثقات سے یہ نقل کیا ہے۔ کل تیس ہزار حدیثیں ہیں...... واللہ اعلم...... امام احمد جب اس مسند کے مسودہ سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور ان کو یہ مسند سنا کر فرمایا کہ یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے جمع کیا ہے اور سات لاکھ پچاس ہزار روایتوں سے انتخاب کیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں مسلمانوں کا اختلاف ہو تو وہ اپنا مرجع اور معیار اس کتاب کو بنائیں۔ اگر اس کتاب میں اس کی اصل پائیں تو فبہا ورنہ اس کو غیر معتبر خیال کریں۔ راقم الحروف (شاہ صاحب) کہتا ہے کہ اس سے مراد وہی احادیث ہیں جو درجہ شہرت یا تواتر معنی کو نہیں پہنچیں ورنہ ایسی احادیث مشہور بہت ہیں جو مسند میں نہیں ہیں۔ اھ بستان المحدثین صفحہ ۵۳، ۵۴

الآن نشرع فی نقل کلام المناوی فاقم التسلسل) وقال البخری احفظ مائة الف حدیث صحیح ومائتی الف حدیث غیر صحیح وقال مسلم صنفت الصحیح من ثلاثمائة الف حدیث الی غیر ذلک۔ انتهی کلام المناوی۔ فیض القدیر جلد ۱ صفحہ ۲۴۔ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) کی بات تو سنی اب شاہ عبدالعزیز صاحب پہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ صاحب نبراس کی بات بھی سنیں۔ رحمہما اللہ تعالیٰ۔ قال ابن الجوزی حصر الاحادیث بعید عن الامکان...... وقال الامام احمد صح من الاحادیث سبع مائة الف وکسر وقال جمعت المسند من اکثر من سبعمائة الف وخمسین الف وقال البخاری احفظ من الصحاح مائة الف ومن غیرها مائتی الف و لعله اراد ما صح علی شرطه وقال اخرجت الصحیح من نحوست مائة الف حدیث ......لکنها لم تکتب فضاعت بموت العلماء وقال ابو المکارم المتون الموجودة الیوم تبلغ مائة الف۔ اھ ملتقطا، کوثر النبی صفحہ ۱۳، شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الاحادیث الصحیحة لم تنحصر فی صحیحی البخاری ومسلم ولم یستوعبا الصحاح کلها بل هما منحصران فی الصحاح والصحاح التی عندهما وعلی شرطهما ایضالم یوردا هما فی کتابیهما فضلا عما عند غیرهما قال البخاری ما اوردت فی کتابی هذا الاما صح ولقد ترکت کثیرا من الصحاح وقال مسلم الذی اوردت فی هذا الکتاب من الاحادیث صحیح ولا اقول ان ما ترکت ضعیف۔ مقدمه للشیخ المحقق فی اصول الحدیث صفحہ ۴ واشعة للمعات جلد ۱ صفحہ ۸ ونحوه فی مقدمة صحیح البخاری لمولانا احمد علی سہارنفوری جلد ۱ صفحہ ۴۔ سات لاکھ سے بھی زیادہ صحیح حدیث امام احمد کی نظر میں تھی اور ایک لاکھ صحیح حدیث امام بخاری اور بخری کی نظر میں تھی اور طبقہ اولیٰ وثانیہ وثالثہ کی سب حدیثوں کو جمع کرو جن میں صحیح وحسن وضعیف کو بھی بے شک ان سے جمع کرتے آؤ پھر بھی ایک لاکھ حدیث بمشکل ہوں گی۔ تو اب یہ کہنا کس حد تک درست ہوگا کہ طبقہ ثالثہ تک (بقیہ اگلے صفحہ پر)

انہوں نے جو کچھ لکھا سب متروک سلف ہے۔ مجرد عدم ذکر کو اس معنی پر حمل کرنا کہ ناقص سمجھ کر بالقصد ترک کیا ہے، محض جہالت ہے ورنہ افراد بخاری متروکات مسلم ہوں، اور افراد مسلم متروکات بخاری اور ہر کتاب متاخر کی وہ حدیث کہ تصانیف سابقہ میں نہ پائی گئی تمام سلف کی متروک مانی جائے۔ مصنفین میں کسی کو دعویٰ استیعاب نہ تھا۔ امام بخاری کو ایک لاکھ احادیث صحیح حفظ تھیں۔ صحیح بخاری میں کل چار ہزار بلکہ اس سے بھی کم ہیں (فتح الباری)

ثامنًا۔ شاہ صاحب (بستان المحدثین میں) فرماتے ہیں۔ للہذا علمائے حدیث قرار دادہ اند کہ بر مستدرک حاکم اعتماد نباید کرد مگر بعد از دیدن تلخیص ذہبی۔ اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ وجہ بے اعتمادی یہی اختلاط صحیح وضعیف ہے اگرچہ اکثر صحیح ہی ہوں جیسے مستدرک جس میں تین ربع کتاب کی قدر احادیث صحیحہ ہیں نہ کہ سب کا ضعیف ہونا چہ جائے ضعف شدید یا بطلان محض کے کوئی جاہل بھی اس کا ادعا نہ کرے گا اور اس بے اعتمادی کے یہی معنی اگر خود لیاقت نقد رکھتا ہو آپ پرکھے ورنہ کلام ناقدین کی طرف رجوع کرے......اب انصافاً یہ حکم نہ صرف کتب طبقہ رابعہ بلکہ ثانیہ ثالثہ سب پر ہے کہ جب منشا اختلاط صحیح وضعیف ہے اور وہ سب میں قائم تو یہی حکم سب پر لازم...... بالجملہ حق یہ کہ مدار اسناد نظر و انتقاد یا تحقیق نقاد پر ہے نہ فلاں کتاب میں ہونے فلاں میں نہ ہونے پر۔ **انتھی کلام الامام المجدد البریلوی ملخصاً منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین۔ متضمن رسالہ الھاد الکاف فی حکم الضعاف** افادہ نمبر ۲۴ از صفحہ ۷۸ تا صفحہ ۸۴

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ماسعیی فی ھذہ الاجوبۃ الا لحفظ عرض و منقبۃ سیدنا وشفیعنا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلّم لانال شفاعتہٗ علیہ الصلوٰۃ والسّلام

ولنعم ماقال حسان علیہ الرضوان من الرحمن

ھجوت محمّدا فاجبت فیہ — وعند اللّٰہ فی ذاک الجزاء

فان ابی ووالدتی وعرضی — لعرض محمّد منکم وقاء

اب آخر میں اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی صحیح بخاری (کما یقولون) کی ایک حدیث دیکھیں جس سے مسئلہ قدرت وتصرف اور مسئلہ رؤیت اور مسئلہ سمع پر خاص روشنی پڑتی ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) حدیثوں کا ذکر نہ ہونا ان محدثین سابقین کے عدم علم یا وجود قدح پر مبنی ہے۔ فتدبر۔ ۱۲۔ الفیضی غفرلہٗ

ع شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

ان اللّٰہ تعالیٰ قال من عادی لی ولیا فقد آذنتہٗ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء احبّ الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا وان سألنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ وما ترددت عن شیء انا فاعلہ ترددی عن نفس المومن یکرہ الموت وانا اکرہ مسائتہٗ ولابد لہ منہ۔ (رواہ البخاری فی صحیحہ، جلد ۲، صفحہ ۹۶۳)

”بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی میں نے اُس کو اعلان جنگ فرمادیا اور جن چیزوں کے ذریعہ بندہ مجھ سے نزدیک ہوتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ محبوب چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے وہ کان ہوجاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھیں ہوجاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے وہ پاؤں ہوجاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (جو) کچھ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور پناہ دیتا ہوں، جس چیز کو میں کرنے والا ہوتا ہوں اس میں توقف اور تردد نہیں کرتا جیسا کہ نفس مومن کے قبض کرنے میں تردد کرتا ہوں وہ مومن بحکم طبیعت موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اس کی غمگینی کو ناخوش سمجھتا ہوں حالانکہ موت سے اس کو چارہ نہیں۔“

(مشکوٰۃ شریف باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ فصل اول صفحہ ۱۹۷۔ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۷۱ مطبوعہ مطبعۃ مصطفٰی البابی الحلبی بمصر ۱۳۵۸ھ۔ وقال السیوطی فی التوشیح وقع فی روایۃ "بی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی" زاد احمد من حدیث عائشۃ و فؤادہ الذی یعقل بہ ولسانہ الذی یتکلم بہ“۔ انتھی۔ (حاشیہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶۳)

امام فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اس حدیث شریف کی یوں تشریح فرماتے ہیں:

العبد اذا واظب علی الطاعات بلغ الی المقام الذی یقول اللّٰہ کنت لہ سمعا و بصراً فاذا صار نورجلال اللّٰہ سمعا لہ سمع القریب والبعید واذا صار ذلک النور بصرا لہ رای القریب والبعید واذا صار ذلک النور یدا لہ قدر علی التصرف فی الصعب والسھل والبعید والقریب اھ

"جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی کرتا ہے تو اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کنت لہ سمعا وبصرا فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس (ولی) کے کان بن جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سنتا ہے اور جب یہی نور اس (ولی) کی آنکھیں ہو گیا تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھتا ہے اور جب یہی نور جلال اس (ولی) کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو یہ ولی مشکل اور آسان دور اور قریب چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہوتا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۶۸۸۔۶۸۹ مطبوعہ مصر تحت آیت اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْکَھْفِ وَالرَّقِیْمِ)

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام اولیاء کرام، کی یہ شان ہے تو حضور سید الانام امام الانبیاء سید المرسلین محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف و قدرت اور آپ کے کان مبارک کی قوت سمع اور آپ کی مبارک آنکھوں کی طاقت کا کیا کہنا کونسی آواز ان کے کانوں سے پوشیدہ ہے اور کونسی چیز ان کی نظر مبارک سے مخفی ہے

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان　　　کان لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام
(اعلحضرت)

ناظر خلق و خالق پہ لاکھوں درود　　　ایسی بصر وبصارت پہ لاکھوں سلام
(فقیر فیضی)

اقوال ائمہ کرام وعبارات علماء عظام دربارۂ حاضر و ناظر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ شیخ المحدثین سند المحققین حضرت شاہ محمد عبد الحق محدث محقق دہلوی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔
وباچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ در علماء اُمت است یک کس رادریں مسئلہ خلافے(1) نیست

1۔ الفرق بین الخلاف والاختلاف الاختلاف یکون من الجانبین والخلاف یکون من (بقیہ اگلے صفحہ پر)

کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم وتاویل دائم و باقی ست وبر اعمال(1) امت حاضر وناظر ومر طالبان حقیقت راو متوجہان آنحضرت رامفیض ومربی ست (مکاتیب ورسائل شیخ محقق علی ہامش اخبارالاخیار صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

"علماء امت میں اتنے اختلافات اور کثرت مذاہب کے باوجود کسی ایک کو اس مسئلہ میں خلاف نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاشائبہ مجاز اور توہم وتاویل حقیقی حیات سے دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں اور طالبان حقیقت کے لئے ان کے لئے جو حضور کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں فیض دینے والے اور تربیت فرمانے والے ہیں۔"

۲۔ نیز شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں اور علامہ نبہانی شیخ عمر فوتی سے ناقل اور وہ قطب محمد بن عبدالکریم السمان سے ناقل:۔

ففی حال ذکرک لہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تصور کانک بین یدیہ متاد با بالاجلال والتعظیم والھیبۃ والحیاء فانہ یراک ویسمعک کلما ذکرتہ لانہ متصف بصفات اللّٰہ وھو سبحانہ جلیس من ذکرہ (سعادت دارین صفحہ ۴۵۴ مطبوعہ مصر)

ذکر کن اورا و درود بفرست بروے صلی اللہ علیہ وسلم و باش درحال ذکر گویا حاضر ست پیش درحالت حیات دے بینی تو او را متادب باجلال وتعظیم وہیبت وحیا بداں کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم مے بیند و مے شنود کلام ترا زیرا کہ وے متصف ست بصفات اللہ ویکے از صفات الٰہی آن ست کہ انا جلیس من ذکرنی" (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۶۲۱)

"یعنی اے مخاطب تو حضور علیہ السلام کا ذکر کر اور آپ پر درود شریف بھیج اور آپ کے ذکر کے وقت یہ تصور باندھ کہ حضور علیہ السلام حالت حیات سے تیرے سامنے حاضر ہیں اور تو انہیں دیکھ رہا ہے اور آپ کے ذکر کے وقت اجلال تعظیم اور ہیبت وحیا سے متادب بیٹھنا اور جاننا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجھے دیکھتے ہیں اور تیرا کلام سنتے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہیں اور صفات الٰہیہ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الجانب الواحد وقد یکون الخلاف بمعنی الاختلاف وقیل الاختلاف تباین الطریق والمقاصد کلیھما والخلاف تباین الطریق مع اتحاد المقاصد ،واللّٰہ اعلم، فائدہ جلیلۃ صفحہ ۱۲۸ وقال السید الشریف الجرجانی فی التعریفات صفحہ ۹۰، الخلاف منازعۃ تجری بین المتعارضین لتحقیق حق او لابطال باطل ۔ ۱۲ ۔الفیضی غفرلہٗ

1۔ ونیز ایں شیخ در مجمع البرکات گفتہ است۔" وے علیہ السلام براحوال اعمال امت مطلع است برمقربان وخاصان درگاہ خود مفیض وحاضر وناظر است"۔۱۲

میں سے ایک صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے کہ جو مجھے یاد کرے میں اس کا ہم نشین ہوں۔"

۳۔ نیز شیخ محقق پیاری نصیحت فرماتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ

وصیت مے کنم ترا اے برادر بدوام ملاحظہ صورت و معنی او صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ باشی متکلف و مستحضر پس نزدیک است کہ الفت گیر د روح تو بوے پس حاضر آید ترا وے صلی اللہ علیہ وسلم عیاناً و یابی او را و حدیث کنی باوے و جواب دہد ترا وے و چوں حدیث گوید با تو و خطاب کند ترا فائز شوی بدرجہ صحابہ عظام ولاحق شوی بایشاں انشاء اللہ تعالیٰ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۶۲۳)

۴۔ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

پس باید کہ بندہ ہمچناں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ را پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف و مطلع بیند رسول صلی اللہ علیہ وسلم را نیز (بر) ظاہر و باطن خود مطلع و حاضر داند (مصباح الہدایت ترجمہ عوارف صفحہ ۱۶۵)

"پس چاہئے کہ بندہ جس طرح حق تعالیٰ کو ہر حال میں ظاہر و باطن پر واقف جانتا ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اپنے ظاہر و باطن پر مطلع اور حاضر جانے"۔(1)

۵۔ شفا شریف قسم ثانی باب رابع فصل ۲، جلد ۲ صفحہ ۵۷ مطبوعہ مصر پر ہے:۔

ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

"جب گھر میں کوئی نہ ہو تو تم کہو نبی پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔"

اس کے ماتحت علامہ علی قاری حنفی شرح شفا میں فرماتے ہیں:۔

لان روحہ(2) علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضرۃ فی بیوت اہل الاسلام

1۔ ولنعم ماقیل۔ سرفراز حقیقت میں سرفساد ہے کہ اس کے سر میں تکبر استاد ہے

2۔ بعض یہودی صفت محرفین زمانہ کا یہ کہنا کہ یہاں "لا" چھوٹ گیا یہ بالکل باطل اور غلط ہے (۱) یہ دعویٰ بلا دلیل ہے صفحہ اور مطبع کا حوالہ نہیں بخلاف اس کے کہ ہم نے طبع اولیٰ کا حوالہ پیش کیا ہے۔ باقی رہا یحییٰ و گنگوہی کا دعویٰ تو وہ بھی بلا دلیل ہے اور بے بنیاد ہے اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں۔ ملا چور مؤذن گواہ واہ رے واہ۔ ۱۲ف (۲) بالفرض کہیں ایسا محرف نسخہ ہو بھی تو وہ یقیناً محرف ہے کیونکہ دشمنان محبوب خدا کا ہمیشہ یہی دستور رہا ہے کہ وہ عبارات میں تحریف کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ۔ تھانوی صاحب نے لفظ حدیث صوتہ کو بلا سند صرف بزعم خویش صلوتہ کہا۔ شرح عقائد اخبار الاخیار تفسیر مظہری تفسیر روح المعانی وغیرہا کتب کثیرہ کی طباعت میں ان لوگوں نے تحریفیں کی ہیں۔ مزید معلومات کے لئے دیکھو "سیف المصطفیٰ" ترجمہ قرآن کنز الایمان و تفسیر خزائن العرفان مطبوعہ تاج کمپنی اس زمانہ میں تحریف کی زندہ مثال ہے۔ (۳) ذوق سلیم والا عربی دان جانتا ہے کہ اس لا سے قبل یا بعد میں بل سے علت وجہ سلام نہ بتانا اس لا کے غلط ہونے پر روشن دلیل ہے۔ فافہم۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ ۱۲ فیضی عفی عنہ

"کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے۔"

شرح شفا للقاری علی هامش نسیم الریاض الباب الرابع من القسم الثانی فصل فی المواطن التی یستحب الصلاة والسلام علی رسول الله علیه الصلوٰة والسلام جلد ۳ صفحہ ۴۶۴ الطبعة الاولیٰ بالمطبعة الازهریة المصریة ۱۳۲۶ھ۔

۶۔امام محمد ابن الحاج مکی اور امام قسطلانی متناً اور علامہ زرقانی شرحاً فرماتے ہیں:۔

لا فرق بین موته وحیاته صلی الله علیه وسلم فی مشاهدته لامته(1) ومعرفته باحوالهم ونیاتهم وعزائمهم وخواطرهم وذلک عنده جلی لاخفاء به۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں اس بارے میں کہ آپ امت کو دیکھتے ہیں اور ان کے حالات ونیات اور ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں یہ سب چیزیں آپ پر ظاہر ہیں ان میں پوشیدگی نہیں۔"

فان قلت هذه الصفات مختصة بالله تعالیٰ فالجواب ان من انتقل الیٰ عالم البرزخ من المومنین الکاملین یعلم احوال الاحیاء غالباً اھ۔(مدخل مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۷،زرقانی جلد ۸ صفحہ ۳۰۵)

حدیثوں میں آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد میں داخل ہوتے اپنے آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب تم مسجدوں میں داخل ہوا کرو یا مسجدوں سے گزرا کرو تو مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو نیز صحابہ وتابعین جب مساجد میں داخل ہوتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے۔ان حدیثوں کے رواۃ یہ ہیں سیدہ فاطمہ، مولیٰ علی، ابوحمید، ابوسعید، ابن عمر، انس، ابوہریرہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس حکم پر عامل اور اس کے قائل یہ ہیں: عبداللہ بن سلام، ابودرداء، کعب احبار، علقمہ بن قیس۔محمد بن سیرین قال کان الناس یقولون) ابراہیم وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان احادیث کے مخرجین یہ ہیں: (اسماعیل القاضی، احمد، الترمذی، ابن بشکوال، الطبرانی، البیہقی فی الدعا، ابوعوانہ فی صحیحہ، ابوداؤد، النسائی، ابن ماجہ، ابن السنی، ابن خزیمہ، وابن حبان فی صحیحہ، الحاکم فی مستدرکہ وقال صحیح علی شرط الشیخین، الحارث ابن ابی اسامۃ العدنی فی مسندہ، النمیری، ابن ابی عاصم،

1۔وقال علیه الصلوٰة والسلام "ارسلت الی الخلق کافة"۔ رواه مسلم ۱۲ منه

ابن المبارک فی الاستیدان (وغیرہ) سنن ابی داؤد جلدا صفحہ ٦٧ وسنن ابن ماجہ صفحہ ٥٦، مشکوٰۃ صفحہ ٧٠، مرقاۃ جلدا صفحہ ٤٥٣۔ ٤٦٧، شفا شریف جلد ٢۔ القول البدیع للسخاوی صفحہ ١٨٣۔ ١٨٤۔ ١٨٥۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

٧۔ وقال الغزالی سلم علیه اذا دخلت فی المسجد فانه علیه السلام یحضر فی المسجد۔ (ماخوذ)

''امام غزالی نے فرمایا کہ جب تم مسجدوں میں جاؤ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کرو کیونکہ آپ مسجدوں میں موجود ہوتے ہیں۔''

٨۔٩۔ خاتم الحفاظ امام سیوطی اور علامہ سید محمود آلوسی حنفی بغدادی فرماتے ہیں:۔

سئل بعضهم کیف یراه الراؤن المتعددون فی اقطار متباعدة (فی زمان واحد کذا فی الروح) فانشد هم

''بعض علماء کرام سے سوال کیا گیا کہ متعدد لوگ ایک ہی وقت میں دور دراز مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے دیکھتے ہیں تو انہوں نے یہ شعر پڑھا:۔

کالشمس فی کبد السماء وضوء ها   یغشی البلاد مشارقا ومغاربا

''یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمان کے وسط میں ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔

(الحاوی للفتاوی جلد ٢ صفحہ ٤٥٣۔ ٤٥٤ واللفظ لہ وتفسیر روح المعانی پارہ ٢٢ صفحہ ٣٥)

١٠۔ مجمع البحرین امام الطریقین سیدی وسندی وشیخی ومرشدی حضرت قبلہ مولانا خواجہ فیض محمد شاہ جمالی (متوفی ١٣٦٤ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

نورت محیط عالم کالشمس فی الضحیٰ
من وجهک المنیر لقد زین السماء

''یعنی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم چاشت کے سورج کی طرح آپ کا نور سارے جہان کو گھیرے ہوئے ہے اور آپ کے روشن چہرے سے آسمان مزین ہے۔''

ایک ہی آن میں ایک جسم کا متعدد مقامات پر ہونا

١١۔ امام وعارف ربانی سیدی عبدالوہاب شعرانی فوائد حدیث معراج کی تفصیل فرماتے ہوئے رقم طراز

ہیں:۔

ومنها شهود الجسم الواحد فی مکانین فی آن واحد کمارای محمد صلی الله علیه وسلم نفسه فی اشخاص بنی آدم السعداء حین اجتمع به فی السماء الاولیٰ کما مر وکذالک آدم وموسیٰ وغیرهما فانهم فی قبورهم فی الارض حال کونهم ساکنین فی السماء فانه قال رایت آدم رایت موسیٰ رایت ابراهیم واطلق وما قال رایت روح آدم ولا روح موسیٰ فراجع صلی اللّٰه علیه وسلم موسیٰ فی السماء وهو بعینهٖ فی قبرهٖ فی الارض قائما یصلی کما ورد فیا من یقول ان الجسم الواحد لا یکون فی مکانین کیف یکون ایمانک بهذا الحدیث فان کنت مومنا فقلد وان کنت عالماً فلا تعترض فان العلم یمنعک ولیس لک الاختبار فانه لا یختبر الا اللّٰه ولیس لک ان تتأول ان الذی فی الارض غیر الذی فی السماء لقوله علیه الصلوٰة والسلام رایت موسیٰ واطلق وکذالک سائر من راه من الانبیاء هناک فالمسمیٰ موسیٰ ان لم یکن عینه فالاخبار عنه کذب انه موسیٰ هذا۔

(الیواقیت والجواہر جلد ۲۔ صفحہ ۳۶ مطبوعہ مصر)

''اور فوائد معراج میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ایک جسم آن واحد میں دو مکانوں میں حاضر ہوگیا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک بخت اولاد آدم کے افراد میں خود اپنی ذات کریمہ کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ پہلے آسمان پر جمع ہوئے تھے جیسا کہ گزرا اور اسی طرح آدم اور موسیٰ علیہما السلام اور ان کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ پس بے شک وہ انبیاء علیہم السلام زمین میں اپنی قبروں کے اندر ہیں دراں حالیکہ وہ آسمانوں میں بھی سکونت رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً اسی طرح فرمایا کہ میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا، موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ روح کی قید کے ساتھ مقید فرما کر اس طرح نہیں فرمایا کہ میں نے آدم علیہ السلام کی روح کو دیکھا اور نہ یہ فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی روح کو دیکھا (جس سے

ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعینہ ان انبیاء علیہم السلام ہی کو دیکھا نہ کہ ان کی ارواح یا امثال کو) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گفتگو اور مراجعت فرمائی حالاں کہ موسیٰ علیہ السلام بعینہ اپنی قبر شریف کے اندر کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جیسا کہ (مسلم شریف کی) حدیث میں وارد ہوا ہے پس انتہائی افسوس ہے اور تعجب اس کہنے والے پر جو یہ کہتا ہے کہ ایک جسم بیک وقت دو مکانوں میں نہیں ہو سکتا (اے قائل) ذرا یہ تو بتا دے کہ اس قول کے ہوتے ہوئے تیرا ایمان اس حدیث مذکور پر کیونکر ہو سکتا ہے اگر تو مومن ہے تو تجھے مان لینا چاہیے، اگر تو عالم ہے تو اعتراض نہ کر، اس لئے کہ علم تجھے روکتا ہے اور تجھے حقیقت حال کا علم ہے نہیں اس لئے کہ یہ علم حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور تیرے لئے یہ بات بھی جائز نہیں کہ تو اس حدیث میں یہ تاویل کر لے کہ جو انبیاء زمین میں ہیں وہ ان کے غیر ہیں جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمان میں دیکھا اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رایت موسیٰ مطلقاً فرمایا اور اسی طرح باقی انبیاء علیہم السلام کے متعلق جنہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانوں میں دیکھا (یہ نہیں فرمایا کہ میں نے آسمان میں ان کے غیر کو دیکھا جو زمین میں ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کو موسیٰ فرمایا اگر وہ بعینہ موسیٰ علیہ السلام نہ ہوں تو ان کے متعلق یہ خبر دینا کہ وہ موسیٰ ہیں کذب ہوگا۔ العیاذ باللہ۔"

۱۲۔ کچھ آگے یہی امام شعرانی شیخ اکبر سے ناقل:

ثم ان المعترض ینکر علی الاولیاء مثل هذا فی تطوراتهم وقد کان قضیب البان یتطور فیما شاء من الصور فی اماکن متعددة وکل صورة خوطب فیها اجاب اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

(الیواقیت والجواہر، جلد ۲۔ صفحہ ۳۶)

"فرماتے ہیں پھر معترض اولیاء اللہ کے متعدد صورتوں میں ظاہر ہونے کا منکر ہے حالانکہ حضرت قضیب البان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن صورتوں میں چاہتے تھے مختلف مقامات میں متصور ہو کر ظاہر ہو جاتے تھے اور جس صورت میں بھی آپ کو پکارا جاتا تھا آپ ضرور جواب دیتے تھے بے شک اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے"۔

۱۳۔ والانفس الناطقة الانسانية اذا كانت قدسية قد تنسلخ من

الابدان وتذهب متمثلة ظاهرة بصور ابدان او بصوراخریٰ......
حیث یشاء الله تعالیٰ مع بقاء نوع تعلق لها بالابدان الاصلیة
یتاتی معه صدور الافعال منها کما یحکی عن بعض الاولیاء
قدست اسرارهم انهم یرون فی وقت واحد فی عدة مواضع......
وهذا امر مقرر عند السادة الصوفیة مشهورفیما بینهم وهو غیر
طی المسافة وانکار من ینکر کلا منها علیهم مکابرة لاتصدر الا
عن جاهل او معاند وقد اثبت غیر واحد تمثل النفس وتطورها
لنبینا صلی الله علیه وسلم بعد الوفاة وادعی انه علیه الصلوٰة
والسلام قد یری فی عدة مواضع فی وقت واحد مع کونه فی
قبره الشریف یصلی اه ملتقطا۔

(تفسیر روح المعانی ۲۳ صفحہ ۱۳ تا ۱۴) وفتح الملہم لہم جلد ا صفحہ ۳۰۵)

۱۴۔۱۵۔امام ابن حجر مکی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاگتے ہوئے دیکھنا ثابت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

ولا ینکر ذلک الا معاند او محروم۔

''اس کا منکر نہ ہوگا مگر معاند یا محروم۔''

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ ۲۵۷،سعادۃ الدارین مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲۲)

۱۶۔فریق مخالف کے پیشوا کشمیری صاحب رویۃ یقظۃً ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

فالرؤیة یقظة متحققة وانکارها جهل۔ (فیض الباری جلد ا صفحہ ۲۰۴)

''جاگتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنا ثابت ہے اور اس کا انکار جہالت ہے۔''

۱۷۔نیز امام ابن حجر مکی رقمطراز ہیں:۔

ثم رایت ابن العربی صرح بما ذکرناه من انه لا یمتنع رؤیة ذات
النبی صلی الله علیه وسلم بروحه وجسده لانه وسائر الانبیاء
احیاء ردّت الیهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم فی الخروج
من قبورهم والتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی(1) ولا

1۔زرقانی جلد ا صفحہ ۸ عن تنویر الملک والحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۴۵۰ سعادت دارین صفحہ ۴۲۲۔۱۲ فیضی)

مانع من ان یراہ کثیرون فی وقت واحد لانه کالشمس واذا کان القطب یملاء الکون کما قال التاج ابن عطاء الله فما مالک بالنبی صلی الله علیه وسلم۔

(فتاوٰی حدیثیہ صفحہ ۲۵۶۔ سعادت دارین صفحہ ۴۲۲ للنبہانی مطبوعہ مصر)

''یعنی پھر میں نے ابن العربی کے کلام میں قوم مذکور کی تصریح دیکھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات روح بمع جسد کا دیکھنا ممتنع نہیں کیونکہ حضور ﷺ اور باقی سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں ان کی ارواح کو قبض کرنے کے بعد ان کے اجسام میں واپس لوٹایا گیا اور مزاروں سے ان کو باہر تشریف لے جانے کی اجازت ہے اور علوی و سفلی ملکوت میں ان کو تصرف کرنے کی اجازت ہے اور اس بات سے کوئی چیز مانع نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت سے لوگ ایک ہی وقت میں دیکھیں اس لئے کہ حضور ﷺ سورج کی طرح ہیں۔ (جو ایک ہے سب پر روشنی ڈالتا ہے اور ہر جگہ ہے بہت دور و دراز والے اس کو ایک ہی وقت میں دیکھتے ہیں) جب ایک قطب ہر جگہ کو پر کر لیتا ہے جب کہ امام تاج نے فرمایا تو حضور تو بطریق اولیٰ ہر جگہ موجود ہوئے۔''

شیخ تاج الدین کا واقعہ امام سیوطی نے یوں نقل فرمایا ہے:۔

وفی مناقب الشیخ تاج الدین بن عطاء الله عن بعض تلامذته،قال حججت فلما کنت فی الطواف رأیت الشیخ تاج الدین فی الطواف(1) فنویت ان اسلّم علیه اذا فرغ من طوافه، فلما فرغ من الطواف جئت فلم اره ثم رایته فی عرفة کذالک، وفی سائر المشاهد کذالک،فلما رجعت الی القاهرة سئلت عن الشیخ، فقیل لی طیب فقلت هل سافر قالوا لا فجئت الی الشیخ وسلمت علیه فقال لی من رأیت فقلت یا سیدی رایتک ،فقال یا فلان الرجل الکبیر یملاء الکون لودعی القطب من جحر لاجاب

1۔ کماری ء القطب الشاہ جمالی فی اقطار بعیدة یقظة فی حیاته وبعد مماته واستفید منه ومن الناظرین لمرشدی المذکور مولانا محمد قاسم الخیر فوری وسیدی والدی یقظة فی بیته وفی بلدة دیره ورحیم بخش النجار فی مضافات اوچ راه مراراً فی الیقظة وایضا راه قادر بخش الجبلی یقظة فدفع سیدی مرشدی عنه قاتلیه وغیرذلک من الواقعات الکثیرة المرویة عنه ۱۲۔ الفیضی غفرلهٗ

فاذا کان القطب یملاء الکون فسید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم من باب اولیٰ ا ھ (الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۴۵۴)۔

''یعنی شیخ تاج الدین کے مناقب میں ان کے کسی شاگرد سے منقول ہے، اس نے کہا کہ میں نے حج کیا، جب میں طواف میں تھا میں نے اپنے مرشد شیخ تاج الدین کو طواف کرتے دیکھا تو میں نے یہ نیت کی کہ جب شیخ طواف سے فارغ ہو جائیں گے تو میں ان کو سلام کروں گا جب آپ طواف سے فارغ ہوئے میں وہاں گیا تو آپ کو نہ دیکھا پھر میں نے ان کو عرفہ میں بھی اسی طرح دیکھا اور ہر مشہد میں ان کو دیکھتا رہا پھر جب میں قاہرہ گیا تو میں نے لوگوں سے حضرت شیخ کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے جواب دیا کہ حضرت اچھے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ حضرت سفر پر گئے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں تو میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو حضرت نے فرمایا تو نے کس کو دیکھا تھا میں نے عرض کیا یا سیدی میں نے آپ کو دیکھا تھا۔ فرمایا اے فلانے ایک قطب سارے جہان دنیا کو پر کر لیتا ہے، اگر اس قطب کو سوراخ سے پکارا جائے تو وہاں سے بھی جواب دے گا، جب ایک قطب ساری دنیا کو پر کر لیتا ہے (ہر جگہ وہی ہوتا ہے) تو حضور سید المرسلین تو بطریق اولیٰ ہر جگہ موجود ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم۔''

فقیر منظور احمد فیضی مؤلف کتاب ہذا عرض کرتا ہے کہ میرے والد مکرم استاذ العلماء العارف الکامل حضرت قبلہ مولانا محمد ظریف صاحب فیضی مدظلہ العالی نے اپنے پیر و مرشد قطب العارفین سید الفقہاء والمحدثین حضرت قبلہ خواجہ فیض محمد صاحب شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کو دو مرتبہ دور دراز مقامات پر جاگتے ہوئے دیکھا۔ ایک دفعہ شہر ڈیرہ غازیخان میں جب کہ حضرت صاحب اسی وقت بستی سندیلہ شریف میں زندہ موجود تھے اور دوسری دفعہ اپنے گھر فیض آباد نزد اوچ شریف ضلع بہاولپور میں، حالاں کہ اس وقت حضرت قبلہ شاہ جمالی قدس سرہ العالی اس دنیا سے پردہ پوش ہو چکے تھے۔ اسی طرح حضرت کے بہت سے واقعات ہیں۔''

عارف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

وبهذا علم جواز رؤیة جماعة له صلی اللہ علیہ وسلم فی آن واحد من اقطار متباعدة اوصاف مختلفة۔ واجاب عن هذا ایضا الزرکشی بانه صلی اللہ علیہ وسلم سراج ونور والشمس فی

هذا العالم مثال نوره فی العوالم کلها فکما ان الشمس یراها کل من فی المشرق والمغرب فی ساعة واحدة بصفات مختلفة کذالک هو صلی الله علیه وسلم۔

(سعادت دارین مطبوعہ مصر صفحہ ۴۱۸)

خلاصہ کلام یہ کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیاء حاضر وناظر ہیں، حضور ﷺ تو بطریق اولیٰ حاضر وناظر ہیں۔

علامہ مولانا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:۔

قال القاضی وذلک ان النفوس الزکیة القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة عرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لها حجاب فتری الکل کالمشاهد۔

"قاضی صاحب نے فرمایا کہ جب نفوس زکیہ قدسیہ علائق بدنیہ سے مجرد ہو جاتے ہیں تو عروج حاصل کر کے ملأ اعلیٰ سے متصل ہو جاتے ہیں تو ان پاک نفسوں کے آگے کوئی حجاب و پردہ نہیں رہتا۔ اسی لئے وہ ہر چیز کو مشاہدہ کرنے والے کی طرح دیکھتے ہیں۔"

مرقات باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصل ۲ صفحہ ۷۶۔ جلد ۲ وشرح جامع صغیر للمناوی جلد ۴ صفحہ ۱۹۹۔

شیخ الاسلام خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی حنفی (متوفی ۷۵۸ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

مرید صادق آں را گویند کہ آنچہ پیر فرماید آں کند وآں چہ نماید آں بیند و ہمہ اوقات پیر را بر احوال خود حاضر وناظر بیند وداند۔ (مفتاح العاشقین صفحہ ۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۹ھ)

"سچا مرید اسے کہتے ہیں کہ جو پیر فرمائے وہی کرے اور جو پیر دکھائے وہی دیکھے اور ہر وقت پیر کو اپنے تمام حالات پر حاضر وناظر دیکھے اور جانے۔"

(نوٹ) یہ وہی خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی ہیں۔ جن کی طرف گکھڑوی صاحب نے "راہ سنت" میں بوجہ نادانی یا برائے خداع تحفہ نصائح منسوب کر کے اس کے ایک شعر سے استدلال کیا ہے۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مبارک ہے:۔

بعزت پروردگار کہ نیک بختاں وبد بختاں ہمہ عرض کردہ مے شوند بر من ونظر من در لوح محفوظ

است ۔(اخبار الاخیار صفحہ ۱۵)

''یعنی خدا کی قسم نیک بخت اور بد بخت سب مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری نظر لوح محفوظ میں ہے۔''

عارف صمدانی عالم ربانی امام شعرانی قدس سرہ النورانی کی زبانی قول لاثانی:۔

ان ائمة الفقهاء والصوفية كلهم يشفعون فى مقلديهم ويلاحظون احدهم عند طلوع روحه وعند سوال منكر ونكير له وعند النشر والحشر والحساب والميزان والصراط ولا يغفلون عنهم فى موقف من المواقف ولما مات شيخنا شيخ الاسلام الشيخ ناصر الدين اللقانى راه بعض الصالحين فى المنا م فقال لہ مافعل الله بک فقال لما اجلسنى الملكان فى القبر يسألانى اتاهم الامام مالک فقال مثل هذا يحتاج الى سوال فى ايمانه بالله و رسوله تنحيا عنه فتنحيا عنى انتهىٰ و اذا كان مشائخ الصوفية يلاحظون اتباعهم و مريديهم فى جميع الاحوال والشدائد فى الدنيا والآخرة فكيف بائمة المذاهب الذين هم اوتاد الارض واركان الدين و امناء الشارع على امته رضى الله عنهم اجمعين۔ (کتاب المیزان للشعرانی جلد ا صفحہ ۵۰ مطبوعہ حجازی قاہرہ وجلد ا صفحہ ۵۳ مطابق مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی بمصر۔)

''بے شک ائمہ فقہاء اور صوفیہ سب کے سب اپنے اپنے تابعداروں کے حق میں سفارش کرتے ہیں اور کریں گے، بوقت نشر وحشر اور بوقت حساب ومیزان اور پل سے گذرتے وقت فقہا اور اولیاء اپنے مقلدین کو ملاحظہ فرماتے ہیں، کسی حالت میں بھی وہ اپنے غلاموں سے غافل نہیں ہوتے، جب شیخ ناصر الدین لقانی فوت ہوئے تو ان کو کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب قبر میں دو فرشتوں نے مجھ سے سوال کرنے کی غرض سے مجھے اٹھایا، بس اٹھا کے بٹھایا ہی تھا کہ میرے امام امام مالک وہاں پہنچے اور ان سے کہا کہ ایسے شخص سے بھی ایمان باللہ والرسول کے سوال کی ضرورت ہے اس سے علیحدہ ہو جاؤ چنانچہ وہ مجھ سے دور ہو گئے تو جب

مشائخ صوفیہ بزرگان دین اپنے تابعداروں اور مریدوں کو دنیا و آخرت کی ہر سختی میں اور ہر حالت میں ملاحظہ فرماتے ہیں تو ائمہ مذاہب (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد حنبل) کا کیا کہنا جو زمین کے اوتاد ہیں اور دین کے رکن ہیں اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان کی امت پر امین ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔"

فقیر فیضی کہتا ہے جب ائمہ کی یہ شان ہوئی تو امام الانبیاء والمرسلین کے حاضر و ناظر اور تعاون و نصرت اور ملاحظہ کا کیا کہنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

معتمد و مستند علماء اہل سنت و علماء دیوبند(1) عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) قدس سرہ النورانی اپنے شیخ حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ناقل، انہوں نے فرمایا:۔

لا یکمل الرجل(2) عندنا حتی یعلم حرکات مریدہ فی انتقالہ فی الاصلاب و ھو نطفۃ من یوم الست بربکم الی استقرارہ فی الجنۃ او النار۔ واللہ اعلم۔

1۔ امام شعرانی نے عالم بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح بخاری پڑھی ہے فیض الباری جلد ا صفحہ ۲۰۴۔ لکشمیری دیوبندی (۲) امام شعرانی کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔ "شیخ عبدالوہاب شعرانی کہ اجلہ محققین سے ہیں۔" التنبیہ الطربی للتھانوی صفحہ ۲۷، نیز تھانوی کی اسی کتاب میں صفحہ ۵، ۳۱ پر امام شعرانی سے استناد موجود ہے (۳) محرر مذہب دیوبندیہ مولوی سرفراز گکھڑوی نے اپنی کتاب تسکین الصدور کے صفحہ ۹۰ و صفحہ ۱۲۶ پر امام عبدالوہاب شعرانی کو امام لکھ کر ان سے سند پکڑی ہے۔ ۱۲ منہ

2۔ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں (امداد السلوک گنگوہی صفحہ ۲۴) کیا مریدین گنگوہی یہ بتائیں گے کہ ان کے قطب الاقطاب گنگوہی کی روحانیت بوقت مجامعت ان کے قریب تھی۔

(۲) مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر کو حاضر و غائب یکساں تصور کرے (السنۃ الجلیہ للتھانوی صفحہ ۱۲۲) کیا مریدین گنگوہی و تھانوی بوقت ہمبستری ان کو یکساں تصور کرتے ہیں۔

(۳) اس (ہندو) نے قبل اسلام اتنی محنت کی تھی کہ چودہ طبق تک نظر پہنچتی تھی (امداد المشتاق ملفوظات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مرشد تھانوی صفحہ ۷۰)

مرشد تو نظر ہندو کی وسعت کا اقرار کر رہے ہیں۔ مریدین اولیاء وانبیاء کی وسعت نظری و علمی پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ **فیاللعجب**

(۴) شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ عارفاں را مرتبہ ایست چوں بداں مرتبہ رسند جملگی عالم وآنچہ درعالم است میان دو انگشت خود بہ بینند۔ (اخبار الاخیار صفحہ ۲۳)

ہے کسی منکر نظر ولایت میں ہمت کہ اس عبارت کی تفصیل و ترجمہ لکھ کر خواجہ اجمیری اور شیخ محقق پر فتوئی کفر و شرک دے کر اور طعن کر کے اپنی عاقبت برباد کرے۔ ۱۲ منہ

(کبریت احمر صفحہ ۱۶۵ علی ہامش الیواقیت والجواہر جلد اطبعہ ثالثہ مطبعہ ازہریہ مصر ۱۳۲۱ھ)

''یعنی ہمارے نزدیک اس وقت تک مرد کمال تک نہیں پہنچتا جب تک وہ الست والے دن سے لے کر دخول جنت یا دوزخ تک اپنے مرید کی ہر ہر حرکت اور ہر ہر حالت کو نہ جانے۔''

ایک شبہ کا ازالہ

بعض کج فہم اس قسم کے حوالے دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت کتنی خوش گپیاں اڑاتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ نبی، ولی ہم بستری کے وقت حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور سب واقعہ بچشم خود دیکھتے ہیں، مادہ کی شرمگاہ میں نطفہ جاتے دیکھتے ہیں حالانکہ یہ قابل شرم بات ہے اور وہاں دیکھنا ناجائز ہے۔

(تبرید از صفحہ ۴۳ تا ۴۷)

جواب ۱۔ اس قسم کی عبارات ائمہ میں مقام ولایت کی وسعت نظری اور وسعت علمی کا بیان ہے؟ فریق مخالف جو رنگ ان کو دیتا پھرے دیتا پھرے، پر یہ خیال رہے کہ یہ صرف بریلوی علماء کا نظریہ نہیں بلکہ فریقین کے پیشواؤں اور اماموں کی عبارتیں ہیں کیونکہ اعلیٰ حضرت کی جو عبارت الملفوظ جلد ۲ صفحہ ۴۹ یا صفحہ ۶۲ سے منقول ہوئی وہ درحقیقت غوث دباغ رحمۃ اللہ علیہ (ممدوح و مستند تمام علماء دیو بند خصوصاً تھانوی صاحب و کشمیری صاحب دیکھو کلام الحسن و فیض الباری) کی بات ہے اعلیٰ حضرت صرف ناقل ہیں، اگر ناقل مجرم ہے تو اصل قائل بطریق اولیٰ مجرم ہے۔ باقی رہا اعلیٰ حضرت کا نتیجہ، تو اس سے کوئی کج فہم لاکھ مرتبہ اختلاف کرتا رہے، علماء و عرفاء و ائمہ کی عبارات سے اس نتیجہ کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ کچھ عبارتیں مذکور ہوئیں اسی طرح میرے مرشد کریم امام المعقول والمنقول قطب عالم حضرت خواجہ فیض محمد صاحب شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ کے فاضل شاگرد مولانا غلام محمود صاحب پپلانوی نے جو ''نجم الرحمٰن'' کے صفحہ ۱۰۳، ۱۰۴، پر لکھا ہے وہ بھی امام شعرانی سے ناقل ہیں اور میں بھی امام شعرانی سے ناقل ہوں۔ اگر ناقلین مجرم ہیں تو اصل قائلین بطریق اولیٰ مجرم ہیں حالانکہ وہ ان کے بھی مسلّم پیشوا ہیں۔ یہ وہی امام شعرانی ہیں جو بقول کشمیری دیوبندی صاحب عالم بیداری میں حضور ﷺ سے بخاری پڑھنے والے ہیں۔ (فیض الباری) نجم الرحمٰن میں تو علامہ پپلانوی نے اس نقل شعرانی کے بعد اس لچر اعتراض کی دھجیاں اڑائی ہیں، کاش کہ معترض اس کو دیکھ لیتا۔

جواب نمبر ۲۔ احکام شرع ظاہری دیکھنے پر مبنی ہیں نہ کہ باطنی رؤیت پر۔

جواب نمبر ۳۔ کیا معترض کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے تو اس میں کوئی یہی معترض والی تفصیل بیان کرے؟ کیا اس میں الوہیت کی توہین تو نہ ہوگی؟ کیا جس چیز کا دیکھنا اس کے شریف

بندوں کو زیب نہیں دیتا؟ اور اس کے معصوم فرشتے دور بھاگتے ہیں؟ وہ سبحان دیکھتا رہے؟ ماجوابکم فھو جوابنا۔

جواب نمبر ۴۔ اگر مذکورہ بالا عبارات ائمہ میں اولیاء کی توہین ہے اور شرمگاہ اور نطفہ اور رحم کی رؤیت اور علم ثابت کر کے ان کو مجرم قرار دیا جاتا ہے تو کیا یہی الزام ملائکہ معصومین پر بھی عائد کرو گے اور اللہ تعالیٰ پر بھی کرو گے؟ بطور نمونہ درج ذیل احادیث بغور ملاحظہ ہوں:۔

اللہ تعالیٰ دکھانے والا تھا اور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھنے والے تھے، اس نے کیا دکھایا اور آپ نے کیا دیکھا؟ ملاحظہ ہو قرآن شریف کی یہ آیت اور اس کے تحت احادیث وتفاسیر۔ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ (انعام)

''اور اس طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہوجائے۔'' (ترجمہ اعلیٰ حضرت)

مجاہد اور سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ آیات سے سمٰوات وارض مراد ہیں یہ اس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صخرہ (پتھر) پر کھڑا کیا گیا اور آپ کے لئے سموات مکشوف کئے گئے یہاں تک کہ آپ نے عرش وکرسی اور آسمانوں کے تمام عجائب اور جنت میں اپنے مقام کا معائنہ فرمایا آپ کے لئے زمین کشف فرمائی گئی یہاں تک کہ آپ نے سب سے نیچے کی زمین تک نظر کی اور زمینوں کے تمام عجائب دیکھے مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ رؤیت بچشم باطن تھی یا بچشم سر (درمنثور وخازن وغیرہ)...... ہر ظاہر و مخفی چیز ان (ابراہیم علیہ السلام) کے سامنے کر دی گئی اور خلق کے اعمال میں سے کچھ بھی ان سے چھپا نہ رہا۔ (تفسیر خزائن العرفان) ترجمہ آیت مذکورہ از تھانوی صاحب۔ ''اور ہم نے ایسے طور پر ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھلائیں تاکہ وہ عارف ہوجائیں اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں سے ہوجائیں۔ امام سیوطی مذکورہ آیت کی تفسیر میں درج ذیل احادیث وآثار نقل کرتے ہیں۔ کیا معترضین مقام رسول ونظر وعلم ولایت ومعاندین ائمہ اہل سنت ان کا ترجمہ کریں گے اور ہم بستری کی تفصیل بتائیں گے؟

۱۔اخرج آدم بن اباس وابن منذر و ابن ابی حاتم وابو الشیخ والبیھقی فی الاسماء والصفات عن مجاھد فی قوله وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قال آیات فرجت له السموت السبع فنظر الی ما فیھن حتی انتھی بصره الی العرش وفرجت له

الارضون السبع فنظر الیٰ مافیھن۔

۲۔واخرج ابن مردویہ عن علی ابن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم لمّا رای ابراھیم ملکوت السموت والارض اشرف علی رجل علی معصیة من معاصی اللہ فدعا علیہ فھلک ثم اشرف علی اخر علی معصیة من معاصی اللہ فدعا علیہ فھلک ثم اشرف علی اخر فذھب یدعو علیہ فاوحی اللہ الیہ ان یا ابراھیم انک رجل مستجاب الدعوة فلا تدع علی عبادی فانھم منی علیٰ ثلاث اما ان یتوب فاتوب علیہ واما ان اخرج من صلبہ نسمة تملأ الارض بالتسبیح واما ان اقبضہ الیّ فان شئت عفوت وان شئت عاقبت۔

۳۔ واخرج عبد بن حمید وابو الشیخ عن عطاء قال لما رفع ابراھیم الی ملکوت السموت اشرف علی عبد یزنی فدعا علیہ فاھلک ثم رفع ایضاً فاشرف علی عبد یزنی فدعا علیہ فاھلک ثم رفع ایضاً فاشرف علیٰ عبد یزنی فاراد ان یدعو علیہ فقال لہ ربہ علی رسلک یا ابراھیم فانک عبد مستجاب لک وانی من عبدی علی احدی ثلاث ۔الخ

۴۔ واخرج عبد بن حمید وابن ابی حاتم عن شھر بن حوشب فی قولہ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قال رفع ابراھیم الی السماء فنظر اسفل منہ فرای رجلا علی فاحشة فدعا فخسف بہ حتی دعا علی سبعة کلھم یخسف بہ فنودی یا ابراھیم۔الخ

۵۔ واخرج ابو الشیخ وابن مردویہ والبیھقی فی الشعب من طریق شھر بن حوشب عن معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما رای ابراھیم ملکوت السموات والارض ابصر عبدا علی خطیئة فدعا علیہ ثم ابصر عبدا علی خطیئة فدعا علیہ فاوحی اللہ الیہ یا ابراھیم انک عبد مستجاب الدعوة فلا تدع

علی احد فانی من عبدی علی ثلاث۔ الخ

۶۔ واخرج سعید بن منصور و ابن شیبة وابن المنذر و ابو الشیخ عن سلمان الفارسی قال لما رأی ابراھیم ملکوت السموات والارض رأی رجلا علی فاحشة فدعا علیه فھلک ثم رأی اخر علی فاحشة فدعا علیه فھلک ثم رأی اخر علی فاحشة فدعا علیه فاوحی الله الیه ان یا ابراھیم مھلا فانک رجل مستجاب لک۔ الخ

۷۔ واخرج البیھقی فی الشعب عن عطاء قال لما رفع ابراھیم فی ملکوت السموات رأی رجلا یزنی فدعا علیه فھلک ثم رفع فرأی رجلاً یزنی فدعا علیه فھلک ثم رفع فرأی رجلا یزنی فد عا علیه فھلک ثم رأی رجلا یزنی فدعا علیه فھلک فقیل علی رسلک یا ابراھیم انک عبد مستجاب لک الخ

(تفسیر درمنثور للسیوطی جلد ۳ (صفحہ ۲۴۔۲۵) ونحوہ عن۔

۸۔ مجاھد والسدی وسعید بن جبیر فی سعة نظرہ الی جمیع الخلق (تفسیر ابن جریر جلد ۷ صفحہ ۱۶۰)

۹۔ عن سلمان قال......رأی عبداعلی فاحشة......وعن عطا...... فرأی عبدا یزنی......عن اسامة فلما رأھم یعملون بالمعاصی......

واولی الاقوال فی تاویل ذلک بالصواب قول من قال عنی الله تعالیٰ بقوله وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ إِبْرٰهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ انه اراہ ملک السموات والارض و ذلک ماخلق فیھما من الشمس والقمر والنجوم والشجر والدواب وغیر ذلک من عظیم سلطانه فیھما وجلی له بواطن الامور وظواھرھا

(تفسیر ابن جریر طبری جلد ۷ صفحہ ۱۶۱

۱۰۔ وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فعلمت ما فی السموات والارض ثم تلاھذہ الایة وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ إِبْرٰهِيمَ مَلَكُوتَ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (رواہ احمد فی مسندہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۳ وابن جریر وابن مردویہ والبیھقی فی الاسماء والصفات عن عبد الرحمن بن عائش الحضرمی عن بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۴ تفسیر ابن جریر جلد ۷ صفحہ ۶۲) و رواہ الدارمی مرسلاً وللترمذی نحوہ عنہ وعن ابن عباس ومعاذ بن جبل (مشکوۃ شریف صفحہ ۷۰) وفی روایۃ الترمذی فتجلی لی کل شیئ وعرفت (مشکوۃ صفحہ ۷۲ وابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۰)

۱۱۔ وروی عن سلمان ورفعہ بعضھم عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمارأی ابراھیم ملکوت السموات والارض ابصر رجلا علی فاحشۃ الخ (تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۸۸ عن علی مرفوعا) اشرف علیٰ رجل علی معصیۃ...... وروی نحوہ موقوفًا و مرفوعا من طرق شتی ولا خلاف فیھا لدلائل المعقول خلافا لمن توھمہ (تفسیر روح المعانی جلد ۷۔ صفحہ ۱۹۷ ونحوہ فی تفسیر القرطبی جلد ۷ صفحہ ۲۳) قال البغوی وروی عن سلمان ورفعہ بعضھم عن علی قال...... ابصر جلا علیٰ فاحشۃ۔ (خازن جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ و تفسیر معالم التنزیل لبغوی علی ھامشہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳) حتی رأی الی العرش والی اسفل الارضین، (تفسیر فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ للشوکانی وھو منھم)

سمانوں اور زمینوں کو اوران کے اندر جو کچھ اسرار وحکمت تھے ان (سیدنا ابراہیم علیہ السلام) کے دل نکشف کردیئے تھے۔ (تفسیر حقانی جلد ۴ صفحہ ۸۸)

عن ابن مسعود مرفوعًا "ان خلق احدکم یجمع فی بطن امہ اربعین یوما نطفۃ ثم یکون علقۃ مثل ذلک مضغۃ مثل ذلک ثم یبعث اللہ الیہ ملکا (والمراد بالارسال امرہ بھا والتصرف فیھا لانہ ثبت فی الصحیحین انہ مؤکل بالرحم حین کان نطفۃ ......انہ اذا مر بالنطفۃ ثنتان واربعون لیلۃ بعث اللہ ملکا فصورھا وخلق

سمعها وبصرها و جلد ها وعظامها۔ (مرقاۃ للقاری)

اب مخالف صاحب تبرید یہ جملہ اپنا یہاں بھی لاگو کرے کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان باربع کلمات فیکتب عمله واجله ورزقه وشقی او سعید ثم ینفخ فیه الروح۔ الحدیث (صحیح بخاری وصحیح مسلم مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۰ جلد ۱)

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ۔ (لقمان: ۳۴) يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ (قرآن پاک) العاقل تکفیه الاشارہ۔ ہم سنیوں کے آقا و مولیٰ نقشبندیوں کے بڑے پیشوا حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی (متوفی ۴۴۸ھ) فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

> زینہار تا آسان نگوئی کہ من مردے ام تا ہفتاد سال معاملہ خود چناں نہ بینی کہ تکبیر اول بخراسان پیوندی وسلام بکعبہ باز دہی واز بالا تا عرش بہ بینی واز زیر تا ثرائے بہ بینی آں وقت بدانی کہ ہچناں بے نمازی و مرد نیستی۔ (تذکرۃ الاولیاء شیخ فریدالدین عطار متوفی ۶۲۷ھ صفحہ ۳۵۴ مطبوعہ پشاور)

> ”خبردار آسان سمجھ کر یہ نہ کہہ دینا کہ میں مرد کامل ہوں جب تک ستر برس تک اپنا معاملہ ایسا نہ دیکھے کہ تکبیر اولیٰ خراسان میں کہے۔ سلام کعبۃ اللہ میں ادا کرے، اوپر سے عرش تک دیکھے نیچے سے تحت الثریٰ تک دیکھے اور اس وقت بھی یہ سمجھے کہ بے نماز ہوں تو میں ہی ہوں نامرد ہوں تو میں ہی ہوں۔“

اس ارشاد سے بھی ثابت ہوا کہ کامل مرد کی نظر عرش سے تحت الثریٰ تک دیکھتی ہے تو سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر کی وسعت کا کیا کہنا۔ بہت ہی اختصار سے مسئلہ حاضر و ناظر پر قدم چلا پھر بھی اتنا لمبا ہو گیا ابھی سیکڑوں دلائل و شواہد اس مسئلہ کے ثبوت کے لئے سامنے ہیں بوجہ خوف طوالت ترک کرتا ہوں۔

امام شیخ علامہ علی حلبی صاحب السیرۃ (متوفی ۱۰۴۴ھ) کا اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ مسمی بہا ”تعریف اهل الاسلام والایمان بان سیدنا محمد الا یخلو منه مکان ولا زمان“۔ جو جواہر البحار جلد دوم میں مکمل سامنے موجود ہے، ابھی اس سے ایک حرف بھی نقل نہ ہوا۔ اسی طرح استاذ العلماء رازی دوراں شیخ الحدیث قبلہ سیدی واستاذی حضرت علامہ کاظمی صاحب مدظلہ العالی کا مستقل رسالہ اس موضوع پر موجود ہے جس کا نام ہے تسکین الخواطر فی مسئلة الحاضر والناظر جو چاہے اس کا مطالعہ کرے۔

آخر میں فریق مخالف کے گھر کے دوحوالے پیش کر کے اس بحث کوختم کرتا ہوں۔دیو بندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرشد حاجی امداداللہ صاحب علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

''وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جاوے مضائقہ نہیں، کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے، لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں''۔(شمائم امدادیہ صفحہ ۹۳ مصدقہ تھانوی صاحب)

ان کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے:۔

ہم مرید بایقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکاں نیست پس ہر جا کہ مرید باشد
قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دوراست اما روحانیت او دور نیست۔

(امداد السلوک گنگوہی صفحہ ۱۰)

''مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں''۔

(امداد السلوک اردو۔صفحہ ۲۴،لمولوی رشید احمد گنگوہیؒ)

سچ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ ان اللہ لیؤید ھذا الدین......کیا صرف ہم ہی روحانیت مرشد کو قریب جاننے کی وجہ سے مشرک ہیں یا آپ کے گنگوہی صاحب بھی؟ یا حاضر وناظر کے متعلق وہ فتویٰ کفر شرک غلط ہے

من نہ گویم کہ ایں بکن آں کن
مصلحت بین وکار آساں کن

نیز بوقت قیام حضور کی تشریف آوری کا بیان کس نے کیا مجدد بریلوی نے یا تمام علماء دیو بند کے مرشد نے۔

یوں نظر دوڑا نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

اللھم ارزقنا زیارۃ حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم ونور قلوبنا بقرب اولیائک سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خصوصیت نمبر ۷۱

نمازی پر ضروری ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے بلائیں جواب دے اور حاضر ہو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۳۵۔ مواہب و زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۰۸۔ اشعۃ اللمعات جلد ۲ صفحہ ۱۲۶۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۷ صفحہ ۲۸۲ والتوضیح ذکر قولہ فیہ، وعلی ہامش بخاری ۳ جلد ا صفحہ ۱۶۱، تفسیر صاوی جلد ا صفحہ ۱۰۰۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰ فلم یذکر الاقوال الآخر۔ جواہر البحار شریف جلد ا صفحہ ۲۷۷، از جواہر امام شریف الدین بن مقری وشیخ الاسلام زکریا انصاری۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۰۴۔ عن الامام النووی، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۳۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۴۹ از سیوطی، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۸ از قسطلانی۔ امام مالک و امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے۔ زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۵۰۔ ہامش مشکوٰۃ از مرقاۃ و بیضاوی ۷ صفحہ ۱۸۴۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۵۷۹۔ از طیبی و بیضاوی۔ تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۸۰۔ مطبوعہ مصر و صفحہ ۱۸۶۔ مطبوعہ مجتبائی۔ ہامش بخاری ۱۲ جلد ۲ صفحہ ۶۶۹۔ از قسطلانی۔ فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ فیض الباری جلد ۴ صفحہ ۱۵۲۔ ۱۵۳ الہم۔ حاشیہ ابوداؤد جلد ا صفحہ ۲۰۶۔ ۱ مجیدی کانپور۔ وحید الزمان غیر مقلد ابوداؤد مترجم سعیدی جلد ا صفحہ ۵۴۴۔ تفسیر ابی سعود علی ہامش الکبیر جلد ۴ صفحہ ۵۳۲۔ تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۴۶۔

خصوصیت نمبر ۷۲

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور باقی سب انبیاء کرام علیہم السلام ہر گناہ (چھوٹا ہو یا بڑا) سے اعلان نبوت سے پہلے اور اعلان نبوت کے بعد معصوم ہیں۔

(شفا شریف مستقل باب جلد ۲ صفحہ ۸۷)

امام قسطلانی صاحب ارشاد الساری، شارح صحیح بخاری اور علامہ زرقانی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام معصوم من الذنوب بعد النبوۃ وقبلھا کبیرھا وصغیرھا عمدھا و سھوھا فی ظاھرہ و باطنہ وسرہ وجھرہ وجدہ ومزحہ رضاہ وغضبہ وکذلک الانبیاء۔

(مواہب لدنیہ وشرحہ للزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۱۴)

''بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہوں سے معصوم ہیں بعد از اعلان نبوت بھی اور قبل از اعلان نبوت بھی بڑے گناہوں سے بھی اور چھوٹے گناہوں سے بھی قصداً بھی اور سہواً بھی، ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی سنجیدگی میں بھی اور ہنسی مذاق میں بھی رضا میں بھی اور غضب میں بھی اور اسی طرح تمام انبیاء ہمیشہ ہر گناہ سے معصوم ہیں۔''

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متولد ۹۰۹ھ، متوفی ۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:۔

الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم معصومون عن الذنوب كبيرها وصغيرها عمدها وسهوها قبل النبوة وبعدها على الصحيح المختار فى الاصول۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر جلد ۱۱ مطبوعہ مصر)

''یعنی عقائد میں صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام ہر کبیرہ اور ہر صغیرہ گناہ سے عمداً اور سہواً قبل از اعلان نبوت اور بعد از اعلان نبوت معصوم ہیں''۔

بطور اجمال عصمت انبیاء کے دلائل قرآن شریف اور حدیث شریف سے

۱۔ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ۝ (بقرہ)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا عہد نبوت (خازن و مدارک جلد ا صفحہ ۸۰) ظالموں فاسقوں کو نہیں پہنچتا۔

(ف) اس سے معلوم ہوا کہ فاسق (گنہ گار) نبی نہیں ہوسکتا اور نبی فاسق نہیں ہوسکتا۔

۲۔ كُلًّا هَدَيْنَا...... كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ...... وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ...... وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ۔ (انعام: ۸۴ تا ۸۷) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا ذکر فرما کر یہ کلمات طیبات ان کے حق میں ارشاد فرمائے کہ سب کو ہم نے ہدایت دی یعنی ان کو مطلوب تک پہنچایا سب نیکوکار ہیں، ہم نے ان سب کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی اور ہم نے انہیں چن لیا۔ انصاف سے کہنا کیا ان کلمات کو ذہن میں رکھنے کے ساتھ ان کے حق میں گناہ کا تصور قائم ہوسکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ لہٰذا انبیاء معصوم ہیں۔

۳۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذکر کے بعد فرمایا:۔

وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ (الانبیاء: ۷۲)

''اور ہم نے ان سب کو (اعلیٰ درجہ کا) نیک کیا۔''

اللہ تعالیٰ تو فرمائے کہ انبیاء کرام نیکوکار ہیں اور کتنا ظلم عظیم ہے کہ ان کو گنہگار کہا جائے۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ)

۴۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ (الانبیاء)

''بے شک وہ انبیاء نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور امید و خوف سے ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے حضور گڑگڑاتے تھے۔''

امام علامہ مفسر خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں:

ولفظه للعموم فيتناول الكل ويدل على فعل ماينبغي فعله وترك ما ينبغي تركه فثبت ان الانبياء كانوا فاعلين لكل خير و تاركين لكل منهي و ذلك ينافي صدور الذنب عنهم.

''یعنی اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ کا لفظ عموم کے لئے ہے لہٰذا یہ کل کو شامل ہوگا اور یہ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ہر اس کام کے کرنے پر دلالت کرتا ہے جس کا کرنا لائق ہے اور ہر اس کام کے ترک پر دلالت کرتا ہے کہ جس کا ترک کرنا لائق ہے تو ثابت ہوا کہ انبیاء ہر نیکی اور بھلائی کے کرنے والے اور ہر منہی کے ترک کرنے والے تھے۔ اور یہ بات اس کے منافی ہے کہ ان سے گناہ ظاہر ہوں۔''

تفسیر لباب التاویل جلد ۳ صفحہ ۲۵۱۔ فصل فی بیان عصمۃ الانبیاء تحت آیت عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى

نیز گناہ یا تو شیطان کے وسوسہ سے ہوتا ہے یا نفس کے وسوسہ سے، شیطان، انبیاء کرام کا کچھ نہیں کر سکتا۔ اور ان کے نفوس مطمئنہ و مرحومہ ہیں، وہ ایسے پاک نفوس ہیں کہ ان کو اچھائی ہی کا مشورہ دیتے ہیں سنو شیطان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

۵-۶۔ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (بنی اسرئیل: ۶۵)

''(اے شیطان) بے شک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں''۔

۷-۸۔ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ (النحل)

خود شیطان نے اقرار کیا:

''یقیناً اس (شیطان) کا قابو ان پر نہیں چلتا جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اس کا قابو تو صرف انہیں پر ہے جو اس سے دوستی کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔''

۹۔ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (الحجر)

''اور ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر جو ان میں تیرے شکر گزار بندے ہیں''۔ (شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا)

۱۰۔ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا (الاسرا)

''اگر تو نے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس (آدم علیہ السلام) کی اولاد کو پیس ڈالوں گا، مگر قلیل لوگوں کو (وہ انبیاء کرام اور خواص اولیاء کرام ہیں) وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ۔

شیطان کو تو انبیاء کرام پر کچھ قبضہ وقابو نہیں ہاں انبیاء کرام کو شیطان پر قبضہ وقدرت حاصل ہے۔

۱۔ ان عفریتا من الجن تفلت (یکا یک برآمد و بگریخت) البارحة لیقطع علی صلوتی فامکننی (فاقدرنی) الله منه فاخذته فاردت ان اربطه علی ساریة من سواری المسجد حتی تنظروا الیه کلکم فذکرت دعوة اخی سلیمان رب هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ فرددته خاسئًا (رواہ البخاری ومسلم والنسائی (مرقات جلد ۲۔ صفحہ ۳۴) عن ابی هریرة مرفوعًا۔ مشکوٰۃ باب ما لا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ وما یباح منه۔ فصل اول صفحہ ۹۰۔۹۱ ولفظ البخاری ''ان الشیطان عرض علی الحدیث۔ جامع صغیر جلد ۱۔ صفحہ ۸۱۔۸۲۔

۲۔ ان عدو الله ابلیس جد بشهاب من نار لیجعله فی وجهی فقلت اعوذ بالله منک ثلث مرات ثم قلت العنک بلعنة الله التامة فلم یستاخر ثلث مرات ثم اردت ان اخذه والله لولا دعوة اخینا سلیمن لاصبح موثقا یلعب به ولدان اهل المدینه۔

(رواہ مسلم عن ابی الدرداء مرفوعاً۔ مشکوٰۃ باب مذکور فصل ۳ صفحہ ۹۲)

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قرین من الشیاطین کو مسلمان کیا تو وہ حضور کو خیر کا امر کرتا تھا۔ (رواہ مسلم عن ابن مسعود۔ مشکوٰۃ باب فی الوسوسۃ صفحہ ۱۸)

نبوت کی طاقت کا تو کیا کہنا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض غلاموں کو بھی شیطان پر قبضہ و قدرت حاصل تھی اور شیطان ان سے ڈرتا تھا اور بھاگتا تھا۔

۴۔ مسلسل تین راتوں میں حضرت ابو ہریرہ نے شیطان کو قید کیا اور وہ حضرت ابو ہریرہ سے بغیر منت سماجت کے نہ جا سکا۔

(بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۱۰ و جلد ۲ صفحہ ۷۴۹) مشکوٰۃ، فضائل قرآن فصل اول صفحہ ۱۸۵)

۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ زمین کا شیطان عمر رضی اللہ عنہ کے خوف سے لرزتا ہے۔

(ابن عساکر، سوانح صفحہ ۲۸)

۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اے عمر جس راستہ پر تو ہوتا ہے شیطان اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلتا ہے۔ (بخاری و مسلم عن سعد، مشکوٰۃ جلد ۲۔ صفحہ ۵۵۷ باب مناقب عمر)

۷۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے شیاطین جن اور انس کو دیکھا وہ عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں۔

(رواہ الترمذی عن عائشہ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۸)

۸ تا ۱۰۔ ان الشیطان لیخاف منک یا عمر (رواہ الترمذی ۔عن بریدۃ مرفوعاً۔ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۸) ان الشیطان لیفرق منک یا عمر (رواہ احمدو الترمذی وابن حبان فی صحیحہ عن بریدۃ مرفوعاً۔ جامع صغیر جلد ۱ صفحہ ۸۲) الشیطان بغیر من حس (آہٹ) عمر، الدیلمی عن انس، کنز العمال جلد ۱۲، ۱۰۰۵۔

اب نفس کے متعلق بھی سنو:۔

۱۱۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ (یوسف: ۵۳)

''بے شک نفس تو برائی کا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔''

نفوس انبیاء کرام یقیناً مارحم ربی والے استثناء میں داخل ہیں (مدارک جلد ۳ صفحہ ۲۴ پر ہے'' اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ'' الا البعض الذی رحمہ ربی بالعصمة(1)......ان کل النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ الانفسہا رحمہا اللہ بالعصمة اور روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۶۷ پر ہے ''اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ'' من النفوس التی یعصمہا من الوقوع فی المہالک ومن جملتہا نفسی (ای نفس یوسف علیہ السلام) ونفوس سائر الانبیاء ونفوس الملائکة...... اِنَّ النَّفْسَ

1۔ کبیر جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ ونحوہ فی ابی سعود جلد ۵ صفحہ ۲۱۳ و جمل جلد ۲ صفحہ ۴۶۰ و جلالین صفحہ ۱۹۴، بیضاوی صفحہ ۲۴۳، صاوی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ ونحوہ فی المظہری جلد ۵ صفحہ ۳۹۔۴۰ و خازن جلد ۳ صفحہ ۲۴۔ ۱۲ منہ

لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ الانفسا رحمها ربی فانها لا تامر بالسوء اھ انبیاء تو انبیاء، انبیاء کے صحیح غلاموں کے نفوس بھی مطمئنہ ہیں۔ گناہ گاروں کے نفوس مطمئنہ نہیں ہوا کرتے۔

۱۲۔ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ(1)ۖ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾
(فجر)

۱۳۔ عارف باللہ علامہ صاوی زیر آیت وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ رقمطراز ہیں:

واعلم ان الصوفية قسموا النفس الى سبعة اقسام الاول الامارة وهى نفوس الكفار و من حذا حذوهم......الثانى اللوامة وهى التى تلوم صاحبها ولو كان مجتهداً فى الطاعة وهذا مبدأ الخير واصل الترقى الثالث الملهمة وهى التى الهمت فجورها وتقواها۔ الرابع المطمئنة وهى التى اطمانت بالله ......الخامس الراضية وهى التى رضيت عن الله فى جميع حالاتها۔ السادس المرضية وهى التى جوزيت بالرضا من الله......السابع الكاملة وهى فى غاية المراتب وَ فِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ وماخذ الجميع من القرآن فالامارة من قوله اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ واللوامة من هذه الآية والملهمة من قوله تعالىٰ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا والمطمئنة وما بعد ها من قوله تعالىٰ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ الآية۔ اھ مختصرا۔ تفسیر صاوی جلد ۴۔ صفحہ ۲۲۷۔۲۲۸

خلاصہ کلام انبیاء کرام کے نفوس امارہ نہیں بلکہ وہ مطمئنہ بلکہ راضیۃ مرضیۃ بلکہ وہ کاملہ ہیں، جو اچھائی ہی کا مشورہ دیتے ہیں نہ کہ برائی کا، وہ جبلۃً سعید طیب وطاہر بلکہ اسعد واطیب واطہر(2) ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ انبیاء کرام معصوم ہیں۔

یہ آیات تو عام ہیں کہ سب انبیاء کی عصمت ان سے ثابت ہوتی ہے۔ اب خاص حضور علیہ الصلوٰۃ

1۔ قال ابن كيسان المطمئنة هنا المخلصة وقال ابن عطاء العارفة التى لا تصبر عنه طرفة عين جمل جلد ۴ صفحہ ۵۳۶ وصاوی جلد ۴ صفحہ ۲۶۹۔ ۱۲ منہ

2۔ قال الامام القاضى العياض بواطنهم (اى بواطن الانبياء) متصفة باعلى من اوصاف البشر متعلقة بالملأ الاعلى متشبهة بصفات الملائكة...... فجعلوا من جهة الاجسام والظواهر مع البشر ومن جهة الارواح والبواطن مع الملائكة۔ اھ شفا قسم ثالث باب اول جلد ۲ صفحہ ۸۷۔ ۱۲ منہ

والسلام کی عصمت کی بعض آیات ملاحظہ ہوں:۔

کفار ومشرکین کو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اظہار نبوت سے قبل والی زندگی میں بھی کوئی اعتراض نظر نہ آیا نام کے مسلمانوں کو قبل تو قبل بعد از نبوت والی زندگی میں بھی اعتراض و گناہ نظر آتے ہیں۔ع

ع　　　بریں عقل و دانش بباید گریست

سنو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ چالیس سالہ زندگی بھی ایسی پاک، صاف اور بے عیب تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے اس زندگی کو مشرکین کے سامنے بطور دلیل پیش کرایا۔

۱۴۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ (یونس)

''تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر (چالیس سال) گذار چکا ہوں (کیا اس میں تمہیں کوئی عیب نظر آتا ہے) تو کیا تمہیں عقل نہیں۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر قول بھی وحی ہے اور ہر فعل بھی وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

۱۵۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنْطِقُ (1) عَنِ

1۔ اقول معناه وَمَا يَنْطِقُ (اى فى حال من الاحوال وفى وقت من الاوقات هذا العموم مستفاد من حذف المتعلق كما بين اصحاب الاهوال واصحاب التفاسير فى عدة مواضع عَنِ الْهَوٰى ان (ما) اى نطقه عليه الصلوٰة والسلام بالقرآن وغيره اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى كما قال الامام القسطلانى. ثم نزه تعالىٰ نطق رسوله صلى الله عليه وسلم عن ان يصدر عن هوى فقال تعالىٰ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ولم يقل وما ينطق بالهوى لان نفى نطقه عن الهوى ابلغ (من نفى نطقه به) فانه يتضمن ان نطقه لايصدر عن هوى واذا لم يصدر من هوىً فيكف ينطق به فيتضمن هو الامرين نفى الهوى عن مصدر النطق ونفيه عن النطق نفسه فنطقه بالحق ومصدره الهدى والرشاد لا الغى والضلال ثم قال تعالىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى فاعاد الضمير على المصدر المفهوم من الفعل اى مانطقه الاوحى يوحى هذا احسن من جعل الضمير عائدا على القرآن فان نطقه بالقرآن والسنة وان كليها وحى يوحى اه المواهب اللدنيه. وشرحه للزرقانى جلد٦ صفحه ٢١٧، ٢١٨ ونحوه فى نسيم الرياض جلد٤ صفحه ١٨١ خصائص كبرىٰ للسيوطى جلد٢ صفحه ٢٥٧. وفى تفسير ابن كثير جلد٤ صفحه ٢٤٧، وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اى ما يقول قولا عن هوى وغرض "اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" اه فى الجمل جلد٤ صفحه ٢٢٣ (مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ) اى الذى يتكلم به من القرآن وكل اقواله وافعاله واحواله وفى حاشية الصاوى جلد٤ صفحه ١١٥ والمعنى وما يصدر نطقه عن هوى نفسه ومثله الفعل بل وجميع احواله.... (اِنْ هُوَ) الضمير عائد على النطق الماخوذ من ينطق والمعنى ما يتكلم به من القرآن وغيره ومثل النطق الفعل وجميع احواله فهو صلى الله عليه وسلم لاينطق ولا يفعل الا بوحى من الله تعالىٰ لا عن هوى نفسه اه وفى تفسير المظهرى جلد٩ صفحه ١٠٤ (وَمَا يَنْطِقُ) بالقرآن ولا بغيره (عَنِ الْهَوٰى) ...... يعنى لم يتقول القرآن من تلقاء نفسه ...... وكذا كل ما يتكلم ليس منشاء الهوى النفسانية بل مستند الى الوحى جلى اوخفى اه وفى الاكليل للسيوطى صفحه ٢٠١ يحتج به فى جواز نسخ القرآن وتخصيصه بالسنة اه ومنهم ففى ''دل کا سرور صفحہ ۱۳۷''۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى ۝ (النجم)

''اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ ان کا ہر ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔''

فعل محبوب رحمان اور رب کا فرمان صلی اللہ علیہ وسلم وجل جلالہ،

۱۶۔۱۷۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ (یونس:۱۵)

''میں کوئی کام نہیں کرتا مگر جو بھی کرتا ہوں وہ اس وحی سے کرتا ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے۔''

۱۸۔ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ (اعراف:۲۰۳)

''تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب سے وحی ہوتی ہے۔''

(ف) حذف متعلق سے عموم پیدا ہوا۔ آیات کا معنی اسی طرح ہوا ان اتبع فی شیء من الاشیاء وفی فعل من الافعال الا مایوحی الی تو ان آیات سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر کام وحی سے ہے بولنا بھی ایک کام ہے تو جن کا قول و فعل وحی سے ہو وہاں گناہ کا کیا تصور ثابت ہوا کہ حضور معصوم ہیں۔

حدیث شریف

۱۔ عن عبد الله بن عمرو قال كنت اكتب كل شيء اسمعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم اريد حفظه فنهتني قريش وقالوا اتكتب كل شيء تسمعه ورسول الله صلى الله عليه وسلم بشر يتكلم في الغضب والرضا فامسكت عن الكتابة فذكرت ذلک الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاوما باصبعه الىٰ فيه فقال اكتب فو الذى نفسى بيده ما يخرج منه الا حق۔

(سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۱۵۷۔۱۵۸۔ کتاب العلم باب کتابۃ العلم طبع مجیدی کا نپور وجلد

(بقیہ صفحہ گزشتہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں فرمایا کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی وحی اور حکم ہی سے فرماتے ہیں۔ عام اس سے کہ وحی حقیقی ہو یا حکمی۔ ''وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى''۔ ونحوه فی صفحه ۱۳۵ و ۱۷۸۔ ا۔ اھ ۱۲ منه

۲۔ صفحہ ۷۷ طبع نور محمد)

'' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا میں جو بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنتا تھا بارادہ حفظ لکھ لیتا تھا تو قریش نے مجھے منع کیا اور کہنے لگے کہ کیا تو حضور ﷺ کی جو بات سنتا ہے لکھ لیتا ہے حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انسان ہیں کبھی غضب میں کلام کرتے ہیں اور کبھی رضا میں تو میں لکھنے سے رک گیا اور یہ بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کی۔ آپ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا (ہر بات) لکھ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ید قدرت میں میری جان ہے اس (منہ) سے جو بات نکلتی ہے حق ہی ہوتی ہے۔''

نوٹ:۔ اس حدیث سے امام ابوداؤد نے سکوت فرمایا یعنی اس پر جرح وقدح نہ کی۔ معلوم ہوا یہ حدیث صحیح ہے ورنہ حسن تو ضرور ہے۔ '' کیونکہ جس حدیث پر امام ابوداؤد جرح نہ کریں وہ صحیح ہوتی ہے یا حسن''۔

شاہ عبدالعزیز صاحب پر باروی علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں۔ وھو (اے ابوداؤد) یتکلم الاحادیث ویسکت علی بعضها وقال المنذری ما سکتَ علیه لا ینزل عن درجة الحسن وقال النووی صحیح اوحسن وقال ابن عبدالبر صحیح واطلق ابن مندة وابن السکن وحاکم الصحة علی جمیع ما فیه۔ کوثر النبی صفحہ ۱۳)

شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ از ابوداؤد منقول است کہ گفت در سنن خود حدیثے ایراد نکردہ ام کہ علمائے حدیث اجماع کردہ باشند بر ترک آں اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۸۔ ونحو ما فی الکوثر واشعۃ اللمعات فی المرقات جلد ا صفحہ ۲۲ ونحوہ فی مقدمۃ جمع الجوامع للسیوطی وفی نیل الاوطار للشوکانی وھو منہم جلد ا صفحہ ۲۱۔ یہی حدیث شریف مسند امام احمد حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۶۲ میں بھی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

> عن عبدالله بن عمرو قال كنت اكتب كل شیء اسمعه من رسول الله صلی الله علیه وسلم ارید حفظه فنهتنی قریش فقالوا انک تکتب کل شیء تسمعه من رسول الله صلی الله علیه وسلم ورسول الله صلی الله علیه وسلم بشر یتکلم فی الغضب فامسکت عن الکتاب فذکرت ذلک لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ''اکتب فوا الذی نفسی بیده ماخرج منی الا الحق''۔

آیت وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی کے عموم کے ماتحت ابن کثیر شاگرد ابن تیمیہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۴۷) یہ بھی خیال رہے کہ مسند امام احمد کی حدیثوں کا کیا وزن ہے۔ قاضی شوکانی غیر مقلد نے لکھا ہے: "ولم یدخل (الامام احمد) فیه (ای فی مسنده) الاما یحتج به (نیل الاوطار جلد ا صفحہ ۱۹)۔

امام طحاوی حنفی نے بھی اس حدیث کو روایت کیا۔ ولفظه۔

عن عبد الله بن عمرو قلت یا رسول الله اکتب ما سمعت منک قال نعم قلت عند الغضب والرضا قال انه لا ینبغی ان اقول الا حقا۔ شرح معانی الآثار کتاب الکراہتہ باب کتابۃ العلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۰ مطبوعہ رحیمیہ وجلد ۴۔ صفحہ ۵۰۰ مطبوعہ لاہور۔ شفا شریف جلد ۲ قسم۔ باب ا۔ فصل واما اقواله وقال السیوطی فی زیادة جامعه الصغیر"۔ رواه احمد فی مسنده وابوداؤد فی سننه والحاکم فی المستدرک عن ابن عمرو"۔ الفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۲۲۱۔ مطبوعہ مصر رواه...... الامام احمد وابو داؤد والحاکم و صححوه هذا لفظ الخفاجی وقال القاری رواه احمد وابو داؤد والحاکم صححه شرح شفا جلد ۴ صفحہ ۸۰۔ قسم ۳۔ باب ا۔ فصل واما اقواله۔ و رواه الحاکم وصححه من طریق عمر بن شعیب عن ابیه عن جده۔

(خصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا اقول الاحقا۔(1)

"یعنی میں ہمیشہ حق ہی حق فرماتا ہوں۔"

(رواہ احمد۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۴۷ وابن عساکر الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر بات حق ہے (کیونکہ وہ وحی ہے)۔

۳۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق کے

1۔قال ابن تیمیه وهو منهم وانه علیه الصلوة والسلام لایقول الا الحق ولا یحکم الا بالعدل اھ الصارم المسلول له صفحہ ۳۵۔ ۱۲ منہ

متعلق پوچھا گیا۔

توام المومنین نے فرمایا:۔

کان خلقه القرآن۔(1)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق قرآن ہے''۔

(یعنی پیدائشی طور پر بلا تکلف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر ادا احکام قرآنیہ کے مطابق تھی۔حضور فطرۃً قبل از نزول قرآن ماموراتِ قرآنیہ کے پابند تھے اور منہیات قرآنیہ سے باز تھے۔یا جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں تھیں ویسے قرآن شریف اترا۔صلی اللہ علیہ وسلم۔

قالته حين سئل عنها سعد بن هشام عن خلقه عليه الصلوٰة والسلام ۔رواه ابن ابی شيبة وعبد بن حميد ومسلم وابن المنذر والحاكم وابن مردويه

۴۔ وقالته حين سئل عنها ابوالدرداء۔ رواه ابن المنذر وابن مردويه والبيهقی فی الدلائل۔

۵۔ وقالته حين سأل عنها عبد الله بن شقيق العقيلی۔رواه ابن مردويه۔

۶۔ وقالته حين سألن عنها نساء اهل الشام۔رواه ابن مردويه۔

۷۔ وعن عطية العوفی فی قوله وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ قال علی ادب القرآن۔اخرجه ابن المبارک وعبد بن حميد وابن المنذر والبيهقی فی الدلائل۔

۸۔ وعن ابن عباس وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ قال القرآن۔اخرجه ابن المنذر۔

۹۔ وعن ابن عباس فی قوله وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ قال الدين اخرجه ابن جرير وابن المنذر و ابن ابی حاتم وابن مردوية۔

۱۰۔ وعن ابی مالک وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ قال الاسلام۔

۱۱۔ عن ابن ابزی وسعيد بن جبير قالا علی دين عظيم اخرجه

1.الخلق هو ملكة يصدر عنها الافعال بسهولة يعنی ان العمل بالقرآن كان جبلة له من غير تكلف . نورالانوار صفحه۵۔ ۱۲ فيضی عفی عنه

عبد بن حمید (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۲۵۰۔۲۵۱) ونحوہ فی تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۰۲۔

جس ذات پاک کا خلق خود قرآن ہو، دین ہو، اسلام ہو۔ کیا اس کے معصوم ہونے میں بھی شک ہوسکتا ہے۔ اور ان کے متعلق بھی گناہ کا تصور کیا جا سکتا ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔ ولکن الوھابیۃ قوم لا یبصرون

ع ''کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد''

یہ دلائل بطور اجمال پیش خدمت ہیں، عصمت انبیاء پر ایک مستقل رسالہ لکھنے کا ارادہ ہے، قدرے اس میں تفصیل ہوگی۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ

اقوال علماء عظام اور عصمت انبیاء کرام

۱۔امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ)شرح صحیح مسلم میں امام قاضی عیاض (متوفی ۵۴۴ھ) سے ناقل رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ذهب جماعة من اهل التحقيق والنظر من الفقهاء المتكلمين من ائمتنا الى عصمتهم من الصغائر كعصمتهم من الكبائر وان منصب النبوة يجل عن مواقعتها. (نووی شرح صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۱۰۸)

''یعنی ہمارے اماموں سے فقہاء اور متکلمین کی ایک جماعت اہل تحقیق ونظر والی اس بات کی قائل ہے کہ انبیاء کرام صغیرہ گناہوں سے بھی معصوم ہیں جس طرح کبیرہ گناہوں سے معصوم ہیں۔اور بے شک منصب نبوت اس سے بلند وبالا ہے کہ صغیرہ سے ملوث ہو۔''

فائدہ جلیلہ متعلق سہو ونسیان

اسی میں ہے:

ان السهو والنسيان لا يجوز عليهم فيه (اى فى الفعل) وهذا مذهب الاستاذ ابى المظفر الاسفراينى من ائمتنا الخراسانيين المتكلمين وغيره من المشائخ المتصوفة.

(نووی شرح مسلم جلد ا صفحہ ۱۰۸)

''بے شک فعل میں بھی انبیاء پہ سہو ونسیان ناجائز ہے یہی مذہب ہے استاد ابو المظفر الاسفرائنی کا جو ہمارے خراسانی متکلمین ائمہ سے ایک امام ہیں اور یہی مذہب ہے مشائخ صوفیہ کا۔''

سہو ونسیان سے منزہ ومبرا ہونے کے مزید حوالے۔احکام شریعت جلد ۳ صفحہ ۳۵۴۔اعلیٰ حضرت' سہو نسیان کے عیب لگانے پر کفر، تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۴۸۱ تحت آیت فَقَاتِلُوٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ۔شفاء قاضی عیاض قسم ثالث باب ا۔ فصل فی حکم عقد قلب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۲ صفحہ ۹۸ ونسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۰۔ وایضا شرحہ للقاری صفحہ مذکور۔ و شفا جلد ۲ صفحہ ۱۱۵۔۱۱۶ وشرحہ للقاری والخفاجی جلد ۴ صفحہ ۷۹۔۸۱ شفا جلد ۲ صفحہ ۱۲۸۔۱۳۰ وصفحہ ۱۳۱۔ شرح شفاء للخفاجی وللقاری جلد ۴ صفحہ ۱۱۱ وصفحہ ۱۲۱۔۱۲۲ ضرور۔سہو ونسیان کا فرق اور نسیان سے منزہ صفحہ ۱۳۲۔۱۳۳۔شفا شریف جلد ۲۔

الحدیث الصحیح انی لا انسیٰ او اُنسیَّ لاسن(1)۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ وشرحہ للخفاجی والقاری جلد ۴ صفحہ ۱۲۴۔۱۲۵۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔ شفا شریف جلد ۲۔ صفحہ ۱۴۴ قسم ۳ باب ا۔ فصل هذا حکم ما تکون المخالفة الخ و ذهبت طائفة الی منع السهو والنسیان...... فی حقه علیه الصلوٰة والسلام جملة ومذهب جماعة المتصوفة واصحاب علم القلوب والمقامات وشرحه للخفاجی والقاری جلد ۴۔ صفحہ ۱۵۷۔ ۱۶۱۔ (ومواہب وزرقانی۔ ومدارج النبوت للشیخ المحقق وجواہر البحار وغیرہم)

۲۔ الادلة القطعیة قائمة علیٰ عصمته عن الکذب وسائر الذنوب۔ (نورالانوار۔ صفحہ ۱۸۸)

''یعنی جھوٹ اور باقی تمام گناہوں سے حضور ﷺ کے معصوم ہونے پر قطعی دلائل قائم ہیں۔''

۳۔ لعصمة الانبیاء من الکبائر والصغائر قبل النبوة وبعدها۔

(مرقات القاری جلد ا صفحہ ۱۲۴)

''یعنی انبیاء کرام صغائر و کبائر سے قبل از نبوت و بعد از نبوت معصوم ہیں۔''

۴۔ امام حافظ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مستقل رسالہ ہے جس کا نام ہے۔'' القول المحرر(2) علی قوله تعالیٰ لِیَغْفِرَلَكَ اللّٰهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَاتَاَخَّرَ اس میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مفسرین کے کئی قول ہیں بعض مقبول ہیں اور بعض مردود ہیں اور بعض ضعیف ہیں۔ کیونکہ

للدلیل القاطع علی عصمة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وسائر الانبیاء من الذنوب قبل النبوة وبعدها۔

(جواہر البحار ۴ صفحہ ۲۱۱۔ ۲۱۲ مطبوعہ مصر)

'' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور باقی تمام انبیاء کرام کے قبل از اعلان نبوت و بعد از اعلان نبوت گناہوں سے معصوم ہونے پر قطعی دلیل قائم ہے۔''

1۔ قد روی لست انسی ولکن اُنسیُّ لاسُنَّ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۴۴ وشرحہ للقاری والخفاجی جلد ۴ صفحہ ۱۵۵ وشفا جلد ۲ صفحہ ۱۴۵۔ انی اُنسیُّ لا سُنَّ۔ رواه محمد فی الموطا صفحہ ۳۹۹ وقال الخفاجی والقاری رواه مالک فی موطا نسیم جلد ۴ صفحہ ۱۲۴۔ ۱۵۵ وعلی هامش فیض الباری جلد ا صفحہ ۲۸ وهو منهم۔ ۱۲ فیضی

2۔ اس رسالہ کا حوالہ الحاوی للفتاوی للسیوطی جلد ا صفحہ ۹۸ ۴ مطبوعہ مصر پر بھی موجود ہے۔ ۱۲ منہ

۵۔ قال السیوطی فیه قال السبکی انه معصوم قبل النبوۃ وبعدھا۔

(جواہر البحار جلد ۴۔صفحہ ۲۱۲)

امام سیوطی نے فرمایا ہے کہ امام سبکی نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل از اعلان نبوت بھی معصوم ہیں اور بعد از اعلان نبوت بھی معصوم ہیں۔

۶۔ قال السیوطی فیه قال السبکی...... قد اجتمعت الامة علی عصمتهم فیما یقع بالتبلیغ وفی غیر ذلک من الکبائر ومن الصغائر الرذیلة التی تحط مرتبتهم ومن المداومة علی الصغائر التی لا تحط مرتبتهم

(جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۲۱۲۔الخصائص الکبریٰ جلد ۲۔صفحہ ۲۵۶)

''امام سیوطی نے فرمایا کہ امام سبکی نے فرمایا کہ انبیاء کی عصمت پر اجماع امت ہے تبلیغی اور غیر تبلیغی امور میں کبائر اور ان صغائر رذیلہ جو موجب انحطاط رتبہ ہیں اور ان صغائر کی مداومت سے بھی معصوم ہیں جو موجب انحطاط رتبہ نہیں۔''

۷۔ ان الانبیاء معصومون.

(شرح عقائد صفحہ ۲۰۲۔نبراس صفحہ ۴۵۱۔و فیها تفصیل)

''بے شک تمام انبیاء معصوم ہیں''۔

۸۔شیخ الاسلام ابو الحسن علی بن عثمان رحمہ المنان حنفی فرماتے ہیں:

وان الانبیاء لفی امان عن العصیان عمدًا والغزال(1)

(قصیدہ بدء الامالی صفحہ ۲ الہ۔در اول تمہید ابی شکور)

۹۔امام ابوشکور سالمی المعتلم فی ۴۶۰ھ حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

قال اهل السنة والجماعة ان الانبیاء صلوات الله علیهم قبل الوحی کانوا انبیاء معصومین واجب العصمة والرسول قبل الوحی کان رسولاً نبیاً مامونا وکذلک بعد الوفاة......ان العصمة للانبیاء قبل الوحی من موجبات الضرورة وبعد الوحی اولیٰ۔

(تمہید شریف لابی شکور سالمی صفحہ ۶۶)

1۔عورتوں سے عشق بازی کرنا۔۱۲منہ

''اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہے کہ بے شک انبیاء علیہم السلام قبل از وحی بھی واجب العصمۃ معصوم انبیاء تھے اور رسول بھی قبل از وحی رسول' نبی اور گناہوں سے معصوم تھے اور اسی طرح بعد از وفات بھی وہ نبی و رسول ہیں بے شک عصمت انبیاء کرام کے لئے قبل از وحی موجبات ضرورت سے ہے اور بعد از وحی تو بطریق اولیٰ ان کا معصوم ہونا ضروری ہے۔

۱۰۔ نیز یہی امام فرماتے ہیں:۔

فلهذا قلنا انه لايجوز فى الحكمة انزال الوحى على شخص كاذب فاسق فوجب ان يكون معصوما قبل الوحى من طريق الوجوب لا من طريق الجواز...... فعصمة الانبياء انما يثبت من طريق الوجوب لا من طريق الجواز فاذا ثبت ان العصمة واجبة فى حق الانبياء صلوات الله عليهم وجب ان يكونوا معصومين عن الصغائر والكبائر۔ (تمہید شریف لابی شکور صفحہ ٦٨)

''اسی لئے تو ہم نے کہا کہ وحی کا ایسے شخص پر اتارنا حکمت حکیم میں جائز نہیں جو جھوٹا یا گنہ گار ہو تو ضروری ہے کہ نبی قبل از وحی بھی معصوم ہو بطریق وجوب نہ کہ بطریق جواز۔ عصمت انبیاء بطریق وجوب ثابت ہوا کرتی ہے نہ کہ بطریق جواز۔ تو جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ بے شک عصمت انبیاء کے حق میں واجب ہے تو واجب ہوا کہ وہ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے معصوم ہوں۔

۱۱۔ان الانبياء خلقوا معصومين مامومين عن خوف الخاتمة۔
(تمہید لابی شکور صفحہ ٦٧۔ والفظ لہ وشرح عقائد صفحہ ١١٨)

'' بے شک انبیاء کرام معصوم پیدا کئے گئے (اور) خاتمہ کے خوف سے مامون پیدا ہوئے۔''

۱۲۔ والنبى لا يجوز منه المعصية لا صغيرة ولا كبيرة
(تمہید لابی شکور صفحہ ٧٧)

''اور نبی سے نہ صغیرہ گناہ کا ظاہر ہونا جائز ہے اور نہ کبیرہ کا''۔

۱۳۔ ان الانبياء خلقوا معصومين مؤيدين كاملين فى العقل والعبادة۔ (تمہید ابی شکور سالمی صفحہ ١١٣)

'' بے شک انبیاء کرام معصوم اور مؤید پیدا کیے گئے۔ عقل اور عبادت میں کامل پیدا کئے

گئے۔"

۱۴۔امام ابن الہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) مسایرہ میں پھر امام ابن ابی شریف قدسی شافعی متوفی ۹۰۶ھ اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں رحمہا اللہ تعالیٰ۔

والمختار لجمهور اهل السنة والجماعة اى وجوب عصمتهم عنهما اى عن الكبائر والصغائر مسامرہ شرح مسایرۃ صفحہ ۲۳۲ مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ بمصر۔

"جمہور اہل سنت کا مختار مذہب یہ ہے کہ تمام انبیاء کی کبائر اور صغائر سے عصمت واجب ہے۔"

۱۵۔نیز وہی امام فرماتے ہیں:۔

شرط النبوة، الذكورة، وكونه اكمل اهل زمانه عقلا و خلقا و فطنة وقوة رأى والسلامة من دناء ة الآ باء وغمز (طعن) الامهات والقسوة والسلامة من العيوب المنفرة كالبرص والجزام و من قلة المروة كالاكل على الطريق ومن دناء ة الصناعة كالحجامة والعصمة من الكفر قبل النبوة وبعدها بالاجماع واما العصمة من غيره مما سنذكره من المعاصى فهومن موجبات النبوة متأخر عنها وهذا ما عليه الجمهور واما على القول بعصمتهم من الصغائر والكبائر قبل النبوة وبعدها فلا يمتنع الاشتراط۔ (مسامرۃ شرح مسایرۃ صفحہ ۲۲۶۔۲۲۷)

"یعنی نبوت کی شرائط یہ ہیں مذکر ہونا اور اپنے زمانہ والوں سے عقل اور پیدائش اور سمجھ داری اور قوت رائے میں اکمل ہونا اباء کے خسیس ہونے سے سالم ہونا اور ماؤں کے طعن سے سلامتی (یعنی پدری اور مادری اعتبار سے نسب میں طعن وعیب نہ ہو) قساوت قلبی سے سالم ہونا نفرت دینے والے عیبوں سے سالم ہونا جیسے برص اور جذام کا مرض۔ کم مروتی سے سالم ہونا جیسے راستہ پر کھانا، خسیس پیشے سے سالم ہونا جیسے حجامت (خون نکالنا) قبل از اعلان نبوت وبعد از اعلان نبوت کفر سے بالاجماع معصوم ہونا اور کفر کے علاوہ باقی گناہوں سے معصوم ہونا وہ موجبات ولوازمات نبوت سے ہے جو اس سے متاخر ہے یہی جمہور کا مذہب ہے اور قبل از اعلان نبوت وبعد از اعلان نبوت صغائر وکبائر سے انبیاء کا معصوم

ہونے کا قول تو وہ اشتراط کے مانع نہیں۔"

۱۶۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی فرماتے ہیں:

کلهم کانوا مبلغین من الله صادقین معصومین غیر معزولین......
واز گناہاں معصوم باشند۔ (تکمیل الایمان صفحہ ۴۲)

"سب انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبلغ تھے، سچے تھے، گناہوں سے معصوم تھے، معزول ہونے والے نہ تھے، تمام انبیاء گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔"

۱۷۔ خواجہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث و متکلم چشتی حنفی پہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ صاحب نبراس مرام الکلام میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

المختار عندی انهم معصومون عن وساوس الشیطان وعن الکذب والکبائر والصغائر عمدا وسهوا قبل البعثة و بعدها الخ فانظر ثمه فانه جید۔ (مرام الکلام فی عقائد الاسلام صفحہ ۳۲)

"میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ بے شک انبیاء کرام علیہم السلام شیطان کے وسوسوں اور جھوٹ اور کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے قصداً وسہواً قبل از بعثت وبعد از بعثت معصوم ہیں۔"

۱۸۔ امام ربانی عارف شعرانی قدس سرہ النورانی نے الیواقیت والجواہر جلد ۲ کے اول میں عصمت انبیاء کا ایک مستقل مبحث ۳۱ مقرر کیا۔ تفصیل وہاں دیکھو۔ اس سے صرف ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

قال ائمة الاصول الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام کلهم معصومون لا یصدرعنهم ذنب ولوصغیرة سهواً ولا یجوز علیهم الخطأ فی دین الله قطعًا وفاقاً للاستاذ ابی اسحٰق الاسفراینی وابی الفتح الشهرستانی والقاضی عیاض والشیخ تقی الدین سبکی وغیرهم وقال جماعة لا ینبغی اجراء الخلاف فی الانبیاء والمرسلین ابدا۔ (الیواقیت والجواہر۔ جلد ۲ صفحہ ۲)۔

"یعنی عقائد کے اماموں نے فرمایا کہ سب انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں کوئی گناہ ان سے ظاہر نہیں ہوتا، یہاں تک کہ صغیرہ گناہ بھی سہواً ان سے ظاہر نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے دین میں قطعاً ان پر خطا جائز نہیں اس بات پر امام اسفرائنی اور امام شہرستانی اور امام قاضی عیاض اور امام تقی الدین سبکی وغیرہم ائمہ کا اتفاق ہے اور اماموں کی ایک جماعت نے فرمایا کہ انبیاء

اور رسولوں کے درمیان خلاف کا جاری ہونا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لائق نہیں۔''

۱۹۔ کانوا (الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام) معصومین من الکبائر والصغائر والعمد والسهوقبل النبوة و بعدها کما نعتقده۔

''یعنی ہم (اہلسنّت) اس بات کے معتقد ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام ہر صغیرہ اور ہر کبیرہ گناہ سے عمداً اور سہواً اعلان نبوت سے پہلے اور اعلان نبوت کے بعد معصوم ہیں۔''

القول الحق فی ان محمدا صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم افضل الخلق۔'' للشیخ الجلیل نور الدین علی بن زین الدین الشهیر بابن الجزار ونقل عنه النبهانی فی جواہرالبحار جلد ۳۔ صفحہ ۹۳۔

اتمام حجت کے لئے فریق مخالف کے گھر کے حوالے

۱۔ غیر مقلدوں کے پیشوا قاضی شوکانی نے لکھا ہے:۔

ان الانبیاء کلهم معصومون عن الکبائر والصغائر

(نیل الاوطار جلد ۲۔ صفحہ ۳۰۵ مطبوعہ مصر)

''بے شک سب انبیاء کرام کبائر اور صغائر سے معصوم ہیں۔''

۲۔ لمکان عصمته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

(نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ٦٧)

۳۔ وہابیوں کے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کہا ہے:۔

''سوائے پیغمبر کے کوئی معصوم نہیں''۔

(تذکیر الاخوان ترجمہ باب ثانی تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴۷۔ مطبوعہ فاروقی دہلی)

اس کے علاوہ عصمت انبیاء کے متعلق حوالوں کا دریا موجیں مار رہا ہے۔ یہ حوالے ان سے ایک لمعہ ہیں۔ اور درج ذیل حوالے تو بمع صفحات سامنے ہیں جو چاہے وہاں دیکھ لے۔

۱۔ شفا شریف مستقل باب جلد ۲ صفحہ ۸۷ (۲) نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض للخفاجی الحنفی وشرحه للقاری الحنفی جلد ۲ صفحہ ۱۴۰۔ (۳) کتاب الاربعین فی اصول الدین للفخر الرازی مستقل عنوان پینتیسواں مسئلہ عصمت انبیاء میں از صفحہ ۳۲۹ تا صفحہ ۳٦۸۔ (۴) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۴۹۸ (۵) تکمیل الایمان للشیخ المحقق المحدث الدہلوی صفحہ ۳۱، ۳۲، ۳۳ (٦) مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۳۲۔ ۳۴ وصفحہ ۸۳۔ ۱۳٦۔ (۷) مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۷۹ وجلد ٦ صفحہ ۲۵٦۔

۲۵۷ وصفحہ ۲۵۹، ۲۶۱ (۸) جواہر البحار جلد ۲۔ صفحہ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ از نابلسی (۹) جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۹۳ (۱۰) مکمل رسالہ عصمت، جواہر البحار جلد ۴ صفحہ ۴۹ و جلد ۱ صفحہ ۲۹۸ (۱۱) باجوری علی البردۃ صفحہ ۲۵۔ ۵۳ وصفحہ ۵۴ (۱۲) حیوۃ الحیوان صفحہ ۱۰۲ (۱۳) جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۲۷۰ از ابریز شریف (۱۴) احکام شریعت لسیدنا اعلیٰ حضرت جلد ۳ صفحہ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ (۱۵) سیرت رسول عربی صفحہ ۶۶۲۔ ۶۶۷ (۱۶) تفسیر کبیر جلد ۱۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹ (۱۷) جامع العلوم فی ملفوظ المخدوم جلد ۲ صفحہ ۸۱۲۔ ۸۶۱ از حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۸) ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ پانی پتی صفحہ ۳۰ (۱۹) خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۵۶ مکمل باب (۲۰) فیض الباری للکشمیری وھو منھم۔ صفحہ ۹۵۔ ۹۶ جلد ۱

ازالۂ شبہات

کم فہموں کو عصمت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جن امور سے خدشہ پیدا ہوتا ہے۔ ان سب کے اجمالی جامع جوابات۔

ا۔ اکثر و بیشتر یہودیوں کے اختراعی واقعات ہیں جو کتب تواریخ اور بعض تفسیروں میں گھس آئے۔ لہٰذا ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

۲۔ قرآن واحادیث میں جو ایسے الفاظ وارد ہیں جن سے کم فہم عصمت انبیاء پر حملہ کرتے ہیں۔ ان سے مراد ترک افضل ہے یعنی افضل کو چھوڑ کر فاضل کرنا۔ احسن کو چھوڑ کر حسن کرنا۔ اصوب کو چھوڑ کر صواب کرنا یہ بھی من وجہ ورنہ وہی فاضل وحسن وصواب من وجہ آخر (یعنی من حیث التبلیغ(1)) افضل واحسن واصوب ہوتا ہے۔ حقیقۃً ان الفاظ سے مراد گناہ نہیں۔

علامہ امام ابوالبرکات نسفی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

لایجوز اسم الزلة علی الانبیاء علیهم السلام کما قال مشائخ بخاریٰ...... وقال مشائخ سمرقند لا یطلق اسم الزلة علی افعالهم(2) کما لا تطلق المعصیة وانما یقال فعلوا الفاضل وترکوا الافضل اھ (تفسیر مدارک جلد ۱ صفحہ ۴۲ علی ہامش الخازن مطبوعہ مصر)

''یعنی لفظ زلہ (بمعنی لغزش بغیر قصد کے پھسلنا) کا اطلاق انبیاء کرام پر نا جائز ہے جیسا کہ مشائخ بخارا نے فرمایا ہے اور مشائخ سمرقند نے فرمایا کہ انبیاء کے کاموں پر لفظ زلۃ کا اطلاق نہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ معصیت کا اطلاق نہیں ہوتا، سوائے اس کے نہیں کہ یہ کہا جائے کہ انبیاء نے فاضل کیا اور افضل کو چھوڑا۔''

۳۔ انبیاء کرام نے اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع کرتے ہوئے ترک افضل پر اپنی طرف جن الفاظ کی نسبت کی اور ان کے مولیٰ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ترک افضل پر جو الفاظ استعمال کئے اسے اس

1۔ قال السیوطی قال ابن السبکی فی جمع الجوامع وفعله علیه الصلوٰة والسلام غیر محرم للعصمة وغیر مکروهة للنزاهة وما فعله مما هو مکروه فی حقنا فانما فعله لبیان الجواز فهو فی حقه واجب للتبلیغ او فضیلة یثاب علیه ثواب واجب او فاضل اھ خصائص کبریٰ جلد۲ صفحہ ۲۵۷ وجواهر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۵۳۔ ۱۲ منه

2۔ اقول الافعال شاملة للاقوال لان کل فعل یقول الفعل اعم مطلقا والقول اخص مطلقا فبینهاعموم وخصوص مطلقا۔ ۱۲ الفیضی غفرلهٗ

بات کا حق پہنچتا ہے، کیونکہ وہ ان کا خالق و مالک ہے اور انبیاء کرام اس کے مملوک بندے ہیں ہم غلاموں، خادموں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم بھی وہی الفاظ اپنے سرداروں کے حق میں استعمال کریں۔
یہی جواب شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سماعت فرماویں جو حدیث جبریل کے اس جملہ ''قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملئکتہٖ و کتبہٖ ورسلہٖ'' کی تشریح میں ارقام فرمایا۔

وایمان آری پیغمبران وے تعالیٰ..... و واجب است احترام وتنزیہ ساحت (صحن) عزت ایشاں از وصمت (عیب) نقص وعصمت ایشاں از جمیع گناہاں خرد و بزرگ پیش از نبوت و پس از وے ہمین ست قول مختار وآنچہ بعضے از مفسران واہل قصص واخبار از بعضے ایشاں مثل یوسف وداؤد علیہما السلام نقل کردہ اند صحیح نیست..... وآنچہ در قرآن مجید بآدم نسبت عصیان کردہ وعتاب نمودہ مبنی بر علوشان قرب اوست ومالک رامی رسد کہ برترک اولیٰ وافضل اگر چہ بحد معصیت نرسد بہ بندہ خود ہر چہ خواہد بگوید و عتاب نماید دیگرے رامجال نہ کہ تواند گفت، وایں جا ادبی است کہ لازم است رعایت آں وآن این ست کہ اگر از جانب حضرت بہ بعض انبیاء کہ مقربان درگاہ اند عتابے وخطابے رود یا از جانب ایشاں کہ بندگان خاص اویند تواضعی وزلتی وانکساری صادر گردد کہ موہم نقص بود مارانہ باید کہ دراں دخل کنیم وبداں تکلم نمائیم۔ (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۴۰)

۴۔ کتاب وسنت کے وہ الفاظ کہ جن سے بظاہر خلاف عصمت کا وہم گذرتا ہے وہ متشابہات میں شمار ہیں۔ ان کا معنی اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بہتر جانتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ (1) وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

1. وان نبینا علیه الصلوٰة والسلام یعلم تاویل المتشابهات باطلاع الله لقوله تعالی فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ (القیمه) ولقوله تعالی اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (الرحمن) ولذا قال مولانا احمد الحنفی المتوفی ۱۱۳۰ھ ان المراد به (ای بالمتشابه) حق وان لم نعلمه قبل یوم القیمة واما بعد القیامة فیصیر مکشوفا لکل احد ان شاء الله تعالی وهذا فی حق الامة واما فی حق النبی علیه الصلوة والسلام فکان معلوما والا تبطل فائدة التخاطب ویصیر التخاطب بالمهمل کالتکلم بالزنجی مع العربی وهذا عندنا (اے عند الاحناف) وقال الشافعی وعامة المعتزلة ان العلماء الراسخین ایضا یعلمون تاویله اه نور الانوار صفحه ۹۳۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

يَقُولُونَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(آل عمران)

''(اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب (قرآن) اتاری اس سے کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ کہ جن کے معنی میں اشتباہ ہے کہ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈھنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔''

یعنی متشابہات کا حقیقی اور ذاتی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ ہاں اس کی عطا سے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام اور بعض کاملین کو بھی متشابہات کے معنی و مفہوم کا علم ہے۔ باقی سب علماء اور عوام ان متشابہات کی تاویل سے ناواقف ہیں اور متشابہات کے معنی و مفہوم و تاویل کے درپے ہو کر کھوٹے دل والے فساد پھیلانا چاہتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) وقال العلام مولانا محمد عبدالحليم الحنفي والد المولوى عبدالحى اللكهنوى.'' ان المعنى (اى معنى الآية) وما يعلم تاويله بدون الوحى الا الله فالنبى صلى الله عليه وسلم كان علاما بتاويله بالوحى لا غيره ثم اعلم ان الكلام فى العلم الكسبى واما العلم الكشفى الغير الاختيارى فلو حصل لبعض الاولياء الكرام فلا امتناع فيه كذا قال بحر العلوم (اى مولانا عبد العلى اللكهنوى) اه قمر الاقمار على هامش نورالانوار۹ ه صفحه ۹۳.وقال القاضى محمد ثناء الله الحنفى الفانى فتى النقشبندى المتوفى ۱۲۲۵ه فى تفسير القرآن'' والحق عندى انها (اى ان المقطعات) من المتشابهات وهى اسرار بين الله تعالىٰ وبين رسوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لم يقصد بها افهام العامة بل افهام الرسول صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ومن شاء افهامه من كمل اتباعه ...... قال السجاوندى المروى عن الصدر الاول فى الحروف التهجى انها سر بين الله وبين نبيه صلى الله عليه وسلم وقد يجرى بين المحرمين كلمات معميات يشير الى اسرار بين هما فانظر الى آخره فانه نعم ماحرر) التفسير المظهرى جلد ۱ صفحه ۱۴ وايضا قال فى تفسير قوله تعالىٰ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ''۔ اى لايجوزان يعلمه غيره تعالىٰ الا بتوقيف منه ولا يكفى لمعرفته العلم بلغة العرب فالحصر اضافى نظيره قوله تعالىٰ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ يعنى لا يعلم الغيب غيره تعالىٰ الا بتوقيف منه. فهذه الآية لاتدل على ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وبعض الكمل من اتباعه لم يكونوا عالمين بمعانى المتشابهات (ثم اثبت القاضى علم المتشابهات للنبى عليه الصلوٰة والسلام ولبعض الكمل، الفيضى) التفسير المظهرى جلد۲ صفحه ۱۱. وقال المولوى عبدالحق فى النامى شرح الحسامى صفحه ۲۱''. ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يعلم المتشابهات كما صرح به فخر الاسلام فى اصوله اه وكتب القوم من مثله مملوءة وما انا بصدد استيعاب النقول فهذا القدر كاف لسليم الطبع ۱۲ كتبه منظور احمد السنى الحنفى الفيضى عفى عنه

عارف باللہ تعالیٰ امام عبدالغنی نابلسی حنفی دمشقی (متوفی ۱۱۴۳ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ''الفتح الربانی والفیض الصمدانی'' کے باب اول میں ان الفاظ کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ جن سے بظاہر خلاف عصمت کا وہم ہوتا ہے۔

ان الذی هو مذهبی فی هذه المسئلة ان النصوص القرآنية والاحاديث النبوية منقسمة الی نوعين منها المحكم ومنها المتشابه والمتشابه علی قسمين متشابه وارد فی حق الله تعالیٰ ومتشابه وارد فی حق الانبياء عليهم السلام ولا شک ان حقيقة الله مجهولة للانبياء عليهم السلام ومعرفتهم به تعالیٰ انما هی معرفة عجز عنه وتنزيه تام والا لزم ان يكون شیء منه قديما اوشیء منه حادثا وهذا محال۔ وكذلک معرفتنا بحقيقة الانبياء عليهم السلام معرفة عجز و تنزيه تام والا لكان فينا من نبوتهم شیء اوفيهم من عدم نبوتنا شیء فيلزم ثبوت النبوة فی غيرهم عليهم السلام اوعدم ثبوتها لهم وذلک محال فالحقيقتان مجهولتان لنا حقيقة الله تعالیٰ وحقيقة الانبياء عليهم السلام ولكل من الحقيقتين صفات ثابتة فی النصوص يجب الايمان بها كلها علی حسب ما هی عليه فی نفس الامر لا علیٰ حسب ما نعقله نحن منها والمتشابه وارد فی وصف كلتا الحقيقتين والصواب فی كيفية الايمان به مذهب السلف رضی الله عنهم وهو تسليم معنی ذلک الی الله ورسوله۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۲۵ مطبوعہ مصر۔

''یعنی بے شک عصمت انبیاء کے مسئلہ میں میرا مذہب یہ ہے بے شک نصوص قرآنیہ اور احادیث نبویہ دو قسم ہیں بعض محکم اور بعض متشابہ۔ پھر متشابہ دو قسم کی وہ متشابہ جو اللہ تعالیٰ کے حق میں وارد ہیں، اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت انبیاء کو نا معلوم ہے اور ان کو جو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے وہ عاجزی اور تنزیہ تام والی معرفت ہے ورنہ یہ بات لازم آئے گی کہ ان کی کوئی چیز قدیم ہو یا اس مولیٰ کی کوئی چیز حادث اور یہ دونوں محال ہیں اور اسی طرح جو انبیاء کرام کی حقیقت کی معرفت ہے وہ بھی عجز اور تنزیہ تام والی معرفت ہے

ورنہ ہم میں ان کی نبوت والی کوئی چیز ہو یا ان میں ہماری عدم نبوت سے کوئی چیز ہو اور اس پر
تو غیر نبی میں ثبوت نبوت یا انبیاء کے لئے عدم ثبوت نبی لازم آئے گا اور یہ دونوں چیزیں
محال ہیں۔ تو ہمارے لئے دونوں حقیقتیں مجہول ہیں نہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت ہمیں معلوم ہے
اور نہ انبیاء کرام کی حقیقت ہمیں معلوم ہے اور ان دونوں حقیقتوں میں سے ہر ایک حقیقت
کے لئے نصوص میں صفات ثابت ہیں، جن سب پر ان کی حقیقی مراد کے مطابق ایمان
واجب ہے نہ اپنی سمجھ کے مطابق، اور دونوں حقیقتوں کے حق میں متشابہات وارد ہیں اور
متشابہات کے حق میں ایمان کی صحیح وصواب والی کیفیت وہی ہے جو مذہب سلف ہے کہ ان
متشابہات کے معنی کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرو۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔''

یعنی ان متشابہات کے الفاظ واطلاق پر ایمان رکھو اور عند اللہ وعند الرسول ان کا جو معنی ومفہوم ہے
اس پر بھی ایمان رکھو لیکن وہ ظاہری عام فہم مفہوم ومعنےٰ جو ہمارے لئے ظاہر ہوتا ہے اس پر ایمان نہ ہو۔
مزید تفصیل رسالہ عصمت میں دیکھنا انشاء المولیٰ تالیفہ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ

۷۳۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جنون اور بے ہوشی جائز نہیں اور ایسے ہی سب انبیاء پر اور کوئی نبی
نابینا نہیں ہوا اور نہ بہرا۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۱۴۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۔ مدارج
النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۳۶۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۶۷۔ اتفق النووی فی الاول جواہر البحار جلد ۱
صفحہ ۲۰۴ وجلد ۱ صفحہ ۲۷۹۔ از ابن مقری وزکریا انصاری جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔
از خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۷ وجواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۸)

۷۴۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے والا، حضور کی توہین وبے ادبی کرنے والا کافر ہے
قتل کیا جائے گا۔

(جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۴۵۔ ۳۵۰ وجلد ۲ صفحہ ۱۸۔ مواہب وزرقانی جلد ۵۔ صفحہ ۳۱۵۔ کشف
الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۳۶۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۷۔ شفا شریف
جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ تا ۲۴۳ وشرح شریف للقاری والخفاجی جلد ۴ صفحہ ۳۳۵ تا ۴۶۹ جواہر البحار از نووی
جلد ۱ صفحہ ۲۰۴۔ از ابن مقری جلد ۱ صفحہ ۲۷۸۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۴۔ الصارم المسلول
لابن تیمیہ وہو منہم مستقل کتاب نیز اس موضوع پر مستقل باب آگے آرہا ہے۔

۷۵۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پردہ پوشی کے وقت اندھیرا چھا گیا تھا۔ (مواہب وزرقانی
جلد ۵ (صفحہ ۳۳۰۔ کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۱)

۷۶۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جسد مطہر مزاروں میں تغیر وتبدل وریزہ ریزہ ہونے سے محفوظ ہے اور ان کی حیات دنیاوی حقیقی جسمانی ہے یعنی روح بدن شریف میں ہے۔(ابوداؤد۔ابن ماجہ۔مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۰۔۳۳۲۔اذان اور اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔للحدیث المشہور جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۰۴۔از نووی۔ مدراج النبوت جلد ا صفحہ ۱۲۶۔۱۳۸ او ۱۳۹۔سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۹۔خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۱۔جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۸۷ عنہ وخصائص کبریٰ جلد ۲۔صفحہ ۲۵۰ وعنہ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۴۶۔شرح شمائل للقاری جلد ا وعنہ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۶۸۔جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۶۔۱۹ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۱۶۵ از کشف الغمہ)

ا۔قرآن شریف پارہ ۲۔سورہ بقرہ۔رکوع ۱۹۔آیت ۱۵۴ میں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو زندہ فرمایا اور ان کو مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔قرآن شریف پارہ ۴۔آل عمران ۔رکوع ۱۷۔آیت ۱۶۹ میں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے حق میں فرمایا کہ وہ زندہ ہیں ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔

ا۔اور پارہ ۵۔النساء۔رکوع ۹۔آیت ۶۹ میں چار گروہ ایسے بیان کئے گئے جن پر اللہ تعالےٰ کا انعام ہے(۱) انبیاء (۲) صدیقین (۳) شہداء (۴) صالحین جب تیسرے نمبر والے یعنی شہدا زندہ ہیں ان کو مردہ کہنا وگمان کرنا ناجائز ہے تو صدیق بطریق اولیٰ زندہ ہیں پھر انبیاء تو بطریق اولیٰ زندہ ہیں اور حضور تو بطریق اولیٰ زندہ کیونکہ ہر نعمت بطور اصالت حضور کے لئے ثابت ہے۔

۲۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شہادت نصیب ہوئی ،حضور بھی شہید ہیں ، بلکہ ہر نبی شہید ہے ،صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں نو دفعہ اس بات کی قسم اٹھاؤں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مقتول وشہید فی سبیل اللہ ہیں تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ ایک دفعہ قسم اٹھاؤں کہ حضور شہید فی سبیل اللہ نہیں ، کیونکہ حضور نبی بھی ہیں اور شہید بھی ہیں ۔رواہ احمد والحاکم وغیرہما۔زرقانی جلد ۸ صفحہ ۳۱۳ ۔الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۶۷۔للسیوطی۔زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۲ نسیم الریاض وشرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۹۳۔۹۴ وشفا شریف وابن سعد وابو یعلیٰ والطبرانی والبیہقی ۔خصائص کبریٰ جلد ۲۔صفحہ ۲۷۰) اور شہید بحکم قرآنی زندہ ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر سب انبیاء مزاروں میں زندہ ہوئے۔

۳۔قرآن شریف پارہ ۱۴۔نحل۔رکوع ۱۳۔آیت ۹۷ میں مومن صالح کے لئے قبر میں (تفسیر خازن)

حیات طیبہ ثابت کی گی ہے تو جب انبیاء کرام کے غلاموں (نیک مومنوں) کو انبیاء کی تابعداری میں مزاروں میں پاک زندگی نصیب ہے تو انبیاء تو بطریق اولیٰ پاک زندگی سے مزاروں میں زندہ ہوئے، نیز انبیاء بھی مومنین صالحین ہیں اوران کے لیے مزار میں زندگی ثابت لہٰذا انبیاء کرام مزاروں میں زندہ موجود ہیں۔

۴۔ حضرت انس سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔

''انبیاء کرام مزاروں میں زندہ ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔''

(حدیث حسن بل صحیح فیض القدیر جلد ۳۔ صفحہ ۱۸۴ وفیض الباری جلد ۲ صفحہ ۶۴ رواہ البیہقی فی حیوۃ الانبیاء صفحہ ۲۔ ۴ وابویعلیٰ جامع صغیر للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۲۴۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱)

۵۔ حضرت ابودرداء سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔

رواہ ابن ماجہ صفحہ ۱۱۹ (باسناد جید۔ مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲۔ مشکوٰۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ اللہ تعالیٰ کا (ہر) نبی (مزار میں) زندہ ہوتا ہے۔ رزق دیا جاتا ہے''

۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ان الانبیاء لایموتون وانھم یصلون ویحجون فی قبورھم وانھم احیاء(1) فیوض الحرمین لشاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ ۲۸ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند

''بے شک انبیاء فوت نہیں ہوتے اور بے شک انبیاء نماز پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں مزاروں میں اور بے شک زندہ ہیں۔''

۷۔ شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین بحیات حقیقی دنیاوی حی وباقی ومتصرف

1۔ دیوبندیوں کے مولوی کشمیری صاحب نے کہا کہ ''(اہل مزارات کے لئے) مزاروں میں بہت سے عمل ثابت ہو سکتے ہیں۔ جیسے اذان اور اقامت (دارمی) قرآن شریف کا پڑھنا (ترمذی) اور حج کرنا (بخاری) فیض الباری جلد ۱ صفحہ ۱۸۳ نیز اسی میں ہے کہ ''مردوں کے سننے کے ثبوت میں حدیثیں حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں''۔ فیض الباری جلد ۲ صفحہ ۴۶۷ ونحوہ فی صفحہ ۶۴۔ ۲۱ف

اندریں جاسخن نیست۔

''انبیاء کرام حقیقی دنیاوی زندگی سے زندہ اور باقی اور متصرف ہیں۔اس میں کسی کو کوئی کلام نہیں۔''

شرح فتوح الغیب صفحہ ۳۸۔زندہ است بحیاۃ جسمانی دنیاوی ببدنی (مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۳۹)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے   مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات   مثل سابق وہی جسمانی ہے

یہ بطور اختصار اس مسئلہ کے بعض دلائل ہیں فقیر فیضی کی اس موضوع پر ایک مستقل تالیف موجود ہے جس کا نام ہے''افہام الاغبیابحیاۃ الانبیاء والاولیاء''جوتقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ جو چاہے مزید دلائل اس میں دیکھے نیز حیوٰۃ الانبیاء للبیھقی اور انباء الاذکیا بحیاۃ الانبیاء للسیوطی ملاحظہ ہو۔

۷۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کا ورثہ (مالی، مادی) تقسیم نہیں ہوتا۔(بخاری۔مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۰،مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۳۸)

۷۸۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور ان کے لیے استغفار کرتے ہیں، بروں کو چھپا لیتے ہیں اور اچھوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ (مدارج النبوت۔ مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۷۔ مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۱۴۰۔سیرت رسول عربی صفحہ ۶۷۹۔تفسیر صاوی جلد ۲۔صفحہ ۱۴۲۔اخرجہ البزار بسند جید(1) عن ابن مسعود مرفوعا،زرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۵۱۔۳۰۵واخرج الحارث وابن سعد والقاضی عن بکر بن عبد اللہ المزنی مرفوعاً مثلہ۔خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱۔الجامع الصغیر للسیوطی جلد ا صفحہ ۱۵۰ وفیہ انہ حسن۔ والفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۶۷۔فیض القدیر جلد ۳ صفحہ ۴۰۱)

۷۹۔سب سے پہلے مزار سے حضور اکرم نور مجسم تشریف لائیں گے صلی اللہ علیہ وسلم (مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۹۔کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۔ مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۱۴۲۔تفسیر عزیزی پارہ ۳۰۔صفحہ 219،شفا شریف،جلد ا،صفحہ ۱۶۸)

۸۰ ۔ پہلے پل (صراط) سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گزریں گے(مواہب وزرقانی جلد ۵

1۔وقال السیوطی بسند صحیح۔خصائص جلد ۲ صفحہ ۲۸۱۔۱۲ف

صفحہ ۴۰ ۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷ ۴۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ۔صفحہ ۲۱۹)

۸۱۔ حضرت جبریل آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبع پرسی کے لئے تین دن آتے رہے۔
(مواہب وزرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۹ ۔کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۱۔ مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۱۳۸

۸۲ ۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ خلاف طریقہ مشہور بغیر امام کے ہوئی۔ فوجیں فوجیں آتیں اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتی تھیں۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۲۹ ۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔ مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۱۳۸)

وفی حد یث ابن عباس عند ابن ماجة لما فرغوا من جهازہٖ صلی اللّٰہ علیه وسلم یوم الثلاثاء وضع علی سریرہٖ فی بیته ثم دخل الناس علیه صلی اللّٰہ علیه وسلم ارسالاً (جماعات متتابعین) یصلون علیه حتی اذا فرغوا دخل النساء حتی اذا فرغن دخل الصبیان ولم یؤم الناس علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم احدٌ۔ مواهب۔ قال ابن کثیر هذا امرمجمع علیه۔ زرقانی۔ وفی روایة ان اول من صلی علیه الملائکة افواجًا ثم اهل بیتهٖ ثم الناس فوجًا فوجًا ثم نسائه آخرًا۔ مواهب علی ما روی عند الطبرانی۔ زرقانی۔ وروی انه لما صلی اهل بیته لم یدر الناس ما یصلون فسألوا ابن مسعود فامرهم ان یسألوا علیا فقال لهم قولوا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الایه الخ لبیک اللهم ربنا وسعدیک صلوة اللّٰہ البرالرحیم والملائکة المقربین والنبیّین والصدیقین والشهداء والصالحین وما سبح لک من شیء یا رب العالمین علی محمد بن عبداللّٰہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العالمین(الی الخلق اجمعین۔ زرقانی) الشاهد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر وعلیه السلام۔ (صلوٰة الحنیفیه مختلف فیه) مواہب وزرقانی جلد ۸ صفحہ ۲۹۱۔۲۹۲)۔

۸۳ ۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منبر حوض کوثر پر ہے(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۷ ۔بخاری جلد ا صفحہ

۱۵۹۔مدارج جلد ا صفحہ ۱۴۰)

۸۴۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار شریف اور منبر کے درمیان والا ٹکڑا جنت کا ٹکڑا ہے۔(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۳۸۔بخاری جلد ا صفحہ ۱۵۹۔مدارج جلد ا صفحہ ۱۴۱)

۸۵۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقام محمود عطا ہوگا۔جہاں سب کے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کریں گے (زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۴۲۔کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴۔بخاری جلد ا صفحہ ۱۹۹۔تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۸۶۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت عظمیٰ کے مالک ہیں۔شفاعت کا اذن مل چکا ہے، دنیا میں بھی شفاعت کرتے رہے اور اب بھی شفاعت وسفارش فرماتے ہیں اور قیامت میں بھی شفاعت فرمائیں گے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴۔تفسیر عزیزی پارہ ۳۰۔صفحہ ۲۱۹۔زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۴۲۔

آیات قرآنی واحادیث نبوی کہ شفاعت کا اذن مل چکا اور آپ ابھی سے شفاعت فرماتے ہیں۔

۱۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ(1) وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (محمد:۱۹) اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ اور شفاعت کا ہے کا نام ہے یہ شفاعت نہیں تو اور کیا ہے۔

۲۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ (نساء)

''اس حکم کے مطابق ایک اعرابی گناہ کی معافی کی سفارش کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔اندر سے جواب آیا تیری معافی ہوگئی۔''

(تفسیر مدارک وابن کثیر وغیرہما کتب کثیرہ بین فی تالیفی افہام الاغبیاء)

۳۔وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ (منافقون:۵)

۴۔لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ (النبا)

۵۔لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ (طٰہٰ)

۶۔وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى (الانبیاء/۲۸)

۷۔وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ (السبا)

۸۔لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ (مریم)

1۔ای لذنب خواصک ۱۲ منہ

۹۔ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ (زخرف)

۱۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اعطیت الشفاعة "یعنی مجھے شفاعت کا اذن واختیار مل چکا ہے"۔

(رواہ البخاری جلد ۱۔ صفحہ ۶۲ و مسلم جلد ۱۔ صفحہ ۱۹۹، والنسائی عن جابر بن عبداللہ)

۱۱۔ واحمد بسند حسن والبخاری فی التاریخ والبزار والطبرانی والبیهقی وابونعیم عن ابن عباس۔

۱۲۔ واحمد بسند حسن والبزار بسند جید والدارمی وابن شیبه وابویعلی وابو نعیم والبیهقی عن ابی ذر

۱۳۔ والطبرانی فی الاوسط عن ابی سعید الخدری۔

۱۴۔ وفی الکبیر عن سائب بن یزید۔

۱۵۔ واحمد باسناد حسن وابن شیبه والطبرانی عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم

۱۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

حیاتی خیرلکم ومماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللّٰه علیه وماکان من سیء استغفرت اللّٰه لکم۔

"میری دنیاوی زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور بعداز پردہ پوشی والی زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں تو ان میں جو اچھے ہوتے ہیں۔ میں ان پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور ان میں جو برے ہوتے ہیں میں ان پر تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔"

(معلوم ہوا کہ مزار میں بھی اس وقت ہمارے لئے شفاعت وسفارش فرمارہے ہیں)

"رواہ البزار بسند جید، بسند صحیح زجاله رجال الصحاح صحیح۔" عن ابن مسعود زرقانی جلد ۸۔ صفحہ ۲۵۱ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ وفیض القدیر جلد ۳ صفحہ ۴۰۱)

۱۷۔ واخرج الحارث وابن سعد والقاضی عن بکر بن عبداللّٰه المزنی مرفوعا مثله بسند حسن خصائص جلد ۲۔ صفحہ ۲۸۱۔ الجامع الصغیر جلد ۱ صفحہ ۱۵۰۔

۸۷۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب لواء الحمد ہیں، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام وماسوائے آدم سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۴۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۴۳ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰۔ صفحہ ۲۱۹)

۸۸۔ پہلے جنت کا دروازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھٹکھٹائیں گے۔

(زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۴۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۸)

۸۹۔ پہلے جنت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہوں گے۔ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۳۴۵۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۔ ۴۸۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰۔ صفحہ ۲۱۹)

۹۰۔ ہر وقت فرشتے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہیں (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۳)

۹۱۔ عہد آدم اور ملکوت اعلیٰ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم پاک کا ذکر ازان میں ہونا

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۹۲۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد شیطان آسمانوں سے روک دیا گیا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۹۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیٹھ پر مہر نبوت دل کے مقابل تھی (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۹۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہزار نام ہیں۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ زرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۱۲)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں کہ اس کی شانیں غیر محدود ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرت اسماء شرف مسمّٰی سے ناشی ہے آٹھ سو سے زیادہ مواہب وشرح مواہب میں ہیں اور فقیر نے تقریباً چودہ ۱۴۰۰ سو پائے اور حصر ناممکن۔ (احکام شریعت لاعلحضرت جلد ۲ صفحہ ۱۶۲ ونحوہ فی الملفوظ اعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۴۴ وصفحہ ۴۵)

۹۵۔ تقریباً ستر نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اللہ تعالیٰ کے ناموں سے ہیں۔

(کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۳)

امام عبدالکریم جیلی نے اپنی کتاب **الکمالات الالٰھیہ فی الصفات المحمدیہ** کا باب ثالث یہ منعقد کیا ہے۔ **اتصاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالاسماء والصفات الالٰھیۃ** جس میں اللہ تعالیٰ کا ہر اسم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بالدلیل ثابت کیا ہے۔ علامہ نبہانی رحمۃ

اللہ علیہ نے اس سے صرف ۹۹ نام اللہ تعالیٰ کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بالدلیل نقل کئے ہیں (ملاحظہ ہو جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۵۸ تا صفحہ ۲۷۰ از جواہر امام محقق جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ)

۹۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کسی کا نام احمد و (محمد) نہیں تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳ مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۱۷)

۹۷۔ ملائکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بحالت سفر سایہ کرتے تھے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۹۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے زیادہ عقیل ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳) باب اول میں شیخ محقق سے اس کے متعلق بہترین حوالہ گزرا۔

۹۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل حسن دیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو تو بعض حسن ملا تھا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳) بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن غیر منقسم ہے۔

حضور کے حسن کا کروڑواں حصہ بھی کسی کو نہ ملا۔ امام بوصیری فرماتے ہیں:۔

منزہ عن شریک فی محاسنہٖ فجوھرالحسن فیہ غیر منقسمٖ

(قصیدہ بردہ شریف)

"حضور اپنے محاسن میں شریک سے منزہ ہیں، حضور میں جو حسن کا جوہر ہے وہ غیر منقسم ہے صلی اللہ علیہ وسلم بقدر حسنہٖ وجمالہٖ وجودہٖ ونوالہٖ واصحابہٖ وآلہٖ۔

۱۰۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبریل کو اصلی صورت پر دیکھا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۱۰۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت کے وقت سے کہانت ختم ہوگئی۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)

۱۰۲۔ جن و شیاطین کے چوری سننے سے آسمان کی حفاظت ہوگئی (جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے) اور شعلوں سے رجم کئے جانے لگے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۱۸)

۱۰۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والدین کو زندہ کیا، یہاں تک کہ وہ حضرت پر ایمان لائے (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۸۵ و جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ عنہ و جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۷۰ از ابن حجر مکی وصفحہ ۳۶۹، از حمل وتسعہ رسائل سیوطی۔ تذکرہ امام قرطبی مختصر تذکرہ قرطبی للشعرانی، اخبار الاخیار صفحہ ۱۳۵۔ شمول الاسلام لاعلیٰ حضرت صفحہ و رسالہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۶۰۰ تحت آیت اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ و جلد ۴۔ صفحہ ۳۷۳)

۱۰۴۔اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ حضور ﷺ کولوگوں کے حملہ سے محفوظ رکھے گا۔(قرآن)
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

۱۰۵۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو کتاب نازل ہوئی یعنی قرآن شریف ہر شے کا جامع ہے، تغیر وتبدل سے محفوظ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اپنے ذمے لے لی ہے، قرآن ہر شے کا جامع اور ہر شے کی تفصیل ہے، اپنے غیر سے بے پروا کرنے والا ہے، اور یاد کرنے کے لئے آسان ہے(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۳ ۴۴ مدارج النبوت جلد صفحہ ۱۱۹)

۱۰۶۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے دشمنوں کو خود جواب دیا۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۰۷۔قرآن میں بہت جگہ اسم نبی اسم خدا سے ملا ہوا ہے۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۰۸۔مولیٰ کریم نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ التسلیم کی تابعداری کو عالم پر لازم قرار دیا۔
(کشف الغمہ۔جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۰۹۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امام القبلتین وصاحب ہجرتین ہیں۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۱۰۔آپ ظاہر وباطن پر حکم کرنے کے جامع ہیں(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۱۱۔اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وحی کی تمام قسموں سے کلام فرمایا۔
(کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۴۴۔سیرت رسول عربی صفحہ ۲۶۱)

۱۱۲۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبوت اور سلطانی کے جامع ہیں۔کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

قال علیه الصلوٰة والسلام وآتانی السلطان والملک۔
اخرجه ابونعیم عن عبادة ابن الصامت...... قال الغزالی فی الاحیاء لاجل اجتماع النبوة والملک والسلطنة لنبینا صلی الله علیه وسلم کان افضل من سائر الانبیاء فانه اکمل به صلاح الدین والدنیا۔"(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ ونحوہ فی غیرہا)

۱۱۳۔حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ہر شے کا علم دیا گیا حتیٰ کہ روح اور ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا ہوا جن کا ذکر اس آیت میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ (کشف الغمہ للشعرانی عن السیوطی جلد ۲ صفحہ ۴۴۔وعنہ فی جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۵۶۔سیرت رسول عربی نقشبندی صفحہ ۶۵۰۔تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۹، ۹۷ وجلد ۳ صفحہ ۲۱۵، ۲۴۰ وجلد ۴ صفحہ ۲۴۔ابریز شریف

مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷ وصفحہ ۲۹۶، ۵۴۵ و ۴۶۴۔ باجوری علی البردۃ صفحہ ۹۲ مطبوعہ مصر۔ خصائص کبریٰ للسیوطی مطبوعہ دکن جلد ۲ صفحہ ۱۹۵، ۱۹۳۔ جواہر البحار شریف جلد ا۔ صفحہ ۲۹۱۔ ۲۸۹۔ حاشیہ شیخ الاسلام محمد بن سالم الحفنی علی الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۹۷۔ علی ہامش السراج المنیر۔ مدارج النبوت شریف جلد ۲ صفحہ ۴۰ للشیخ المحقق محمد عبدالحق محدث دہلوی۔ زرقانی علی المواہب جلد ا صفحہ ۸۔ ۲۶۵۔ جواہر البحار عن الابریز جلد ۲ صفحہ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ وایضاً عنہ صفحہ ۳۰۱۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۳۴۷۔ ۳۴۸ عن العیدروس۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۴۱۰ از میر غنی خواص کو علوم خمسہ پر اطلاع، معتزلہ کا انکار مکابرہ ہے۔ فیض القدیر للمناوی جلد ۳۔ صفحہ ۴۵۸۔ تفسیر روح البیان للامام اسماعیل حقی حنفی جلد ۳ صفحہ ۵۴۲۔ تحت آیت قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وجلد ۲ صفحہ ۳۸۹ تحت آیت وَ لَوۡ کُنۡتُ اَعۡلَمُ الۡغَیۡبَ و جلد ۶ صفحہ ۴۲۲۔ تحت آیت اَلۡحَآقَّۃُ مَا الۡحَآقَّۃُ۔ الاربعین اربعین صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ مصر للنبہانی۔ فتح المبین لامام ابن حجر مکی شرح لعلامہ مدابغی الامن صفحہ ۴۱ فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ صفحہ ۶۴۔ شرح مقاصد جلد ۲ صفحہ ۲۵۰، ۱۵۱۔ تفسیر کبیر تحت عٰلِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ جلد ۸۔ صفحہ ۳۳۰۔ ہامش تفسیر جلالین صفحہ ۲۳، ۲۴، صفحہ ۴۷۷۔ جلالین صفحہ ۴۹۰ فِیۡمَ اَنۡتَ مِنۡ ذِکۡرٰىہَا تفسیر احمدی صفحہ ۴۰۵ تحت آیت اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۴۴ لمعات للشیخ جلد ا صفحہ ۳۷ تحت حدیث جبریل۔ امام قرطبی۔ امام عسقلانی۔ امام عینی، امام قسطلانی۔ ملا علی قاری پانچوں حدیث جبریل کی شرح(۱) میں۔ ارشاد الساری شرح بخاری کتاب التفسیر سورۂ رعد جلد ۷ صفحہ ۱۷۸ وعنہ ہامش بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۸۱۔ روض النظیر شرح جامع صغیر، جمع النہایہ لعلامہ شنوائی، تاویلات اہل سنت لامام ابی منصور تفسیر مظہری جلد ۳ صفحہ ۲۷۴ زیر آیت عِنۡدَہٗ مَفَاتِحُ الۡغَیۡبِ۔ تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۳۱۹ زیر آیت عٰلِمُ الۡغَیۡبِ تفسیر روح المعانی پارہ ۲۱۔ صفحہ ۱۰۱۔ المواہب اللدنیہ، زرقانی جلد ا صفحہ ۲۶۵۔

یہ حوالے علوم خمسہ اور علم روح کے ثبوت کے متعلق ہیں، باقی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلی کے متعلق بھی سنیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر شی کا علم ہے، ہر شی حضور پر روشن ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ سب جانتے ہیں، آپ ہر غیب پہ مامون ہیں۔ ما کان (جو ہو چکا)

1۔ ولفظھم "فمن ادعی علم شیء منها (ای من الخمسة) الخ فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی جلد ا صفحہ ۱۰۱ مطبوعہ بہیہ مصریہ ۱۳۴۸ھ کتاب الایمان باب سوال جبریل الخ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری للعینی جلد ا صفحہ ۲۹۰ مطبوعہ منیریہ مصر مرقات شرح مشکوٰۃ للقاری جلد ا صفحہ ۵۷ مطبوعہ مصر مدعی کاذب اس وقت ہوگا جب کہ ان کا استناد حضور کی طرف نہ کرے اور اگر حضور کی طرف اسناد کر کے کہے (جیسے غوث دباغ ابریز شریف میں) تو وہ اس دعویٰ میں سچا ہے فللہ الحمد ۱۲ منہ

مایکون (جو ہو رہا ہے اور جو ہوتا رہے گا) یہ سب کچھ باطلاع الٰہی باعلام ربانی وبفیض سبحانی وبتوفیق رحمانی جانتے ہیں، لوح وقلم کے جمیع علوم کے جامع ہیں بلکہ لوح وقلم کے علوم آپ کے علوم والے سمندر سے چند قطرے ہیں، حضور کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے بعض ہے۔ کما علیہ جمہور اهل السنت خلافا بعض العرفاء، کما قال الشیخ''۔

بعضے از عرفاء کتابے نوشتہ و اثبات کردہ کہ آں حضرت را تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند''۔

(مدارج النبوت)

اور مخلوق کی بنسبت کل ہے یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم کلی بھی ہے اور جزئی بھی ہے من جہۃ الخالق جزئی ہے اور من جہۃ المخلوق کلی ہے نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق ہیں اور حضور کا علم بھی مخلوق ہے علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی، وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور۔ وہ ضروری البقاء یہ جائز الفناء وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو۔

(بطور اجمال آپ کے علم کلی کے بعض دلائل صرف قرآن شریف اور احادیث سے)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شے جانتے ہیں۔

۱۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (حدید: ۳)

''اور وہی (یعنی حضور ﷺ (1) علیہ الصلوٰۃ والسلام) سب کچھ جانتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کی چاہت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے (خاص) بندے اللہ تعالیٰ کے بعض علم کا احاطہ کرتے ہیں۔

۲۔ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ (البقرہ: ۲۵۵)

''وہ نہیں احاطہ کرتے (گھیرتے) اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔ (اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو اپنے مخصوص علم غیب پر مطلع کرتا ہے''۔

۳۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝۲۶ اِلَّا (2) مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (3) (جن)

1۔ مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۲۔ الفتوحات المکیۃ للشیخ الاکبر باب ۱۰۔ صفحہ ۱۷۴ جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۱۱۳۔ درر الغواص علیٰ فتاویٰ سیدی علی الخواص للشعرانی علی هامش کتاب الابریز صفحہ ۹۴۔ ۹۵۔ ۱۱۲ للفیضی غفرلہٗ

2۔ یہ استثناء متصل ہے جمل جلد ۴ صفحہ ۴۲۵ ونحوہ فی ابی سعود وخازن جلد ۴۔ صفحہ ۳۱۹۔ ۱۲ منہ

زیر آیت مذکورہ در تفسیر عزیزی پارہ ۲۹، صفحہ ۱۵۵، ۱۵۶، است اظہار مخصص بر غیب خاص (نبی کے لئے) واظہار غیب بر مخصص (ولی کے لئے) لوح پر مطلع ولی۔ صفحہ ۲۱۷۔

''(اللہ تعالیٰ) غیب کے جاننے والا (ہے) تو اپنے (خاص) غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔''

۴۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ(1) مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران:۱۷۹)

''اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے، ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔''

لوح محفوظ میں ہر شے کا بیان ہے:

۵۔ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (یونس:۶۱)

۶۔ كُلٌّ فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (ہود:۶)

''اور اس (ذرہ سے) چھوٹی اور نہ اس (ذرہ) سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن (بیان کرنے والی) کتاب (لوح محفوظ(2)) میں نہ ہو''۔

''سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب (لوح محفوظ(3)) میں ہے''۔

امام بوصیری (متوفی ۶۹۴۔۶۹۵ھ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتے ہیں:۔

فان من جودک الدنیا وضرتها　　ومن علومک علم اللوح والقلم

''تو بے شک (یارسول اللہ) دنیا اور آخرت (کی ہر نعمت) آپ کے (خوان) سخاوت سے کچھ حصہ ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم سے بعض ہے''۔

(قرآن شریف لوح محفوظ کی تفصیل ہے)

۷۔ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ(4) لَا رَيْبَ فِيْهِ (یونس:۳۷)

1۔ بعض لوگ لفظ ''نبی'' کو تو مانتے ہیں اور لفظ نبی کے معنی کے منکر ہیں۔ لفظ نبی کے معنی ہیں غیب کی خبریں بتانے والا'' امام قاضی عیاض فرماتے ہیں'' فالنبوة فی لغة من همز ماخوذة من النباء...... والمعنی ان اللّٰه تعالٰی اطلعه علٰی غیبه...... النبوة التی هی الاطلاع علی الغیب شفا شریف جلد ا صفحہ ۲۰۹۔۲۱۰ باب ۴ فصل او شرحه للقاری والخفاجی جلد ۲ صفحہ ۴۵۱۔۴۵۳ ومثله فی المواهب اللدنیه للقسطلانی جلد ا و شرحه للزرقانی جلد ۳ صفحہ ۱۷۹۔۱۸۰ چ کہا گیا کہ لفظوں سے تو خوش ہیں لیکن معنیٰ سے خفا ہیں۔ ۱۲ منہ

2۔ خزائن العرفان۔ صفحہ ۳۱۲۔۳۱۵ تفسیر خازن ومدارک جلد ۲ صفحہ ۲۹۹

3۔ خزائن صفحہ ۳۲۱ خازن وجمل جلد ۲ صفحہ ۳۱۷۔ ۱۲۔ منہ

4۔ کتاب سے مراد لوح محفوظ۔ جمل جلد ۲ صفحہ ۳۴۹۔ صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۶۱۔ ۱۲ منہ

''اورلوح میں جو کچھ لکھا ہے (قرآن شریف(1) میں اس) سب کی تفصیل ہے۔''

قرآن شریف میں کل چیزوں کا بیان اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔

۸۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (انعام:۳۸)

''ہم نے اس کتاب (قرآن شریف) میں کوئی چیز نہیں چھوڑی'' (سب کو لکھ دیا ہے)

۹۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (انعام:۵۹)

''اور نہ کوئی تر (ہے) اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب (قرآن شریف(2)) میں لکھا نہ ہو۔''

۱۰۔ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ (یوسف:۱۱۱)

''(قرآن) ہر چیز کا مفصل بیان (ہے)''۔

۱۱۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (النحل:۸۹)

''اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔''

تنبیہات

۱۔ قرآن شریف کے متعلق جو قرآن شریف میں کل شی کے بیان وتفصیل کا اللہ تعالٰی نے اعلان فرمایا ہے وہ اپنے عموم پر ہے جو دین ودنیا کی ہر چیز پر بلکہ جمیع موجودات پر مشتمل ہے۔ اس میں امور دینیہ کی تخصیص والا دعویٰ بلا دلیل ہے جو قابل رد ہے۔ عمومات نصوص قطعیہ کسی ملا کے قول اور ظنی دلیل سے تخصیص نہیں پاتے اور مخصص نص قطعی میں موجود نہیں۔ اگر کسی میں ہے ہمت تو ان آیات کی تخصیص باموردینیہ پر قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ نص پیش کرے، ھل من مبارز، ہمیں میداں ہمیں گوئے

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہاں ان آیات کے عموم کو تقویت دینے کے لئے ہمارے پاس دلائل کثیرہ ہیں۔ بعض پیش ہوتے ہیں:۔

۲۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ہے، رضی اللہ تعالٰی عنہ:

ان اللہ انزل فی ھذا الکتاب تبیانا لکل شیء ولقد علمنا بعضنا مما بین لنا فی القرآن ثم تلا وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

(اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم، تفسیر درمنثور جلد ۴۔ صفحہ ۱۲۷)

1۔ خازن ومدارک جلد ۲ صفحہ ۱۴ جمل جلد ۲ صفحہ ۱۳ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۴۵ تفسیر اتقان جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ نوع ۶۵ للسیوطی منہ

2۔ تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۶۱ عن التاویلات النجمیہ ۱۲ ف

''بے شک اللہ تعالیٰ نے اس قرآن شریف میں ہر چیز کا روشن بیان نازل فرمایا اور ہم نے اس قرآن سے بعض چیزوں کو جانا جو ہمارے لئے بیان کی گئیں پھر دلیل کے طور پر انہوں نے یہی آیت نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ پڑھی۔''

وہی حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:۔

فان فیه علم الاولین والآخرین.

''بے شک اس قرآن شریف میں تمام اولین اور تمام آخرین کا علم ہے۔''

اخرجه سعید بن منصور وابن ابی شیبه وابن احمدفی زوائد الزهدوابن الفریس فی فضائل القرآن ومحمد بن نصرفی کتاب الله والطبرانی والبیهقی فی شعب الایمان (درمنثور جلد ۴۔ صفحہ ۱۲۷)

حضرت ابوبکر بن مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن فرمایا:۔

ما من شیء فی العالم الا وهو فی کتاب الله فقیل له این ذکر الخانیات فیه فقال فی قوله لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ فهی الخانیات۔ (تفسیر اتقان جلد صفحہ ۲۱۴)

''عالم کی کوئی چیز ایسی نہیں جو قرآن شریف میں نہ ہو۔ (یعنی جہان کے ہر ہر ذرہ اور ہر ہر قطرہ کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے) تو ان سے کہا گیا سراؤں کا ذکر کہاں ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ میں سراؤں کا بیان ہے۔

امور دینیہ سے تخصیص کرنے والے کیا سرائے بھی امور دینیہ سے ہیں اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا، رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

لوضاع لی عقال بعیر لوجدته فی کتاب الله تعالیٰ (تفسیر اتقان جلد ۲ صفحہ ۲۱۴)

''اگر میرے اونٹ کے زانو باندھنے والی رسی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن شریف میں پالوں گا کہ کہاں ہے''۔ کیا رسی بھی امور دینیہ سے ہے۔ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ۔

۲۔ دیوبندیوں وہابیوں کے پیر کی گواہی، مولوی حسین علی واں بھچروی کے پیرومرشد خواجہ مولانا محمد عثمان نقشبندی مجددی نے لکھا ہے:۔

برائے خواندن مشکوٰۃ شریف و بخاری و مثنوی مولانا روم صاحب و دیگر کتب احادیث استعداد وافرہ ومتکاثرہ مے باید واکثر علماء وفضلاء قرآن شریف می خوانند وتفسیر ہا می خوانند لیکن کما حقه

نمی فهمند۔

پس ایں شعر خوانند:

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افہام الرجال

(مجموعہ فوائد عثمانیہ صفحہ ۲۰۔۲۱)

''یعنی مشکوٰۃ شریف اور بخاری، مثنوی مولانا روم اور باقی کتب احادیث پڑھنے کے لئے بہت استعداد کی ضرورت ہے، بہت سے عالم وفاضل قرآن کریم اور تفسیریں پڑھتے ہیں لیکن کما حقہ، نہیں سمجھتے۔ پھر حضرت نے یہ شعر پڑھا:۔

''تمام علوم قرآن میں موجود ہیں لیکن لوگوں کے فہم ان سے قاصر ہیں۔''

نیز وسعت علوم قرآنی کے متعلق احیاء العلوم للغزالی جلد ا صفحہ ۲۶۰ باب رابع ملاحظہ ہو:۔

۴۔اشد ضروری تنبیہ

تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ کا قرآنی دعویٰ مکمل قرآن کے متعلق ہے نہ جز اور بعض قرآن شریف کے متعلق، جب مکمل قرآن شریف کے نازل ہونے سے ایک اور صرف ایک حرف باقی تھا تو اس وقت تک بھی تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ نہ ہوا تھا تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ اس وقت ہوا جب کہ مکمل قرآن مجید نازل ہو چکا، ایک حرف بھی نازل ہونے سے نہ رہا کیونکہ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ مکمل ''الکتاب'' سے متعلق ہے۔ مکمل الکتاب سے حال ہے، کل قرآن کی صفت ہے جب یہ آیت اتری تھی اس وقت بعض قرآن اترا تھا اور باقی بعض زمانہ مستقبل میں اترنے والا تھا(1) لہٰذا اس آیت کے نزول کے بعد فریق مخالف کا نفی علم سید عالم والے دلائل (اگر چہ وہ عدم اطلاع میں قطعی الثبوت اور قطعی الدلالہ نہیں بخلاف ان آیات قرآنیہ کے جو اپنے مفہوم میں قطعی الدلالہ ہیں) پیش کرنا بے سود ہیں کیونکہ پہلے کی نفی بعد والے ثبوت کے منافی نہیں کیونکہ اس وقت کے تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ کا قرآن مدعی نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے قرآن شریف کا تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ہونا اس وقت ہوا، جب مکمل قرآن شریف اتر چکا۔ ایک حرف بھی باقی نہ رہا، اگر فریق مخالف میں ہمت ہے تو مکمل قرآن شریف کے نزول کے بعد کوئی قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ ایسی نص پیش کرے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ما کان وما یکون ما فی السموٰت والارض سے کسی چیز کی صراحۃً اطلاع کی نفی ہو، اس کا جواب آج تک کسی منکر علم سید عالم

1۔باقی رہا یہ شبہ کہ نزلنا صیغہ ماضی سے بیان کیوں کیا۔ جواباً عرض ہے کہ قرآن پاک کا جو حصہ زمانہ آئندہ میں نازل ہونے والا تھا۔ اس کا نزول چونکہ یقینی تھا۔ لہٰذا صیغہ ماضی سے بیان کیا گیا۔ زمانہ مستقبل میں یقینی واقع ہونے والی چیز کو صیغہ ماضی سے تعبیر کرنا کتاب وسنت میں بکثرت واقع ہے۔ ۱۲منہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو سکا اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے، هل من مبارز ''ہمیں میداں ہمیں گوئے''۔ منکرین علم سید عالم چھوٹے بڑے، صغیر وکبیر۔ رطب و یابس مل کے اس کا جواب ہرگز نہیں دے سکتے۔ یہ خیال رہے کہ اس صورت میں فریق مخالف قرآن شریف کی کوئی آیت نفی میں نہیں پیش کر سکتا کیونکہ جو آیت پیش ہوگی وہ مکمل قرآن کے نزول سے پہلے کی ہوگی، اس کے بعد بھی کچھ آیتیں کچھ الفاظ کچھ حروف اترے ہوں گے اور اس وقت تک تو تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ کا دعویٰ نہیں دعویٰ تو مکمل قرآن کے نزول کے بعد کا ہے نیز مکمل قرآن شریف کے نزول کے بعد والی خبر واحد اگرچہ صحیحین کی ہو نفی علم عطائی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھی نہیں پیش ہو سکتی کیونکہ وہ ظنی دلیل ہوگی اور کل شی کا بیان و علم نص قطعی آیت قرآنی سے ثابت ہے ظنی دلیل قطعی دلیل کی نہ ناسخ ہو سکتی ہے نہ مخصص۔ کل کی عمومیت یہاں قطعی ہے تخصیص عقلی کے بعد بھی عام افادہ میں قطعی ہوا کرتا ہے۔ سنو اس تنبیہ کو خوب اچھی طرح سمجھو اور ذہن نشین کرلو۔ جزی الله المجد دالذی افاد لنا هذا۔

۵۔ قرآن شریف میں غیرہ وغیرہ نھو خیرہ ملا، مولوی کو ہر ہر چیز کا بیان نظر نہ آئے تو نہ آئے لیکن نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ کے کاف خطاب کے مخاطب یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جن پر قرآن شریف اترا جن کو رب تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم دی ان کے لئے تو یقیناً تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مکمل قرآن کی تعلیم دی اور قرآن شریف کے سب اسرار و رموز اور معانی و مطالب سے آگاہ فرمایا۔

۱۲۔ اَلرَّحْمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾ (الرحمٰن)

''رحمٰن نے (حضرت محمد(1) رسول اللہ ﷺ کو) مکمل قرآن کی تعلیم دی۔ (حضرت) انسان (حضور) کو پیدا کیا اور ان کو (ما کان(2) و مایکون کا) بیان سکھایا۔''

۱۳۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ؕ﴿۱۹﴾ (قیامہ)

''تو جب ہم اسے (قرآن کو) پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی آپ اتباع کریں پھر بے شک اس کی باریکیوں کا (بیان) تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔''

نمبر ۵ تا نمبر ۱۳ تک کی آیات کے مجموعہ سے صاف صاف یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکمل قرآن کے جمیع مطالب کے عالم ہیں، وہ قرآن جس میں جمیع مندرج مافی اللوح المحفوظ کی تفصیل ہے، وہ لوح جس میں جمیع ماکان و مایکون درج ہے اور وہ قرآن جس

1۔ تفسیر روح البیان جلد ۶ صفحہ ۷۵۔ وتفسیر جمل جلد ۴ صفحہ ۲۵۳۔ ۱۲ منہ

2۔ خازن جلد ۴ صفحہ ۲۰۸ جمل جلد ۴ صفحہ ۲۵۳ تفسیر مظہری جلد ۹ صفحہ ۱۴۵۔ ۱۲ فیضی

میں ہر شے کی تفصیل اور کل چیزوں کا بیان ہے تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر ہر چیز کا علم ہے۔ فللہ الحمد۔

جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ جانتے تھے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سکھا دیا۔

۱۴۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (نساء)

''اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔''

احادیث نبویہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جمیع احوال مخلوقات سے باخبر ہیں، اسی لئے حضور ﷺ نے ابتدائے مخلوق سے لے کر انتہائے مخلوق تک ہر ہر چیز کی خبر دی۔

ا۔ حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا۔

فاخبرنا عن بدء الخلق حتیٰ دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم۔ (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۴۵۳۔ کتاب بدء الخلق پارہ ۱۳۔ مشکوٰۃ شریف، باب بدء الخلق فصل ا صفحہ ۵۰۶ جلد ۲)

''پس ہم کو ابتدائے خلق سے خبر دی یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہنچ گئے اور جہنمی اپنی منزلوں میں۔ یعنی روز اول سے دخول جنت ودوزخ تک کے تمام تفصیلی حالات بیان فرمادیئے۔''

امام بدر الملت والدین محمود عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ اور امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ اور امام کرمانی اور علامہ یعقوب البمبانی شارحین بخاری اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ شارح مشکوٰۃ سب بیک زبان اسی حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں:۔

فيه دلالة على انه اخبر فى المجلس الواحد بجميع احوال المخلوقات من ابتدائها الى انتهائها۔

''اس حدیث شریف میں اس بات پر دلالت ہے کہ بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی مجلس میں ابتدائے مخلوقات سے لے کر انتہائے مخلوقات تک تمام مخلوقات کے سب حالات سے خبر دے دی۔''

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۰ واللفظ لہ۔ فتح الباری شرح بخاری جلد ۶ صفحہ

۲۲۳۔ الکوکب الدراری شرح صحیح بخاری للکرمانی۔ الجاری شرح صحیح بخاری للنبھانی ہامش بخاری ج ا ص ۴۵۳، مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۳۲۷)

ا۔ مخبر اور سامع حافظ کے علم میں نہ کمّاً مساوات ہے نہ کیفاً۔ کیفاً اس لئے کہ مخبر استاذ ہے اور سامع شاگرد۔ وہ معطی نعمت ہے اور یہ آخذ نعمت۔ باقی رہا کمّاً، تو سامع حافظ کا یہ مطلب نہیں کہ اس نے سب کچھ یاد کرلیا ورنہ سامع ناسی کے متعلق بھی یہ کہنا ہوگا کہ اس کو مخبر صادق کا بیان کردہ ایک لفظ بھی یاد نہ رہا، ولا یقول به عاقل مطلب یہ ہے کہ کسی کو کچھ یاد رہا اور کسی کو کچھ اور اگر بالفرض بعض سامع حافظ ایسے ہوں بھی کہ جمیع احوال مخلوقات کو انہوں نے یاد کرلیا ہو تو پھر بھی مخبر اور سامع حافظ کے علم میں کمّاً مساوات نہیں کیونکہ مخبر صادق کا علم ما کان و مایکون اور جمیع احوال المخلوقات میں بند نہیں ہے بلکہ اس سے بہت افزوں ہے اور پھر بھی علم الٰہی سے دوں(1) ہے۔ بعض جہلا شان الوہیت سے ناآشنا، عقل وعلم کے پست، نام کے توحید پرست، اللہ تعالیٰ کے علم غیر متناہی وغیر محدود کو ما کان وما یکون کے تین زمانوں کی حدود میں محدود مانتے ہیں۔ تَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ علامہ ملا علی قاری حنفی حل العقدہ شرح قصیدہ بردہ میں امام بوصیری کے اس قول ''ومن علومک علم اللوح والقلم'' کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

> وکون علومهما من علومه علیه السلام ان علومه تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق ومعارف وعوارف تتعلق بالذات والصفات وعلمهما یکون نهرا من بحور علمه وحرفا من سطور علمه۔ اھ

''اور لوح (وہ لوح کہ جس میں جمیع ما کان(2) و مایکون درج ہے) وقلم کے علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے بعض اس لئے ہیں کہ حضور ﷺ کے علوم منقسم ہیں جزئیات اور کلیات اور حقائق اور معرفت اور ان معرفتوں کی طرف کہ جن کا تعلق ذات اور صفات سے ہے۔ لہٰذا لوح وقلم کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کے دریاؤں کی ایک نہر ہے اور حضور ﷺ کے علم کی سطروں کا ایک حرف ہے۔

۲۔ باقی رہا یہ کہ جمیع احوال مخلوقات کو ایک مجلس میں بیان کردینا یہی تو حضور کا کمال ہے کیا قدرت نبوی اور طاقت رسالت سے یہ بعید ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام گھوڑوں پر زین رکھنے کا

1۔ دوں بمعنی تھوڑا نیچے (فیروز اللغات)'' یقال للقاصر عن الشیء دون''۔ مفردات راغب صفحہ ۱۷۵۔ ۱۲ منہ

2۔ خازن جلد ۴ صفحہ ۲۱۔ ۱۲ منہ

حکم دیتے اور ادھر آپ زبور جیسی ضخیم کتاب کی تلاوت شروع کرتے ابھی وہ گھوڑوں پر زین رکھنے سے فارغ نہ ہوتے تھے کہ داؤد علیہ السلام مکمل زبور پڑھ لیتے تھے۔ (بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۸ باب ذکر الانبیاء عن ابی ہریرۃ) حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۱۳۱ حاجی امداد اللہ مصدقہ تھانوی)۔ شیخ ابومدین مغربی حجر اسود سے قرآن شریف پڑھنا شروع کرتے اور باب کعبہ تک ختم کر لیتے (اڑھائی قدم کا فاصلہ ہے) جس کے الفاظ بھی مسموع ہوتے تھے اور معانی بھی مفہوم ہوتے تھے۔ (نفحات الانس للعارف الجامی) بعض اولیاء نے نماز مغرب سے سرخی کے غائب ہونے تک پانچ دفعہ قرآن پاک ختم کر لیا اور حضرت علی المرتضیٰ نے ایک درجہ پر ہزار ختم کر لئے۔ (لطائف المنن للشعرانی۔ ماخوذ از نجم الرحمٰن) جن کے غلاموں کی یہ شان ہو ان کے سردار کا ایک مجلس میں جمیع احوال مخلوقات سے خبر دے دینا نہیں ہوسکتا؟

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ سب کچھ بتا دیا۔

۳۔ حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم یوماً الفجر و صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما هو کائن(1) الی یوم القیٰمة قال فاعلمنا احفظنا۔

(رواہ مسلم فی صحیحہ جلد ۲ صفحہ ۳۹۰ مشکوٰۃ باب فی المعجزات فصل ۳ صفحہ ۵۴۳)

''یعنی ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں فجر کی نماز پڑھا کر منبر شریف پر چڑھ گئے، پس ہمیں خطاب کرتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آ گیا، پس اترے اور ظہر کی نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطاب کرتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا پھر اترے اور نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ گئے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا تو جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہمیں وہ سب کچھ بتا دیا تو ہم میں زیادہ علم والا وہ تھا جو حضور ﷺ کی ان بیان کردہ باتوں کو زیادہ یاد کرنے والا تھا۔''

1۔ تعیین غایت سے تعیین قیامت ہو گئی۔ فافہم ۱۲ منہ

۴۔حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ماترک شیئاً یکون فی مقامہ ذلک الیٰ قیام الساعۃ الا حدث بہ الحدیث۔(بخاری مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۰) مشکوٰۃ کتاب الفتن حدیث ۱ صفحہ ۴۶۱)

''ہم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیام فرمایا اس مقام میں قیامت تک ہونے والی کسی چیز کو نہ چھوڑا مگر سب کو بیان فرمادیا''۔

۵۔ عن ابی سعید الخدری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما صلوٰۃ العصر بنھار ثم قام خطیبا فلم یدع شیئاً یکون الی قیام الساعۃ الا اخبرنا بہ......ھذا حد یث حسن وفی الباب عن المغیرۃ بن شعبۃ وابی زید بن اخطب و حذیفۃ وابی مریم ذکروا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثھم بما ھو کائن الی ان تقوم الساعۃ''۔(ترمذی شریف جلد ۲۔صفحہ ۴۲)۔

ساری زمین حضور کی نظر میں

۶۔حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ان اللہ زوی لی الارض فرأیت(1) مشارقھا ومغاربھا۔(صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۰۔ قال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح جلد ۲ صفحہ ۴۰۔مشکوٰۃ باب فضائل سیدالمرسلین فصل ۱ جلد ۲ صفحہ ۵۱۲)

''بے شک اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی پس میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔''

سیدالرسل عالم کل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جو مرضی آئے مجھ سے پوچھو میں سب کچھ بتاؤں گا۔

۷۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

سلونی(2) عما شئتم فقال رجل من ابی قال ابوک حذافۃ فقام آخر فقال من ابی یا رسول اللہ قال ابوک سالم مولیٰ شیبۃ۔

(صحیح بخاری جلد ۱۔صفحہ ۱۹۔۲۰)

1۔حتی رایت 2۔قال سلونی۔بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۳۔ ۱۲ منہ

''جو چاہو مجھ سے پوچھو تو ایک مرد نے عرض کی میرا باپ کون ہے؟ حضور نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے، دوسرا کھڑا ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ شیبہ کا مولیٰ سالم ہے''۔

۸۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من احب ان یسأل عن شی فلیسأل فلا تسئلونی عن شی الا اخبرتکم(1) (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۷)

''جو شخص جو شے پوچھنا چاہتا ہے پوچھے تم مجھ سے جو کچھ پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔''

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بقدر سعة علمه دائما ابداً

۹۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرد سے فرمایا:۔

سل عما بدا لک (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵)

''جو تیرے لئے ظاہر ہو (یعنی جو جی میں آئے مجھ سے) پوچھ (میں بتاؤں گا)''۔

۱۰۔ حضور نے بار بار فرمایا:

سلونی (بخاری عن انس ج ۱ ص ۲۰)

''جو چاہو) مجھ سے پوچھو''۔

ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں

۱۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ما من شیء لم اکن اریته الا رایته فی مقامی هذا حتی الجنة والنار۔ (صحیح بخاری جلد ۱۔ صفحہ ۱۸)

''جو جو چیزیں مجھے نہیں دکھائی گئی تھیں وہ سب چیزیں میں نے یہاں دیکھ لیں۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو دیکھ لیا۔''

1۔ لاتسئلونی الیوم عن شیء الا بینته لکم عن انس مرفوعًا (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۴۱) ''لاتسئلونی عن شیء الا بینت له لکم''۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۰ فواللّٰہ لاتسألونی عن شیء الا اخبرتکم به''۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۳۔ ورواه عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویه من طریق قتاده عن انس۔ تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۳۳۴ ورواه ابن جریر وابن حاتم عن السدی۔ تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۳۳۵ ورواه ابن ابی شیبة عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر عن مجاهد۔ درمنثور جلد ۲ صفحہ ۳۳۶۔ ۱۲ ف

زمین وآسمان کی ہر ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے

۱۲۔حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

فوضع كفه بين كتفى فوجدت بردها بين ثديى فعلمت ما فى السموات(1) والارض. الحديث رواه الدارمى مرسلا (والمرسل حجة عند الحنفية و جمهور المحدثين (والترمذى نحوه عنه وابن عباس جامع ترمذی ج ۲ صفحہ ۱۵۵ ومعاذ بن جبل مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۷۰ باب المساجد)

''اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت والی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی تو جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے میں نے جان لیا''۔

کل شی حضور کے لئے روشن ہے اور ہر چیز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہچانتے ہیں۔

۱۳۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

وضع كفه بين كتفى حتى وجدت برد انامله بين ثديى فتجلى لى كل شىء وعرفت. الحديث.

(رواہ احمد فی مسندہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۳ والترمذی(2))

''اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت والی ہتھیلی میرے دو کندھوں کے درمیان رکھی یہاں تک کہ میں نے اس کے قدرت کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں پائی تو میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے (ہر چیز) کو پہچان لیا''۔

امام ترمذی اور امام بخاری نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۷۲ باب المساجد۔ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۵۶ تفسیر سورۂ صافات)

1۔قال السيوطى واخرجه عبدالرزاق واحمد وعبد بن حميد والترمذى وحسنه ومحمد بن نصر فى كتاب الصلوٰة ولفظهم "فعلمت ما فى السموات وما فى الارض"۔درمنثور جلد ۵ صفحہ ۳۱۹۔وقال السيوطى رواه احمد وابن جرير (جلد ۷ صفحہ ۱۶۲) وابن مردويه والبيهقى فى الاسماء والصفات تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۴۔۱۲منہ

2۔واخرجه محمد بن نصر و الطبرانى والحاكم وابن مردويه "لفظهٗ" فتجلى لى كل شىء وعرفتهٗ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۳۱۹

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر شے کا علم ہے

۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

فوضع یده بین ثدیی و بین کتفی فوجدت بردها بین ثدیی فعلمنی کل شی۔ الحدیث۔ اخرجه الطبرانی فی السنة والشیرازی فی الالقاب و ابن مردویه۔ (درمنثور جلد ۵ صفحہ ۳۲۰)

''یعنی اللہ تعالیٰ نے قدرت والا ہاتھ میرے سینہ اور میرے دو کندھوں کے درمیان میں رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک سینہ میں پائی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز کا علم دے دیا۔''

زمین وآسمان کی ہر چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے روشن ہو چکی۔

۱۵۔ یہی مضمون حضرت ثوبان سے مروی ہے جس میں یہ لفظ ہیں:۔

فتجلی لی بین السماء والارض

(اخرجہ ابن نصر والطبرانی فی السنۃ۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۳۲۱)

''جو کچھ آسمان و زمین میں ہے میرے لئے روشن ہو گیا۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ما کان و ما یکون کا علم ہے۔

۱۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لیلة المعراج قطرت فی حلقی قطرة علمت ما کان وما سیکون

(تفسیر روح البیان)

''شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور جو ہو رہا ہے اور ہوگا۔''

نیز حضور نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم۔

علمت ما کان وما سیکون تفسیر روح البیان جلد ۵۔ صفحہ ۶۲۵۔۶۲۶ زیر آیت وَ تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ۔ بعض ضدی لوگ حضور کو عالم ما کان و ما یکون نہیں مانتے حالانکہ بھیڑیے تک اس کے قائل ہیں، منکر بھیڑیے سے بھی بدتر ہوئے سنو:۔

۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بھیڑیا بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور ان بکریوں سے ایک بکری لے گیا، چرواہا اس بھیڑیے کے پیچھے گیا یہاں تک کہ بکری بھیڑیے سے

چھڑا لایا۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا پھر بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور دم دبا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا میں نے روزی کا قصد کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ روزی دی تھی، میں نے اسے لیا، پھر (اے چرواہے) تو وہ میرا رزق مجھ سے چھین کے لے گیا۔ تو اس چرواہے نے کہا اللہ کی قسم میں نے آج جیسا دن نہ دیکھا۔ بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا۔ اس سے عجیب تر یہ ہے کہ دوسنگستان کی کھجوروں میں (یعنی مدینہ میں) ایک مرد ہیں (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہ یخبر کم بما مضی وما ھو کائن بعد کم۔ ''جو کچھ گزر چکا اس کی بھی تمہیں خبر دیتے ہیں اور جو کچھ تمہارے بعد ہوگا اس کی بھی تمہیں خبر دیتے ہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ وہ (چرواہا) مرد یہودی تھا تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس نے حضور کو مذکورہ واقعہ سنایا اور مسلمان ہو گیا۔ حضور نے اس چرواہے کی (اس واقعہ میں) تصدیق کی پھر حضور نے فرمایا یہ باتیں علامات قیامت سے ہیں۔ قریب ہے کہ مرد اپنے گھر سے نکلے گا تو وہ نہ لوٹے مگر اس کی جوتیاں اور اس کا کوڑا اس کو اس کے جانے کے بعد والے گھریلو واقعات بیان کر دیں گے۔ (رواہ البغوی فی شرح السنۃ) مشکوٰۃ باب المعجزات فصل ۲ صفحہ ۵۴۱۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کا علم ہے

۱۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے۔

فاورثنی علم الاولین والآخرین و علمنی علوما شتی فعلم اخذ علی کتمانہ اذ علم انہ لا یقدر علی حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی العام والخاص۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۴۷۲۔ زیر آیت سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ

''یعنی مجھے علم اولین و آخرین کا وارث بنایا اور مختلف علوم کی مجھے تعلیم دی۔ ایک علم وہ ہے کہ جس کا چھپانا مجھ پر لازم قرار دیا کیونکہ وہ ایسا علم ہے کہ جس کو میرے بغیر کوئی نہیں اٹھا سکتا دوسرا علم وہ ہے کہ جس کے بتانے اور چھپانے میں مجھے اختیار دیا۔ تیسرا علم وہ ہے جس کے متعلق یہ حکم ہوا کہ خاص و عام کو تبلیغ کر دو۔''

فعلمت علم الاولین والآخرین (تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۷۵۳ زیر آیت قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ قال علیہ السلام۔ اوتیت علم الاولین والآخرین صحائف السلوک صحیفہ نمبر ۵۶ صفحہ ۱۱۸۔ الخواجہ نصیر الدین محمود

چراغ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ علمت علم الاولین والآخرین"۔

(تحذیر الناس للنانوتوی وہو منہم صفحہ ۴۔ ۳۴)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا تھا اور حضور نے انکار نہ فرمایا۔

فاشهد ان الله لا رب غیرہ وانک مامون علیٰ کل غائب

"میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور بے شک (یا رسول اللہ) آپ ہر غیب پہ امین ہیں۔"

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۷ صفحہ ۸) امام سیوطی نے فرمایا اس حدیث کے بہت سے طرق ہیں بیہقی براء سے، ابن شاہین انس سے، ابن سفیان ابن عبدالرحمان سے بخاری تاریخ میں اور بغوی وطبرانی سعید بن جبیر سے۔ ابن سفیان اور ابویعلی اور حاکم اور بیہقی اور طبرانی محمد بن کعب قرظی سے۔ ابن ابی خیثمہ اور رویانی اور خرائطی ابوجعفر باقی سے اس حدیث کے مخرج ہیں۔ اھ ملخصاً (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۰۲۔ ۱۰۳) یہ بطور اجمال قرآن شریف کی بعض آیتیں اور بعض حدیثیں وسعت علم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق پیش خدمت ہیں۔ علاوہ ازیں اور بہت سی آیتیں حضور کی فراخی علم کے متعلق موجود ہیں۔ (ان کو اگر دیکھنا ہو تو فقیر کی کتاب انوار القرآن ملاحظہ ہو جس میں اہلسنّت کے عقائد و مسائل کا ثبوت صرف آیات قرآنی سے پیش کیا گیا ہے) اور حدیثیں تو اس بارہ میں اتنی ہیں کہ جن کا شمار نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فراخی علم کے متعلق جو آیات واحادیث مذکور ہوئیں ان کے صرف ترجمہ ہی سے یہ صاف ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر شے جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص علم غیب پہ مطلع ہیں، اس کتاب (قرآن) کے مکمل عالم ہیں جس میں لوح محفوظ اور ہر چیز کی تفصیل ہے۔ سب کچھ جانتے ہیں، ابتدا سے لے کر انتہا تک جمیع احوال مخلوقات سے باخبر اور مخبر ہیں، قیامت تک کے تمام ہونے والے واقعات و حالات کے عالم اور مخبر ہیں، ساری زمین کو دیکھنے والے ہیں، سب کچھ جان کر سب کچھ بتانے والے ہیں، ہر چیز کو دیکھنے والے ہیں، زمین وآسمان کی ہر چیز کو جاننے والے ہیں، ماکان و ما یکون کے جاننے والے ہیں، علم اولین وآخرین کے جامع ہیں، ہر غیب پر مامون ہیں، یہ سب کچھ جو جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے ہی جانتے ہیں، ایک ذرہ کا بھی آپ کو ذاتی علم نہیں۔

مسلمانو! یہ ہے علم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا قرآنی واحادیثی اسلامی عقیدہ ومسئلہ جس پر بعض لوگ ہمیں کافرومشرک گردانتے ہیں۔(تفویہ۔ بہشتی زیور۔ بلغتہ کا تتمہ فتاویٰ رشیدیہ۔ ازالہ)وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔

اب دوحوالے ان کے گھر کے پیش کرکے مزید اتمام حجت کرتا ہوں کہ اگر قرآن وحدیث سے انکار ہے تو اپنے بڑوں کی بات کو تسلیم کرلو۔(چنانچہ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ اپنے مولویوں کی غلط سے غلط بات کو صاف قرآن وحدیث کے مخالف کلمات کو یہاں تک کہ ان کی کفریہ عبارات کو(جیسے کہ تھانوی نے حفظ الایمان صفحہ ۸ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کے علم کی طرح کہا۔گنگوہی اور انبیٹھوی نے براہین قاطعہ۔صفحہ ۵۱ پر شیطان کے علم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے بڑھایا۔نانوتوی نے تحذیرالناس صفحہ ۳ پر خاتم النبیین کے معنی'' آخری نبی'' کو عوام کا خیال بتایا۔اور بھچروی نے بلغہ صفحہ ۱۵۷۔۱۵۸ پر قبل از وقوع اشیاء ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ کے جاہل ہونے کی تصدیق وتوثیق کی'') کو ماننا اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔جب اپنے مولویوں کی بات کو ماننے پر آئیں تو بلا دلیل بلکہ خلاف دلیل کفریات تک کا پیچھا نہ چھوڑیں، کیونکہ الوہیت اور رسالت سے ان کو دشمنی جو ہوئی اور اگر نہ ماننے پر آئیں تو اپنے پیر اور استاذ سے اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کا دعویٰ کرکے اپنے آپ کو ان سے اعلم بتائیں کیونکہ پیر اور استاذ نے عظمت وشان مصطفےٰ کی بات جو کہہ دی ہے(ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند)اور اگر تسلیم نہیں کرتے تو ان کو بھی کافرومشرک کہو جیسا کہ اہلسنّت کو کہتے ہو کیونکہ وہ بھی وہی بات کررہے ہیں جو ہم کہتے ہیں ورنہ کیا یہ بھی وحی باطنی اسماعیلی میں اترا ہے کہ یجوز لآبائکم ما لا یجوز لاھل السنۃ ویکون لآبائکم توحید مایکون لا ھل السنۃ شرک

۱۔علماءدیوبند(نانوتوی گنگوہی،انبیٹھوی،تھانوی صاحبان)کے مرکزی پیرروشن ضمیر مولانا حاجی امداد اللہ صاحب کی گواہی:۔

فرمایا۔لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء واولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں، دریافت وادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے،اصل میں یہ علم حق ہے۔آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حدیبیہ وحضرت عائشہ(کے معاملات)سے خبر نہ تھی۔اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے''۔(شمائم امدادیہ صفحہ ۱۱۵۔مصدقہ تھانوی صاحب)

۲۔پنجابی علماء دیوبند کے صوبائی پیرروشن ضمیر مولانا خواجہ محمد عثمان صاحب نقشبندی کی گواہی:۔

'' مولوی حسین علی واں بھچروی کے دل میں خیال آیا کہ اولیاء کو بعض چیزوں کا علم ہوتا ہے یا اکثر کا

مولوی صاحب یہی خیال لے کر اپنے پیرو مرشد خواجہ محمد عثمان صاحب کی مجلس میں آئے۔ اس وقت خواجہ محمد عثمان صاحب پٹھانوں سے پشتو میں باتیں کر رہے تھے۔ مولوی بھچروی صاحب ان پٹھانوں کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ وہ بیٹھے ہی تھے کہ خواجہ محمد عثمان صاحب نے مولوی بھچروی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں یہ فرمایا کہ:۔

مولوی صاحب اولیاء ہمہ میدانند ولا کن مامور لیکن باظہار نیستند'' مولوی جی اولیاء سب کچھ جانتے ہیں لیکن ظاہر کرنے کا امر نہیں ہوتا۔''

بس یہی لفظ کہہ کر خواجہ صاحب پٹھانوں سے باتوں میں مشغول ہو گئے (مجموعہ فوائد عثمانیہ صفحہ ۹۸)

امام الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کجا رسل کجا انبیاء کجا، آپ کے خواجہ صاحب تو اولیاء کے لئے علم کلی کے قائل ہیں۔ الحمدللہ تقریب تام ہوئی۔

تنبیہات برائے دفعہ شبہات

شبہ نمبر ا۔ جب حضور کو غیب پر مطلع کر دیا گیا تو وہ چیز غیب نہ رہی پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیب جانتے ہیں، لہٰذا غیب نہیں جانتے بلکہ صرف اللہ ہی غیب جانتا ہے۔''

جواب نمبر ا۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ غیب جانتا ہے''۔ کیا اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غیب ہے؟ نہیں ہر گز نہیں کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے غیب نہیں تو وہاں بھی غیب کا اطلاق اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جو چیزیں ہماری بنسبت غیب ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے(1) لہٰذا وہ عالم الغیب ہے ورنہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غیب نہیں تو یہاں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ کہنا کہ حضور غیب جانتے ہیں یعنی جو چیزیں ہماری بنسبت غیب ہیں ان کو جانتے ہیں۔

جواب نمبر ۲۔ اطلاعی غیب کو غیب نہ کہنا یہ غیب کی تعریف سے ناواقفیت کی دلیل ہے(2)۔

جواب نمبر ۳۔ نقل سے بھی اطلاعی غیب پر غیب کا اطلاق ملتا ہے۔

1۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ (انعام: ۷۳) یعنی انه تعالیٰ یعلم ماغاب عن عباده وما یشاهدونه فلا یغیب عن علمه شیء (تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۶ ونحوه فی المفردات للراغب صفحہ ۳۷۳ یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو بندوں سے غائب ہے اور جس کا بندے مشاہدہ کرتے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے علم سے تو کوئی شے غیب نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ جس طرح عالم الغیب اللہ تعالیٰ کی صفت ہے عالم الشہادت بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ لہٰذا بعض الناس کو چاہئے کہ وہ علم غیب کی طرح علم شہادت بھی مخلوق میں سے کسی کے لئے نہ مانیں۔ ۱۲ منہ

2۔ (الغیب) الخفی الذی لا یدرکه الحس و لاتقتضیه بدیهة العقل (تفسیر بیضاوی صفحہ ۱۸) اور انبیاء و اولیاء جو غیب جانتے ہیں وہ باطلاع وفضل خداوندی نور نبوت اور نور فراست سے جانتے ہیں۔ ۱۲ منہ

اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی صفات سے ایک صفت یہ بھی بیان کی ہے۔

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (بقرہ:۳)

''کہ (متقی) غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔''

ایمان بغیر تصدیق کے ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ يصدقون بالغيب کو مستلزم ہوا اور جب چیز بالکل نامعلوم ہو تو تصدیق کیسے ہوگی اور کس کی؟ لہٰذا یصدقون بالغیب ہو نہیں سکتا جب تک یعلمون الغیب نہ ہو۔ نسیم الریاض میں ہے لم يكلفنا الله الايمان بالغيب الا وقد فتح لنا باب غيبه۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جبھی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لئے کھول دیا ہے۔ تفسیر کبیر (جلد ا صفحہ ۲۵۱) میں ہے۔ لا يمتنع ان نقول نعلم من الغيب ما لنا عليه دليل، '' یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس پر ہمارے لئے دلیل ہے'' فقیر نے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے کہا تھا۔ یہ ائمہ وعلماء جو اپنے لئے مان رہے ہیں، معلوم نہیں کہ مخالفین ان پر کونسا حکم جڑیں (ماخوذ از خالص الاعتقاد صفحہ ۲۶ لاعلیٰ حضرت)

والغيب فى قوله يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ما لا يقع تحت الحواس ولا تقتضيه بداهة العقول وانما يعلم (الغيب) بخبر الانبياء عليهم السلام۔ اھ (مفردات امام راغب صفحہ ۳۷۳)

۲۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

كان رجلاً يعلم علم الغيب۔ (تفسیر در منثور للسیوطی جلد ۴ صفحہ ۲۳۱ تفسیر ابن جریر پارہ ۱۵ صفحہ ۱۶۷)

''خضر علیہ السلام ایسے مرد تھے کہ علم غیب جانتے تھے۔''

کیا خضر علیہ السلام کو ذاتی علم تھا کہ ان کے علم پر غیب کا اطلاق کیا جا رہا ہے؟ ذاتی نہیں تھا بلکہ ان کو عطائی علم تھا جس پر صحابی نے غیب کا لفظ بولا، معلوم ہوا کہ عطائی غیب پر بھی غیب کا لفظ بغیر صراحت عطا کے استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ اس کا مومن ہونا ہی اس بات پر روشن دلیل ہے کہ وہ مخلوق میں سے جس کے لئے جو علم مانے گا وہ اللہ تعالیٰ ہی کی عطا سے مانے گا۔ فافہم

۳۔ مولانا علی قاری کتاب العقائد تالیف حضرت شیخ ابو عبداللہ شیرازی سے نقل کرتے ہیں:۔

۱ نعتقد ان العبد ينقل فى الاحوال حتى يصير الىٰ نعت الروحانية فيعلم الغيب (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا صفحہ ۵۴)

''ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفت روحانی تک پہنچتا ہے، اس وقت وہ غیب جانتا ہے۔''

یہاں بھی علم غیب عطائی پر لفظ غیب کا اطلاق ہے۔

شبہ نمبر ۲: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نفی علم غیب کی آیات واحادیث موجود ہیں۔

جواب نمبرا: ان سے ذاتی علم غیب کی نفی ہے نہ عطائی کی۔ کما قال جمع من المفسرین والمحدثین۔ (تفسیر خازن وجمل، نسیم الریاض، فتاویٰ نووی، فتاویٰ حدیثیہ لابن حجر مکی وغیرہ)

جواب نمبر ۲: ان آیات واحادیث سے قبل از اطلاع کی نفی ہے پھر بعد میں اطلاع دے دی گئی جیسا کہ ثبوت کی آیتیں اور حدیثیں گزریں۔

جواب نمبر ۳: ان سے عدم توجہ مراد ہے توجہ کا نہ ہونا علم کی نفی نہیں کرتا بسا اوقات علم ہوتا ہے اور توجہ نہیں ہوتی۔

جواب نمبر ۴: آیات نفی میں سے بعض آیات منسوخ ہیں۔

شبہ نمبر ۳: بعض احادیث وآثار واقوال علماء میں تو بعض چیزوں کی صراحۃً اطلاع کی بھی نفی ہے۔

جواب نمبرا: ہم نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کلی کے ثبوت کے متعلق آیات قرآنیہ پیش کی ہیں وہ عام ہیں جن سے کسی چیز کو خاص و مستثنیٰ نہ کیا گیا اور عام افادۂ استغراق میں قطعی ہوا کرتا ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی(1) بے دلیل شرعی تخصیص تاویل کی اجازت نہیں اور قطعیات کی تخصیص ظنیات (قول تابعی یا صحابی، یہاں تک کہ خبر واحد کتنا اعلیٰ درجہ کی صحیح کیوں نہ ہو) سے نہیں ہوسکتی بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا منسوخ ہونا نہیں ہوسکتا لہٰذا ان بعض احادیث وآثار (ظنیات) کو دیکھتے ہوئے نصوص قرآنیہ مثبت علم کلی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ نہیں دی جاسکتی۔

جواب نمبر ۲: وہ احادیث وآثار جن میں صراحۃً بعض اشیاء کی اطلاع کی نفی ہے وہ قبل از اطلاع پہ محمول ہوں گی۔ (کما قال بعض المحدثین) اور از روئے آیت وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہر چیز کے علم کا ثبوت بعد از نزول تکمیل قرآن ہو رہا ہے اور تکمیل قرآن شریف کے نازل ہونے کے بعد کوئی قطعی دلیل ایسی نہیں کہ جس میں ما کان وما یکون سے بعض چیزوں کی اطلاع کی نفی مذکور ہو۔ باقی رہیں ظنیات وہ بھی بعد ثبوت بعدیت قطعی آیت کی تخصیص نہیں کرسکتیں اور نہ اخبار کا نسخ ہوا کرتا ہے (کمافی الاصول)

1۔ النصوص علی ظواھرھا والعدول عنھا الی معان باطن الحاد۔ مجمع البحار، جلد ۳، صفحہ ۵۳۰۔ ۱۲ منہ

جواب نمبر ۳: باقی رہے بعض علماء کے اقوال (فریق مخالف کے نزدیک تو کسی پیر اور عالم و مفسر و محدث کی بات حجت نہیں تو پھر وہ ان سے دلیل کیسے پکڑتا ہے) نہ ان سے یہ لازم کہ حضور کے لئے علم کلی کا مثبت مشرک ہے (جیسے فریق مخالف کہتا ہے) اور نہ ان سے یہ ثابت کہ ساری امت محمد یہ ان بعض چیزوں کی عدم اطلاع کی قائل، بلکہ اکثر اہل باطن عرفاء کرام اور بعض علماء ظاہر کا خاص انہیں چیزوں کے متعلق صاف ثبوت کہ ان پہ بھی حضور مطلع ہیں۔ جن کے صرف حوالے اسی خصوصیت کے اول میں مذکور ہوئے۔

شبہ نمبر ۴: تم نے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق علم کلی استغراقی ثابت کیا ہے۔ وہ لفظ ما اور لفظ کل اور نکرہ تحت نفی وغیرہ کے عموم کی وجہ سے ثابت کیا ہے: حالانکہ ہر جگہ ان سے استغراق حقیقی مراد نہیں ہوتا چنانچہ آیات قرآنیہ اور اہل لغت و اصول کے کلمات شاہد ہیں تم بھی ان آیات میں استغراق حقیقی نہیں مانتے تو تم ان آیات میں عموم و استغراق کیوں مانتے ہو جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے متعلق ہیں؟

جواب نمبر ۱: کیا بعض جگہ لفظ ما اور لفظ کل وغیرہ میں استغراق کا نہ ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ کسی جگہ بھی ان میں استغراق نہیں ہوتا۔ سلب جزئی سے سلب کلی نہیں ہوا کرتا ورنہ تمہیں کہنا ہوگا کہ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وغیرہ آیات عمومیہ متعلقہ بالالوہیت میں بھی عموم و استغراق نہیں۔

جواب نمبر ۲: الفاظ عمومیہ متعلقہ بشان نبوت کو ان الفاظ عمومیہ پر قیاس کر کے جو غیر نبی کے حق میں وارد ہیں، عموم و استغراق کو توڑنا، یہ حماقت اس شخص کی حماقت سے کم نہیں جو الفاظ عمومیہ متعلقہ بشان الوہیت کو ان الفاظ عمومیہ (جو عوام الناس کے حق میں وارد ہیں) پر قیاس کر کے ان کا عموم و استغراق توڑے۔

جواب نمبر ۳: بات دراصل یہ ہے کہ ان (ما۔ کل وغیرہ) الفاظ عمومیہ میں بعض جگہ بوجہ دلیل تخصیص موجود ہے، وہاں استغراق حقیقی مراد نہیں۔ بلکہ وہاں یہ عام عام مخصوص عنہ البعض کہلایا اور بعض جگہ یہی الفاظ عمومیہ اپنے اصلی حقیقی معنیٰ کی رو سے مفید عموم و استغراق ہیں چونکہ وہاں اس نوعیت کی دلیل تخصیص موجود نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وسعت علمی کے بارہ میں جو کتاب وسنت میں لفظ ماوکل وغیرہ الفاظ وکلمات عمومیہ موجود ہیں، یہ اپنے اصلی وحقیقی معنیٰ عموم اور استغراق پر ہیں اور جب تک معنیٰ حقیقی متعذر نہ ہو مجاز کی طرف آنا مشکل اور جب تک اسی نوعیت کا مخصص متصل نہ ہو تخصیص

نا قابل قبول ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان کلمات عمومیہ کا معنیٰ نہ مشکل نہ محال بلکہ ممکن۔ لہٰذا تخصیص والا معنیٰ مجازی ردّ ہے اور یہاں اسی نوعیت کا مخصص متصل (جس میں عدم اطلاع کی تصریح ہو کیونکہ علم ذاتی کا دعویٰ نہیں بلکہ عطائی کا ہے) مفقود تو اس وجہ سے بھی تخصیص کا قول باطل و مردود قطعی آیت کی تخصیص حدیث، خبر واحد ظنی دلیل سے نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ اسی نوعیت کا مخصص نہیں اور مخصص متراخی ناسخ ہوگا اور اخبار کا نسخ ناممکن تو آیت قرآنیہ مخصصہ متراخیہ سے بھی تخصیص نہ ہوسکے گی نیز ان آیات سے بھی تخصیص نہیں ہوسکتی جن میں مطلقاً علم کی نفی ہے کیونکہ ان میں نفی ذاتی علم کی ہے نہ کہ عطائی کی اور آیات عمومیہ مثبتہ میں علم کلی عطائی کا ثبوت ہے۔ ان چند صفحات کو خوب ذہن نشین کرنے سے متہم کے سیکڑوں صفحات پر مشتمل کتب ھباءً منثوراً ہو جاتی ہیں۔

ولہ الحمد وعلیٰ حبیبہٖ الصلوٰۃ والسلام اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہٗ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہٗ۔

۱۱۴۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بے خوف نہ کیا(1) سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۱۵۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بلند کیا ہے۔ جب بھی اذان، خطبہ، التحیات میں ذکر خدا ہوتا ہے تو ذکر مصطفیٰ بھی ساتھ ہوتا ہے عزوجل و ﷺ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

اذان کیا جہاں دیکھو ایمان والو   پس ذکر حق ذکر ہے مصطفیٰ کا
کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہولے
تو پھر نام لے وہ حبیب خدا کا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے حبیب! جس نے میرا ذکر کیا اور تیرا ذکر نہ کیا اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں۔ (درمنثور، جلد ۶ صفحہ ۴۰۱)

۱۱۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ تمام امت پیش کی گئی۔ حضور نے اس کو دیکھا۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۱۷۔ قیامت تک جو بھی حضور کی امت میں ہونے والا تھا سب کچھ حضور پہ پیش کیا گیا بلکہ تمام امتیں حضور پر پیش ہوئیں جیسے حضرت آدم کو تمام ناموں کا علم سکھایا گیا تھا۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴ زرقانی جلد ۵ صفحہ ۱۹۰۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۵۷)

1۔ اس خوف سے خاص خوف مراد ہے ورنہ عام خوف کی نفی تو اولیاء سے بھی ہے۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ ۱۲ منہ

۱۱۸۔ چار وزیروں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید کی گئی، جبریل، میکائیل علیہما السلام ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۱۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرین (مصاحب شیطان) مسلمان ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴۔ مشکوٰۃ ج ا ص ۱۸ و ج ۲ ص ۲۶۹)

۱۲۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج آپ کی معاون تھیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۲۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک بیویاں اور بیٹیاں تمام جہانوں کی عورتوں سے افضل ہیں۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۲۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ تمام جہان والوں سے افضل ہیں سوائے انبیاء ورسل کے

(کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴)

۱۲۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی تعداد انبیاء کی تعداد کے قریب ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

صحابہ کرام بوقت وفات سید کائنات مطابق تعداد انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار موجود تھے۔

(نسیم الریاض جلد ۲ صفحہ ۴۵۵ وشرح شفا للقاری جلد ۲ صفحہ ۴۵۵)

۱۲۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے صحابہ مجتہد مصیب ہیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۴)

۱۲۵۔ مدینہ منورہ کی مٹی عذاب سے مامون ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۴)

۱۲۶۔ مدینہ منورہ کی غبار مرض جذام کے لئے شفا ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۴)

۱۲۷۔ ملک الموت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت طلب کی۔

(کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۴۴)

۱۲۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس بقعہ شریف میں دفن ہیں وہ کعبہ اور عرش سے افضل ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۲۹۔ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مزار سے تشریف لائیں گے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۰۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میدان حشر میں براق پر تشریف لے جائیں گے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۳۱۔ موقف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم پاک کا اعلان ہوگا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۳۲۔موقف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنت کی اعلیٰ پوشاکوں میں سے اعلیٰ پوشاک پہنائی جائے گی۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۴)

۱۳۳۔(قیامت میں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عرش کی دائیں طرف قیام فرمائیں گے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴۔تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۴۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت میں نبیوں کے امام، قائد اور خطیب ہوں گے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴،تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۵۔قیامت کے دن پہلے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنے کی اجازت ملے گی اور پہلے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سر سجدہ سے اٹھائیں گے۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴)

۱۳۶۔اس دن پہلے پہلے اللہ تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھیں گے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴،تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۳۷۔اس دن ہر شخص اللہ تعالیٰ سے اپنے متعلق سوال کرے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر (امت) کے متعلق سوال کریں گے۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴)

۱۳۸۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بہت سی قوم بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگی۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴، مدارج جلد ۱ صفحہ ۱۴۳)

۱۳۹۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے بہت سے دوزخ کے مستحق دوزخ میں نہ جائیں گے۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴)

۱۴۰۔۱۴۱۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت سے جنتیوں کے مرتبے بلند ہوں گے۔اور کوئی امتی دوزخ میں نہ رہے گا۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴)

۱۴۲۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی وجہ سے صالحین سے قصور طاعات میں درگزر کیا جائے گا۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴)

۱۴۳۔موقف میں آپ کی شفاعت کی وجہ سے حساب میں تخفیف ہوگی۔
(کشف الغمہ جلد ۲۔صفحہ ۷۴)

۱۴۴۔(بعض) کفار خالدین فی النار کو آپ کی شفاعت کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگی۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۷۴ حاشیہ لباجوری علی البردۃ، صفحہ ۲۸)

۱۴۵۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور آل اطہار سے کوئی دوزخ میں نہیں جائے گا۔

(فتوحات مکیہ باب ۲۹ صفحہ ۲۵۵، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۱۱۶،۱۱۵۔ کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷)

۱۴۶۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور اور سر اقدس کے ہر بال میں نور کا ظہور ہوگا۔

(کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۷)

۱۴۷۔ تمام اہل محشر کو حکم ہوگا کہ اپنی آنکھیں بند کرلیں تاکہ آپ کی بیٹی ملکہ جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پل سے گزریں، چنانچہ آپ گزریں گی اور آپ کے کندھے پر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون آلودہ کپڑا ہوگا یہاں تک کہ رب کے سامنے حاضر ہوں گی پھر رب فیصلہ فرمائے گا جو چاہے گا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۔ ۴۸، تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹ ۱۲الا الا خیر۔ خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۲۵ وعنہ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۲۱)

۱۴۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں داخل ہوں گی۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۸، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۲۲۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۲۵)

۱۴۹۔ جنت میں سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان بولیں گے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۸ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۳۹، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴۳)

۱۵۰۔ آپ کو اجازت تھی کہ بحالت جنب مسجد میں رہیں (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۹)

۱۵۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جائز تھا کہ وتر سواری پر پڑھیں اور بیٹھ کے پڑھیں اور اس میں قراءت بلند آواز سے کریں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۹۔ مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۱۱۴)

۱۵۲۔ اور یہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے کہ ایک رکعت کے بعض حصہ کو کھڑے ہو کے پڑھیں اور ایک حصہ کو بیٹھ کے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۹)

۱۵۳۔ صوم الوصال (مسلسل روزہ نہ سحری نہ افطار) بھی آپ کا خاصہ تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۹ مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۱۱۴)

۱۵۴۔ اور بیک وقت چار عورتوں سے زائد کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے حلال تھا اور اسی طرح باقی انبیاء کو بھی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۴۹، مدارج جلد ا صفحہ ۱۱۴)

خصوصیت ۱۵۵:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَ

مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

''اور ایمان والی عورت اگر (بلا عوض) اپنے آپ کو نبی کے لیے دے دے اگر نبی اسے اپنے نکاح میں لینا چاہیں۔ یہ حکم آپ کے لیے خاص ہے بغیر دوسرے مسلمانوں کے بے شک ہم جانتے ہیں۔ جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا ان کی بیویوں اور کنیزوں کے (بارہ) میں (آپ کی یہ خصوصیت) اس لئے (ہے) کہ آپ پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ (احزاب)، (البیان)

مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں۔

فاما هو عليه الصلوة والسلام فانه لا يجب عليه للمفوضة شيئ ولو دخل بها لان له ان يتزوج بغير صداق ولا ولى ولا شهود كما فى قصة زينب بنت جحش رضى الله تعالىٰ عنها ولهٰذا قال قتاده فى قوله تعالىٰ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ الى من حصرهم فى اربع نسوة حرائر وما شاء وا من الاماء واشتراط الولى والمهر والشهود عليهم وهم الامة وقد اخصنا لک فى ذالک فلم توجب عليک شيئا منه لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (تفسیر ابن کثیر ج ۳، صفحہ ۵۰۰، طبع عیسیٰ البابی الحلبی)

امام مفسر خازن متوفی ۷۴۱ھ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وكان من خصائصه صلى الله عليه وسلم ان النكاح ينعقد فى حقه بمعنى الهبة من غير ولى ولا شهود ولا مهر لقوله خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ والزيادة علٰى اربع ووجوب تخير النساء

(تفسیر خازن ج ۳، صفحہ ۴۷۴ طبع مصر)

خصوصیت ۱۵۶۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ (احزاب: ۵۱)

''پیچھے ہٹاؤ ان سے جسے چاہو۔ اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو'' (کنز الایمان)

اے محبوب آپ کو اختیار ہے اپنی بیویوں میں سے جسے چاہیں پیچھے رکھیں اور جسے چاہیں (پہلے) اپنے پاس جگہ دیں۔ (البیان)

اوراس کی ایک تفسیر یہ بھی جو معتبر مفسرین سے منقول ہے ملاحظہ ہو۔
مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَتُؤْوِیْٓ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ وقال الحسن معناه تترک نکاح من شئت وتنکح من تشآء من نساء امتک (تفسیر مظہری، ج ۷، صفحہ ۴۰۰)

۲۔ مفسر قرآن امام ابوالبرکات نسفی حنفی لکھتے ہیں، وعن عائشة و ام سلمة ما مات رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم حتی احل له ان یتزوج من النساء ما شاء
(تفسیر مدارک علی الخازن ج ۳، صفحہ ۴۷۵۔ تفسیر خزائن العرفان صفحہ ۶۷۸)

۳۔ مفسر قرآن علامہ خازن تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں۔

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ما مات رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم حتی احل الله له النساء اخرجه الترمذی وقال حدیث حسن صحیح والنسائی عنها حتی احل له ان یتزوج من النساء ما شاء (تفسیر خازن ج ۳، ۴۷۵)

۴۔ مفسر قرآن علامہ آلوسی بغدادی نے لکھا:۔

اخرج ابوداؤد فی ناسخه والترمذی وصححه والنسائی والحاکم صححه ایضًا وابن المنذر وغیرهم عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت لم یمت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم حتی احل الله تعالیٰ له ان یتزوج من النساء ما شاء الله الا ذات محرم لقوله سبحانه"... تُؤْوِیْٓ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ...... بعموم من تشاء وقوله سبحانه تُؤْوِیْٓ اِلَیْکَ لیس مقیدا بمنهن کذا قال الخفاجی (تفسیر روح المعانی ج ۲۲، صفحہ ۶۶۔ ۶۷)

اسی طرح نورالانوار صفحہ ۲۱۵ فی طبع وصفحہ ۲۱۱ فی طبع میں ہے اور اسی طرح ائمہ تفاسیر سے تفسیر درمنثور للسیوطی ج ۲، صفحہ ۲۱۱، ۲۱۲ میں ہے اور تفسیر ابن جریر ج ۲۲، صفحہ ۲۳، ۲۴ میں ہے۔
اور اسی طرح غیر مقلدین کی تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج ۴، صفحہ ۲۹۶ میں ہے اور تفسیر قرطبی ج ۴، صفحہ ۲۱۹ خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی قرآن پاک کی تفسیر میں رقمطراز ہیں، واخرج عبدالرزاق و سعید بن منصور و عبد بن حمید (ابو داؤد فی ناسخه والترمذی، صححه

والنسائی وابن جریر وابن المنذر والحاکم و صححه وابن مردویه والبیهقی من طریق عطا عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت لم یمت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم حتی احل الله له ان یتزوج من النسآء ماشا الاذات محرم لقوله ترجی من تشاء منهن وَتُؤْوِیٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ و اخرج ابن سعد عن ابن عباس مثله (تفسیر درمنثور ج۵،صفحه ۲۱۲)

مفسر قرآن قاضی شوکانی نے لکھا۔

اخرج عبدالرزاق وسعید بن منصور وابن سعد واحمد وعبدبن حمید وابوداؤد فی ناسخه والترمذی و صححه والنسائی وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصححه وابن مردویه والبیهقی من طریق عطا عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت لم یمت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم حتی احل الله له ان یتزوج من النساء ماشاء الله الا ذات محرم لقوله تعالیٰ وَتُؤْوِیٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ واخرج ابن سعد عن ابن عباس (تفسیر فتح القدیر ج۴،صفحه ۲۹۶)

خصوصیت ۱۵۷۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ(احزاب:۳۶)

''اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کوحق پہنچتا ہے کہ جب اللہ (یہ نام بطور تمہید ذکر ہوا اصل مقصود حکم رسول ہے۔ جو درحقیقت حکم خدا ہے) اور اس کے رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار ہے''۔(روح المعانی ج۲۲،صفحه ۲۲)

مفسرین نے اس آیت کا شان نزول لکھا کہ یہ آیت زینب بنت جحش اسدیہ اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی امیمہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں واقعہ یہ تھا کہ زید بن حارثہ جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کیا تھا اور وہ حضور پاک ہی کی خدمت میں رہتے تھے۔ حضور پاک نے زینب کے لیے ان کا پیام دیا اس کو زینب نے اور ان کے بھائی نے منظور نہ کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور حضرت زینب اور ان کے بھائی اس حکم کوسن کر راضی ہو گئے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کا نکاح ان

کے ساتھ کر دیا۔

مسئلہ:۔ اس (آیت و واقعہ) سے معلوم ہوا کہ آدمی کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہر امر میں (اگر چہ رشتہ کے بارہ میں بھی ہو) واجب ہے اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں کوئی اپنے نفس کا خود مختار نہیں۔

تفسیر خزائن لعرفان، صفحہ ۶۷۴، تفسیر روح المعانی ج ۲۲، صفحہ ۲۳، تفسیر امام بغوی وخازن ج ۵ ص ۲۱۴، ۲۱۵ تفسیر ابن عباس علی ہامش درمنثور ج ۴ ص، ۲۴۷، درمنثور ج ۵، صفحہ ۲۰۰ تفسیر مظہری ج ۷، ص ۳۷۷۔ تفسیر ابن جریر ج ۲۲، صفحہ ۹ تفسیر عثمانی، صفحہ ۵۴۸ حاشیہ نمبر ۲

۱۵۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام دنیا کی زمین اور تمام جنت کی زمین کے مالک ہیں جس زمین سے جتنا چاہیں جس کے لئے چاہیں عطا فرماتے ہیں (کشف الغمہ جلد ۲، صفحہ ۵۰ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۴۔ عنہ مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۵۔ زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۱۴۔ ۲۸ وجلد ۳، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴۔ ۲۴۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۳۸ عنہ۔ بالدلائل اس مسئلہ کا ثبوت گذر چکا ہے۔ وہاں دیکھو۔

۱۵۹۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج پاک اور بنات طاہرات کو چادروں اور برقعوں میں بھی دیکھنا حرام ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲۶)

۱۶۰۔ آپ کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ (قرآن احزاب، کشف الغمہ جلد ۲۔ صفحہ ۵۰)

۱۶۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پاک بیویوں(1) اور اپنی آل اطہار کے لئے یہ جائز قرار دیا کہ وہ بحالت حیض و جنابت مسجد میں بیٹھیں(2)۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

حضور و حضرت علی کے لئے بھی مباح کہ بحالت جنب مسجد میں رہیں۔ (جواہر البحار نقلہ عن النووی جلد ۱ صفحہ ۲۰۲، جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۳۳۹۔ عن الخصائص جلد ۲ صفحہ ۲۴۳۔ ۲۴۴)

1۔ (تنشاد متعلق سیدہ ورفعۂ واطلاق ح ی ض)

۱۔ عن عائشة ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلّم افرد الحج ...... افراد الحج

۲۔ عن عمران بن حصين جمع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلّم بين حج و عمره (نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۰)

۳۔ عن علی قال لعثمان "الم تسمع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلّم تمتع قال (عثمان) بلی" (نسائی جلد ۲ صفحہ ۱۱)

2۔ ۱۔ عن عائشة...... كلانا جنب...... انا حائض...... انا حائض (متفق عليه)

۲۔ عنها...... انا حائض...... انا حائض۔ رواه مسلم ۳۔ عنها...... انا حائض متفق عليه

۴۔ عنها فقلت انی حائض فقال ان حيضتک ليست فی يدک۔ رواه مسلم

۵۔ ميمونه وانا حائض۔ متفق عليه

۶۔ عائشة اذا حضت ابو داؤد كلهم من مشكوٰة باب الحيض صفحه ۵۶۔

۱۶۲۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بغیر عذر کے بیٹھ کے پڑھنا کھڑے ہو کر نفل پڑھنے کے برابر ہے (ثواب میں کمی نہیں) (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰، مدارج النبوت جلد ا صفحہ ۱۴۴، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۳، جواہر البحار جلد ا، صفحہ ۳۴۸)

۱۶۳۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون مبارک، پیشاب مبارک پاک، تمام فضلات شریفہ (طیب ہیں) طاہر ہیں، پاک ہیں۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیشاب مبارک پینا شفا ہے۔(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ مکمل باب) کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰، جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۴ عنہ)

یہی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے۔ مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۲۴۔۲۵۔۲۶۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، المواہب اللدنیہ وشرحہ للزرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۳۳ وجلد ا صفحہ ۱۷۰ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۱۷، ۲۷۸۔ صححه بعض ائمة الشافعية طهارة بوله ﷺ وسائر فضلاته وبه قال ابو حنيفة ردالمحتار جلد ا صفحہ ۱۳۳۔ شرح الاشباہ للبیری، جمع الوسائل شرح شمائل جلد ۲ صفحہ ۲۔۳، مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ا۔ صفحہ ۳۴۰، اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۲۴۴۔ سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے براز شریف (پاخانہ مبارک) کو زمین نگل جایا کرتی تھی اور وہاں سے مشک کستوری کی خوشبو آیا کرتی تھی۔ شفا شریف جلد ا صفحہ ۵۳۔۵۴ فصل واما نظافة جسمه۔ تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹۔ خصائص کبریٰ، زرقانی جلد ۴ صفحہ ۲۲۷۔۲۲۸۔۲۲۹۔ ۲۳۳۔ بعض نے سب انبیاء کے فضلات شریفہ کو پاک بتایا۔ بول ودم سے تبرک وطہارت فضلات شریفہ۔ تہذیب الاسماء واللغات للنووی، جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۰۴ عنہ۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۵۵۔ عن الجیلی۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۲۷۸۔ عن ابن المقری وشیخ الاسلام زکریا انصاری۔ جواہر البحار جلد ا صفحہ ۳۴۷ عن الخصائص۔ ضرور۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۸۵۔ ۹۳ عن ابن حجر المکی و جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ عن الجمل۔ جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۱۴ عن الصاوی۔ کبیری معروف غنیۃ المستملی یعنی حلبی کبیر صفحہ ۱۸۰۔ تکملہ خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری صفحہ ۷۔۸۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۲۱۸۔ شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ا صفحہ ۳۵۳۔ ۳۵۴ وجلد ۲ صفحہ ۴۰۰۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم صفحہ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ فیض الباری للکشمیری وہو منہم جلد ا صفحہ ۲۸۹ وجلد ا صفحہ ۲۵۰۔۲۵۱ وصفحہ ۲۷۲)

امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

ومنه شرب مالک بن سنان دمه يوم احد ومصه اياه تسويغه

صلی اللہ علیہ وسلم ذلک له وقوله لن تصیبه النار ومثله شرب عبد الله بن زبیر دم حجامته فقال علیه السلام ویل(1) لک من الناس وویل لهم منک ولم ینکر علیه۔ وقد روی نحو من هذا عنه فی امرأة شربت بوله فقال لن تشتکی وجع بطنک ابدا ولم یامر واحدا منهم بغسل فم ولا نهی عن عوده وحدیث هذه المرأة التی شربت بوله صحیح الزم الدارقطنی مسلما والبخاری اخراجه فی الصحیح واسم هذه المرأة برکة واختلف فی نسبها وقیل هی ام ایمن وکانت تخدم النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قالت وکان لرسول الله صلی الله علیه وسلم قدح من عیدان یوضع تحت سریره یبول فیه من اللیل فبال فیه لیلة ثم افتقده فلم یجد فیه شیئا فسئل برکة عنه فقالت قمت وانا عطشانة فشربته۔ (شفاء شریف جلد ۱ صفحہ ۵۴۔ شرح للقاری والخفاجی جلد ۱ صفحہ ۳۵۶، ۳۵۷۔ مواہب وزرقانی، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۲۵۔ جمع الوسائل للقاری جلد ۲ صفحہ ۳)

’’یعنی حضور کے خون اور بول و براز کے پاک ہونے کے دلائل سے بعض دلائل یہ ہیں۔ مالک بن سنان کا حضور کے خون کو احد کے دن پینا اور چوسنا اور حضور کا اس کو جائز رکھنا اور یہ فرمانا کہ اس کو دوزخ کی آگ نہ پہنچے گی۔ (طبرانی بیہقی) اور اس کی مثل ہے عبداللہ بن زبیر کا حضور کے پچھنے والا خون پینا تو حضور نے ان کے لئے فرمایا، حسرت ہے تیرے لئے لوگوں سے اور ان کے لئے تجھ سے اور ان پر انکار نہ فرمایا، اور اس کی مثال ان سے ایک عورت کے بارہ میں منقول ہے جس نے آپ کا پیشاب پیا تھا تو حضور نے اس کے لئے فرمایا تجھے ہمیشہ پیٹ کا درد نہ ہوگا۔ ان میں سے کسی کو بھی حضور نے منہ دھونے کا حکم نہ دیا اور نہ دوبارہ اس طرح کرنے سے منع فرمایا اور اس عورت کے پیشاب پینے والی حدیث صحیح ہے۔ امام دارقطنی نے امام مسلم و بخاری پہ الزام دیا کہ یہ حدیث ان کے شرائط کے مطابق تھی انہوں

1۔ وویل لتحسر والتالم من الامر...... وهو اشارة الی قتله وتعذیبه وتحقیره لقتل الحجاج له...... وویل للناس منه لما اصاب الناس من خروجه لطلب الخلافة...... وانما جعله ناشیا عن شرب دمه فانه بضعة من النبویة نورانیة قوت قلبه حتی زادت شجاعته وعلت همته ان ینقاد لغیره ممن لایستحق الامارة فضلا عن الخلافة اھ ملخصاً۔ نسیم الریاض جلد ۱ صفحہ ۳۵۹۔ ۱۲ منہ

نے اس کی تخریج کیوں نہ کی۔ اس عورت کا نام برکت ہے (اور اس کے نسب میں اختلاف ہے بعض نے کہا یہ ام ایمن ہے جو حضور کی خدمت کرتی تھی۔ اس (عورت) نے کہا کہ حضور کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو حضور کی چارپائی کے نیچے رکھا تھا۔ اس میں آپ رات کو پیشاب کرتے تھے۔ ایک رات آپ نے اس میں پیشاب کیا۔ پھر اس کو طلب کیا۔ اس میں کچھ نہ پایا تو برکت سے اس کے متعلق پوچھا۔ اس نے جواب دیا، میں اٹھی، مجھے سخت پیاس لگی ہوئی تھی تو میں اسے پی گئی"۔

شیخ محقق ام ایمن کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

وبارے دیگر زنے بود کہ نام وے برکتہ بود، او نیز خدمت مے کرد آنحضرت را۔ پس بخورد بول را او فرمود صحت یا ام یوسف بیمار نشوی ہرگز پس بیمار نمی شد آں زن ہرگز مگر ہماں بیماری کہ دراں روز از عالم رفت (1) و در بعضی روایات آمدہ است کہ مردے بول آں حضرت را خوردہ بود پس بوئے خوش مے دمید از وے واز اولاد وے تا چند پشت (2) و در مواہب وشفا ایں دو روایت مذکور نیست و روایت است کہ مردم تبرک مے کردند بول آں حضرت و دم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اما بول مذکور شد احادیث آں و اما شرب دم نیز مکرر واقع شدہ است از صحابہ خوردن آں یکی آنکہ حجامی حجامت کرد آنحضرت را پس بیرون برد خون را و فرو برد او را در شکم خود پرسید آں حضرت چہ کار کردی خون را گفت بیرون بردم تا پنہاں کنم آنرا نخواستم کہ خون ترا بر زمین ریزم پس پنہاں بردم آنرا در شکم خود فرمود تحقیق عذر کردی و نگاہ داشتی نفس خود را یعنی از امراض و بلا آمدہ است کہ چوں مجروح شد آں حضرت روز احد بمکید جراحت او را مالک بن سنان پدر ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ تا آنکہ مفید ساخت آنرا گفتند بینداز خون را از دہن گفت لا واللہ ہرگز نریزم خون آں حضرت را بر خاک پس فرو برد آنرا پس فرمود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کہ خواہد کہ بنگرد بمردے از اہل بہشت بنگرد بسوئے ایں مرد از عبداللہ بن زبیر آمدہ کہ حجامت کرد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزے پس داد مرا خون را و گفت غائب کن این را در جائے کہ کس نہ بیند و در نیابد پس نوشیدم آں را کہ پوشیدہ تر از اں مکانے نیافتم پس گفت آں

1۔ جمع الوسائل شرح شمائل للامام علی القاری الحنفی جلد ۲ صفحہ ۳۔ ۱۲ منہ

2۔ اشعۃ اللمعات جلد اوّل صفحہ ۲۰۷۔ ۱۲ منہ

حضرت وای ترا از مردم دوای مردم را از تو کفایت کرد از قوت مردانگی و شجاعت و شہامت کہ او را از اں حاصل شد الخ (مدارج النبوت جلد ا۔ صفحہ ۲۵۔۲۶)

''یعنی ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک عورت تھی جس کا نام برکت تھا وہ حضور کی خدمت کرتی تھی تو اس نے بھی حضور کا پیشاب مبارک پیا۔ حضور نے اس سے فرمایا (خدا کرے) تو ہرگز بیمار نہ ہو چنانچہ وہ عورت ہرگز بیمار نہ ہوئی۔ مگر وہی بیماری کہ جس دن اس عالم سے چل بسی اور بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ مرد جس نے حضور کا پیشاب مبارک پیا ہوا تھا اس سے اور چند پشتوں تک اس کی اولاد سے خوشبو محسوس ہوتی تھی۔ مواہب اور شفاء میں یہ مذکورہ بالا دو روایتیں مذکور نہیں اور یہ روایت ہے کہ لوگ حضور کے پیشاب مبارک اور خون مبارک سے تبرک حاصل کیا کرتے تھے۔ پیشاب مبارک کی حدیثیں تو مذکور ہوئیں۔ باقی رہا آپ کا خون مبارک پینا تو وہ بھی صحابہ سے بارہا واقع ہوا ایک یہ کہ ایک پچھنے لگانے والے نے حضور کو پچھنے لگائے۔ خون مبارک جسم پاک سے چوسا اور اس کو پیتا رہا، حضور نے فرمایا خون کہاں ہے؟ عرض کی میں پی گیا۔ میرے دل نے یہ گوارا نہ کیا کہ آپ کے خون کو زمین پر ڈالوں اسی لئے میں نے اس کو پیٹ میں ڈالا۔ حضور نے فرمایا بلاشک تو نے اپنے نفس کو مرضوں اور مصیبتوں سے محفوظ کر لیا۔ ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام احد کے دن زخمی ہوئے تو حضرت ابوسعید خدری کے والد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کے زخم کو چوسا، یہاں تک کہ زخم کو ٹھیک کر دیا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ منہ سے خون نکالو۔ مالک بن سنان نے کہا اللہ کی قسم میں آپ کے خون کو ہرگز زمین پر نہ ڈالوں گا پھر اس کو پی گئے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو جنتی مرد کو دیکھنا چاہے وہ اس (مالک بن سنان) کو دیکھ لے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک دن حضور نے خون نکلوایا اور مجھے فرمایا کہ اس خون کو ایسی جگہ غائب کرو کہ جہاں کوئی نہ دیکھے اور کوئی نہ پائے حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں اس خون مبارک کو پی گیا۔ کیونکہ پیٹ سے بڑھ کر پوشیدہ مکان میں نے نہ پایا، اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حسرت ہے تیرے لئے لوگوں سے اور حسرت ہے لوگوں کے لئے تجھ سے۔ اس کلام میں ان کی قوت مردانگی اور شجاعت اور شہامت کی طرف اشارہ فرمایا جو ان کو اس خون کی وجہ سے حاصل ہوئی۔

۱۶۴۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت وصحابہ کی محبت فرض ہے۔
(کشف الغمہ جلد ۲۔صفحہ ۵۰)

۱۶۵۔کسی نبی کی عورت باغی (یعنی بدچلن، بدکار) نہیں ہوئی۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۶۶۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹیوں پر سوکن ڈالنا ناجائز۔
(کشف الغمہ، جلد ۲، صفحہ ۵۰، مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۲۸)

۱۶۷۔بعض علماء نے آپ کی بیٹیوں کی قیامت تک ہونے والی اولاد پر دوسرے نکاح کو ناجائز قرار دیا۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۶۸۔آپ غضب ورضا میں حق ہی فرمایا کرتے تھے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰ حدیث بحث عصمت میں گذری)

۱۶۹۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب وحی ہے۔ایسے ہی دیگر انبیاء کے خواب (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵، ۱۱۹، مر ۳۶۲۔کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰ رواہ ابن عباس مرفوعا وموقوفا۔درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۸۰۔عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۵۳ و رواہ ابن عمیر۔شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۱۵۰ وشرحہ للخفاجی والقاری جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

۱۷۰۔یہ ضروری ہے کہ ہر نبی ہر نقص وعیب وقابل نفرت چیز سے بری ہو۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۷۱۔حضور نے اپنے اہل بیت کے دودھ پینے والے بچوں سے روزہ رکھایا۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۱۷۲۔جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی جانور پر سوار ہوتے تو وہ جانور نہ پیشاب کرتا نہ لید کرتا۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹)

۱۷۳۔جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تو آپ کا کندھا مبارک تمام بیٹھنے والوں سے بلند ہوتا۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۴۔جب آپ چلتے تو زمین آپ کے لئے لپیٹ دی جاتی۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۵۔جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پائخانہ مبارک خارج ہوتا زمین نگل جاتی اور اس جگہ مشک (کستوری) کی خوشبو آتی اور اسی طرح سب انبیاء کرام (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، شفا شریف جلد ۱ صفحہ ۵۳، ۵۴ وشرحہ للخفاجی والقاری جلد ۱ صفحہ ۳۵۳، ۳۵۴)

۱۷۶۔ آپ کی پردہ پوشی کے وقت لوگوں نے ملک الموت کے رونے کی آواز سنی اور یہ کہتا سنا وامحمداہ۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۷۔ جیسے قرآن شریف کا پڑھنا عبادت ہے ایسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیثیں پڑھنا عبادت اور باعث ثواب ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیثیں پڑھنے کیلئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۷۹۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ماہانہ سے پاک تھیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱) رواہ الخطیب عن ابن عباس مرفوعاً الامن والعلی لاعلیٰ حضرت صفحہ ۱۲۶۔۱۲۷) جلاء العیون مجلسی واخفی جلد ۱ صفحہ ۱۲۷)۱۲ ف۔ جواہر البحار جلد ۲ صفحہ ۶۵۔ اللآلی والمصنوعہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۵ و ۴۰۰۔ لمولانا محمد علی حسین صدیقی مدنی حیض نفاس سے پاک رواہ صفحہ ۳۔۷ بہشت پنجم مجموعہ ہشت بہشت جلد ۵ صفحہ ۹۷ علی المسند احمد ومنتخب کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۹۴ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ابنتی فاطمۃ حوراء آدمیۃ لم تحض و لم تطمث (ن ض) (میل کچیل۔ فساد۔ خون حیض۔ تہمت) وانما سماھا اللہ فاطمۃ لان اللہ تعالیٰ فطمھا (فطام الصبی فصالہ عن امہ، آزاد کیا، مختار) ومحبیھا من النار۔ ومنتخب کنز العمال علی المسند احمد جلد ۵ صفحہ ۹۷۔ مجموعہ ہشت بہشت، بہشت پنجم صفحہ ۳، ۷ لمولانا محمد علی حسین صدیقی مدنی وایضاً بسند معتبر روایت کردہ است از رسول خدا پرسیدند کہ بچہ سبب فاطمہ را بتول می نامی فرمود کہ برائے آنکہ خونے کہ زنان دیگر مے بینند دیدن خون در دختران پیغمبران ناخوش است و در روایت دیگر از حضرت رسول منقولست در فاطمہ علتہاء و کثافتہا زنان دیگر نمے باشد۔ (جلاء العیون ملا باقر مجلسی صفحہ ۹۲ طبع ایران)

"اور ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے کہ لوگوں نے رسول خدا سے پوچھا کہ آپ نے جناب فاطمہ کا نام بتول کس وجہ سے رکھا؟ آں حضرت نے فرمایا اس لئے کہ وہ خون جو دوسری عورتیں دیکھتی ہیں اس کا دیکھنا دختران پیغمبران میں ناز یبا ہے اور دوسری روایت میں حضرت رسول خدا سے منقول ہے کہ فاطمہ میں مثل دوسری عورتوں کے علتیں اور کثافتیں نہیں ہیں۔" (جلاء العیون اردو مترجم جلد ۱ صفحہ ۱۲۶۔۱۲۷۔ مطبوعہ لاہور مجلسی کتب خانہ محلہ اکال گڑھ شیخوپورہ)

۱۸۰۔ جب سیدہ طیبہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وضع حمل ہوتا تو فوراً نفاس کا خون بند ہو جاتا یہاں تک کہ کوئی نماز بی بی پاک سے فوت نہ ہوتی، اسی لئے آپ کا نام زہراء(1) ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

1۔ زہرا کا معنی صاف رنگ والی روشن چہرہ والی۔ ۱۲ منہ

۱۸۱۔ایک دفعہ خاتون جنت کو بھوک لگی۔حضور نے اپنا دست کرم بی بی کے سینہ پر رکھا۔پھر اس کے بعد بی بی کبھی بھوکی نہ ہوئی۔(کشف الغمہ جلد ۲۔صفحہ ۵۱)

۱۸۲۔جب حضرت زہرا کے پردہ پوشی کا وقت قریب ہوا تو بی بی نے خود غسل کیا اور وصیت کی کہ مجھے کوئی نہ کھولے (اور نہ غسل دے) تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اسی غسل سے دفن کیا۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۸۳۔جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گنجے پر ہاتھ پھیرتے فوراً بال اگ آتے۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱) شفا شریف جلد ۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۴۸)

۱۸۴۔جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کھجور (یا جو درخت) لگاتے تو وہ اسی سال ثمر دار ہوتا۔
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۔شفا شریف جلد ۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۲۴۸)

۱۸۵۔جب حضور پرنور تبسم فرماتے تو اندھیرا گھر روشن ہو جاتا۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

۱۸۶۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت جبریل امین کے پروں کی سرسراہٹ سنتے۔حالانکہ وہ سدرۃ المنتہیٰ پر ہوتے۔(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان ۔۔۔ کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

دور سے سننا پھر درود کا سننا

۱۔اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا:۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا

"یہاں تک کہ جب حضرت سلیمان بمع لشکر چیونٹیوں کی وادی پر آئے، ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں، تو سلیمان (علیہ السلام) اس کی بات سے مسکرا کر ہنسے۔" (النمل)

۱۔ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ پیغمبر کے صحابہ ظلم نہیں کرتے، دیدہ دانستہ کسی کو نہیں کچلتے چیونٹیوں تک کا بھی یہی عقیدہ ہے۔(تفسیر کبیر، تحفہ اثنا عشریہ۔صفحہ ۳۰۲ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۰۰)

۲۔چیونٹی نے بھی لا یشعرون کہہ کر عصمت انبیاء کا قول کیا۔
(تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۵۸، ابو سعود جلد ۶ صفحہ ۵۸۳۔۵۸۴، روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۰۰)

۳۔نبی دور سے سنتے ہیں، چنانچہ سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی یہ خفیف سے خفیف آوازیں تین میل کے

فاصلہ سے سن کر ہنسنے لگے۔ (جلالین صفحہ ۳۱۸ جمل جلد ۳ صفحہ ۳۰۶ نحوہ فی الکبیر جلد ۶ صفحہ ۵۵۹۔ مدارک جلد ۳ صفحہ ۳۸۰ تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۱۰۴۔ روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۰۰)

۴۔ نبی جانوروں کی زبان بھی جانتے ہیں۔ (کبیر۔ خازن۔ جمل۔ صاوی)

۲۔ حضرت وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا(1) کو یہ حکم دیا ہوا تھا کہ مخلوق خدا جہاں کہیں باتیں کرے وہ ان کی آواز کو سلیمان علیہ السلام کے کانوں تک پہنچادے۔ (اخرجہ ابن المنذر۔ درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۰۴) جب سلیمان علیہ السلام کے لئے عالم کے ذرہ ذرہ کی آواز کا سننا ثابت ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تو بوجہ اصالت(2) بطریق اولیٰ ثابت ہوا۔

۳۔ ایک راجز نے مکہ شریف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکل کے وقت امداد کے لئے پکارا۔ حضور نے مدینہ طیبہ میں بیٹھے ہوئے اس کی آواز سن کے (لبیک لبیک نصرت نصرت نصرت فرما کر اور اپنی اس مدنی آواز کو وہاں مکہ میں پہنچا کر) اس کی امداد فرمائی۔ (طبرانی صغیر صفحہ ۲۰۱، طبرانی کبیر، مواہب لدنیہ للقسطلانی جلد ۱، زرقانی شرح مواہب جلد ۲ صفحہ ۲۹۰، مدارج النبوۃ للشیخ المحقق جلد ۲ صفحہ ۲۸۲۔ تواریخ حبیب(3) الٰہ۔ صفحہ ۱۰۰)

فریاد امتی جو کرے حال زار میں ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

۴۔ امام اہل الظاہر والباطن حضرت سیدی شیخ احمد زروق(4) فاسی متوفی ۸۹۹ھ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

انا لمریدی جامع لشتاته اذا ما سطا جور الزمان بنکبته

1۔ ہم جب آپس میں بحالت قرب ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں تو وہ بھی ہوا کے ذریعے سے سنتے ہیں فافہم ۱۲ منہ

2. قال العارف الشعرانی الامام الربانی "ان جمیع الکرامات والخصائص الواقعة فی هذا العالم من منذ خلق الله تعالی الدنیا (ثابتة) لنبینا محمد صلی الله علیه وسلم بحکم الاصالة و ان وقع شیء منها لخواص الخلق فذالک بحکم التبعیة فی الارث له صلی الله علیه وسلم اھ کشف الغمه للشعرانی جلد ۲ صفحه ۴۲،۴۳۔ ۱۲ منه

3۔ مؤید دیوبند تھانوی صاحب بہشتی زیور جلد ۱۰ صفحہ ۷۶۔ ۱۲ منہ

4۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ان کا تعارف یوں کراتے ہیں۔ الغرض وہ جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے مرتبہ کمال کو لکھنا تحریر و بیان سے باہر ہے۔ وہ متاخرین صوفیہ کرام کے ان محققین میں سے ہیں جنہوں نے حقیقت و شریعت کو جمع کیا ہے شیخ شہاب الدین قسطلانی (صاحب مواہب لدنیہ شارح بخاری) ...... اور ان جیسے بڑے بڑے علماء نے ان کی شاگردی پر فخر و ناز کیا ہے۔ (بستان المحدثین شاہ عبدالعزیز صفحہ ۱۹)

وان کنت فی ضیق و کرب و وحشة فناد بیازروق آت بسرعته

(بستان المحدثین لشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ ۲۰۶)

''میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں جب زمانہ نکبت وادبار سے اس پر حملہ آور ہوا گر تو کسی تنگی، بے چینی اور وحشت میں ہو تو یازروق کہہ کر پکار میں فوراً آموجود ہوں گا۔''

جن کے غلام دور دراز سے بعداز پردہ پوشی پریشان حال کی استمدادانہ پکار کوسن کر اس کی امداد کر سکیں، ان کے آقا و مولیٰ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا کہنا۔ کیا فرماتے ہیں فریق آخر کے مفتیان کہ سیدی شیخ امام زروق اتنا دعویٰ کرنے والے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جو ان کے ان بیتوں کو نقل کرنے والے اور ساتھ میں انکی مدح بلیغ کرنے والے، مشرک ہیں یا مومن موحد؟

۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مہد (گہوارہ) میں چاند کی باتیں سنتے تھے(1)۔ اور فرمایا اسمع وجبته حین یسجد تحت العرش۔ ''میں اس کے دھماکے کی آواز سنتا ہوں جب کہ وہ چاند عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔'' اور آپ سیدہ والدہ آمنہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کی تسبیح کی آواز سنتے تھے نیز اپنی والدہ مطہرہ کے پیٹ مبارک میں رہ کر قلم کی آواز سنتے تھے جب کہ وہ لوح محفوظ پہ چلتی تھی۔ (حوالے اسی باب کے اول میں مذکور ہوئے) جو محبوب بچپن میں اور والدہ کے بطن مقدس میں رہ کر اتنی دور و دراز کی باتیں سنتے رہے وہ اب زمین والوں کا درود خود نہیں سن سکتے؟ فیاللعجب۔

۶۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

انی اری ما لا ترون واسمع ما لاتسمعون اطت السماء(2) وحق لها ان تئط لیس فیها موضع اربع اصابع الا وملک واضع جبهته

1۔ خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۵۳ د زرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۴، ۲۴۵۔ ۱۲ منہ

2. قال القسطلانی والزرقانی وکان علیه الصلوٰة والسلام یبلغ صوته وسمعه ما لایبلغه صوت غیره ولاسمعه من الاصوات والاسماع المعتادین فقد کان یخطب فتسمعه العواتق فی البیوت ویسمع اطیط السماء کما مر بسط ذلک فی شمائله اه شرح المواہب للزرقانی جلد ۵ صفحہ ۲۴۸۔ نیز اسی میں ہے: واما سمعه الشریف فحسبک انه قد قال صلی اللّٰه علیه وسلم (انی اریٰ ما لاترون واسمع ما لا تسمعون) فهو صریح فی قوة سمعه وقوی ذلک بقوله (اطت السماء) انی لاسمع اطیط السماء فالظاهر حمله علی الحقیقة فانه امر ممکن ولا یتم الدلیل الا به والفاظه صلی الله علیه وسلم یجب بقاء ها علی ظاهرها الا لمانع ولا مانع هنا فیکف اذ کان الصرف علی الظاهر یفوت المقصود. اه ملخصاً زرقانی جلد ۳ صفحہ ۸۹ ونحوه فی المرقاة جلد ۵ صفحہ ۱۲ اور واه محمد بن حمید الرازی۔ شرح شفا للقاری

ساجدا للّٰہ۔ (اخرجہ الترمذی(1) وابن(2) ماجہ وابونعیم۔ خصائص کبریٰ للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۶۵۔۶۶۔ ورواہ احمد فی مسندہ والحاکم فی مستدرکہ، الفتح الکبیر جلد ۱، صفحہ ۴۵۰ مطبوعہ مصر۔ مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۷ باب البکاء الخ۔ زرقانی علی المواہب جلد ۴ صفحہ ۸۹ پر ہے۔ رواہ الترمذی واحمد وابن ماجہ والحاکم وصححہ کلہم اھ ورواہ البغوی فی شرح السنۃ مرقات جلد ۵ صفحہ ۱۱۲، مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۷ شفاء شریف صفحہ ۱۱۱۔۱۱۲۔ فصل واما خوفہ۔ شرحہ للقاری والخفاجی جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

''بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آواز نکالتا ہے اور چرچر کرتا ہے آسمان اور لائق ہے اسے کہ آواز کرے کیونکہ اس میں چار انگل کی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتہ پیشانی رکھ کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہ کر رہا ہو۔''

۷۔ حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے فرمایا:۔

تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شئی قال انی لاسمع اطیط السماء(3)۔ الحدیث۔ اخرجہ ابونعیم خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۶۶ ومواہب، وزرقانی جلد ۴۔ صفحہ ۹۰

''کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا ہم تو کچھ نہیں سن رہے! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بے شک میں آسمان کے چرچرانے کی آواز سنتا ہوں۔''

جو محبوب آسمانوں کے رونے کی آواز سنتے رہے وہ زمین والوں کا درود خود نہیں سن سکتے؟ وہ فاصلہ بھی ذہن نشین رہے اور یہ فاصلہ بھی۔

۸۔ صحیح بخاری کی حدیث قدسی کہ اللہ تعالیٰ ولی کے کان بن جاتا ہے اور امام رازی کی یہ تشریح حاضر و ناظر کی بحث میں گذر چکی کہ جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور ولی کے کانوں میں آ جاتا ہے تو وہ ولی دور و

1۔ جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۵ ابواب الزھد باب ماجاء فی قول النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا۔ ۱۲ منہ

2۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۳۱۹۔ ابواب الزہد باب الحزن والبکاء۔ ۱۲ منہ

3۔ قال الزرقانی فی شرح قولہ السماء ای جنسھا فالمراد السبع فان قیل کیف یکون صوت مسموعا سامع فی محل لا یسمعہ احد معہ وھو مثلہ سلیم الحاسۃ عن آفۃ تمنع الادراک اجیب بان الادراک معنی یخلقہ اللہ تعالی لمن یشاء ویسمعہ من یشاء ولیس بطبیعۃ ولا وتیرۃ واحدۃ۔ اھ زرقانی جلد ۴ صفحہ ۹۰۔

نزدیک کی آوازوں کوسنتا ہے' جن کے غلام اولیاء کرام دور ونزدیک سے سنتے ہیں ان کے آقا ومولیٰ دور سے نہیں سنتے؟ لا حول ولا قوة الا بالله بلکہ وہ بطریق اولیٰ سادات اولیاء صحابہ کرام سے بھی بڑھ کر سنتے ہیں۔ اور عالم کے ہر گوشے سے آواز سنتے ہیں۔"

۹۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

(الکوثر) هونهر فی الجنة لیس احد یدخل اصبعیه فی اذنیه الاسمع خریر ذلک النهر۔ (تفسیر در منثور للسیوطی جلد ۶ صفحہ ۴۰۲)

"کہ کوثر بہشت میں ایک نہر ہے کوئی نہیں کہ اپنے دونوں کانوں میں دو انگلیاں دے مگر وہ شخص اس نہر کوثر کے پانی کے اوپر سے گرنے اور چلنے کی آواز سن لے گا۔"

بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ خدا داد قوت سے بھی حبیب خدا دور سے نہیں سن سکتے جو ایسا مانے وہ مشرک ہے، لیکن کیا اب ام المومنین پہ فتویٰ لگائیں گے؟ کیا ان سے یہی کہیں گے کہ والدہ صاحبہ آپ نے تو کمال ہی کر دیا، ہم تو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زمین والوں کا درود سننا نہیں مان رہے تھے۔ آپ نے تو ہر ایک کے لئے اتنا دور کا سننا فرما دیا اور پھر وہ بھی کان بند کر کے۔ کوئی بڑی بات نہیں کہ یہ لوگ ام المومنین پہ فتویٰ لگا دیں، کفر و شرک کی مشین جو ہر وقت چلتی ہے اور ان کے نزدیک شرک امور عامہ سے جو ہوا کہ سنی ان کے فتویٰ شرک کی زد میں، اولیاء ان کے فتویٰ شرک کی زد میں، نبی ان کے فتویٰ شرک کی زد میں بلکہ خود خدا ان کے فتویٰ شرک کی زد میں بلکہ وہ خود بھی اپنے فتویٰ شرک وکفر کی زد میں، چنانچہ ان کے اسمٰعیل دہلوی صاحب نے کہا کہ وہ ہوا جس کا ذکر حدیث میں آیا کہ جس کے چلنے کے بعد تمام روئے زمین پر کوئی مومن نہ رہے گا، وہ ہوا چل چکی ہے۔ (محصلہ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۶)

۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ

وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج:۲۷)

"اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے۔"

چنانچہ اس حکم کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابوقبیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر چاروں طرف ایک ایک آواز دی کہ اللہ تعالیٰ کے بندو اللہ کے گھر کی طرف آؤ۔ قیامت تک پیدا ہونے والوں نے یہ آواز سنی جس نے جتنی بار لبیک کہا وہ اتنے ہی حج کرے گا اور جو روح خاموش رہی وہ حج نہ کر سکے گی۔ (تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۲۲ وخزائن العرفان، رواہ ابن شیبۃ فی المصنف وابن منیع وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیہقی فی سننہ عن ابن عباس) علاوہ ازیں اور بہت سی تخریجیں ہیں۔

من شاء فلينظر ثمه۔ تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۳۵۴ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۱۶۔ تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۳۶ مطبوعہ مصر علی القرآن تفسیر مدارک وخازن جلد ۳ صفحہ ۲۸۷۔ تفسیر کبیر جلد ۶۔ صفحہ ۲۲۷، تفسیر ابوسعود جلد ۶ صفحہ ۲۳۵۔ تفسیر مظہری جلد ۶ صفحہ ۲۷۵، جلالین صفحہ ۲۸۱ صاوی جلد ۳ صفحہ ۸۳ جمل جلد ۳ صفحہ ۱۶۳)

اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ دور سے غیر اللہ کو پکارنا اور دوسرا یہ کہ غیر اللہ کا دور سے سننا اور وہ بھی عالم ارواح میں، کوئی ماں کے پیٹ میں تھا اور کوئی باپ کی پیٹھ میں یہ دونوں چیزیں شرک نہیں، اگر کوئی صاحب کہے کہ روحوں کو تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی پکار سنا دی۔ تو میں کہوں گا کہ حضور کو بھی ہماری آوازیں اللہ تعالیٰ ہی سناتا ہے۔ ہم جو آپس میں ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ سناتا ہے کوئی غیر اللہ ذاتی قوت سے نہیں سنتا بلکہ جو بھی سنتا ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت سے سنتا ہے روحیں دور سے سنیں اور محبوب خدا دور سے نہ سنیں۔ وہ جائز یہ شرک، توبہ استغفر اللہ تعالیٰ۔ یہ بھی کوئی شرک ہے کہ ایک جگہ ایمان دوسری جگہ بعینہ وہ شرک ہو شرک مقید بافراد واز مان وامکنہ نہیں ہوا کرتا۔ شرک ہر وقت ہر ایک کے لئے ہر جگہ شرک ہی ہوتا ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۙ﴿۳۸﴾ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۛ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۙ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۴۳﴾ (مدثر)

”ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر داہنی طرف والے (یعنی صالحین) باغوں میں پوچھتے ہیں مجرمین سے تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے۔“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ جنتی جنت میں رہ کر اتنا دور و دراز تک دیکھیں گے کہ دوزخ میں دوزخ والوں تک ان کی نظریں پہنچ جائیں گی اور ان کا حال معلوم کر کے ان سے سوال کریں گے کہ تم دوزخ میں کیوں گئے؟ دوزخی دوزخ میں رہ کر اتنا دور سے جنتیوں کی آواز سن لیں گے اور جواب دیں گے تو ان کا جواب اتنی دور سے جنتی سن لیں گے۔

فریق مخالف کے قول کے مطابق یوں سمجھئے کہ جو چیز (یعنی دور سے سننا) آج دنیا میں توحید (واجب لذاتہ) کی ضد و نقیض ہے یعنی شرک (جو ممتنع لذاتہ و محال لذاتہ ہے) وہ کل آخرت میں ممتنع تو ممتنع بلکہ ممکن ہو کے وقوع پذیر ہو جائے گا۔ شاباش شرک اسے کہتے ہیں۔ محال لذاتہ اسے کہتے ہیں۔ بریں

عقل و دانش بباید گریست۔ حقیقت یہ ہے کہ دور سے سننا نہ آج شرک ہے نہ کل اگر یہ شرک ہوتا تو ہر وقت شرک ہوتا۔

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من سال الله الجنة ثلث مرات قالت الجنة اللهم ادخله الجنة ومن استجار من النار ثلث مرات قالت النار اللهم اجره من النار۔ (رواہ الترمذی والنسائی جلد ۲ صفحہ ۲۷۷، کتاب الاستعاذۃ باب من حرالنار۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۲۱۸ باب الاستعاذۃ ورواہ ابن ماجہ وابن حبان(1) والحاکم۔ مرقات جلد ۳ صفحہ ۱۴۶۔ الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ مصر۔ حدیث صحیح۔ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۷۲)

''جو اللہ تعالیٰ سے تین دفعہ جنت مانگے تو جنت (اس سائل کی آواز سن کر) کہتی ہے، اے اللہ اسے بہشت میں داخل کر اور جو شخص تین مرتبہ دوزخ سے پناہ مانگے تو دوزخ (اس کی آواز سن کر) کہتی ہے اے اللہ اس کو دوزخ سے پناہ دے۔''

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت بھی دور سے سنتی ہے اور دوزخ بھی دور سے سنتی ہے۔ کیوں صاحب شرک کہاں گیا؟

۱۳۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں ایذا نہیں دیتی مگر اس مرد کی بیوی حور (جنت سے) کہتی ہے (او دنیا والی سوکن) تو اسے تکلیف نہ پہنچا اللہ تجھے ہلاک کرے وہ تیرے ہاں مہمان و مسافر ہے قریب ہے کہ تجھے چھوڑ کر ہماری طرف آئے گا۔ (ترمذی(2)، ابن(3) ماجہ مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ باب عشرۃ النساء وایضاً رواہ احمد فی مسندہ الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۳۱۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حور اتنے فاصلہ (جنت) سے دنیا والے مرد کی فعلی تکلیف سے باخبر ہے اور اس کو دیکھتی ہے اور قولی ایذاء کو سنتی ہے، افسوس صد افسوس اس نظریہ پر کہ جنت، دوزخ، حور تو دور سے سنیں مگر حضور محبوب خدا امام الانبیاء دور سے نہیں سنتے۔

۱۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عمار (بن یاسر)

ان لله تعالى ملكًا اعطاه اسماع الخلائق كلها وهوقائم على

1۔ فی صحیحہ صفحہ ۶۰۳ موارد الظمان مطبوعہ مکہ شریف ۱۲ فیضی 2۔ جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۴۰۔ ۱۲ منہ

3۔ سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۴۶۔ ۱۲ منہ

قبری اذا مت الی یوم القیامه فلیس احد من امتی یصلی علی صلوٰۃ الاسماہ باسمه واسم ابیه قال یامحمد صلی علیک فلان کذاو کذا فیصلی الرب عزوجل علی ذلک الرجل بکل واحدۃ عشرا۔ رواه الطبرانی فی الکبیر واللفظ له۔ اس حدیث کے سب رواۃ ثقہ ہیں ورواه ابو الشیخ ابن حبان الاصبهانی واحمد بن داود المکی وابو القاسم التیمی فی ترغیبہٖ والحارث فی فی مسندہٖ وابن ابی عاصم وابن الجراح فی امالیہ وابوعلی الحسن بن نظر الطوسی فی احکامہٖ والبزار فی مسندہٖ ورواه الرویانی۔جلاء الافہام صفحہ ۶۰۔۶۱ وہامشہ۔ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۱۲ الفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۴۱۱۔ جامع صغیر جلد ا صفحہ ۹۴۔ قال الشیخ (ھذا) حدیث حسن السراج المنیر جلد ا صفحہ۔ ۵۲۰ مطبوعہ مصر۔سعادت دارین صفحہ ۶۲ مطبوعہ مصر۔ الترغیب والترہیب للمنذری جلد ۲ صفحہ ۴۹۹۔ ۵۰۰ مطبوعہ مصر۔

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کے کان دیئے ہیں (یعنی تمام مخلوق کی آوازوں کے سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے) جب میں پردہ پوش ہوں گا تو وہ فرشتہ قیامت تک میرے مزار پر کھڑا رہے گا۔میری امت سے کوئی نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر وہ فرشتہ اس درود پڑھنے والے کا اور اس کے باپ کا نام لیتا ہے اور عرض کرتا ہے اے محمد ﷺ فلاں نے آپ پر اتنا درود شریف پڑھا ہے پس اللہ تعالیٰ اس درود شریف بھیجنے والے پر ایک ایک درود شریف کے عوض دس دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

۱۵۔ ورواه الدیلمی عن ابی بکر الصدیق نحوہ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۱۵۵۔ الجوہر المنظم لابن حجر صفحہ ۲۰۔سعادت دارین صفحہ ۵۸ مطبوعہ مصر۔الفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۲۲۳۔مطبوعہ مصر)

۱۶۔ ورواه عبدالرحمٰن بن واقد العطار عن یزید الرقاشی نحوہ۔جلاء الافہام صفحہ ۸۲۔ ۸۴۔

ان حدیثوں میں اس فرشتہ کے لئے بیک وقت ہزاروں لاکھوں کے درود سننا اور پھر مدینہ منورہ میں کھڑے ہو کر دنیا کے کونے کونے سے درودوں کی آوازیں سننا ثابت ہو رہا ہے جن کے غلاموں کی یہ شان ہو اس مرکز نعم سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سمع کا کیا کہنا وہ تو بطریق اولیٰ سب کی سننے کی طاقت ان میں موجود ہے۔اگر کوئی کہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود دور و نزدیک والوں کا

درود سنتے ہیں تو فرشتہ کی تقرری سیاحین ملائکہ سامعین درود کے منافی نہیں (1)۔ یہ خود بھی سنتا ہے اور فرشتے بھی زمین میں چکر لگا کر حضور پہ لوگوں کے درود پیش کرتے ہیں۔ جیسے سیاحین ملائکہ کی تقرری اس ملک کے سننے کے منافی نہیں، اسی طرح سیاحین ملائکہ اور اس ملک کی تقرری خود حضور کے سننے کے منافی نہیں، نیز جس طرح ان ملائکہ کی تقرری جو بندوں کے اعمال بارگاہ خداوندی میں پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے علیم وسمیع بکل شئی ہونے کے منافی نہیں بلکہ وہ ملائکہ کی ملازمت ہے تو یہاں بھی ملائکہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پیش کرنا خود ان کے سننے کے منافی نہیں۔

سوال۔ حدیث ۱۴ کی سند اور اس کے تین راویوں، اسماعیل بن ابراہیم، ابو یحییٰ تیمی۔ نعیم بن ضمم۔ ابن حمیری پہ بعض لوگوں نے جرح وقدح کی ہے (تبرید صفحہ ۱۸۳ گکھڑوی)

جواب ا: یہ سند اور رواۃ دیکھتے رہیں۔ الشیخ المحدث علامہ عزیزی متوفی ۱۰۷۰ھ کا اسی حدیث کی شرح میں اسی حدیث کے متعلق (جو بروایت طبرانی ہے) یہ کلام نقل ہو چکا کہ قال الشیخ حدیث حسن (السراج المنیر جلد ا صفحہ ۵۲۰) شیخ نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔ جو فضائل درکنار اعمال میں بھی باتفاق جمہور محدثین حجت ہوا کرتی ہے (نیل الاوطار) اب اس فتویٰ حسن کے سامنے ان کی کون سنے؟

جواب ۲۔ اس (المعترض کالا عمیٰ) کا یہ کہنا کہ اس حدیث کا ایک راوی اسماعیل بن ابراہیم ابو یحییٰ تیمی ہے یہ مصنوعی وجعلی راوی اس حدیث کا بیان کر کے پھر باتفاق محدثین اس کی تضعیف نقل کرنا یہ معترض کی ناواقفیت اور بے علمی کی دلیل ہے۔ ع

این کار از تو آید مرداں چنیں کنند

گر ہمیں مفتی و ہمیں ملا کار طفلاں تمام خواہد شد

فقیر نے اس معترض کی اکثر وبیشتر کتابوں کو خوب بہ نظر انصاف دیکھا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ شخص حوالوں میں خیانت کرتا ہے کذب بیانی سے کام لیتا ہے اور عیار مودل ہے میں اس وقت اس کی مستقل تردید کے درپے نہیں جو اس کے تمام اکاذیب کی نشاندہی کروں اور اس کی قلعی کھول کر اس کے دلائل کا وزن بتاؤں اور اس کے اعتراضوں کا بے وزن ہونا ظاہر کروں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی تو ایسا ہوگا۔ یہ تو ضمنی طور پر اس کتاب میں کہیں دو دو چار چار باتیں ہوگئی ہیں (تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ یہ ہے اس محرر مذہب کی علمی لیاقت) پتہ نہیں معترض کو اس حدیث کی کون سی سند ہاتھ لگی جس میں اسے اسماعیل ابو یحییٰ تیمی نظر آیا اور باقی وہ سندیں نظر نہ آئیں جس میں راوی کا نام ونشان بھی نہیں بہت

1۔ علامہ حفنی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ (قوله، ملكا) اى واقفاً على قبرى يبلغنى صلاة كل احد باسمه واسم ابيه وهذا لاينافى ان غيره يبلغه ذالك كالملائكة السائحين اه ہامش السراج المنیر جلد ا صفحہ ۵۲۰۔ ۱۲ منہ

سے محدثین نے اس حدیث کی تخریج کی ہے، کچھ نمونہ مذکور ہوا اور اس وقت تین روایتیں بمع سند تو اس فقیر کے سامنے ہیں۔ ان میں تو کہیں بھی اس راوی کا نام ونشان نہیں وہ تین روایتیں یہ ہیں۔ ابوالشیخ اصبہانی کی روایت، معجم کبیر للطبرانی کی روایت، احمد بن داؤد مکی کی روایت۔ اگر بالفرض وہ راوی اس حدیث کی کسی سند میں ہو بھی تب بھی منصف معترض کو اس راوی کا نام لے کر اس پر جرح نقل کر کے اصل حدیث کی تضعیف کرنا زیب نہیں دیتا کیوں کہ بہت سی سندوں میں اس تمیمی کا نام ونشان نہیں۔ لیکن کیا کریں تمیمیوں کو تمیمیوں سے انس جو ہوا بار بار ان کا نام نہ جپیں تو اور کیا کریں؟ ذوالخویصرہ (معترض سید عالم جس نے حضور سے کہا اعدل یامحمد اور حضور نے اس کے متعلق فرمایا کہ اس کی نسل سے قوم نکلے گی جو قرآن پڑھیں گے لیکن گلے سے نیچے نہ اترے گا تمہاری نمازیں اور روزے ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں حقیر نظر آئیں گے، وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور اہل اوثان کو ترک کریں گے، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ (بخاری مشکوٰۃ۔ وہ ذوالخویصرہ بھی تمیمی اور ابن تیمیہ بھی تیمی اور ابن عبدالواہاب نجدی بھی تمیمی ہے) امام محدث مناوی اور امام ابن حجر کو تو اس حدیث کی سند مین یہ تمیمی راوی نظر نہ آیا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ نعیم اور ابن الحمیر ی کے علاوہ باقی سب رجال اس حدیث کے صحیح رجال ہیں۔ مذکور ہے) اور" وبقية رجاله رجال الصحيح (فیض القدیر جلد ۲ صفحہ ۴۸۳) باقی رہا "ابن حمیری" اس کے متعلق اس نے کہا کہ یہ مجہول ہے میں کہتا ہوں کہ علامہ سخاوی نے کہا۔ ھو معروف یعنی یہ معروف ومعلوم ہے۔ نیز لکھا) ذكره ابن حبان في ثقات التابعين" (القول البدیع صفحہ ۱۱۲۔ ۱۱۳ للسخاوی مطبوعہ مکہ وہامش جلاء الافہام صفحہ ۶۱) یعنی محدث امام ابن حبان نے ابن حمیری راوی کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے، باقی رہا نعیم بن ضمضم تو گذارش یہ ہے کہ نعیم اس حدیث کا کوئی راوی نہیں ہاں نعیم بن ضمضم ہے اس کو اگر بعض نے ضعیف کہا ہے تو بعض محدثین نے اس کی توثیق بھی کی ہے۔ دلیل وہی عبارت کہ ذہبی شاگرد ابن تیمیہ نے کہا۔ ضعفه بعضهم (میزان جلد ۳ صفحہ ۲۴۱۔ القول البدیع صفحہ ۱۱۳۔ ہامش جلاء الافہام صفحہ ۶۱) اور جب تضعیف توثیق سے اور جرح تعدیل سے ٹکرائے تو امام نسائی کے مذہب کے مطابق ترجیح توثیق وتعدیل کی ہوا کرتی ہے کیونکہ وہ اصل ہے (کوثر النبی صفحہ ۱۰۳) اسی لئے تو علامہ عزیزی نے اس حدیث کا حسن ہونا نقل کیا ہے۔

جواب ۳۔ اسی مضمون کی تین حدیثیں مذکور ہوئیں دیکھئے نمبر ۱۴ عمار بن یاسر والی۔ نمبر ۱۵ حضرت ابوبکر صدیق والی رضی اللہ عنہما نمبر ۱۶ یزید رقاشی والی رحمہ اللہ تعالیٰ، اور تینوں حدیثوں کو انفرادی طور پر

ضعیف مان لیا جائے، پھر بھی یہ مل کر قوت پا کے حسن ہو کے قابل احتجاج ہوں گی (جیسا کہ اس کی تفصیل اصول حدیث میں مذکور ہے اور اس کا کچھ بیان اسی کتاب کے گذشتہ اوراق میں مذکور ہوا۔

جواب نمبر ۴ بالفرض یہ حدیث ضعیف ہی رہے قوت نہ پائے، حسن نہ کہلائے تو پھر بھی یہ حدیث ضعیف جو غیر موضوع ہے حجت ہے کیونکہ باب فضائل (درود) میں وارد ہے۔ محدثین نے ان حدیثوں کو نقل کرنے کے بعد یہی تنبیہ فرمائی۔

(ملاحظہ ہو۔ سعادت دارین صفحہ ۸۵ مطبوعہ مطبع بیروت، القول البدیع للسخاوی مطبوعہ مکہ صفحہ ۲۵۸)

سوال حدیث ۱۳ کے رواۃ اور رجال میں سے دو راویوں عبدالوہاب بن ضحاک اور اسماعیل بن عیاش پر بعض لوگوں نے (گکھڑوی صاحب نے تبرید النواظر صفحہ ۱۸۳) جرح وقدح نقل کی ہے۔

جواب نمبر ۱: معترض کی نظر صرف ابن ماجہ پر رہی، اسی لئے اس کو اعتراض کی سوجھی فقیر کی معلومات کے مطابق اس حدیث کا تین محدثین نے اپنے اپنے طور پر اخراج کیا۔ امام احمد نے اپنی مسند میں۔ امام ترمذی نے جامع ترمذی میں۔ امام ابن ماجہ نے سنن میں' حوالے پیچھے گذرے۔ جب یہ حدیث مسند امام احمد بن حنبل کی ہوئی تو اب مسند احمد کی حدیثوں کا وزن ملاحظہ ہو۔ امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔ مسند احمد کی ہر حدیث مقبول (1) ہے۔'' نیز محدثین نے فرمایا کہ مسند احمد کی ہر حدیث قابل احتجاج ہے اور بعض محدثین نے اس کی ہر حدیث کو صحیح کہا بقول عسقلانی مسند احمد کی کوئی حدیث موضوع نہیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ للقاری صفحہ ۲۱۔ نیل الاوطار للشوکانی وہو غیر مقلد جلد ۱ صفحہ ۱۹) لہٰذا حدیث ۱۳ موضوع نہیں بلکہ مقبول اور قابل احتجاج ہے۔

جواب نمبر ۲: عبدالوہاب بن ضحاک راوی سنن ابن ماجہ کی روایت میں ہے، جامع ترمذی کی روایت میں نہیں لہٰذا اس پر جرح وقدح نقل کرنا حدیث نمبر ۱۳ کے وزن گرانے کے لئے فضول ہے۔ اس میں نہ معترض کو فائدہ ہے اور نہ سنی کو نقصان ہے۔ باقی رہا اسماعیل بن عیاش تو اُس کی روایت شامیوں سے اور اپنے شہر والوں سے مقبول ہوا کرتی ہے، چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں وروایۃ اسماعیل بن عیاش عن الشامیین اصح جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۴۰۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ صدوق فی روایتہ عن اھل بلدہٖ۔ تقریب جلد ۱ صفحہ ۷۳۔ تو یہاں اسماعیل بن عیاش جو "الحمصی" ہے۔ تقریب جلد ۱ صفحہ ۷۳ اس حدیث کو بجیر بن سعد (جو الحمصی) ہے تقریب جلد ۱ صفحہ ۹۳) روایت کر رہا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قابل احتجاج ہے۔

1۔ کل ما کان فی سند احمد فھو مقبول۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۷ طبع جدید۔ الفتح الکبیر جلد ۱ صفحہ ۵ مطبوعہ مصر۔ کوثر النبی صفحہ ۱۴۔ ۱۲ منہ

جواب نمبر ۳: یہ حدیث نہ موضوع ہے نہ ضعیف بلکہ حسن ہے۔ چنانچہ امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری (المتوفی ۶۵۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ رواہ ابن ماجه والترمذی وقال حدیث حسن۔ اھ۔ (الترغیب والترہیب جلد ۳ صفحہ ۵۸ للمنذری) ھکذا ینبغی التحقیق والله ولی التوفیق ۔ اللّٰھم انصر الاسلام والمسلمین واعز الاسلام والمسلمین اللّٰھم انصر من نصر دین سیدنا محمّد صلی الله تعالیٰ علیه وسلمم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین سیدنا محمّد صلی الله علیه وسلّم ولا تجعلنا منھم۔

۱۷۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلّم نے فرمایا:۔

> اکثروا الصلٰوة علّی یوم الجمعة فانه یوم مشھود تشھده الملائکة لیس من عبد یصلی علیّ الا بلغنی صوته حیث کان قلنا وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ (رواہ الطبرانی (فی المعجم الکبیر) جلاء الافہام صفحہ ۷۳۔۷۴ لابن القیم وہو منہم۔ الجوہرالمنظم لابن حجر صفحہ ۲۰ مطبوعہ مصر۔ حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۷۱۳ مطبوعہ مصر۔ اربعین نبویہ صفحہ ۳۹۔ انوار احمدی صفحہ ۷۶)

''یعنی جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ بے شک جمعہ کا دن حاضری کا دن ہے اس میں (اللہ تعالیٰ کے رحمت کے) فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی بندہ نہیں جو مجھ پر درود شریف پڑھے مگر اس کے درود شریف کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔ (یعنی اس کے درود کی آوازیں میں خود سنتا ہوں) درود بھیجنے والا جہاں بھی ہو۔ صحابہ نے عرض کی آپ کی پردہ پوشی کے بعد بھی یہی حال ہوگا؟ فرمایا ہاں پردہ پوشی کے بعد بھی یہی حال ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا کہ انبیاء کے اجساد کو کھائے۔''

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ جہاں سے بھی کوئی درود شریف پڑھے' چاہے مدینہ میں ہو یا مدینہ منورہ سے کتنا دور ہو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس کے درود کی آواز خود سنتے ہیں۔

سوال:۔ اس حدیث سے استدلال باطل ہے۔ اوّلاً اس لئے کہ یہ روایت منقطع ہے۔ ثانیاً اسی روایت میں فرشتوں کی حاضری کا ذکر ہے تو بواسطۂ ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک درود پڑھنے والے کی آواز پہنچتی ہے۔ (تبرید صفحہ ۱۸۲ گکھڑوی صاحب)

جواب:۔ اقول وروی نحوروایة الطبرانی ابن ماجة فی سننہ وفی سندہ عن سعید بن ابی ھلال عن زید ابن ایمن عن عبادة بن لسی عن ابی الدرداء الخ (سنن ابن ماجہ صفحہ۱۱۹ آخر کتاب الجنائز) فذکر بین سعید وابی الدرداء الرجلین الذین ھما غیر مذکور فی جلاء الافھام لسھو الکاتب فزعم الخصم انہ منقطع فلھذا علیک المعجم الکبیر۔ ۱۲۔الفیضی عفی عنہ)

برتقدیر ثبوت انقطاع حنفی(1) کہلا کے حنفیوں کے سامنے حدیث منقطع سے استدلال کے بطلان کا قول باطل ہے کیونکہ ایسا معترض اصول حنفیہ سے جاہل ہے حدیث مرسل و منقطع حنفیوں کے نزدیک استدلال کے قابل ہے۔منار اور پھر اس کی شرح نور الانوار کے صفحہ ۱۸۴،۱۸۵ پر ہے۔

فالمرسل من الاخبار وھو ان کان من الصحابی فمقبول بالاجماع ومن القرن الثانی والثالث کذلک عندنا ای المقبول عند الحنفیة(2)......بل ھو فوق المسند اھ ملحضاً۔ حضرت شاہ الشیخ عبدالحق محدث دہلوی مقدمہ اصول حدیث صفحہ ۴ میں فرماتے ہیں۔قدیجئی عند المحدثین والمرسل والمنقطع بمعنی وحکم المرسل عند ابی حنیفة ومالک المرسل مقبول مطلقا عند الشافعی ان اعتضد وعن احمد قولان اھ ملخصاً۔ (کوثر النبی لمولانا پھراروی صفحہ ۲۴ پر ہے۔ المقبول مطلقا وھو قول ابی حنیفة ومالک رحمھما اللہ تعالیٰ۔

فرشتوں کی حاضری کا ذکر ہے۔بجا ہے جمعہ کے دن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ فرشتے درود کی آواز پہنچانے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔کیا فرشتے ٹیپ ریکارڈر لے کر درود پڑھنے والوں کی آوازیں بند کرتے رہتے ہیں پھر وہ جا کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنا دیتے ہیں؟ حدیث شریف کے الفاظ پر غور ہو۔ بلغنی صوتہ مجھ تک اُس کی آواز پہنچتی ہے۔یہ نہ فرمایا کہ مجھ تک اس کی آواز پہنچائی جاتی ہے فرشتوں کے توسط سے آواز کا سننا ہے اور نور نبوت سے آواز کا سننا، تو یہ توبہ

1۔یعنی وہ قولاً حنفی ہیں اور عملاً اعتقاداً در پردہ غیر مقلد ہیں۔
ع۔صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔ ۱۲منہ

2۔مولانا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں:قال ابو داؤد ھذا مرسل ای نوع مرسل و ھو المنقطع لکن المرسل حجة عندنا وعند الجمھور۔ ۱۲ منہ

شرک شرک۔ یہ ہیں عداوت رسول کے کرشمے۔ ایک اور شوریدہ سر اُٹھا اور اس نے کہا (بے سند وبلا دلیل) کہ میرا دل کہتا ہے کہ صوتہٖ سے شاید لام چھوٹ گئی ہے دراصل صلوتہٖ ہوگا۔ (کیونکہ دور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سننے کا انکار جو کرنا ہوا۔ آخر اپنی خواہش اور جعلی اعتقاد کی حفاظت جو کرنی ہے۔ لہٰذا حدیث کو بدل دو۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں!
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

(ضرب کلیم اقبال صفحہ ۱۴)

ایسے لوگوں کو ان آیات واحادیث میں غور کرنا چاہیے۔ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (مائدہ: ۱۳) وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ (انعام: ۱۲۱) وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا (انعام: ۱۱۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ لایؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعالماجئت به۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۔

۱۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ فرمایا:۔

اصحابی واخوانی صلوا علی فی کل یوم الاثنین والجمعة بعد وفاتی اسمع منکم بلاواسطة (انیس الجلیس للسیوطی صفحہ ۲۲۲)

''میرے اصحاب اور (تواضعاً فرمایا) میرے بھائیو مجھ پر ہر پیر اور جمعہ کے روز درود پڑھا کرو میری وفات کے بعد میں بلاواسطہ تم سے (تمہارا درود) سنتا ہوں۔''

۱۹۔ وقیل لرسول الله صلی الله علیه وسلم ارایت صلوٰة المصلین علیک ممن غاب عنک ومن یاتی بعدک ماحالهما عندک فقال اسمع صلوة اهل محبتی و اعرفهم وتعرض علیّ صلوة غیرهم عرضاً۔ (دلائل الخیرات شریف صفحہ ۳۲)

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی گئی کہ خبر دیجئے اُن لوگوں کے درود سے جو آپ سے غائب ہیں اور جو آپ کے بعد آئیں گے، آپ کے نزدیک ان دونوں کا کیا حال ہے؟ فرمایا اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں اور غیر محبت والوں کے درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔''

لا امام ہمام عالم ولی کامل عارف واصل محقق فاضل فرید عصر وحید دہر ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی جو بیس واسطوں سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں۔ آپ کے شاگرد بیس ہزار سے زیادہ تھے۔ جنہوں نے آپ سے حدیث کی نقل وروایت کی اور علم فقہ وتفسیر کی تحصیل کی، بارہ ہزار چھ سو پینسٹھ آدمیوں نے آپ کے ہاتھوں گناہوں سے توبہ کی جو خالص عابد بنے۔ اور آپ سے بڑی کرامات اور خوارق عجیبہ ظاہر ہوئے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے بڑے پابند اور عامل تھے۔ آپ کی وفات یکم ربیع الاوّل ۸۷۰ھ میں نماز صبح کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں ہوئی، ستتر سال کے بعد جب آپ کی نعش کو ایک مقام سے دوسرے مقام (قبرستان ریاض الفردوس واقع مراکش) میں تبدیل کیا گیا تو نعش بالکل تازہ معلوم ہوتی تھی۔ بعض حاضرین نے اُنگلی سے چہرہ مبارک کو دبایا خون اپنے مقام سے سرک گیا اور جب اُنگلی کو ہٹایا تو اپنے مقام پر آ گیا۔ آپ کی قبر مبارک پر انوارِ عظیمہ کا ظہور ہوتا ہے۔ ہر وقت زائرین کا ازدحام رہتا ہے، کثرت سے وہاں قرآن شریف اور دلائل الخیرات پڑھتے ہیں ان کے وردو وظائف تمام عالم اسلام میں پڑھائے جاتے ہیں اور خصوصاً حرمین شریفین اور مصر میں اس کتاب کو خدا نے مقبول خاص وعام بنایا ہے۔

(ماخوذ از مطالع المسرات وشرح زروق مغربی ومقدمہ دلائل مطبوعہ نور محمد)

تمام عالی مقام بزرگان دین اس کتاب کا ورد کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس کے عامل تھے۔ (مقدمہ صفحہ ۳) بلکہ حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم پیرومرشد علماء دیوبند اور خواجہ محمد عثمان صاحب مرحوم پیرومرشد مولوی حسین علی واں بھچرانی ودیوبندیاں پنجاب اور بعض علماء دیوبند اس دلائل الخیرات کے عامل رہے۔ بھچروی صاحب کو بھی مرشد نے اس کی اجازت عطا کی۔ (مجموعہ فوائد عثمانیہ صفحہ ۱۲۰)

اس بیان سے دلائل الخیرات کے درودوں اور حدیثوں کی مقبولیت اور تلقی اُمت کا اندازہ لگائیں۔ حدیث نمبر ۱۸ اور ۱۹ سے بھی ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام بلا واسطہ خود بھی درود شریف سنتے ہیں۔ اگرچہ پڑھنے والا کتنا دور ہو۔

سوال: یہ بالکل بے سند اور بے اصل اور بے سروپا اور بے حقیقت اور جعلی اور من گھڑت روایات ہیں۔ سند اور پھر روات کی توثیق اور سند کا اتصال ثابت کرو۔ (تبرید صفحہ ۱۸۴۔۱۸۵ گکھڑوی مصلہ)

جواب۔ اقول وباللہ التوفیق۔ (۱) معترض کا ان روایتوں کے متعلق جعلی ہونے کا فتویٰ یہ ایجاد بندہ ہے یا کسی ثقہ محدث یا عارف کامل کا قول ہے؟ اگر کسی محدث اور عارف نے کہا ہے تو هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ورنہ یہ فتویٰ اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں اور اگر یہ فتویٰ ثقہ روات کی

اتصالی سند منقول نہ ہونے کی وجہ سے ہے تو گوش ہوش سے سن لو کہ عدم نقل عدم وجود کو مستلزم نہیں نیز عدم وجود سند بلکہ وجود سند مجروحہ بھی اس بات کو مستلزم نہیں کہ حدیث فی الواقع جعلی ہے۔ کیونکہ اہل باطن حضرات خارجیوں، رافضیوں، قدریوں، جبریوں کے واسطوں سے قطع نظر براہ راست بلاواسطہ خود حضور سے حدیثوں کی تصدیق وتصحیح کرالیتے ہیں اور جاگتے ہوئے حضور سے پوچھ کر حدیث کا ہونا نہ ہونا معلوم کر لیتے ہیں جیسا کہ فریق مخالف کے مولوی کشمیری صاحب نے امام سیوطی کے متعلق لکھا ہے انہ راہ صلی اللہ علیہ وسلّم اثنین وعشرین مرۃ وسالہ عن احادیث ثم صححھا بعد تصحیحہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ (فیض الباری جلد ا صفحہ ۲۰۴) یہ بھی خیال رہے کہ حدیث ۱۸ انہیں امام سیوطی سے منقول ہوئی ہے۔

۲۔ کسی ثقہ محدث اور عارف کا بغیر ذکر سند کے یہ فرمانا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے یا حضور نے یہ فرمایا وہ حدیث قابل قبول ہے۔ منار اور پھر نور الانوار صفحہ ۱۸۵ پر ہے۔ "وارسال من دون ھؤلاء بان یقول من بعد القرن الثانی والثالث قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کذا مقبول کذالک عند الکرخی اھ اس پر مولوی عبدالحی لکھنوی کے والد مولانا عبدالحلیم صاحب یوں حاشیہ آرائی کرتے ہیں۔

> قولہ مقبول لان العلۃ التی توجب قبول مراسیل القرون الثلثۃ وھی العدالۃ والضبط تشمل سائر القرون۔ اھ نیز لکھا وقیل ان الارسال من بعد القرون الثلثۃ لوکان من علماء الحدیث الممیزین بین الصحیح والضعیف فیقبل والا فلا۔ (قمر الاقمار صفحہ ۱۶،۱۵) معلوم ہونا چاہیے کہ حدیث ۱۸ کے ناقل خاتم الحفاظ امام سیوطی ہیں جو ظاہر و باطن کے جامع ہیں اور حدیث کے بھی امام ہیں اور اہل باطن کے بھی پیشوا ہیں کما مر لہٰذا ان ثقہ محدثین عارفین کاملین کی بلا ذکر سند والی حدیثیں مقبول ہیں۔

۳۔ ایسے محدثین کاملین واصلین کا مذکورہ روایات کو ذکر کر کے ان کی موضوعیت نہ بتانا ان روایتوں کے موضوع نہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ محدثین نے اصول حدیث میں اس بات کی تصریح کی ہے جعلی حدیث کا بغیر ذکر موضوعیت روایت کرنا اور نقل کرنا ناجائز ہے۔ (عامہ کتب اصول حدیث۔ القول البدیع للسخاوی صفحہ ۲۵۹)۔ اگر یہ روایتیں درحقیقت من گھڑت ہیں تو اولاً اس کی تصریح کس نے کی؟ ثانیاً ایسے محدثین عاملین کا ان کو بلا ذکر وضع نقل کرنا ان کے علم کو مجروح کرے گا یا عمل کو حالانکہ ان

دونوں باتوں میں وہ دونوں سیوطی وجزولی اکمل ہیں۔ ابناء زمانہ ان کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکتے۔

۴۔ محدثین محققین کا حدیث کو بلا سند ذکر کرنا اس کے مقبول ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس محدث کامل عامل کا علم وعمل اس حدیث کو موضوع نہیں کہنے دے گا اور اگر چہ اس کی سند متصل ضبط کتابت میں نہیں آئی لیکن سینہ بسینہ کڑی ملی ہوئی ہوگی۔ عقل ونقل وقیاس کا تقاضا یہی ہے کیونکہ صرف امام احمد حنبل کے علم میں سات لاکھ صحیح حدیثیں تھیں۔ (فیض القدیر للمناوی جلد ا) حسن اس کے علاوہ ہوئیں اور ضعیف اس کے علاوہ ہوئیں اور آج تمام روئے زمین پر ضبط کتابت بمع ضبط سند کی کل حدیثیں صحیح وحسن وضعیف تقریباً ایک لاکھ ہیں۔ (الفتح الکبیر جلد اول وکوثر النبی) اور باقی چھ لاکھ بلکہ اس سے بھی زائد صحیح امام احمد والی جو ضبط تحریر میں نہ آئیں اور ان کے علاوہ حفاظ محدثین کو جو صحیح حدیثیں انہیں یاد تھیں۔ اور ضبط تحریر میں نہ آئیں۔ کیا ان کو وہ محدثین زبانی نہ بیان کیا کرتے تھے۔ ضرور بالضرور ان کو زبانی بیان کیا کرتے تھے، اور اسی طرح یہ سلسلہ زبانی اور سینہ بسینہ چلتا آیا۔ یہاں تک کہ کسی معتمد محدث نے بعض صدری حدیثوں کو کہیں تحریر کر دیا۔ یہ احتمال تو محققین علماء ظاہر کی حدیثوں میں تھا۔ باقی رہے اہل باطن عرفاء کاملین واولیاء واصلین تو ان کی بے سند حدیثوں کا حضور علیہ والصلوٰۃ والسلام سے ثبوت دو طرح ہوسکتا ہے۔ ایک یہی طریقہ جو مذکور ہوا کہ سینہ بسینہ زبانی غیر تحریری کڑی کا ملنا۔ اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کا خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سننا اور پوچھ لینا۔ لہٰذا عرفاء کی حدیثوں کا بڑا وزن ہے درج ذیل عبارات پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی واضح وروشن ہو جاتی ہے۔ خاتم الحفاظ مشاہد رسول اللہ یقظۃ مراراً'' وشیخ الحدیث بزبان نبی اللہ مصحح احادیث نبویہ بعد تصحیح حبیب اللہ (کتاب المیزان۔ فتح الکبیر۔ فیض الباری، امام جلال الملت والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

حدیث'' اختلاف امتی رحمة'' کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔'' **ذکر المقدسی فی الحجة والبیهقی فی الرسالة الاشعریة بغیر سند واورده الحلیمی والقاضی حسین وامام الحرمین وغیرهم ولعله خرج فی بعض الکتب الحفاظ التی لم تصل الینا**''۔ (الجامع الصغیر للسیوطی جلد ا صفحہ ۱۳۔ مطبوعہ مصر) (خیال رہے کہ یہ وہی جامع صغیر ہے جس کے متعلق امام سیوطی خود اسی کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔'' **وصنته عما تفرد به وضاع او کذاب**'' (صفحہ ۳) ثابت ہوا کہ بعض حدیثیں بے سند ہونے کے باوجود بھی جعلی نہیں ہوا کرتیں تو عدم ذکر سند موضوعیت کو مستلزم نہ ہوا) الفتح الکبیر جلد ا صفحہ ۵۶ مطبوعہ مصر۔ جمع الجوامع للسیوطی (یہ وہی جمع الجوامع ہے جس کے متعلق شیخ محقق مقدمہ میں فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی حدیث جعلی وموضوع نہیں سبحان اللہ

ادھر بے سند اور پھر غیر موضوع) کنز العمال جلد ۱۰، صفحہ ۷۸ طبع جدید دکن۔ یہی امام سیوطی رحمہ الباری" تعقبات صفحہ ۱۴ پر رقم طراز ہیں۔ قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحة الحدیث قول اهل العلم به وان لم یکن له اسناد یعتمد علی مثله۔ اه باب الصلوٰة۔"

تقریباً نوسوسال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پردہ پوشی کے بعد خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جاگتے ہوئے صحیح بخاری شریف پڑھنے والے (فیض الباری) اور مصر میں بیٹھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار پر انوار پر ہاتھ پہنچا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کر لینے والے (لطائف المنن) سیدی عارف ربانی، واصل صمدانی، امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی درود شریف کے متعلق دو حدیثیں نقل کرنے کے بعد اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں۔ ھذا الحدیث والذی قبله رویناهما عن بعض العارفین عن الخضر علیه السلام عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وهما عندنا صحیحان فی اعلی درجات الصحة وان لم یثبتهما المحدثون علی مقتضی اصطلاحهم۔ (کشف الغمہ للشعرانی جلد ا صفحہ ۲۷۱ مطبوعہ مصر) ثابت ہوا کہ عرفاء کی حدیثیں اعلیٰ درجہ کی صحیح ہوا کرتی ہیں۔ اگر چہ محدثین علماء ظاہر نے ان کا اخراج نہ کیا اگر اس قسم کی مزید تحقیق دیکھنی ہو تو شیخ الاسلام الامام مولانا احمد رضا خان کی کتاب الهاد الکاف ملاحظہ ہو۔

۵۔ دلائل الخیرات شریف والی حدیث تلقی امت اور تداول صالحین اور عمل علماء سے بھی تقویت حاصل کر چکی ہے۔ امام سیوطی تعقبات میں امام بیہقی سے ناقل۔ تداولها الصالحون بعضهم عن بعض وفی ذلک تقویة للحدیث المرفوع۔

۶۔ کسی محقق محدث نقاد کا کسی حدیث کو موضوع وضعیف یا صحیح کہنا بنظر ظاہر ہے اور درحقیقت یہ ممکن کہ موضوع وضعیف صحیح ہو اور صحیح موضوع وضعیف ہو۔ (فتح القدیر جلد ا صفحہ ۳۱۸) میں ہے۔ ان وصف الحسن والصحیح والضعیف انما هو باعتبار السند ظنا اما فی الواقع فیجوز غلط الصحیح وصحة الضعیف موضوعات کبیر للقاری میں ہے۔ المحققون علی الصحة والحسن والضعف انما هی من حیث الظاهر فقط مع احتمال کون الصحیح موضوعا وعکسه مقدمہ شیخ محقق میں ہے: فالمراد بالحدیث الموضوع فی اصطلاح المحدثین۔ھذا لانه ثبت کذبه وعلم ذلک فی ھذا الحدیث بخصوصه والمسئلة ظنیة والحکم بالوضع والافتراء بحکم الظن الغالب ولیس الی القطع والیقین بذلک سبیل فان الکذوب قد یصدق اه۔ اب اگر کسی میں ہمت ہے تو حدیث ۱۸۔۱۹ کا

قطعی اور یقینی طور پر جعلی و من گھڑت ہونا ثابت کر کے دکھائے وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

۷۔ منجمدین علی الظاہر (جو عرفاء اور اہل باطن کے منکر ہیں اور اُن کی احادیث سے روگردانی کرتے ہوئے ان پہ بے دھڑک موضوعیت کا فتویٰ لگاتے ہیں) سے دو چار باتیں۔ عمران بن حطان (رئیس الخوارج مداح ابن ملجم (جو قاتل مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہے) الکامل المبرد صفحہ ۲۹۔ ۳۰ حیاۃ الحیوان جلد ا صفحہ ۴۲۔ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲۲ صفحہ ۱۳ ہامش بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۷ حاشیہ ۱۲ راوی صحیح بخاری (ملاحظہ ہو بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۶۷، ۸۸۰) جس کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے۔ کی بیان کردہ حدیث تو مقبول ہو اور مروان بن الحکم (جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وزغ اور ملعون فرمایا (رواہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد، حیوۃ الحیوان للدمیری صفحہ ۷۸ جلد ا و جلد ۲ صفحہ ۳۸۰۔ وہامش صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۴۶ ۳) تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ ۱۳۸) راوی صحیح بخاری (دیکھو بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۰۸) کی نقل کردہ حدیث علی الراس والعین مقبول و منظور ہو اور ابی بن عباس بن سہل (اس کے متعلق دولابی اور نسائی نے کہا لیس بالقوی۔ ذہبی نے کہا ضعفہ ابن معین، امام احمد نے کہا منکر الحدیث۔ تہذیب اور میزان میں اس کے متعلق کسی سے توثیق نقل نہ ہوئی۔ آخر کار محافظ صحت بخاری ابن حجر عسقلانی کو تقریب میں کہنا پڑا۔ فیہ ضعف (تقریب جلد ا صفحہ ۴۸) راوی صحیح بخاری (بخاری جلد ا صفحہ ۴۰۰) کی نقل کردہ روایت بر سر و چشم مقبول و منظور ہو لیکن اس کے برعکس خاتم الحفاظ امام سیوطی مشاہد رسول اللہ اور امام جزولی عارف کامل اور باقی عرفاء اور احناف و امام اعظم کی روایتیں باطل و قابل رد ہیں ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ شاباش۔

اسی لئے امام بن ہمام نے فرمایا۔ وما تقور عند الناس من ترجیح ما فی الصحیحین علی ما فی غیرھما فلیس بموجه نیز فرمایا ھذا الترتیب (کہ سب سے اصح۔ متفق علیہ پھر صرف صحیح بخاری کی پھر صحیح مسلم کی الخ) تحکم لایجوز التقلید فیه اذ الاصحية ليست الا بوجود الشرائط وان وجدت فی غیر الکتابین فالحکم بترجیحهما تحکم وفی الصحیحین رواۃ تکلم فیهم۔ (کوثر النبی صفحہ ۱۱۔ ۳۷) فریق مخالف کا بچہ بچہ بگوش ہوش سن لے کہ وہ صرف خارجیوں، بدعتیوں، لعنتیوں کی روایات سے اپنے قلوب کو تسکین بخشتے رہیں مگر اہل سنت ان سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا صالح فی العقیدہ والعمل عرفاء کاملین حاضرین بارگاہ رسول اللہ کی احادیث کو ہرگز ہرگز

پیٹھ نہیں دے سکتے۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں　　جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار　　اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

اہل باطن کی حدیثوں پہ حملہ کرنے والوں کے مقابلہ میں ہمیں بھی صرف اہل ظاہر کے جمودی چہرہ کو بے نقاب کرنا پڑا۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے　　نہ کھلتے رازِ سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

آمنت بکل ما جاء عن الله تعالیٰ علی مرادہٖ وبکل ماجاء عن رسول الله صلی الله علیه وسلم علی مرادہٖ وبکل ماجاء عن العارفین الکاملین علی مرادھم۔

نمبر ۱۸۷۔ جب جبریل امین وحی لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہوتے تو حضور اس کی خوشبو سونگھ لیتے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱) حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے مصر سے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ ۝

"جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ (یعقوب علیہ السلام) نے کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں، اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ گیا ہے۔" (یوسف)

۱ حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری　　آن چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

۲ فاق النبیین فی خلق وفی خُلق　　ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

۳ وکلهم من رسول الله ملتمس　　غرفا من البحر او رشفا من الدیم

نمبر ۱۸۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس راستہ سے گذر جاتے تو خوشبو رہتی اور اسی خوشبو کے ذریعہ سے آپ کی تلاش ہوتی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۵۱، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۸)

نمبر ۱۸۹۔ آپ کا نیند سے وضو نہ ٹوٹتا۔

(مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۴، تہذیب الاسماء واللغات نووی جواہر البحار جلد ۱ صفحہ ۲۰۲ عنہ)

نمبر ۱۹۰۔ نیند میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سنتے تھے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۱۷۔ للشیخ المحقق المجدد للمائۃ الحادی عشر سیدنا وقائدنا وشیخنا وشیخ مشائخنا برکت رسول اللہ فی الہند سید المحققین وسند المحدثین مولانا

الشاہ محمد عبدالحق المحدث الدہلوی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ)

نوٹ:۔ حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ جیسے مشہور ومعروف ومستند قائد اہلسنت وسند المحدثین سید المحققین کا تعارف کرانا آفتاب کے سامنے چراغ رکھنے کے مانند ہے۔ کون ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ حضرت شیخ کا ہندوستان کے چپہ چپہ پہ احسان ہے۔ ان کی تحقیق کے مقابلہ میں سب کی تحقیقیں ہیچ ہیں، آج تک اہل علم وتحقیق وانصاف کے نزدیک جن کا ایک قول رد نہ ہوا، پہلے پہلے آپ ہی نے اہل ہند کو احادیث نبویہ کی دولت بے بہا سے نوازا اور سیراب کیا۔ (حدائق حنفیہ صفحہ ۴۰۹) لیکن آج کل کے جہال کے جہل متعصبین کے تعصب اور حاسدین کے حسد اور بدمذہبوں وگمراہوں کی کور باطنی کو دیکھتے ہوئے چند حوالے اطمینان قلبی کے لئے سپرد قلم کرتا ہوں تا کہ حجاب جہل وحسد وبغض دور ہو۔

۱۔ شیخ محقق نے روایت حدیث کی اجازت خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لی۔ (در الثمین لشاہ ولی اللہ صفحہ ۱۳۔ مھصلہ)

۲۔ شیخ محقق جلیل القدر فن حدیث کے امام (فتاویٰ عزیزی جلد ا صفحہ ۵ مھصلہ)

۳۔ اور ''شیخ اجل تھے''۔ (فتاویٰ عزیزی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

۴۔ بہت سے مقامات پر شاہ عبدالعزیز دہلوی نے مدارج النبوۃ اور شرح مشکوٰۃ للشیخ ومرج البحرین للشیخ وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔

(تفسیر عزیزی۔ عجالہ نافعہ صفحہ ۱۸، تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۴۳۹، فتاوی عزیزی جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۲)

۵۔ وبعد ازاں در مائۃ عاشرہم بعضے علماء مثل ملا علی قاری وشیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ قدم قدم محدثین شدند مگر بمرتبہء اوشاں نمے رسیدند وبعد ازاں تا الی الآن کسے یافتہ نہ شد کہ تمیز حدیث صحیح از ضعیف کما حقۂ نماید فضلا عن المھارۃ فیہ الاماشاء اللہ تعالیٰ

(فتاویٰ عبدالحی جلد ۲ صفحہ ۲٦۰ کتاب التقلید۔ طبع سراج لاہور)

٦۔ حضرت شیخ اپنے زمانہ کے فقیہ، محقق، محدث، مدقق، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، مؤرخ اضبط، فخر ہندوستان، جامع علوم ظاہری وباطنی، مستند موافق ومخالف تھے۔ الخ ولنعم ماحرر

(حدائق حنفیہ صفحہ ۴۰۹)

۷۔ داراشکوہ نے بجا طور پر ان کو امام محدثان وقت کہا ہے، خافی خان لکھتا ہے۔ در کمالات صوری ومعنوی وتحصیل علوم عقلی ونقلی خصوص تفسیر وحدیث در تمام ہندوستان ثانی نداشت۔ (منتخب اللباب صفحہ ۵۵۱) نواب صدیق حسن خاں کا خیال ہے۔ ''در ترجمہ عربی بفارسی یکے ازافراد ایں اُمت

است۔ مثل او دریں کاروبار خصوصا دریں روزگار احدے معلوم نیست"

(حیات شیخ للندوی۔ صفحہ ۲۸۳۔ ۲۸۴)

۸۔ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حضوری کو روزمرہ دربارنبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی۔"

(الافاضات الیومیہ للتھانوی، اشرف المطابع تھانہ بھون ۱۹۴۱ء جلد ۷ صفحہ ۶، فوائد جامعہ صفحہ ۲۲ بعد از صفحہ ۲۲۰)

۹۔ فتویٰ دیوبند قلمی۔ جو شخص شیخ عبدالحق مرحوم کو گمراہ کرنے والا خیال کرے وہ خود بھی گمراہ ہے۔ اور گمراہ کن ہے"۔

والعیاذ باللہ فقط واللہ اعلم

مسعود احمد عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۳ ۱۱۔ ۶۴ھ

الجواب صحیح محمد اعزاز علی غفرلہ ۱۳۔ ذیعقد ۶۴ھ

فقیر کی کتاب تعارف جس میں ابن تیمیہ اور اس کے ہم نواؤں کا تعارف کرایا گیا ہے۔ اس میں شیخ کی مدح وثنا مرقوم ہے جو چاہے وہاں دیکھ لے اور مزید مستقل ترجمہ شیخ لکھا جائے گا۔ انشاء المولیٰ۔

نمبر ۱۹۱: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ خطا جائز نہیں

(مدارج النبوت جلد ۱ صفحہ ۱۲۵، شفا شریف جلد ۲، صفحہ)

نمبر ۱۹۲: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھولنے سے پاک ہیں۔ (عند البعض) مدارج النبوۃ جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۵۔ شفا شریف جلد ۲ و شرحہ للقاری والخفاجی، مواہب وزرقانی۔

۱۹۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شک سے بری ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۲۵)

۱۹۴۔ جو کچھ دنیا میں ہے حضرت آدم سے لے کر نفخہ اولیٰ تک وہ سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ منکشف ہے حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوّل سے آخر تک تمام حالات معلوم کر لئے؟ اور اپنے یاروں کو (غلاموں کو) بھی ان احوال میں سے بعض حالات سے مطلع کیا۔

(مدارج النبوت جلد ۱۔ صفحہ ۱۴۴)

۱۹۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بروز قیامت رب کے بمنزلہ وزیر کے ہوں گے۔

(تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ ۲۱۹، شفاء السقام للسبکی صفحہ ۲۲۰)

۱۹۶۔ آپ جس سر پر اپنا ہاتھ مبارک رکھتے۔ آپ کے ہاتھ مبارک کی جگہ کے بال سیاہ رہتے کبھی سفید نہ ہوتے۔ (شفاء شریف، سیرت رسول عربی صفحہ ۶۴۸)

۱۹۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو خوارق (معجزات وکرامات) پر ایسے قدرت واختیار حاصل ہے جیسے ہمیں اُمور عادیہ پر۔

ا۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:۔

ان النبوة عبارة عما يختص به النبى ويفارق به غيره وهو يختص بانواع من الخواص احدها انه يعرف حقائق الامور المتعلقة بالله وصفاته والملائكة والدار الاخرة لا كما يعلمه غيره بل مخالفا له بكثرت المعلومات و بزيادة اليقين والتحقيق والكشف الثانى ان له فى نفسه صفة بها تتم له الافعال الخارقة للعادات كما ان لنا صفة بها تتم الحركات المقرونة بارادتنا وباختيارنا وهى القدرة والمقدور جميعا من فعل الله تعالىٰ۔ والثالث انّ له صفة بها يبصر الملائكة ويشاهدهم كما ان للبصير صفة بها يفارق الاعمىٰ حتےٰ يدرك بها المبصرات۔ والرابع ان له صفة بها يدرك ماسيكون فى الغيب اما فى اليقظة اوفى المنام اذبها يطالع اللوح المحفوظ فيرىٰ ما فيه من الغيب فهذه كمالات وصفات يعلم ثبوتها للانبياء۔ اھ

(احیاء العلوم جلد ۴ صفحہ ۱۶۸ کتاب الفقر والزہد۔ زرقانی شرح مواہب جلد ا صفحہ ۱۹، ۲۰ مطبوعہ مصر۔ کتاب الابریز۔ صفحہ ۷۹، مطبوعہ مصر)

"یعنی بے شک نبوت وہ چیز ہے جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں جن سے نبی مختص ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جو اُمور اللہ عزوجل کی ذات وصفات اور ملائکہ وآخرت سے متعلق ہیں نبی ان کے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے کہ اوروں کے علم زیادت معلومات وفزونی تحقیق وانکشاف میں ان سے نسبت نہیں رکھتے۔ دوم یہ کہ نبی کے لیے اس کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے جس سے افعال خلاف عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں) تمام ہوتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک صفت ہے کہ اس سے ہماری حرکات ارادیہ اختیاریہ پوری ہوتی ہیں جسے قدرت کہتے ہیں اور اگرچہ قدرت اور مقدور سب اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہے۔

سوم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے، جس طرح آنکھوں والے کے پاس ایک صفت ہے جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے اور اس صفت سے مبصرات کا ادراک کرتا ہے۔

چہارم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے جس سے آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے بیداری میں یا نیند میں، اس لئے کہ نبی اس صفت کے باعث لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا ہے تو جو کچھ اس میں غیب کی خبریں ہوتی ہیں اُن کو دیکھتا ہے تو یہ کمالات اور صفات ہیں۔ جن کا ثبوت انبیاء کے لئے معلوم ہونا چاہئے۔''

۲۔ حضرت مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخاطب ہو کر عرض کیا:

ما ان رایت ولاسمعت بواحد　　فی الناس کلھم کمثل مُحَمّد

اوفی واعطی للجزیل لمجتد　　ومتی تشاء یخبرک عما فی غد

''میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا۔ سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل کو نفع کثیر عطا بخشنے والے اور جب چاہے تجھے آئندہ کل کی خبریں بتا دیں صلی اللہ علیہ وسلم۔''

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ وفہم پر سردار فرما دیا۔

(ذکرہ الحافظ فی الاصابہ)

معلوم ہوا کہ خوارق ہر وقت قبضہ میں ہیں کیونکہ فرمایا جب تو چاہے تجھے کل کی خبر بتا دیں۔

۳۔ شیخ الاسلام والمسلمین المجدد للمائۃ الرابع عشر الامام احمد رضا خان قدس سرہ المنان رقم طراز ہیں:

انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اظہار خوارق وادراک غیب میں انسان مختار بعطائے قادر جلیل الاقتدار ہیں۔ کہ جس طرح عام آدمیوں کو ظاہری حرکات وظاہری ادراک کے اختیارات حضرت واہب العطیات نے بخشے ہیں کہ جب چاہیں دست و پا کو جنبش دیں چاہیں نہ دیں، جب چاہیں آنکھ کھول کر کوئی چیز دیکھ لیں۔ چاہے نہ دیکھیں، اگرچہ بے خدا کے چاہے وہ کچھ نہیں چاہ سکتے اور وہ چاہیں اور خدا نہ چاہے تو ان کا چاہا کچھ نہیں ہوسکتا اور وہ عطائی اختیارات اس کے حقیقی ذاتی اختیارات کے حضور کچھ نہیں چل سکتے، بعینہٖ یہی حالت حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دربارۂ معجزات وادراک مغیبات ہے کہ رب عزوجل نے انہیں ظاہری جوارح سمع وبصر کی طرح باطنی صفات وہ عطا فرمائی ہیں کہ جب چاہیں خرق عادت فرما دیں۔ مغیبات کو معلوم فرمالیں چاہیں نہ فرمائیں اگرچہ بے خدا کے چاہے نہ وہ چاہ سکتے ہیں نہ بے ارادۂ الٰہیہ ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے۔ (الامن والعلیٰ صفحہ ۱۴۴)

۴۔اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا:۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ ۝ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝ هَٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (ص)

”تو ہم نے ہوا اس (سلیمان علیہ السلام) کے تابع کردی کہ اس (سلیمان علیہ السلام) کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ (سلیمان علیہ السلام) چاہتے اور شیاطین (بھی تابع کردیئے) ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے یہ ہماری عطا ہے۔ اب تو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں۔“

اس آیت مبارکہ سے کئی مسئلے ثابت ہوئے۔

۱۔امور خلاف عادت یعنی معجزات، نبوت کے تابع ہوتے ہیں اور نبوت کے حکم سے تکمیل پاتے ہیں اور معجزات میں نبوت کی چاہت کو دخل ہے یعنی نبوت کو معجزات پر قدرت حاصل ہے اور معجزات میں نبی کے ارادہ کو دخل ہے اور نبوت اظہارِ معجزات میں مختار ہے۔ اس سے لوگوں کا سالبہ کلیہ تو ٹوٹ گیا کہ کسی نبی کو کسی معجزہ پر قدرت واختیار حاصل نہیں

۲۔ذاتی اور عطائی کی تقسیم جعلی نہیں بلکہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ **ھذا عطاؤنا**

۳۔نبوت کو اتنا وسیع اختیار ہے کہ امور خرق للعادت والے کمالات وتصرفات وقدرت آگے جس کو چاہے بے حساب وکتاب دے چاہے نہ دے۔

۵۔غوث پاک اور شیخ محقق فرماتے ہیں:۔

فحینئذٍ یضاف الیک التکوین وخرق العادات پس چوں فانی شدی از خودی ونماند جز فعل وارادت در تو نسبت کردہ می شود بسوئے تو پیدا کردن کائنات و پارہ کردن عادات یعنی متصرف مے گرداند ترا در علم بخوارق وکرامات۔

(شرح فتوح الغیب صفحہ ۳۰)

”یعنی جب تو فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچ گیا اور خودی سے فانی ہوگیا فعل اور ارادہ کے سوا تجھ میں کچھ نہ رہا تو کائنات کے پیدا کرنے اور خرق عادات کی تیری طرف نسبت کی جائے گی یعنی اللہ تعالیٰ تجھے خوارق کے علم اور کرامات میں متصرف کردے گا۔

۶۔مولانا روم فرماتے ہیں:۔

اولیاء راہست قدرت ازالہ تیر جستہ باز آرندش براہ (گرداند)

اس میں ولی کے لئے کرامت پر قدرت کا ثبوت ہے۔

۷۔ ان کے گھر کی گواہی نانوتوی صاحب نے لکھا ہے۔ یہی وجہ ہوئی کہ معجزہ خاص جوہر نبی کو مثل پروانہ تقرری بطور سند نبوت ملتا ہے اور بنظر ضرورت ہر وقت قبضہ میں رہتا ہے، مثل عنایات خاصہ گہ و بیگاہ کا قبضہ نہیں ہوتا۔" (تحذیر الناس صفحہ ۷)

اس مسئلہ پر مؤلف فیضی نے ایک مستقل کتاب کی بنیاد ڈالی ہوئی ہے، جس کا نام ہے **الحق الجلی فی بیان ان الخوارق مقدورة للنبی و الولی۔** "المعروف نشانِ ہدایت۔" اس میں آپ کو اس مسئلہ کا ثبوت آیات قرآنیہ کثیرہ اور احادیث نبویہ وفیہ اور اقوال ائمہ کرام کے سمندروں سے روزِ روشن کی طرح ملے گا اور معترضین کے دندان شکن جوابات اس میں ملیں گے۔ **وما توفیقی الا باللہ تعالیٰ۔**

۱۹۸۔ اذان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم پاک سن کر انگوٹھے اور شہادت کی انگلیوں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر ملنا موجب شفاعت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے اور سبب دخول جنت ہے اور باعث کفارہ گناہاں ہے اور نور بصر کی حفاظت کا علاج ہے۔ (عن الصدیق والحسن والخضر علیہم السلام۔ مقاصد حسنہ للسخاوی۔ جامع الرموز۔ شرح نقایہ۔ مختصر الوقایہ۔ فتاویٰ صوفیہ۔ کنز العباد۔ قوت القلوب۔ مضمرات۔ ہامش جلالین شریف صفحہ ۳۵۷ تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۶۴۸) طبع قدیم زیر آیت اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ کتاب مسند الفردوس للدیلمی، حواشی البحر للرملی۔ ردالمحتار جلد ۱، صفحہ ۲۹۳۔ حاشیہ لطحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ مصر۔ تکملہ مجمع بحار الانوار۔ فتاویٰ شیخ جمال بن عبداللہ مکی حنفی۔ موضوعات علی قاری صفحہ ۷۳۔ تذکرۃ الموضوعات للفتنی صفحہ ۳۴۔ منہیہ علی الرد للتھانوی)

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی اس مسئلہ پر دو بے نظر کتابیں ہیں۔ "**منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین**"۔ "**نہج السلامة فی حکم تقبیل الابہامین فی الاقامة**" تفصیل ان میں دیکھو جن میں آسمان تحقیق کا سورج چمکتا نظر آتا ہے۔ مطلقاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک چومنا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۔ انیس الجلیس صفحہ ۲۲۱۔ کلاہما للسیوطی۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

ع نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں

ندانم کدامے سخن گوئمیت تو بالا تری زانچہ من گوئمیت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وصحبہ وسلم فی کل حین بعدد معلومات اللہ

باب سوم

نبی کی ادنیٰ توہین کفر ہے، بے ادب کافر ہے، مستحق قتل ہے، اس میں تین فصلیں ہیں۔ فصل اوّل آیات قرآنیہ۔ فصل دوم احادیث نبویہ۔ فصل سوم اقوال ائمہ۔

فصل اوّل

آیات قرآنیہ سے اس بات کا ثبوت کہ گستاخ و بے ادب وشاتم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کافر ہے اسے قتل کرو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

وَ مِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَ یَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌؕ قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ یُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ(1) ﴿۶۱﴾ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِیُرْضُوْكُمْۚ وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ(2) اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَاؕ ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۳﴾ (توبہ)

"اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے (نبی) کوستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں (یعنی کان کے کچے ہیں ان سے جو کہہ دیا جائے سن کر مان لیتے ہیں) تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی باتوں پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں اُن کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ ورسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اُس میں رہے گا۔ یہی بڑی رسوائی ہے"۔

ان آیات کے خط کشیدہ الفاظ سے درج ذیل مسائل ثابت ہوئے:۔

1۔ (عذاب الیم) فی الدارین (احق ان یرضوه) انما وحد الضمیر لانه لا تتفاوت بین رضا الله ورضا رسول الله فکان فی حکم شیء واحد، مدارک جلد ۲۔ صفحہ ۲۳۸۔ تفسیر مظہری، جلد ۴، صفحہ ۲۵۵، ۱۲ منہ

2۔ (یُحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ) ای یحارب الله ورسوله یعاند الله ورسوله۔ تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۳۸۔ ۱۲ منہ

۱۔ نبی کا موذی منہم میں داخل یعنی پکا منافق و کافر ہے۔

۲۔ جب کان کے کچے کہنے میں توہین وایذاء نبی ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے شیطان کا علم بڑھانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، جانوروں کے علم کی طرح بتانا کتنی سخت ایذا و بے ادبی ہے (جیسا کہ گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی نے اس کا ارتکاب کیا)

۳۔ رسول اللہ کے موذی اور بے ادب کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۴۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو راضی کرے اور جو حضور کو راضی نہ کرے بلکہ سبّ وشتم اور بے ادبی کر کے ناراض کرے وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔ پکا کافر ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے مخالفت ودُشمنی کرنا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ کی آگ میں جلنا ہے۔

☆ مفسر قرآن علامہ ابوسعود حنفی فرماتے ہیں:۔

(رسول الله) وايراده عليه الصلوٰة والسلام بعنوان الرسالة مضافا الى الاسم الجليل لغاية التعظيم والتنبيه على ان اذيته راجعة الى جنابه عزوجل موجبة لكمال السخط والغضب

(تفسیر ابی سعود جلد ۴ صفحہ ۱۷۲)

"یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عنوان رسالت سے اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف مضاف کر کے وارد کرنا انتہائی تعظیم کے لئے ہے اور اس بات پر تنبیہ کرنے کے لئے ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اذیّت اللہ کی طرف راجع ہے جو سخت ناراضگی اور غضب خداوندی کا موجب ہے۔"

نیز ان آیات قرآنیہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا دینا (توہین کرنا۔ گستاخی کرنا، بے ادبی کرنا، سبّ وشتم کرنا) اللہ اور اس کے رسول سے محادۃ (مخالفت۔ دشمنی۔ جنگ۔ عناد) ہے کیونکہ ذکر ایذاء نے محادۃ کے ذکر کا تقاضا کیا تو واجب ہوا کہ ایذاء رسول، اللہ ورسول کی محادۃ میں داخل ہو ورنہ کلام میں ربط نہ ہوگا کیونکہ یہ کہنا ممکن ہوگا کہ رسول اللہ کا موذی۔ اللہ ورسُول کا دُشمن نہیں اور ہمارے مولا کریم کے اس کلام پاک سے ثابت ہوا کہ حضور کو ایذا دینا اور حضور سے دُشمنی کُفر ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ موذی رسول اور دُشمن رسول ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ (هى جزاؤه) کہ جہنم اس کی جزا ہے حالانکہ دونوں کلاموں میں فرق ہے۔ بلکہ محادۃ، یہ دشمنی اور یکطرفی ہے تو محادۃ میں کفر بھی ہے اور جنگ بھی ہے تو محادۃ کفر محض

سے زیادہ غلیظ و بری چیز ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ کا موذی کافر ہے۔اللہ ورسول کا دُشمن ہے اور اللہ ورسول سے جنگ کرنے والا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب کرتا تھا تو آپ نے فرمایا:۔

من یکفینی عدوّی (الصارم لابن تیمیہ صفحہ ۲۷)

''میرے دُشمن کو کون میری طرف سے کفایت کرتا ہے۔''

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے ادب اور حضور کو سبّ وشتم کرنے والا حضور کا دشمن ہے اور اس کو قتل کرنا حلال ہے۔

۴۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ۞ (مجادلہ)

''بے شک وہ جو اللہ اور اُس کے رسُول کی مخالفت (اور اُن سے دشمنی) کرتے ہیں، وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔''

اگر محادّ رسُول، مخالف رسول، دُشمن رسول، مومن محفوظ ومعصوم الدم ہوتا تو سب سے زیادہ ذلیلوں میں نہ ہوتا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ (المنافقون: ۲۰)

''اور عزت تو اللہ اور اس کے رسُول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔''

تو ثابت ہوا کہ دُشمن (وساب) رسُول کافر ہے۔

۵۔نیز اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۞ۚ (المجادلہ)

''بے شک وہ جو مخالفت (دُشمنی) کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی، ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے۔''

اور مومن ہرگز ایسا ذلیل نہیں کیا جاتا جیسا کہ رسولوں کے جھٹلانے والے ذلیل کئے گئے۔تو ثابت ہوا کہ محادّ (دُشمن وموذی رسول) مومن ہی نہیں نیز اسی آیت کا اخیری جملہ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ بھی اسی طرف مشیر ہے کہ محادّ رسول کافر ہے۔

۶۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد مقدس ہے:۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ (المجادلہ:۲۲)

''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور روز قیامت پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسُول سے مخالفت (دُشمنی) کی اگرچہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔''

جب دُشمن وموذی رسول سے دوستی کرنے والا مومن نہیں تو خود دُشمن وموذی رسول کیسے مومن ہو گا اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابوقحافہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ یا یہ کہ ابن ابی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص وبے ادبی کی تو اس کے بیٹے نے والد کو قتل کرنے کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت مانگی تو ثابت ہوا کہ موذی، دُشمن رسول کافر ہے۔ اس کا خون بہانا، اسے قتل کرنا حلال ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے:۔

وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر)

''اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر گھر سے اُجڑنا لکھ دیا تھا تو دُنیا ہی میں اُن پر عذاب فرماتا اور ان کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کے اور اس کے رسول کے مخالف رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول(1) کے مخالف رہے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں مخالفت اللہ اور مخالفت رسُول کو دُنیا میں ان کے مستحق عذاب ہونے اور آخرت میں عذاب دوزخ کا سبب بتایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ایذ دینے والا اللہ ورسول کا مخالف ہے۔ اللہ ورسُول کا دُشمن ہے۔ جیسا کہ گذرا۔

۸۔ ہمارے مولیٰ عزوجل کا ارشاد مُبارک ہے:۔

1۔ (وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) تفسیر مدارک علی ہامش لباب التاویل جلد ۴ صفحہ ۲۴۶۔ ۱۲ الفیضی عنہ

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَٰٓئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ (انفال)

''جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اُوپر مارو اور ان کے ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسُول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔''

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کفّار کے دلوں میں رُعب ڈالنے اور اُن کو قتل کرنے کے حکم کا سبب یہ بتایا کہ وہ چونکہ اللہ و رسُول سے مخالفت اور دُشمنی کرتے ہیں تو ثابت ہوا جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موذی و مخالف و دشمن ہے وہ اس سزائے قتل کا مستحق ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے:۔

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ(1) إِيمَانِكُمْ (التوبہ: ۶۵)

''اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسُول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔''

اس آیت سے ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان) یہ آیات اس بات کے لیے نص ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسُول سے استہزا (ہنسی کھیل، ٹھٹھا کرنا) کفر ہے۔ تو ارادے سے سب و شتم کرنا بطریق اولیٰ کفر ہے۔

نیز اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرے، چاہے تحقیقی طور پر یا یوں ہی ٹھٹھا مسخری کرتے ہوئے بہر صورت وہ کافر ہے۔ اس آیت کا ایک شان نزول

1۔ قَدْ كَفَرْتُمْ ای۔ اظهر الكفر بايذاء الرسول والطعن فيه۔ تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۲۶۱، تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۵۴۲۔ ۱۲ف

یہ بھی ہے کہ امام ابوبکر بن ابی شیبہ (استاذ امام بخاری و مسلم وغیرہ آئمہ محدثین) اپنے مصنف وابن المنذر روابن ابی حاتم وابو شیخ وابن جریر اپنی اپنی تفاسیر میں امام مجاہد (شاگرد خاص حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:۔

فی قولہ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قال قال رجل من المنافقین یحدثنا محمّد ان ناقۃ فلان بوادی کذا و کذا فی یوم کذا و کذا وما یدریہ بالغیب۔

''یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا کہ محمد (ﷺ) غیب کیا جانیں۔اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو؟ بہانے نہ بناؤ۔تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے بولنے سے کافر ہوگئے۔''

تفسیر در منثور للامام السیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۵۴ تفسیر امام ابن جریر طبری جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۵،۱۲۰۔ الصارم المسلول لابن تیمیہ وہو منہم صفحہ ۳۲ تفسیر حسینی صفحہ ۳۹۹،خالص الاعتقاد لسیدنا اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۸ وقعات السنان الی حلق المسماۃ بسط البنان لمولانا مصطفےٰ رضا خاں صفحہ ۲۹۔

اس مستند شان نزول کو ذہن میں رکھتے ہوئے آیت سے درج ذیل مسائل ثابت ہوئے۔(۱) اس مرد کا طعن تو صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت علمی پہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو یوں بیان فرمایا کہ یہ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنا پیار ہے کہ اپنے حبیب کے طعن وٹھٹھے وتنقیص ومسخرگی وکھیل ہنسی کو اپنی اور اپنی آیات سے منسوب فرماتا ہے تو حضور کا موذی رب کا موذی،حضور سے استہزاء کرنے والا رب سے استہزاء کرنے والا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بے ادب اللہ تعالیٰ کا بے ادب،حضور کا مخالف ودشمن رب عزوجل کا مخالف ودشمن ہوا۔جب اللہ تعالیٰ کو سبّ کرنے والا کافر ہے تو حضور کا بے ادب اور حضور کو سب کرنے والا بھی کافر ہے۔

۲۔دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کا منکر کافر ہے۔جب حضور کے علم شریف کا منکر کافر ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم پاک کو شیطان کے علم سے کم بتانے والا،یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے متعلق یہ کہنے والا کہ ایسا علم تو زید،عمرو،پاگل،بچے اور جانوروں کو

بھی حاصل ہے،، کتنا بڑا گستاخ و بے ادب اور کتنی بڑی سخت گالی دینے والا ہو کر کتنا بڑا کافر ہوا۔

۱۰۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ (توبہ:۵۸)

''اور ان (کفار و منافقین) میں کوئی وہ ہے کہ صدقے تقسیم کرنے میں تم پر طعن کرتا ہے۔'' (عیب لگاتا ہے)

یہ آیت رئیس الخوارج اصل(1) الوہابیہ ذوالخویصرہ تمیمی کے حق میں نازل ہوئی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقسیم پہ طعن کیا تھا۔ حضور نے فرمایا اس کی نسل سے ایک قوم ہوگی کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور اُن کے روزوں کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے اور اُن کے گلوں سے نہ اُترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے (تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۳۲۔ بیضاوی صفحہ ۱۹۷ وابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۳ تفسیر فتح القدیر للشوکانی جلد ۲ صفحہ ۳۷۳، ۳۷۴ تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۲۲۹، ۲۳۰ تفسیر کبیر للرازی جلد ۴ صفحہ ۶۶۸ تفسیر صاوی جلد ۲ صفحہ ۱۳۱ تفسیر امام بغوی علی ہامش خازن جلد ۳ صفحہ ۸۸۔ تفسیر درمنثور جلد ۳ صفحہ ۲۵۰۔ تفسیر روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ 119۔ تفسیر قرطبی جلد ۸ صفحہ ۱۶۶۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان خارجیوں (وہابیوں) کو تمام مخلوق خدا سے شریر جانتے تھے اور فرماتے یہ (خارجی) ان آیتوں کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں(2)۔

1۔ وہابی وخارجی متحد ہیں دیکھو فقیر کی کتاب ''ابن تیمیہ اور اس کے ہم نواؤں کا تعارف'' صفحہ ۱۱۲، ۱۲۰ اف

2. وكان ابن عمر يراهم شرار خلق الله وقال انهم انطلقوا الىٰ آيات نزلت فى الكفار فجعلوها على المؤمنين۔ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۴۔ باب قتال الخوارج الخ كتاب استتابة المعاندين۔ الخ خارجی ووہابی آیات واحادیث کے آئینہ میں۔ الآيات التى نزلت فى الخوارج

نمبر ا وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ (توبہ:۵۸) خازن بخاری وغیرہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۲ بیضاوی صفحہ ۱۹۷۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۳)

نمبر ۲ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا۔ (فاطر:۸) تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۳۵۵

نمبر ۳۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ (آل عمران:۷) احمد، اتقان۔

نمبر ۴۔ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ (آل عمران:۱۰۶)، احمد، اتقان۔

عن ابى سعيد بعث على الى النبى صلى الله عليه وسلم بذهيبة فقسمها بين اربعة الاقرع بن حابس الحنظلى ثم الجاشعى وعيينة بن بدر الفزارى وزيد الطائى ثم احد بنى نبهان وعلقمه بن علاثة العامرى ثم احد بنى كلاب فغضبت قريش والانصار فقالوا يعطى (اى النبى صلى الله عليه وسلم) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

۱۱۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ)صناديد اهل نجد(رؤساء هم) ويدعنا قال (صلى الله عليه وسلّم) انما اتالفهم فاقبل رجل غائر العينين (اى داخلتين فى الراس) مشرف الوجنتين (اى غليظهما) ناتى الجبين (اى مرتفعه) كث اللحية محلوق (اى محلوق شعر الراس) فقال اتق الله يا محمد فقال من يطيع الله اذا عصيت ايامننى الله على اهل الارض فلا تامنونى فسأله رجل قتله احسبه خالد بن الوليد فمنعه فلما ولى قال ان من ضنضئ هذا (اى من نسله) وفى عقب هذا قوما يقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية يقتلون اهل الاسلام ويدعون اهل الاوثان لئن انا ادركتهم لاقتلنهم قتل عاد (صحيح بخارى شريف جلد ۱ صفحه ۴۷۱، ۴۷۲ باب قول الله وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا الخ) كتاب الانبياء وفى رواية عنه اتاه ذوالخويصرة وهو رجل من بنى تميم فقال يارسول الله اعدل فقال ويلك ومن يعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اكن اعدل فقال عمر يارسول الله ائذن لى فيه اضرب عنقه فقال له دعه فان له اصحابا يحقر احدكم صلاته مع صلاتهم وصيامه مع صيامهم يقرؤن القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية. الحديث. (صحيح بخارى جلد ۱ صفحه ۵۰۹) وفى رواية عنه فقال رجل غائر العينين مشرف الوجنتين ناشز الجبهة كث اللحية محلوق الراس مشمر الازار فقال يا رسول الله اتق الله قال ويلك اولست احق اهل الارض ان يتقى الله قال ثم ولى الرجل قال خالد بن الوليد يارسول الله الا اضرب عنقه قال لا لعله ان يكون يصلى فقال خالد وكم من مصل يقول بلسانه ما ليس فى قلبه قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم انى لم اومر ان انقب عن قلوب الناس ولا اشق بطونهم قال ثم نظر اليه وهو مقفى (اى مول قفاه) فقال انه يخرج من ضنضئ هذا قوم يتلون كتاب الله رطبا لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية واظنه قال لئن ادركتهم لاقتلنهم قتل ثمود۔ اه (صحيح بخارى جلد۲ صفحه ۶۲۴ باب بعث على ابن ابى طالب الخ كتاب المغازى) وفى رواية عنه، "انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلّم يقول يخرج فيكم قوم تحقرون صلاتكم مع صلاتهم وصيامكم مع صيامهم وعملكم مع عملهم ويقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية الحديث. صحيح بخارى جلد۲ صفحه ۷۵۶ باب من رايا بالقرآن الخ كتاب فضائل القرآن ۔ وفى رواية عنه وفيه "فنزلت فيه (اى فى ذى الخويصرة التميمى الحرورى) مِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ صحيح بخارى جلد۲ صفحه ۱۰۲۴ (واخرجه النسائى وابن جرير وابن المنذر وابن ابى حاتم و ابوالشيخ وابن مردويه عنه. تفسير در منثور للسيوطى جلد۳ صفحه ۔۲۵۰ وفى التفسير المظهرى روى ابن اسحٰق عن ابن عمر والشيخان واحمد عن جابر والبيهقى عن ابى سعيد نحوه وفيه نزلت الآية فى ذى الخويصرة التميمى...... واسمه حرقوص بن زهير اصل الخوارج، جلد۴ صفحه ۲۲۹، ۲۳۰ وفى تفسير ابن كثير جلد۲ صفحه ۳۶۳. قال قتادة فى قوله مِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ثم قال نبى الله صلى الله عليه وسلّم احذروا هذا (اى ذا الخويصرة) و شباهه فان فى امتى اشباه هذا يقرؤن القرآن لايجاوز تراقيهم فاذا خرجوا فاقتلوهم ثم اذا خرجو فاقتلوهم" وذكر لنا ان نبى الله صلى الله عليه وسلّم كان يقول والذى نفسى بيده ما اعطيكم شيئًا ولا امنعكموه انما انا خازن اه) وايضاً رواه البخارى فى صحيحه نحوه عنه جلد۲ صفحه ۱۱۰۵، وعن ابى سعيد الخدرى نحوه۔ رواه الشيخان، مشكوٰة شريف جلد۲ صفحه ۵۳۴۔۵۳۵ باب فى المعجزات فصل اول (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) وعن ابی سعید الخدری وانس بن مالک عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم قال سیکون فی امتی اختلاف وفرقة قوم یحسنون القیل ویسیئون الفعل یقرؤن القران لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین مروق السھم من الرمیة لا یرجعون (ای الی الدین لاصرار ھم علی بطلانھم ۔ مرقات جلد۴ صفحہ ۵۲)

قال المجدد البریلوی ۔

یعبادی(1) کہہ کے ہم کو شاہ نے	اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا
دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب	تو نہ اُن کا ہے نہ تھا پھر تجھ کو کیا
لایعودون آگے ہوگا بھی نہیں	تو الگ ہے دالما پھر تجھ کو کیا

حتی یرتد السھم علی فوقہٖ (الفوق موضع الوترمن السھم) (تیر کا وہ سوراخ جو تیر میں (جس طرف سے کمان رکھتے ہیں) اس طرف سے ہوتا ہے) وھو من التعلیق بالمحال۔ مرقات جلد۴ صفحہ ۵۲) ھم شر الخلق (الناس) والخلیقة (البھائم وقیل یرید بھما جمیع الخلائق) طوبی لمن قتلھم وقتلوہ یدعون الی کتاب اللّٰہ (ای الی ظاھرہٖ وزاد علی القاری فیہ ھذہ الالفاظ "ویترکون سنة رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم"۔ وقال وقد قال علی کرم اللّٰہ وجھہ عنہ(2) لابن عباس جادلھم بالحدیث، مرقات جلد۴ صفحہ ۵۲(3)۔ واخرج ابن سعد من طریق عکرمة عن ابن عباس ان علیا بن ابی طالب ارسلہ الی الخوارج فقال اذھب الیھم فخاصمھم ولاتحاجھم بالقرآن فانہ ذووجوہ ولکن خاصمھم بالسنة۔ واخرج من وجہ آخران ابن عباس قال لہ یا امیر المؤمنین فانا اعلم بکتاب اللّٰہ منھم فی بیوتنا نزل قال صدقت ولکن القرآن حمال ذو وجوہ تقول ویقولون ولکن خاصمھم بالسنن فانھم لم یجدوا عنھا محیصا فخرج الیھم فخاصمھم بالسنن فلم تبق بایدھم حجة اھ الاتقان فی علوم القرآن لخاتم الحفاظ الامام السیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۴۱ نوع ۳۹۔

نمبر ۶۲ (تھانوی نے) فرمایا کہ لوگوں نے حدیث وفقہ کو چھوڑ دیا۔ فقط ایک قرآن کو مانتے ہیں اس لئے کہ قرآن سے ان کے مطلب کے موافق کئی وجوہ اور احتمال نکل سکتے ہیں۔ میں اس لئے اپنے بعض احباب کو جو درس قرآن دینے کی اجازت مجھ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو قران پڑھانے کی اجازت نہیں دیتا ہوں گو وہ درسی کتابیں پڑھ چکے ہیں۔ (فیوض الرحمٰن ملفوظات تھانوی صفحہ ۱۹)

تھانوی نے کہا قرآن کا سمجھنا علوم وفنون پر موقوف ہے۔ "محصلہ" پھر فرمایا کہ عوام وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ پیش کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ اس کے ساتھ لِلذِّکْرِ آیا ہے۔ للاستنباط والتحقیق تو نہیں آیا۔ الخ (فیوض الرحمٰن صفحہ ۱۴۔ ۱۵ ملفوظات تھانوی)

اخرج احمد وغیرہ عن ابی امامة عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی قولہٖ تعالٰی فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ قال ھو الخوارج وفی قولہ تعالٰی يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ قال ھم الخوارج الاتقان جلد۲ صفحہ ۳۲۸ نوع ۸۰۔ اخرجہ عبدالرزاق واحمد و عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والبیھقی فی سننہٖ" تفسیر درمنثور للسیوطی جلد۲ صفحہ۵ وتفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۶ تفسیر مظھری جلد۲ صفحہ۹ واخرج الدارمی جلد ۱ صفحہ ۷۰۴ عن عمر بن الخطاب قال انہ سیاتیکم ناس یجادلونکم بشبھات القرآن فخذوھم بالسنن فان (بقیہ اگلے صفحہ پر)

"اوران منافقین وکفار میں سے وہ ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دیتے ہیں۔"

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اصحاب السنن اعلم بکتاب اللّٰہ. درمنثور للسیوطی جلد۲ صفحہ۸ ...... رواہ الدارمی ونصر المقدسی فی الحجۃ واللالکائی فی السنۃ وابن عبدالبر فی العلم وابن ابی زمنین فی اصول السنۃ والدارقطنی والاصبھانی فی الحجۃ وابن النجار کنز العمال جلد ا صفحہ۳۳۶ حدیث ۱۶۳۵ ا ۔ ھامش تفسیر مظھری جلد۲ صفحہ ۱۰) ولیسوا منافی شیء من قاتلھم کان اولی باللّٰہ منھم (ای من باقی امتی) قالوا یارسول اللّٰہ ماسیماھم (ای علامتھم) قال التحلیق رواہ ابوداؤد ۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰۸،۳۰۷ باب قتل اھل الردۃ فصل ثانی۔ قال الامام الھمام مفتی الخاص والعام شیخ الاسلام بالمسجد الحرام السید احمد بن زینی دحلان جعل اللہ مقرہ الجنان" وفی قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سیماھم التحلیق تنصیص علی ھؤلاً القوم الخارجین من المشرق التابعین لابن عبدالوھاب فیما ابتدعہ لانھم کانوا یامرون من تبعھم ان یحلق راسہ ولایترکونہ یفارق مجلسھم اذا تبعھم حتی یحلقوا راسہ ولم یقع مثل ذلک قط من احد من الفرق الضالۃ التی مضت قبلہ فالحدیث صریح فیھم و کان السید عبدالرحمٰن الاھلال مفتی زبید یقول لایحتاج او سیؤلف احد تالیفا للرد علی ابن عبدالواھاب بل یکفی فی الرد علیہ قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سیماھم التحلیق فانہ لم یفعلہ احد من المبتدعۃ غیرھم وکان ابن عبدالوھاب یامر ایضا بحلق رؤس النساء اللتی یتبعنہ اھ" الدررالسنیہ فی الرد علی الوھابیۃ للامام احمد بن زینی دحلان صفحہ ۵۲ وعن علی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجھہ قال سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول یاتی فی اٰخرالزمان قوم حدثاء الاسنان (کنایۃ عن الشباب واول العمر) سفھاء الاحلام (ای ضعفاء العقول) یقولون من خیر قول البریۃ (ای یقولون قولا ھو خیر من قول الخلق ای ھو بعض من کلام اللّٰہ وھو من کلام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کذا فی خیر الجاری قال ابن حجر یقولون من قول خیر البریۃ وھو من المقلوب والمراد من قول خیرالبریۃ ای من قول اللّٰہ اھ ھامش صحیح بخاری) یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ لایجاوز ایمانھم حناجرھم فاینما لقیتموھم فاقتلوھم اجر لمن قتلھم یوم القیمۃ ۔ صحیح بخاری جلد۲ صفحہ۷۵۶ باب من رایا بقراء ۃ القرآن الخ کتاب فضائل القرآن الخ و صحیح بخاری جلد۲، صفحہ۱۰۲۴ باب قتال الخوارج۔ رواہ الشیخان عن علی، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰۷ باب قتل اھل الردۃ فصل اوّل۔ وعن عبداللّٰہ بن عمر وذکر الحروریۃ (ھم الخوارج ومنھم الوھابیۃ بتصریح الائمۃ کالامام ابن زینی دحلان فی الدررالسنیۃ والعارف الصاوی فی تفسیرہٖ والشامی فی الرد والعارف الکامل سیدنا ومولانا عبیداللّٰہ الملتانی فی کتبہٖ) فقال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم یمرقون من الاسلام مروق السھم من الرمیۃ اھ صحیح بخاری جلد۲ صفحہ ۱۰۲۴ باب قتال الخوارج ۔ وعن ابی برزۃ الاسلمی نحو روایۃ ابی سعید التی فیہ ذکر طعن ذی الخویصرۃ علیٰ تقسیمہٖ علیہ الصلوٰۃ وفیہ۔ "ثم قال علیہ الصلوٰۃ والسلام یخرج فی آخر الزمان قوم کانّ ھذا منھم یقرء ون لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق من الرمیۃ سیماھم التحلیق لایزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال فاذا لقیتموھم فاقتلوھم اشرالخلق والخلیقۃ رواہ النسائی۔ مشکوٰۃ شریف صفحہ۳۰۸، ۳۰۹ باب قتل اھل الردۃ فصل ۳۔وعن ابی غالب رأی ابوامامۃ رؤسا منصوبۃ علی درج دمشق روی عن ابی امامۃ ان المراد بھم الخوارج) فقال ابوامامۃ کلاب(4) النار شرقتلی تحت ادیم السماء خیر قتلی من قتلوہ ثم قرء یَّوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ الآیۃ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

آیت ۱۰ و ۱۱ سے ثابت ہوا کہ جس نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ عیب لگایا اور طعن کیا، یا حضور کو ایذا دی کان منھم (الصارم لابن تیمیہ) تو وہ ان سے ہوگا یعنی منافقین اور کفار سے ہوگا کیونکہ الذین اور من دونوں اسم موصول ہیں اور یہ دونوں عموم کے صیغوں سے ہیں۔ اگرچہ شان نزول خاص ہے حکم عام رہے گا نیز ایسے شخص کا منھم سے ہوجانا حکم ہے جس کا تعلق لفظ مشتق ''لمز'' اور ''اذی'' سے ہے تو مادہ اشتقاق (یعنی طعن وایذا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام) اس حکم (کہ وہ منافق وکافر ہے) کے لئے علت ہوگا تو جہاں علت (طعن وایذا) موجود حکم منھم فوراً موجود ہوگا یعنی طاعن وموذی رسول

(بقیہ صفحہ گزشتہ) قیل لابی امامة انت سمعت من رسول صلی اللّٰہ علیه وسلّم قال لولم اسمعه الا مرة او مرتین او ثلاثا حتی عد سبعًا ما حدثتکموہ رواہ الترمذی وابن ماجة وقال الترمذی هذا حدیث حسن، مشکوٰۃ صفحه ۳۰۹، عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم قال اللّٰهم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا قال قالوا وفی نجدنا قال قال اللّٰهم بارک لنا فی شامنا وفی یمننا قالوا و فی نجدنا قال هنالک الزلازل والفتن وبها یطلع(5) قرن الشیطان اہ صحیح بخاری جلد ۱ صفحه ۱۴۱ باب ماقیل فی الزلازل قبیل ابواب الکسوف وصحیح بخاری جلد ۲ صفحه ۱۰۵۱ باب قول النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم لفتنة من قبل المشرق۔ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحه ۵۸۲ باب ذکر الیمن والشام ونحوہ فی صحیح مسلم جلد ۲ صفحه ۳۹۳،۳۹۴ والمراد بقرن الشیطان ابن عبدالوهاب النجدی التمیمی کما فی الدررالسنیة وغیرہ وفی روایة سیظهر من نجد شیطان تتزلزل جزیرة العرب من فتنته"۔ الدررالسنیة صفحه ۵۷ والتفصیل فیه وفی غیرہٖ هذا هذا قصیر من کثیر حفظنا وذریتنا من ظلمة الخوارج الوهابیة القوی القدیر بحرمة السراج المنیر علیه صلوٰۃ السمیع وسلام البصیر۔ ۱۲ کتبه محمد شریف الشهیر بمنظور احمد الفیضی عفی عنه۔

(1A) وقوله صلی اللّٰه علیه وسلّم یخرج ناس من قبل المشرق ویقرؤن القرآن لایجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة لایعودون فیه) حتی یعود السهم الی فوقه سیماهم التحلیق اہ الدررالسنیة فی الرد علی الوهابیة لمفتی الخاص والعام بالمسجد الحرام السید احمد بن زینی دحلان صفحه ۵۵

(1B) هکذا فی الاصل ۱۲ ف

(1C) نحوہ فی فتح القدیر فی التفسیر للشوکانی جلد ۱ صفحه ۱۲۔ واخرج الدارمی عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰه تعالٰی عنه الذی قال حسبنا کتاب اللّٰه) قال انه سیأتیکم ناس یجادلونکم بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن قال اصحاب السنن اعلم بکتاب اللّٰه تفسیر درمنثور للسیوطی جلد ۲ صفحه ۸ هذا مطبوع علی صفحة آخری

(1D) الخوارج کلاب النار (حم ہ ک) عن ابن ابی اوفٰی (حم ک) عن ابی امامة (صح) الجامع الصغیر، جلد ۳، صفحه ۱۳

(1E) وفیه ایماء انه یخرج من المشرق لامن العراق وهو مصرح عند مسلم لفظ نحو المشرق اہ فتح الباری جلد ۱۲ صفحه ۲۵۴ بل باب البخاری شاهد علیه فانظر الصحیح جلد ۲ صفحه ۱۰۵۰ مسلم جلد ۲ صفحه ۳۹۳ و ۳۹۴

منافق ہے اور قرآن شریف کفر منافقین کا شاہد ہے اور قرآن کریم نے منافقین کا حال کفار سے بھی برا بتایا۔ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (یعنی منافقین جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔ وغیرہ ذلک)

۱۲۔ فرمان خداوندی:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ (النساء)

''تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے تعلق سے اپنی ذات کی قسم اٹھا کر یہ اعلان فرمایا کہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے خصومات میں حضور کو حاکم نہ مانیں یعنی دولت ایمان اس وقت ہاتھ آئے گی جب کہ حضور کو حاکم مانیں۔ پھر ظاہراً باطناً دل و جان سے حضور کے فیصلہ کو تسلیم کر لیں اور حضور کے فیصلہ کی وجہ سے دل میں تنگی نہ ہو۔ ورنہ ایمان نہ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ گستاخ نبی بطریق اولیٰ و اعلیٰ دولت ایمان سے فارغ ہے۔ اس آیت کے شان نزول میں درج ذیل واقعہ کئی وجوہ سے منقول ہے۔

''ضمرۃ سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے اپنا جھگڑا حضور کی بارگاہ میں پیش کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مبطل کے خلاف حق والے کے حق مین فیصلہ فرمایا۔ مبطل نے کہا کہ میں اس فیصلہ سے راضی نہیں تو اس کے ساتھی نے کہا کیا ارادہ ہے کہنے لگا کہ ابوبکر صدیق کے پاس چلتے ہیں تو وہ حضرت ابوبکر کے پاس چلے گئے۔ حق والے نے عرض کی ہم دونوں اپنا جھگڑا حضور کے پاس لے گئے۔ حضور نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا تمہارا فیصلہ وہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔ باطل والے نے کہا میں اس سے بھی راضی نہیں اور کہنے لگا عمر بن خطاب کے پاس چلتے ہیں تو اُن کے پاس آئے۔ حق والے نے کہا کہ ہمارا جھگڑا حضور کے سامنے پیش ہوا۔ حضور نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا۔ یہ اس فیصلہ سے منکر ہے۔ اس پر راضی نہیں ہوتا۔ تو حضرت عمر نے اس سے پوچھا تو اس نے بھی اسی طرح بتایا۔ یہ سن کر حضرت عمر گھر چلے گئے باہر نکلے تو تلوار ان کے ہاتھ میں تھی تلوار کو میان سے نکالا اور منکر فیصلہ نبوی کی گردن اڑادی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اتاری۔

رواہ ابو اسحٰق وغیرہ۔ الصارم صفحہ ۳۸، ۳۹ لابن تیمیہ۔ اخرجہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ من طریق ابن

لہیعہ عن ابی الاسود واخرجہ الحافظ دحیم فی تفسیرہ عن عتبۃ بن ضمرۃ عن ابیہ واخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادرالاصول عن مکحول تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۸۰۔۱۸۱)

۱۳۔اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ(1) وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ (النساء)

’’کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلا نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔‘‘

اس میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جس شخص کو فیصلہ کے لئے قرآن کریم اور رسول کریم کی طرف بلایا جائے تو وہ رسول کریم کے فیصلہ سے روگردانی کرے وہ منافق ہے۔ جب فیصلہ نبوی سے روگردانی کرنے والا منافق ہے تو گستاخ نبی کا کیا حشر ہوگا؟ بے ادبی تو روگردانی سے بدرجہا بدتر ہے۔

۱۴۔نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَاۤ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

’’اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور حکم مانا پھر کچھ ان میں کے اس کے بعد پھر جاتے ہیں اور وہ مسلمان نہیں اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ

1۔نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاکم ماننا مدار ایمان اور طاغوت کو حاکم ماننا خروج عن الایمان پھر کتنی لغوبات ہے یہ کہ انبیاء و اولیاء کو طاغوت بولنا جائز ہے۔ کمافی بلغۃ الحیران (نعوذ باللہ) ۱۲ف

رسول ان کا فیصلہ فرمائے تو جبھی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے اور اگر ان کی ڈگری ہو تو اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں؟ یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں گے بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں۔ مسلمانوں کی بات یہی ہے جب اللہ و رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائیں کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔'' (النور)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ جو شخص حضور کی اطاعت سے منہ پھیرے اور حضور کے حکم سے اعراض کرے تو وہ منافقوں سے ہے۔ وہ مومن نہیں اور مومن وہی ہے جو کہے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہ ہم نے سنا اور فرمانبرداری کی۔ جب محض حکم رسول سے اعراض اور غیر کی طرف تحاکم کرنے کا ارادہ کرنے سے ایمان زائل اور نفاق ثابت ہو جاتا ہے حالانکہ یہ ترک محض ہے اور کبھی اس کا سبب قوت شہوت ہوتی ہے تو تنقیص رسول و سب نبی یا اس جیسی دوسری چیز کی وجہ سے کیسے ایمان رہے گا اور وہ کیسے منافق نہ ہوگا بلکہ موذی رسول بطریق اولیٰ منافق و دائرہ ایمان سے خارج ہوگا۔ (**هذا عن ابن تيميه اتماما للحجة**)

۱۵۔ نیز حاکم حقیقی مولیٰ کریم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ (الاحزاب: ۵۳)

''اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ کو ایذا دو۔''

☆ امام سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:۔

فيها تحريم اذاه صلى الله عليه وسلم بسائر وجوه الاذىٰ

(الاکلیل صفحہ ۱۷۹۔ مطبوعہ مصر)

''یعنی اس آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینا حرام ہے۔ جس قسم کی ایذا ہو سب حرام ہے''۔

۱۶۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ۞ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۞ (الاحزاب)

''بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو ایمان والے مردوں اور

عورتوں کو بے کئے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔''

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کے لئے کیا گیا ہے اور آپ کے مرتبہ کے بتانے کے لئے کہ حضور کو ایذا دینا اللہ کو ایذا دینا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے موذی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دارین کا لعنتی بیان فرما کر یہ بیان فرمایا کہ وہ (گستاخ رسول) دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی ہر رحمت سے مطرود و محروم ہے۔ دنیا میں تو رحمت ایمان سے محروم رہ کر اور آخرت میں ہمیشہ عذاب دوزخ میں رہ کر، معذب فی النار اللہ تعالے کی خیر کا امیدوار ہوسکتا ہے لیکن دارین کا لعنتی ایسا رحمت سے دور ہے کہ امید بھی نہیں رکھ سکتا۔

وذكر الله للتعظيم۔تفسير بيضاوى صفحه۵۲۷ مطبوعه مصر۔ وذكر اسم الله للتشريف (لَعَنَهُمُ اللّٰهُ الخ) طردهم عن رحمته فى الدارين۔ مدارک جلد۳ صفحه۴۷۸) وذكر الله عزوجل لتعظيمه والايذان بجلالة مقداره عنده تعالىٰ وان ايذاء ه عليه الصلوٰة والسلام ايذاء له سبحانه (لَعَنَهُمُ اللّٰهُ الخ) طردهم وا بعدهم من رحمته بحيث لا يكادون ينالون فيهما شيئا عنها۔ تفسير ابوسعود جلد٦ صفحه١٠٨ على هامش الكبير۔اللعن اشد المحذورات لان البعد من الله لا يرجى معه خير بخلاف التعذيب بالنار وغيره و قوله فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ اشارة الى بعد لارجاء للقرب معه لان المبعد فى الدنيا يرجو القربة فى الآخرة فقد خاب وخسر لان الله اذا ابعده وطرده فمن الذى يقربه يوم القيمة ثم انه لم يحصر جزاء ه فى الابعاد بل اوعده بالعذاب بقوله وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ تفسير كبير جلد٦ صفحه۷۹۷۔ وايذاء رسوله بعيب ونقص......والظاهر ان الآية عامة فى كل من آذاه بشىء و من آذاه فقد آذى الله۔ تفسير ابن كثير۔ جلد۳ صفحه۵۱۷۔ (لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا اى حجبهم عن الطاعة والتوحيد وقوله والآخرة اى بتخليدهم فى العذاب الدائم۔ تفسير صاوى جلد۳ صفحه۲۳۹۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی اسی آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:۔

وعند الجمهور معناه ان الذين يرتكبون ما يكرهه ورسوله و جاز ان يكون معنى الآية الذين يؤذون رسول الله وذكر الله لتعظيم الرسول كانّ من آذى الرسول فقد آذى الله ......عن انس وابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلّم انه قال قال الله تعالىٰ من اهان ويروى من عادى وليّاً فقد بارزنى بالمحاربة...... رواه البخارى عن ابى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم ان الله تعالىٰ يقول يا ابن ادم مرضت فلم تعدنى قال يارب كيف اعودك وانت رب العلمين قال اما علمت ان عبدى فلان مرض فلم تعده اما علمت انك لو عدته لوجدتنى عنده يا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمنى الحديث نحوه رواه مسلم قلت ولا شك ان معاداة الاولياء لما كان معاداة ومحاربة مع الله تعالىٰ واسند الله سبحانه مرض اوليائه الى نفسه تعالىٰ عن ذلك علوا كبيرا لاجل وصل غير متكيف فاسناد ايذاء الرسول صلى الله عليه وسلّم الى الله تعالىٰ اولىٰ...... مسئلة من آذى رسول الله صلى الله عليه وسلّم بطعن فى شخصه او دينه او نسبه او صفة من صفاته او بوجه من وجوه الشين فيه صراحة اوكناية او تعريضا او اشارة كفر ولعنه الله فى الدنيا والآخرة واعدله عذاب جهنم و هل يقبل توبته قال ابن همام(1) كل من ابغض رسول الله صلى الله عليه وسلّم بقلبه كان مرتداً فالسبّاب بالطريق الاولىٰ ويقتل عندنا حدًّا فلا تقبل توبته فى اسقاط القتل قالوا هذا مذهب اهل الكوفة ومالك ونقل عن ابى بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه ولا فرق بين ان يجئى تائبا بنفسه اوشهدوا عليه بذلك غيره من موجبات الكفر فان الانكار فيها توبة ولاتعمل

---

1. فى فتح القدير قبيل اختتام باب احكام المرتدين جلد ۴ صفحہ ۴۰۷ الىٰ قوله فى اسقاط قتله ۱۲ منه

الشهادة معه حتی قالوا بقتل ان سبَّ سکران ولا یعفی عنه ولا بد من تقییدہٖ بما اذا کان سکرہ بسبب محظور باشرہ باختیارہٖ بلا اکراہ والا فھو کالمجنون وقال الخطابی(1) لا اعلم احدا خالف فی وجوب قتلہٖ واما قتله فی حق من حقوق اللّٰہ تعالٰی فتعمل توبته فی اسقاط قتلہٖ"۔ ولا یحکم بارتداد من اتی بکلمة الکفر سکران فی غیر سباب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم الخ ملخصا بلفظہٖ۔ (تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۴۱۵۔۴۱۶،۴۱۷)

''یعنی جمہور کے نزدیک اس آیت کا معنٰی یہ ہے کہ'' بے شک وہ لوگ جو اس چیز کا ارتکاب کرتے ہیں کہ جسے اللہ اور اس کا رسول مکروہ جانتے ہیں''۔اور جائز ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہو کہ'' وہ لوگ جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں'' اور ذکر اللہ تعظیم رسول کے لئے ہو گویا کہ جس نے رسول کو ایذا دی پس تحقیق اس نے اللہ کو ایذا دی ،حضرت انس و ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی ولی اللہ کی توہین (بے ادبی) کی اور یہ روایت بھی ہے کہ جس نے کسی ولی اللہ سے دشمنی کی تو اس نے میرے ساتھ جنگ کی ۔(بخاری)اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالٰی فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو نے میری طبع پرسی نہ کی ۔انسان عرض کرے گا اے رب میں تیری طبع پرسی کیسے کرتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالٰی فرمائے گا۔ تجھے علم نہ ہوا کہ بے شک میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی عیادت نہ کی ۔کیا تجھے خبر نہیں بے شک تو اگر اس کی طبع پرسی کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا ۔اے ابن آدم میں نے تجھ سے طعام مانگا تو نے مجھے طعام نہ دیا۔(الحدیث اسی طرح مسلم نے روایت کی) قاضی صاحب کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ جب اولیاء اللہ کی دشمنی خود اللہ تعالٰی کی دشمنی ہے اور اس سے جنگ ہے اور اللہ تعالٰی نے اپنے اولیاء کی مرض کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا (حالانکہ وہ مرض سے مبرا و منزہ ہے)بوجہ وصل غیر متکیف کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کو اللہ تعالٰی کی طرف منسوب کرنا بطریق اولیٰ ثابت...... مسئلہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی

1۔ قال الامام النووی فیه "الامام ابوسلیمان احمد بن محمد بن ابراهیم الخطابی البستی الفقیه الادیب الشافعی المحقق" نووی شرح مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۵۔ ۱۲ الفیضی عفی عنہ

ذات میں طعنہ کر کے یا آپ کے دین میں طعنہ کر کے یا آپ کے نسب پاک میں طعنہ کر کے یا آپ کی صفتوں میں سے کسی صفت میں طعنہ کر کے یا آپ کو عیوب کی قسموں میں سے کسی قسم کا عیب لگا کر صراحۃً (کھلم کھلا کہنا) یا کنایۃً (غیر صریح طور پر کہنا) یا تعریضاً (ڈھال کے طور پر) یا اشارۃً ایذا دی وہ کافر ہو گیا، دنیا اور آخرت میں اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور اس کے لئے عذاب جہنم تیار کیا، کیا اس موذی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ قبول کی جائے گی۔ امام ابن ہمام نے فرمایا کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دل سے مبغوض جانا وہ مرتد ہے۔ تو آپ کو سب وشتم اور گالی دینے والا بطریق اولیٰ مرتد ہوا (اس کا حکم یہ ہے کہ) وہ ہمارے (ائمہ احناف کے) نزدیک بطور حد قتل کیا جائے گا۔'' (اس کا قتل کرنا حاکم ووالیء اسلام کے ذمہ ہے۔ الفیضی)

تو قتل کے ساقط کرنے میں اس کی توبہ نا مقبول ہو گی۔ علماء کرام نے فرمایا یہ اہل کوفہ اور امام مالک کا مذہب ہے۔ اور یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ اس میں اس کا کوئی فرق نہیں کہ وہ گستاخ رسول خود بخود توبہ کرتا ہوا پیش ہو یا اس کی توبہ پہ گواہی دیں، بہر صورت وہ قتل کیا جائے گا اس کی توبہ اسے قتل ہونے سے نہ بچائے گی بخلاف اور موجبات کفر کے کہ اس میں اس کا انکار خود توبہ قرار پائے گا۔ اس کے ساتھ شہادت مفید نہ ہو گی۔ یہاں ائمہ کرام نے فرمایا کہ اسے بھی قتل کیا جائے گا جس نے سکر (مستی) بے ہوشی (نشہ) میں آپ کو سب بکا اور اسے معاف نہ کیا جائے گا۔ قاضی صاحب نے کہا اس کو مقید کرنا چاہیے اس صورت سے جب کہ اس کا نشہ کسی ممنوعہ چیز کے اختیاری طور پر ارتکاب کی وجہ سے ہو اور بلا اجبار وہ ارتکاب ہوا ہو۔ ورنہ وہ مجنون (پاگل) کی طرح ہو گا۔ امام خطابی فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس گستاخ نبی کے وجوب قتل میں خلاف کیا ہو (بلکہ سب کے سب اس کے وجوب قتل پر متفق ہیں) اور کسی کا حقوق اللہ میں سے کسی حق میں قتل کیا جانا تو اس کی توبہ اسقاط قتل میں مفید ہو گی اور جس نے مستی کی حالت میں کلمہ کفر کہا اس کے مرتد ہونے کا حکم نہ دیا جائے گا سوائے شاتم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔''

علامہ عارف اسمٰعیل حقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

یجوز ان یکون المراد بایذاء اللہ ورسولہ ایذاء رسول اللہ خاصة بطریق الحقیقة وذکر اللہ لتعظیمه والایذان بجلالة مقداره عنده وان ایذاء ہ علیه الصلوٰۃ والسلام ایذاء له تعالیٰ لانه لما قال مَنْ

يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ فمن آذى رسوله فقد آذى الله ولايجوز القول فى الانبياء عليهم السلام بشىء يؤدى الى العيب والنقصان ولا فيما يتعلق بهم......) ومن الاذية ان لّا يذكر اسمه الشريف بالتعظيم(1) والصلوٰة والتسليم ......(لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ)...... فلعنة الدنيا هى الطرد عن الحضرة والحرمان من الايمان ولعنة الآخرة الخلود فى النيران والحرمان من الجنان ...... يحرم اذى النبى صلى الله عليه وسلّم بالقول والفعل بالاتفاق من سبه والعياذ بالله من المسلمين فقال ابو حنيفة والشافعى هو كفر......وقال مالک واحمد يقتل ولا تقبل توبته اھ۔

’’یعنی یہ جائز ہے کہ ایذاء اللہ اور ایذاءرسول سے مراد صرف ایذاءرسول ہو اور ذکر اللہ آپ کی تعظیم کے لئے اور اللہ کے ہاں آپ کی جلالت مقدار کے اعلام کے لئے ہو اور بے شک حضور کو ایذاء دینا اللہ تعالیٰ کو ایذاء دینا ہے۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’’جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی‘‘۔ تو جس نے اس کے رسول کو ایذادی بے شک اس نے اللہ کو ایذادی۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اور ان کے حق میں کہ جن کا تعلق انبیاء سے ہو ایسا قول جائز نہیں جو عیب اور نقصان کی طرف مودی ہو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف کو تعظیم اور درود وسلام سے ذکر نہ کرنا بھی ایذا سے ہے (موذیان رسول پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے) حاضری سے دور بھگانا اور ایمان سے محروم رکھنا یہ دنیا کی لعنت ہے اور جہنم کی آگ میں ہمیشگی اور جنت سے محرومی یہ آخرت کی لعنت ہے بالاتفاق قول وفعل سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا دینا حرام

1۔ اقول و باللّٰہ التوفیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کسی رسول، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم شریف کے بعد مکمل درود وسلام کے بجائے صلعم، صللم، ؐ، عم وغیرہ الفاظ مخففہ مہملہ کو لکھنا علماء کرام نے ناجائز بتایا۔ مکروہ لکھا، موجب حرمان فرمایا۔ اگر قصد تخفیف شان ہو تو کفر کا فتویٰ دیا۔ بقول امام سیوطی پہلا وہ شخص کہ جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ طحطاوی علی الدر میں فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول ہے: من كتب عليه السلام بالهمزة والميم يكفر لانه تخفيف وتخفيف الانبياء كفر‘‘۔ اسی طرح ؒ اور (رح) لکھنا بھی مکروہ اور باعث محرومی ہے۔ قال الطحطاوى يكره الرمز بالترضى بالكتابة بل يكتب ذلک كله بكماله قال النووى فى مقدمة صحيح مسلم ومن اغفل هذا حرم خيرًا عظيماً وفوت فضلاً جسيماً‘‘۔ جلد ۱ صفحہ ۲۰ فتاویٰ افریقیہ صفحہ ۴۵۔۴۶، بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۸۷، سعادت دارین النبہانی صفحہ ۱۳۱، صلاۃ الصفا النور المصطفیٰ صفحہ ۹، کوثر النبی صفحہ ۷۵ وغیرہ ۱۲ منہ

ہے۔ مسلمانوں میں سے جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکا (اللہ کی پناہ) تو امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی نے فرمایا یہ کفر ہے اور مالک و امام احمد نے فرمایا اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مقبول نہیں۔ (ملخصاً بلفظ تفسیر روح البیان جلد ۴۔ صفحہ ۲۵۶۔ ۲۵۷)

نیز مفسر قرآن صاحب روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ زیر آیت فَقَاتِلُوٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ رقم طراز ہیں:۔

فالمختار ان من صدر منه ما يدل على تخفيفه عليه الصلوٰة والسلام بعمد وقصد من عامة المسلمين يجب قتله ولاتقبل توبته بمعنى الاخلاص من القتل وان اتى بكلمتى الشهادة والرجوع والتوبة...... واعلم انه قد اجتمعت الامة على ان الاستخفاف بنبينا وباىّ نبى كان من الانبياء كفر سواء فعله فاعل ذلک استحلالاً ام فعله معتقداً بحرمته ليس بين العلماء خلاف فى ذلک والقصد للسب وعدم القصد سواء اذ لا يعذر احد فى الكفر بالجهالة ولا بدعوى زلل اللسان اذا كان عقله فى فطرته سليما فمن قال ان النبى صلى الله عليه وسلّم ......يتيم ابى طالب او زعم ان زهده لم يكن قصداً بل لكمال فقره لو قدر على الطيبات اكلها ونحو ذلک يكفر وكذا من عيره برعاية الغنم او السهو او النسيان...... او بالميل الى نسائه...... وحكى عن ابى يوسف انه كان جالسا مع هٰرون الرشيد على المائدة فروى عن النبى صلى الله عليه وسلّم انه كان يحب القرع فقال حاجب من حجابه انا لا احبه فقال لهٰرون انه كفر فان تاب واسلم فبها والا فاضرب عنقه فتاب واستغفر حتى امن من القتل ذكره فى الظهيرية...... والحاصل انه اذا استخف سنة اوحديثا من احاديثه عليه الصلوٰة والسّلام يكفر۔ اھ ملخصاً بلفظه۔

(تفسیر روح البیان جلد ۲۔ صفحہ ۴۸۰۔ ۴۸۱)

”یعنی مختار یہ ہے کہ بے شک مسلمانوں سے وہ شخص جس سے ارادۃً وقصداً ایسی چیز ظاہر

ہوئی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخفیف پر دلالت کرے ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور بایں معنٰی اس کی توبہ قبول نہ ہوگی کہ وہ قتل سے بچ جائے۔ اگرچہ وہ کلمہ شہادت پڑھے اور رجوع و توبہ کرے (بہر حال اسے ضرور قتل کیا جائے گا۔) اور یقین کر کہ بے شک اجماع امت ہے اس بات پر کہ ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انبیاء کرام میں سے جس نبی کی بھی تخفیف (بے ادبی) ہو، کفر ہے عام ازیں کہ تخفیف کا فاعل تخفیف نبی کو حلال سمجھ کر کرے یا نبی کی عزت کا معتقد ہو بہر حال کفر ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کرام کا خلاف نہیں، سب کا ارادہ ہو یا نہ ہو اس لئے کہ کوئی بھی کفر میں بوجہ جہالت اور بوجہ دعوئ لغزش زبانی کے معذور نہ رکھا جائے گا جبکہ اس کی عقل فطرت میں صحیح سالم ہے، تو جس نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابوطالب کے یتیم ہیں یا یہ گمان کیا کہ حضور کا زہد ارادۃً نہ تھا بلکہ آپ کے کمال فقر کی وجہ سے تھا اور اگر طیبات پر قادر ہوتے تو اسے کھاتے اور اس قسم کی باتیں کیں تو وہ کافر ہو گیا۔ اسی طرح وہ بھی کافر ہے کہ جس نے حضور کو بکریوں کے چرانے پر عیب لگایا، یا سہو یا نسیان کا عیب لگایا یا ازواج مطہرات کی طرف میلان پر عیب لگا یا امام ابو یوسف سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ خلیفہ ہارون رشید کے ساتھ کھانوں سے پر دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے تو یہ روایت بیان کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کدو کو پسند فرماتے تھے تو ہارون رشید کے دربانوں سے ایک دربان بولا میں اسے پسند نہیں کرتا۔ امام قاضی ابو یوسف نے ہارون رشید سے فرمایا۔ بے شک یہ کافر ہو چکا۔ اگر وہ توبہ کرلے اور اسلام لائے فبہا ورنہ میں اس کی گردن اُڑادوں گا۔ تو اس نے توبہ کی، استغفار کی اور قتل سے بچ گیا۔ یہ حکایت ظہیریہ میں مذکور ہے۔ خلاصہ یہ کہ جو جب آپ کی سنت اور آپ کی حدیثوں سے کسی حدیث شریف کی تخفیف کرے گا۔ وہ کافر ہو جائے گا۔"

ا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ میں حضور کی ایذاء کو اپنی ایذاء سے ملایا جیسا کہ حضور کی طاعت کو اپنی طاعت سے ملایا تو جس نے حضور کو ایذاء دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی جیسا کہ صاف حضور سے ثابت ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی پس وہ کافر ہے، حلال الدم ہے۔ نیز اس چیز کی وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور اپنے رسول کی محبت اور اپنی رضا اور اپنے رسول کی رضا اور اپنی طاعت اور اپنے رسول کی طاعت کو ایک شے بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ

اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (توبہ:۲۴) نیز (بہت جگہ) فرمایا وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ (آل عمران:۱۳۲) نیز فرمایا: وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ (توبہ:۶۲) یہاں ضمیر واحد کی لائے۔ نیز فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ (فتح:۱۰) نیز فرمایا۔ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ (انفال:۱) نیز فرمایا۔ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (توبہ:۶۳) نیز فرمایا۔ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (النساء:۱۴) ان آیتوں کو نقل کر کے فریق مخالف کے سردار ابن تیمیہ نے لکھا۔

وفی هذا وغيره بيان لتلازم الحقين وان جهة حرمة الله تعالیٰ ورسوله جهة واحدة فمن اذى الرسول فقد آذى الله ومن اطاعه فقد اطاع الله لان الامة لايصلون ما بينهم وبين ربهم الا بواسطة الرسول ليس لاحد منهم طريق غيره ولا سبب سواه وقد اقامه الله مقام نفسه فی امره ونهيه واخباره وبيانه فلايجوز ان يفرق بين الله ورسوله فی شئی من هذه الامور۔

''یعنی ان آیتوں اور ان کے علاوہ اور ان آیتوں میں کہ جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نام پاک سے ملایا(1)۔ حق خدا وحق رسول کے تلازم کا بیان ہے اور اس چیز کا بیان ہے کہ حرمت (عزت) خدا وحرمت مصطفےٰ کی جہت ایک ہی ہے، تو جس نے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذاء دی بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی اور جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔ اس لئے کہ امت کو جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ سے ملتا ہے وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی واسطہ سے ملتا ہے۔ ان میں سے کسی کے لئے حضور کے بغیر نہ کوئی راستہ ہے اور نہ کوئی اور سبب اور بے شک اللہ تعالیٰ نے امر، نہی، اخبار، بیان میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی ذات کے قائم مقام مقرر فرمایا اور اپنا جانشین کیا لہٰذا یہ جائز نہیں کہ ان امور میں سے کسی چیز میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے درمیان فرق کیا جائے۔'' (الصارم المسلول صفحہ ۴۱)

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایذاء خدا وایذاء رسول کی سزا علیحدہ بیان کی اور مسلمان مردوں اور

1۔ كما بين شيخ الاسلام والمسلمين المجدد الامام احمد رضا رضى الله تعالىٰ عنه فی اول كتابه المسمى الكوكبة الشهابية فی كفريات ابی الوهابية ووضعت فی هذا الموضوع بابا مستقلا فی كتابی انوار القرآن۔ ۱۲ منہ

عورتوں کی ایذا کی آخری سزا فسق وجلد (کوڑے لگانا) ہے تو اللہ ورسول کے ایذا کی سزا اس کے اوپر قتل وکفر ہوئی۔

۳۔اس آیت میں موذیان خدا ورسول کی ایذاء کی سزا یہ بیان کی گئی ہے۔ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ الخ کہ دنیا وآخرت میں ان پر لعنت ہے۔ لعنت کے معنی رحمت سے دور کرنا۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنی رحمت سے دور رکھے وہ کافر ہی ہوگا مومن نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ مومن بعض اوقات رحمت کے قریب کیا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ مباح الدم نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ حفاظت دم بھی اللہ کی طرف سے رحمت عظیمہ تو وہ موذی رسول کے حق میں ثابت نہ ہوگی بلکہ موذی رسول کو قتل کرنا ہوگا۔ نیز اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔

وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا (النساء:)

''اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار و مددگار نہ پائے گا۔''

اور اللہ ورسول کا موذی معصوم الدم ہوتا تو مسلمانوں پہ اس کی نصرت واجب ہوتی اور اس کا نصیر ہوتا۔

۴۔موذیان خدا ورسول کی سزا میں یہ الفاظ قرآنیہ بھی ہیں۔ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ اور عَذَابٌ مُّهِيْنٌ کی دھمکی بھی قرآن کریم میں صرف کفار کے حق میں آئی ہے تو معلوم ہوا حضور کا موذی کافر ہے۔ ہاں عَذَابٌ عَظِيْمٌ کی دھمکی کفار سے خاص نہیں۔

۵۔نیز اس ذکر سزا میں اعد کا لفظ ہے۔ جہنم کا تیار ہونا کفار ہی کے لئے ہے۔ رب نے فرمایا۔ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ۔ کیونکہ وہ اس میں ضرور داخل ہوں گے اور پھر ہرگز نہ نکلیں گے۔ مومن گنہگار بعض تو بوجہ مغفرت خداوندی کے داخل ہی نہ ہوں گے بعض اگر داخل ہوں گے تو اس سے نکالے جائیں گے۔

۱۷۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۞

''اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔'' (حجرات)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دو چیزوں سے منع فرمایا۔ ایک محبوب خدا کی آواز پہ آواز بلند کرنا۔ دوسری یہ کہ محبوب خدا سے چلا کر بات کرنا، جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے چلاتے ہو اور اس ممانعت کی علت بتائی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے سب اعمال ضائع و برباد ہو جائیں

اور سب عملوں کا ضائع و برباد ہونا کفر ہی سے ہوتا ہے۔تو جب نبی کی آواز پہ آواز بلند کرنے اور ان سے چلانے سے اس بات کا خوف ہو کہ وہ بندہ بے خبری میں کافر ہو جائے اور اس کے سب عمل ضائع ہو جائیں۔کیونکہ ایسی حرکتوں سے کفر و تضییع عمل کا ظن ہے اور ایسی حرکتیں کفر و تضییع عمل کا سبب ہیں تو یہ کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ نبی پاک کی تعظیم،استخفاف توقیر،تشریف،اکرام،اجلال لازم ہے۔اور اس لئے ہوا کہ بعض اوقات آواز بلند کرنا اور چلانا ایذا و استخفاف نبی پہ مشتمل ہوگا۔اگر چہ آواز بلند کرنے اور چلانے والا اس (ایذاء نبی) کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو۔جب ایذاء و استخفاف نبی بے ادبی کے ضمن میں بغیر قصد و ارادہ کے بھی کفر ہے تو پھر وہ ایذاء یا استخفاف نبی جو قصداً ہو،جان بوجھ کر ہو،وہ بطریق اولیٰ کفر ہوگا۔

۱۸۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (البقرہ)

"اے ایمان والو راعنا نہ کہو،اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو تا کہ یہ عرض کرنے کی ضرورت نہ ہو کہ حضور توجہ فرمادیں،اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

شان نزول:۔جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے۔"راعنا یا رسول اللہ" اس کے یہ معنی تھے کہ یا رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمایئے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقعہ دیجیے۔یہود کی لغت میں یہ کلمہ بے ادبی کا معنی رکھتا تھا،انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا۔حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت، اگر اب میں نے کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا تو اس کی گردن ماردوں گا۔یہود نے کہا ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں۔اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں "راعنا" کہنے کی رکاوٹ فرمادی گئی۔اور اس معنی کا دوسرا لفظ "انظر" کہنے کا حکم ہوا۔اس سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔

۱۔انبیاء کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ ہو وہ بھی زبان پر لانا ممنوع و حرام ہے۔اگر چہ توہین کی نیت نہ ہو۔

۲۔"واسمعوا" سے معلوم ہوا کہ دربار نبی میں آدمی کو ادب کے اعلیٰ مراتب کا لحاظ لازم ہے۔

سے "للکفرین" میں ارشارہ ہے کہ انبیاء کرام کی جناب میں بے ادبی کا ہلکا لفظ، مشترکہ کلمہ کہ جس میں بے ادبی کا ذرہ برابر شائبہ ہو، بولنا کفر ہے۔

۱۹۔ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِکَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِیْلَ وَ مِیْکٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ ﴿۹۸﴾ (البقرہ)

"جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔"

سیدنا صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں۔ "اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و ملائکہ کی عداوت کفر اور غضب الٰہی کا سبب ہے اور محبوبان حق سے دشمنی خدا سے دشمنی کرنا ہے"۔ امام ابوشکور سالمی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہید شریف کے صفحہ ۱۱۲ پر فرماتے ہیں:۔

من ذکر نبیا او ملکا بالحقارة فانه یصیر کافرا الدلیل علیه قوله تعالیٰ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ (الآیۃ)

"جو کسی نبی یا کسی فرشتہ کو حقارت سے ذکر کرے بے شک وہ کافر ہو جائے گا۔ اس پہ دلیل یہ فرمان خداوندی ہے۔ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ الخ

۲۰۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾ (کوثر)

"بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔" (کنزالایمان)

اس کے علاوہ اور بہت سی آیتوں سے یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین و بے ادبی کرنے والا کافر ہے مستحق قتل ہے۔ ہاں ان کے بڑے کی گواہی پیش کردوں۔ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

واما الآیات الدّالّات علی کفر الشاتم و قتله اوعلی احدهما اذا لم یکن معاهدا وان کان مظهرا للاسلام فکثیرة مع ان هذا مجمع علیه کما تقدم حکایة الاجماع عن غیر واحد۔

(الصارم المسلول صفحہ ۲۶)

"بہر حال وہ آیتیں بہت ہیں جو شاتم رسول کے کفر اور اس کے قتل یا ان میں سے کسی ایک پر دلالت کرتی ہیں جب کہ وہ گستاخ ذمی نہ ہو۔ اگر چہ بظاہر مسلمان کہلاتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مسئلہ بالکل اتفاقی واجماعی ہے۔ جیسا کہ اجماع کی نقول بہت سے افراد ائمہ سے گزریں"۔

فصل دُوم

احادیث شریفہ سے اس کا ثبوت کہ نبی کا بے ادب کافر ہے، مستحق قتل ہے:۔

۱۔حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے فرمایا:۔

من سب الانبياء(1) قتل و من سب اصحابى جلد۔(رواه الطبرانى

1۔ ای سب نبيا من الانبياء (قتل) لانه صار مرتدا...... واذا اسلم...... قال ابوبكر الفارسى يصح اسلامه ويقتل حداً ...... وادعى فيه الاجماع ووافقه القفال وصوبه الدميرى اه ملخصا۔ السراج المنير جلد۳صفحه ۳۲۳۔ قال القيصرى ايذاء الانبياء بسبب اوغيره كعيب شيء منهم كفر حتى من قال فى النبى ثوبه وسخ يريد بذلك عيبه قتل كفرا لا حدا ولا تقبل توبته عند جمع من العلماء ...... (ومن سب اصحابى جلد تعزيرا ولا يقتل خلافا لبعض المالكية ولبعض منا فى ساب الشيخين ولبعض فيهما والحسنين۔ فيض القدير جلد۶صفحه ۱۴۷ قال الامام ابن همام الحنفى منا "وفى الروافض ان من فضل علياً على الثلاثة فمبتدع وان انكر خلافة الصديق او عمر رضى الله عنهما فهو كافر۔ فتح القدير جلد ا صفحه ۲۴۸ باب الامامة وقال الشيخ العلامه حسن بن عمار الشرنبلالى الحنفى"شروط صحة الامامة ستة اشياء الاسلام فلا تصح امامة منكر البعث اوخلافة الصديق اوصحبته او يسب الشيخين او ينكر الشفاعة (كالوهابى المنكر للشفاعة قمر الاقمار لمولانا عبدالحليم الكهنوى والد عبدالحى على هامش نور الانوار ص۲۴۷،حاشیہ ۱۳ان کے امام اسمٰعیل نے تقویۃ الایمان کے صفحہ ۶، ۷، ۹، ۸ پر سفارش وحمایت کا انکار کیا ہے۔(الفیضی) اونحو ذلک فمن يظهر الاسلام مع ظهور صفة المكفرة له ا ه ملخصاً مراقى الفلاح على هامش الطحطاوى صفحه ۱۷۲ طبع مصر۔ وقال العلام المحقق الطحطاوى الحنفى۔ فلا تجوز الصلاة خلف من ينكر شفاعة النبى صلى الله عليه وسلّم ......لانه كافر...... وان انكر خلافة الصديق كفر...... والحق فى الفتح العمر بالصديق فى هذا الحكم والحق فى البرهان عثمان بهما ايضاً ولاتجوز الصلاة خلف منكر صحبة الصديق ومن يسب الشيخين ا ه ملخصاً طحطاوى على مراقى الفلاح صفحه ۱۸۱ وسب اصحاب الرسول (اى ليس بكفر) وقيدهم المحشى بغير الشيخين لماسياتى فى باب المرتد ان سابهما او احدهما كافر، ونقدى الشامى على اطلاقه، ردالمحتار جلد ا صفحه۴۱۵، وفى الفتح عن الخلاصة ومن انكر خلافة الصديق اوعمر فهو كافر ا ه ولعل المراد انكار استحقاقهما الخلافة فهو مخالف لاجماع الصحابة لا انكار وجودها لهما بحر وينبغى تقييد الكفر بانكار الخلافة بما اذا لم يكن عن شبهة كما مرعن شرح المنية بخلاف انكار صحبة الصديق تامل ا ه (ردالمحتار جلد ا صفحه۴۱۵)۔

قطب عالم حضرت قبلہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت اوچی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا"۔ وہ (روافض عرب) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر وعمر وعثمان واصحاب دیگر رضی اللہ عنہم اجمعین پر تفضیل دیتے ہیں ان کے منکر نہیں ہیں اور اگر منکر ہوں تو لائق قتل کے ہو جائیں گو شریف (سید) ہی کیوں نہ ہوں"۔ جامع العلوم فی ملفوظ المخدوم جلد ا صفحہ ۲۶۵، ۲۶۶۔

قال الحسن بن الفضل من قال ان ابابكر لم يكن صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلّم (بقیہ اگلے صفحہ پر)

فی الکبیر۔الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۷۳۔فتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۶ رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط والاصغر۔(فیض القدیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۷)

''جس نے انبیاء کو سبّ بکا وہ قتل کیا جائے گا اور جس نے میرے صحابہ کو سب بکا اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔''

ایک اور روایت یوں ہے:۔

من سب نبیا قتل و من سب اصحابه جلد۔(رواه ابو محمد الخلال و ابو القاسم الارجی(الصارم المسلول لابن تیمیه صفحه ۹۲)

''جس نے نبی کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور جس نے اصحاب حضور کو سب بکا اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔''

ایک اور روایت میں یوں ہے:۔

''من سب نبیا فاقتلوه ومن سب اصحابی فاجلدوه''(رواه ابو ذر الهروی) (الصارم المسلول صفحہ ۹۲۔۹۳)

''جس نے نبی کو سب وشتم کیا تو اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابہ کو سب کیا اسے کوڑے لگاؤ۔''

ایک اور روایت میں یوں ہے:۔

من سب نبیا فاقتلوا ومن سب اصحابی فاضربوه۔

(رواہ القاضی عیاض،شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

''جس نے کسی نبی کو سب بکا تو اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابہ کو سب کیا اسے مارو''۔

ایک اور روایت میں یوں ہے:۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) فهو کافر لانکاره نص القرآن فی سائر الصحابة اذا انکریکون مبتدعا لا کافراً (لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا) معیة غیر متکیفة قال الشیخ الاجل الشهید مظهر فیوض الرحمن مرزا جان جاناں رحمه الله تعالٰی رحمة واسعة کفی لابی بکر فضلاً ان رسول الله صلی الله علیه وسلّم اثبت لابی بکر معیة الله سبحانه التی اثبتها لنفسه بلا تفاوت فمن انکر فضل ابی بکر انکر هذ الآیة الکریمة و کفر اھ تفسیر مظهری جلد ۴ صفحه ۲۰۷،۲۰۸۔

اس کی زیادہ تحقیق اعلٰی حضرت مجدد بریلوی کے رسالہ'' ردالرفضہ ''میں ملاحظہ ہو اب دیوبندیوں کی شیعوں کے ساتھ نرمی درج ذیل عبارت سے ملاحظہ ہو اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔فتاوی رشیدیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۱۔ ۱۲ منہ

من شتم نبيا قتل و من شتم اصحاب النبی حدّ۔

(تمہید ابی شکور سالمی صفحہ ۱۱۲)

''جس نے کسی نبی کو گالی دی قتل کیا جائے گا اور جس نے اصحاب نبی کو گالی دی حد لگائی جائے گی۔''

۲۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

من سب علیا فقد سبنی و من سبنی فقد سب اللّٰہ۔

''جس نے (حضرت) علی (کرم اللہ تعالیٰ وجہہ) کو سب بکا بے شک اس نے مجھے سب بکا اور جس نے مجھے سب بکا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کو سب بکا۔''

(رواہ الامام احمد فی مسندہ۔ والحاکم فی مستدرکہ، حدیث صحیح، الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۳۔ فتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من آذی شعرۃ منی فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللّٰہ۔

''جس نے میرے بال کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی''۔

رواہ ابن عساکر الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ فتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۴۔ وزاد ابو نعیم و الدیلمی ''فعلیہ لعنۃ اللّٰہ ملاء السماء وملاء الارض'' تو اس پر آسمان وزمین کی مقدار کے برابر اللہ کی لعنت ہو۔ (فیض القدیر جلد ۶ صفحہ ۱۹) قالہ وھو آخذ بشعرۃ کما افادبہ المناوی

۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

من لکعب بن الاشرف فانہ قد آذی اللّٰہ ورسولہ(1)۔

''کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے کون تیار ہوتا ہے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔''

حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہو گئے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اتحب ان اقتلہ (کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ میں اسے قتل کروں) حضور نے فرمایا ہاں۔ اس پر محمد بن مسلمہ نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس سے ہیرا پھیری کی بات کروں (یعنی ڈھال کی بات کروں) حضور نے

قال النووی لانہ نقض عھد النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وھجاہ وسبہ'' نووی شرح مسلم جلد ۲ ص ۱۱۰ قولہ ورسولہ بھجانہ لہ کذا فی القسطلانی ۴۔ ھامش بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۷۶۔

فرمایا۔ ہاں اجازت ہے۔ تو محمد بن مسلمہ کعب کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ اس مرد (مراد اس سے حضور تھے) نے ہم سے صدقہ مانگا ہے اور ہمیں مشقت میں ڈال دیا ہے اور میں تیرے پاس قرضہ مانگنے آیا ہوں۔ کعب نے کہا اللہ کی قسم تم اس (مراد حضور) سے اور بھی زیادہ ملال میں پڑو گے محمد (بن مسلمہ) نے کہا ہم چونکہ اس کی اتباع کر چکے ہیں لہٰذا ہم یہ نہیں چاہتے کہ اس کو چھوڑ دیں حتی کہ دیکھیں کہ اس کا کیا انجام ہوگا۔ محمد (بن مسلمہ) نے کہا کہ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تو مجھے قرض دے دے۔ کعب نے کہا۔ رہن (گروی) کیا رکھے گا۔ انہوں نے کہا تیرا کیا ارادہ ہے۔ کعب نے کہا۔ تم اپنی عورتیں میرے ہاں گروی رکھو، انہوں نے جواب دیا کہ تو سب عرب والوں سے زیادہ حسین ہے۔ کیا تیرے ہاں اپنی عورتیں گروی رکھیں؟ کعب نے ان سے کہا تو اپنی اولاد میرے ہاں گروی رکھو۔ محمد (بن مسلمہ) نے جواب دیا کہ ہمارے بیٹوں کو یہ طعنہ دیا جائے گا کہ فلاں دو وسق (عرب کا ایک پیمانہ ہے) کھجور میں گروی رکھا گیا تھا تو یہ ہم پہ عار ہے۔ ہاں ہم تیرے ہاں ہتھیار گروی رکھیں گے۔ کعب نے کہا اچھا ٹھیک ہے۔ پھر اس سے عہد باندھا کہ وہ اس کے پاس حارث اور ابو عبس اور عباد بن بشیر کو بھی لے کے آئے گا۔ راوی نے کہا کہ یہ سب رات کو کعب کے پاس پہنچے اور اس کو بلایا۔ وہ ان کی طرف اترا۔ کعب کی بیوی نے اس سے کہا کہ میں ایسی آواز سنتی ہوں گویا کہ وہ خون بہانے والے کی آواز ہے۔ کعب نے جواب دیا کہ یہ تو محمد (بن مسلمہ) اور اس کا دودھ شریک بھائی ابو نائلہ ہے، بے شک کریم کو رات کے وقت اگر نیزے کی ضرب کے لئے بھی بلایا جائے تب بھی جواب دے گا۔ محمد (بن مسلمہ) نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب وہ آئے گا میں اپنا ہاتھ اس کے سر کی طرف بڑھاؤں گا۔ پھر میں جب اس پر قابو پا جاؤں تو تم ہوشیاری سے اپنی تلواریں لے کر اس کو مار دینا۔ راوی نے کہا کہ جب وہ اترا اس حال میں کہ بغل سے نیچے کپڑا نکال کر کندھے پہ ڈالے ہوئے تھا تو انہوں نے کہا کہ ہم تیرے سے خوشبو محسوس کرتے ہیں کہنے لگا، ہاں مستورات عرب سے زیادہ خوشبو والی میرے نیچے ہے۔ محمد (بن مسلمہ) نے کہا کیا مجھے اجازت ہے کہ میں تیرے سر کو سونگھ لوں؟ اس نے کہا ہاں تو محمد (بن مسلمہ) نے سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔ پھر کہا کہ (دوبارہ) مجھے اجازت ہے؟ کہنے لگا ہاں، پھر آپ نے سونگھا اور قابو پا گئے۔ ساتھیوں سے کہا اسے قتل کر دو تو انہوں نے قتل کر دیا پھر حضور کے پاس آ کر اس واقعہ کی خبر دی۔ (صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۵۷۶ و صحیح مسلم جلد ۲، صفحہ ۱۱۰)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضور کو سب کرنا (نعوذ باللہ) صرف حضور کو ایذا پہنچانا نہیں بلکہ اللہ کو بھی ایذا پہنچانا ہے۔ کعب نے حضور کو سب کیا۔ لیکن حضور نے فرمایا۔ **فانه اذی الله تعالیٰ**

ورسولہ۔ اس نے اللہ ورسول کو ایذا دی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور کا گستاخ مستحق قتل ہے۔
۵۔ حضرت براء سے روایت ہے کہ حضور نے ابو رافع کے ہاں چند انصاری نوجوانوں کو بھیج کر اسے قتل کرایا۔ کیوں اس لئے کہ

کان ابو رافع یوذی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔
''ابو رافع حضور کو ایذا دیتا تھا۔'' (صحیح بخاری جلد ۲، صفحہ ۵۷۷)

۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک نابینا کی لونڈی ام ولد تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب وشتم کرتی۔ اندھے نے اسے روکا۔ وہ باز نہ آئی۔ اندھے نے اسے جھڑکا وہ نہ رکی۔ ایک رات وہ لونڈی حضور کی گستاخی و بے ادبی کرنے لگی تو اندھے نے مغول (ہلاک کرنے کا ایک ہتھیار، لمبا پیکار، گپتی، ایک قسم کی تلوار) لایا۔ اور اس عورت کے پیٹ میں رکھا اور خود اس کے اوپر چڑھ گیا اور اس عورت کو قتل کر دیا۔ پس جب صبح ہوئی حضور کی خدمت میں یہ واقعہ ذکر کیا گیا۔ حضور نے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا میں اس مرد کو قسم ڈالتا ہوں کہ کھڑا ہو جائے جس نے کیا جو کچھ کیا میرا اس پہ حق ہے (کہ میری اطاعت کرے) تو وہ اندھا کھڑا ہو گیا لوگوں کو پھاندتا ہوا اس حال میں آیا کہ خوف سے کانپتا تھا حتیٰ کہ حضور کے آگے بیٹھ گیا۔ عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اس لونڈی کا مالک میں ہوں اور میں نے اس کا کام تمام کیا ہے، وہ آپ کو گالیاں دیتی تھی۔ میں نے اسے روکا نہ رکی۔ میں نے اسے جھڑکا وہ باز نہ آئی، اس سے میرے دو بیٹے ہیں موتیوں کی طرح اور وہ میری رفیقہ تھی۔ گذشتہ رات آپ کی گستاخی میں شروع ہوئی، میں نے مغول (تلوار) اٹھائی اور اس کو اس کے پیٹ میں رکھا اور خود اوپر چڑھ گیا۔ حتیٰ کہ میں نے اسے قتل کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (اے حاضرین مجلس) خبردار تم گواہ ہو جاؤ اس عورت کا خون رائیگاں ہے۔ (یعنی نابینا نے ٹھیک کیا۔ موذی رسول قتل کرنے ہی کے قابل ہے اس کے خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا، اس لعین کا خون ضائع جائے گا) سنن ابی داؤد طبع مجیدی کانپور جلد ۲ صفحہ ۲۴۳۔ کتاب الحدود باب الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنن نسائی جلد ۲۔ صفحہ ۱۵۱ طبع نور محمد کتاب المحاربۃ باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ۔

۷۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ حضور کی گستاخی و بے ادبی کرتی تھی تو ایک مرد نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا خون باطل کیا کہ وہ رائیگاں گیا، بدلہ نہ لیا جائے گا (سنن ابی داؤد جلد ۲، صفحہ ۲۴۴ مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۰۸ باب قتل اہل الردۃ فصل ثانی۔
اس کے علاوہ بہت سی حدیثیں اس موضوع پر پیش کی جا سکتی ہیں۔ میں انہیں پہ اس فصل کو ختم کرتا ہوں۔

فصل سوم

اجماع امت و اقوال ائمہ دین وملت سے اس بات کا ثبوت کہ حضور کا گستاخ کافر ہے، مرتد ہے، واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ منظور نہیں بایں معنی کہ وہ قتل سے بچ جائے۔

۱۔ امام قاضی عیاض مالکی ارقام فرماتے ہیں:۔

اجمعت الامة علی قتل متنقصه من المسلمین وسابّه۔

"مسلمانوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص کرنے والے اور گالی دینے والے کے قتل کرنے پر ساری امّت کا اجماع واتفاق ہے"۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۴ قسم رابع، نسیم الریاض، شرح شفاء لعلی القاری الصارم المسلول صفحہ ۳)

۲۔ نیز امام قاضی عیاض ادامہ اللہ تعالیٰ فی الریاض نے ارشاد فرمایا ہے:۔

ان جمیع من سب(1) النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم او عابه(2) او الحق به نقصا فی نفسه(3) اونسبه(4) او دینه(5) اوخصلة من خصاله(6) او عرض(7) به او شبهه بشیء(8) علی طریق السب له او الازراء علیه(9) او التصغیر لشانه(10) او الغض منه(11) والعیب له فهو ساب (12) له والحکم فیه حکم الساب یقتل(13)...... تصریحًا کان(14) اوتلویحًا وکذلک من لعنه او دعا علیه او تمنی مضرة له اونسب الیه ما لایلیق بمنصبه(15)

1۔ ای شتمه ۱۲ ق

2۔ هوا علم من السب فان من قال فلان اعلم منه صلی اللّٰه علیه وسلّم فقد عابه ونقصه ولم یسبه نسیم

3۔ اے ذاته او صفاته ۱۲ ق واذا مما یتعلق بخلقه وخلقته۔ نسیم۔

4۔ کان یفضل احدا علی قومه واصوله نسیم   5۔ ای شریعته و سیرته وحکوماته ق۔

6۔ ای حالة من حالاته او کلمة من مقالاته ۔ ق۔ و صفة من صفاته کشجاعته وکرمه۔ نسیم۔ سواء صرح به۔ ق۔

7۔ ای قال فی حقه علیه الصلوٰة والسّلام مالایلیق تعریضا لاتصریحا۔ نسیم۔   8۔ غیر حسن نسیم

9۔ ای احتقارا به واستخفا فا بحقه۔ ق اے التنقیص له وان لم یکن قصد السب۔ نسیم

10۔ ای الاحتقار لعظیم قدره ق۔ ای تحقیره کتصغیر اسمه اوصفة من صفاته۔ نسیم

11۔ بمعنی اقل تنقیص ...... فارید به مطلق النقص القلیل نسیم

12۔ بکل واحمد مماذ کرق ۱۲ ق سے مراد ملا علی قاری شرح شفا کی تفسیر ہے اور نسیم سے مراد نسیم الریاض شرح شفا عیاض ہے الفیضی بقلمہ   13۔ اے اجماعا۔ ق ۱۲   14۔ السب۔ نسیم ۱۲

15۔ ای بمقامه الشریف ومکانه المنیف ق ۱۲

علی طریق الذم اوعبث فی جهته العزیزة(1) بسخف(2) من الکلام وھجر(3) ومنکر من القول وزوراو عیره(4) بشئی مما جری من البلاء والمحنة علیه(5) او غمصه(6) ببعض العوارض البشریة الجائزة(7) علیه المعھوة لدیه وھذا کله(8) اجماع من العلماء(9) وآئمة الفتویٰ(10) من لدن الصحابة رضوان اللّٰه علیھم الی ھلم جرا(11)

(شفاشریف جلد ۲۔صفحہ ۲۰۶،۲۰۷ طبع قدیم۔ الصارم المسلول صفحہ ۵۲۵)

''یعنی بے شک ہر وہ شخص کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب بکا، یا آپ کو عیب لگایا (عیب لگانا سب سے عام ہے۔ بے شک وہ کہ جس نے کہا کہ فلاں حضور سے زیادہ علم والا ہے تحقیق اس نے حضور کو عیب لگایا اور آپ کی تنقیص کی حالانکہ یہ سب نہیں) یا آپ کی ذات میں یا آپ کی صفات میں یا آپ کے نسب میں یا آپ کے دین اور سیرت اور حکومت میں یا آپ کی خصلتوں میں سے کسی خصلت میں نقص لاحق کیا۔ ان چیزوں کی تصریح کی یا اشارہ سے کہا یا بطریق سب آپ کو کسی غیر حسن چیز سے تشبیہ دی یا آپ کے حق میں تحقیر یا استخفاف کیا یا آپ کی قدر ومنزلت وشان میں تحقیر وتصغیر وکمی کی یا آپ کی اقل تنقیص کی، نقص قلیل لاحق کیا اور آپ کی طرف عیب منسوب کیا تو وہ بھی ساب (گالی دینے والا) ہے اور اس پر بھی ساب کا حکم جاری ہوگا وہ یہ کہ اس کو قتل کیا جائے گا۔ آپ کی شان میں سب بکنا صراحۃً ہو یا اشارۃً (بہرصورت قائل کو قتل کیا جائے گا) اور یہی حکم اس کا ہے جو آپ پر لعنت

1۔ ای بشیء له تعلق بجانبه الشریف نسیم ۱۲۔
2۔ ای رذل نسیم ۱۲
3۔ فحش وقبح ۱۲
4۔ عابه۔ ق ۱۲۔
5 کالفقر والکسر وغیرھما۔ ق ۱۲
6۔ ای حقره۔ ق ای نقص من قدره صلی اللّٰه علیه وسلّم۔ نسیم ۱۲
7۔ کالامراض۔ نسیم ۱۲۔
8۔ الذی ذکرنا۔ ق غیر جائز موجب للعقاب فی الدارین۔ نسیم ۱۲
9۔ من المفسرین والمحدثین۔ ق ۱۲۔
10۔ من فقھاء المذاھب معروف متواتر بینھم۔ نسیم
11۔ استمرالاجماع و اتصل من عصرھم الی الآن ق وزاد الخفاجی بعده ای الی آخر الزمان وانقضاء الدوران عصرا بعد عصر وقرنا بعد قرن وبلا خلاف فیه ثم قال بعده ان ھذه العبارة منقولة عن الائمة کلھم کما فی "السیف المسلول علی من سب الرسول" السبکی۔ نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۶۔ طبع مصر۔ ۱۲ منه

کرے (اللہ اللہ اللہ کی پناہ معاذ اللہ العیاذ باللہ نعوذباللہ الف الف مرۃ) یا آپ پر بددعا کرے (معاذ اللہ، العیاذ باللہ الف الف مرۃ) یا آپ کے نقصان کی تمنا کرے یا بطریق ذم اس چیز کو آپ کی طرف منسوب کرے جو آپ کے منصب کے لائق نہ ہو، یا رذیل کلام اور قبیح و منکر و جھوٹے قول سے آپ کی متعلقہ چیز سے عبث (کھیل کود، مذاق) کرے، یا ان چیزوں میں سے کسی چیز سے آپ پر عیب لگائے جو آزمائشوں اور محنتوں سے آپ پر جاری ہوئیں جیسے فقر اختیاری ہوا اور دانتوں کے کناروں کا شہید ہونا وغیرہما) یا بعض عوارض بشریہ جائزہ کی وجہ سے آپ کی تحقیر و تنقیص کرے۔ اس سب کے سب پر یعنی مذکورہ چیزوں میں سے کسی چیز کے مرتکب پر کفر و قتل کے فتویٰ پر تمام علما مفسرین و محدثین اور ائمہ فتویٰ صحابہ کرام سے لے کر اس وقت تک سب کا اجماع و اتفاق ہے۔''

۳۔ امام ابوبکر بن المنذر محمد بن ابراہیم النیشاپوری نے فرمایا:۔

اجمع عوام اھل العلم (اے کلھم۔ق)علی من سب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم یقتل (مطلقا نسیم) وممن قال ذلک مالک بن انس واللیث و احمد واسحٰق وھو مذھب الشافعی......(وھو مقتضی قول ابی بکر۔ ھٰذا کلام القاضی)...... ولا تقبل توبته عند ھؤلاء وبمثله (ای بمثل قول ھؤلاء بوجوب القتل (نسیم) قال ابو حنیفة (ای نصا منه (ق) واصحابه (محمد وابویوسف وزفر و اھل مذھبه (نسیم) والثوری و اھل الکوفة (اے جمیعھم۔ (ق) والاوزاعی فی المسلمین لکنھم قالوا ھی ردة۔

''یعنی سب اہل علم کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا جنہوں نے یہ فتویٰ دیا ان میں سے امام مالک اور لیث اور امام احمد اور اسحاق ہیں اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا اور یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا مقتضی ہے اور ان آئمہ کے نزدیک اس (گستاخ نبی) کی توبہ مقبول نہیں اور اسی طرح فرمایا ہے امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب (امام محمد وابو یوسف و زفر اور ان کے اہل مذہب) اور ثوری اور سب اہل کوفہ اور امام اوزاعی نے (جب کہ مسلمانوں سے کوئی مسلمان اس جرم کا مرتکب ہو) لیکن یہ حضرات فرماتے ہیں یہ (سب نبی) ارتداد ہے، مرتد بنتا ہے۔''

شفاشریف للامام قاضی عیاض جلد ۲ صفحہ ۲۰۷ واللفظ لہ۔الصارم المسلول صفحہ ۳۔ردالمختار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸ للشامی الحنفی)

۴۔نیز امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

لا نعلم خلافا فی استباحة دمه بین علماء الامصار وسلف الامة و قد ذکر غیر واحد الاجماع وقتله وتکفیره۔

(شفاشریف جلد ۲۔صفحہ ۲۰۷۔)

''یعنی گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباح الدم (یعنی اس کا قتل کرنا جائز ہے) ہونے میں علماء زمانہ اور سلف امت میں سے کسی کا خلاف نہیں۔اور بہت سے اماموں نے اس (موذی نبی) کے قتل وتکفیر پر اجماع ذکر کیا ہے۔

۵۔امام محمد بن امام سحنون مالکی المحدث نے فرمایا:۔

اجمع العلماء (ای علماء الامصار فی جمیع الامصار (ق)علی ان شاتم النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم والمتنقص له کافر والوعید جاء علیه بعذاب اللّٰہ له وحمکه عند الامة القتل ومن شک فی کفره وعذابه کفر (لان الرضی بالکفر کفر)

''یعنی سب علماء کا اس پر اتفاق واجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا، آپ کی تنقیص (بےادبی کرنے والا) کافر ہے اور عذاب اللہ کی وعید (دھمکی) اس پر جاری ہے اور ساری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے (یعنی اسے قتل کردو) اور جو اس (گستاخ نبی) کے کفر میں شک کرے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔'' (نسیم الریاض۔شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸،نسیم الریاض وشرح شفا للقاری جلد ۴ صفحہ ۳۳۸۔اکفار الملحدین للکشمیری وھو منھم ۵۱،الصارم المسلول صفحہ ۴)

۶۔امام ابوسلیمان خطابی(1) ممدوح امام نووی فرماتے ہیں:۔

لا اعلم احدًا من المسلمین اختلف فی وجوب قتله اذا کان مسلمًا (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ نقله فی الصارم المسلول الی قتله صفحہ ۴،فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۴۰۷)

1۔وھو امام جلیل۔نسیم الریاض جلد۴ صفحه ۳۴۰۔ ۱۲ منه

''یعنی گستاخ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کہ مسلمان ہوتو اس کے وجوب قتل میں مسلمانوں سے کوئی مسلمان بھی مختلف نہیں۔''

۷۔امام ابن قاسم نے ''العتبیہ'' میں امام مالک رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا:۔

من سبه اوشتمه او عابه او تنقصه(اے نسب اليه نقصا وان لم يكن شتما كقوله غيره اعلم منه او اعقل كما مر (نسيم) فانه يقتل و حكمه عند الامة (اى فى اعتقاد جميع المسلمين (نسيم) القتل (وجوبا بلاتردد (نسيم) كالزنديق

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸۔الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶)

''یعنی جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کو سب بکا یا گالی دی یا آپ کو عیب لگایا آپ کی تنقیص کی (جیسا کہ یہ کہنا کہ حضور سے تو فلاں زیادہ علم والا ہے یا زیادہ عقل والا ہے) بیشک وہ قتل کیا جائے گا۔تمام امت کے نزدیک سب مسلمانوں کے اعتقاد میں زندیق کی طرح اس کا بلاتردد قتل کرنا واجب ہے۔''

۸۔امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قال بعض علمائنا اجمع العلماء على ان من دعا على نبى من الانبياء بالويل او بشئى من المكروه انه يقتل بلا استتابة۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹۔الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶)

''یعنی ہمارے بعض علماء نے فرمایا کہ تمام علماء کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ جس نے انبیاء کرام میں سے کسی نبی پر ہلاکت یا کسی مکروہ چیز کی دعا کی وہ بلاطلب توبہ قتل کیا جائے گا۔''

۹۔امام ابن عتاب مالکی نے فرمایا۔رحمہ اللہ تعالیٰ

الكتاب والسنة موجبان ان من قصد النبى صلى الله عليه وسلم باذى او نقص معرضا او مصرحاوان قل فقتله واجب فهذا الباب كله مما عده العلماء سبا او تنقصا يجب قتل قائله لم يختلف فى ذلك متقدمهم ولا متاخرهم الخ (شفاء شريف ج۲ ص ۲۱۱ الصارم المسلول لابن تيميه صفحه۵۲۷ آخری جملے)

’’قرآن وحدیث اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایذا کا ارادہ کرے اور آپ کی تنقیص کرے اشارۃً یا صراحۃً اگر چہ وہ توہین تھوڑی سی کیوں نہ ہو تو اس کا قتل کرنا واجب ہے اس باب میں جن جن چیزوں کو علماء کرام نے سب اور تنقیص میں شمار کیا بالاتفاق اس کے قائل کا قتل واجب ہے۔‘‘

۱۰۔ وقد حکی ابوبکر الفارسی من اصحاب الشافعی اجماع المسلمین علی ان حد من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم القتل کما ان حد من سب غیرہ الجلد۔ وھذا الاجماع الذی حکاہ ھذا محمول علی اجماع الصدر الاول من الصحابۃ والتابعین او انہ اراد اجماعھم علی ان ساب النبی صلی اللہ علیہ وسلّم یجب قتلہ اذا کان مسلمًا ......و کذلک حکی عن غیر واحد الاجماع علی قتلہ وتکفیرہ۔ (الصارم المسلول لابن تیمیہ ص ۳)

’’یعنی بے شک اصحاب شافعی سے امام ابوبکر فارسی نے اس بات پر اجماع مسلمین کی حکایت کی ہے کہ ساب نبی کی حد قتل ہے جیسا کہ غیر نبی کے ساب کی حد کوڑے لگانا ہے۔یہ جس اجماع کی حکایت نقل کر رہے ہین یہ اجماع صدر اوّل یعنی صحابہ وتابعین کے اجماع پر محمول ہے یا انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ساب نبی اگر مسلمان ہو تو اس کے قتل کے وجود پر اجماع ہے اور اسی طرح بہت سے آئمہ وعلماء نے گستاخ نبی کے قتل وتکفیر پر اجماع نقل کیا ہے۔‘‘

۱۱۔ وقال الامام اسحق بن راھویہ احد الائمۃ الاعلام اجمع المسلمون علی ان من سب اللہ اوسب رسولہ صلی اللہ علیہ وسلّم او دفع شیئا مما انزل اللہ عزوجل انہ کافر بذالک وان کان مقرًّا بکل ما انزل اللہ اھ (الصارم المسلول صفحہ ۳۔۴)

’’یعنی امام اسحٰق بن راھویہ (جو ائمہ اعلام سے ہیں) نے فرمایا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس نے اللہ کو یا اس کے رسول کو سب بکا یا اللہ تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے سے کسی چیز کو دفع کیا یا انبیاء سے کسی نبی کو قتل کیا وہ کافر ہے اگر چہ وہ تمام اللہ کے نازل کئے ہوئے کا اقراری ہو‘‘۔

۱۲۔ابن تیمیہ نے لکھا ہے:۔

ان الساب ان کان مسلما فانه یکفر ویقتل بغیر خلاف وهو مذهب الائمة الاربعة وغیرهم۔

''یعنی بے شک اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکنے والا مسلمان کہلاتا ہو وہ اس سب کی وجہ سے کافر ہو جائے گا اور بلا خلاف اس کو قتل کیا جائے گا۔یہی ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد) وغیرہم کا مذہب ہے (الصارم المسلول صفحہ ۴)

۱۳۔ واما اجماع الصحابة فلان ذلک نقل عنهم فی قضایا متعددة ینتشر مثلها ویستفیض ولم ینکرها احد منهم فصارت اجماعا۔ (الصارم المسلول ص ۲۰۰)

''یعنی اس مسئلہ پر اجماع صحابہ کا ثبوت یہ ہے کہ ان سے یہ بہت سے فیصلوں میں منقول ہے اور ایسی بات منتشر اور مشہور ہو جاتی ہے۔لہٰذا ان صحابہ میں سے کسی نے بھی اس پہ انکار نہ کیا۔لہٰذا یہ اجماع ہو گیا''۔

یہاں تک تو اس مسئلہ پر اجماع کی عبارات تھیں۔اگر چہ ان کے ضمن میں حنفی، مالکی، شافعی حنبلی سب آ گئے۔پھر وضاحت سے ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب بھی نقل ہو چکا لیکن مزید وضاحت کے لئے صرف ائمہ وعلماء احناف کی نقول سے اس مسئلہ پر اور روشنی ڈالتا ہوں۔

۱۴۔قاضی الشرق والغرب صاحب ابی حنیفہ الامام الحافظ الحجہ قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متولد ۱۱۳ھ متوفی ۱۸۲ھ ارشاد فرماتے ہیں:۔

ایما رجل مسلم سب رسول الله صلی الله علیه وسلّم او کذبه او عابه او تنقصه فقد کفر بالله و بانت منه زوجته۔

''جس مسلمان نے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکا یا آپ کی تکذیب کی یا آپ کو عیب لگایا یا آپ کی تنقیص (بے ادبی) کی تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ سے کفر کیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔''

(کتاب الخراج۔صفحہ ۱۸۲ للقاضی ابی یوسف فصل فی الحکم فی المرتد عن الاسلام۔رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۹۔تمہید الایمان لسیدنا اعلیٰ حضرت، حسام الحرمین صفحہ ۲۷)

۲/ ۱۵ محرر مذہب ،صاحب ابی حنیفہ الامام الحافظ محمد بن الحسن الشیبانی متولد ۱۳۲ھ، ۱۳۵ھ متوفی ۱۸۹ھ صاحب ''مبسوط''

و ذکر فی الاصل (المبسوط) ان شتم النبی کفر

''نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینا کفر ہے۔'' (شرح شفا للقاری جلد ۴ صفحہ ۳۲۸)

۳/ ۱۶۔امام کبیر، مجتہد بے نظیر، فخر الدین ابوالمفاخر وابوالمحاسن حسن بن منصور المعروف قاضی خاں حنفی متوفی ۵۵۲ھ نے فرمایا:۔

(اذا) عاب الرجل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی شئی کان کافرا و کذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی شعیر فقد کفر وعن ابی حفص الکبیر من عاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم بشعرۃ من شعراتہ الکریمۃ فقد کفر و ذکر فی الاصل ان شتم النبی کفر ولو قال جنّ النبی ذکر فی نوادر الصلوٰۃ انہ کفر

''اگر کسی نے کسی چیز میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیب لگایا وہ کافر ہو جائے گا۔اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا کہ اگر حضور کے بال کو بطریق تصغیر شعیر کہا تو کافر ہو گیا۔امام ابوحفص کبیر سے منقول ہے کہ جس نے حضور کے مبارک بالوں سے کسی بال کو عیب لگایا وہ بے شک کافر ہے نوادر الصلوٰۃ میں مذکور ہے کہ جس نے کہا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ جنون طاری ہوا بے شک وہ کافر ہو گیا۔''

(فتاویٰ قاضی خان جلد ۴ صفحہ ۸۸۲ طبع نولکشور۔شرح شفا للقاری جلد ۴ صفحہ ۳۲۸ نقلت عنہ۔)

۴/ ۱۷۔چھٹی صدی کے امام مجتہد برہان الدین محمود بن صدر السعید حنفی صاحب ''محیط'' کا فتویٰ

وفی المحیط من شتم النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم او اہانہ او عابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم من امتہ او غیرھا و سواء کان من اھل الکتاب او غیرہ ذمیا کان او حربیا سواء کان الشتم او الاھانۃ او العیب صادرا عنہ عمدًا اوسھواً او غفلۃً او جدلاً او ھزلا فقد کفر خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبتہ ابدًا لا عند اللّٰہ ولا عند الناس و حکمہ فی الشریعۃ المطھرۃ عند المتاخرین المجتھدین

اجماعا وعند اکثر المتقدمین القتل قطعا ولایداھن السلطان و نائبه فی حکم قتله۔

''یعنی محیط میں ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی یا آپ کی توہین (بے ادبی) کی یا آپ کو امور دینیہ میں عیب لگایا یا حضور کی ذات میں عیب لگایا یا اوصاف ذات میں سے کسی وصف میں عیب نکالا عام ازیں کہ گالی دینے والا آپ کی امت (اجابت) سے ہو یا نہ ہو اور عام اس سے کہ وہ اہل کتاب (یہود، نصاریٰ) سے ہو یا ذمی (اسلامی حکومت میں پناہ گیر کافر) ہو یا حربی (حکومت کفار میں ساکن کافر) ہو برابر ہے کہ گالی یا توہین یا عیب اس سے جان بوجھ کر ظاہر ہو یا بطور سہو یا بطور غفلت یا کھری کلام میں یا مذاقیہ انداز میں (بہر صورت) تحقیق وہ ابدی، دائمی کافر ہو گیا، اس طرح کہ اگر وہ توبہ کرے تو ہمیشہ ہمیشہ اس کی توبہ نہ عنداللہ مقبول ہو گی اور نہ عندالناس مقبول ہو گی۔ شریعت مطہرہ میں متاخرین مجتہدین کے نزدیک اجماعاً اور اکثر متقدمین کے نزدیک اس کا حکم یقیناً اس کو قتل کرنا ہے۔ بادشاہ اور اس کا نائب اس کے حکم قتل میں دخل اندازی نہ کرے۔''

خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۵۴۸۔ سیف النبی علیٰ ساب النبی مطبوعہ لاہور۔ صفحہ ۳۔

۱۸/۵۔ قال فی درر الاحکام اذ سبه او واحدا من الانبیاء صلوٰۃ اللّٰہ وسلامه علیھم اجمعین مسلم فانه یقتل حدا ولا توبة له اصلا سواء بعد القدرة علیه والشھادة او جاء تائبا من قبل نفسه کالزندیق لانه حد واجب فلا یسقط بالتوبة ولا یتصور فیه خلاف لاحد لانه حد تعلق به حق العبد فلا یسقط بالتوبة کسائر حقوق الآدمیین وکحد القذف لا یزول بالتوبة بخلاف ارتداد فانه معنی ینفرد به المرتد وھذا مذھب ابی بکر الصدیق والامام الاعظم والثوری واھل الکوفة (سیف النبی علیٰ ساب النبی صفحہ ۴)

''یعنی درر الاحکام میں فرمایا جب (کوئی) مسلمان آں حضرت کو سب بکے یا انبیاء میں سے کسی ایک کو تو اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور بالکل اس کی توبہ نامقبول ہو گی۔ عام اس سے کہ اس کی توبہ اس پہ گواہی مل جانے کے بعد ہو یا وہ خود بخود توبہ کرتا ہوا حاضر ہو وہ زندیق کی طرح ہے۔ قتل سے معافی اس لئے نہیں ملے گی کہ وہ قتل حد ہے واجب، تو وہ حد توبہ سے

ساقط نہ ہوگی اور اس میں کسی قسم کا خلاف متصور ہی نہیں۔ اس لئے کہ یہ قتل حد ہے۔ اس سے حق العبد متعلق ہے تو دیگر حقوق عباد کی طرح یہ بھی توبہ سے ساقط نہ ہوگا، جس طرح حد قذف توبہ سے زائل نہیں ہوتی۔ بخلاف ارتداد (مرتد ہونے) کے کیونکہ وہ ایک ایسا معنی و مفہوم ہے جس سے مرتد منفرد ہوتا ہے۔ یہی حضرت ابوبکر اور امام اعظم اور ثوری اور اہل کوفہ کا مذہب ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔"

۱۹/۶۔ اجمع المسلمون ان شاتمه صلى الله عليه وسلّم كافر ومن شک في عذابه و كفره كفر۔

"تمام مسلمانوں کا اس پہ اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دینے والا کافر ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔"

(شفا شریف، بزازیہ۔ درر و غرر، فتاویٰ خیریہ وغیرہا۔ تمہید الایمان شریف صفحہ ۲۸ مع حسام الحرمین شریف لشیخ الاسلام مجدد الانام الامام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۲۰/۷۔ والكافر(1) بسب نبي من الانبياء فانه يقتل حداً لاتقبل توبته مطلقا (ولو سب الله تعالىٰ قبلت لانه حق الله تعالىٰ والاول حق عبد لايزال بالتوبة) ومن شک في عذابه و كفره كفر۔

"یعنی انبیاء کرام میں سے کسی نبی کے سب کی وجہ سے جو کافر ہوا اسے بطور حد قتل کیا جائے گا اور ہرگز ہرگز اس کی توبہ مقبول نہیں اور اگر اللہ کو سب کرے تو سب کی توبہ مقبول ہے اس لئے کہ وہ اللہ کا حق ہے اور پہلا عبد مقدس کا حق ہے وہ توبہ سے زائل نہ ہوگا) اور جو کوئی اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

(مجمع الانہر، در مختار، علی ہامش ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۷ واللفظ لہ، درر، بزازیہ، تمہید الایمان۔ صفحہ ۲۸)

۲۱/۸۔في الدرر......نقلا عن البزازية وقال ابن سحنون المالكي اجمع المسلمون علىٰ ان شاتمه كافر و حكمه القتل ومن شک في عذابه و كفره كفر۔

"درر میں بزازیہ سے منقول ہے کہ ابن سحنون مالکی نے فرمایا کہ مسلمانوں کا اس پہ اجماع

1۔ "تنویر الابصار" میں ہے: وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا الكافر بسب نبي۔ ہامش ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۷۔ ۱۲ منہ

ہے کہ حضور کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔" (ردالمحتار ملخصاً جلد ۳ صفحہ ۳۱۷) وہذا ایضاً مر۔

۲۲/۹۔ و کذا لو ابغضه بالقلب۔

"اسی طرح وہ بھی کافر و مرتد ہے جو آں حضرت سے قلبی بغض رکھے۔"

(فتح القدیر(1) جلد ۴ صفحہ ۴۰۷، اشباہ، درمختار علی ہامش ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۷ واللفظ منہ)

۲۳/۱۰۔ وفی فتاویٰ المصنف (ای صاحب تنویر الابصار) (الفیضی)

ویجب الحاق الاستهزاء والاستخفاف به لتعلق حقه ایضاً۔

"یعنی اور واجب ہے ٹھٹھے اور استخفاف آنحضرت کو اس سابقہ حکم) سے لاحق کرنا کیونکہ اس میں حضور کا حق متعلق ہے۔ (درمختار علی ہامش ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۷)

۲۴/۱۱۔ واذا کفر بسبه لا توبة له علیٰ ما ذکر البزازی۔ (فتاویٰ مصنف تنویر الابصار، درمختار علی ہامش ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

"جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب کی وجہ سے کافر ہوا تو اس کی توبہ نامنظور ہے جیسا کہ بزازی نے ذکر کیا ہے۔"

۲۵/۱۲۔ من نقص مقام الرسالة بقوله بان سبه بفعله بان بغضه بقلبه قتل۔

(فتاویٰ مصنف تنویر الابصار، درمختار علی ہامش ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸)

"جس نے مقام رسالت کی تنقیص کی اپنے قول سے بایں طور کہ آں حضرت کو سب بکا یا اپنے فعل سے اس طرح کہ ان کو دل سے مبغوض جانا تو وہ بطور حد قتل کیا جائے گا۔"

۲۶/۱۳۔ وقد صرح فی النتف و معین الحکام و شرح الطحاوی و حاوی الزاهدی و غیرهما بان حکمه کالمرتد و لفظ النتف من سب الرسول صلی الله علیه وسلم فانه مرتد و حکمه حکم المرتد ویفعل به ما یفعل بالمرتد۔ درمختار علیٰ ہامش ردالمحتار جلد

1۔ لفظهٗ۔ کل من ابغض رسول الله صلی الله علیه وسلّم بقلبه کان مرتدا فالساب بطریق اولی ثم یقتل حدا عندنا فلاتعمل توبته فی اسقاط القتل قالوا هذا مذهب اهل الکوفة ومالک و نقل عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه الخ ومر عن نقل المظهری ۱۲ منه

۳ صفحہ ۳۱۹(1)وھکذا نقل الخیر الرملی رد جلد ۳ صفحہ ۳۱۹)

”یعنی منف اور معین الحکام اور شرح الطحاوی وحاوی الزاہدی وغیر ہامیں اس کی تصریح ہے کہ ساب نبی کا حکم مرتد ہی کی طرح ہے۔ منف میں ہے کہ جس نے رسول کو سب بکا بیشک وہ مرتد ہے اور اس کا حکم مرتد کے حکم کی طرح ہے اور اس کے ساتھ وہ کیا جائے گا جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے۔“

حنفیوں کی کتابوں سے ذمی (اسلامی مملکت میں پناہ گزین کافر) شاتم النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم۔

۲۷/۱۴۔ ویؤدب الذمی ویعاقب علی سبه دین الاسلام او القران او لنبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم ......قال العینی واختیا ری فی السب ان یقتل اھ و تبعه ابن الھمام قلت وبه افتیٰ شیخنا الخیر الرملی۔و نقل المقدسی ما قاله العینی ثم قال وھو مما یمیل الیه کل مسلم۔ردالمحتار......وبه افتی المفتی ابو سعود مفتی الروم بل افتی به اکثر الحنفیة......والحق انه یقتل عندنا اذا اعلن بشتمه علیه الصلوٰۃ والسلام صرح به فی سیرالذخیرة حیث قال واستدل محمد لبیان قتل المراة اذا اعلنت بشتم الرسول بما روی ان عمر بن عدی لما سمع عصماء بنت مروان توذی الرسول فقتلھا لیلاً مدحه صلی اللّٰہ علیه وسلّم علیٰ ذلک انتھی فلیحفظ در۔ ذکرہ (الامام محمد) فی السیر الکبیر فیدل علی جواز قتل الذمی المنھی عن قتله بقعدة الذمة اذا اعلن بالشتم ایضًا واستدل لذلک فی شرح السیر الکبیر بعدة احادیث منھا الخ (درمختار وردالمختار ملخصاً جلد ۳ صفحہ ۳۰۵،۳۰۶)

”یعنی ذمی اگر دین اسلام یا قرآن یا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکے تو اسے عقاب دیا جائے گا زدوکوب کیا جائے گا۔ امام عینی نے فرمایا بصورت سب میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ اس ذمی کو قتل کیا جائے۔ امام ابن ہمام نے بھی ان کا اتباع کیا۔ صاحب درمختار فرماتے

1۔قال ابن الھمام وبالجملة لقد ضم الی تحقق الایمان اثبات امور الاخلال بھا اخلال بالایمان اتفاقاً کترک السجود لصنم وقتل نبی او الاستخفاف به او بالمصحف او الکعبة وکذا مخالفة ما اجمع علیه. شرح فقه اکبر. صفحه ۱۸۶، ۱۲ منه

ہیں کہ ہمارے شیخ رملی نے بھی یہی فتویٰ دیا (کہ وہ قتل ہو) مقدسی نے امام عینی کا قول نقل کر کے فرمایا کہ یہ (حکم قتل) ایسی بات ہے کہ ہر مسلمان اسی کی طرف میلان کرے گا۔ مفتی ابوسعود، مفتی روم بلکہ اکثر حنفیوں نے اسی پر فتویٰ دیا۔ اور ہمارے نزدیک حق یہی ہے کہ اس (ذمی) کو قتل کیا جائے جب کہ وہ علی الاعلان آنحضرت کو سب وشتم کرتا ہو۔ سیر الذخیرہ میں بھی اس کی تصریح کی ہے۔ اس طرح کہ فرمایا امام محمد نے اس عورت کے قتل کے بیان میں جو علی الاعلان حضور کو گالی دے اس روایت سے استدلال کیا کہ عمر بن عدی نے جب عصماء سے حضور کی ایذاء کو سنا تو اسے رات کو قتل کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر اس کی تعریف کی۔ اس کو امام محمد نے سیر کبیر میں ذکر فرمایا۔ اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ ذمی (جس کو بوجہ عہد ذمہ کے قتل سے امان مل چکی) جب علی الاعلان بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب وشتم کرے اس کا قتل کرنا جائز ہے اور شرح سیر کبیر میں اس کے قتل کے جواز پر بہت سی حدیثوں سے استدلال کیا۔"

۲۸/۱۵۔ فلوا علن (الذمی) بشتمه علیه الصلوٰة والسلام او اعتاده قتل ولو امراة به یفتی الیوم۔

(در منتقی۔ ردالمحتار جلد ۳۔ صفحہ ۳۰۴)

"یعنی پس اگر ذمی علی الاعلان حضور کو گالی دے یا اس گالی دینے کو عادت بنائے تو اس کو قتل کیا جائے گا اگرچہ عورت ہی کیوں نہ ہو آج کل اسی پہ فتویٰ ہے۔"

۲۹/۱۶۔ امام محقق ابن الہمام نے ارقام فرمایا:۔

والذی عندی ان سبه صلی اللّٰه علیه وسلم اونسب ما لا ینبغی الی اللّٰه تعالیٰ ان کان مما لا یعتقدونه کنسبة الولد الی اللّٰه تعالیٰ وتقدس عن ذلک اذا اظهره یقتل به وینتقض عهده،

(فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۳۸۱۔ تفسیر مظہری، جلد ۴ صفحہ ۱۹۱)

"یعنی میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ ذمی نے اگر حضور کو سب بکا یا غیر مناسب چیز کو اللہ کی طرف منسوب کیا۔ اگر وہ ان کے معتقدات سے خارج ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف ولد کی نسبت۔ جب ایسی چیزوں کو ظاہر کرے گا تو وہ اس وجہ سے قتل کیا جائے گا اور اس کا عہد ٹوٹ جائے گا۔"

۱۷/۳۰۔وفی الفتاویٰ من مذهب ابی حنیفة ان من سب النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم یقتل ولا یقبل توبته سواء کان مؤمنا او کافرا و بهذا یظهر انه ینتقض عهده ویؤید ہ ماروی ابو یوسف عن حفص بن عبداللّٰه بن عمر ان رجلا قال له سمعت راهبا سب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال له لو سمعته لقتلته انا لم نعطهم العهود علی هذا"۔

''یعنی مذہب ابی حنیفہ کے فتاویٰ میں ہے کہ جس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مقبول نہیں، برابر ہے کہ وہ مومن ہو یا کافر ہو، اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ بوجہ سب نبی ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے، اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام ابو یوسف حضرت حفص سے راوی ہے کہ ایک مرد نے ان سے کہا کہ میں نے ایک راہب سے سنا کہ وہ حضور کو گالی دیتا تھا تو آپ نے اس سے فرمایا اگر میں اس سے آقا کے حق میں گالی سنتا تو میں اسے قتل کر دیتا ہم نے ان ذمیوں کو اس بات پر عہد و امان نہ عطا کی۔ وہ سب بکتے رہیں۔'' (تفسیر مظہری جلد ۴ صفحہ ۱۹۱، فتح القدیر جلد ۴ صفحہ ۳۸۱)

گستاخ نبی پہ یہ فتویٰ کفر عام ہے۔کسے باشد، زید، عمر، خالد، بکر، محمود، عالم، جاہل، مولوی، پیر، مدرس، بانی دارالعلوم، کثرت طلباوالا، کثرت مریدین والا جس سے بھی نبی کی بے ادبی، گستاخی و تنقیص تقریراً تحریراً صادر ہو وہ کافر ہے، مرتد ہے۔ دائرہ ایمان سے خارج ہے، واجب القتل ہے بعض لوگ اس شرعی فتویٰ کو اپنے گستاخ و بے ادب مولویوں سے ٹالتے ہیں یا توہینی عبارات کو سینہ زوری سے توہینی نہیں سمجھتے۔ یا صریح توہینی عبارتوں میں تاویلیں کرتے ہیں۔ لہٰذا آئمہ عظام کی بطور نمونہ چند عبارتیں پیش کرتا ہوں جن سے پتہ چلے گا کہ گذشتہ مسلمان اس فتویٰ میں تفریق نہ کرتے تھے بلکہ جن عالموں، فقیہوں سے ایسے کلمات ایسی بکواس ظاہر ہوتی فوراً شرعی حکم نافذ کرتے اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ کن کن باتوں تک یہ فتویٰ تکفیر نافذ ہوا۔ آج کل ہر منہ پھٹ بکواسی شان نبوت میں دن رات کلمات کفریہ بک دیتا ہے۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

اور آئمہ کی عبارات توہینی و تنقیصی کلمات کا نمونہ

۳۱/۱۸۔ قال الامام احمد کل من شتم النبی علیه الصلوٰة والسلام اوتنقصه مسلما کان او کافرا فعلیه القتل(1) و اری ان یقتل ولا یستتاب۔ (الصارم المسلول صفحہ ۵۲۵)

''امام احمد نے فرمایا ہر وہ شخص کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی یا آپ کی تنقیص کی، مسلمان ہو یا کافر اس کا قتل کرنا لازم ہے اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ وہ قتل کیا جائے اور اس کی توبہ مقبول نہ ہو۔''

۳۲/۱۹۔ قال ابن القاسم عن مالک، من سب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قتل و لم یستتب قال ابن القاسم اوشتمه اوعابه او تنقصه فانه یقتل کالزندیق وقد فرض اللّٰه توقیره۔

(الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸)

''ابن القاسم امام مالک سے راوی کہ آپ نے فرمایا جس نے حضور کو سب بکا وہ قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ نامقبول ہوگی۔ ابن قاسم نے فرمایا۔ حضور کو گالی دی یا عیب لگایا یا تنقیص کی بے شک وہ قتل کیا جائے گا زندیق کی طرح۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور کی توقیر و تعظیم (ہم پر) فرض کی ہے۔''

۳۳/۲۰۔ وکذلک قال مالک فی روایة المدینین عنه من سب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم او شتم او عابه اوتنقصه قتل مسلما کان او کافرا ولا یستتاب۔

(الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶، شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸)

''یعنی اسی طرح فرمایا امام مالک نے بروایت مدینین کہ جس نے حضور کو سب کیا یا آپ کو گالی دی عیب لگایا یا آپ کی تنقیص کی وہ قتل کیا جائے گا۔ مسلمان ہو یا کافر اور اس کی توبہ نا منظور ہے۔''

۳۴/۲۱۔ وروی ابن وهب عن مالک من قال ان رداء(2) النبی

1۔ اجراء هذا الحکم علی الولاة لا علی العوام نعم من سمع باذنیه من لم المتنقص تنقیصا فی حقه علیه الصلوٰة والسّلام فلم یصبر وقتله یکون ماجورا عنداللّٰه ورسوله ۱۲ فیضی عفی عنه

2۔ ویروی ذوالنبی صلی اللّٰه علیه وسلّم۔ ۱۲ منه

صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وروی۔ بردہ، وسخ و اراد بہ عیبہ قتل(1)۔
(الصارم المسلول صفحہ ۵۲۶،شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

''ابن وہب نے امام مالک سے روایت کی کہ فرمایا جس نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر (یہی حکم ہے حضور کے ہر کپڑے اور ہر عضو کا) میلی ہے اور اس سے حضور کے عیب کا ارادہ کیا وہ قتل کیا جائے گا۔'' علامہ خفاجی حنفی نے فرمایا کہ اگر عیب کا ارادہ نہ ہو تب بھی۔

۳۵/۲۲۔ لاینبغی ذکر مثلہ وروایتہ عند العوام ولھذا افتی بعض علماء العصر فیمن قال انہ کان یدھن حتی کان ثیابہ ثیاب زیات، مع انہ مروی فی الشمائل۔ (نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

''اس جیسی چیزوں کا ذکر کرنا اور عوام کے سامنے ان کا روایت کرنا درست نہیں، اس لئے بعض علماء زمانہ نے اس شخص کے حق میں فتویٰ (کفر قتل) دیا کہ جس نے کہا کہ حضور اتنا تیل لگاتے تھے کہ ان کے کپڑے تیلی کے کپڑوں کی طرح ہوتے باوجود اس کے کہ یہ حضور کے شمائل میں مروی ہے۔''

۳۶/۲۳۔ وکذلک ابوحنیفۃ واصحابہ فیمن تنقصہ(اے نسب لہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نقصا دون السب۔ن۔بشئی ینقصہ۔ق) او بریٔ منہ (ای تبرأ منہ بان قطع مودتہ ومحبتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام)او کذبہ انہ مرتد وکذلک قال اصحاب الشافعی کل من تعرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بما فیہ استھانۃ فھو کالسب الصریح فان الاستھانۃ بالنبی کفر۔(الصارم المسلول صفحہ ۵۲۷ وفی الشفا وشرحیہ حکی الطبرانی الخ۔شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۷۔نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۷۔ وروی الطبرانی مثلہ عن ابی حنیفہ و اصحابہ الخ ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۸۔)

''اور اسی طرح فرمایا امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب نے اس شخص کے بارہ میں جس نے حضور کی تنقیص کی کسی قسم کا نقص آپ کی طرف منسوب کیا یا (آپ کی مودت اور محبت سے) بری ہوا یا آپ کے کسی قول کی تکذیب کی کہ بے شک وہ مرتد ہے۔ اور اسی طرح

1۔وکذا جکم ازارہ وسائر دثارہ وشعارہ واعضائہ وابشارہ۔ شرح الشفا للقاری ۱۲ منہ

اصحاب شافعی نے فرمایا کہ ہر وہ کہ جس نے تعریضاً (اشارۃ) ایسی بات کی کہ جس میں حضور کی توہین ہے تو وہ سب صریح کی طرح ہے کیونکہ نبی کی توہین کفر ہے۔''

۳۷/۲۴۔ وفی المبسوط عن عثمان بن کنانة من شتم النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم من المسلمین قتل او صلب حیا ولم یستتب والامام مخیر فی صلبه حیا او قتله۔ (شفا شریف جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۸)

''مبسوط میں عثمان بن کنانہ سے مروی ہے کہ جس نے مسلمانوں سے حضور کو گالی دی وہ قتل کیا جائے گا یا زندہ سولی دیا جائے گا اور اس کی توبہ نا مسموع ہوگی اور امام کو اس کی سولی دینے اور قتل کرنے میں اختیار ہے جو چاہے کرے۔''

۳۸/۲۵۔ وفی کتاب محمّد اخبرنا اصحاب مالک انه قال من سب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم او غیره من النبیین من مسلم او کافر قتل ولم یستتب۔ (شفا شریف جلد ۲۔ صفحہ ۲۰۸)

''امام محمد کی کتاب میں ہے کہ ہمیں اصحاب امام مالک نے خبر دی کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے حضور کو یا کسی نبی کو گالی دی مسلمان ہو یا کافر ہو وہ بغیر طلب توبہ کے قتل کیا جائے گا۔''

۳۹/۲۶۔ وقال اصبغ (المالکی الامام المعروف نسیم) یقتل علی کل حال اسر ذلک او اظهره ولا یستتاب لان توبته لا تعرف۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

''یعنی امام اصبغ مالکی نے فرمایا (وہ گستاخ نبی) بہر حال قتل کیا جائے گا چاہے اس گستاخی کو چھپائے یا ظاہر کرے۔ اس سے توبہ نہ طلب کی جائے کیونکہ اس کی توبہ غیر معتبر ہے۔''

۲۷/۴۰۔ وقال عبد اللّٰہ بن عبدالحکم (الفقیه المصری ثقه۔ نسیم) من سب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلّم من مسلم او کافر قتل ولم یستتب۔

''حضرت عبداللہ فقیہ مصری نے فرمایا کہ جس نے حضور کو گالی دی مسلمان ہو یا کافر وہ بغیر طلب توبہ کے قتل کیا جائے گا۔'' (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

۲۸/۴۱۔ مذهب مالک واصحابه ان من قال فیه مافیه نقص قتل دون استتابة۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

''امام مالک اور ان کے اصحاب کا مذہب اس شخص کے بارہ میں کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں وہ بات کی کہ جس میں نقص ہے بغیر طلب توبہ کے قتل کرنا ہے۔

اتمام حجت کے لئے فریق مخالف کے معتمد ترین ابن تیمیہ کی گواہی

۴۲/۲۹۔ وقداتفقت نصوص العلماء من جمیع الطوائف علی ان التنقص له کفر مبیح الدم۔ (الصارم المسلول صفحہ ۵۲۷)

''ہر گروہ کے علماء کی نصوص اس پہ متفق ہیں کہ حضور کی تنقیص کفر ہے اور اس کے خون بہانے کو حلال کرنے والی ہے''۔

۴۳/۳۰۔ ان من سب النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم من مسلم او کافر فانه یجب قتله۔ (الصارم المسلول صفحہ۳)

''مسلمان یا کافر جس نے بھی حضور کو سب بکا تو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔''

۴۴/۳۱۔ ان جرم الطاعن علی الرسول صلی اللّٰه علیه وسلّم الساب له اعظم من جرم المرتد۔ (الصارم المسلول صفحہ ۱۱۷)

''حضور علیہ الصلوٰۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ طعنہ کرنے والے اور آپ کو سب کرنے والے کا جرم مرتد کے جرم سے بہت بڑا ہے۔''

۴۵/۳۲۔ قال الزرکشی کالسبکی انه لا یجوز ان یقال له علیه الصلوٰة والسلام فقیر او(1) مسکین وهو اغنی الناس باللّٰه

(نسیم الریاض جلد ۴۔ صفحہ ۳۳۶)

''امام زرکشی نے امام سبکی کی طرح فرمایا کہ یہ جائز نہیں کہ حضور ﷺ کو فقیر یا مسکین کہا جائے حالانکہ آپ بہت بڑے غنی ہیں۔''

۴۶/۳۳۔ روی ان ابا یوسف ذکر انه علیه الصلوٰة والسلام کان یحب الدباء فقال رجل انا ما احبها فحکم بارتداده۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۸۶ ومر ہذا)

''امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ انہوں نے ذکر کیا کہ حضور کدو کو پسند فرماتے تھے۔ تو ایک

1۔ قال العارف الفاضل العلامه عبدالعزیز الفراروی۔ مسئلة من الاحادیث مایخفی عن بعض الناس ...... ومنها ماکان علی النبی صلی اللّٰه علیه وسلّم من الفقر الاختیاری والعیش والخشن وما اصابه من اذی الکفار سیما یوم احد ا ھ۔ کوثر النبی صفحه ۵۸۔ ۱۲ منه

مرد نے کہا میں اسے پسند نہیں کرتا۔ اس پر امام ابو یوسف نے یہ حکم دیا کہ وہ مرتد ہو گیا۔

۴۷/۳۴۔ واحتج ابراهيم بن حسين بن خالد الفقيه فى مثل هذا (اى تنقصه عليه الصلوٰة والسلام۔ ق) بقتل خالد بن وليد رضى الله عنه مالك بن نويرة لقوله عن النبى صلى الله عليه وسلّم صاحبكم۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۸۔ نسیم الریاض جلد ۴ صفحہ ۳۳۸)

"حضرت ابراہیم فقیہ نے (گستاخ نبی کے کفر و قتل پر) اس بات سے استدلال کیا کہ حضرت خالد بن ولید نے مالک بن نویرہ کو محض اس لئے قتل کر دیا کہ اس نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمہارے صاحب کہا۔"

۴۸/۳۵۔ وافتى ابوالحسن قابسى (شيخ الحديث الزاهد العابد صاحب التصانيف الجليلة فى الفقه والاصول عديم النظير ۴۰۳ھ نسيم جلد ۴ صفحه ۳۴۲) فيمن قال فى النبى صلى الله عليه وسلّم الحمال يتيم ابى طالب بالقتل (لما فيه من الاستخفاف والتحقير)

(نسیم جلد ۴ صفحہ ۳۴۲۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

شیخ الحدیث امام زاہد عابد عدیم النظیر امام ابوالحسن قابسی نے اس شخص کے قتل کرنے کا فتویٰ دیا کہ جس نے حضور کو حمال (بوجھ اٹھانے والا، کیونکہ حضور بازار سے خود سامان اٹھا لاتے تھے) ابوطالب کا یتیم کہا کیونکہ اس میں استخفاف و تحقیر ہے)"

۴۹/۳۶۔ وافتى ابو محمّد بن ابى زيد بقتل رجل سمع قوما يتذاكرون صفة النبى صلى الله عليه وسلّم اذ مر بهم رجل قبيح الوجه واللحية فقال لهم تريدون تعرفون صفته هى فى صفة هذا المار فى خلقته ولحيته قال ولا تقبل توبته وقد كذب لعنه الله وليس يخرج من قلب سليم الايمان۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

"امام ابو محمد بن ابی زید نے اس مرد کے قتل کرنے کا فتویٰ دیا کہ جو اس قوم کی باتیں سننے لگا جو حضور کی صفت بیان کرتے تھے۔ اچانک ایک قبیح چہرے اور داڑھی والا ان پہ گذرا تو وہ مردان سے کہنے لگا کیا تم حضور کی صفت کی معرفت کا ارادہ رکھتے ہو۔ (انہوں نے کہا ہاں تو

اس مرد نے کہا) کہ حضور کی صفت (صورت) خلقت اور داڑھی اس گذرنے والے کی صفت میں ہے۔ نیز اسی امام نے فرمایا اس کی توبہ مقبول نہیں۔ اس لعنتی نے حضور کی سیرت کو گذرنے والے کی صورت کی طرح بتا کر جھوٹ بکا اور ایسی بات سالم الایمان کے دل سے نہیں نکل سکتی۔"

۳۸/ ۵۰۔ من قال ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کان اسود یقتل۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

"جس نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سیاہ تھے وہ قتل کیا جائے گا۔"

۳۹/۵۱۔ایک ظالم عشر وصول کرنے والے نے ایک مرد کو ستایا کہ ٹیکس دے اور کہا بے شک میرے ظلم کی شکایت حضور سے کر دینا اور یہ بھی کہا کہ میں نے اگر سوال کیا ہے یا جاہل رہا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی (بعض امور سے بے خبر) جاہل رہے اور انہوں نے بھی سوال کیا۔

اس پر امام ابوعبداللہ بن عتاب نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔" (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

۳۸ / ۵۲۔۔فقہاء اندلس نے ابن حاتم فقیہ مولوی طلیلی کے قتل کرنے اور اسے سولی دینے کا حکم دیا۔ اس لیے کہ اس نے مناظرہ کے دوران حضور کو یتیم کہا اور حیدر کا سسر کہا اور گمان کیا کہ

ان زھدہ لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

"حضور کا زُہد اختیاری نہیں تھا بلکہ اضطراری تھا اور اگر طیبات پر قدرت رکھتے کھاتے۔"

اس سے اس ملعون کا ارادہ زہد حضور میں طعنہ کرنا تھا ورنہ حضور کو قدرت وطاقت تو تھی کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارادہ کرتے اور چاہتے کہ مکہ کے پہاڑ سونا بن جائیں تو ہو جاتے۔

ھکذا قال القادری و الخفا جی الحنفیین۔ (نسیم ج ۴، صفحہ ۳۴۵)

۴۰ / ۵۳۔ ابراہیم فزاری ماہر علوم کثیرہ کو بھی گستاخی و بے ادبی کی وجہ سے فقہا قیروان نے شرعی حکم کی وجہ سے سولی پہ لٹکوایا اس کے پیٹ کو چھری سے چاک کرایا پھر اس کی نعش کو جلا دیا۔

مؤرخوں نے بیان کیا کہ لکڑی گھومی اور اس کا رخ قبلہ سے پھیر دیا۔ یہ سب کے لئے نشانی تھی تو سب نے اللہ اکبر کہا۔ پھر فوراً کتا اس کے خون کو چاٹنے لگا۔ یحییٰ بن عمر نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سچ فرمایا ہے کہ کتا مسلمان کا خون نہیں چاٹے گا۔ (شفا شریف، جلد ۲۔ صفحہ ۲۱۰)

۴۱ / ۵۴۔ جس نے کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شکست دیئے گئے اسے توبہ کرائی جائے اگر توبہ کرے

تو خیر ورنہ وہ قتل کیا جائے گا۔'' (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۰)

۴۲/۵۵۔ و کذلک اقول حکم من غمصه اوعیره برعایة الغنم او السهو او النسیان او السحر او ما اصابه من جرح او هزیمة لبعض جیوشه او اذی من عدوه او شدة من زمنه او بالمیل الی نسائه فحکم هذا کله لمن قصد به نقصه القتل۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۱)

''اور اس طرح اس کا حکم بھی قتل کرنا ہے کہ جس نے حضور ﷺ کو بکریوں کے چرانے یا سہو یا نسیان یا جادو یا آپ کو جو زخم پہنچے یا آپ کے بعض لشکر کو جو شکست پہنچی یا آپ کے دشمن کی طرف سے ایذا پر یا شدت زمن کی وجہ سے یا ازواج مطہرات کی طرف میلان کی وجہ سے آپ پر عیب لگایا اور ان چیزوں سے حضور کے نقص کا ارادہ کیا۔''

۴۳/۵۶۔ من شتم ملکًا او ابغضه فانه یصیر کافرا کما فی الانبیاء ومن ذکر الانبیاء اوملکابالحقارة فانه یصیر کافراً۔

(تمہید ابوشکور سالمی صفحہ ۱۱۲)

''جس نے کسی فرشتہ کو گالی دی یا اس سے بغض رکھا، بے شک وہ کافر ہو جائے گا، جیسا کہ انبیاء کرام کے حق میں اس طرح کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ جس نے انبیاء یا فرشتہ کا ذکر حقارت سے کیا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ صاف وصریح گستاخانہ کلمات میں تاویل، ہیرا پھیری نامقبول ہے۔

۴۴/۵۷۔ ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل۔

صاف وصریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ قبول نہ کیا جائے گا۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹۔۲۱۰) الصارم المسلول صفحہ ۵۲۷، اکفار الملحدین للکشمیری صفحہ ۲۷۔ بحوالہ الحق المبین صفحہ ۱۶ السیدی وشیخی شیخ الحدیث رازی وقت حضرت قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی دام فیضہ۔

۴۵/۵۸۔ هو مردود عند قواعد الشریعة۔

(شرح شفا للقاری جلد ۴ صفحہ ۳۴۳)

''یعنی قواعد شرعیہ کی روشنی میں صاف وصریح لفظ (توہین) میں تاویل کرنا مردود ہے۔''

۴۶/۵۹۔ لا یلتفت لمثله ویعد هذیانا۔ (نسیم الریاض للخفاجی الحنفی

جلد ۴۔ صفحہ ۳۴۳)

''یعنی صاف (توہینی) لفظ مین تاویل وغیرہ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اوراس تاویل کو بکواس شمار کیا جاتا ہے۔''

۴۷/۶۰۔ والتاویل فی ضروریات الدین لا یدفع الکفر۔

''ضروریات دین میں تاویل کفر کو دفع نہ کرے گی۔'' (خیالی صفحہ ۱۴۸ مع حاشیہ لشمس الدین احمد خیالی متوفی ۸۷۰ھ وعبدالحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۷۰ھ

۴۸/۶۱۔ وھکذا قال شیخ الصوفیة الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی المتوفی ۶۲۸ھ، (الفتوحات المکیة جلد ۲ صفحہ ۸۵۷)

۴۹/۶۲۔ ان التاویل فی القطعیات لا یمنع الکفر۔

(اتحاف جلد ۲ صفحہ ۱۳ الوزیر یمانی)

''قطعیات میں تاویل کفر کو منع نہیں کرتی۔''

۵۰/۶۳۔ التاویل فی ضروریات الدین لا یقبل ویکفر المتاول فیھا۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۵۷ للکشمیری وھو منھم)

''ضروریات دین میں تاویل قبول نہیں اوران میں تاویل کرنے والا کافر ہوجائے گا۔''

۵۱/۶۴۔ التاویل الفاسد کالکفر۔ (اکفار الملحدین صفحہ ۶۱)

''فاسد تاویل کفر کی طرح ہے۔''

۵۲/۶۵۔ المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ۔ (اکفار الملحدین۔ صفحہ ۷۳)

''یعنی حکم کفر کا دارومدار ظواہر پر ہوتا ہے۔ یہاں نہ نیت وارادہ درکار ہے اور نہ قرائن حال کا اعتبار۔''

۵۳/۶۶۔ وقد ذکر العلماء ان التھورفی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر۔ (اکفار الملحدین۔ صفحہ ۱۷)

''علماء نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں جرات ودلیری کفر ہے اگرچہ توہین کا ارادہ نہ ہو۔''

۵۴/۶۷۔ قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید بہ

من پیغام می برم یکفر۔(فصول عمادیه)

''جس نے کہا میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہا میں پیغمبر ہوں اور اس سے ارادہ یہ کرے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں وہ کافر ہے۔''

(فتاویٰ خلاصہ۔جامع الفصولین ۔فتاویٰ ہندیہ(واللفظ للاول ' تمہید الایمان شریف لسیدنا اعلیٰ حضرت صفحہ ۳۷)

۵۵/۶۸۔امام احمد بن سلیمان سے کسی نے سوال کیا کہ ایک شخص نے کہا ہے فعل الله برسول الله كذا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ سے ایسے ایسے کیا۔ برا کلام ذکر کیا تو اس کو ڈانٹا گیا کہ کیا کہتا ہے، پھر اس نے پہلے سے بھی سخت کلام کیا اور کہا میں نے رسول اللہ سے مراد بچھولیا تھا کیونکہ وہ لغوی معنی سے ''اللہ کا بھیجا ہوا ہے۔'' ایسے شخص کا کیا حکم ہے ۔علامہ امام احمد نے فرمایا تو اس گواہی پر قائم رہ میں اس کو قتل کرنے اور اس کے ثواب میں تیرا شریک ہوں۔حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ صریح لفظ میں ہیرا پھیری نہیں سنی جاتی بلکہ ظاہر پر حکم لگے گا''۔

اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کا مطلب

اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو۔ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر و مرتد ہے، ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔

فی المواقف لا یکفر اهل القبلة الافيما فيه انكار ما علم مجيئه بالضرورة او المجمع عليه كاستحلال المحرمات اه۔ولا يخفى ان المراد بقول علمائنا لا يجوز تكفير اهل القبلة بذنب ليس مجرد التوجه الى القبلة فان الغلاة من الروافض الذين يدعون ان جبريل عليه الصلوة والسلام غلط فى الوحى فان الله تعالىٰ ارسله الى على رضى الله تعالىٰ عنه و بعضهم قالوا انه اله وان صلوا الى القبلة ليس بمؤمنين وهذا هو المراد بقوله صلى الله عليه وسلّم من صلى صلواتنا واستقبل قبلتنا واكل ذبيحتنا فذلك مسلم اه

''یعنی موقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے مگر جب ضروریات دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علماء جو فرماتے ہیں

کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر روا نہیں اس سے نرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں کہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی میں دھوکا ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں، یہ لوگ اگر چہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مراد ہے، جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے'' یعنی جب تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے۔

مختصر شرح فقہ اکبر لعلی القاری صفحہ ۱۹۹ والتفصیل فی التمہید للمجدد البریلوی صفحہ ۲۸، ۲۹، ۳۷، ۳۸، ۳۹۔

''نبی کی توہین وگستاخی کا کفر ہونا ایسا اجماعی مسئلہ ہے کہ جس کی تقریباً ۱۳ عبارات اس فصل کے اول میں مذکور ہو چکی ہیں۔ لہٰذا گستاخ نبی قبلہ کی طرف رخ کرنے سے کفر وقتل سے نہ بچ سکے گا کیونکہ وہ اصطلاح آئمہ میں اہل قبلہ ہی نہیں۔

۹۹ وجہ کفر کی اور ایک اسلام کی، اس کے مطلب کی وضاحت

فقہاء کرام کے اس ارشاد کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس میں ۹۹ باتیں کفر کی ہوں اور ایک اسلام کی تو وہ مسلمان ہوگا، ورنہ یہود ونصاریٰ تو بڑے بھاری مسلمان ٹھہریں، کیونکہ ایک بات (بلکہ کئی باتیں) ان کی تو ضرور اسلامی ہے، وجود خدا کے قائل ہیں۔ بہت سے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت، حشر، حساب وثواب وعذاب وغیرہ بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔ فقہاء کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کا صرف احتمال ہو کفر صریح نہ ہو۔ اسے کافر نہ کہیں گے (شرح فقہ اکبر، صفحہ ۱۹۹)۔ لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو، اس میں تاویل غیر مقبول ہے۔ کما مر نیز توہین کا تعلق عرف عام اور محاورات اہل زبان سے ہوتا ہے۔ نیت کا عذر قابل قبول نہیں ہوتا۔ جیسا نمبر ۶۴ وغیرہ کی عبارات میں گذرا۔

خلاصۂ کلام۔ اس باب کی آیات واحادیث واقوال وفتاوی آئمہ، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد وغیرہم فقہاء سے یہ بات روشن ہو چکی کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادنیٰ قلیل سے قلیل توہین، تنقیص، گستاخی، بے ادبی کفر ہے، ارتداد ہے، توہین کرنے والے کو قتل کرنا واجب ہے۔ اس کے لئے دارین کی لعنت وعذاب ہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس شرعی فتویٰ میں عالم اور غیر عالم کا فرق نہیں، سب کو شامل ہے اگر چہ کوئی کتنا بڑا عالم کہلاتا ہو۔ توہین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

سے اس کی سب عبادتیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، پڑھنا پڑھانا سب برباد ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صریح صاف توہینی اور بے ادبی کی عبارتوں میں ہیرا پھیری نہیں ہوسکتی تاویل نہیں ہوسکتی اور نہ وہ تاویل سنی جائے گی جو گستاخ بارگاہ نبوت والوہیت جہنم رسید ہو چکے ہیں، وہ تو جہنم میں پہنچ چکے۔ جو اس زمانہ کے برائے نام مسلمان منہ پھٹ، بے باک، نڈر، گستاخ و بے ادب ہیں۔ وہ اس بے ادبی کا انجام سوچیں اور نبی کی گستاخی سے باز آئیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ کریم بطفیل نبی رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مجھے اور میرے متعلقین کو بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واہل بیتہ وسلم کی ساری امت کو اپنی اور اپنے حبیب پاک کی بے ادبی سے بچائے، ادب اور تعظیم کی توفیق عطا فرمادے اور ہمارے قلوب کو اپنی اور اپنے پیارے حبیب کی محبت سے مالا مال فرمادے اور ہمارا خاتمہ ایمان (1) پر ہو۔

استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب واتوب الیک

1۔وینبغی التعوذ بھذا الدعاء صباحا ومساء (قال الشامی لم ار فی الحدیث ذکر صباحا ومساء بل فیہ ذکر ثلاثا) فانہ سبب العصمة من الکفر بوعد الصادق الامین صلی اللّٰہ علیہ وسلّم "اللّٰھم انی اعوذبک من ان اشرک بک شیئاً وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم انک انت علام الغیوب"۔ (درمختار) وقال الشامی رواہ الحکیم الترمذی فی الزواجر ورواہ نحوہ احمد والطبرانی۔ (ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۳۱۶۔ ۱۲ منہ)

باب چہارم

رحمۃ للعالمین۔نذیر للعالمین۔شفیع المذنبین،سید المرسلین،محبوب خدا حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی محبت کے لزوم اورفوائد کا بیان۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت ہر مسلمان پر ضروری ہے،لازمی ہے،فرض ہے بلکہ حضور کی محبت اصل ایمان ہے،روح وجان ایمان واسلام ہے،یہ ہے تو ایمان ہے ورنہ ایمان ہی نہیں۔

علامہ امام قسطلانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا۔

اعلم ان المحبة (اللام عوض عن المضاف اليه اے محبة المصطفیٰ عليه التحية والسلام والثنا۔زرقانی) كما قال صاحب المدارج (اے مدارج السالكين اسم لشرح ابن القيم على كتاب منازل السائرين لشيخ الاسلام عبدالله بن محمد بن على الانصارى المتوفى ۴۸۱ھ زرقانی) هى المنزلة (الرتبة العلية) التى يتنافس فيها المتنافسون واليها يشخص العاملون والى علمها شمرالسابقون وعليها تفانى المحبون وبروح نسيمها تروح العابدون فهى قوت القلوب وغذاء الارواح وقرة العيون وهى الحياة التى من حرمها فهو جملة الاموات والنور الذى من فقده ففى بحار الظلمات والشفا الذى من عدمه حلت بقلبه جميع الاسقام واللذة التى من لم يظفر بها فعيشه كله هموم وآلام وهى روح الايمان والاعمال والمقامات والاحوال التى متى خلت (تلك الاربعة زرقانی) منها فهى كالجسد الذى لا روح فيها تحمل اثقال السائرين الى بلد لم يكونوا الا بشق الانفس بالغيه وتوصلهم الى منازل لم يكونوا بدونها ابدا واصليها وتبوزهم من مقاعد الصدق الى مقامات لم يكونوا لولا هى داخليها (وفيه تلميح لمعنى ان المتقين فى جنات ونهر فى مقعد صدق والتقوىٰ بالايمان لا تكون الامع محبة الرسول۔ زرقانی) وهى مطايا القوم التى سراهم فى ظهورها دائما الى

الحبيب وطريق هم الاقوم الذی یبلغهم الیٰ منازلهم الاولیٰ (التی کانوا بهافی صلب آدم وهی الجنة)من قریب(بدون عذاب قبل دخولها للمحبة) تاللّٰه لقد ذهب اهلها (المحبة) بشرف الدنیا والآخرة اذ لهم من معیة محبوبهم (المشار لها بقوله انت مع من احببت) اوفر نصیب۔الخ

''یعنی یقین کر کہ بے شک مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت (جیسا کہ ابن قیم نے مدارج السالکین میں کہا ہے) ایسا بلند مرتبہ ہے کہ اس کو حاصل کرنے میں سبقت سے حاصل کرتے ہیں سبقت سے حاصل کرنے والے اور اس کے حاصل کرنے میں عاملین مجتہدین اپنی نظریں اٹھاتے ہیں اور اس کی معرفت کے لئے سابقین کوشش کرتے ہیں اور اسی حب مصطفےٰ کے عالی رتبہ کو حاصل کرنے میں عشاقان سید عالم ایک دوسرے سے غلبہ چاہتے ہیں اور اسی حب نبوی کی نسیم کی راحت سے عابد لوگ راحت پاتے ہیں تو یہ حب سید عالم دلوں کی خوراک وطعام ہے اور روحوں کی غذا ہے اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اور یہ حب محبوب خداوہ حیات ہے جو اس سے محروم ہے وہ مردوں میں شمار ہے اور یہ وہ نور ہے کہ جس کے پاس یہ مفقود ہے۔ تو وہ تاریکیوں (ظلمات) کے سمندروں میں غرق ہے اور یہ وہ شفا ہے جس کے پاس یہ معدوم ہے تو اسکے دل میں تمام امراض طویلہ داخل ہوگئیں اور یہ وہ لذت ہے جو اس سے محروم رہا تو اس کا سب عیش غموں اور دردوں والا ہوا اور یہ حب حبیب خدا ایمان اعمال (صالحہ) مقامات (علیا) حالات (رفیعہ) کی وہ روح ہے جب یہ چاروں اس حب نبی سے خالی ہوں تو یہ چاروں چیزیں اس جثہ کی طرح ہیں کہ جس میں روح نہ ہو۔ یہ حب سرکار مدینہ بلد محبوب حقیقی کی طرف سیر کرنے والوں کے بوجھ اٹھاتی ہے جس تک وہ بغیر مشقت نفوس کے نہ پہنچ سکتے اور یہ حب نبی ان کو ایسے منازل عالیہ ومقامات رفیعہ تک پہنچا دیتی ہے کہ اس حب رسول کے بغیر وہ کبھی ان منازل تک نہ پہنچ سکتے اور یہ حب محبوب خدا ان کو ملیک مقتدر کے حریم قدس میں مجالس صدق کے ایسے مقامات میں بٹھاتی ہے کہ وہ واصلین حضرت الوہیت اس حب حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر کبھی اس میں داخل نہ ہو سکتے اور یہ حب مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم واصلین الی اللہ کی وہ سواری ہے کہ ان کو اپنے ظہور اور نورانیت میں رات کے اول اور درمیانے اور آخری حصہ میں ہمیشہ محبوب حقیقی کے میدان قرب میں سیر کراتی ہے اور یہ وہ مضبوط راستہ ہے کہ ان کو پہلی منزل یعنی بہشت میں عنقریب بغیر دخول عذاب کے پہنچادے گا اللہ کی قسم محبین وعشاقان سید عالم دارین کا شرف لے گئے اس لئے کہ ان کو حب حبیب خدا

کی وجہ سے معیت محبوب سے وافر حصہ ملا (اگر چہ بظاہر دور ہیں بباطن ہر وقت پیش حضور ہیں)(المواہب اللدنیہ مقصد سابع فصل اول۔زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۸۰،۲۸۱)

اللّٰھم ارزقنا حب حبیبک بحرمۃ حبیبک صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم۔

جان لو ایمان کی ہے جان حب مصطفیٰ   اور جز ذکر نبی مردود ہے ذکر خدا

لم یخلق الرحمن آدم والذی   من نسلہ الالحب محمد

نبی کی محبت بڑی چیز ہے   خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

شراب عشق احمد کی عجب پر کیف مستی ہے
کہ جاں دے کر اگر اک بوند مل جائے تو سستی ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠ (1)(توبہ)

''اے نبی! تم فرمادو کہ اے لوگو اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیویاں تمہارا کنبہ تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اللہ کے رسول اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالیٰ بے حکموں کو راہ نہیں دیتا۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں کوئی معزز، کوئی عزیز، کوئی مال، کوئی چیز اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہ الٰہی سے مردود ہے۔ اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا۔ اسے عذاب الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیے۔(والعیاذ باللہ تعالیٰ)

---

1. قال القاضی عیاض بعد نقل ھذہ الآیۃ "فکفیٰ بھذا حضًا وتنبیھًا ودلالۃ وحجۃ علی الزام محبتہ ووجوب فرضھا اوعظم خطھا (ای قدرھا فائدتھا۔ نسیم) واستحقاقہ لھا صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اذ قرع تعالیٰ من کان مالہ واھلہ وولدہ احب الیہ من اللّٰہ و رسولہ و اوعدھم بقولہ تعالیٰ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ثم فسقھم بتمام الآیۃ و اعلمھم انھم ممن ضل ولم یھدہ اللّٰہ". (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵ باب ۲ قسم ۲) ۱۲ منہ

۱۔حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور حبیب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

والذی نفسی بیدہ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ۔

''قسم ہے اس ذات کی کہ میری جان جس کے ید قدرت میں ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اسے اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔''

(صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۷ وایضا رواہ احمد فی مسندہ والنسائی الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۲۹۹ عن الزیادات و ابو یعلی فی مسندہ وابوداؤد وایضا کنز العمال طبع جدید جلد ا صفحہ ۳۱،۳۲۔حدیث ۷۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے والد اور اس کی اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب (پیارا) نہ ہوں۔'' (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۷ متفق علیہ مشکوٰۃ شریف جلد ا صفحہ ۱۲ وفی روایت مسلم بتقدیم ولد علی والدہ صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۴۹ ورواہ احمد فی مسندہ والشیخان والنسائی وابن ماجہ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۲ صفحہ ۲۰۴، کنز العمال طبع جدید دکن صفحہ ۳۱، حدیث ۷۰، جلد ا، الفتح الکبیر جلد ۳ صفحہ ۳۵۱۔شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵ وفی روایت مسلم عن انس)۔

لا یؤمن عبد و فی حدیث عبد الوارث الرجل حتی اکون احب الیہ من اھلہ ومالہ والناس اجمعین۔

''(حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) کوئی عبد، کوئی مرد مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے اہل (گھر والوں) سے اور اس کے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔''

(صحیح مسلم جلد ا۔صفحہ ۴۹)

اس حدیث نے بات صاف فرمادی کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عزیز کسی کو رکھے ہرگز مسلمان نہیں۔ثابت ہوا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھنا مدار ایمان و مدار نجات ہے۔

۳۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ثلث من کن فیه وجد حلاوة الایمان ان یکون اللّٰه ورسوله احب الیه مما سواهما وان یحب المرء لا یحبه الا للّٰه وان یکره ان یعود فی الکفر کما یکره ان یقذف فی النّار۔

''تین چیزیں جس میں ہوں اس نے ایمان کی چاشنی کو پایا یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے ماسوا سے اسے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ کسی مرد سے محض اللہ ہی کے لئے محبت رکھے اور یہ کہ کفر میں لوٹنے کو اسی طرح ناپسند جانے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند جانتا ہے۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۔۸، وجلد ۲ صفحہ ۸۹۲ متفق علیہ۔ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۹۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۔ وایضاً رواہ احمد فی مسندہ والترمذی والنسائی وابن ماجۃ الجامع الصغیر للسیوطی جلد ۱ صفحہ ۱۳۵۔ وسمویہ والطبرانی فی الکبیر۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۳۲۔ حدیث ۷۲)

۴۔ابورزین العقیلی (اسمہ لقیط، صحابی مشہور، تقریب جلد ۲ صفحہ ۱۳۸) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ایمان کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

ان تشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمدا عبده و رسوله وان یکون اللّٰه ورسوله احب الیک مما سواهما وان تحترق بالنار احب الیک من ان تشرک باللّٰه وان تحب ذا نسب لا تحبه الا للّٰه فاذا کنت کذلک فقد دخل حب الایمان فی قبلک کما دخل حب الماء للظمآن فی الیوم القائظ۔

(رواہ الامام احمد فی مسندہ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۲۸، ۲۹، ۴۹)

''یہ کہ گواہی دے تو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے عبد (مقدس) اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ اللہ اور اس کا رسول تجھے ان کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں اور یہ کہ تجھے آگ میں جلنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کفر و) شرک کرنے سے زیادہ پسند ہو اور یہ کہ تو کسی نسب والے سے محبت نہ کرے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے جب تو اس طرح ہوا تو تیرے دل میں ایمان کی محبت اس طرح داخل ہوگی جیسے سخت گرمی کے دن میں پیاسے کے لئے (دل میں) پانی کی محبت داخل ہوتی ہے۔''

۵۔فاطمہ بنت عتبہ سے روایت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

واللہ لا یکون احدکم مؤمنا حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ۔ ''اللہ کی قسم تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے اس کی اولاد اور اس کے ماں باپ سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔'' (رواہ الحاکم فی مستدرکہ۔ کنز العمال جلد ۱۔ صفحہ ۳۴ طبع جدید۔ حدیث ۹۱)

۶۔ عبداللہ بن ہشام سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ۔

(رواہ الامام احمد فی مسندہ۔ کنز العمال طبع جدید جلد ۱ صفحہ ۳۴۔ حدیث ۹۲)

''تم میں سے کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔''

۷۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے راوی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ واھلی احب الیہ من اھلہ وعترتی احب الیہ من عترتہ و ذریتی احب الیہ من ذریتہ۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی شعب الایمان۔ کنز العمال جلد ۱ صفحہ ۳۴۔ حدیث ۹۳)

''تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اسے خود اس کی ذات سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور جب تک میرا کنبہ اسے اپنے کنبہ سے زیادہ پیارا نہ ہو اور جب تک میری اولاد اسے اپنی اولاد سے زیادہ پیاری نہ ہو اور جب تک میری نسل اسے اپنی نسل سے زیادہ پیاری نہ ہو۔''

۸۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم نے فرمایا:۔

لن یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسہ۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵ رواہ البخاری شرح الشفا للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۴۶)

''تم میں سے ہرگز کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کی ذات سے زیادہ محبوب (پیارا) نہ ہوں۔''

۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

زر غبا تزدد حبا(1) ''چندن کے بعد زیارت کر محبت بڑھا۔''

رواہ الامام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامع مسانید امام اعظم طبع دکن جلد ا صفحہ ۹۷ و جلد ۲ صفحہ ۳۲۹ و رواہ البزار و الطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی شعب الایمان عنہ۔ الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷، الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

۱۰۔ ورواہ البزار والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ذر رضی اللہ عنہ الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷، الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔

۱۱۔ ورواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی مستدرکہ عن حبیب بن مسلمہ الفہری الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

۱۲۔ والطبرانی فی الکبیر عن ابن عمرو الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔

۱۳۔ والطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۔ الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔

۱۴۔ ورواہ الخطیب فی التاریخ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا الجامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۲۷، الفتح الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳۔

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھ از دیاد محبت کا حکم فرمایا ہے اور اس کی ترکیب بھی خود بیان فرمائی ہے''۔

۱۵۔ ایک شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا عرض کی یارسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ حضور نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ عرض کی میں نے تو اس کے لئے نہ زیادہ نمازیں تیار کی ہیں اور نہ زیادہ روزے اور نہ زیادہ صدقہ۔ **ولکنی احب اللہ ورسولہ قال انت مع من احببت۔** (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۱۱۔ ۱۰۵۹ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶ صحیح مسلم جلد ۲)

''ہاں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں، حضور نے فرمایا تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا''

۱۶۔ حضرت صفوان ہجرت کر کے حضور کے پاس پہنچے۔ عرض کی یارسول اللہ اپنا ہاتھ دیں، میں آپ سے بیعت ہوتا ہوں۔ صفوان نے کہا کہ حضور نے اپنا ہاتھ مبارک مجھے دیا، میں نے عرض کی یارسول اللہ۔

انی احبک (قال) المرء مع من احب۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶ رواہ الترمذی والنسائی شرح الشفا للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۴۸)

1۔ معنی حدیث از زبان مولانا محمد فخر الدین دہلوی چشتی حنفی مرشد قبلہ عالم رحمہما اللہ تعالیٰ یعنی زیارت بکن در حالتے کہ غائب ہستی''۔ (فخر الطالبین صفحہ ۲)

''میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔فرمایا محبّ محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ محبان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوب خدا کے ساتھ ہوں گے۔

۱۷۔حضرت انس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

من احبنی کان معی فی الجنة۔ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ شریف جلد ا صفحہ ۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنتہ۔شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۷ رواہ الاصفہانی فی ترغیبہ واخرجہ القاضی عیاض۔شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۵۰)

''جسے میرے ساتھ محبت ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

۱۸۔حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم وحب اهل بیته وقراءة القران۔

''اپنی اولاد کو تین خصلتوں کی تعلیم دو۔''

ا۔اپنے نبی کی محبت۔ ۲۔اہل بیت نبی کی محبت۔ ۳۔تلاوت قرآن۔

(رواہ ابونصر الشیرازی فی فوائدہ،والدیلمی فی مسند الفردوس وابن النجار جامع صغیر جلد ا صفحہ ۱۴)

۱۹۔حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

المرء مع من احب۔

(رواہ البخاری فی صحیحہ کتاب الادب باب علامة الحب فی اللہ جلد ۲ صفحہ ۹۱۱)

''محبّ محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

نیز حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ ایک مرد حضور کی بارگاہ میں آیا،پس عرض کی، یارسول اللہ آپ اس شخص کے حق میں کس طرح فرماتے ہیں کہ جس نے کسی قوم کو محبوب جانا لیکن (عمل وفضیلت میں) ان سے نہ مل سکا حضور نے فرمایا:۔

المرء مع من احب۔ (صحیح بخاری جلد ۲۔صفحہ ۹۱۱)

''محبّ محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

احب الصالحین ولست منهم لعل اللّٰه یرزقنی صلاحا

گرچہ من ناپاک ہستم دل بپاکاں بستہ ام

۲۰۔حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا اس شخص کے بارہ میں جو ایک قوم کو محبوب رکھتا ہے اور اعمال میں ان سے ملا ہوا نہیں۔آپ نے فرمایا:۔

المرء مع من احب۔

''ہر مرد اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔''

(صحیح بخاری جلد ۲۔صفحہ ۹۱۱)وفی الجامع الصغیر (جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)المرء مع من احب رواہ احمد والشیخان وابو داؤدو الترمذی۔ والنسائی عن انس وفی الصحیحین عن ابن مسعود،شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۳۴۸ وروی ھذااللفظ (یعنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلّم المرء مع من احب۔ (نسیم) عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۲۱/۲۲۔عبد اللہ بن مسعود وابو موسیٰ وانس رضی اللہ تعالیٰ عنھم وعن ابی ذر بمعناہ (شفا شریف جلد ۲۔صفحہ ۱۶۔وشرحہ للخفاجی والقاری جلد ۳ صفحہ ۳۴۸)

۲۳۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

ان النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم اخذ بید حسن وحسین فقال من احبنی واحب ھذین وابا ھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ۔

''حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (حضرت) حسن اور (حضرت) حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کو مجھ سے محبت ہے اور ان دو اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت ہے وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔''

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶ طبع قدیم مصر رواہ الترمذی شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۴۹۔ رواہ احمد والترمذی عن علی۔کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۸۹ والطبرانی عنہ صفحہ ۵۰۳۔

۲۴/۲۵۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

ان رجلا اتی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللّٰہ لانت احب الی من اھلی و مالی و انی لاذکرک فما اصبر حتی اجئی فانظر الیک وانی ذکرت موتی و موتک فعرفت انک اذا دخلت الجنۃ رفعت مع النبیین وان دخلتھا لا اراک فانزل

اللّٰہ تعالیٰ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔ فدعا به فقراھا علیه۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۶۔ ۱۷۔ رواہ الطبرانی وابن مردویہ۔ شرح الشفا للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۴۹۔)

''یعنی بے شک ایک مرد(1) نبی ﷺ کے پاس آیا۔ عرض کی یارسول اللہ آپ مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ پیارے ہیں، بے شک میں آپ کو یاد کرتا ہوں تو مجھ سے نہیں رہا جاتا۔ تو آ کے آپ کی زیارت کرتا ہوں، اور میں (جب) اپنی موت اور آپ کی پردہ پوشی کو یاد کرتا ہوں، پس یہ سوچتا ہوں کہ آپ جب بہشت میں نبیوں کے ساتھ اعلیٰ مقام میں ہوں گے، اگر میں بہشت میں داخل ہوا بھی تو آپ کو نہ دیکھوں گا، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ'' جو اللہ و رسول کی اطاعت کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جن پر اللہ کا انعام ہے وہ انعام والے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ان کی رفاقت کتنی ہی اچھی ہے'' حضور نے اس کو بلایا اور یہ آیت (تسلی کے لئے) پڑھ کر سنائی۔

علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ تفسیر قرطبی جلد ۵، صفحہ ۲۷۱ میں ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا سے تشریف لے گئے۔ آپ کا وصال ہوگیا تو اس عاشق نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ اسے اندھا کردے تا کہ وہ دنیا میں حضور کے سوا اور تو کسی کو نہ دیکھے تو وہ فوراً اسی وقت نابینا ہوگیا۔

(نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۵۰)

بسرت کہ جز سر زلف تو بسرم سرے دگرے نہ شد ۔۔۔ بدرت کہ جز در کوئے تو بدر دگر گذرے نہ شد

بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نہ شد ۔۔۔ کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نہ شد

بایار بہ گلزار شدم رہ گذری ۔۔۔ برگل نظر فگندم از بے خبری

دلدار بطعنہ گفت شرمت بادا ۔۔۔ رخسار من ایں جاست تو در گل نگری

۲۶۔ وفی حدیث آخر کان رجل عند النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ینظر الیه لایطرف فقال ما بالک قال بابی انت وامی اتمتع من النظر الیک فاذا کان یوم القیامة رفعک اللّٰہ بتفضیله فانزل اللّٰہ الآیة۔ (شفا شریف جلد ا صفحہ ۱۷)

1۔ امام بغوی نے اپنی تفسیر میں فرمایا وہ حضور کا غلام ثوبان تھا اور بعض نے کہا وہ عبداللہ بن زید تھا۔ شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۳، صفحہ ۳۴۹۔ ۱۲ منہ

''یعنی ایک اور حدیث میں ہے کہ کوئی مرد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں آپ کو ٹکٹکی باندھ کے دیکھ رہا تھا پلک جھپکنے کے برابر بھی ادھر ادھر نہ دیکھتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا کیا حال ہے کہا میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں آپ کے دیدار سے نفع اٹھا رہا ہوں جب قیامت کا دن ہو گا اللہ تعالیٰ آپ کو فضیلت دیتے ہوئے اعلیٰ درجہ میں رکھے گا (تو اس وقت دیدار سے محروم ہوں گا) تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ والی آیت اتاری۔''

۲۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم نے فرمایا:۔

من اشد امتی لی حبا ناس یکونون بعدی یود احدھم لو رآنی باھلہ ومالہ۔

(ومثلہ عن ابی ذر۔ اخرجہ القاضی عیاض فی الشفا جلد ۲، صفحہ ۱۷)

''میری پردہ پوشی کے بعد میری امت سے ایسے لوگ ہوں گے جو میرے ساتھ سخت محبت رکھنے والے ہوں گے ان میں ہر ایک یہ آرزو کرے گا کہ کاش وہ اپنے اہل وعیال فدا وقربان کر کے مجھے دیکھ لیتا۔''

۲۸۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ (شفا جلد ۲ صفحہ ۱۷)

۲۹۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے خدا کی تمام مخلوق سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ پیارا کوئی نہیں۔ (شفا جلد ۲ صفحہ ۱۷۔ ۱۸)

۳۰۔ خالد بن معدان کی لڑکی حضرت عبدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

ما کان یأوی الی فراش الا وھو یذکر من شوقہ الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم والی اصحابہ من المھاجرین والانصار یسمیھم ویقول ھم اصلی وفصلی والیھم یحن قلبی طال شوقی الیھم فعجل رب قبضی الیک(1) حتے یغلبہ النوم۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸)

1۔ عجل موتی حتی القاھم۔ شرح للقاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۲۔ ۱۲ منہ

"یعنی میرے والد حضرت خالد بچھونے پر نہ لیٹتے مگر وہ شوق و محبت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحاب مہاجرین و انصار میں سے ایک ایک کا نام لے کر ذکر کرتے رہتے اور فرماتے وہ اصول دین میں میری اصل ہیں اور فرع مجتہدین میں میری فرع ہیں یا وہ میرا حسب و نسب ہیں۔ میرا دل انہیں کا مشتاق ہے، ان کی ملاقات و دیدار کا شوق لمبا ہو چکا۔ اے اللہ اب مجھے جلدی دنیا سے اٹھا لے! بس یہی کہتے کہتے ان کو نیند آ جاتی۔"

گیا رول راول وچ روہی راوے ۔ نہ یار ملدا نہ موت آوے

نیز سلطان العاشقین غواص بحر توحید غبیط اہل تجرید حضرت خواجہ غلام فرید ادامہ المجید فی لقاء الحمید فرماتے ہیں۔

گئے وقت ویلھے یار و بھلیرے ڈو کھڑے ڈو کھی تے کیتے دہیرے

شالہ ڈہاڑے تھیوم تھلیرے پاڑے گذاروں سجنیں دے گھر دے

۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد مکرم حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ معلیٰ میں عرض کی۔

والذی بعثک بالحق لاسلام ابی طالب(1) کان اقر بعینی من

1۔ ابو طالب کے متعلق علماء وائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں بعض ان کے کفر کے قائل ہیں اور بعض ان کے ایمان و اسلام کے قائل ہیں یا قبل از وفات آخر وقت میں وہ مسلمان ہوئے یا فوتگی تو کفر پر ہوئی بعدہٗ حضور نے ان کو زندہ کر کے دولت ایمان و اسلام سے مشرف فرمایا۔ جیسا کہ امام قرطبی نے تذکرہ میں اور امام شعرانی نے مختصر تذکرہ قرطبی میں اس کی تصریح کی ہے اور اخبار الاخیار للشیخ المحقق میں ہے نیز تفسیر روح البیان جلد ۴ صفحہ ۳۷۳ تحت اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ وفی تفسیر سورہ توبہ ایضاً جلد ۳ صفحہ ۲۰۰ تحت اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ۝ (توبہ) ومن قبلہ آیتین و تفسیر روح البیان جلد ۱ صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱ تحت آیت وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ۱۲ منہ اور ہاشم نبر اس میں ہے اور امام سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ نے تو اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔ اسنی المطالب فی نجات ابی طالب' وغیرہ یہ حضرات احادیث کفر کو قبل از اسلام پر محمول کرتے ہیں اور یہاں حضرت صدیق کا قول بھی قبل از اسلام پہ محمول ہوگا۔

باقی رہی آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ تو یہ نہ ابو طالب کے کفر پر دلالت کرتی ہے (کما قال الرازی فی تفسیرہ مفاتیح الغیب) اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اختیار و ہدایت نہ دے سکنے کی نفی پر لقولہ تعالیٰ وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝ (شوریٰ) ولقولہ تعالیٰ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۝ (رعد) وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (سجدہ: ۲۴)۔ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (ابراہیم: ۱) اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ (الفتح: ۱۰) انا آخذ بحجز کم (حدیث) وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ (اعراف: ۱۵۹) وَمِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ (اعراف: ۱۸۱) وغیر ذلک من الآیات اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ کا یہ ترجمہ نہایت ہی غلط ہے کہ تم ہدایت نہیں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اسلامه وذلک ان اسلام ابی طالب کان اقر لعینک۔(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸)رواہ ابن عساکر فی تاریخہ۔واحمد وابن اسحٰق وابو حاتم شرح الشفا

(بقیہ صفحہ گزشتہ) دے سکتے۔ورنہ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ(البقرہ:۲۵۸)وغیرہ ذلک مثلہ کا ترجمہ بھی یہی ہوگا کہ ''اللہ قوم ظالمین کو ہدایت نہیں دے سکتا''۔کیونکہ حضور کے حق میں لَا تَهْدِىْ ہے تو اللہ تعالیٰ کے حق میں لَا يَهْدِىْ ہے دراصل بات یہ ہے کہ رضا اور مشیت میں فرق ہے یعنی پسندیدگی اور ارادہ میں فرق ہے۔ہدایت دینا مشیت پر موقوف ہے نہ کہ حب ورضا پر جس طرح حضور کو ابو طالب کا ایمان واسلام پسند تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندوں کا اسلام پسند ہے نہ کہ کفر کما قال اللہ تعالیٰ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ(زمر:۷)یہی وجہ ہے کہ یوں فرمایا: اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت کا ثبوت ت ومشیت سے بیان فرمایا اور لَا تَهْدِىْ کو اَحْبَبْتَ سے۔اس طرح نہ فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اور یوں بھی نہ فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يحب۔حضور کی مشیت چونکہ مشیت ایزدی کے تابع ہے۔لہٰذا جہاں وہ ہدایت نہیں چاہتا وہاں حضور بھی ہدایت نہیں چاہتے یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے بندوں سے اسلام پسند ہے اور حضور کو بھی ان کا اسلام پسند ہے لیکن ہدایت کا ملنا پسندگی پر نہیں بلکہ وہ مشیت پر ہوتا ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ حضور کسی کی ہدایت چاہیں اور حضور کا چاہا پورا نہ ہو اور وہ ہدایت یافتہ نہ ہوا۔لقولہ تعالیٰ وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ (ای محمد صلی الله علیک وسلم)وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ ولقول ام المؤمنین عائشة رضی الله عنها "ما اری ربک الا یسارع فی هواک"۔ رواه البخاری۔ مشکوٰة۔ وقال الامام السبکی فی شفاء السقام صفحه ۱۷۸ تحت آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ ولیس علیک خلق هدایته اھ (تطلق (لفظ الهدایة) علی خلق الاهتداء وهو التوفیق وذلک مختص بالله ولذا قال اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ (زرقانی علی المواهب جلد۳ صفحه ۱۷۲) آیت کی یہ توضیح علماء کرام کے ارشادات عالیہ کے مطابق ہے اور عرفاء عظام کچھ اور ہی ارشاد فرماتے ہیں وہ یہ کہ میں نے آقائے نعمت مصدر رافت سلطان المدبرین امام الواصلین غرق بحر مشاہدہ حضرت سیدی خواجہ غلام یٰسین دام رضاہ علی الامۃ سجادہ نشین بارگاہ عالیہ فیضیہ شاہ جمالیہ سے سنا۔انہوں نے فرمایا کہ میرے والد مکرم مجمع البحرین جامع الطریقین قطب وقت غوث زمانہ محقق یگانہ عاشق رسول عارف مقبول حضرت قبلہ سیدنا ومولانا فیض محمد شاہ جمالی قدس سرہٗ العالی مجھے فلاں (جس کا نام فقیر فیضی کو بھول گیا) منتہی کتاب پڑھا رہے تھے۔اس میں ہدایت کا مسئلہ چلا آپ نے فرمایا اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ کا مطلب عرفاء کے قول کے مطابق یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی ہدایت کو اپنی ہدایت بتا رہا ہے یعنی اے محبوب جس کو آپ ہدایت دیتے ہیں آپ نہیں دیتے، بلکہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے آپ کا ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا ہدایت دینا ہے فرمایا یہ آیت وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى کی طرح ہے۔وہاں رمی سید عالم کو اپنی رمی کہا گیا۔یہاں ان کی ہدایت کو اپنی ہدایت۔خلاصہ یہ کہ حضور ایسے فنافی اللہ کے مقام میں ہیں کہ دونوں کی رمی وہدایت میں یک جہتی واتحاد ہے۔وہاں مَا رَمَيْتَ یہاں لا تهدے وہاں اِذْ رَمَيْتَ یہاں من احبت وہاں وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور یہاں وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ۔ثم رایت نحوہ فی جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۶۲۔للنبهانی قدس سره النورانی فاحفظه فانه (ا قال القاری فی المرقات جلد ۵ صفحہ ۳۶۴ باب فضائل سید المرسلین فصل اول نحوه انظر وعبارته فی الملحقه)جید لیکن یہ خیال رہے کہ علماء ظاہر وعلماء باطن کے دونوں جوابوں کا خلط ملط نہ ہو۔خصوصاً لفظ اجبت پر۔کیونکہ یہ قانون ہے لا مناقشة فی الاصطلاح اور بعض علماء اہل سنت ابو طالب کے معاملہ کو معمہ سمجھتے ہوئے توقف کرتے ہیں۔کما قال الشیخ المحقق فی مدارج النبوت ۱۲ کتبه محمد منظور احمد فیضی بقلمه۔(بقیہ اگلے صفحہ پر)

للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۵۲)

''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا البتہ ابو طالب کے اسلام لانے میں میری آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ تھی بہ نسبت میرے باپ کے اسلام لانے میں اور یہ اس لئے کہ ابو طالب کے اسلام لانے میں آپ کی آنکھ کی ٹھنڈک زیادہ ہے۔''

علامہ خفاجی رحمہ اللہ الباری نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فتح مکہ کے دن مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کو پکڑ کر (کیونکہ وہ نابینا ہو چکے تھے) حضور کی بارگاہ میں پیش کیا حضرت ابوبکر سے حضور نے فرمایا اس شیخ کو اپنے گھر رہنے دیتے میں خود وہاں آجاتا حضرت ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ یہ (والد صاحب) اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ وہ چل کر آپ کے پاس آئیں تو حضور نے ان کے والد کو اپنے سامنے بٹھایا پھر ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا مسلمان ہو جا تو وہ مسلمان ہو گئے جب حضور نے ابوبکر کے والد کے اسلام لانے پر خوشی کا اظہار فرمایا، اس پر حضرت ابوبکر نے عرض کی کہ اگر ابو طالب اسلام لاتے تو مجھے اپنے والد کے اسلام لانے سے زیادہ خوشی تھی۔ (نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۵۲)

۳۲۔ اس سے حضرت ابوبکر کے دل میں محبوب خدا کی کمال محبت ثابت ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا الامام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے فرمایا۔ یہی تعظیم ومحبت وجاں نثاری و پروانہ واری شمع رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ میں بعد انبیاء مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وعلیہم اجمعین وسلم تمام جہان پر تفوق ہے جس نے صدیق اکبر کو ان کے بعد تمام عالم تمام خلق اللہ تمام اولیاء تمام عرفاء سے افضل و

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

ضمیمہ

(انك لا تهدى)

(۱) قال القاریٰ فی المرقات جلد۵ صفحه ۳۶۴ باب فضائل سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم الفصل الاوّل ملخصاً ومفهماً كلام الطيبى۔

قد ينسب الهداية اليه صلى الله عليه وسلّم نظرا الىٰ كونه من اسباب الهداية ومنه قوله سبحانه ، وَإِنَّكَ لَتَهْدِىٓ" ۔ وتنفى عنه اخرىٰ نظرا الى ان حقيقة الهداية راجعة الى الله تعالىٰ ومنه قوله سبحانه وَإِنَّكَ لَتَهْدِىٓ مَنء اَحْبَبْتَ فيكون من قبيل قوله تعالىٰ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ اى مارميت خلقا و حقيقة اذرميت كسبا وصورة وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى حيث جعلك قادرا على الرمى وفا علاله الخ والاظهر ان نفى الهداية عنه انما هو بالنسبة الى من لم يرد الله هداية واثباتها له فيمن اراده لهذا فلا منافاة فهو صلى الله عليه وسلّم مظهر هدايته الخ ايضاً فى المرقات رجحه القارى آخرا۔ واجيب بانه (انک لاتهدى الآية) كقوله تعالىٰ وما رميت اذرميت الخ(نبراس شرح شرح عقائد صفحه ۳۰۶) وهكذا قال المجدد البريلوى فى حيات الموات

اکرم واکمل واعظم کردیا یہی وہ سر ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابوبکر کو کثرت صوم وصلوٰۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی ولکن بشئی وقر فی صدرہ بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راسخ و متمکن ہے۔ یہی وہ راز ہے جس کے باعث ارشاد ہوا لووزن ایمان ابی بکرؓ بایمان امتی لرجح(1) ایمان ابی بکر (حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۱۲۰) اگر ابوبکر کا ایمان میری تمام امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان غالب آئے (گا)"

۳۳۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس سے کہا (جب کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوئے تھے) آپ کا اسلام میں داخل ہونا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے والد خطاب اسلام میں داخل ہوں کیوں کہ آپ کا اسلام لانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میرے والد خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸) رواہ البیہقی والبزار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما (شرح شفا للخفاجی والقاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۲)

۳۴۔ انصار کی عورت کا باپ اور بھائی اور خاوند جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ اس (خبر کے سننے) پہ اس نے کہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کیا ہے (اس جملہ سے مراد اس کی یہ تھی کہ حضور صحت، عافیت اور سلامتی سے ہیں یا نہیں۔ لیکن بطور ادب اس نے یہ نہ پوچھا کہ حضور کا کیا حال ہے؟ بلکہ کہا حضور نے کیا کیا۔ جب کسی کام کا کرنا ثابت ہو جائے گا تو زندگی دنیاوی اور صحت خود بخود معلوم ہو جائے گی کیونکہ فعل کو حیات لازم ہے نسیم) یا حضور کے ساتھ کیا ہوا۔ (فعل۔ قاری) صحابہ نے جواب دیا حضور بحمد اللہ خیریت سے ہیں جیسا کہ تو پسند کرتی ہے۔ عورت نے کہا مجھے دکھاؤ تا کہ میں آپ کی زیارت کروں۔ جب اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی، عرض کرنے لگی۔

کل مصیبة بعدک جلل

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸ رواہ ابن اسحٰق امام المغازی والبیہقی۔ شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۳۵۳)

"جب آپ صحیح وسالم ہیں تو (باپ بھائی شوہر وغیرہ کے قتل کی) ہر مصیبت نرم ہے شاق نہیں۔"

گھول گھتاں میں یار دے ناں توں　　　بال بچے اس کس وے میاں جی

1۔ قال الغزالی قدس سرہ العالی فی احیاء علوم الدین (جلد ۱ صفحہ ۴۶) "ایمان ابی بکر رضی اللہ عنہ الذی لووزن بایمان العالمین لرحج" کما شهد له به سید البشر صلی اللہ علیه وسلم (وفی هامش الاحیاء حدیث" لو وزن ایمان ابی بکر بایمان العالمین لرحج" ابن عدی من حدیث ابن عمر باسناد ضعیف (یقول الفیضی والضعیف مقبول فی المناقب والفضائل عند المحدثین) ورواه البیهقی فی الشعب موقوفا علی عمر باسناد صحیح حتی کان یفضلهم ابوبکر بالسر الذی وقر فی صدره اه الفیضی غفرلهٗ۔

۳۵۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمہاری محبت کس طرح تھی فرمایا اللہ کی قسم حضور ہمیں ہمارے مالوں اور ہماری اولاد اور ہمارے باپوں اور ہماری ماؤں اور سخت پیاسے کی بنسبت ٹھنڈے (1) پانی سے بھی زیادہ محبوب و پیارے تھے۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۸)

۳۶۔ حضرت زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رات کو (ایام خلافت میں) لوگوں کی دیکھ بھال وحفاظت کے لئے گشت کر رہے تھے تو ایک گھر میں چراغ روشن دیکھا کہ ایک بڑھیا اون دھن رہی ہے اور یہ کہہ رہی ہے۔

علی محمد صلوة الابرار صلی علیه الطیبون الاخیار، قد کنت قواما بکا بالاسحار، یالیت شعری والمنایا اطوار، هل تجمعنی وحبیبی الدار۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ نیکوں کا درود ہو متقی برگزیدہ ان پہ درود بھیجیں۔ آپ رات کو قیام فرمانے والے اور سحر کو بہت رونے والے تھے۔ کاش مجھے علم ہوتا جب کہ مقصودوں میں مختلف واقعات حائل ہو جاتے ہیں۔ کیا مجھے اور میرے محبوب کو کوئی دار جمع کرے گی، یعنی کون سے گھر وصل وصال ہوگا۔"

حبیب سے اس کی مراد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔ حضرت عمر نے جب یہ سنا تو وہاں بیٹھ گئے اور رونے لگے۔ رواہ ابن المبارک فی الزہد۔ شفا جلد ۲ صفحہ ۱۸۔۱۹، نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۵۴)

لگی تانگ پنل دی سانگ جڈاں   بھنا چوڑا اُجڑی مانگھ تڈاں
اللہ تھیسم وصل دا سانگ کڈاں   سہرے ساڑ تے گہنے لاتھے میں

(خواجہ فرید)

۳۷۔ جب حضرت بلال کے وصال کا وقت آیا۔ ان کی بیوی نے یہ ندا کی "واحزناہ! ہائے غم، حضرت بلال نے اسی جانکنی کے عالم میں فرمایا:۔

واطرباه غدا الاقی الاحبة محمدا وصحبه (فی الشفا بدل صحبه وحزبه) زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۳۱۸ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۔

1۔ ملا علی قاری نے فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ نفع دینے والے ہیں۔ کیونکہ حضور روح الروح ہیں۔ پانی میں تو جسم کی حیات کا بقا ہے جب کہ نبی میں روح کی حیات ہے اور یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کو ارواح سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ شرح شفا جلد ۳ صفحہ ۳۵۳۔ ۱۲ منہ

"واہ خوشی! کل محبوبوں سے ملوں گا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صحابہ کا دیدار کروں گا۔"

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب.

۳۸۔ ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی کہ مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار شریف کی زیارت کراؤ تو حضرت عائشہ نے اس کے لئے مزار شریف کھولا تو وہ عورت دیکھ کے روئی یہاں تک کہ روتے روتے وہاں فوت ہوگئی۔ (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹)

سردر قدم یار فدا شد چہ بجا شد   اس بار گراں بودا دا شد چہ بجا شد

یک جاں چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جاں

سازیم فدائے سگ دربان محمد (ﷺ)

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

۳۹۔ جب اہل مکہ نے زید بن دشنہ کو قتل کرنے کے لئے حرم سے نکالا تو ابوسفیان نے ان سے کہا اے زید تجھے خدا کی قسم یہ بتا کہ کیا تجھے یہ بات پسند تھی کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمارے ہاں تیری جگہ (یعنی قتل کے لئے) ہوتے اور ان کی گردن ماردی جاتی اور تو اپنے گھر میں (صحیح وسالم) رہ جاتا۔ حضرت زید نے جواب دیا اللہ کی قسم میں تو اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ حضور اس وقت جہاں ہیں وہاں ہوں اور انہیں کانٹا لگے اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔ اس پر ابوسفیان نے کہا۔

ما رایت من الناس احدایحب احداً کحب اصحاب محمد محمّدا (شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹)

"میں نے لوگوں میں سے کسی کو کسی کے ساتھ اتنا محبت والا نہ دیکھا جتنا کہ اصحاب محمد کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت ہے۔"

۴۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہوگیا تو ان سے کہا گیا۔

اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح(1) یا محمداہ(2) فانتشرت(3). شفا شریف ج ۲ ص ۱۹ رواہ ابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ

1۔ ای فنادی باعلی صوتہ. شرح شفاللقاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۵۔ ۱۲ منہ

2. قال القاری. "کانہ رضی اللہ عنہ قصد بہ اظہار المحبۃ فی ضمن الاستغاثۃ شرح الشفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۵۔ ۱۲ منہ

3. وھذا یقتضی صحۃ ما جربوہ. نسیم جلد ۳ صفحہ ۳۵۵۔ ۱۲ منہ

شرح شفاء للخفاجی والقاری ج ۳ ص ۳۵۵۔ مناھل الصفا للسیوطی ص ۶۳ بحوالہ اطیب البیان ردّ تقویۃ الایمان ص ۳۲ (ابن السنی ص ۵۹۔ کتاب الاذکار للنووی ص ۱۳۵ حصن حصین مطبوعہ مصر ص ۳۰ حصن حصین مطبوعہ نور محمد مع ترجمہ اردو ص ۳۷۵، تحفۃ الذاکرین للشوکانی وہو منہم ص ۲۳۹) نیز شوکانی نے کہا ہے۔ قال فی النهایه ومنه حدیث ابن عمر انها خدرت رجله فقیل له ما لرجلک فقال اجتمع عصبها قیل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد فبسطها انتهی قال النووی فی الاذکار باب مایقول اذا خدرت رجله روینا فی کتاب ابن السنی عن الهیثم ابن الحنش قال "کنا عند عبدالله بن عمر رضی الله عنهما فخدرت رجله فقال رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد صلی الله علیه وسلم فکانما نشط من عقال" اھ تحفۃ الذاکرین للشوکانی۔ صفحہ ۲۳۹۔

امام بخاری علیہ رحمۃ الباری اس حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں:۔

حدثنا ابونعیم قال حدثنا سفیان عن ابی اسحٰق عن عبدالرحمٰن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد (صلی الله علیه وسلم) الادب المفرد للامام البخاری۔ صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ مصر۔

"یعنی جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں ان کو یاد کر (ان کا ذکر کر) یہ تکلیف دور ہو جائے گی۔ تو وہ خوب چیخے یعنی اونچی آواز سے یہ ندا کی۔ "یا محمد اہ" تو ان کا پاؤں اچھا ہو گیا۔

۴۱۔ نیز اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی مروی ہے۔ رضی اللہ عنہما۔

وقدروی انه وقع مثله لابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما ذکره النووی فی اذکاره وروی ایضا عن غیرهما (اے ابن عمر وابن عباس) نسیم الریاض والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۵۵ حصن حصین مطبوعہ نور محمد۔ شوکانی غیر مقلد اس اثر کے تحت لکھتا ہے۔" هذا لاثراخرجه ابن السنی

موقوفا علی ابن عباس وعلی ابن عمر رضی اللہ عنہما (عنہم)
کما قال المصنف رحمہ اللہ۔" تحفۃ الذاکرین صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ مصر۔

ان دو حدیثوں، اثروں سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کو سب سے زیادہ محبوب تھے اور دکھ درد والم، مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا کے ساتھ ندا کرنا پکارنا اور آپ سے استغاثہ، استعانت، مدد طلب کرنا نہ شرک ہے نہ کفر نہ گمراہی بلکہ جائز ہے، مستحسن ہے۔ خیر القرون کے مقدس افراد کا طریقہ ہے۔ صحابی کی سنت ہے۔ حدیث سے ثابت(1) ہے۔

1۔(ان حدیثوں پر گکھڑوی کا حملہ اور فیضی کا دفاع)
فریق مخالف کے محرر محرف عیار مؤول مولوی سرفراز گکھڑوی نے حدیث نمبر ۴۰ حضرت ابن عمر والی پر دو حملے کئے ہیں یعنی دو جواب دیئے ہیں۔ قولہ
جواب اول۔ یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں اور پھر ہے بھی ضعیف اور اس کی کوئی سند بھی جرح سے خالی نہیں۔ پھر کہا کہ اس کی ایک سند میں ابوشعبہ ہے وہ متروک ہے۔ دوسری سند میں محمد بن احمد ہے وہ ضعیف ہے۔ تیسری سند میں زبیر بن معاویہ عن ابی اسحٰق ہے۔ زبیر کی وہ حدیث جو ابواسحٰق کے طریق سے ہوگی وہ ضعیف ہے اور خود ابواسحٰق بھی مختلط تھے۔ انتہیٰ قولہ گلدستہ توحید صفحہ ۱۴۹، ۱۵۰"۔
اقول وباللہ التوفیق عمل صحابی کے وزن گرانے کے لئے یہ حیرت انگیز عیاری وچالاکی ملاحظہ ہو کہ یہ حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں۔ یہ حدیث حاما مرفوع نہ سہی تو کیا حدیث موقوف کو رد کردیں۔ عمل صحابی مشرکانہ عمل ہے۔ (**نعوذ باللہ تعالیٰ**) نہ نہ بلکہ عمل صحابی کی تقلید ہدایت ہے حدیث قدسی ووحی ربانی ہے کہ "**فمن اخذ بشیء مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدی**" **وقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهدیتم رواه رزین عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه**۔ مشکوٰۃ باب مناقب صحابہ فصل ۳ صفحہ ۵۵۴۔ منار پھر نور الانوار میں ہے **تقلید الصحابی واجب**" نور الانوار" صفحہ ۲۱۶
خود گکھڑوی صاحب کی زبانی قول وفعل وعمل صحابی کی شان ملاحظہ ہو۔
جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یافتہ حضرات ہر ایک اپنے مقام پر آفتاب ہدایت کا درخشاں ستارہ اور سماء علم کا روشن قمر ہے۔ (راہ سنت صفحہ ۳۷) نیز گکھڑوی صاحب نے لکھا ہے" غرضیکہ صحابہ کرام امت کے لئے حق وباطل، خیر وشر، سنت وبدعت اور ثواب وعقاب وغیرہ امور کے پرکھنے کی کسوٹی اور معیار حق ہیں۔ جو کام انہوں نے کیا وہ حق اور سنت اور باعث نجات ہے اور ان کا ہر قول وفعل ہمارے لئے ذریعہ فلاح اور وہی ہمارے لئے ترقی اور سعادت کی راہ ہے اور اس کی خلاف ورزی تباہی اور بربادی پر منتج ہوگی اور بس۔ مشہور غیر مقلد عالم مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑی تحریر فرماتے ہیں" اقوال صحابہ کے ساتھ استدلال کرنا ٹھیٹھ اسلام میں داخل ہے (ضمیمہ رسالت اہل حدیث صفحہ ۳) نیز وہ لکھتے ہیں کہ" اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ صحابہ کے اقوال میں اول تو رفع یعنی رسول کی حدیث ہونے کا احتمال قوی ہے اور اگر کہیں فہم کا دخل ہو تو بھی رسول اللہ ﷺ کی روش کی طرف زیادہ نزدیک ہیں الخ (ایضاً صفحہ ۸) اھ راہ سنت صفحہ ۳۷، لہٰذا حضرت عبداللہ بن عمر صحابی کے اس عمل (کہ مشکل کے وقت محبوب خدا کو" یا" سے استغاثہ اور استعانت کے لئے پکارنا تاکہ وہ مشکل حل ہو اور درد والم دور ہو) کی اقتداء واتباع میں ہدایت ہے اور اس طرح کرنا ذریعہ فلاح ہے اور ہمارے لئے ترقی اور سعادت کی راہ ہے اور اس سے استدلال کرنا ٹھیٹھ اسلام میں داخل ہے اور حضرت ابن عمر کا یہ عمل حق ہے اور سنت ہے اور باعث نجات ہے اس طرح ہوا دے کے جرح ثابت (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کرنا اور جواز واستحسان پر استدلال کو باطل کرنا اور مزید برآں ماثبت منہ پر شرک وگمراہی کا فتویٰ دینا خلاف تحقیق وخلاف انصاف ہے کہ فلاں حدیث موقوف ہے مرفوع نہیں یا فلاں حدیث مرفوع حسن الغیرہ ہے حسن لذاتہ نہیں۔ یا صحیح لغیرہ ہے صحیح لذاتہ نہیں یا شرط مسلم پر صحیح نہیں بلکہ اور اماموں نے اس کی تصحیح کی ہے یا شرط مسلم پر صحیح ہے شرط بخاری پر نہیں یا شرط بخاری پر صحیح ہے شرط شیخین پر صحیح نہیں۔ یا شرط شیخین پر صحیح ہے صحیح مسلم کی نہیں یا صحیح مسلم کی ہے صحیح بخاری کی نہیں یا صحیح بخاری کی ہے متفق علیہ نہیں یا متفق علیہ خبر واحد ہے حدیث مشہور نہیں یا حدیث مشہور ہے حدیث متواتر نہیں۔ پھر یہ کہنا کہ" پھر ہے بھی ضعیف" یہ بھی فن حدیث اور کتب حدیث اور فن اسماء الرجال سے نادانی کی دلیل ہے۔ (۱) امام شمس الدین محمد بن محمد بن محمد جزری نے اس عمل کو ابن السنی کے حوالہ سے اپنی حصن حصین میں درج کیا ہے کما مر اور خود حصن حصین کے خطبہ میں فرماتے ہیں:۔

واخرجته من الاحاديث الصحيحة "اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے تیار کیا ہے"۔ (حصن حصین مع ترجمہ اردو مطبوعہ نور محمد۔ صفحہ ۲)

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث ابن عمر صحیح ہے۔ (۲) باقی رہا یہ کہ اس حدیث کے فلاں فلاں روای ضعیف ہیں تو گذارش یہ ہے کہ اس حدیث کی ایک سند الادب المفرد امام بخاری سے ذکر ہو چکی دیکھو تامل کرو شاید اس میں ابوشعبہ یا محمد بن مصعب یا زبیر بن معاویہ عن ابی اسحٰق نکل آئے۔ باقی رہا ابو اسحٰق پر فتویٰ (یہ راوی بروایت بخاری الادب المفرد میں ہے) تو اولاً ابو اسحٰق کی تعیین ہو صرف تقریب جلد ۲ صفحہ ۳۹۰ میں گیارہ ابو اسحٰق مذکور ہیں۔ پھر بصورت تعیین وثبوت جرح جرح مصرح ہو تو کارآمد ورنہ جرح مبہم ہم حنفیوں کے نزدیک غیر معتبر ہے۔ امام علامہ ابوالبرکات نسفی حنفی صاحب تفسیر مدارک وکنز الدقائق منار میں رقم طراز ہیں: والطعن المبهم من ائمة الحديث لايجرح الراوى عندنا۔ نور الانوار صفحہ ۱۹۲ باقی رہی ابن سنی کی سند تو وہ یہ ہے: محمد بن خالد البرذعي حدثنا حاجب بن سليم حدثنا محمد بن مصعب حدثنا اسرائيل عن ابى اسحق عن الهيثم بن حنش الخ (تحفۃ الذاکرین صفحہ ۲۳۹) اس سند میں بھی ابوشعبہ اور زبیر بن معاویہ کو تلاش کرتے رہو شاید مل جائے باقی رہا محمد بن مصعب تو اولاً تعیین ہو۔ ثانیاً برتقدیر ثبوت جرح۔ جرح مصرح ہو جو گکھڑوی صاحب نے ذکر کی ہے۔ وہ جرح مبہم ہے نہ کہ مصرح۔ لہٰذا وہ حنفیوں کے نزدیک غیر معتبر ہے جیسا کہ گذار۔ (۳) پھر بر ثبوت جرح معتبر ومفسر ومصرح، تصحیح امام جزری سے نکر ہوگی اور بوقت تعارض جرح وتعدیل مذہب امام نسائی یہ ہے کہ تعدیل کو ترجیح ہے مذہب النسائی" ان لايترك حديث الرجل حتى يجتمع الجميع على تركه ولعله كان يقدم التعديل على الجرح او لان الاصل في المسلم العدالة وجرح البعض يسقط بتعديل البعض للتعارض (کوثر النبی صفحہ ۱۰۳) برتقدیر ثبوت ضعف حدیث ابن عمر چونکہ اس کے کئی طرق ہیں۔ دو سندیں تو ابھی مذکور ہوئیں اور فریق مخالف کے محرر محرف گکھڑوی صاحب بھی اس حدیث کی تین سندوں کے خود معترف ہیں۔ (گلدستہ توحید صفحہ ۱۴۹) لہٰذا یہ حدیث ضعیف نہیں بلکہ حسن ہوگی۔ تعدد الطرق يبلغ الحديث الضعيف الى حد الحسن (مرقات آخر فصل الثانی باب ما لايجوز من العمل فى الصلوٰة از افادات اعلىٰ حضرت والتفضيل فى الهاد الكاف له) حصول قوت کے لئے کچھ بہت سے ہی طرق کی حاجت نہیں۔ صرف دو بھی مل کر قوت پا جاتے ہیں۔ تیسیر میں فرمایا: ضعيف لضعف عمر و بن واقد لكنه يقوى بوروده من طريقين (الہاد الکاف صفحہ ۳۷) اس کی تو دو چھوڑ تین سندیں ہیں۔

۵۔ حدیث ابن عمر پر تعامل اہل علم ہے چنانچہ علامہ خفاجی فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عمر نے یا محمد اہ پکارا تو فوراً ان کا پاؤں اچھا ہو گیا۔

وهذا يقتضى صحة ماجربوه وهذا مما تعاهده اهل المدينة

(نسیم الریاض جلد ۳ صفحہ ۳۵۵) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اللہ تعالیٰ کے حبیب ومحبوب ہیں تو محبوب خدا سے ضرور محبت ہو۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) ''اور یہ ان کی تجربہ شدہ بات کی صحت کی مقتضی ہے اور اس (بوقت دفع درد حضور کو ندا کرنا اور آپ سے استغاثہ) پہ اہل مدینہ کا عمل ہے''۔

شوکانی صاحب نے بھی اس حدیث کے تحت یہی لکھا کہ اس پر عمل کرو۔ فینبغی ذکرہ عند ذلک (تحفۃ الذاکرین صفحہ ۲۳۹) اور اہل علم کے عمل کر لینے سے حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے۔ قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اھل العلم بہ وان لم یکن لہٗ اسناد یعتمد علی مثلہ (مرقات لعلی القاری باب الصلوٰۃ حدیث من جمع بین الصلوتین من غیر عذر الخ) لہٰذا یہ حدیث بالفرض والمحال اگر ضعیف بھی تو تعامد اہل مدینہ سے قوت پا گئی اور تعامد اہل مدینہ اس کی صحت کی دلیل ہے۔

۶۔ اور اگر بالفرض والمحال اس حدیث کا ضعیف ہونا معتبر تھا اور معتبر ہے تو کیا ہوا باب فضائل میں پھر بھی معتبر ہے اور اس میں یا محمداہ کی ندا کے عمل کی یہ فضیلت ہے کہ درد والم دور ہو جاتا ہے۔ امام ابوزکریا نووی اربعین پھر امام ابن حجر کی شرح مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاری مرقات (تحت حدیث من حفظ علی امتی اربعین حدیثا الخ) اور حرزثمین شرح حصن حصین میں فرماتے ہیں: قد اتفق الحفاظ ولفظ الاربعین قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال ولفظ الحرزجواز العمل بہ فی فضائل الاعمال بالاتفاق (الھاد الکاف صفحہ ۴۰،۴۱)

قولہٗ۔ لہٰذا باب عقائد میں ان کی روایت کیسے حجت ہو سکتی ہے۔ (گلدستہ صفحہ ۱۵۰) اقول لہٰذا حدیث ابن عمر برتقدیر ثبوت و اعتبار ضعف باب فضائل ندائے سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ضرور معتبر و حجت ہے ہاں ان روایتوں کے ہوتے ہوئے ندائے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل پر شرک کا فتویٰ کیسے لگ سکتا ہے۔

قولہٗ۔ جواب دوم۔ یہ حدیث موقوف اور ضعیف ہونے کے ساتھ فریق مخالف کو چنداں مفید بھی نہیں۔ کیونکہ اس میں اذکر کا لفظ ہے ''ادع'' کا نہیں اور حرف ندا قریب وبعید دونوں کے لئے مستعمل ہے۔ (شرح مائۃ عامل صفحہ ۳۴ وغیرہ) اور اشتیاقاً یا سے کسی کا ذکر کرنا جب کہ اس کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب اور متصرف فی الامور نہ سمجھے صحیح ہے اور اکثر صوفیہ اور بزرگان دین سے اس معنی میں یارسول اللہ مروی ہے...... لیکن اگر کوئی شخص خان صاحب کی طرح یہ شق ہی متعین کر دے کہ میں تو مدد کے لئے پکارتا ہوں تو البتہ ناجائز ہوا۔ خان صاحب فرماتے ہیں۔

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے — یارسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا — (حدائق بخشش جلد ۲ صفحہ ۵۰)

اقول۔ ہمارا استدلال لفظ اذکر سے نہیں۔ یہ تو کہنے والے نے حضرت ابن عمر کو کہا۔ بلکہ ہمارا استدلال تو اس سے ہے کہ فصاح (ای فتاویٰ باعلی صوتہ۔ علی قاری) یا محمداہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اونچی آواز سے یہ ندا کی۔ یا محمداہ یعنی یا محمداہ پکارا نہ کہ صرف ذکر کیا۔ صاح۔ نادی یا محمداہ کے الفاظ پر غور ہو۔ کیا یہ صرف ذکر ہے یا ندا و پکار ہے ملا علی قاری نے فرمایا کہ صحابی ابن عمر نے استغاثہ کے ضمن میں اظہار محبت کا قصد کیا ہے۔ شرح شفا للقاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۵ کما مر عبارتہ) استغاثہ اور استعانت تو متعین ہی ہے۔ لہٰذا یہ صرف ذکر نہیں بلکہ مدد طلب کی جا رہی ہے۔ قولہ حرف ندا اقول یعنی یا حرف ندا قریب وبعید دونوں کے لئے ہے۔ یہ بعض نحاۃ کا مذہب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یا حرف ندا بعید کے لئے ہے

پس بدانی ہمزہ را مستعمل از بہر قریب
از برائے دور یا ہم چوں ایا دیگر ہیا

شرح مائۃ عامل عبدالرسول، مجموعہ نحو میر صفحہ ۷۸۔

اور بعض نحوی کہتے ہیں کہ یا اوسط کی ندا کے لئے ہے نہ اقرب کے لئے ہے اور نہ ابعد کے لئے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ گزشتہ) بہر اقرب ای و ہمزہ بہر اوسط ہست یا

بعد ازاں از بہر البعد داں ہیا را با ایا

شرح مائۃ عامل مولانا جامی۔ مجموعہ نحو میر صفحہ ۹۰

خیر یہ تو گکھڑوی صاحب کی یکطرفہ ڈگری کے مقابل ہم نے نحویوں کے دوسرے اقوال ذکر کر دیئے۔ یا کو بقول گکھڑوی صاحب قریب و بعید دونوں کے لئے ہی مانو تو پھر ہمیں کیا ضرر ہے اگر ندائے سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما والے یا کو منادیٰ قریب پر حمل کرو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منادی ابن عمر کے قریب ہونا بجسم عنصری ہوگا۔ تو اس میں یہ فائدہ کہ یہ عمل ابن عمر حضور کے انکار نہ فرمانے سے سنت تقریری میں شامل ہوگا اور اگر جسم عنصری وہاں نہ ہو (صاح وغیرہ الفاظ سے بھی اشارۃً یہی مستفاد کہ جسم عنصری سے آپ وہاں نہ تھے) تو علم وروحانیت وحقیقت محمدیہ کے اعتبار سے قرب ثابت ہو جائے گا۔ فھو المقصود فانہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام حاضر وقریب للمنادی اور اگر اس حدیث والے یا کو منادیٰ بعید کے لئے مانو تو پھر یہ مسئلہ ثابت کہ صحابی نے بوقت مشکل دور سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امداد کے لئے پکار اقولہ اشتیا قا یا سے کسی کا ذکر کرنا (اقول) خود تو لکھا (یا حرف ندا۔ اب یہاں یہ نہ لکھا کہ یا سے کسی کو ندا کرنا بلکہ عیاری وچالاکی کرتے ہوئے یہ لکھا یا سے کسی کا ذکر کرنا اب وہ حرف ندائیہ نہ رہا بلکہ حرف ذکر ہے سبحان اللہ حضرت ابن عمر نے تو صرف شوق ومحبت کے طور پر ذکر نہ کیا بلکہ استغاثہ کے طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو پکارا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات صرف اشتیا قا یا سے ندا کی جاتی ہے لیکن ہر ندا محبوبان خدا کو اشتیاق پر محمول کرنا اور استغاثہ واستعانت کے طور سے ندا کرنے پر شرک وگمراہی وعدم جواز کا فتویٰ دینا پکارنے والے حضرات کی عبارۃ النص میں تحریف ہے۔ بطور نمونہ چند عبارات ملاحظہ ہوں:

شیخ سیدی زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی یوں رطب اللسان ہیں۔ وہ جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے مرتبہ کمال کو لکھنا تحریر وبیان سے باہر ہے--- الخ بستان المحدثین مترجم اردو صفحہ ۲۰۶۔ ۱۲ منہ) نے فرمایا:

انا لمریدی جامع لشتاتہ اذا ما سطاجور الزمان بنکبتہ وان کنت فی ضیق وکرب

ووحشۃ فناد بیا زروق آت بسرعتہ

(بستان المحدثین صفحہ ۲۰۶ الشاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی)

"میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں جب زمانہ نکبت واد بار اس پر حملہ آور ہو۔ اگر تو کسی تنگی، بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار میں فوراً آموجود ہوں گا"۔

جن کے غلاموں کے پکارنے سے تنگی، بے چینی، وحشت دور ہوان کے آقا کو پکارنے میں کیوں نہ مشکلات حل ہوں۔ کیا سیدی امام زروق نے مشرکانہ فعل کی تعلیم دی ہے۔ کیا وہ گکھڑوی صاحب جتنا بھی علم نہ رکھتے تھے کہ نصوص قرآنیہ تو مافوق الاسباب وصال یافتہ دور والے بزرگ حتی کہ خود سرکار مدینہ کی پکار کی نفی کر رہی ہیں اور یہ اس کی تعلیم دے رہے ہیں۔ پھر تعجب ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی پر کہ ان کے شرکیہ اشعار بلا تردید نقل کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اُلٹا ان کی ایسی مدح کرتے ہیں کہ ان کے مرتبہ کمال کو لکھنا تحریر وبیان سے باہر ہے کاش یہ بزرگان گکھڑوی صاحب کا گلدستہ پڑھ لیتے تو اتنا شرک میں مبتلا نہ ہوتے۔ یہ سب نظام درہم برہم اس لئے ہوا۔ "تدعون، یدعون" وغیرہ الفاظ قرآنیہ کو مفسرین کے بیان کردہ معانی تعبدون، یعبدون سے اعراض کر کے مطلق پکار پر رکھا۔ پھر جب مطلق پکار شرک ہونے لگی تو آپ کو بچانے کے لئے کبھی زندہ کی پکار کو اس حکم سے علیحدہ کیا اور کبھی قریب والے کی پکار کو اس حکم سے علیحدہ کیا۔ پھر استعانت والی پکار کو علیحدہ کیا تو اپنے خانہ زاد قوانین واستثناؤں کو برقرار رکھنے کے لئے یہ بدعتی تقسیم نکالی کہ ایک ہے مافوق الاسباب اور ایک ہے ماتحت الاسباب۔ جناب والا یہ تقسیم کونسی آیت وحدیث صحیح متواتر میں وارد ہے کیونکہ یہ تقسیم باب عقائد میں وارد ہے۔ کیا اس تقسیم پر قطعی الثبوت وقطعی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اللسان تھے تو حضور تشریف لائے اور فرمایا:۔

الا وانا حبیب اللّٰہ ولا فخر۔الحدیث طویل انتھی بقدر المطلوب رواہ الترمذی والدارمی مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام فصل ۲ صفحہ ۵۱۳۔

''خبردار (رہو) میں اللہ (تعالیٰ) کا محبوب ہوں اور یہ فخراً نہیں فرماتا (بلکہ تحدیث نعمت ہے)''۔

علامہ ملا علی قاری حنفی اس حدیث کے تحت رقم طراز ہیں۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) الدلالۃ دلیل پیش ہو سکتی ہے۔ھل من مبارز۔ پھر انبیاء واولیاء من دون اللہ میں شامل ہونے لگے۔دعویٰ خاص ہو گیا دلیل عام رہی۔گر تو قرآن بدیں نمط خوانی۔ببری رونق مسلمانی۔نتیجہ یہ نکلا کہ شرک اکبر ممتنع لذاتہ جو توحید واجب لذاتہ کی نقیض ہے اور بہر صورت وبہر حال شرک شرک ومحال لذاتہ ہوتا ہے اس کے بعض افراد امکان بلکہ وقوع میں آنے لگے۔ شرک تو مقید بزمان ومقید بمکان ومقید بافراد نہ تھا۔اب یہ ندائے محبوبان خدا ایسا شرک نکلا جو بعض صورتوں وبعض حالتوں میں شرک نہ رہا مردہ کو پکارو تو شرک ہے زندہ کو پکارو تو شرک نہیں۔دور والے کو پکارو تو شرک،نزدیک والے کو پکارو تو شرک نہیں۔پھر بھی انبیاء واولیاء کا پکارنا شرک ہے اور یہ تقسیم بھی برقرار۔

گر ہمیں مکتب وہمیں ملا　　　　کار طفلاں تمام خواہد شد

پھر یوں بھی کہہ دو کہ غیر اللہ قریبی کو عبادت کا سجدہ کرنا جائز،دور والے کو شرک۔زندہ کو جائز،مردے کو شرک۔

فیاللعجب۔

۲۔کلیات امدادیہ مطبوعہ دیوبند جہاد اکبر مع نالہ امداد غریب کے بعد والی مناجات میں صفحہ ۲۲ پر ہے:

اے رسول کبریا فریاد ہے　　　　یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

۳۔مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا

بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار

(قصائد قاسمی صفحہ ۸)

کیوں صاحب ''مدد کر اے کرم احمدی'' یہ بھی شوقیہ ذکر ہی ہے امداد تو نہیں مانگی جا رہی۔

حدیث ابن عباس کے متعلق گکھڑوی صاحب نے کہا''قولہ'' اس کی سند میں غیاث بن ابراہیم ......متروک ہے۔ (محصلہ ملخصاً)

(اقول) حصن حصین والے نے اس سے استنباط واستناد کیا ہے اور اس نے خود ہی اس کے مقدمہ میں کہا کہ میں نے حصن حصن کو صحیح احادیث سے تیار کیا ہے کما مر لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔نیز اس کے بقیہ جواب وہی ہو سکتے ہیں جو پہلے مذکور ہو چکے ہیں یہ بطور اختصار ہے یہ بحث ضمنی طور پر آ گئی ورنہ میں اس کے درپے نہ تھا نہ اس موضوع پر قلم چل رہا ہے انشاء اللہ المولیٰ اس موضوع پر اور اسلامی وشرعی دلیلیں لکھنے کا ارادہ ہے تفصیل اس میں دیکھنا۔۱۲ منہ

وانا حبیب اللّٰہ ای محبه ومحبوبه قوله ولا فخر قال الطیبی قرر
اوّلا ما ذکر من فضائلهم بقوله وهو کذلک ثم نبه علی انه
افضلهم واکملهم وجامع لما کان متفرقا فیهم فی الحبیب خلیل
ومکلم ومشرف اھ واعلم ان الفرق بین الخلیل والحبیب ان
الخلیل من الخلة ای الحاجة فابراهیم علیه السلام کان افتقاره
الی اللّٰہ تعالیٰ فمن هذا الوجه اتخذه خلیلاً والحبیب فعیل بمعنی
الفاعل والمفعول فهو صلی اللّٰہ علیه وسلم محب ومحبوب و
الخلیل محب لحاجته الی من یحبه والحبیب محب لا لغرض
وحاصله ان الخلیل فی منزلة المرید السالک الطالب والحبیب
فی منزلة المراد المجذوب المطلوب اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ
یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ○ ولذا قیل الخلیل یکون فعله برضاء اللّٰہ
تعالیٰ والحبیب یکو ن فعل اللّٰہ برضاه قال تعالیٰ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَةً
تَرْضٰىهَا، وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰى۔ وقیل الخلیل مغفرته فی حد
الطمع کما قال ابراهیم وَالَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ والحبیب مغفرته
فی مرتبة الیقین کما قال تعالٰی لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا
تَاَخَّرَ والخلیل قال وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ والحبیب قال تعالیٰ فی
حقه یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ والخلیل قال وَاجْعَلْ لِّیْ
لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ وقال للحبیب وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ والخلیل
قال وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ والحبیب قال له اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰکَ
الْکَوْثَرَ والاظهر فی الاستدلال علی ان مرتبة محبوبیته فی درجة
الکمال قول ذی الجلال والجمال قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ
یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ اھ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۵۔ صفحہ ۳۶۹ وہامش
مشکوٰۃ جلد ۲۔ صفحہ ۵۱۳۔

''یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا'' میں اللہ کا حبیب ہوں'' اس کا مطلب یہ ہے
میں اللہ کا محبّ اور اس کا محبوب ہوں، امام طیبی نے فرمایا ہے کہ پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے وھو کذلک '' وہ ایسے ہی ہیں'' فرما کر انبیاء سابقین کے مذکورہ فضائل کی تصدیق فرمائی پھر (الا وانا حبیب اللہ فرما کر) اس بات پر تنبیہ فرمائی کہ میں ان سے افضل واکمل ہوں اوران کے متفرق کمالات کا جامع ہوں (حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔ فیضی)۔ کیونکہ جو حبیب ہوتا ہے وہ خلیل اور کلیم اور شرف ومجد والا بھی ہوتا ہے اور یقین کر کہ بے شک خلیل اور حبیب کے درمیان یہ فرق ہے کہ خلیل خلۃ (بمعنی حاجت) سے بنا تو ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج تھی، اسی وجہ سے اللہ نے ان کو خلیل بنایا اور حبیب فعیل کے وزن پر اسم فاعل واسم مفعول کے معنی میں ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محبّ بھی ہیں اور محبوب (خدا) بھی اور خلیل اپنی حاجت (ضرورت) کی وجہ سے اپنے محبوب کا محبّ ہوتا ہے اور حبیب بلاغرض و بلاطمع محبّ کو کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ خلیل بمنزلہ مرید سالک اور طالب کے ہے۔ اور حبیب بمنزلہ مراد، مجذوب اور مطلوب کے ہے۔ اللہ اپنے قرب کے لئے چن لیتا ہے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اسے جو رجوع لائے (شوریٰ ۱۳) اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ خلیل وہ ہے کہ جس کا کام رضاء خداوندی کے مطابق ہوتا ہے۔ اور حبیب وہ ہے کہ اللہ کا کام اس کی رضا کے مطابق ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے '' تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے''۔ (بقرۃ ۱۴۴) اور فرمایا ہے '' اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (ضحیٰ ۵)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خلیل کی مغفرت (انبیاء کرام کی مغفرت سے یہ مراد نہیں کہ ان کے گناہ ہوئے ہیں تو ان کی بخشش ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ معصوم ہیں۔ اس مسئلہ کا ثبوت گذر چکا ہے۔ یہاں غفران ومغفرت سے مراد (۱) فنافی اللہ (۲) یا ترک اولیٰ کی مغفرت (۳) یا امت کی مغفرت وغیرہ ہے) حد طمع میں ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیم نے کہا اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں (ترک اولیٰ یا متشابہات سے ہے کما قال الامام النا بلسی فی مثلہ) قیامت کے دن بخشے گا۔'' (شعراء: ۸۲) اور حبیب کی مغفرت مرتبہ یقین میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے''۔ (فتح ۲) اور خلیل نے کہا اور '' مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔'' (شعراء ۸۷) اور حبیب کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا '' جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو'' (تحریم ۸) اور

خلیل نے عرض کی ''اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں'' (شعراء ۸۴) اور حبیب کے لئے فرمایا ہے۔ ''اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا''۔ (انشراح ۴) خلیل نے عرض کی اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں''۔ (شعراء ۸۵) اور حبیب کے متعلق یوں فرمایا ہے۔ ''اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں کوثر عطا فرمایا ہے'' (کوثر:۱)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوبیت کا رتبہ کمال درجہ میں ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول روشن دلیل ہے۔ ''اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا'' (آل عمران:۳۱) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف ج ۵ ص ۳۶۹، ہامش مشکوٰۃ، جلد ۲، صفحہ ۵۱۳

برکۃ رسول اللہ فی الہند حضرت شیخ محمد عبدالحق محقق محدث دہلوی حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حدیث کا ترجمہ) اور تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

الاوانا حبیب اللہ...... دانا وآ گاہ باشید کہ من دوست داشتہ خدا ام وگفتہ اند کہ حبیب محبّ کہ بمقام محبوبیت رسیدہ باشد وخلیل محبّ مطلق واگر چہ انبیاء ورسل بلکہ مومنان نیز ہمہ محبّ محبوب درگاہ الٰہی اند ولیکن سخن دریں جا اعلیٰ مرتبہ کمال است واخص درجاتِ آں وبعضی ازعرفا وعلماء را در فرق میان حبیب وخلیل کلامی ست غریب کہ در شرح ذکر کردہ شدہ ست۔ اھ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۴۷۶۔

یعنی حضور نے فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ میں اللہ کا محبوب ہوں۔ علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حبیب وہ محبّ ہوتا ہے جو مقام محبوبیت میں پہنچا ہوا ہو اور خلیل محبّ مطلق کو کہتے ہیں اگر چہ تمام انبیاء ورسل بلکہ مومن بھی درگاہ خداوندی کے محبّ ومحبوب ہیں لیکن یہاں اعلیٰ مرتبہ کمال اور اس کے اخص درجات میں گفتگو ہے اور بعض عرفاء وعلماء کا حبیب وخلیل کے درمیان عجیب وغریب کلام ہے جو مشکوٰۃ شریف کی (عربی) شرح ''لمعات'' میں مذکور ہوا۔ وہ کلام فقیر فیضی ابھی ملا علی قاری سے اور اولاً خود شیخ محقق کی مدارج سے نقل کر چکا ہے۔ فانظر ثَمَّہٗ

شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت مجدد ملت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

بسی عطر محبوبِ کبریا سے   عبائے محمد قبائے محمد ﷺ

(حدائق بخشش جلد ۱ صفحہ ۲۵)

بطور اتمام حجت یہ بھی ملاحظہ ہو۔ علماء دیوبند کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطاب وندا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:۔

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ

(گلزار معرفت لحاجی صاحب مطبوعہ دیوبند صفحہ ۴)

نیز بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے۔

خدا تیرا تو خدا کا حبیب اور محبوب خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشق زار

(قصائد قاسمی صفحہ ۵)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوب خدا ہیں جس کے دل میں محبوب خدا کی محبت نہیں وہ مومن نہیں ۔

عشق محبوب خدا اے دل جسے حاصل نہیں لاکھ کلمہ گو بھی ہو ایماں اسے حاصل نہیں

خدا کے (1) ماننے والا مسلماں ہو نہیں سکتا بجز حب نبی وہ اہل ایماں ہو نہیں سکتا

مدعیان محبت محبوب خدا بہت ملیں گے لیکن محبت تو ایک قلبی کیفیت ہے وہ جو غیب ہے۔ جس کا مشاہدہ ہر کس و ناکس تو نہیں کر سکتا کہ اس کے دل میں محبت ہے لہٰذا یہ مومن ہے اور اس کے دل میں محبت نہیں صرف زبانی دعویٰ ہے لہٰذا یہ ایمان سے فارغ ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں علامات حب لکھ دوں تا کہ ان کے ذریعے سچے اور جھوٹے محب کی تمیز ہو سکے۔

علامات حب

۱۔ اتباع محبوب۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران ۳۱)

"اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔ من احییٰ سنتی فقد احبنی و من احبنی کان معی فی الجنة اخرجه القاضی عیاض عن انس (شفا ج۲ صفحہ ۲۰)

---

(1) یعنی صرف خدا کو ماننے والا جیسا کہ اسمٰعیل نے تفویت الایمان میں کہا ہے۔ "اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے"۔ بلکہ کاتب الحروف ارشاد سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں کہتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا بھی ایمان باللہ وحدہٗ ہے۔ قال علیه الصلوٰة والسلام لوفد عبدالقیس اتدورن ما الایمان باللہ وحده قالوا اللہ ورسوله اعلم قال شهادة ان لا اله الا اللہ وان محمدا رسول اللہ الحدیث۔

صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۳ و جلد ۲ صفحہ ۶۷۲ متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۳۔ ۱۲ منہ

جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جو میرا محبّ ہوا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

لو کان حبک صادقا لاطعته   ان المحب لمن یحب یطیع

ع   ہے محبت کی نشانی تابعداری یار کی

مپندار سعدی کہ راہ صفا   تواں یافت جز در پے مصطفیٰ

اللھم وفقنی طاعته بحرمته وبحرمة حبک له وحبه لک

''لیکن یہ بات خوب یاد رہے کہ مجرد اتباع دلیل حب نہیں''۔ (کیونکہ بسا اوقات اتباع بوجہ دھمکی کے یا بوجہ لالچ کے یا بوجہ حکمت دیگر کے منافقانہ طور پر بھی ہوتی ہے۔ اس کا کوئی عاقل انکار نہ کرے گا جس طرح کہ زمانہ نبوی میں منافقین حضور کا اتباع کرتے تھے لیکن وہ حب مصطفیٰ سے فارغ تھے) وہی اتباع دلیل حب ہے جو حب سے ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ محبّ اور متبع میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر محبّ کامل ضرور متبع (1) ہوگا اور یہ نہیں کہ ہر متبع محبّ ہو بعض متبع محبّ ہوں گے بعض نہ ہوں گے اس علامت ونشانی سے صادق وکاذب محبّ میں تمیز نہیں ہوسکتی۔

۲۔ محبوب کے دوستوں اور تعلقداروں سے الفت ومحبت (2) اور محبوب کے دشمنوں سے دشمنی لہٰذا اصحابہ، ازواج مطہرات، اہل بیت، آل رسول اور اولیاء کرام سے محبت ہو بلکہ محبوب کے مکان وزمان بلکہ سگ آستان سے بھی محبت ہو اور کافروں، مشرکوں، منافقوں، وہابیوں، رافضیوں، بد مذہبوں سے نفرت ہو چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ حب ابی بکرو عمر ایمان وبغضھا نفاق (وفی روایة ابن عساکر وبغضھما کفر) ''ابوبکر وعمر کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض نفاق (وکفر) ہے۔ (عد۔ک عن انس) جامع صغیر جلد ا صفحہ ۱۴۶)

1۔ بعض دفعہ محبّ سے بھی عملی کوتاہی ہوجاتی ہے اس کی دلیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ارشاد گرامی ہے جو محدود فی الخمر کے حق میں فرمایا جس پر بعض لوگ (حضرت عمر رواہ البیہقی) لعن وطعن کررہے تھے تو آپ نے فرمایا: ''لا تلعنه فانه یحب الله ورسوله'' اس پر لعنت نہ کرو بے شک وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبّ ہے۔'' شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱ رواہ البخاری فی صحیحه جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۳ والبیهقی شرح شفا للقاری والخفاجی جلد ۳ صفحہ ۳۶۰ والزرقانی علی المواهب جلد ۶ ہاں ترک متابعت احیاناً میں حب کی کمی ضرور ہے۔ ۱۲ منہ

2۔قال الامام الغزالی قدس سرهٗ العالی۔ "حب الرسول صلی اللّٰه علیه وسلّم محمود لانه عین حب اللّٰه تعالیٰ وکذلک حب العلماء والاتقیاء لان محبوب المحبوب ورسول المحبوب محبوب ومحب المحبوب محبوب الخ احیاء علوم الدین جلد۴ صفحه ۲۵۸ ۔ ۱۲ الفیضی بقلمه

نیز حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اللهم انی احبهما فاحبهما۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۔ رواه البخاری فی صحیحه جلد ا صفحہ ۵۳۰ ولشرحہ للخفاجی والقاری جلد ۲ صفحہ ۳۶۴۔

اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ (ان کو ہر خیر دارین عطا فرما)

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسن کے حق میں فرمایا ہے:۔

اللهم انی احبه فاحب من یحبه۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۔وفی روایة الترمذی اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من یحبهما اه وقال هذا حدیث حسن غریب۔ ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۸۔

اے اللہ مجھے اس سے محبت ہے۔ تو اسے دوست رکھ جس کو حسن سے محبت ہو۔

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

من احبهما فقد احبنی ومن احبنی فقد احب الله ومن ابغضهما فقد ابغضنی و من ابغضنی(1) فقد ابغض الله۔

(شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۔۲۲)

جس کو حسنین سے محبت ہے اسے مجھ سے محبت ہے اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ کو دوست رکھا اور جس کو حسنین سے بغض ہے اس نے میرے سے بغض رکھا۔ اور جس نے میرے سے بغض رکھا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔

ایک حدیث طویل میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

اللهم وال من والاه و عاد من عاداه۔ رواه احمد عن البراء

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵)

اے اللہ اسے دوست رکھ جس نے علی کو دوست رکھا اور اس سے دشمنی کر جس نے علی سے دشمنی کی۔

حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الله الله فی اصحابی لاتتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن آذاهم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی الله ومن آذی الله فیوشک ان

1۔ "حقیقه فقد ابغض الله ای ومن ابغض الله فقد کفر بالله"۔ شرح شفا جلد ۳ صفحه ۳۶۴۔ ۱۲ منه

یاخذہ۔ رواہ الترمذی۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۵۵۴۔ شفا شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۔

''یعنی میرے صحابہ کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اللہ سے ڈرنا، تمہیں اللہ کی قسم (ان کو خیر ہی سے ذکر کرنا لمعات) میرے بعد ان کو اپنی قبیح کلام کا نشانہ نہ بنانا تو جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۔ جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ اسے عذاب میں گرفتار فرمادے''۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب میں نے محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیالہ سے کدو تلاش کرتے دیکھا اب اسی وقت سے ہمیشہ

احب الدبا کدو کو محبوب رکھتا ہوں۔ (شفا شریف جلد ۲۔ صفحہ ۲۲)

آکھاں میں کیا ہیں جگ دے وچ کیڑھا لگدے مٹھا

دلبر دے سارے ملک دا ہک ہک ذرا لگدے مٹھا

ع سگت را کاش جامی نام بودے

نسبت خود بہ سگ کوئے تو کردم بس منفعلم ‌ ‌ ‌ زاں کہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی است

یک جاں چہ کند سعدی مسکین کہ دو صد جاں ‌ ‌ ‌ سازیم فدائے سگ دربان محمد

تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے نسبت مجھ کو ‌ ‌ ‌ میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

توڑیں دھکڑے دھوڑے کھا نودیاں ‌ ‌ ‌ تیڈے نام توں مفت وکا نو دیاں

تیڈے باندیاں دی میں باندی یاں ‌ ‌ ‌ تیڈے در دے کتیاں نال ادب

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ سود ‌ ‌ ‌ گفت گاہے گاہے ایں سگ در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

۳۔ وصل، وصال، ملاقات، لقاء کا بہت شوق ہونا (شفا جلد ۲۔ صفحہ ۲۱) نہ یہ کہ دور دراز سے روضہ شریف کی زیارت کا قصد کرکے جانا شرک ہے جس طرح اسمٰعیل نے تفویۃ الایمان میں لکھا ہے۔

ومن علاماته مع كثرت ذكره تعظيمه له وتوقيره عند ذكره واظهار الخشوع والانكسار مع سماع اسمه.

''اور علامات حب سے ہے کہ کثرت ذکر کے ساتھ ذکر کے وقت تعظیم وتوقیر کرنا آپ کے نام پاک کے وقت خشوع وانکساری کا ظاہر کرنا''۔

اذا لا یعذر احد فی الکفر بالجهالة ولا بدعوی زلل اللسان جلد۲۔ صفحه۲۲۳۔ وفیه عن ابی محمد لا یعذر بدعوی زلل اللسان فی مثل هذا شفاء جلد۲۔ صفحه۲۲۳۔وهکذا فی ردالمحتار و فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندیة و هکذا فی النبراس شرح شرح العقائد عن عمادیه جلد ۱، صفحہ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔وروح البیان جلد ۲۔صفحہ ۴۸۱۔مظہری جلد ۷۔صفحہ ۴۱۵

۴۔حضرت اسحٰق نے فرمایا کہ صحابہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے وقت خشوع وخضوع کرتے اور ان کے بال کھڑے ہوجاتے اور وہ روتے رہتے۔(شفا جلد ۲۔صفحہ ۲۱)

۵۔اکثر اوقات محبوب کا ذکر کرنا۔ان کے ذکر میں رطب اللسان رہنا۔اگر بعض اوقات زبان ادھر اُدھر مصروف ہو۔دل تو ہمیشہ دربان آستان ہو۔

فوادی عند محبوبی مقیم   یناجیه وعندکم لسانی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

من احب شیئا اکثر من ذکره (فرعن عائشة)

کنزالعمال جلد ۱۔صفحہ ۳۸۱۔جامع صغیر جلد ۲۔صفحہ ۱۶۰۔جس کو کسی کی محبت ہو۔وہ محب اکثر اس محبوب کا ہی ذکر کرے گا۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے   کھلے آنکھ صلی علی کہتے کہتے

دم نزع جاری ہو میری زباں پر   محمد محمد خدائے محمد

گفت مشق نام لیلےٰ می کنم   خاطر خود را تسلی میدہم

۶۔محبّ کی آنکھوں کا محبوب کے حسن و جمال میں مستغرق ہونا اور اوروں سے اندھا ہو جانا اور محبّ کے کانوں کا محبوب کے ذکر اور مدح اور اس کے کلمات کے علاوہ ہر کلام سے بہرا ہو جانا۔

فاذا سمعت فعنک قولا طیباً   واذا نظرت فما اری الاک

(قصیدہ نعمان)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہر طرح ہر وجہ سے حقیقتہً بے عیب ہیں۔محبت کے اصول سے ایک یہ بات ہے کہ جہاں محبت ہو جاتی ہے۔عیب دار محبوب کے عیب دیکھنے سے محبّ کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور اس کے عیب سننے سے محبت کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

حبک للشئی یعمی ویصم جامع مسانید امام اعظم، جلد ا، صفحہ ۷۸ طبع دکن ورواہ احمد فی مسندہ۔ والبخاری فی التاریخ وابوداؤد عن ابی الدرداء والخرائطی فی اعتلال القلوب عن ابی برزۃ ابن عساکر عن عبداللہ بن انیس (حدیث حسن، جامع صغیر جلد ا۔ صفحہ ۱۴۶) مشکوٰۃ شریف باب المفاخرۃ صفحہ ۴۱۸۔

''یعنی تجھے کسی چیز کی محبت ہو جائے تو وہ حب تجھے اندھا اور بہرا کر دے گی''۔

لہٰذا جن لوگوں کی آنکھیں بے عیب محبوب خدا کے فرضی موہومی عیب تلاش کرتی ہیں یا جن کی زبان اس پیارے کے موہومی عیب بیان کرتی ہے یا جن کے کان محبوب خدا کا گلہ سنتے ہیں وہ حب نبی سے فارغ ہیں۔ لہٰذا وہ ایمان سے بھی فارغ ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اللھم آتنا حبک وحب حبیبک۔ اللھم ارزقنا حبک وحب حبیبک۔ اللھم نور قلوبنا بحبک وبحب حبیبک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

اولاً ارادہ تو یہ تھا کہ ایک دو آیات اور پانچ چھ عبارات تعظیم وتعریف سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لکھ کر رسالہ مقام رسول'' ختم کر دوں گا۔ لیکن ذوق وشوق نے کشاں کشاں یہ کیا کہ اب یہاں تک پہنچے اور اس کے چار باب ہو گئے۔ اب اس کتاب مستطاب کو یہاں ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ

قصر ہائے یار دار وبس مقام صد قیامت گذرد ویں نا تمام
نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی
دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر ما ہمچناں در اوّل وصف تو ماندہ ایم

آخر میں اپنی اس تالیف کو دست بستہ وزانو شکستہ ہو کے اپنے حبیب کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عزو شرف شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

اور عرض کرتا ہوں اے آقا و مولیٰ۔

صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلی آلک و اصحابک وسلّم فی کل حین و آن بعدد معلوماتہ۔

خدارا قیامت کے دن اس فقیر حقیر پر تقصیر کو اپنی شفاعت خاصہ اور قرب خاص سے نوازنا۔ آپ سے نہ

عرض کروں تو اور کس سے عرض کروں۔ واللہ آپ کے سوا میرا کون ہے۔

میری تقدیر بری ہے تو بھلی کر دے دفتر محو و اثبات پہ ہے قبضہ تیرا

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه و علےٰ آله و اصحابه اجمعین۔

سگان بارگاہ نبوت کا پابوس

فقیر ابو المحسن منظور احمد فیضی سنی حنفی غفر الله له

ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ

خادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامعہ فیضیہ رضویہ رجسٹرڈ

سعید آباد نورانی مسجد احمد پور شرقیہ۔ ضلع بہاول پور

9 شوال 1385 ہجری

کہہ لے گی ان کے ثنا خواں کی خامشی چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

(اعلیٰ حضرت)

ماخذ کتاب ''مقام رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مؤلف	فن	زبان
1	قرآن شریف	کلام اللہ تعالیٰ	مرکز جمیع علوم وفنون	عربی
2	کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن	ترجمہ از شیخ الاسلام والمسلمین مجدد ملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان متولد 1272ھ متوفی 1340ھ		اردو
3	تفسیر خزائن العرفان	صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی متوفی 1367ھ	تفسیر	اردو
4	تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس	حضرت عبداللہ ابن عباس صحابی متوفی 68ھ مؤلف محمد بن یعقوب صاحب قاموس متوفی 817/816ھ مجدالدین فیروزآبادی	تفسیر	عربی
5	الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور	خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ	تفسیر	عربی
6	المفردات فی غریب القرآن فی اللغۃ والادب والتفسیر و علوم القرآن المعروف مفردات امام راغب	علامہ حسین بن محمد امام راغب اصفہانی متوفی 502ھ	تفسیر	عربی
7	مفاتیح الغیب مشہور تفسیر کبیر	امام محمد فخرالدین رازی متوفی 606ھ	تفسیر	عربی
8	انوارالتنزیل واسرارالتاویل مشہور تفسیر بیضاوی	ناصرالدین قاضی ابوسعید عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی 686/692 قیل 791ھ	تفسیر	عربی
9	مدارک التنزیل و حقائق التاویل مشہور تفسیر مدارک	امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی حنفی صاحب کنزالدقائق والمنار متوفی 710-701ھ	تفسیر	عربی

نمبر	کتاب	مصنف	موضوع	زبان
10	لباب التاویل فی معانی التنزیل مشہور تفسیر خازن	امام محی السنّت علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی خازن، متوفی 741ھ	تفسیر	عربی
11	تفسیر ابن کثیر اتماماللحجت علیہم لاعلی	اسمٰعیل بن کثیر شاگرد و متبع ابن تیمیہ متوفی 774ھ	تفسیر	عربی
12	تفسیر جلالین	جلال الدین محلی متوفی 864ھ	تفسیر	عربی
		جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ	تفسیر	عربی
13	حواشی جلالین			
14	الاکلیل فی استنباط التنزیل	امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ		
15	ارشاد العقل السلیم الی المزایا الکتاب الکریم مشہور تفسیر ابی سعود	امام علامہ ابوسعود محمد بن محمد اسکلیمی حنفی متولد 892ھ 1492ء متوفی 982/981ھ 1574ء		
16	تفسیر روح البیان	علامہ شیخ اسمٰعیل حقی آفندی حنفی متوفی 1137/ 1117ھ قیل فی حدود القرآن العاشر" حدائق حنفیہ"		
17	الفتوحات الالٰہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین للدقائق الخفیہ مشہور تفسیر جمل	علامہ سلیمان بن عمر الشہیر بالجمل متوفی 1204/ 1196ھ		
18	حاشیۃ الصاوی علی الجلالین مشہور تفسیر صاوی	امام عارف باللہ الشیخ احمد صاوی متوفی 1241ھ جواہر البحار، جلد 3، صفحہ 19		
19	تفسیر مظہری" اتماماللحجت	قاضی ثناءاللہ پانی پتی حنفی متوفی 1225ھ		
20	تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی 1239ھ		فارسی
21	تفسیر حقانی اتماماللحجت علیہم لاعلینا	مولوی عبدالحق حقانی متوفی		اردو
22	تفسیر عثمانی ==	مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی متوفی 1369ھ		
23	جامع مسانید امام اعظم	امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ متولد 80ھ متوفی 150ھ	حدیث شریف	عربی

24	مسند امام اعظم	امام ابو حنیفہ کوفی بروایت حصکفی	حدیث شریف	عربی
25	مؤطا امام مالک	امام مالک متوفی 179ھ	=	=
26	مؤطا امام محمد	امام محمد بن حسن شیبانی متولد سنہ ھ متوفی 189ھ	=	=
27	الجامع المسند الصحیح الخ صحیح بخاری شریف	امام محمد بخاری متولد 194ھ متوفی 256ھ	=	=
28	صحیح مسلم شریف	امام مسلم متوفی 261ھ	=	=
29	سنن ابی داؤد شریف	امام ابوداؤد متولد 202ھ متوفی 275ھ	=	=
30	جامع وسنن الترمذی	امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی 275،279ھ	=	=
31	سنن النسائی المجتبیٰ، المجتبیٰ	امام احمد بن شعیب نسائی متوفی 303ھ	=	=
32	سنن ابن ماجہ	امام محمد ابن ماجہ متوفی 273،275ھ	=	=
33	موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان	امام ابو حاتم محمد بن حبان متوفی 354ھ منتخب زوائد۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متولد 735ھ متوفی 807ھ	=	=
34	شرح معانی الآثار مشہور طحاوی شریف	امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلمہ الحنفی متوفی 321ھ	=	=
35	شمائل ترمذی شریف	امام ابوعیسیٰ ترمذی۔ متوفی 275،279ھ	=	=
36	دلائل النبوۃ	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متولد 336ھ متوفی 430ھ	=	=
37	کتاب الخراج	امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم حنفی متوفی 182	حدیث شریف وفقہ	=
38	کتاب الشفاء مشہور شفاء شریف	امام قاضی ابوالفضل عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ متولد 496ھ متوفی 544ھ	حدیث شریف وسیرت	=
39	شرح شفا شریف	علامہ علی قاری حنفی متوفی 1014ھ	=	=
40	نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض	علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی (1) متوفی 1069ھ	حدیث شریف وسیرت	=

1۔ فتاویٰ عبدالحی، ج1، صفحہ 12 حدائق حنفیہ، صفحہ 415، 12 منہ وفوائد بہیہ مع التعلیقات، صفحہ 242

41	مشکوٰۃ شریف، مشکوٰۃ المصابیح	امام ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب بغدادی۔ متوفی 740ھ	حدیث شریف	عربی
42	مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	علامہ قاری حنفی متوفی 1014ھ	شرح حدیث	=
43	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	شیخ الاسلام والمسلمین سید المحققین سند المحدثین الشیخ محمد عبدالحق محدث محقق دہلوی الحنفی متولد 958ھ متوفی 1052ھ	=	فارسی
44	مقدمہ مشکوٰۃ ''از لمعات''	= = =	اصول حدیث	عربی
45	جمع الوسائل شرح شمائل	حضرت علی قاری محدث حنفی متوفی 1014ھ	شرح حدیث	=
46	شرح شمائل	امام عبدالرؤف مناوی متوفی 1013ھ	=	=
47	المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیۃ	شیخ الاسلام علامہ ابراہیم بیجوری (باجوری) متولد 1198ھ متوفی 1276ھ	=	=
48	الجامع الصغیر فی احادیث البشیر والنذیر	خاتم الحافظ امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ	حدیث شریف	=
49	کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق	امام عبدالرؤف مناوی متوفی 1031ھ	=	=
50	فیض القدیر شرح الجامع الصغیر	= = =	شرح حدیث	=
51	السراج المنیر شرح الجامع الصغیر	شیخ علی بن احمد بن محمد عزیزی متوفی 1040ھ	=	=
52	حاشیۃ الحفنی علی الجامع الصغیر	شیخ الاسلام محمد بن سالم الحفنی متوفی 1081ھ	=	=
53	الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر	حقیقۃ للسیوطی الممزج المرتب علامہ الشیخ العارف نبہانی متولد 1665ھ متوفی 1350ھ	حدیث شریف	=
54	مجموع الاربعین، اربعین	یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی 1350ھ	=	=
55	الخصائص الکبریٰ	امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ	حدیث وسیرت	=
56	کنز العمال شریف	امام علی متقی ہندی حنفی متوفی 975ھ	حدیث شریف	=

نمبر	کتاب	مصنف	موضوع	زبان
57	المواهب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ	امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد الخطیب القسطلانی الشافعی متوفی ۹۲۳ھ	سیرت و حدیث	عربی
58	زرقانی شرح مواہب	الشیخ الامام العلامۃ محمد بن عبدالباقی الزرقانی المصری المالکی متوفی ۱۱۲۲ھ	سیرت و حدیث	عربی
59	شرح صحیح مسلم للنووی	امام محی السنۃ ابوزکریا یحیٰی بن شرف الدین النووی الشافعی، متوفی ۶۷۶ھ	شرح حدیث	عربی
60	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری	شیخ الاسلام حافظ امام بدر الدین محمود بن احمد العینی الحنفی متوفی ۸۵۵ھ	=	عربی
61	ہدی الساری مقدمہ فتح الباری	شیخ الاسلام حافظ ابوالفضل احمد بن علی (ابن حجر العسقلانی) متوفی ۸۵۲ھ	=	=
62	فتح الباری شرح صحیح البخاری	=	=	=
63	تقریب التہذیب	=	اسماء الرجال	=
64	تعقبات سیوطی علی موضوعات ابن جوزی	امام سیوطی متوفی ۹۱۱ھ		=
65	عجالہ نافعہ	شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ	اصول	فارسی
66	کوثر النبی	شاہ عبدالعزیز صاحب پہراروی محدث صاحب نبراس ۱۲۳۹ھ	=	عربی
67	مدارج النبوت شریف	شیخ الاسلام والمسلمین المحققین وسند المحدثین الشاہ الشیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی متولد ۹۵۸ھ متوفی ۱۰۵۲ھ	سیرت	فارسی
68	مطالع المسرات بجلاً دلائل الخیرات	الشیخ الامام الاوحد محمد المہدی بن احمد الفاسی (1) من اہل القرن الحادی عشر	سیرت	عربی
69	جواہر البحار شریف	قاضی القضاۃ بیروت الامام العلامۃ العارف محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	فضائل	=

70	الجوہر المنظم فی زیارت القبر الشریف النبوی المکرم المعظم	الامام العلامۃ الحجۃ الحافظ احمد بن محمد ہیثمی مکی الشافعی متوفی ۹۷۳/۹۷۵/۹۷۴ھ	=	=
71	فتاویٰ حدیثیہ	=	فتاویٰ	=
72	کشف الغمہ	امام عارف الشیخ عبدالوہاب شعرانی شافعی متوفی ۹۷۳ھ	حدیث	=
73	کتاب المیزان	=	فقہ	=
74	الیواقیت والجواہر	=	تصوف	=
75	سعادت الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین	امام قاضی القضاۃ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	درود شریف	=
76	وسائل الوصول الی شمائل الرسول	=	شمائل	=
77	قصیدہ بردہ شریف	امام محمد بن سعید بوصیری متولد ۶۰۸ھ متوفی ۶۹۴ھ،۶۹۵(2)	مدح	=
78	الباجوری علی البردۃ	شیخ الاسلام علامہ ابراہیم باجوری متولد ۱۱۹۸ھ متوفی ۱۲۷۶ھ	=	=
79	شرح البردہ	شیخ خالد بن عبداللہ ازہری	=	=
80	شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام	الشیخ الامام الفقیہ المحدث علی بن عبدالکافی تقی الدین السبکی الشافعی متوفی ۷۴۶ھ	=	=
81	شرح سفر السعادت	متن مجدد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس متوفی ۸۱۶۔۸۱۷ھ شرح شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	حدیث وفقہ	فارسی
82	فتح القدیر	امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد ابن ہمام الحنفی متوفی ۸۶۱ھ	=	عربی
83	طحطاوی علی المراقی	علامہ الشیخ سید احمد طحطاوی متوفی بعد ۱۲۳۳ھ	فقہ	=

نمبر	کتاب	مصنف	فن	زبان
84	غنیۃ المستملی "حلبی کبیری" غنیۃ	امام محقق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی متوفی ۹۵۶ھ	فقہ	عربی
85	فتاویٰ عزیزی ومقدمہ فتاویٰ عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ	فقہ	فارسی
86	درمختار وردالمختار	فقیہہ محدث محمد بن علی خصی الحصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ السید الامام المحقق محمد امین ابن عابدین متوفی ۱۲۵۲ھ	=	عربی
87	فتاویٰ عبدالحی	مولوی عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ	=	فارسی
88	شرح فقہ اکبر	متن امام اعظم متوفی ۱۵۰ھ شرح علامہ علی القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ	عقائد	عربی
89	عقیدہ طحاویہ	امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ	عقائد	عربی
90	مسامرہ شرح مسایرۃ	متن امام ابن ہمام الحنفی متوفی ۸۶۱ھ شرح محمد بن محمد ابن شریف قدسی متوفی ۹۰۶ھ	عقائد	عربی
91	تکمیل الایمان	شیخ المحدثین الشیخ محمد عبدالحق المحدث الدہلوی الحنفی متوفی ۱۰۵۲ھ	عقائد	فارسی
92	تمہید شریف ابی شکور السالمی	ابوشکور سالمی حنفی معاصر داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ متعلم ۴۶۰ھ اور ۴۷۰ھ کے درمیان	عقائد	عربی
93	قصیدہ بدأالامالی	الشیخ سراج الملت والدین ابوالحسن علی بن عثمان الدوسی الحنفی اوشی فرغانی متوفی ھ	عقائد	عربی
94	شرح عقائد نسفی	متن ابوالفضل محمد بن محمد بن محمد البرہان الحنفی النسفی ۶۸۷ھ متوفی ۷۲۵ھ شرح علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی حنفی متوفی ۷۹۲ھ وہو غیر صاحب المدارک (اے الماتن) (فوائد بہیہ)	عقائد	عربی
95	نبراس	الغواص فی کل علم وفن العلام العارف خواجہ عبدالعزیز صاحب پہراروی حنفی متوفی ۱۲۳۹ھ	عقائد	عربی

نمبر	کتاب	مصنف	موضوع	زبان
96	مرام الکلام فی عقائد الاسلام	ایضاً	عقائد	اردو
97	تمہید الایمان بآیات القرآن	شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب حنفی متوفی ۱۳۴۰ھ		
98	حسام الحرمین	ایضاً	عقائد	عربی
99	احیاء علوم الدین	حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی الشافعی متوفی ۵۰۵ھ	تصوف و اخلاق	عربی
100	شرح فتوح الغیب	متن غوث الثقلین السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی الحنبلی متوفی ۵۶۱ھ شرح شیخ المحدثین حضرت الشیخ محمد عبدالحق المحدث المحقق الدہلوی۔ متوفی ۱۰۵۲ھ	تصوف و اخلاق	عربی و فارسی
101	نفحات الانس	عارف باللہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی قدس سرہ السامی الحنفی متوفی ۸۹۸ھ	تاریخ	فارسی
102	اخبار الاخیار	شیخ المحدثین سند المحققین شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ	تاریخ	فارسی
103	الرسائل والمکاتیب	ایضاً	تصوف	فارسی
104	مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں	شیخ شمس الدین علوی المعروف بہ مرزا مظہر جانجاں حنفی م1195ھ	تصوف	فارسی
105	صحائف السلوک	شیخ الاسلام خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی چشتی حنفی متوفی ۷۵۸ھ	تصوف	فارسی
106	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۶۲۷ھ	تاریخ	فارسی
107	سبع سنابل شریف	حضرت علام عارف باللہ میر سید عبدالواحد بلگرامی حنفی متوفی ۱۰۱۷ھ	تصوف	فارسی
108	شواہد النبوت	عارف باللہ مولانا عبدالرحمٰن جامی حنفی متوفی ۸۹۸ھ	سیرت	فارسی
109	مکتوبات امام ربانی	مجدد شیخ احمد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ حنفی متوفی ۱۰۲۴ھ	تصوف	فارسی

110	انفاس رحیمیہ	العارف الکامل الفاضل مولانا الشیخ الشاہ عبدالرحیم صاحب محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۱۳۱ھ	تصوف	فارسی
111	شمائل الاتقیاء	الشیخ العارف رکن الدین بن عماد الدین دبیر کاشانی خلد آبادی۔ متوفی بعد از ۷۳۲ھ	تصوف	فارسی
112	مثنوی شریف	عارف مولانا روم محمد بن محمد حسینی بلخی جلال الدین رومی متوفی ۶۷۲ھ	تصوف	فارسی
113	تکملہ خواجہ گل محمد صاحب	مولانا العارف الشیخ خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری متوفی ۱۲۴۳ھ	تصوف	فارسی
114	تذکرۃ الموتی والقبور	مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ	تصوف	فارسی
115	در الثمین فی مبشرات السید الامین	شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	خوابی احادیث	عربی
116	کتاب الابریز	اقوال حضرت غوث عبدالعزیز دباغ متوفی ۱۱۳۰ھ مؤلف الشیخ الحافظ احمد بن مبارک	تصوف	عربی
117	فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	تصوف	عربی
118	شرح قصیدہ ہمزیہ	شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	مدح	عربی و فارسی
119	قصیدہ اطیب النغم	شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	مدح	عربی و فارسی
120	سیرت رسول عربی	مولانا نور بخش توکلی ۱۳۶۷ھ	سیرت	اردو
121	المورد الروی فی المولد النبوی	ملا علی قاری حنفی محدث مکی متوفی ۱۰۱۴ھ	سیرت	عربی
122	موضوعات کبیر	ایضاً	حدیث	عربی
123	المصنوع احادیث الموضوع	ایضاً	حدیث	عربی
124	الحاوی للفتاویٰ	امام سیوطی ۹۱۱ھ	ہر فن	عربی
125	تحفہ اثنا عشریہ	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۱۲۳۹ھ	عقائد	اردو
126	بستان المحدثین	ایضاً	تاریخ	اردو
127	الرسالۃ المستطرفہ	علامہ محمد بن جعفر کتانی متوفی ۱۳۴۵ھ	تاریخ	عربی

128	حیوۃ الحیوان	علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ	علم الحیوان	عربی
129	تحفۃ الاحرار	عارف مولانا عبدالرحمٰن جامی متوفی ۸۹۸ھ	تصوف	فارسی
130	زلیخا	ایضاً	تصوف	فارسی
131	تواریخ حبیب الٰہ	مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی متوفی بعد ۱۲۷۶ھ	سیرت	اردو
132	منیر العین۔الہاوالکاف	سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا المجدد احمد رضا خان صاحب متوفی ۱۳۴۰ھ	اصول حدیث	اردو
133	حدائق بخشش	ایضاً	لغت	اردو
134	احکام شریعت	ایضاً	فقہ	اردو
135	صلوٰۃ الصفائی نور المصطفیٰ	ایضاً	عقائد	اردو
136	الامن والعلیٰ	ایضاً	عقائد	اردو
137	الاستمداد	ایضاً	مدح	اردو
138	مختار الصحاح	محمد بن ابی بکر عبدالقادر الرازی متوفی بعد ۶۶۰ھ	لغت	عربی
139	صراح من الصحاح	ابوالفضل محمد بن عمر بن خالد المدعو بجمال القرشی	لغت	عربی و فارسی
140	غیاث	مولانا محمد غیاث الدین بن جلال الدین	لغت	عربی و فارسی
141	منجد	لویس معلوف متولد ۱۸۶۷ھ متوفی ۱۹۴۶ھ فردینان توتل	لغت	عربی
142	مصباح اللغات	عبدالحفیظ بلیاوی	لغت	اردو
143	فیروز اللغات	مولوی فیروز الدین	لغت	اردو
144	حیات شیخ	خلیق احمد نظامی	تاریخ	اردو
145	حدائق حنفیہ	فقیر محمد جہلمی متوفی بعد ۱۳۰۲ھ	تاریخ	اردو

دوسروں کی زبان

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف یا مؤلف	فن	زبان
146	الصارم المسلول	ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ	عقائد	عربی
147	زاد المعاد	ابن قیم شاگرد و متبع ابن تیمیہ متوفی ۷۵۱ھ	سیرت	عربی
148	مولد رسول	ابن کثیر شاگرد و متبع ابن تیمیہ متوفی ۷۷۴ھ	سیرت	عربی
149	مولد رسول نیل الاوطار	قاضی شوکانی متولد ۱۱۷۲ھ متوفی ۱۲۵۰ھ	شرح احادیث	عربی
150	مسک الختام	میاں صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ	=	فارسی
151	آب حیات	محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ		
152	تحذیر الناس	محمد قاسم نانوتوی	=	اردو
153	ترجمہ قرآن مجید	اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ		اردو
154	بہشتی گوہر ضمیمہ بہشتی زیور	ایضاً	فقہ	اردو
155	نشر الطیب	ایضاً	سیرت	اردو
156	فتاویٰ رشیدیہ	رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ	فتاویٰ	اردو
157	براہین قاطعہ	خلیل احمد انبیٹھوی متوفی ۱۳۴۶ھ	فتاویٰ	اردو
158	فیض الباری	محمد انور کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ	شرح حدیث	عربی
159	قلمی فتویٰ از دیوبند	مفتی دیوبند	فتویٰ	اردو
160	فوائد جامعہ	عبد الحلیم چشتی	تاریخ	اردو
161	جامع البیان فی تفسیر القرآن معروف تفسیر ابن جریر	ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ	تفسیر	عربی
162	تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان	نظام الدین حسن بن محمد بن حسین قمی نیشاپوری متوفی ۷۲۸ھ	تفسیر	عربی
163	الجامع الاحکام القرآن مشہور تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی متوفی ۶۷۱ھ	تفسیر	عربی
164	تفسیر روح المعانی	محمود آلوسی بغدادی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ	تفسیر	عربی
165	تفسیر فتح الرحمٰن	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۲ھ	تفسیر	فارسی
166	تفسیر فتح القدیر	محمد بن علی بن محمد شوکانی وہو منہم متوفی ۱۲۵۰ھ	تفسیر	عربی
167	تفہیم القرآن	مولانا مودودی وہو منہم	تفسیر	اردو

نمبر	کتاب	مصنف	موضوع	زبان
168	احکام القرآن	امام ابوبکر احمد بن علی رازی بصاص الحنفی متوفی ۳۷۰ھ	تفسیر	عربی
169	کتاب الوجیز فی تفسیر القرآن العزیز	لاامام واحدی متوفی ۴۶۸ھ	تفسیر	عربی
170	تفسیر روح لبید	شیخ محمد نووی جاوی	تفسیر	عربی
171	معالم التنزیل	امام بغوی	تفسیر	عربی
172	مسند امام احمد	امام احمد متوفی ۲۴۱ھ	حدیث	عربی
173	مستدرک	امام حاکم متوفی ۴۰۵ھ	حدیث	عربی
174	سنن کبریٰ	امام بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	حدیث	عربی
175	المعجم الصغیر	امام طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	حدیث	عربی
176	مجمع الزوائد منبع الفوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متولد ۷۳۵ھ متوفی ۱۰۹۴ھ	حدیث	عربی
177	جمع الفوائد من جامع الاصول ومجمع الزوائد	محمد بن محمد بن سلیمان فارسی مغربی متولد ۱۰۳۹ھ متوفی ۱۰۹۴ھ	حدیث	عربی
178	المعجم الکبیر	امام طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	حدیث	عربی
179	المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ	للحافظ ابن حجر احمد بن علی العسقلانی متولد ۷۷۳ھ متوفی ۸۵۲ھ	حدیث	عربی
180	بدائع المنن فی جمع وترتیب مسند الشافعی والسنن	اصل امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ مؤلف احمد بن عبدالرحمٰن بن محمد ابن الشہیر بالساعتی	حدیث	عربی
181	عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفہ مما وافق فیہ الائمۃ الستۃ واحدہم	امام محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی	حدیث	عربی
182	نوادر الاصول	حکیم ترمذی متوفی ۲۵۵ھ، ۳۲۰، ۳۱۸ھ ہدیۃ العارفین صفحہ ۱۵ اور رسالہ مستطرفہ صفحہ ۱۸۹	حدیث	عربی
183	صحیح ابن خزیمہ	لاامام الائمۃ ابی بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ	حدیث	عربی
184	صحیح ابن حبان	امام ابن حبان متوفی ۳۰۷ھ	حدیث	عربی

185	منتقی	امام ابن جارود متوفی ۳۰۷ھ	حدیث	عربی
186	تیسیر الفتاح فی تخریج المنتقی	سید عبداللہ ہاشم مدنی	حدیث	عربی
187	کتاب التوحید واثبات صفات الرب	امام ابن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ	حدیث	عربی
188	سنن دار قطنی	امام دار قطنی متولد ۳۰۶ھ متوفی ۳۸۵	حدیث	عربی
189	منتخب کنز العمال	امام علی متقی ہندی متولد ۸۸۸ھ متوفی ۹۷۵ھ	حدیث	عربی
190	مسند ابی بکر	امام ابوبکر احمد بن علی متولد ۲۰۲ھ متوفی ۲۹۲ھ	حدیث	عربی
191	الاذکار المنتخبہ من کلام سید الابرار	امام نووی متوفی ۶۷۶ھ	حدیث	عربی
192	لمعات	شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	شرح حدیث	عربی
193	ارشاد الساری	امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ	=	عربی
194	تحفۃ الاحوذی	محمد عبدالرحمٰن مبارکفوری وہو منہم	=	عربی
195	انسان العیون فی سیرت الامین والمامون معروف سیرت حلبیہ	امام نور الدین حلبی متوفی ۱۶۳۴ء	سیرت	عربی
196	تفسیرات احمدیہ	ملا احمد جیون متوفی ۱۷۱۷ء	تفسیر	عربی
197	الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ	لامام عبدالغنی النابلسی الحنفی متوفی ۱۱۴۳ھ	سیرت	عربی
198	المبسوط	امام محمد، امام سرخسی متوفی	فقہ	عربی
199	المغنی	لابن قدامۃ	حدیث وفقہ	عربی

نوٹ:۔ 1۔ ان کے علاوہ باقی کتب کے اسماء جن سے اخذ کیا گیا ہے وہ اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوں گے۔

2۔ عجلت اور سخت تبلیغی وتدریسی مصروفیت کی وجہ سے ترتیب حسب منشاء نہ ہو سکی اور نظر ثانی بھی نہ ہو سکی۔

3۔ اہل علم حضرات سے ملتمس ہوں کہ میری غلطیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اصل عبارات سے محظوظ ہوں۔

ع "والعذر عند کرام الناس مقبول"

فیضی غفرلہ